اقوالِ علی علیہ السلام

هِدَایَةُ الْعِلم وَ غُرَرُ الْحِکَم

کا اُردو ترجمہ

مرتبہ

حجۃ الاسلام علامہ سید حسین شیخ الاسلامی مدظلہ العالی

مترجم

حجۃ الاسلام علامہ نثار احمد زین پوری

مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور پاکستان

قرآن سینٹر 24 الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور۔ 0321-4481214,042-37314311

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب------------------اقوالِ علی علیہ السلام

حصہ----------------------اول، دوم

مرتبہ--------------------حُجّۃ الاسلام علامہ سید حسین شیخ الاسلامی مدظلہ العالی

مترجم--------------------حُجّۃ الاسلام علامہ نثار احمد زین پوری

کمپوزنگ------------------ذوالفقار علی

سال اشاعت----------------2012ء

ناشر---------------------مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور

ہدیہ---------------------   روپے

ملنے کا پتہ

قرآن سینٹر

24 الفضل مارکیٹ اُردو بازار لاہور۔ 0321-4481214,042-37314311

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عرضِ ناشر

قارئین کرام!------------------------------------السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اَلۡحَمۡدُلِلّٰہِ! مصباح القرآن ٹرسٹ-----عرصہ دراز سے دورِحاضر کی بعض عظیم ترین تفاسیر و تالیفات کی نشر و اشاعت کے سلسلہ میں ایک عظیم اور پُروقار مرکز کی حیثیت سے اُمت مسلمہ کیلئے اپنی عاجزانہ خدمات انجام دے رہا ہے۔

زیرِنظر کتاب ''اقوالِ علی علیہ السلام'' غررالحکم کا اُردو ترجمہ ہے۔ یہ کتاب حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے فرمودات کا عظیم مجموعہ ہے۔ جسے حجۃ الاسلام علامہ سید حسین شیخ الاسلامی مدظلہ العالی نے مرتب کیا ہے۔ اور حجۃ الاسلام علامہ نثار احمد زین پوری نے اس کا اُردو میں ترجمہ کیا ہے۔

یہ کتاب بلاشبہ فرمودات مولائے کائناتؑ پر مشتمل کا ایک عظیم خزانہ ہے، جس سے نہ صرف ایک عام فرد بلکہ زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والا باشعور، اہل ذوق، اہل علم اور اہلِ حل وعقد مستفیض ہو کر اپنی زندگی کو عظیم انسانی قدروں کے مطابق استوار کرسکتا ہے۔

کتاب ھذا کی اشاعت کیلئے مصباح القرآن ٹرسٹ نے ہندوستان سے تنظیم مکاتب لکھنؤ اور انصاریان پبلیکیشن قم سے باقاعدہ اجازت لی ہے۔ متذکرہ ادارہ جات نے نہ صرف کتاب ھذا کو پرنٹ کرنے کی اجازت دی ہے بلکہ اپنی تمام کتب کو چھاپنے کا باضابطہ اجازت نامہ دیا ہے۔ انشاء اللہ ادارہ عنقریب ان کی تمام کتب جن کا اردو میں ترجمہ ہو چکا ہے، چھاپ کر قارئین کی خدمت میں پیش کرے گا۔ مزید برآں مصباح القرآن ٹرسٹ کی ویب سائٹ تیاری کے آخری مراحل میں ہے۔

جون 2012ء تک آپ ہماری تمام کتب ہماری ویب سائٹ www.misbahulqurantrust.com کے ذریعے گھر بیٹھے پڑھ سکتے ہیں۔ ہمیں اُمید ہے کہ صاحبانِ علم و تحقیق حسبِ سابق ''مصباح القرآن ٹرسٹ'' کی اس کوشش کو بھی پسندیدگی کی نظر سے دیکھیں گے اور اس گوہرِ نایاب سے بھرپور علمی و عملی استفادہ فرمائیں گے۔ اور ادارہ کو اپنی قیمتی تجاویز و آراء سے ضرور مستفید فرمائیں گے---------------------------والسلام

اراکین

مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور پاکستان

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ نمبر
خطبۂ کتاب	19
مقدمہ، اس کتاب کی تالیف کا مقصد	21
عرضِ مترجم	25
والدین	27
اُونٹ	27
فرزند آدمؑ	27
بزرگی	28
ایثار	28
موت	29
آخرت	31
اُخوت ورفاقت	36
اَدب	50
اذیت دینا	52
کھانا	52
اللہ اور اس کی صفات	53
اُمور	55
اَمر بالمعروف ونہی عن المنکر	57
اُمید اَور آرزو	59
اِمام	64
اِمامت	64
پناہ دینا	65
محفوظ	65
اَمن	65
عذابِ خدا سے امان	65
اَمانت دار	65
اَمانت داری	66
اِیمان	67
مومن	71
اِنسان	75
اللہ سے اُنس	76
اُنس	76
اِطمینان نہ جلد بازی	76
غور کرنے والا	77
خود کو قوی کرنا	77
تنگدستی	77
کنجوسی	77
بخیل	79
سبقت کرنا	81
ٹھنڈک	82
نیکی اور نیکوکاری	82
مانگنے میں اِصرار	83

بے گناہی	83
کشادہ روی	83
بصر و نظر اور بصیرت	85
سرکشی	86
باطل اور اس کی مدد کرنا	86
باطل پرست	87
شکم و شرمگاہ	87
سحر خیزی	88
گریہ و بکا	88
شہر اور وطن	88
بلاغت	88
غور و فکر	89
بنی اُمیہ	89
چوپائے اور درندے	89
افتراء	89
خانۂ خدا	89
بیت المال	89
تجارت اور خدا سے تجارت	89
تاجر	90
خاک	90
خدا کیلئے چھوڑنے والا	90
توبہ اور خدا کی طرف بازگشت	90
خدا پر اعتماد	91
ثواب	91
لباس	91
بزدِلی	91
کوشش	92
تجربہ	92
تجربہ کار	93
بے تابی	93
سزا و جزا	94
بدن اور جسم	95
بے وفائی	95
جلالت و بزرگی	95
جماع	96
حُسن و جمال	96
جمیل	96
آرائش	96
معتدل	96
جنت اور اہل جنت	96
سخاوت	98
سخی	100
خدا کی پناہ لینے والا	100
ہمسائے	100
بھوک	100
صاحب جاہ و جلال	101
جہاد	101
جہاد بالنفس	102

جہالت	103
جاہل ونادان	106
جہنم	109
محبت اہل بیتؑ	110
محب اور محبُوب	110
حجت ودلیل	110
حجت	111
مغلوب	111
صاحب دلیل	111
حج	111
تندخوئی	111
محتاط	112
ڈرانے والا	112
جنگ وسپاہ	112
جنگ کرنا	114
آزاد اور آزادی	115
محافظ ومحافظت	115
حرص	115
حریص	117
پیشہ	118
حرام	118
محرومی	119
گروہِ خدا	119
دُوراندیشی	119
دُوراندیش	120
فوت ہوجانے والی چیز کا غم نہ کرو	122
حساب	122
شرافت مندی	122
حسد	122
حاسد	124
محسود	125
ذہین	125
حسنات	125
احسان	125
محسن	139
اَچھائی	140
بات کہنے میں ناتوانی	140
فائدہ ولطف	140
بہرہ مندی یا خوش حالی	140
بھائی کیلئے کنواں کھودنا	140
کینہ توزی	140
کینہ توز	141
تحقیر	142
تحقیق	142
حق	142
صاحب حق	145
خدا کے حقوق	145
لوگوں کے حقوق	146

ذخیرہ اندوزی اور ذخیرہ اندوز	146	زندہ اور زندگی	170
اللہ کے احکام وحدود	146	حیا	171
حکمت	147	خبر دینا	173
حکما	149	آزمائش	173
حکومت وولایت	150	دھوکا	173
حاکم وزمام	151	خادِم	174
حلف وقسم	152	درماندگی وبے کسی	174
حلال	152	گنگ	174
خواب اور رویاء	152	سختی اور کم عقلی	174
بردبار	152	گھاٹا اُٹھانے والے اور گھاٹا	175
بردباری	153	خدا کی بارگاہ میں خشوع وخضوع	175
حمد وتعریف	156	دُشمن خدا	175
اچھائیاں اور بُرائیاں	156	خط، قلم اور کتاب	175
محمدؐ اور اُن کے اہل بیتؑ	156	یادداشت	176
حماقت	166	خطرہ میں گرنا	176
احمق	167	خطا	176
متحمل ہونا	168	اخلاص	176
حمیت	168	خلافت	177
پرہیز	168	خلفاء	178
حاجت اور حاجت روائی	168	إختلاف	178
حاجتیں	170	اخلاق	179
مزاج پُرسی	170	مخلوق	184
متحیر	170	تنہائی	185
حیلہ	170	شراب	185

پانچ ناپسند صفت	185
گمناہی	185
خوف وخشیت	185
غیر خدا کا توڑ	188
خوف کھانے والا	188
ڈرانا	188
نا اُمید	188
نیک کام	188
دُنیا و آخرت کی بھلائی	191
استخارہ	191
نیک افراد	191
اختیار	192
خدا کا اِنتخاب	192
خیانت	192
خیانت کار	193
جفاکش	193
اُمور کو پس پشت ڈالنا	193
پشت پھرانے اور مقابلہ کرنے والا	193
تدبیر	193
ایک دوسرے کی مدد چھوڑنا	194
اِقبال مندی کا ختم ہونا	194
داخل ہونے اور آنے والا	195
یک بارگی نعمت چھین جانا	195
درس	195
تلافی کرنا	195
تواضع	195
دُعا کرنا	196
دعوت	198
رہنما	198
بیمار	198
پست	198
پشیمان	198
دُنیا	199
دوا اور درد	222
دولت وحکومت	223
سہل انگاری	223
قرض	223
دین وشریعت	224
اندوختہ	228
یادِ خدا اور یاد کرنے والا	228
گناہ اور گنہگار	231
فاش کرنا	236
مہربان	236
رائے اور خود محوری	236
ریا اور ریاکار	238
نفع ونفع اُٹھانے والا	239
خدا سے اُمید رکھنا	239
رحم ورحمت	240

صلہ رحم اور اس کا قطع کرنا	241
کشائش	243
خودداری	243
ناپسند صفات	243
رِزق اور اس کا طالب	243
لوگوں پر اعتماد	245
پیغام بَر اور خط	246
صحیح راستہ	246
رضا اور راضی	346
رغبت	249
نرمی	249
نگرانی	251
سواری	251
اَرواح	251
راحت	252
مقصد	252
ریاضت	252
باز رہنا	252
زکوٰۃ	252
زوجہ	252
لغزش	253
زنا	253
توشہ	253
زُہد اور زاہدین	254
ملاقات	257
زینت	257
لوگوں سے طلب کرنا	257
سوال و جواب	259
اسباب و وسائل	260
مسابقہ	260
سجود و رکوع	260
قیدخانہ	261
غضب	261
سخاوت	261
درستی	263
سراب	263
شائستہ جواب دینا	263
پوشیدہ چیزیں	263
اسرار اور سرگوشی	263
سرور	265
اسراف	265
چوری	266
مدد کرنا	266
نیک بختی	267
خوش بخت	268
کوشش و جستجو	268
سفر	269
سفیر	269

خون ریزی	269	بیداری	277
کشتی نجات	269	نرمی برتنا	277
بے وقوفی	269	سیرت وکردار	277
بے وقوفی اور بے وقوف	269	سیاست	278
بیماریاں	270	جوانی	278
سکینہ ووقار	270	شکم سیری	279
آگے بھیجا گیا	271	گالی	280
سلام وتحفہ	271	دلیراور دلیری	280
صلح ومسالمت	271	سختیاں	280
اِسلام	271	بدی اور بدکار	280
مسلمان	272	شرف اور صاحب شرف	284
اَمرِ خدا کے سامنے تسلیم	272	مشرق ومغرب	285
سلامتی	273	شرک	285
مطیع	273	شرکت	285
فراموش	274	غلبۂ حرص اور حریص	285
تعزیت وتہنیت	274	شیطان	287
خوبصورتی	274	مشغولیت	288
سننا اور دیکھنا	274	شفیع اور شافع	288
کان دھرنا	274	خلیج وشقاق	288
شائستہ طریقہ	275	بدبختی	288
بدی کرنا	275	شکر اور شکر گزار	289
کام میں تاخیر کرنا	275	شک وریب	294
بڑا اور بڑا پن	276	بدحالی کی شکایت	297
بازار	276	سرزنش	297

مشورہ	297	مصائب	320
شوق ومشتاق	299	مصیبت اور مخطی	323
شہوت	300	نیک کام	323
شہید	302	شکل وصورت	323
شہادت وگواہی	303	روزہ	323
شہرت	303	ضرب المثل	324
بڑھاپا	303	ہنسی	324
شیعہ	303	خستہ حال	325
مرد کیلئے عیب	304	ضعیف وضعف	325
صبر اور صابر	304	گمراہی	325
بچے	311	باطن	325
صحت اور صحت مند	311	مہمان اور ضیافت	326
سینہ	311	تنگی	326
صدقہ	311	نشاط وطرب	326
صدق وسچائی	312	روشن راستہ	326
صادق وسچا	315	کھانا	327
حالات کی تبدیلی	316	کھانا کھلانا	327
سخت	316	طعن	328
مومنین کی بھلائی	316	اِطاعت وفرمانبرداری	328
خدا کا مخلص	316	فرمانبرداری	332
لوگوں کی اِصلاح	317	سرکش	333
لاف زنی۔ڈینگ مارنا	317	طالب	333
نماز	317	مطالب	333
خاموشی	318	مطلوب	334

طمع	334	عاجز	358
سربلندی	337	ران	358
سرشت	337	جلداز جلد باز	358
سبکی وطیش	337	معدود، گنا ہوا	360
ظفر	337	استعداد	360
ظلم وتعدی	338	عدل وعادل	360
ظالم	342	معتدل راستہ	364
مظلوم	344	دشمنی اور دشمن	364
مظالم	345	عذر ومعذرت	367
ظن	345	آبرو	368
معاونت	347	معرفت	369
احتیاط	347	عارف	370
ظاہر	348	عزت وعزت والا	370
پیٹھ کا بار ہلکا کرنا	348	گوشہ نشینی	371
عبودیت	348	عزم	372
عبادت	348	تنگ دستی	372
بندے	349	معاشرت	373
نصیحت ونصیحت گیری	351	عاشق	376
عتاب وسرزنش	355	خدا سے تمسک	376
آزاد کرنا	355	تحفظ وتمسک	376
لغزش	355	ہلاکت	376
خودپسندی	355	تعظیم	377
خودپسند	357	عفت وپاک دامنی	377
ناتوانی	357	عافیت	378

عفوو بخشش	379
انجام کار	382
عاق	383
عقل	383
عاقل	391
علت و معلول	398
عالم بالا	398
علم	399
عالم	408
تعلیم و تعلّم	412
متعلّم	413
عمر	413
آبادکاری	415
فکر عمیق	415
اعمال	415
معاملہ	424
اندھاپن اور اندھا	424
عیب جو	424
عنصر	425
سختی	425
غیر ضروری	425
کج شدہ	425
عادت	426
معاد اور قیامت	426
عوام	427
اعانت	427
مدد طلب کرنا	427
مدد لینا	428
عہد اور اس کو پورا کرنا	428
عیب اور نقص	431
سرزنش	434
زندگی	434
چشم اور چشم پوشی	435
آنکھوں سے دیکھنا	436
مددگار	436
عاجز ہونا	436
عاقبت	436
مغبون	437
کندذہنی و غفلت	437
بے وفائی	438
فریب	438
غصب	439
طلب مغفرت	442
غفلت و بے خبری	442
غافل و مغلوب	443
غالب	444
غلبہ چاہنا	444
غلط	444

خیانت	444
دھوکا وکینہ	444
غم	445
ثروت منداور ثروت	446
مظلوم کی فریادرسی	448
غیبت	448
غیب	449
غیرت	449
گمراہی	450
انتہا	450
فالِ نیک	450
فتنہ	450
مفتون	450
جواں مردی	461
گنہگار	461
گالی	452
فخر ومباہات	452
کشائش اور انتظارِ کشائش	453
فرحت ومسرت	453
خدا کی طرف سبقت کرو	453
موقعہ اور اس کا ہاتھ سے نکلنا	453
واجبات ومستحبات	456
تفریط	457
بے کاری	457
افترا	457
فساد	457
کاہلی وسستی	458
فضیحت ورسوائی	458
فضائل ورذائل	458
فضول	459
جو فضول میں مشغول ہوتا ہے، اس کے ہاتھ سے اہم امور نکل جاتے	460
ہیں،جس کی ضرورت ہوتی ہے۔زیرکی	460
کھونا	460
ناداری	460
فقیر	461
فقیہ وفقہا	462
فکر ومفکر	462
فلاح وکامیابی	466
خدا کے سپرد	466
سمجھنا	466
استقبالِ اُمور	467
خدا کی طرف رخ کرنا	467
راہِ خدا میں جان دینا	467
نیچے اُترنا	467
قدرت واقتدار	467
قدرومنزلت	468
اقدام کرنا	469

پیروی	469	ذخیرہ کیا ہوا یا کمایا ہوا مال	485
قرآن	469	قول وکلام	485
قریب	471	استقامت	492
تقربِ خد	471	امر خدا کو قائم کرنا	492
گناہ کا اعتراف	472	قوی	492
خدا کو قرض دینا	472	متکبر	494
دق الباب	472	خط وکتابت	495
نصیب وحصہ	472	چھپانا	495
سنگ دِلی	473	زیادہ باتیں کرنا	496
مقاصد	473	زیادہ سمجھنا	496
اعتدال ومیانہ روی	473	جھوٹ	496
تقصیر اور تقصیر کرنے والا	474	جھوٹا	498
قصاص	475	کریم وفیاض	500
قضا وقدر	475	عظمت وبزرگی	503
خدا سے علیحدگی	477	اقدار	503
بیٹھنے والا	477	مکروہ	504
انبیاء کی پیروی	477	کمائی اور کمایا ہوا مال	504
دل	477	کسالت	504
قلیل وکثیر	481	بدحالی	505
کم ترین چیز	481	غصہ کو برداشت کرنا	505
کم ہونا	481	کفرانِ نعمت اور ناشکرے	505
قنوت	481	کافر	506
ناامیدی	481	کفر	506
قناعت وقناعت کرنے والا	481	باز رہنا	507

کفاف	507
مکافات	507
کفایت	508
تکلیف	508
متکلم	509
کامل	509
کمال	509
مکر	509
زیرک وذہین	509
لاالہ الا اللہ	510
تجلی یا پستی	511
فرومایہ	511
اشتباہ والتباس	513
دودھ	514
جھگڑالو	514
لجاجت وجھگڑا	514
سوال میں اصرار کرنا	515
فتنہ وفساد کا زمانہ	515
جھگڑا	522
لذت	522
زبان	523
مہربانی	526
بیہودہ بات	526
ملاقات	526
لقاء اللہ	526
اشارہ	526
لہوولعب	527
رات اور دن	528
نرمی اور نرم خوئی	528
عظمت وبزرگی	528
اندوہ وبلا	529
مدح وثنا	529
مرد اور آدمی	531
مروّت	532
بیماری	535
جنگ وجدال	535
مزاح	536
راہ روی	537
ٹال مٹول کرنا	537
فریب	537
مکر خدا	537
مکر کرنے والا	538
چاپلوسی	538
بادشاہان وسلاطین	538
فرشتہ	543
بندہ	543
ملکہ	543
افسردہ	544

آزردگی	544
ناممکن	544
احسان جتانا	544
موت	545
مردے	551
مال وثروت	551
میلان وتمایل	556
زکاوت وزیرکی	556
بیداری	557
انبیاءوآئمہ علیہم السلام	557
کامیابی اورنجات	557
طالب مدد	558
مناجات ورازگوئی	558
پشیمانی	588
پشیمان	558
ڈرانا	559
آپسی نزاع	559
منزل ومسکن	559
پاکیزگی	559
شادمانی	560
عبادت گزار	560
عورتیں	560
خداکوبھول جانا	562
خلوص ونصیحت	560
نصرتِ حق	564
باطل کی مدد	565
مدد چاہنا	565
خدامددگار	565
انتقام	565
انصاف	565
منصف	566
شکل وصورت	567
نظم ونسق	567
نعمت	567
بدمزہ ومکدر کرنا	570
نفرت وجدائی	570
نفس اوراس کا محاسبہ	570
انفاق ونگہداری	586
نفاق	587
منافق	587
نقص	588
خدائی انتقام	589
ناکثین،قاسطین،مارقین	589
نکاح	590
سخن چینی	590
لوگ	591
نیند	595
نیابت	595

رسائی	595
نیت	596
خدا پر اعتماد	597
پانا	598
درد	598
محبت	598
ورع	601
مواسات و برابری	605
سخن چیں	605
خدا تک رسائی	605
میل جول	606
فروتنی و خاکساری	606
وطن	608
وعظ و موعظہ	608
توفیق	611
موافقت	612
بے شرمی	613
بے حیائی	613
توقیر	613
تقیہ	613
تقویٰ	613
متقین اور پرہیزگار	618
توکل	620
بیٹا	621
اولیا اللہ اور اس کے دوست	621
سستی	622
بخشش	622
گمان	622
تہمت	622
ہدایت پانا	622
ہدیہ و تحفہ	623
یاوہ گوئی	624
ہلاک کرنے والے	624
اشارہ سے غیبت کرنا	624
ہمتیں	624
بے باکی	625
خواہش	626
ہیبت	630
ناامیدی	630
ایتام	631
بیداری اور دینی بیداری	631
یقین	632

❁❁❁❁❁

خطبۂ کتاب

ساری تعریف اس خدا کے لیے ہے کہ جس نے اپنی معرفت کے راستہ کی طرف اپنی توفیق کے ساتھ ہماری رہنمائی کی ہے اور اپنی توحید کے ذریعے ہمیں اپنے تمام بندوں پر برتری عطا کی ہے، میں اس کی جدا اور توام نعمت پر اس کا شکر گزار ہوں، ایسی حمد کہ جس تک افکار کی رسائی نہیں ہوسکتی اور جس کو شمار کرنے سے اوہام عاجز ہیں۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ تنہا ہے، کوئی بھی اس کا شریک نہیں ہے۔ اس شخص کی سی گواہی دیتا ہوں کہ جس کی زبان سچائی کے ساتھ گویا ہو اور جس کا دل حق کے اعتقاد کے اخلاص سے معمور ہو میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندوں کے درمیان برگزیدہ بندے ہیں اور اس کے رسول ہیں جو راہِ راست کی طرف بلانے والے ہیں۔ انہیں خدا نے اس وقت بھیجا جب امتیں باطل مذاہب کی پیرو تھیں اور گمراہی میں ایک دوسرے کے تابع تھیں۔ پس خدا نے اپنے نبیؐ، انؐ پر اور انؐ کی آل پر خدا کی رحمتیں ہوں، کے ذریعہ دین کے راستوں کو پہنچوایا اور دین کے مدارج کی اس کے سامنے وضاحت کی، یہاں تک کہ حق روشن و درخشاں ہوگیا اور باطل نابود و ہلاک ہوگیا۔ آپؐ پر اور آپؐ کی آل میں سے آئمہ اطہارؑ اور آپؐ کے برگزیدہ اہل بیتؑ اور آپؐ کے نیک کردار اصحابؓ پر اللہ کی رحمتیں ہوں، ایسی رحمتیں کہ جن کا سلسلہ رات و دن کسی وقت ختم نہ ہو۔

اپنے نفس پر زیادتی کرنے والا، اپنے پروردگار کی رحمت کا محتاج، عبدالواحد آمدی تمیمی کہتا ہے: (حمد وصلوات کے بعد) بے شک جس چیز نے مجھے اس کتاب کی تحقیق کے فوائد اس کی تعلیق، اس کے کلمات کی جمع آوری اور اس کی کتابت کی آرستگی پر ابھارا ہے، وہ یہ ہے کہ ابوعثمان جاحظ، جو اپنے بارے میں خوش فہمی میں مبتلا ہوگیا تھا، اس نے ان کو شمار کیا ہے اور اپنی ڈائری میں لکھا ہے اور ان کلمات کی تعداد معین کی ہے کہ ایسے کلمات حکمت جن کو کانوں سے کم ہی سنا ہے سو ہیں اور وہ نہایت مفید و سودمند ہیں جن کو اس نے امیرالمومنین علی ابن ابی طالبؑ سے جمع کیا ہے۔

میں نے کہا: ہائے! تعجب ہے اس شخص پر جو اپنے زمانہ کا علامہ اور اپنے جیسوں میں منفرد ہے؟ باوجودیکہ وہ علم میں تقدم رکھتے تھے اور فہم کے بلند مرتبہ پر فائز تھے اور صدر اول سے قریب تھے اور ان کے ضرب المثل ہونے میں افضل ہیں اور زیادہ حصہ رکھتے ہیں اس سے بدر منیر کیسے پوشیدہ رہ گیا اور وہ دریا سے قطرہ پر کس طرح راضی ہوگیا؟ کیا وہ کل کا بعض حصہ نہیں ہے؟ اور بہت میں سے کم اور موسلا دھار بارش میں شبنم کا قطرہ ہے؟

میں نے دل گرفتہ ہونے اور مرتبہ کمال میں کم ہونے کے باوجود اور اس اعتراف کے ساتھ کہ میں صدر اول کے افاضل کی شان کو سمجھنے سے قاصر اور ان کے میدان میں جولانی کرنے سے عاجز ہوں اور ان کے مقابلہ میں بہت ہلکا ہوں۔ میں نے آپ کے کلمات حکمت میں سے کچھ اور آپ کے بلند بالا سخن، میں سے بہت کم جمع کیا ہے کہ جس کے سامنے اربابِ بلاغت

گنگ ہیں اور صاحبانِ حکمت ان کا جواب لانے سے ناامید ہو چکے ہیں۔

خدا جانتا ہے کہ میں تو سمندر سے چلو بھر لینا چاہتا ہوں اس شخص کی مانند جس کو اپنی کوتاہی کا اعتراف ہے خواہ اس کی تعریف میں مبالغہ ہی کیا جائے اور ایسا کیوں دنہ ہو؟ کہ علیؑ چشمہ نبویؐ کے جرعہ نوش اور علم لدنی کے حامل فرماتے ہیں کہ ان کا قول حق ہے اور ان کا کلام سچا ہے، پس آئمہؑ کے نقل کئے ہوئے اس جملہ: ''بے شک میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان، دِل میں، بے پناہ علم ہے کاش مجھے اس کے اٹھانے والے اور اہل مل جاتے۔''

میں نے روایات کی سند کو حذف کر دیا ہے اور حروف تہجی کی ترتیب سے مرتب کیا ہے اور آپؑ کے آواخر حکمت میں سے جو ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں جن کا خاتمہ تسجیع ہے اور ایک دوسرے کے مطابق ہیں، انہیں ایک دوسرے کے ہمراہ رکھا ہے تا کہ اچھی طرح کانوں میں بیٹھ جائیں اور دل و حافظہ میں اچھی طرح جاگزیں ہو جائیں چونکہ لوگ منظوم کلام کی طرف زیادہ میلان رکھتے ہیں اور منثور کلام سے بہت دور ہیں اور یہ کہ اپنے قاری کے حفظ کرنے کے لیے آسان ہو جائیں اور اس کا ذوق رکھنے والے کے لیے اس لفظ شیریں اور منتخب کرنے والے کے لیے اس کے گوہر تاب دار ہوں، باوجودیکہ میں نے طول ہو جانے کے خوف سے اکثر کو مختصر کیا ہے پھر بھی ان میں جو کچھ ہے وہ صاحبانِ عقل و ادب کے لیے رنج و تعب سے شفاء ہے۔

خدا سے نیک جزا کی امید رکھتے ہوئے اور ہر عیب سے اسی کی پناہ چاہتے ہوئے، میں نے ان کلمات کے مجموعہ کا نام ''غرر الکلم ودرر الکلم''، رکھا ہے، توفیق خدا کی ہی طرف سے ہے میں نے اس پر توکل و اعتماد کیا ہے اور اسی کی طرف میری بازگشت ہوگی۔

مقدمہ

اِس کتاب کی تالیف کا مقصد

علامہ متبحر، معلمِ اِخلاق عبدالواحد تمیمی آمدی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ کی مفید و پُر محتویٰ تالیف ''غرر الحکم و درر الکلم'' جو کہ نہج البلاغہ کی مثیل و عدیل ہے، مدتوں میرے مطالعہ میں رہی ہے۔ میں نے یہ محسوس کیا کہ کتاب نہایت مفید پر مغز اور خاص نہج سے مرتب کی گئی ہے۔لیکن اس کتاب سے موضوع کے استخراج میں باوجود یکہ اپنے موضوع پر دلچسپ و کم نظیر کتاب ہے۔ بہت وقت صرف ہوتا ہے مثلاً اگر کوئی جہاد دنیا، تقویٰ، علم و علما، جنگ و مجاذ، فرصت، عمر اور قبر و قیامت کے موضوع پر احادیث نکالنا چاہے تو شاید ان میں سے ہر ایک موضوع پر کئی روز یا کئی گھنٹے صرف ہوں گے تب تو اپنے مقصد میں کامیاب ہوگا۔

میں نے سوچا کہ ان روایات کو موضوع وار جمع کر دیا جائے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے اس کام کی توفیق مرحمت فرمائی چنانچہ تصحیح و تطبیق کے بعد اس کی موضوع بندی کی اور سلیس ترجمہ مختصر شرح کے ساتھ برادران و خواہران ایمانی کی خدمت میں پیش کر دیا۔

امید ہے کہ یہ کتاب مولف اور قارئین کے لیے مفید ثابت ہوگی اور دنیا و آخرت میں سب کے لیے باعث نجات ہوگی۔

آمدی کون ہے؟

عظیم محقق عالی قدر محدث قمی نے ''الکنی والالقاب'' میں اس طرح رقم کیا ہے:

آمدی بکسر المیم، عالم و فاضل، محدث شیعی امامی ہیں۔

پھر لکھتے ہیں: انہیں فضلا کی ایک جماعت نے امامیہ کے بڑے علما میں شمار کیا ہے۔ اسی جماعت میں سے ابن شہر آشوب ہیں۔ انہوں نے کتاب مناقب کے اوائل میں کتب خاصہ کی تعداد اور ان کتب کی اسانید بیان کرتے ہوئے لکھا ہے: مجھے آمدی نے غرر الحکم کی روایت کی اجازت دی ہے اور مولی الاساتذہ نے بحار میں ان پر اور ان کی کتاب پر بہت تکیہ کیا ہے اور موصوف کو مذہب امامیہ میں شمار کیا ہے اور اس میں انہوں نے ان کی کتاب سے روایات نقل کی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ علمائے امامیہ میں سے ہیں۔ اس کے بعد ان کی تاریخ وفات 510ھ لکھی ہے۔

مستدرک میں ریاض سے اس طرح نقل کیا ہے: مشہور یہ ہے کہ وہ سادات میں سے نہیں تھے۔ یہ جملہ اس لیے لکھا ہے کہ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ سید رضی رضوان اللہ علیہ کے مانند وہ بھی سادات میں سے تھے، پھر لکھتے ہیں: مختصر یہ کہ انہیں علمائے امامیہ نے فضلا میں شمار کیا ہے۔ انہیں علما میں سے ایک شہر ابن آشوب ہیں۔ اس کے بعد صاحب مناقب کی روایت نقل کی ہے اور لکھا ہے: اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ علمائے امامیہ میں سے ہیں۔ ممکن ہے بعض یہ گمان کریں کہ وہ مخالفین میں سے تھے۔

محدث قمی مرحوم نے ''فوائد الرضویہ'' کے صفحہ 360 پر تحریر کیا ہے: صاحب ریاض العلما نے بھی ان کے سنی ہونے کا ذکر نہیں کیا جب کہ وہ علم رجال کے ماہر اور اس موضوع پر ان کی گہری نظر ہے بلکہ انہوں نے اس بات کی تصریح کی ہے۔ فضلا کی ایک

جماعت نے انہیں علمائے امامیہ میں شمار کیاہ۔

محدث بزرگوار لکھتے ہیں: ''آمد'' دجلہ وفرات کے درمیان بلادِ جزیرہ کا ایک بڑا شہر ہے۔ابن شہرآشوب نے معالم العلما کے صفحہ 81 پر تحریر کیا ہے: عبدالواحد بن محمد بن ''غرر الحکم ودرر الکلم'' انہیں کی ہے جس میں انہوں نے امیرالمومنین کے امثال بیان کی ہیں۔

اسی طرح ریاض العلما جلد 3 صفحہ 281 پر مرقوم شیخ ابوالفتح عبدالواحد کی کتاب ''غرر الحکم ودرر الکلم'' امیرالمومنین کے کلام پر مشتمل ہے۔یہ ہندوستان اور صیدا میں طبع ہوئی ہے۔

موصوف ابن شہرآشوب کے مشائخ میں سے ہیں۔محقق جمال الدین خوانساری نے اس کی شرح کی ہے نیز ان کے حالات میں مرقوم ہے اس کی عظمت کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ ابن شہرآشوب نے اپنی کتاب ''مناقب آل ابی طالب'' کے شروع میں لکھا ہے: مجھے آمدی نے غرر الحکم کی روایت کی اجازت دی ہے۔(مناقب ج1،ص12)

غرر الحکم ودرر الکلم

اس کتاب کی توصیف میں محدث قمی لکھتے ہیں: یہ کتاب بڑی اور ضخیم ہے۔کلماتِ حکمت پر مشتمل ہے۔اس کو انہوں نے حروف تہجی کے نہج پر مرتب کیا ہے اور اس کے کلماتِ حکمت کے آواخر کو مسجع بنایا اور انہیں متصل کیا ہے، تاکہ اچھی طرح کانوں میں بیٹھ جائیں یا قلوب واذہان میں بہترین طریقہ سے اتر جائیں۔خدا انہیں جزائے خیر عطا فرمائے (فوائد الرضویہ ج1،ص259) نیز آمدی مرحوم کے حالات میں لکھا ہے: عالم محقق جناب آقا جمال الدین نے کتاب غرر الحکم کا فارسی میں دو ضخیم جلدوں میں ترجمہ کیا ہے۔خدا ان کی زیارت قبول کرے اور الذریعہ(ج16،ص38) میں اس طرح لکھا ہے: غرر الحکم علی ابن ابی طالبؑ کا کلام ہے، اس کے مؤلف شیخ ابوالفتح عبدالواحد متوفی 510 ہیں جیسا کہ اس کے نسخہ کی پشت سے ظاہر ہوتا ہے جس کی کتابت 1007ھ میں ہوئی۔یہ نسخہ بیروت میں شیخ محمود العاملی کے پاس تھا، جیسا کہ معجم کتابوں میں مرقوم ہے: اس کتاب ''غرر الحکم'' میں امیرالمومنینؑ کے حکم ومواعظ کو حروفِ تہجی کے لحاظ سے جمع کیا گیا ہے اور اس کے مؤلف رشید الدین محمد بن شہرآشوب السروی متوفی 588ھ کے مشائخ سے ہیں۔

کتب رجال میں ایسی تعبیریں زیادہ دیکھنے میں آئی ہیں کہ جو اس کتاب کی اہمیت کی حامی ہیں اور ان سے اس بات کا پتا ملتا ہے کہ اس کتاب کے مؤلف علم حدیث کے ماہرین میں سے ہیں۔

اس کتاب کا اِمتیاز

ممکن ہے کہ یہ کہا جائے کہ اس کتاب میں ایسا کیا فن دکھایا گیا ہے کہ جس نے اس کو دوسری باتوں سے ممتاز کر دیا ہے؟ اس بات کی وضاحت کے لیے چند نکات کو ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہے:

1.اس کتاب کی احادیث وروایات کی متعدد بار دوسرے نسخوں سے تطبیق کی گئی ہے، اس بنا پر یہ دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ یہ صحیح ترین

نسخہ ہے، کیوں کہ غرر الحکم سے قلمی و مطبوعہ دوسرے نسخوں سے اس کی مکرر تطبیق کے علاوہ نہج البلاغہ بحار اور ناسخ سے بھی اس کی مطابقت کی گئی ہے۔ اسی لیے ایک روایت کے اوپر ''خ'' کی علامت رکھی ہے جو نسخہ کی علامت ہے اور بعض روایات پر ''ح'' کی نشانی ہے یہ دوسری حدیث کی طرف اشارہ ہے۔

2. روایات کی نمبر گزاری عظیم محقق جناب جمال خوانساری کی شرح نسخہ دانش گاہ کے مطابق کی گئی ہے تا کہ غرر الحکم کی اصل کتاب بھی باقی رہے، کلی طور پر متروک نہ ہو جائے۔ ہر چند اس مجموعہ سے استفادہ کرنا اصل غرر سے استفادہ ہے اور اگر کوئی خود غرر الحکم سے کوئی روایت دیکھنا چاہے تو وہ بھی دیکھ لے اور اس کم نظیر شرح سے بھی استفادہ کر لے۔

3. لیکن کہیں بعض روایات کے شروع میں دو نمبر لگا دیئے ہیں۔ یہ اس کے کامل تر ہونے کی علامت ہے۔ یہی روایت دوسری جگہ ہے۔

4. ممکن موضوعات میں تعبیریں مختلف ہوگئی ہوں مثلاً دنیا کے موضوع میں العاجل الفانیۃ وغیرہ اور مدح کے موضوع میں الاطراء، اثناء، التزکیۃ اور الاخوۃ والاخاء میں الصحبۃ، الرفاقۃ وغیرہ نظر آئیں۔ یہ حسب معمول ایک ہی موضوع میں ذِکر ہوئی ہیں۔ کتاب کی فہرست میں اس کی طرف اشارہ کیا جائے گا (اگر گنجائش رہی)۔

5. چونکہ اکثر روایات ایک سے زیادہ موضوع پر مشتمل ہیں، فی الجملہ موضوع بندی کی گئی ہے کہ جس کی طرف فہرست میں اشارہ دیا گیا ہے لہٰذا اگر کوئی روایت اپنے موضوع میں نظر نہ آئے تو اس کو دوسرے موضوعات میں تلاش کریں۔

6. ممکن ہے کوئی یہ خیال کرے کہ یہ کام تو محدث اموی مرحوم کر چکے ہیں تو اس کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اگر محقق دونوں کتابوں کو دیکھے گا تو یہ فرق بھی آشکار ہو جائے گا:

(الف) باوجودیکہ محدث بزرگوار نے محنت کی ہے ان کی محنت قابل ستائش بھی ہے لیکن اس کی حیثیت ایک فہرست سے زیادہ اور کچھ نہیں ہے۔ اس میں تمام روایات نقل نہیں ہوئی ہیں لہٰذا اس کے لیے اور چھ جلدوں کی ضرورت ہے۔

(ب) اس کتاب میں روایات پر اعراب لگایا گیا ہے جبکہ اس میں اعراب نہیں لگایا گیا ہے، جبکہ صاحبانِ فن کے لیے بھی اعراب گزاری کی ضرورت ہے۔

(ج) اس میں ترجمہ اور شرح نہیں ہے مگر دوسری چھ جلدوں کے ساتھ جبکہ اس کی بہت سی روایات کے ترجمہ و شرح کی ضرورت ہے، یہاں تک کہ کہیں کہیں علامہ خوانساری قدس سرہ نے بھی بعض روایات کو مجمل چھوڑ دیا ہے اور اسی لیے ایک ایک روایت میں پانچ، چھ احتمال دیئے ہیں حالانکہ اگر اس کے ماخذ کو دیکھ لیا جاتا تو ایک احتمال سے زیادہ احتمال نہ دیتے۔

(د) اس میں اس سے زیادہ موضوعات ہیں جو کہ اس میں بیان ہوئے اور یہ کسی محقق پر پوشیدہ نہیں ہے خاص طور سے جب سے اس کی دوسری بار موضوع بندی ہوئی ہے، جس کو قارئین فہرست میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

آخر میں اس نکتہ کو بیان کر دینا بھی ضروری ہے کہ ممکن ہے بعض ماہرین علم رجال، اساتید کرام اور فضلائے گراں قدر بعض

روایات میں زیادہ تناسب مشاہدہ کریں (یعنی دو روایتیں ایک ہی محسوس ہوں) بات پر توجہ رکھنا چاہئے کہ ایسا کام بہت دقیق اور مشکل ہے۔ہوسکتا ہے غفلت ہوگئی ہو یا اس وقت کوئی مناسبت محسوس ہوئی ہے کہ جس کی وجہ سے اسے اس باب میں لکھ دیا گیا ہو، میں نے اس کام کے آغاز میں اپنے دوستوں میں سے تین اشخاص سے تعاون کی درخواست کی تھی اور انہوں نے دو ماہ تک تکلیف اٹھائی لیکن ان کی زحمت نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوسکی، مجبوراً میں نے انہیں برطرف کردیا اور تیسری بار میں نے ابتدا سے کام شروع کیا۔خدا نے میری مدد کی اور یہ کام اس صورت میں انجام پذیر ہوگیا جس صورت میں قارئین کے سامنے ہے۔امید ہے کہ اگر قارئین محترم کوئی فاش غلطی ملاحظہ کریں گے تو اس سے حقیر کو مطلع فرمائیں گے اور اس روایت ''احب اخوانی من اھدیٰ الی عیوبی،' کا مصداق قرار پائیں گے تاکہ بعد والے ایڈیشن میں اس کی تصحیح کردی جائے۔

تاکہ اس کتاب میں غرر الحکم کا پورا مواد موجود ہے اس لیے غرر الحکم کے خطبہ اول کا ذکر بھی تیمناً کردیا گیا ہے، امید ہے کہ آمدی مرحوم کی روح مطہر اس کتاب سے شاد و مسرور ہوگی۔

ولہ الحمد وبہ نستعین وعلیہ التکلان

حوزۂ علمیہ قم

سید حسن شیخ الاسلامی پسرکانی

عرضِ مترجم

الحمد اللہ! ''غررالحکم ودررالکلم'' کا ترجمہ اپنے تمام مراحل سے گزر کر قارئین کے ہاتھوں میں پہنچ گیا۔ یہ کتاب اپنی انفرادیت کے ساتھ عربی داں طبقہ میں ہمیشہ مقبول رہی ہے۔اس کے مطالعہ کی خواہش مجھے اس وقت سے تھی جس وقت سے میں نے علما سے اس کے محاسن سنے تھے، لیکن ہندوستان میں تقریباً نایاب تھی۔ایران میں بھی کافی دنوں تک دستیاب نہ ہوسکی۔ بیسویں صدی کی آخری دہائی کے آخری زمانہ میں محترم انصاریان صاحب نے عربی متن کے ساتھ اس کا فارسی ترجمہ شائع کیا، اس زمانہ میں مَیں ایران سے مستقل طور پر ہندوستان لوٹنے کی تیاری کر رہا تھا لہٰذا وہاں رہ کر نہ اس کا مطالعہ کرسکتا تھا اور نہ ترجمہ البتہ محترم انصاریان صاحب سے ترجمہ کے بارے میں گفتگو ہوئی تو انہوں نے مبہم انداز میں اجازت دے دی۔میں نے سوچا کہ ہندوستان میں اس کا ترجمہ کردوں گا لیکن ہندوستان آیا تو یہاں ہزاروں مشکلیں ایسی سامنے آئیں کہ ہر مشکل پہ دم نکلے۔

سب سے بڑی مشکل روزگار کا مسئلہ تھا (جو آج تک حل نہ ہوسکا) دوسری مشکل یہ تھی کہ ترجمہ کہاں رہ کر کروں؟ دیہی علاقوں میں آب و برق کی فراہمی نہیں ہے۔شہروں میں ان چیزوں کی فراہمی ہے تو وہاں کوئی ایسی جگہ نہیں ملتی کہ جس کا کرایہ نہ ادا کرنا پڑے ۔تیسری مشکل یہاں کے موسم ہیں۔ یہاں کے باشندوں کے مزاج کی شدت سے یہاں کے موسموں کی شدت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ان مشکلات کے ساتھ ترجمہ کا کام شروع کیا، ابھی چند صفحات کا ترجمہ کیا تھا کہ موسم گرما اپنی پوری شدت کے ساتھ آپہنچا۔دل و دماغ ماؤف ہوگیا، کام بند کر دینا پڑا۔گرمی کے ختم ہونے اور سردی کے آنے کی دعا کرتا رہا۔سردی آئی تو وہ برفیلی ہواؤں اور کہرے کے قہر کے ساتھ آئی۔اب نہ کچھ دکھائی دیتا ہے نہ لحاف سے ہاتھ باہر نکالا جاسکتا ہے،ان حالات میں قلمی کام کرنا کتنا مشکل ہے، اس کا اندازہ وہی لوگ لگا سکتے ہیں جو ایسے حالات سے دوچار رہے ہیں۔یہ یورپ وامریکہ اور مشرقِ وسطیٰ نہیں ہے کہ جہاں موسم کا اثر گھر کے باہر رہتا ہے اور انسان گھر یا دفتر میں اپنا کام انجام دیتا رہتا ہے۔یہ ہندوستان ہے، جہاں موسم صفت لوگ گھر میں بھی کوئی نیک کام نہیں کرنے دیتے!! انہیں وجوہ کی بنا پر زیر نظر کتاب کا ترجمہ دوسال میں مکمل ہوا ہے۔ اس ترجمہ کی کتابت، تصحیح اور دیگر امور میں جناب مولانا مصطفی علی خان، جناب مولانا مشہود رضا اور جناب مولانا سید عمران رضا صاحب نے میرے ساتھ تعاون کیا ہے، خدا انہیں جزائے خیر عطا کرے۔

کتاب کے بارے میں کیا لکھوں اور کس طرح تعارف کراؤں یہ بات ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آسکی، ہاں اتنا جانتا ہوں کہ یہ کتاب اس ذات والا صفات کے کلام پر مشتمل ہے، جس کے کلام کو''**وکلام الخالق تحت قفوق کلام البشر**'' کا درجہ حاصل ہے۔اس میں دعوائے سلونی کرنے والے کے اقوال، نور یزدانی کے انوار، دہن امامت سے نکلے ہوئے لولو ومرجان، لسان اللہ کے بیان کئے ہوئے گوہر فصاحت اور قرآن ناطق کی زبان سے نکلے ہوئے کلمہ بے مثال ہے۔ جس نے اس کے چھوٹے چھوٹے کلمات کو یاد کرلیا اس نے لولو ومرجان سے اپنا دامن بھر لیا۔جس نے آپؑ کا کلام یاد کرلیا وہ

دوسروں کے کلام سے بے نیاز و مستغنی ہوگیا اور جو یاد نہیں کرسکا وہ خسارہ میں رہا۔

اس کتاب میں حضرت علیؑ کے جو کلمات جمع کئے گئے ہیں ان میں سے ہر ایک انسانی اقدار کا معیار اور آدمیت کے لیے ضابطہ حیات واخلاق ہے۔ ہر جملہ میں آپؑ نے علم ومعارف کے سمندروں کو سمودیا ہے۔اسی مناسبت سے جناب آمدیؒ نے اس کا نام ''غرر الحکم ودرر الکلم''، یعنی ''حکمتوں کی منور پیشانیاں اور کلام کے گوہر آبدار'' رکھا ہے۔

اس مقدس ومعصوم ذات کے کلام کا ترجمہ مجھ جیسے خاطی سے کہاں ہوسکتا ہے۔حسب توفیق ترجمہ کرنے کی کوشش کی ہے۔اگر مولاؑ اور مولاؑ کا مولا اسے قبول کرلے تو میرے لیے یہی کافی ہے۔ترجمہ اور کتابت کی غلطی کا امکان ہی نہیں بلکہ مجھے یقین ہے کہ غلطی ہوگی کیونکہ میں معصوم نہیں ہوں۔اگر غلطی نظر آئے تو براہِ کرم اسے دامن عفو میں جگہ عنایت فرمائیں اور اس سے مجھے آگاہ فرمائیں۔

کمال صدق ومحبت ببیں نہ نقص وگناہ
کہ ہر کہ بے ہنر افتد نظر بعیب کند

نثار احمد زین پوری

والدین

ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا سب سے بڑا فریضہ ہے۔
اپنے والد کے ساتھ نیکی کروتا کہ تمہارے بیٹے تمہارے ساتھ نیکی کریں۔
جو شخص اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرتا ہے اس کے ساتھ اس کا بیٹا نیکی کرے گا۔
والد کی موت کمر توڑ دیتی ہے کیونکہ دنیا میں وہی سب سے بڑا حامی ہوتا ہے۔
جو شخص اپنے والدین کے ساتھ ننگ و عار کی وجہ سے نیکی نہیں کرتا ہے وہ صحیح راستہ کی مخالفت کرتا ہے۔
باپوں کی باہمی محبت بیٹوں کے درمیان ایک نسبت ہوتی ہے۔(نہج البلاغہ میں،کلمہ قصار 300،نسبت کی بجائے،قرابت لکھا ہے اور اس کے بعد اور عبارت ہے۔ بظاہر دونوں کے معنی یہ ہیں۔ باپوں کی باہمی محبت بیٹوں کے درمیان ایک قسم رشتہ داری ہوتی ہے کیوں کہ وہ دوستی و دشمنی کو میراث میں پائیں گے۔لہٰذا فرماتے ہیں:''والقرابۃ احوج الی المودۃ الی القرابۃ'' قرابت داری محبت کی زیادہ محتاج ہے۔دوستی کو قرابتداری کی زیادہ ضرورت نہیں ہوتی ہے۔ابن ابی الحدید سے نقل کیا گیا ہے کہ لوگوں نے کسی سے پوچھا:تم اپنے دوست سے زیادہ محبت کرتے ہو یا اپنے بھائی سے؟ کہا: بھائی سے اگر وہ دوست ہو)۔

اُونٹ

نیکی کو اونٹ کے سم میں اس وقت تلاش کرو جب بار ڈال دیا گیا ہو یا چل رہا ہو یا اتر رہا ہو۔(علامہ خوانساری مرحوم اس اوران روایات کو جو کہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں اس کے اقبال سے اقبال اور اس کے ادبار سے ادبار آتا ہے۔اس طرح جمع کیا ہے۔ ان روایات کو اس اونٹ پر حمل کیا جاسکتا ہے جو کہ کسی کے نتائج کے لیے رکھا جاتا ہے)۔

فرزند آدمؑ

(امامؑ نے انسان کی بے چارگی اور اس کی ناتوانی کے بارے میں فرمایا ہے) بے چارہ انسان اجل ہے۔اسے نہیں معلوم کہ کب موت آئے گی۔اچانک اجل آجاتی ہے اور یہ بڑی مشکل بات ہے۔اس کی بیماریاں مخفی ہیں۔وہ نہیں جانتا کہ کس وقت بیمار پڑے گا۔ یک بارگی مبتلا ہوجاتا ہے۔اس کے عمل کو محفوظ کرلیا جاتا ہے۔جو کام انجام دیتا ہے وہی خدا کی طرف سے محافظ خانہ میں پہنچا دیا جاتا ہے۔اسے مچھر تک اذیت پہنچاتا ہے۔پسینہ اسے آلودہ کردیتا ہے اور اسے گلے میں پھنس جانے والی چیز خواہ لعاب دہن ہی ہو،اس کی جان لے لیتی ہے۔کیا ان باتوں کے باوجود فخر و تکبر کیا جاسکتا ہے؟
وائے ہو ابن آدمؑ پر اسے کس چیز نے غافل بنا رکھا ہے اور کس چیز نے اسے صحیح راستہ سے ہٹا دیا ہے؟
وائے ہو انسان پر کہ وہ بھوک کا اسیر،شکم سیری کا پچھاڑا ہوا۔آدمیوں کی آماجگاہ اور مردوں کا جانشین ہے۔یعنی وہ قابل رحم ہے۔
ہمیشہ بلاؤں کی زد میں رہتا ہے اور اس کا سب سے بڑا منصب یہ ہے کہ وہ دنیا سے اٹھ جانے والوں کا جانشین ہے۔

بزرگی

کتنے ہی باعظمت لوگ کفرنا فرمانی کے سبب یا معاشرہ میں نفور ہونے کی وجہ سے ہر حقیر سے زیادہ حقیر ہو گئے ہیں۔

ایثار

ایثار فضیلت اور احتکار، مال کو روک کر رکھنا پستی ہے۔

دوسروں کو خود پر مقدم کرنا بہت بڑا احسان ہے۔

ایثار نیک لوگوں کی خصلت ہے۔

ایثار احسان کی انتہا ہے۔

ایثار سب سے بڑی سخاوت ہے۔

ایثار اعلیٰ ترین احسان ہے۔

ایثار سب سے بڑی نیک صفت ہے۔

ایثار بہت بڑی عبادت اور بہترین یا عظیم ترین بزرگی و سرداری ہے۔

ایثار بخشش کا اعلیٰ مرتبہ اور بلندترین خصلت ہے۔

اپنے اوپر دوسروں کو مقدم کرنا بہترین احسان ہے اور ایمان کا اعلیٰ ترین مرتبہ ہے۔

ایثار نیک لوگوں کی عادت اور مخیر افراد کا شیوہ ہے۔

اعلیٰ ترین سخاوت ایثار ہے۔

بہترین کرم ایثار ہے۔

ایثار کے ذریعے آزاد کو بھی غلام بنایا جا سکتا ہے۔

ایثار کے سبب کرم کے نام کا استحقاق پیدا ہو جاتا ہے، یعنی ایثار کرنے والے ہی کو کریم کہا جا سکتا ہے۔

اپنے اوپر دوسروں کو مقدم کر کے دوسروں کی گردن کے مالک بن جاؤ یعنی تم فرمانروا اور دوسرے فرماں بردار ہو جائیں گے۔

بہترین جواں مردی دوسروں کو خود پر مقدم کرنا ہے۔

جب دوسروں کو خود پر مقدم کیا جاتا ہے اس وقت کرم کرنے والوں کے جوہر آشکار ہوتے ہیں۔

بزرگی و بلندی کی انتہا دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دینا ہے۔

بزرگی اور بڑے پن کے لیے ایثار کافی ہے۔

جو اپنے نفس پر دوسروں کو مقدم کرتا ہے، وہ جواں مردی کے کمال کو پہنچ گیا ہے۔

جوایثار سے کام لیتا ہے وہ فضیلت کا مستحق ہوجاتا ہے۔اسے فضیلت والا اور بڑا کہا جاتا ہے۔

جوتمہیں اپنے مال ومتاع پر مقدم کرتا ہے، یا جس سے خلاصی مشکل ہو، اس سے تمہیں نجات دلانے کے لیے خود کو مصیبت میں ڈالتا ہے درحقیقت وہ تمہیں خود پر مقدم کرتا ہے۔

بہترین احسان دوسروں کو خود پر مقدم کرنا ہے۔

بہترین انتخاب، خود کو ایثار سے سنوارتا ہے۔

بلندیاں، پاک دامنی اور ایثار سے بھی کمال تک پہنچتی ہیں۔

موت

موت حتمی ہے، رزق تقسیم ہو چکا ہے، پس اس کی تاخیر سے تمہیں غمگین نہیں ہونا چاہئے کیونکہ حرص اسے کھینچ کر نہیں لاسکتی اور پاک دامنی اسے واپس نہیں لوٹاسکتی اور تحمل کرنا مومن کو زیب دیتا ہے۔

سب سے سچی چیز موت ہے۔

سب سے نزدیک چیز موت ہے۔اس لحاظ سے نزدیک ہے کہ اس کا آنا حتمی ہے اگرچہ اس کے آنے کا وقت طویل ہی ہو جیسا کہ اس آرزو کو دور کیا جاتا ہے کہ جو انسان کو حاصل نہیں ہوتی ہے۔

موت کا سچا ہونا امید کے جھوٹ کو آشکار کرتا ہے۔

ہر دیکھی جانے والی چیز میں اجل ہے۔

تمہارے لیے دلوں سے موت کا خیال نکل گیا ہے اور تمہارے سامنے امیدوں کا جھوٹ آ گیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ تمہارے دلوں سے موت کی صداقت نکل گئی ہے اور امیدوں کے فریب نے تم پر غلبہ پالیا ہے۔

جو اپنی موت کو مدنظر رکھتا ہے وہ وقت کو غنیمت سمجھتا ہے۔

جس کی موت کا وقت نزدیک آ جاتا ہے، اسے کوئی تدبیر نہیں بچا سکتی۔

وقت کا گزرنا بھی ایک قسم کی اجل ہی ہے۔پس جو عمر گزر رہی ہے، انسان کو اس کی قدر کرنا چاہئے۔

اس شخص کی اجل کتنی نزدیک ہے، جس کے لیے ایسا دن معین ہے کہ جس سے وہ آگے نہیں بڑھے گا اور اس کی اجل کا بلانے والا جلدی اسے بلائے گا۔

جب موت سر پر آ جاتی ہے تو امیدوں کا نقصان آشکار ہوجاتا ہے۔

جب موت سر پر آ جاتی ہے تو امیدیں اور آرزوئیں رُسوا ہوجاتی ہیں۔

ہر آنے والی چیز قریب ہے، جیسے موت وقیامت۔

عمل وکام میں تاخیر کرنے والے کتنے ہی افراد کو اجل نے دبوچ لیا ہے (اجل آنے میں تاخیر کی وجہ سے عمل انجام نہیں دے

سکے)۔

انسان کی نگہبانی کیلئے اس کی اجل کافی ہے۔ جب تک انسان کی عمر باقی ہے اور موت کا وقت نہیں آتا ہے، اس وقت تک کوئی بھی اس کی زندگی کا خاتمہ نہیں کرسکتا۔

ہر اجل کے لیے ایک نوشتہ ہے، لوح محفوظ میں یا کسی اور چیز میں۔

موت زمین پر پٹخ دیتی ہے۔

کوچ کا ڈنکا بجنے ہی والا ہے۔

اجل سپر ہے۔

اجل ایک مضبوط قلعہ ہے۔

اجل امیدوں کا سلسلہ منقطع کر دیتی ہے۔

موت امیدوں کو رُسوا کر دیتی ہے، موت واضح کر دیتی ہے کہ تمام اُمیدیں بے حقیقت تھیں۔

اجل آجاتی ہے تو امیدیں رُسوا ہوجاتی ہیں۔

جب تم امیدوں کی انتہا کو پہنچ جاؤ تو اجل کے اچانک ٹوٹ پڑنے کو یاد کرو (کہ پھر تم سرکشی و سربلندی کے بارے میں سوچو گے بھی نہیں)۔

موت کے آنے سے امیدوں پر پانی پھر جاتا ہے۔

اجل امید کی تباہی ہے۔

بہت جلد تمہاری اجل آنے والی ہے، پس دُنیا یا روزی یا سعادت، طلبی میں نیک راستہ اختیار کرو۔

موت کی طرف بڑھو، کیونکہ موت لوگوں سے دُور نہیں ہے بلکہ نزدیک ہے، ان کی اُمید منقطع ہوجائے گی موت انہیں آئے گی اور ان کی کوئی اُمید باقی نہیں رہے گی۔

موت کی طرف بڑھو اور نیک عمل انجام دو تا کہ نیکی میں آگے بڑھنے سے فائدہ حاصل کرسکو۔

جتنا تم اجل سے قریب ہوتے جاؤ اسی تناسب سے نیک عمل انجام دیتے جاؤ۔

ہر اجل کو آنا ہے، وہ آکے رہے گی، اس سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔

ہر آدمی کے لیے ایک دن معین ہے، جس سے وہ آگے نہیں بڑھ سکتا ہے۔

ہر شخص کو اجل کی طرف سے ایک کھینچ کرلے جانیوالا ہے۔ جو اسے کھینچتا ہے یا اس کے لیے حدی خوانی کرتا ہے۔

اگر اجل آشکار ہوجاتی تو امیدیں رُسوا ہوجاتیں، یعنی معلوم ہوجاتا کہ سب ہی باطل ہے۔

اگر تم اجل ا اور اس کے راستہ کو دیکھ لیتے تو اُمید اور اس کے فریب کو دُشمن سمجھنے لگتے۔

اگر تم اپنی موت کے قریب ہونے اور اس کے آنے کے بارے میں غور کرتے تو زندگی کا عیش ونشاط تمہارے لیے تلخ ہوجاتا۔
جو شخص اپنی موت کے انتظار میں رہتا ہے وہ اپنی امیدیں کم کردیتا ہے۔
جو شخص اپنی مدت عمر کو کم سمجھتا ہے اس کی اُمید کے آگے آگے ہولیتا ہے، وہ اپنی اجل کے سبب گر پڑتا ہے۔
امید کے زریعے موت کو کتنا قریب کرلیا ہے (یا اجل کو اُمید سے کس چیز نے نزدیک کردیا ہے)۔
اُمید کے لیے اجل کو کتنا تیز دھار کردیا ہے۔
اس شخص نے موت کو نزدیک نہیں بلایا ہے کہ جو آنے والے کل کو اپنی اجل سمجھتا رہا ہے۔
موت بہترین دوا ہے یقیناً بلاؤں میں گھرے ہوئے نیک لوگوں کیلئے موت بہترین دوا ہے۔
انسان کی سانس اس کی موت کی طرف اٹھتے ہوئے قدم ہیں، یعنی ہر سانس پر وہ موت سے ایک قدم نزدیک ہوتا ہے۔
موت سے زیادہ حفاظت کرنیوالی کوئی سپر نہیں ہے۔
کوئی چیز موت سے زیادہ سچی نہیں ہے۔
یقیناً تم اجل کی کھیتی اور موت کی آماجگاہ ہو۔
خدا رحم کرے اس شخص پر جو یہ جانتا ہے کہ اس کی ہر سانس موت کی طرف ایک قدم ہے لہٰذا وہ اپنے عمل میں سبقت کرتا ہے اور اُمیدوں کو گھٹا دیتا ہے۔
خدا رحم کرے اس شخص پر جس نے موت کی طرف سبقت کی اور اُمید کو جھوٹا سمجھا اور اللہ کے لیے عمل کو خالص کیا۔
بہت سی اُمیدوں میں اجل ہوتی ہے، یعنی اُمید کے پیچھے موت ہوتی ہے بنا پر ایں اُمید پر خوش نہیں ہونا چاہیئے۔
وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ عمر گزر جاتی ہے، الہٰذا عمر کی قدر جاننا چاہیئے۔
بے شک میرے اوپر میری اجل کی ایک مضبوط ڈھال ہے۔ پس میری زندگی کے سلسلہ کو دُنیا کی کوئی چیز منقطع نہیں کرسکتی اور جب میرا وقت آجائے گا تو وہ ڈھال ہٹ جائے گی اور مجھے اس کے حوالے کردے گی، اس وقت تیر نشانہ سے خطا نہیں کرے گا اور زخم لاعلاج ہوجائے گا۔

آخرت

آخرت نیک لوگوں کی کامیابی ہے۔
تمہارا اپنی معاد کی اِصلاح میں مشغول رہنا ہی تمہیں جہنم کے عذاب سے نجات دلا سکے گا۔
فائدہ میں وہ شخص ہے جس نے دُنیا کو آخرت کے عوض فروخت کردیا۔
مال اور اولاد، زندگانی دُنیا کی زینت ہے اور نیک عمل آخرت کی کھیتی ہے۔
دُنیا کے حالات اتفاق کے تابع ہوتے ہیں۔ ان میں استحقاق کا لحاظ نہیں کیا گیا ہے لیکن آخرت کے احوال کے ساتھ

استحقاق ہوگا۔

بے شک تمہارے سامنے ایک نہایت ہی دُشوار راستہ ہے کہ جس میں سبک بار، گراں بار لوگوں سے اچھے رہیں گے اور سست رفتار تیز روکی نسبت بہت خراب ہوگا۔ اس کی منزل یا تمہیں جنت میں پہنچادے گی یا جہنم میں۔

بے شک قیامت ہی انجام ہے اور یہ بات اس شخص کی نصیحت کے لیے کافی ہے، جو کہ عقل سے کام لیتا ہے اور جاہل کے لیے جائے عبرت ہے اور اس کے بعد جیسا کہ تم جانتے ہو۔ ہولِ مطلع، بھانت بھانت کے خوف، کان کا بہرہ ہونا، پسلیوں کا چلنا، قبر کا فشار اور سخت نا اُمیدی و شکستگی ہے۔ ممکن ہے کہ ''بعد ذلک ما تعلمون'' سے قیامت کا تفصیلی علم مراد ہو یا قیامت سے موت مراد ہو یا بیان میں ترتیب حساب ہے یعنی تمہاری انتہا قیامت ہے، جس کا تمہیں عنقریب پتہ چل جائے گا۔

اگر تم آخرت میں کامیابی اور سرفرازی چاہتے ہو تو دار فانی سے عالم بقا کے لیے توشہ لے لو۔

بے شک تم اس کے راستہ میں ہو جو تم سے پہلے اس پر تھا، یعنی تم بھی اس سے گزر جاؤ گے۔ پس اپنی آخرت کے لیے پوری کوشش صرف کرو اور دُنیا کے کام کو اہمیت نہ دو۔

بے شک تم آخرت کے لیے پیدا کئے گئے ہو اسی کیلئے عمل انجام دو۔

اگر تم آخرت کے لیے کام کروگے تو تمہاری کوشش کامیاب ہے، یعنی اسی طرح اپنے مقصد پر پہنچ جاؤ گے، جس طرح تیر نشانہ پر لگتا ہے۔

بے شک تم آخرت کی طرف بڑھنے والے اور اللہ کیسامنے پیش کئے جانے والے ہو۔

آخرت کی شیرینی دُنیا کی بدبختی کو ختم کر دیتی ہے۔

دُنیا چھوڑ کر آخرت حاصل کرلو لیکن دین چھوڑ کر دُنیا نہ لینا۔

آخرت دائمی ہے۔

خوش نصیب ہے وہ شخص، جو اپنی بازگشت کے دن کو یاد کرتا ہے اور احسان کرتا ہے۔

آخرت کا طالب اپنی اُمید کو پالیتا ہے اور دُنیا میں جو اس کے لیے مقدر ہو چکا ہے، وہ اسے ضرور لے لیتا ہے۔

تمہارے لیے ضروری ہے کہ معاد کی اصلاح کے لیے جدوجہد کرو۔

مجھے اس شخص پر تعجب ہے، جو دوسری زندگی کا پہلی زندگی کو دیکھنے کے باوجود انکار کرتا ہے، یعنی جو شخص یہ دیکھتا ہے کہ خدا نے اس کائنات کو پیدا کیا ہے، اسے معاد کا انکار نہیں کرنا چاہئے۔

آخرت میں حساب ہوگا عمل نہیں۔

آخرت کے فرزند بن جاؤ، دُنیا کے بیٹے نہ بنو، کیونکہ قیامت کے دن ہر بیٹا اپنی ماں سے ملحق ہوگا۔

جو بھی واپسی کے دن کیلئے عمل کرے گا وہ کامیاب ہوگا۔

جس نے اپنی آخرت آباد کی، وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا۔

جوشخص اپنی دُنیا کے عوض آخرت خریدتا ہے، وہ دونوں سے نفع پاتا ہے۔

عاقل وہ ہے، جس نے اپنی اقامت گاہ کو آباد کیا۔

جس کو آخرت کا یقین ہو گیا، اس نے دُنیا سے منہ موڑ لیا۔

جوشخص معاد کو سنوار لیتا ہے، وہ صحیح طریقہ سے کامیاب ہو جاتا ہے۔

جوشخص آخرت کا یقین رکھتا ہے، وہ دُنیا کی حرص نہیں کرتا۔

جوشخص آخرت کا حریص ہوتا ہے، وہ اپنے نفس کا مالک ہو جاتا ہے۔

آخرت کی ہر چیز کیلئے دوام ہوتا ہے۔

آخرت کا کوئی بدل نہیں ہے اور دُنیا نفس کی قیمت نہیں ہے۔

جوشخص اپنی معاد کی اصلاح کی کوشش نہیں کرتا وہ مومن نہیں ہے۔

جوشخص آخرت کی نعمتوں کی رغبت رکھتا ہے وہ تھوڑی دُنیا پر قناعت کرتا ہے۔

اس شخص سے زیادہ گھاٹے میں کون ہے کہ جس نے آخرت کو دُنیا سے بدل لیا ہے۔

جس شخص نے اپنی پوری کوشش اپنی آخرت کیلئے صرف کر دی وہ اپنی مراد پا گیا۔

جوشخص اپنی دائمی اقامت گاہ کیلئے کوشش کرتا ہے، اس کے عمل میں خلوص پیدا ہو جاتا ہے اور اس کا خوف بڑھ جاتا ہے۔

جس شخص کو آخرت کا یقین ہو جاتا ہے، وہ دُنیا سے غافل ہو جاتا ہے۔

جوشخص آخرت کو زیادہ یاد کرتا ہے اس کے گناہ کم ہو جاتے ہیں۔

جس شخص نے اپنی آخرت کے کام کی اِصلاح کر لی، خدا اس کی دُنیا کے کام کی اصلاح کر دے گا۔

جس شخص کا عزم و ارادہ آخرت ہے، وہ نیکی میں سے اپنی امید کو پہنچ جائے گا۔

جس شخص نے آخرت کے لیے عمل نہیں کیا وہ اپنی اُمید کو نہیں پہنچا۔

جس شخص میں تین چیزیں ہوتی ہیں، اس کی دُنیا و آخرت سالم رہتی ہے۔ 1 نیکیوں کا حکم دیتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے۔ 2.برائیوں سے روکتا ہے اور خود ان سے باز رہتا ہے۔ 3.خدائے جل وعلا کے حدود کی حفاظت کرتا ہے۔

سب سے زیادہ خسارہ میں وہ ہے، جس کا آخرت میں حصہ نہیں ہے۔

دُنیا کی تلخی آخرت کی شیرینی ہے۔

جو فریب خوردہ دُنیا سے تھوڑا حصہ لینے میں کامیاب ہوتا ہے، وہ اس شخص کی مانند نہیں ہو سکتا جو آخرت کا بڑا حصہ لینے میں کامیاب ہوا ہے۔

جس شخص نے دارِ بقا کیلئے کوشش کی، وہ اپنی مراد پا گیا ہے۔
دُنیا کے بدلے آخرت کو فروخت نہ کرو اور دُنیا کو بقائے آخرت سے نہ بدلو۔
تمہیں آخرت کے لیے عمل انجام دینے سے کوئی چیز نہ روکے کیوں کہ وقت بہت کم ہے۔
آخرت اور دُنیا ایک ساتھ جمع نہیں ہوسکتی۔
کوئی شخص بھی آخرت سے اپنی مراد کو نہیں پا سکتا، جب تک دُنیا کی خواہش کو نہیں چھوڑے گا۔
جس کو آخرت کی بقادوام کا یقین ہے، اسے اس کے لیے عمل انجام دینا چاہیے۔
لوگ اپنی آخرت کی اصلاح کے لیے کوئی چیز نہیں چھوڑتے ہیں مگر یہ کہ خدا انہیں اس سے بہتر عطا کرتا ہے۔
جس چیز کا خدا نے پرہیزگاروں سے وعدہ کیا پہلے اس کی طرف بڑھو کیونکہ سچا ترین وعدہ اسی کا وعدہ ہے۔
بے شک آنے والی کل قیامت آج سے زیادہ نزدیک ہے آج اپنی تمام چیزوں کے ساتھ چلا جائے گا اور اس کے بعد کل آئے گی، لہٰذا اس لیے تیار رہنا چاہئے ہر چیز وہ دُور نظر آتی ہے لیکن بلا فاصلہ آتی ہے۔
بے شک کام کا نتیجہ تمہارے سامنے ہے اور موت تمہارے سامنے یا پیچھے ہے، جو تمہیں کھینچ یا ہنکا رہی ہے۔
بے شک تمہاری ایک آخری حد ہے، جنت کی نعمتیں اور خدا کی خوشنودی، لہٰذا اس کی طرف بڑھو بے شک تمہارا ایک رہنما ایک رہنما ہے، بس رہنما تک پہنچو، یعنی خدا نے محمدؐ وآلِ محمدؐ کو تمہارا رہنما بنایا ہے، ان سے وابستہ ہوجاؤ۔
بے شک کبھی انسان اس چیز کو پا کر خوش ہوتا ہے، جس کے فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہوا اور اس چیز کے گم ہوجانے سے غمگین ہوتا ہے، جس کو پانا اس کے لیے مقدر نہیں ہوا تھا۔ بس تمہیں اس چیز پر خوش ہونا چاہئے جس سے تم آخرت تک پہنچ جاؤ اور تمہیں اس چیز کے گم ہونے پر افسوس کرنا چاہئے کہ جس سے تمہاری آخرت پر حرف آئے اور تمہیں موت کے بعد کی حالت پر غمگین ہونا چاہئے۔
اپنی کوشش کو اپنی آخرت کے لیے اور اپنے غم کو اپنے نفس کے لیے قرار دو، کتنے ہی رنج وغم ایسے ہیں، جن سے تمہیں دائمی مسرت حاصل ہوتی ہے اور محن کے ذریعے امید بر آتی ہے۔
اس دن کیلئے تیاری کرو، جس دن آنکھیں کھلی رہ جائیں گی اور عقلیں مدہوش ہوجائیں گی اور بینائی کم ہوجائے گی۔
اس دن سے ڈرو، جس میں اعمال کی چھان بین کی جائے گی اور بہت زیادہ زلزلے آئیں گے، جس میں بچے بوڑھے ہو جائیں گے۔
دیکھو! تم دارِ قرار، پاکیزہ منتخب اور اولیائے ابرار کی اس منزل سے بے خبر نہ رہنا کہ قرآن نے اس کی اور اس کے رہنے والوں کی طرف تمہاری راہ نمائی کی ہے اور تمہیں اس کی طرف بلایا ہے۔
کیا کوئی اپنی آخرت کے لیے دُنیا سے کوچ کرنے سے قبل توشہ فراہم کرنے والا ہے؟

آخرت باقی رہنے والا گھر ہے۔ پس اس کے لیے ایسی چیزیں فراہم کرو جو باقی رہنے والی ہوں۔

کوشش، جانفشانی اپنی آخرت کے لیے صرف کرو۔

اپنی معاد کے لیے پوری کوشش کرو تا کہ تمہاری اصلاح ہو جائے۔

اپنی معاد کے لیے اپنی پوری کوشش کرو تا کہ اپنی قیامت گاہ کی اصلاح کر سکو اور اپنی آخرت کو دُنیا کے عوض فروخت نہ کرو۔

اپنی پوری کوشش اس دن کے جواب فراہم کرنے میں صرف کرو جس دن باز پُرس اور حساب ہوگا۔

آخرت میں اس شخص کا بہت بڑا حصہ ہے جس نے دُنیا سے بہت کم لیا ہے۔

تمہیں اس دن کے لیے اچھی تیاری اور توشہ فراہم کرنے کی تاکید کرتا ہوں کہ جس دن تمہارے سامنے وہی آئے گا، جو تم نے بھیجا ہوگا اور اس دن اس پریشیمان ہوں گے جو چھوڑ جاؤ گے اور جو کچھ آگے بھیجا ہوگا، اس کی جزا پاؤ گے۔

جب تم دُنیا سے منہ موڑ کر دارِ بقا کی طرف متوجہ ہو گے اور اس کے شیفتہ ہو جاؤ گے تو اس وقت تمہاری کامیابی کے درواز یکھل جائیں گے اور تم فلاح پاؤ گے۔

آخرت کا ثواب دُنیا کی مشقت کو فراموش کر دے گا، یعنی جو شخص آخرت کے ثواب کو مدنظر رکھے گا، وہ دُنیا کی زحمت و مشقت کو ہیچ سمجھے گا۔

جو چیز تمہارے لیے اور تم اس کیلئے باقی رہنے والے نہیں ہو، اس سے اس جگہ کے لیے کچھ توشہ لے لو جو تم سے اور تم اس سے جدا نہیں ہونے والے ہو۔

کچھ صالح عمل میں سے ساتھ لے لو اور بہترین دوست سے دوستی کرو کیونکہ انسان کے لیے وہی ہے، جو اس نے کسب کیا ہے اور آخرت میں وہ اس شخص کے ساتھ ہوگا، جس سے محبت رکھتا تھا۔

دارِ بقا صد یقین کی جگہ اور نیک و صالح افراد کا وطن ہے۔

آخرت کا ذکر دوا ہے اور شفا ہے۔

خدا رحم کرے اس شخص پر، جس نے زندگی سے موت کے اور فنا سے بقا کے اور گزر جانے والی چیز سے باقی رہنے والی کیلئے کچھ لے لیا ہے۔

تمہارے لیے ضروری ہے کہ آخرت کو اختیار کرو کہ حقیر دُنیا خود ہی تمہارے پاس آ جائے گی۔ (جو خطبہ آپؑ نے تقویٰ کے بارے میں دیا ہے، یہ اس کا تتمہ ہے جیسا کہ نہج البلاغہ کے خطبہ 113 میں ہے)۔

آخرت کی ہر چیز کا دیکھنا اس کے سننے سے کہیں زیادہ ہے بس تمہارے لیے دیکھے جانے والی چیز سے بہتر سننا ہی کافی ہے اور خبر سن کر غیب کی تصدیق کرنا ہی کافی ہے۔

دُنیا میں مشغول رہنے والا آخرت کے لیے کیسے کوئی کام انجام دے سکتا ہے؟

بے شک تم دارِ آخرت آباد کرنے کے زیادہ محتاج ہو، بہ نسبت دارِفنا دُنیا کے آباد کرنے کے۔
تم تو بس آخرت کے لیے پیدا کئے گئے ہو، دُنیا کے لیے نہیں۔ بقا کے لیے خلق کئے گئے ہو، فنا کے لیے نہیں۔
تم تو بس باقی رہنے کے لیے پیدا کئے گئے ہو، فنا کے لیے نہیں۔ بے شک تم ایسے گھر میں ہو کہ جس پر زندگی گزارنے کے لیے اکتفا کی جا سکتی ہے، اس عاریت کی رہائش کو وطن نہیں قرار دیا جا سکتا۔
آخرت کی بھلائی دُنیا کو ٹھوکر مارنے میں ہے۔
مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے، جس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا ہے لیکن دارِ بقا کے لیے کوشش نہیں کرتا ہے۔
جس شخص کو باقی رہنے والی چیز کا یقین ہو گیا، وہ فنا ہونے والی میں دلچسپی نہیں لیتا ہے۔
جو شخص نیک ثواب کا اُمیدوار ہے، اس کی اُمیدیں دُشوار نہیں ہوتی ہیں۔
کیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ کل قیامت میں جب تم خدا سے ملاقات کرو تو وہ تم سے خوشنود ہو، ناراض وغضب ناک نہ ہو تو تم دنیا سے بے رغبت اور آخرت کے شیدا بن جاؤ اور تم تقویٰ وصداقت سے وابستہ ہو جاؤ، کیونکہ یہی دونوں دین جمع کرنے والے ہیں اور حق والوں سے جدائی اختیار نہ کرو اور انہی جیسا عمل انجام دو اور انہی میں سے ہو جاؤ۔
جس شخص کا مقصد دُنیا ہے، وہ آخرت حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔
جس شخص نے دارِ آخرت میں اپنی اُمید کو حاصل کر لیا ہے رشک کئے جانے میں اس شخص کی مانند نہیں ہو سکتا، جس نے اپنے سوئے اختیار اور بدبختی کی وجہ سے اپنی نعمت اُخروی کو گنوا دیا ہے۔
ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو بغیر عمل کے آخرت کی اُمید رکھتے ہیں اور اپنی لمبی اُمیدوں کے سبب توبہ کرنے میں تاخیر کرتے ہیں، دُنیا میں زاہدوں جیسی باتیں کرتے ہیں لیکن عمل دُنیا داروں کا سا کرتے ہیں۔
آخرت کی نعمت سے وہی شخص نوازا جائے گا، جس نے دُنیا کی بلا پر صبر کیا ہے۔
دُنیا کی طرف رغبت کی صورت میں آخرت کے لیے کوئی عمل بھی نفع بخش نہیں ہوگا۔
کوئی شخص آخرت کی رفعت حاصل نہیں کر سکے گا مگر یہ کہ عمل میں خلوص پیدا کر لے اور اُمید و آرزو کم رکھے اور ہمیشہ تقویٰ سے وابستہ رہے۔
جو چیز خدا نے تمہارے لیے تیار کر رکھی ہے، اس کا استحقاق پیدا کرو اور اس سے وعدہ وفائی کی درخواست کرو کہ وہ سب سے بڑا وعدہ وفا کرنے والا ہے اور اس کی قیامت کے خوف سے بچو۔

اُخوت ورفاقت

بھائی بہترین سپر ہیں، یعنی مصیبتوں، شدائد اور دُشمن کے مقابلہ کے لیے ڈھال ہیں۔
طاعت میں مدد کرنے والے بہترین دوست ہیں۔

دوست وہ ہے، جو اس کی عدم موجودگی میں صحیح رہے، یعنی جس کا ظاہر و باطن ایک ہو اور صاف دوستی ہو۔

بیمار ڈالنے والے کو کھو دینا گویا احباب کو گنوا دینا ہے۔

دوست ایک پیوند کی مانند ہوتا ہے لہٰذا اپنے جیسے کو ہی دوست بناؤ تا کہ بدرنگ نہ لگو۔

رفیق دوست کی مانند ہوتا ہے لہٰذا اپنے موافق ہی کو دوست بناؤ۔

غریب وہ ہے جس کا کوئی دوست نہیں۔

برادرِ دینی کی محبت زیادہ پائیدار ہوتی ہے۔

جس بھائی سے تم علمی استفادہ کرتے ہو وہ اس بھائی سے بہتر ہے، جسے تم زیادہ چاہتے ہو (یعنی مناسب ہے کہ انسان ایسے شخص سے دوستی کرے، جو اس کی ترقی و کمال کا باعث ہو، نہ کہ اس سے کسب کمال کرے کیونکہ اس صورت میں رفیق کا زیادہ فائدہ ہوگا)۔

دوست کو رنج پہنچانے کا باعث توفیق کا نہ ہونا ہے۔

خوش حالی میں دوست زینت اور بلا میں مددگار ہوتے ہیں۔

جو لوگ دُنیا کی خاطر دوستی کرتے ہیں، ان کی دوستی اسباب کے منقطع ہونے سے ٹوٹ جاتی ہے۔

تمہارا بہترین بھائی وہ ہے، جو تمہیں اپنے مال میں سے کچھ دے اور اس سے بہترین وہ ہے، جو تمہیں دوسروں سے بے نیاز کر دے۔

بہترین بھائی وہ ہے، جو زیادہ خیرخواہ اور بدترین وہ ہے، جو زیادہ فریب کار ہو۔

بہترین بھائی وہ ہے جس کی اُخوت دُنیا کے لیے نہ ہو۔

بہترین بھائی وہ ہے، جس کی دوستی صرف خدا کیلئے ہو۔

بہترین بھائی وہ ہے، جس کے نہ رہنے سے تمہاری زندگی میں کوئی لطف نہ رہے۔

تمہارا بہترین بھائی وہ ہے، جو نیکی کی طرف تیزی سے بڑھے اور تمہیں بھی اس پر کھینچ لائے اور تمہیں نیکی کا حکم دے اور اس میں تمہاری مدد کرے۔

تمہارا بہترین بھائی وہ ہے، جو تمہیں اپنی راست گفتاری سے سچ بولنے کی دعوت دے اور اپنے نیک اعمال کے ذریعے تمہیں بہترین اعمال انجام دینے پر ابھارے۔

تمہارا بہترین بھائی وہ ہے، جو راہِ راست کی طرف تمہاری رہنمائی کرے اور تمہیں خودداری کا سبق سکھا دے اور خواہش نفس کی پیروی سے باز رکھے۔

بہترین بھائی وہ ہے، جو تمہیں اپنے مال میں سے کچھ دے۔

بہت سے بھائی ایسے ہیں، جو تمہارے مادری بھائی نہیں ہیں۔

جاہل کا دوست معتوب و مصیبت زدہ ہے۔

بھائیوں کے ساتھ احسان کے ساتھ رہو اور درگزر کر کے ان کے گناہوں کو چھپاؤ۔

عقل مندوں کی ہم نشینی اختیار کرو، فائدہ میں رہو گے اور دُنیا سے منہ موڑ لو، محفوظ رہو گے۔

عقل مندوں کی ہم نشینی اور علما کے ساتھ مجالست اختیار کرو اور خواہش پر قابو رکھو تا کہ ملاء اعلیٰ کے رفیق بن جاؤ (یعنی ملائکہ اور اولیائے خدا کے دوست بن جاؤ)۔

حکما (یعنی جو لوگ صحیح علم رکھتے ہیں ان) کی صحبت اور بردبار لوگوں کی مجالست اختیار کرو اور دُنیا سے منہ موڑ لو تا کہ جنت الماویٰ میں جگہ پاؤ۔

برے لوگوں کی صحبت سے انسان اسی طرح بدی میں ملوث ہو جاتا ہے کہ جس طرح گندی جگہ سے گزرتی ہوئی ہوا بدبودار ہو جاتی ہے۔

بے وقوف کی ہم نشینی روح کا عذاب ہے۔

عقل مند کی دوستی روح کی حیات ہے۔

احمق کا دوست رنجیدہ رہتا ہے کیونکہ احمق کوئی صحیح کام نہیں کرتا ہے کہ جس سے اس کو آرام ملے۔

جاہل کا دوست معرض ہلاکت میں رہتا ہے کیونکہ جاہل کا کام کسی منصوبہ کے تحت نہیں ہوتا لہٰذا ممکن ہے وہ اپنے دوست کو ہلاکت میں ڈال دے۔

تمہارا دوست وہ ہے، جو تمہیں بُرائیوں سے روکے اور تمہارا دُشمن وہ ہے، جو تمہیں بُرائیوں پر اُبھارے۔

بُرے لوگوں کی صحبت اختیار کرنے کی وجہ سے نیک لوگوں کے بارے میں بدظنی ہو جاتی ہے (ممکن ہے کہ بدکاروں کے ساتھ رہنے والا شریف لوگوں کو بھی اپنے بدکار ساتھیوں جیسا سمجھے)۔

تمہارے لیے ضروری ہے کہ صاحبانِ عقل و دین سے گھل مل جاؤ کہ یہ بہترین دوست و مصاحب ہیں۔

تمہارے لیے ضروری ہے کہ پاک باطن لوگوں سے وابستہ رہو، کیوں کہ خوش حالی میں وہ زینت اور بلا میں مددگار ہوتے ہیں۔

تمہارے لیے ضروری ہے کہ اس شخص کو بھائی بناؤ جو تمہیں ڈرائے اور باز رکھے، کیونکہ وہ تمہیں بلند کرے اور راہِ راست پر لے آئے گا۔

جو بھی لوگوں سے اُلفت کرتا ہے، لوگ بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔

دو افراد کی باہمی رفاقت و مصاحبت کم ہے۔

دوست قرابت داروں سے بھی زیادہ قریب ہوتا ہے۔

دوست کو صرف اس لیے دوست کہا جاتا ہے کہ وہ تمہارے اور تمہارے عیوب کے بارے میں صحیح بولتا ہے پس جس شخص میں یہ صفائی پائی جائے، اس سے مطمئن ہو جاؤ کہ وہی دوست ہے۔

رفیق کو اس لیے رفیق کہا جاتا ہے کہ وہ تمہیں اس چیز میں فائدہ پہنچاتا ہے، جو تمہارے دین کی اصلاح کرتی ہے۔ پس جو بھی تمہارے دین کی بھلائی میں تمہاری مدد کرے وہ مہربان دوست ہے۔

جو رفاقت و ہم نشینی قدیم و طویل ہو جاتی ہے، اس کا احترام بڑھ جاتا ہے۔

اگر اپنی دُنیا اور آخرت کی سلامتی چاہتے ہو تو نادان سے دور رہو۔

جس دوست کے گناہ زیادہ ہو جاتے ہیں اس کے بارے میں خوش فہمی و خوش حالی کم ہو جاتی ہے۔

جب تمہارا دوست تمہیں بھائی بنا لے تو تم اس کے غلام بن جاؤ اور اسے وفا کی صداقت اور حُسن صفاء سے سرشار کر دو (یعنی وفاداری اُخوت کا لازمہ ہے)۔

جب دوست کے بے وفائی ظاہر ہو جاتی ہے تو اس سے جدائی آسان ہو جاتی ہے۔

اچھی موافقت کے سبب، دوستی میں استحکام و دوام پیدا ہوتا ہے۔

اچھی صحبت کے سبب، دوستوں کی کثرت ہو جاتی ہے۔

بدترین دوست، ملول (یا بادشاہ) ہے (یعنی جو شخص دوست کی معمولی سی بات پر افسردہ ہو جاتا ہے)۔

بدترین دوست، نرا جاہل ہے (کیونکہ ہر وقت دکھ پہنچاتا ہے)۔

بدترین ہم نشین، دُشمن ہے (کہ وہ ہمیشہ انسان کے راز لیتا رہتا ہے اور اس کا قصہ تمام کرنے کی فکر میں رہتا ہے)۔

حاسد بدترین ہم نشین ہے۔

ہر اس دوست پر بھروسہ کرو، جو مشکلات میں تمہارے کام آئے۔

اپنے دوست سے اظہار محبت کرو تا کہ وہ بھی تم سے زیادہ محبت کرے۔ اس کی عزت کرو تا کہ وہ بھی تمہاری عزت کرے۔ تم اسے اپنے اُوپر ترجیح دو وہ تمہیں خود پر اور اپنے اہل پر ترجیح دے گا۔

اچھا ہم نشین، ایک نعمت ہے۔

بُرا ہم نشین، ایک عذاب ہے۔

پرہیز گار اور صاحبانِ حکمت کی ہم نشینی اختیار کرو اور ان سے خوب بحث و مباحثہ کرو، اگر تمہں کسی چیز کا علم نہیں ہوگا تو وہ سکھا دیں گے اور اگر علم ہوگا تو اس میں اضافہ ہو جائے گا۔

اچھی صحبت و ہم نشینی سے، دلوں میں محبت بڑھتی ہے۔

دوست کا حسد، دوستی کے لیے مرض ہے (یعنی اس کی دوستی صحیح نہیں ہے)۔

بہترین انتخاب، نیک لوگوں کی ہم نشینی ہے۔
جن افراد سے تم نے دوستی و ہم نشینی کی ہے، ان میں صاحبانِ علم و حلم سب سے اچھے ہیں۔
جن افراد سے تم رفاقت کرتے ہو، ان میں سے بہترین وہ ہیں، جو تمہیں اپنے اور تمہارے معاملہ میں کسی حاکم کا محتاج نہ ہونے دیں (خود اختلاف کو ختم کر دیتا ہے اور حق کا پیرو ہوتا ہے)۔
جن افراد سے تم رفاقت و ہم نشینی کرتے ہو، ان میں سے بہترین وہ ہیں، جو تمہیں آخرت کا شیفتہ بنا دیں اور دُنیا میں بے رغبت کر دیں اور طاعت پروردگار میں تمہاری مدد کریں۔
انسان کا دوست، اس کی عقل کی نشانی و دلیل اور اس کا کلام، اس کے فضل کا برہان ہے۔
ہر چیز کی خوبی، اس کا نیا پن ہے اور بھائیوں کی خوبی، ان کا قدیم ہونا ہے۔
بہترین بھائی وہ ہے، جو نیکی میں زیادہ مددگار اور نیکی پر زیادہ عمل کرنے والا اور اپنے دوست کے ساتھ زیادہ مہربانی کرنے والا ہو۔
اکثر دوست حاسد ہوتے ہیں (یعنی دوستی پر زیادہ مغرور ہو کر انہیں تمام اسرار سے آگاہ نہیں کرنا چاہئے)۔
کتنے ہی دوستوں کو ان کی نادانی کی بنا پر بُری جزا دی جاتی ہے، نہ کہ نیت کی بنا پر (یعنی اگر وہ کوئی ایسا غلط کام کرتے ہیں، جس کی وجہ سے انہیں سزا دی جائے تو اس کا سبب نادانی ہوتی ہے)۔
دوستی کی زینت، اذیتوں کو برداشت کرنا ہے۔
تمہارا بدترین بھائی وہ ہے جو تمہیں باطل کے ذریعے خوش کرے۔
تمہارا بدترین بھائی وہ ہے جو تمہیں تواضع اور مدارات کر کے محتاج بنا لے (کہ اگر وہ تمہارے ساتھ کوئی برا سلوک کرے تو تم اسے روک نہ سکو) اور تمہیں معذرت خواہی پر مجبور کر دے۔
تمہارا بدترین دوست وہ ہے جس کے لیے تمہیں تکلف کرنا پڑتا ہے۔
بدترین بھائی رسوا کرنے والا ہے۔
بدترین بھائی وہ ہے جو خوش حالی میں ساتھ رہتا ہے اور مصیبت میں ساتھ چھوڑ دیا ہے
تمہارا بدترین بھائی وہ ہے جو تمہیں خواہش نفس پر اُبھارے اور دُنیا کا شیفتہ بنائے۔
تمہارا بدترین بھائی وہ ہے جو تمہارے نفس کے بارے میں تم سے بے پروا ہے اور تمہارے عیوب کو تم سے چھپائے رکھے۔
تمارا بدترین بھائی فریب کار اور چاپلوس ہے۔
تمہارا بدترین بھائی وہ ہے، جو نہ خود بھلائی کرتا ہے اور نہ تمہیں نیکی کرنے دیتا ہے۔
تمہارا بدترین بھائی وہ ہے، جو تمہیں دُنیا دار بنا دے اور آخرت سے غافل کر دے۔

بدترین دوست وہ افراد ہیں، جو موسم کی طرح بدل جاتے ہیں۔

بدترین ہم نشین وہ لوگ ہیں، جو بدلتے رہتے ہیں۔جن میں ثبات واستقلال نہیں ہوتا۔

بدترین اُلفت ودوستی، دوسرے کو زیر بار کرنا ہے۔

رفاقت کی شرط، کم مخالفت ہے(کیونکہ مخالفت رفاقت کی جڑ کاٹ دیتی ہے)۔

بُرا ساتھی آگ کا انگارا ہے(جیسے وہ ہر چیز کو جلا دیتا ہے، اسی طرح بُرا ساتھی بھی انسان کو منحوس وبدبخت بنا دیتا ہے)۔

نیک لوگوں کے پاس نشست وبرخاست کے زریعے ایسے ہی نیکی حاصل کرو، جیسے عطر آگیں جگہوں سے ہوا خوشبو کو لے اُڑتی ہے۔

کمینہ کی دوستی کی بہ نسبت، انسان شریف کی دُشمنی سے زیادہ محفوظ ہے۔

عقل مند کی ہم نشینی ضرر ونقصان سے محفوظ رکھتی ہے۔

نیک لوگوں کی ہم نشینی شرف وسربلندی کا باعث ہوتی ہے۔

بُرے لوگوں کی صحبت نقصان وضرر کا باعث ہوتی ہے۔

پست لوگوں کی رفاقت سے دِل مردہ ہوجاتے ہیں۔

دوسروں کو اپنی بھلائی سے محروم کرنا، انہیں غیر کی ہم نشینی کی دعوت دے گا (یعنی وہ تمہیں چھوڑ کر دوسرے کو دوست بنالیں گے)۔

جاہل کی ہم راہی سب سے بڑی بلا ہے۔

عوام کے ساتھ نشست وبرخاست رکھنے سے، عادت خراب ہوجاتی ہے۔

بُرے لوگوں کے ساتھ رہنے والا دریا کے سوار کی مانند ہے، اگر ڈوبنے سے بچ جائے تو خوف سے امان میں نہیں رہے گا۔

دُنیا داروں کی ہم نشینی ایمان کو بھلا دینے والی اور شیطان کی اطاعت کی طرف لے جانے والی ہے۔

دوستوں کی موافقت سے دوستی میں استحکام ودوام پیدا ہوتا ہے اور حاجت روائی میں نرمی سے پیش آنے سے اسباب آسان ہو جاتے ہیں۔

حکما کی ہم نشینی عقلوں کی حیات اور نفوس کی شفا ہے۔

بُرے دوست سے مرد کے لیے تنہائی اچھی ہے۔

راہِ خدا میں قائم ہونے والی اُخوت ثمر بخش ہوتی ہے(یعنی صرف اس دوستی کی قدر وقیمت ہے، جو خدا کے لئے ہوتی ہے، دُنیا کیلئے نہیں)۔

راہِ خدا میں قائم ہونے والی اُخوت کی بنیاد، ایک دوسرے کو نصیحت کرنے پر اور راہِ خدا میں ایک دوسرے پر خرچ کرنے اور اطاعت خدا میں ایک دوسرے کی مدد کرنے، خدا کی نافرمانی کرنے سے ایک دوسرے کو روکنے، راہِ خدا میں ایک دوسرے کا

تعاون کرنے اور مخلصانہ دوستی پر رکھی گئی ہے۔
بھائیوں بدیوں اور بُرائیوں کو فراموش کرو تا کہ ان کی دوستی کو باقی رکھ سکو۔
اُخوت کا ثمرہ دوست کی عدم موجودگی میں اس کی حفاظت کرنا اور اس کو اس کے عیوب کی نشاندہی کرنا ہے۔
جو راہِ خدا میں کسی کو بھائی بناتا ہے، وہ بڑا فائدہ اٹھاتا ہے۔
جو شخص دُنیا کے لیے کسی کو بھائی بناتا ہے، وہ محروم رہتا ہے۔
جس کا کوئی دوست نہیں ہے، اس کا خاندان نہیں ہے۔
جو بھائیوں کی چھوٹی چھوٹی بات پکڑتا ہے کہ، اس کے دوست کم ہو جاتے ہیں۔
جس نے راہِ خدا میں بنائے گئے بھائیوں کو کھو دیا گویا اس نے اپنے اعضائے رئیسہ میں سے کسی کو کھو دیا ہے۔
جو شخص (محرمات سے) حفاظت کرنے والا اور وفادار ہوگا، وہ حُسن اُخوت کو نہیں گنوائے گا۔
بھائیوں کو گنوانا کمزوررائے کا سبب ہے۔
دسترخوان پر کتنے بھائی ہوتے ہیں اور حوادث زمانہ کے وقت کتنے کم ہوتے ہیں۔
جس قوم وقبیلہ نے بھی خدا کو چھوڑ کر کسی اور مقصد کے تحت اُخوت و بھائی چارگی قائم کی ہے تو ان کی یہ اُخوت و بھائی چارگی روزِ قیامت، اس وقت ایک عیب ثابت ہوگی، جب خدا کے سامنے اعمال پیش ہوں گے۔
بھائی کی موت سے پر کٹ جاتے ہیں اور ہاتھ ٹوٹ جاتے ہیں (کہ بھائی بازو ہوتا ہے)۔
جواں مردی کا نظام حُسن اُخوت اور نظامِ دین حُسن یقین ہے۔
شک کی بنیاد پر اپنے بھائی سے قطع تعلق نہ کرو اور معذرت خواہی کے بعد اس سے علیحدگی نہ کرو۔
اس چیز پر اعتماد کرتے ہوئے جو تمہارے اور تمہارے بھائی کے درمیان اُخوت ودوستی ہے، اپنے بھائی کے حق کو ضائع نہ کرو۔
اس شخص کو بھائی نہ بناؤ، جو تمہارے فضائل کو چھپاتا ہے اور تمہارے عیب کو بیان کرتا ہے۔
جفا کاروں سے اُخوت کا مطالبہ نہ کرو بلکہ حفاظت کرنے (خیال خاطر رکھنے) والوں اور وفاداروں سے اس کا مطالبہ کرو۔
اس شخص میں کوئی بھلائی نہیں ہے، جو بے جرم وخطا اپنے بھائی سے جدا ہو جاتا ہے۔
اس بھائی میں کوئی خوبی نہیں ہے، جو تمہارے لیے اسی چیز کو لازم نہ سمجھے، جس کو اپنے لیے لازمی سمجھتا ہے۔
نیک سرشت بھائیوں کو غنیمت سمجھو اور بدکار و گنہگار کی مصاحبت ورفاقت سے اجتناب کرو۔
خبردار! جھوٹ بولنے والے سے دوستی نہ کرنا کیونکہ وہ تمہارے لیے دُور کو قریب اور قریب کو دُور بنا کر پیش کرے گا۔
اپنے دوست کو اپنی دوستی سے بالکل خارج نہ کرو بلکہ اس کے لیے اتنا نرم گوشہ رہنے دو کہ جس پر اعتماد کر کے وہ دوبارہ تمہارے پاس آجائے۔

خبردار! اپنے دوست کو اس طرح رنجیدہ نہ کرنا، جس سے وہ تم سے جدا ہونے پر مجبور ہو جائے۔

تمہارے لیے اس شخص سے دُوری اختیار کرنا ضروری ہے، جو تمہیں غافل کرتا ہے اور دھوکا دیتا ہے کیونکہ وہ تمہیں ذلیل کر کے ہلاکت میں ڈال دے گا۔

خبردار! فاسقوں کی صحبت اختیار نہ کرنا کیونکہ جو شخص کسی قوم کے فعل سے راضی ہوتا ہے، وہ انہیں میں شمار ہوتا ہے۔

خبردار! بدکاروں سے دوستی نہ کرنا کیونکہ وہ دوست کو معمولی قیمت پر فروخت کر دیتے ہیں۔

صاحبانِ عقل کی ہم نشینی میں زیادہ بھلائی ہے۔

اپنے ہم نشین و رفیق کی عزت کرنا اور حاجت مند کی حاجت روائی کرنا، بہترین عادت ہے۔

دوستی کا پاس و لحاظ رکھنا، بہترین خصلت اور وعدہ وفائی بہترین نظریہ ہے۔

جو تمہیں دارِ بقا کی طرف بلاتا ہے اور اس کے لیے عمل کرنے میں تمہاری مدد کرتا ہے، وہی تمارا مہربان دوست ہے۔

جو دُنیا میں دوست ہے، وہ دین کے دوست کی مانند ہے۔

راہِ سفر سے پہلے رفیق کے بارے میں چھان بین کر لو (انسان کو چاہیئے کہ سفر کے لیے پہلے دوست اور ہم سفر کا انتخاب کرے، پھر سفر پر جائے یا ہم سفر لوگوں کی پہلے تحقیق کر لے پھر سفر اختیار کرے)۔

بہت سچا دوست، دوستی سے کنارہ کش نہیں ہوگا، خواہ اس پر جفا ہی کیوں نہ ہو۔

اپنے نفس کو اپنے بھائی سے اس کے قطع رحم کرتے وقت، صلہ رحم کرنے اور اس کی روگردانی کے وقت، اس پر مہربانی کرنے اور اس کے دُور ہوتے وقت، اس سے نزدیک ہونے اور اس سے گناہ سرزد ہوتے وقت، اسے معذور سمجھنے پر اس طرح مجبور کرو گویا تم اس کے غلام ہو اور وہ تمہارا ولی نعمت ہے۔ خبردار! یہ سلوک اس جگہ نہ کرنا جو اس کے شایان شان نہ ہو یا وہ اس کا اہل و مستحق نہ ہو۔

اپنے بھائی کو مخلصانہ نصیحت کرو، خواہ نصیحت اچھی ہو یا بُری (یعنی خواہ محبت کے ساتھ ہو یا سختی کے ساتھ)۔

جب تمہارا بھائی سختی کرے تو تم اپنے نفس کو نرمی اختیار کرنے پر اور جب قطع تعلق کرے تو اس سے میل ملاپ پر اور جب وہ خرچ سے ہاتھ روک لے تو خرچ کرنے پر مجبور کرو اور اس سے سرزد ہونے والی جفا کو برداشت کرو، اس سے قطع تعلق نہ کرو۔

ہر چیز کا نیا عدد لو لیکن بھائیوں میں سب سے قدیم کو اختیار کرو۔

بہت زیادہ جھوٹ بولنے والے کی ہم نشینی سے اجتناب کرو اور اگر اس کی ہم نشینی پر مجبور ہو جاؤ تو اس کی تصدیق نہ کرو اور اس پر یہ واضح نہ ہونے دو کہ تم اس کو جھٹلا رہے ہو۔ کیونکہ وہ تمہاری دوستی سے دست بردار ہو جائے گا مگر اپنی بری عادت سے دست کش نہیں ہوگا۔

اپنے دوست کے لیے پوری محبت نچھاور کر دو لیکن پورا اطمینا اس پر قربان نہ کرو کہ اس کی حاجت کے وقت تم بے قرار ہو جاؤ گے (ہر چیز میں اسے اپنے برابر سمجھو مگر اپنے راز اس کے سپرد نہ کرو)۔

بھائی کے کھو جانے سے پھرتی چلی جاتی ہے یعنی انسان افسردہ ہو جاتا ہے۔
وہ شخص تمہارا بھائی نہیں ہے، تم جس کی خاطر و مدارات کے محتاج ہو۔
وہ انسان نیک چلن دوست نہیں، جو اپنے ساتھی کو بحث و جدال پر مجبور کر دے۔
وہ شخص تمہارا بھائی نہیں ہے، جو تمہیں اپنے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرنے والے حاکم کا محتاج بنا دے۔
اُخوت کا حُسن و جمال، اچھی معاشرت اور تنگ دستی کے زمانہ میں مواسات ہے (یعنی ضرورت کے وقت انسان کی مدد کی جائے اور اسے اپنے برابر سمجھے)۔
اچھی بھائی چارگی کے سبب اجر میں اضافہ ہوتا ہے اور بہترین تعریف ہوتی ہے۔
بہترین بھائی وہ ہے، جو نصیحت کرنے میں سب سے کم سستی کرتا ہے۔
بہترین بھائی وہ ہے، جو بھائیوں کو اپنے علاوہ غیر کا محتاج نہ ہونے دے (یعنی خود ان کے اُمور کو انجام دے)۔
بہترین بھائی وہ ہے، جو اِطاعت خدا میں تم پر سختی کرے (یعنی تمہیں زبردستی اطاعت پر اُبھارے)۔
بہترین بھائی وہ ہے، جو تمہارے ساتھ مساوات سے کام لے اور اس میں بھی اچھا بھائی وہ ہے، جو تمہاری ضرورتوں کو پورا کرے اور اگر تمہارا محتاج ہو جائے تو تمہیں معاف رکھے۔
بہترین بھائی وہ ہے، جس نے اپنے بھائیوں کو انتہا تک نہ پہنچا دیا ہو (ان سے کم توقع رکھتا ہو اور اُمور میں ان پر سختی نہ کرتا ہو)۔
تمہارا بہترین بھائی وہ ہے، جو تمہیں حق کے سلسلہ میں غضب ناک کرے۔
دوست دو چیزوں (نیکیوں) میں سے بہترین ذخیرہ ہے۔
دوست بہترین توشہ ہے (یعنی ایسا ذخیرہ ہے، جس کو انسان وقت ضرورت کام آنے کے لیے فراہم کرتا ہے)۔
دوست بہترین ذخیرہ اور پائیدار محبت ہے۔
درحقیقت دوست وہ اِنسان ہے، جو تم ہی ہو مگر وہ تمہارا غیر ہے۔
تمہارا سچا دوست وہ ہے، جو تمہارے عیب کے بارے میں تمہیں نصیحت کرے اور تمہاری عدم موجودگی میں تمہاری حفاظت کرے اور اپنے اُوپر تمہیں مقدم کرے۔
دُور اندیش وہ ہے، جو بہترین دوست کا انتخاب کرتا ہے کیونکہ انسان کو اس کے دوست کے ذریعے پرکھا جاتا ہے۔
دوست درحقیقت ایک روح ہے جو متفرق ابدان میں ہے۔
دوست وہ ہے، جو ظلم و زیادتی سے روکتا ہے اور نیکی و احسان کرنے میں مددگار ہوتا ہے۔
اس شخص کے دوست بن جاؤ، جو خود کو تمہارے بغیر بے نیاز نہ سمجھتا ہو اور اگر تم اس کے ساتھ بُرا سلوک کرو تو وہ تمہارے ساتھ نیک برتاؤ کرے گویا وہ گنہگار ہے۔

جس کا کوئی بھائی نہیں ہے، اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے (کیونکہ وہ اسلامی اخلاق سے تہی دامن ہے)۔

جو شخص اپنے بھائیوں کی کسی بھی لغزش پر علیحدگی اختیار کر لیتا ہے، اس کے دوستوں کی تعداد کم ہو جاتی ہے۔

جو شخص (اپنے چال چلن سے) اپنے دوست کو بھی برباد کر دیتا ہے، وہ اپنے چاہنے والوں کی تعداد کم کرتا ہے۔

جو بُرے لوگوں کی ہم نشینی اختیار کرتا ہے، وہ محفوظ نہیں رہتا۔

جو تمہیں اہمیت دیتا ہے، وہی تمہارا دوست ہے۔

جو اپنے ساتھیوں کے ساتھ نیک سلوک روا رکھتا ہے، اس کا حلقہ احباب وسیع ہو جاتا ہے۔

جو شخص جاہلوں کے ساتھ رہتا ہے، اسے قیل وقال اور رقیق باتوں کیلئے تیار رہنا چاہئے۔

جو شخص اپنے دوست کی دلجوائی اور احوال پُرسی نہیں کرتا، وہ اپنے دوست ضائع کرتا ہے۔

جو شخص اپنے دوست کی چھوٹی چھوٹی بات پر تنقید کرتا ہے، اس کی دوستی ختم ہو جاتی ہے۔

جو شخص اپنے دوست کو سبک اور حقیر سمجھتا ہے، وہ اپنے دُشمنوں کے کچلنے کو دُشوار بناتا ہے۔(یعنی وہ دُشمنوں کو نہیں کچل سکتا کیونکہ اس کا کوئی دوست نہیں ہے)۔

راہِ خدا میں قائم ہونے والی اُخوت کی محبت خالص ہوتی ہے۔

جس وقت بلائیں ٹوٹ پڑتی ہیں، اس وقت دوستوں کی نگہبانی آزمائی جاتی ہے (یعنی مصیبت کے وقت یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ کس بھائی کی اُخوت باقی اور کس دوست کی دوستی پائیدار ہے)۔

قدرت وسطوت کے ختم ہو جانے سے، دوست و دُشمن کی پہچان ہو جاتی ہے۔

مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے، جو دوستوں کی تعداد بڑھانے میں دلچسپی رکھتا ہے۔ وہ ایسے عقل منداور پرہیز گار علما کی ہم نشینی کیوں نہیں اختیار کرتا، جن کے فضائل سے وہ فائدہ اٹھا سکتا ہے، جن کے علوم اس کی ہدایت کر سکتے ہیں اور جن کی صحبت اسے سنوار سکتی ہے۔

ہر صحبت ورفاقت ایک امتحان ہے، اس سے خوبی وبدی اور امانت داری وخیانت کاری ظاہر ہو جاتی ہے یا رفاقت وہم نشینی ایک انتخاب ہے لہٰذا بہترین ہی کو منتخب کرنا چاہئے۔

مشکلوں میں دوست آزمایا جاتا ہے (ورنہ خوش حالی کے زمانہ میں سبھی دوستی کا اظہار کرتے ہیں)۔

تنگی کے زمانہ میں دوست کی مواسات وامداد رسانی ظاہر ہو جاتی ہے (کہ وہ ضرورت کے وقت مدد کرتا ہے یا نہیں)۔

حُسنِ مصاحبت سے دوستوں کی رغبت بڑھتی ہے۔

خبردار! تم اس بنیاد پر اپنے بھائی کے حق سے غافل نہ ہو جانا، اس پر تمہارا حق واجب ہے کیونکہ تمہارے اُوپر تمہارے بھائی کا اتنا ہی حق ہے، جتنا تمہارا اس کے اُوپر ہے۔

خبردار! اس چیز کو بنیاد بنا کر اپنے بھائی کے حق سے چشم پوشی نہ کرنا، جو تمہارے اور اس کے درمیان ہے کیونکہ وہ تمہارا بھائی نہیں ہے، جس کا تم نے حق ضائع کر دیا۔

بہترین ذخیرہ وہ بھائی ہے، جن پر اعتماد کیا جاتا ہے۔

وفادار بھائی اور پاک سرشت دوست، بہترین ذخیرہ ہیں۔ دوستی و محبت کی رو سے وہ لوگ سچے بھائی ہیں، جو خوش حالی اور تنگی کے زمانہ میں اپنے بھائیوں کی مالی مدد کرتے ہیں۔

سفر کے لحاظ سے وہ شخص سب سے زیادہ دور ہے جو نیک بھائی کی تلاش میں محوِ سفر ہے۔

بے شک صحیح معنوں میں تمہارا بھائی وہی ہے، جو تمہاری لغزش کو معاف کر دے اور تمہاری حاجت روائی کرے، تمہارا عذر قبول کرے اور تمہارے عیب کو چھپائے، تمہارے خوف کو زائل کرے اور تمہاری اُمید نہ توڑے۔

جس کی عقل ماری گئی، اس کی ہم نشینی اختیار نہ کرو اور جس نے (شریف اور اچھے) خاندان کے ساتھ خیانت کی ہو، اس پر احسان نہ کرو کیونکہ بے عقل تمہیں نقصان پہنچا دے گا، جب کہ وہ یہ سمجھے گا کہ تمہیں فائدہ پہنچا رہا ہے اور پست خاندان والا اپنے محسن ہی کے ساتھ بُرائی کرتا ہے۔

عاقل اور پرہیز گار کے علاوہ کسی کی مصاحبت اختیار نہ کرو اور عالم و پاکیزہ انسان کے علاوہ کسی کے ساتھ معاشرت نہ کرو اور مومن وفادار انسان کے علاوہ کسی کو اپنا رازدار نہ بناؤ۔

اس شخص کی صحبت میں نہ رہو، جو تمہاری بُرائیوں کو یاد رکھتا ہے اور تمہارے فضائل و مناقب کو فراموش کر دیتا ہے۔

بے وقوف کی ہم نشینی میں کوئی مزہ نہیں ہے (کہ اس کا چال چلن بے ہودہ ہوتا ہے)۔

نیک لوگوں کے ہم نشین انہیں جیسے ہوتے ہیں۔

بُرے لوگوں کے ساتھ رہنے والے، بلاؤں سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔

بھائی رنج و محن سے نجات دلانے والے ہیں۔

اپنے بھائی کی پیروی کرو، خواہ وہ تمہاری نافرمانی ہی کرے۔

پرہیز گار اور دین دار کی صحبت اختیار کرو تا کہ محفوظ ہو جاؤ اور اس سے صحیح راستہ معلوم کرو اور فائدہ اُٹھاؤ۔

اس شخص کو خدا کے لئے دوست بنالو، جو تم سے تمہاری ہی بھلائی کی خاطر لڑتا ہے اور تمہیں یقین کا جامہ پہنا دیتا ہے یا تمہارے لیے یقین فراہم کرتا ہے۔

اپنے بھائیوں کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ انہیں سخت و سست نہ کہو اور ان پر اپنی بخشش کے دروازے کھول دو۔

اپنے دوست کیلئے اپنی نصیحت (یا خیر خواہی) اپنے جاننے والوں کے لیے امداد اور عام لوگوں کے لئے کشادہ روئی سے کام لو۔

اس شخص کی ہم نشینی سے بچو، جس کی رائے پسندیدہ اور عمل منفور ہو کیونکہ دوست کو دوست کے ذریعے پہچانا جاتا ہے۔

بُرے ہم نشین کی رفاقت سے دُور رہو، کیونکہ وہ اپنے ہم نشین کو ہلاکت میں ڈال دے گا اور اپنے ساتھی کو پستی میں دھکیل دے گا۔
پست کو شریف پر مقدم نہ کرو۔
اس شخص کی مصاحبت ہرگز نہ کرو، جس کے پاس عقل نہ ہو۔
احمق کی ہم نشینی اختیار نہ کرنا کہ وہ اپنے فعل کو تمہارے سامنے سجا سنوار کر پیش کرے گا اور چاہے گا کہ تم بھی اسی جیسے بن جاؤ۔
دُنیا داروں کے ساتھ نہ رہنا کیونکہ اگر تمہارے پاس کم پونجی ہوگی تو وہ تم سے حسد کرے گا اور اگر تم پر کوئی مصیبت پرے گی تو تمہیں لعنت ملامت کرے گا یا ساتھ چھوڑ دے گا۔
کمینہ کی صحبت میں زیادہ نہ رہو کیونکہ اگر تمہارے پاس نعمت ہوگی تو وہ تم سے حسد کرے گا اور اگر تم پر کوئی مصیبت پڑے گی تو تمہیں لعنت ملامت کرے گا یا ساتھ چھوڑ دے گا۔
دُنیا داروں سے زیادہ دوستی نہ بڑھاؤ کیونکہ اگر تم ان کے کام نہ آسکو گے تو وہ تمہارے دشمن ہو جائیں گے، ان کی مثال آگ کی سی ہے، جو زیادہ ہوتی ہے تو جلا دیتی ہے اور کم ہوتی ہے تو نفع بخش ہوتی ہے۔
بُرے ساتھیوں کے بجائے تنہائی سے زیادہ مانوس رہو۔
اپنے عقل مند دُشمن پر اپنے جاہل دوست سے زیادہ اعتماد کرو (کیونکہ عقل مند دُشمن، جاہل دوست سے کم نقصان پہنچائے گا)۔
جتنی زیادہ ہم نشینی ہوگی، ہم نشینی اتنی ہی زیادہ محکم واستوار ہوگی۔
ہر چیز کیلئے ایک آفت ہوتی ہے اور خوبی (یا خوبی کے مالک کی) آفت بُرا ساتھی ہے۔
ہر چیز کیلئے سختی و دُشواری ہے اور عمر کی دُشواری دُشمن کی رفاقت ہے۔
بُرے لوگوں کے ساتھ گھل مل کر رہنے والا معقول نہیں ہے (یعنی اس نے عقل سے کام نہیں لیا ہے)۔
نیک افراد کی ہم نشینی سے زیادہ کوئی چیز نیکی کی طرف دعوت دینے والی اور بُرائی سے روکنے والی نہیں ہے۔
جو بھی عقل مندوں کی صحبت میں رہتا ہے، وہ محترم ہو جاتا ہے۔
خبردار! فاسقوں کی ہم نشینی اختیار نہ کرنا کیونکہ شر، شر سے ملحق ہو جاتا ہے۔
ہوشیار! اپنے دوست سے فریب کھاؤ یا اپنے دُشمن سے مغلوب ہو جاؤ (یعنی اس قدر محتاط و ہوشیار رہو کہ نہ دوست کے فریب میں آؤ اور نہ دُشمن سے شکست کھاؤ)۔
خبردار! احمق کو دوست نہ بنانا کہ وہ تمہیں فائدہ پہنچانے کے چکر میں نقصان پہنچا دے گا۔
خبردار! بخیل و کنجوس کو دوست نہ بنانا کیونکہ جب تم اس کے محتاج ہو گے تو وہ تمہارے کام نہیں آئے گا۔
خبردار! شریر لوگوں کے ساتھ نہ رہنا کیونکہ وہ محفوظ رہنے کے سبب تم پر احسان جتائیں گے۔
تمہارا بھائی بس وہ شخص ہے، جو مشکل کے وقت تمہیں اپنے مال میں شریک کر لیتا ہے۔

اگرتم اپنے بھائی سے قطع تعلق کرنا چاہتے ہوتو اس کے لیے نرم گوشہ رہنے دو کہ جس سے وہ اگر کبھی اس محبت ودوستی کی طرف لوٹنا چاہے تو لوٹ آئے۔

کسی کو بھائی بنانے سے پہلے اسے آزمالو اور اچھی طرح پرکھ لو ورنہ تمہیں بُرے لوگوں کی صحبت اختیار کرنا پڑے گی۔

لوگوں کی آزمائش کے لیے ان کی رفاقت ہی کافی ہے (یہی سب سے بڑا امتحان ہے)۔

اگرتم اپنے دوست سے مطمئن ہوگئے اور اس پر اعتماد کرنے لگے تو بھی اسے سارے راز نہ بتاؤ اور کچھ باتیں محفوظ رکھو ہوسکتا ہے کہ کبھی تمہیں پشیمان ہونا پڑے۔

جب اُخوت و بھائی چارگی میں استحکام پیدا ہوجاتا ہے تو (ایک دوسرے کی) تعریف وستائش منفور اور رقیق ہوجاتی ہے (کیونکہ ایک دوسرے کی تعریف کرنا بیگانگی کا پتہ دیتا ہے)۔

اگر کسی کو بھائی بناؤ تو اُخوت کے حق کا احترام کرو۔

جب تمہیں اپنے بھائی (یا دوست) کی محبت پر اعتماد ہوجائے تو پھر یہ فکر نہ کرو کہ تمہاری اس سے اور اس کی تم سے کب ملاقات ہو گی (یہ چیزیں فضول ہیں اور اصل تو صحیح معنوں میں اعتماد اور حقیقی دوستی ہے)۔

جو اچھی طرح چھان چھٹک کر دوستی کرتا ہے، اس کی ہم نشینی دائمی اور اس کی دوستی محکم ہوتی ہے۔

جو دوست بنانے سے پہلے نہیں آزماتا، اسے اس کا فریب وغرور بدکاروں کا ہم نشین بنا دیتا ہے۔

جو آزمائے بغیر دوست بنالیتا ہے، اس کی بے چارگی اسے اشرار کی ہم نشینی پر مجبور کردیتی ہے۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ کے لیے ایک دوسرے کے بھائی بنتے ہیں، ان کی محبت (اس کے اسباب کے دائمی ہونے کی وجہ سے) ہمیشہ قائم رہتی ہے۔

سچے دوست یا بھائی خوش حالی میں زینت اور سختی کی زندگی میں ذخیرہ ہیں۔

جو اُخوت و بھائی چارگی راہِ خدا کے ذریعے (حاصل) ہوتی ہے، وہ سب سے زیادہ قریبی عزیز ہے اور والدین سے بھی زیادہ حمایت کرنے والی ہے۔

راہِ خدا میں تمہارا بھائی وہ ہے، جو راست کی طرف ہدایت کرے اور فساد سے روکے اور معاد کی اصلاح میں تمہاری مدد کرے۔

تمہارا سچا بھائی (یا دوست) وہ ہے، جو تمہیں بچانے کیلئے اپنی جان کی بازی لگادے اور اپنے مال، اولاد اور خود پر مقدم کرے۔

انصاف کرنے والے بھائی بہت کم ہیں۔

خراب ہم نشین، بدترین ہم نشین ہے اور کمینگی ایک پوشیدہ مرض ہے۔

اہل خیر کے ساتھ ہوجاؤ تاکہ ان میں سے ہوجاؤ اور اہل شر سے الگ ہوجاؤ تاکہ ان سے جدا سمجھے جاؤ۔

دوست بنانے سے پہلے آمازئش کرلو کیونکہ آزمائش ایسا معیار ہے، جو نیک اور بد کو جدا کردیتا ہے۔

جو اپنے ساتھی کے ساتھ نرمی سے پیش آتا ہے، وہ اس کی موافقت کرتا ہے اور جو اس کے ساتھ سختی سے پیش آتا ہے وہ اس کو (اپنی دوستی سے) باہر نکال دے گا اور اس سے جدا ہو جائے گا۔

جو شخص اپنے دوست سے صرف اس لیے خوش ہوتا ہے کہ وہ اسے اپنے اُوپر مقدم کرے (یعنی خود نیاز مند ہوتے ہوئے اسے مقدم کرے) وہ مستقل طور پر ناراض رہے گا۔

جس کی رفاقت خدا کے لئے ہوگی، اس کی رفاقت ومصاحبت محترم اور محبت استوار ہوگی۔

جس کی محبت خدا کے لئے نہیں ہوتی اس سے ہوشیار رہو، کیونکہ اس کی محبت پست اور اس کی صحبت غلط ہوتی ہے۔

جو تمہارے نفس کے خلاف تمہاری مدد نہ کرے، اس کی صحبت تمہارے لئے وبال ہے، اگر تم جانتے ہو۔

جو اپنے دوست کی لغزشوں کو برداشت نہ کرے، وہ تنہا مرے گا (سب اسے چھوڑ دیں گے)۔

جو سچا اور وفادار دوست ڈھونڈتا ہے، وہ نایاب چیز تلاش کرتا ہے (جس کا ملنا محال ہے)۔

جس کی ہمت پست ہوتی ہے، اس کی صحبت اختیار نہ کرو۔

جس کی دوستی نے تمہیں فائدہ نہیں پہنچایا، اس کی دُشمنی تمہیں نقصان پہنچائے گی۔

تم سے دوستی میں جس کا دل صاف نہ ہو، اس کا عذر قبول نہ کرو۔

ایمان کی شرائط میں سے، دوستوں کے ساتھ نیک برتاؤ بھی ہے۔

جاہلوں سے تعلقات بے عقل ہونے کی دلیل ہے۔

اپنے دوست کے دُشمن کو دوست نہ بناؤ، نتیجہ میں اپنے دوست سے دُشمنی کرو گے۔

اس شخص کی کوئی زندگی نہیں ہے، جو دوستوں سے جدا ہو جاتا ہے۔

مہتم یا کنجوس دوست میں کوئی خوبی نہیں ہے۔

دوست، دوست نہیں بن سکتا، جب تک کہ اپنے بھائی کی عدم موجودگی، سختی اور اس کی وفات میں (یعنی وفات کے بعد) اس کی حفاظت نہ کرے۔

کسی دوست سے تعلقات قطع نہ کرو، خواہ وہ (دوستی کے حق میں) کفران ہی کرے۔

آزمانے سے پہلے دوست پر اعتماد نہ کرو۔

اس شخص کو دوست نہ سمجھو، جو مال سے تمہاری مدد نہ کرے (اور دوسروں کو اپنے مال میں شریک نہ سمجھے)۔

اپنے دوست کو اس وقت تک امین نہ سمجھو، جب تک کہ آزمانہ لو اور اس سے اپنے دُشمن سے بھی زیادہ ہوشیار رہو۔

جو دوستوں کا اچھا ہم نشین ہوتا ہے، وہ ان سے روابط کو دوام بخشتا ہے۔

جو تمہیں تمہارے عیب دکھائے گا اور تمہاری عدم موجودگی میں تمہاری حفاظت کرے، وہ دوست ہے تم بھی اس کی حفاظت کرو۔

جس کا کوئی دوست نہیں، اس کا کوئی ذخیرہ نہیں ہے۔
جو تمہیں دارِ باقی (آخرت) کی طرف بلائے اور اس کیلئے عمل کرنے میں تمہاری مدد کرے وہ تمہارا شفیق دوست ہے۔
بُرا اِنتخاب بُرے لوگوں کی ہم نشینی ہے۔
رفاقت و ہمسائیگی کے احترام کے برابر کسی اور چیز کے احترام کی تاکید نہیں کی گئی۔

اَدب

اَدب دو حسب میں سے ایک ہے۔
اِنسان میں اَدب ایسا ہی ہے، جیسے ایک درخت کہ جس کی جڑ عقل ہے۔
نیک اَدب بلند ترین حسب ہے۔
اعلیٰ ترین اَدب آدمیت و اِنسانیت کی حفاظت ہے۔
بہترین ادب وہ ہے کہ جس کے ذریعے تم اپنے نفس کو آگے بڑھاؤ۔
بہترین اَدب یہ ہے کہ انسان اپنی حد میں رہے اور حیثیت سے آگے نہ بڑھے (یعنی اپنی چادر سے زیادہ پیر نہ پھیلائے)۔
بہترین اَدب وہ ہے، جو تمہیں حرام چیزوں سے باز رکھے۔
مکرم ترین حسب، اچھا اَدب ہے۔
بے شک صاحبانِ عقل کو اَدب (سیکھنے) کی ایسی ہی ضرورت ہے جیسے پیاسی کھیتی کو بارش کی احتیاج ہوتی ہے۔
بے شک لوگوں کو نیک اَدب کی سونے و چاندی سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔
اَدب بلند ترین حسب اور افتخار کا عظیم ترین سرمایہ ہے۔
آداب نیا لباس ہے، اس میں جو بھی شریعت کے مطابق ہو، اس کے قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔
اَدب بہترین خصلت ہے۔
اَدب عقل کی صورت ہے (یعنی اگر کوئی مدمقابل کی عقل کا اندازہ لگانا چاہتا ہے تو اس کے اَدب کو دیکھ لے اور یہ دیکھے کہ اس میں کتنی اِنسانیت ہے اور وہ کتنا حُسنِ سلوک رکھتا ہے)۔
اَدب آدمی کا کمال ہے۔
بے شک تمہاری قیمت اَدب کے مطابق لگائی جائے گی پس خود کو حلم سے زینت دو۔ (یعنی ہر شخص کی قدر و قیمت اس کے اَدب کے مطابق ہوتی ہے، جس کا اَدب زیادہ ہوگا، اس کی قیمت اتنی ہی زیادہ ہوگی)۔
بے شک تم سونا چاندی حاصل کرنے سے زیادہ اَدب حاصل کرنے کے محتاج ہو۔
اَدب کے ذریعے ذہانت و زِیرکی تیز ہوجاتی ہیں (جس طرح سان سے چاقو تیز ہوجاتا ہے)۔

سوئے اَدب بدترین نسب ہے۔

حُسن خَلق اَدب کا نتیجہ ہے۔

اچھا اَدب نسب کی بُرائی کو چھپا لیتا ہے۔

اچھا اَدب اعلیٰ ترین نسب ہے اور مقصد تک پہنچنے کے لیے بلند ترین وسیلہ ہے۔

اَدب کی شرافت و بلندی نسب کی شرافت و بلندی سے افضل ہے۔

باپوں نے بیٹوں کیلئے جو بہترین میراث چھوڑی ہے، وہ اَدب ہے۔

حُسن اَدب، اخلاق کے تزکیہ کا سبب ہے (نیک اَدب سے اخلاق نکھرتا ہے)۔ اَدب طلب کرنا، حسب کا (خاندانی شرافت کا) حُسن و جمال ہے۔

تمہارے اَدب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کیونکہ وہ حسب کی زینت ہے۔

تھوڑا اَدب زیادہ نسب ہے۔

ہر چیز عقل کی محتاج ہے لیکن عقل ادب کی محتاج ہے۔

ہر شرف وفضیلت کی انتہا ہے لیکن عقل واَدب کی کوئی انتہا نہیں ہے۔

اپنے نفس کے اَدب کیلئے تمہارے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اس چیز سے پرہیز کرو، جس کو دوسروں کیلئے پسند نہیں کرتے۔

اَدب فائدہ نہیں پہنچا سکتا، جب تک عقل اس کے ہمراہ نہ ہو۔

جس کا ادب کم ہوتا ہے، اس کی بُرائیاں بڑھ جاتی ہیں۔

جس شخص کو اس کے اَدب کی پستی پست کر دیتی ہے، اسے اس کے حسب کی بلندی بلند نہیں کر سکتی ہے۔

جو اپنے اَدب کو خراب کر لیتا ہے، وہ اپنے حسب اور خاندانی شرافت پر داغ لگاتا ہے۔

جس کو اس کا حسب بٹھا دیتا ہے (یعنی جس کے پاس ایسی فضیلت نہیں ہوتی جو اس کو بلندی پر پہنچائے) اسے اس کا اَدب بلند کرتا ہے۔

جس شخص کو اَدب سے تہی دامنی پیچھے دھکیل دیتی ہے، اس اس کے حسب کی بلندی آگے نہیں بڑھا سکتی (یعنی اَدب حسب سے بلند ہے اسے حاصل کرنا چاہئے)۔

جو اَدب کا حریص ہوتا ہے، اس کی بُرائیاں کم ہو جاتی ہیں۔

جو شخص اَدب کا حریض ہو گیا، اس نے اپنے نفس کو سنوار لیا۔

جس کا اَدب اس کی عقل سے زیادہ ہو جاتا ہے، وہ اس چرواہے کی مانند ہے جو بھیڑوں کے بڑے گلے کے بیچ میں کھڑا ہو۔

جس کی بلندترین خصلت اس کا اَدب نہ ہو تو اس کی معمولی حالت ہلاکت ہے کیونکہ بے اَدبی ہلاکت کا سرچشمہ ہے۔

جو خدا کے اَدب کے ذریعے شریف نہیں ہوتا، وہ کبھی اپنے نفس کی اصلاح نہیں کرسکتا۔

عقل کا بہترین دوست اَدب ہے (اگر اَدب ہوتا ہے تو عقل سنور جاتی ہے)۔

بہترین نسب، اچھا اَدب ہے۔

اَدب جیسا کوئی حسب نہیں۔

اَدب کی مانند کوئی زینت نہیں۔

اَدب کی مانند کوئی میراث نہیں۔

آداب کی مانند زیور نہیں ہیں۔

بے اَدبی کے ساتھ کوئی شرف نہیں ہوتا (دونوں، بے اَدبی اور شرف یکجا نہیں ہوسکتے)۔

بدزُبان کا کوئی اَدب نہیں ہے۔

اَدب سے بلند کوئی حسب نہیں ہے۔

جس کے پاس اَدب نہیں، اس کے پاس عقل نہیں۔

وہ شخص سردار نہیں بن سکتا، جو اَدب سے خالی اور کھیل کا دِلدادہ ہوتا ہے۔

تین چیزیں ایسی ہیں، جن کے مزید طلب کرنے سے کثرت نہیں ہوتی: 1. اچھا اَدب. 2. تہمت سے علیحدگی. 3. حرام سے دست کشی ہے۔

اذیت دینا

اذیت و آزار پہنچانے سے دُشمنی ہوتی ہے۔

جو شخص اذیت رسانی سے باز رہتا ہے، اس سے کوئی بھی دُشمنی نہیں کرتا۔

دوسروں کو اذیت دینے سے خود کو باز رکھنا، تمہارے دُشمنوں کے دل کی اصلاح کردے گا کہ جس کا نفع تمہیں کو ملے گا۔

کھانا

کم کھانا، حرام سے تحفظ اور پُرخوری اِسراف ہے۔

کم خوری، بہت سی بیماریوں کو بدن کے پاس نہیں آنے دیتی۔

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک لقمہ بہت سے لقموں یا خوراک سے محروم کردیتا ہے یعنی بے احتیاطی کی وجہ سے صحت برباد ہوجاتی ہے۔

حرص کے غلبہ کی وجہ سے زیادہ کھایا جاتا ہے اور حرص کا غلبہ بدترین عیب ہے۔

زیادہ کھانا اور زیادہ سونا نفس کو برباد کردیتا ہے اور دونوں مضر ہیں۔

پُرخوری بغل کی بدبو کرپھیلاتی ہے۔

شہد کی مکھی کی مانند ہوجاؤ' وہ جب بھی کھاتی ہے (پھولوں اور کلیوں سے) صاف ستھرا کھاتی ہے (تم بھی پاک اور حلال کھاؤ) اور جب اگلتی ہے تو پاک و پاکیزہ اگلتی ہے اور شاخ پر بیٹھتی ہے تو اس کو نہیں توڑتی ہے (تم بھی دوسروں پر بار نہ بنو' کسی کی دِل شکنی نہ کرو)۔

جس نے اپنی خوراک کم کرلی اس کی فکر سنور گئی۔

جو کم کھانے پر اکتفا کرتا ہے' اس کی صحت محکم اور اس کی فکر شائستہ ہوجاتی ہے۔

جس شخص کی پوری کوشش اس چیز پر صرف ہوتی ہے، جو شکم میں داخل ہوتی ہے تو اس کی قیمت پیٹ سے خارج ہونے والی چیز کے برابر ہوتی ہے۔

جس کی خوراک بڑھ جاتی ہے' اس کی صحت وتندرستی گھٹ جاتی ہے اور اس کا خرچ اس کیلئے بار بن جاتا ہے۔

اللہ اور اس کی صفات

علم خدا نے باطن غیب کے پردوں کو چاک کردیا ہے اور پوشیدہ اعتقادات کی پست وناہموار زمین کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

اللہ کے علاوہ جسے بھی ایک کہا جاتا ہے' وہ کمی میں ہے۔ اس کے سوا ہر عزیز' ذلیل اور ہر قوی وکمزور اور ہر مالک مملوک اور عالم' متعلم ہے (کہ جس نے دوسرے سے علم حاصل کیا ہے) اور ہر قدرت رکھنے والا خدا کے علاوہ کبھی قادر ہوتا ہے اور کبھی عاجز ہوتا ہے۔ (یعنی اس کے سوا ہر واحد گنتیوں میں کا ہے وہ قلت کی صفت سے متصف ہے اور کثیر کا جز ہے۔ اس کے برخلاف خدائے متعال واحد حقیقی ہے' اس کا دوسرا فرض بھی نہیں کیا جاسکتا۔ بعبارت دیگر: واحد حقیقی وہ ہے' جو نہ ذہن میں مرکب ہو اور نہ خارج میں)۔

ہر پوشیدہ خدا کے نزدیک (کہ اس کی نعمت عظیم وواضح ہے) ظاہر ہے۔

ہر راز خدا کیلئے آشکار ہے۔

جس نے بھی خدا کی ذات وہویت کے بارے میں غور کیا' وہ ملحد وبے دین ہوگیا۔ (کیونکہ وہ اس کی عظیم ذات کا احاطہ نہیں کرسکتا اور لامتناہی جہاں کو طے نہیں کرسکتا ہے)۔

خدا ایسا نہیں ہے کہ کسی کو گمراہ کرے اور نہ ہی وہ کسی بندے پر ظلم کرتا ہے (یہ عام معنی ہیں ورنہ اگر مبالغہ کے صیغہ کے لحاظ سے ترجمہ کریں تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ وہ بہت ظلم کرنے والا نہیں ہے)۔

عناد اور دُشمنی رکھنے والوں کے مقابلہ میں خدا کا حلم کتنا عظیم ہے اور فضول خرچ واسراف کرنے والے بندوں کیلئے اس کا عفو کتنا زیادہ ہے۔

اے اللہ! تیری مخلوقات میں سے ہم جس کا مشاہدہ کرتے ہیں' وہ کتنا عظیم ہے اور اس کی عظمت (کہ جس کو ہم نے دیکھا ہے یا

جس کو ہم دیکھ رہے ہیں) تیرے اس عالم وملکوت کے مقابلہ میں نہیں ہے کہ جو ہماری نظر سے پوشیدہ ہے (یا یہ عظیم کائنات کے جس کو ہم دیکھ رہے ہیں' اس عالم کے مقابلہ میں کتنی چھوٹی ہے' جو ہم سے پوشیدہ ہے۔ جیسے عرش وکرسی)۔

اے اللہ! کتنا ہولناک ہے وہ' جس کو ہم تیری سلطنت وملکوت سے مشاہدہ کرتے ہیں اور یہ تیری سلطنت کے اس عظیم حصہ کے مقابلہ میں کتنا چھوٹا ہے جو کہ ہم سے پوشیدہ ہے۔

وہی ہے وہ کہ جس کی گواہی منکر کے دِل میں کائنات کے آثار وعلامت دیتے ہیں (یہ جملے اس خطبہ کا جز ہیں' جو آپؑ نے خدا کی صفات کے بارے میں دیا تھا)۔

اعیان کے مشاہدہ سے آنکھیں خدا کو نہیں پاسکتیں لیکن ایمان کے حقائق کے ذریعے دِل اس کا اِدراک کرسکتے ہیں۔

وہ شخص کیسے ضائع ہوسکتا ہے کہ جس کا ضامن خدا ہے۔

خدا نے کسی کو بھی عبث پیدا نہیں کیا ہے کہ کھیلے' کودے' بلکہ ہر چیز کی خلقت علم وحکمت اور مصلحت کے مطابق ہوئی ہے۔

خدا نے کسی چیز یا کسی انسان کو مہمل نہیں چھوڑا ہے کہ وہ باطل کام انجام دیتا پھرے۔

خدائے متعال نے بواطن کا احاطہ کررکھا ہے اور ظاہر کو گھیر رکھا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ خدا نے تمہارے آثار کا نام رکھ دیا ہے اور تمہارے اعمال کو جانتا ہے اور تمہاری اجل کو لکھ لیا ہے۔

خدا نے مخلوق کو اور تمہیں وحشت کو دُور کرنے کے لئے پیدا نہیں کیا ہے (کہ معاذ اللہ وہ تنہا تھا لہٰذا تنہائی ختم کرنے کیلئے انہیں خلق نہیں کیا ہے) اور انہیں ایسے کام کا حکم نہیں دیا ہے کہ جس کا اسے فائدہ پہنچے۔

خدا نے تمہیں عبث پیدا نہیں کیا ہے اور تمہیں آزاد نہیں چھوڑا ہے اور تمہیں گمراہی واندھیرے میں نہیں چھوڑا ہے۔

تمہیں اس اِنسان پر تعجب ہونا چاہئے کہ جو چربی سے دیکھتا ہے اور گوشت کے ٹکڑے سے بولتا ہے اور ہڈی سے سنتا ہے اور سوراخ سے سونگھتا (سانس لیتا) ہے۔

خدائے تعالیٰ کی وحدانیت کے بارے میں فرمایا: نہ ہمتوں کی بلندیاں اس کا ادراک کرسکتی ہیں اور نہ ذہانتوں کی گہرائیاں اس کی تہہ تک جاسکتی ہیں۔

خدا کی عظمت کے سامنے چہرے جھکے ہوئے ہیں اور دل اس کی ہیبت سے خوف زدہ ہیں اور نفس اس کی رضا کیلئے مرے جارہے ہیں۔

خدا کو ایک ماننے' اس کے ایک ہونے کا اعلان کرنے یا اس کی تمام صفات جلال وجمال کا اعتقاد رکھنے میں نفس کی حیات ہے۔

خدا کو ایک جاننا یہ ہے کہ تم تو ہم نہ کرو اور اس کے شریک کیھ وہم میں نہ پڑو۔

جو خدا کی وحدانیت کا قائل ہوگیا' وہ نجات پاگیا یا دُنیا والوں سے الگ ہوگیا' یا بے نیاز ہوگیا یا آخرت کیلئے غمگین ہوا۔

آپؑ نے خدا کی وحدانیت کے بارے میں فرمایا: وہ چیزوں سے قریب ہے لیکن ان سے ملا ہوا نہیں ہے' ان سے دُور ہے لیکن ان

سے جدا نہیں ہے۔

آپؑ نے خدا کی وحدانیت کے بارے میں فرمایا: وہ چیزوں میں داخل نہیں ہے لیکن ان سے خارج نہیں جیسے عرض، رنگ وغیرہ یا جسم کہ ایک جسم دوسرے اجسام میں داخل ہو جائے (ایسا نہیں ہے)۔

اگر تمہارے پروردگار کا کوئی شریک ہوتا تو (تمہیں تبلیغ کرنے کیلئے) اس کے بھی رسول آتے۔

جو شخص خدا کو ایک مان لیتا ہے' وہ اسے مخلوق سے تشبیہ نہیں دیتا ہے۔

آنکھوں نے اسے نہیں دیکھا ہے' جو اس کی خبر دے سکیں بلکہ خدا نے وصف کرنے والوں سے پہلے خود اپنی توصیف کی ہے۔ (یہ نہج البلاغہ میں اس طرح بیان ہوئی ہے) آنکھوں نے تجھے دیکھا ہی نہیں چہ جائیکہ تیرے بارے میں خبر دیں بلکہ تو اپنی مخلوق میں سے اپنے وصف کرنے والوں سے پہلے تھا۔ بنابرایں عقل اور آنکھیں تجھے دیکھنے کی یا تیری توصیف کرنے کی طاقت نہیں رکھتی ہیں۔

خدا عقلوں کو اپنی صفت کی حد بندی سے مطلع نہیں کیا ہے کہ جس سے عقلیں اس کی حقیقت کو پالیں اور انہیں اپنی واجب و لازمی معرفت سے نہیں روکا ہے۔

خدا عقلوں میں نہیں سمایا کہ جس سے وہ ان کی فکر میں آ کر کیفیت کا مرکز قرار پا جاتا اور نہ ان کے افکار کی جولانیوں میں تیری سمائی ہو سکتی ہے کہ تو ان میں تصرفات کا پابند ہو جائے۔

خدا نے چیزوں میں حلول نہیں کیا ہے کہ وہ ساکن ہو جاتا اور یہ کہا جاتا کہ وہ وہاں ہے اور ان سے دُور نہیں ہے کہ یہ کہا جائے ان سے جدا ہے۔

جو خدا تک رسائی کی اجازت چاہتا ہے' اسے اجازت دی جاتی ہے۔

اُمور

اُمور کا تعلق خدا کی تقدیر سے ہوتا ہے' بندوں کی تدبیر سے نہیں (البتہ اپنے اُمور میں بندوں کو غور کرنا چاہئے' ہوگا وہی جو تقدیر میں ہے)۔

جو نہیں ہوا ہے اس پر اس چیز سے تم استدلال کرو کہ جو ہو چکی ہے کیونکہ امور ایک دوسرے سے مشابہ ہوتے ہیں۔

کامیاب ترین کام وہ ہے' جس کو مخفی رکھا جائے خواہ جنگ سے متعلق ہو کہ اس کے رموز کو مخفی رکھنا چاہئے یا نیک کام جس کو چھپا کر انجام دینا ہی بہتر ہے۔

بے شک جب اُمور مشتبہ ہو جاتے ہیں تو آخر کو اول پر پرکھا جاتا ہے۔

کام تجربہ سے ہوتے ہیں (تجربہ کے بعد ہی صحیح ہوتے ہیں)۔

کام ایک جیسے ہوتے ہیں (لہٰذا کاموں میں دُور اندیش ہونا چاہئے اور تجربوں سے آگاہ ہونا چاہئے)۔

تمام اُمور تقدیر کے مطابق مرتب ہوتے ہیں اور اپنی طبیعی منزل طے کر رہے ہیں۔ یہاں تک کہ موت (یا ظلم و جور) وجود پذیر ہو جائے اور تدبیر ان کی ڈگر کو بدل دے۔

ایسا مناسب کام اختیار کر جس پر تمہارا عذر قائم ہو جائے اور اس کے ذریعے تمہاری حجت قائم و ثابت ہو جائے اور تمہارے رشد کو تمہاری طرف پلٹا دے (علامہ خوانساری مرحوم فرماتے ہیں: ممکن ہے اس سے توبہ مراد ہو کیونکہ اس کے سبب سے عذر قائم ہوتا ہے اور اس کے ذریعے نفس یا شیطان یا ہوا و ہوس کے لشکروں یا گناہوں پر غلبہ ہو جاتا ہے' یا مدمقابل کی پاکی پر دلیل ہے اور کھویا ہوا رشد لوٹ آتا ہے اور انسان راہِ راست پر لگ جاتا ہے)۔

بہترین کام وہ ہے' جو یقین کی بنیاد پر انجام پذیر ہو اور یقین کا آئینہ ہو۔

بہترین کام وہ ہے' جو انسان کو عذاب سے نجات کی طرف دعوت دے۔

بہترین کام وہ ہے' جو طمع سے خالی ہو۔

بہترین کام وہ ہے' جو حق سے پردہ ہٹا دے۔

بہترین کام وہ ہے' جس کی شروعات آسان' خاتمہ نیک اور انجام بخیر ہو۔

بہترین کام وہ ہے' جس کا فائدہ جلدی ملے اور انجام کے لحاظ سے قابل تعریف ہو۔

اپنے کام کو اس طرح اختیار کرو کہ جس پر تمہارا عذر قائم ہو سکے اور اس سے تمہاری حجت ثابت ہو جائے۔

زیادہ تر آرزو کے مطابق کام نہیں ہوتے ہیں۔

بدترین کام وہ ہے' جس میں زیادہ شک ہو۔

خوش نصیب ہے وہ کہ جس پر مشتبہ اُمور نے غلبہ نہیں پایا ہے۔ مشتبہ اُمور انسان کو شک میں ڈال دیتے ہیں۔

کبھی اُمور سختیوں اور بلاؤں کی مانند عام ہوں گے یا اسے پوشیدہ ہوں گے' یہ نہیں سمجھ میں آ سکے گا کہ کیا کیا جائے۔

جو شخص اُمور میں زیادہ رنج اُٹھاتا ہے یا دشوار کام میں ہاتھ ڈال دیتا ہے' وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔

جو کاموں میں تکلیف اُٹھاتا ہے وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔

جو اپنے ہی کام کو ضائع کرتا ہے وہ ہر (ایک کے) کام کو ضائع کر دے گا۔

اُمور کا معیار حُسن اختتام ہے۔ اگر کام اچھا ہوتا ہے تو اس کا انجام بھی اچھا ہوتا ہے اور بُرا ہوتا ہے تو انجام بھی بُرا ہوتا ہے۔

وہ شخص ہلاک ہوتا ہے' جو اپنے دنیوی و اُخروی کام میں مشغول نہیں ہوتا۔

کسی بھی کام میں ہرگز ہاتھ نہ ڈالو یہاں تک اس کی مصلحت نفع کو سمجھ لو۔

آسانیاں فراہم کرو (دُشواری میں نہ پھنسو آسان بناؤ سخت نہیں)۔

ہر کام کا ایک نتیجہ ہوتا ہے خواہ اچھا ہو یا بُرا، بنابریں انجام کو سوچ لینا چاہئے۔

جونہیں تھا اس پر اس سے استدلال کیا جاتا ہے جو ہوتا ہے اس سے دُنیا کی پستی اور اس کے انقلاب وحوادث کا سراغ لگایا جاتا ہے۔

تمہارے نزدیک (اس کام کو زیادہ محبوب وپسندیدہ ہونا چاہئے جس میں زیادہ عدل ہو اور حق کے ساتھ زیادہ عدل کرنے والا ہو)۔

ہراس کام سے بچو، جوظاہر ہوجائے تو اپنے فاعل پر عیب لگائے اوراسے حقیر بنادے۔

ہراس کام سے پرہیز کرو' جو آخرت کو برباد کرتا اور دُنیا کو سنوارتا ہے۔

اَمر بالمعروف ونہی عن المنکر

نیکی کا حکم دینا مخلوق کا بلندترین عمل ہے۔

نیکی کا حکم دوتا کہ اس کے اہل ہوجاؤ اور بُرائی کو اپنے ہاتھ اور زُبان کے ذریعے روکو اوراپنی طاقت کے مطابق بُرائی کرنے سے جدا رہو یا اپنی طاقت کے مطابق بُرائی کرنے والے سے الگ رہو۔

خودنیکی انجام دو اور دوسروں کو اس کا حکم کرو' برائی سے خود باز رہو اور دوسروں کو اس سے روکو۔

بے شک نیکی کا حکم دینے اور بُرائی سے روکنے سے موت اپنے وقت سے پہلے نہیں آتی ہے اوران پر عمل کرنے سے روزی کم نہیں ہوتی ہے بلکہ یہ دونوں ثواب میں اضافہ کا باعث ہوتے ہیں اور اَجر کو بڑھاتے ہیں اور ان دونوں سے افضل ظالم حکمران کے سامنے حق بات کہنا ہے۔

بے شک جو شخص دیکھے کہ ظلم ہورہا ہے اور بُرائیوں کی طرف بلایا جارہا ہے اور وہ اپنے دل سے اس کا انکار کردے تو وہ محفوظ رہا اور نجات پا گیا اور جو زُبان سے اس کا انکار کرتا ہے' اسے اَجر دیا جائے گا اور وہ اپنے ساتھی کہ جس نے صرف دل سے انکار کیا تھا' سے بلند وافضل ہے اور جو تلوار سے اس کا انکار اس لیے کرتا ہے تا کہ خدا کی حجت بلند اور ظالموں کی بات نیچی ہوجائے تو وہ صحیح راستہ پر پہنچ گیا اور صحیح ذکر پر لگ گیا ہے اوراس نے اپنے قلب میں نور پیدا کرلیا ہے اور دِل کو منور کرلیا ہے۔ یہ امر بالمعروف اور نہی المنکر کے مدارج ہیں۔(ہمارے فقہا رضوان اللہ علیہم نے انہیں کے مطابق فتویٰ دیا ہے اگر چہ بعض نے اس کو اس جگہ امام یا نائب امام کی اجازت پر موقوف جانا ہے جہاں مارنے' زخم لگانے اور قتل کرنے کی ضرورت ہو)۔

اگرتم میں سے کوئی بُرائی کو دیکھے اوراپنے ہاتھ اور زبان سے اسے نہ روک سکے لیکن دل سے اس کا انکار کردے اور خدا اس کی نیت کی صداقت سے واقف ہو تو درحقیقت اس نے اس کا انکار کردیا۔

جب کرامت فائدہ مند نہ ہو اہانت اچھی تدبیر اور جہاں نیزہ کارآمد نہ ہو تو وہاں شمشیر براں کارآمد ہوگی۔

آپؑ نے نیکی کا حکم دینے اور بُرائی سے روکنے والوں کے بارے میں فرمایا: ان میں سے جو اپنے ہاتھ اپنی زبان اور اپنے قلب سے بُرائی کے منکر ہیں تو یہ اچھی خصلتوں کو کامل کرنے والے ہیں اور بعض زُبان اور قلب سے اس کے منکر ہیں لیکن ہاتھ سے اس کا

اِنکارنہیں کرتے ہیں تو انہون نے خصلتوں کو اختیار کیا ہے اور ایک خصلت کو ضائع کر دیا ہے اور بعض دل سے اس کا انکار کرتے ہیں لیکن زُبان اور ہاتھ سے اس کا انکار نہیں کرتے ہیں۔انہوں نے تین خصلتوں میں سے دو بلند ترین خصلتوں کو ضائع کر دیا ہے اور ایک کو اختیار کر لیا ہے اور بعض نہ اس کا دِل سے انکار کرتے ہیں' نہ زُبان اور ہاتھ سے' یہ لوگ چلتی پھرتی لاش ہیں۔واضح رہے کہ تمام نیک اعمال اور راہِ خدا میں جہاد اَمر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مقابلہ میں ایسے ہی ہیں جیسے بے تھاہ دریا میں لعاب دہن کے حباب ہوتے ہیں۔بے شک نیکی کا حکم دینا اور بُرائی سے روکنا ایسا نہیں ہے کہ موت وقت سے پہلے آجائے یا معین رزق میں کمی ہوجائے اوران سب سے افضل وہ حق بات ہے' جو کسی ظالم حکمران کے سامنے کہی جائے۔

نیکی کا حکم دینے کو عوام کی مصلحت اور برُائی سے روکنے کو بے وقوف کو باز رکھنے کے لیے واجب کیا گیا ہے(یہ جملہ نہج البلاغہ کے کلمہ حکمت 244 سے ماخوذ ہے)۔

نیکی کا حکم دینے اور برُائی سے روکنے والے اور جو تم سے قطع تعلق کرے' اس سے برقرار رکھنے والے اور جو تمہیں محروم کرے' اسے عطا کرنے والے ہوجاؤ۔

نیکی کا حکم دینے اور برُائی سے روکنے اور خیر وخوبی پر عمل کرنے اور بدی سے روکنے والے ہوجاؤ۔

نیکی کا حکم اپنے اور اس پر عمل کرنے والے بنو اور ان لوگوں میں سے نہ ہوجاؤ جو اس کا حکم تو دیتے ہیں لیکن خود اس سے الگ رہتے ہیں۔وہ اپنے گناہوں کو اُٹھائے ہوئے خدا کی طرف پلٹ جائیں گے اور خدا کے غضب کا سامنا کریں گے۔

تم نیکی کی طرف اس وقت تک راہ نہیں پا سکتے جب تک کہ بُرائی سے گمراہ نہ ہوجاؤ۔(یعنی جب تک اسے فراموش نہیں کرو گے' اس وقت تک نیکی کی طرف راہ نہیں پا سکتے)۔

جو شخص معروف پر عمل کرتا ہے یا اس کا حکم دیتا ہے' وہ مومنوں کی پشت کو مضبوط بناتا ہے۔

جو برُائی سے روکتا ہے' وہ بدکاروں کی ناک رگڑتا ہے(کیونکہ اس صورت میں ان کی تمنائیں پوری نہ ہوسکیں گی)۔

یہ مرد کیلئے بہت بُری بات ہے کہ دوسروں کو برُائی' پست خصلتوں اور گناہوں سے روکے لیکن تنہائی میں خود انہیں انجام دے اور انہیں انجام دینے میں کوئی جھجک محسوس نہ کرے۔

خدا نے تمہیں خوبی کے علاوہ کوئی حکم نہیں دیا ہے اور صرف برُی بات سے روکا ہے(اسی لیے شیعہ اور معتزلہ کے نقطہ نگاہ سے حُسن وقبح عقلی ہیں اسی کی دلالت اس بات پر بھی ہے کہ نہ خدا نے عبث کسی چیز کا حکم دیا ہے اور نہ عبث کسی بات سے روکا ہے)۔

خدا نے کسی چیز کا حکم نہیں دیا مگر یہ کہ اس کیلئے تمہاری مدد کی۔

خدا نے کسی چیز سے نہیں روکا مگر یہ کہ اس سے اپنے بندوں کو بے نیاز کر دیا۔

بے شک میں خود کو اس سے کہیں بلند سمجھتا ہوں۔کہ میں لوگوں کو اس چیز سے روکوں' جس سے خود باز نہیں رہتا یا انہیں اس چیز کا حکم دوں' جس پر عمل کرنے میں پہل نہیں کرتا یا ان کی اس بات سے راضی ہوجاؤں' جس سے میرا پروردگار خوشنود نہ ہو۔

اُمیداَور آرزو

کتنے ہی اُمیدوار نا اُمید و محروم ہو گئے اور کتنے ہی غائب واپس نہیں لوٹے۔

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اُمید رکھنے والوں کی اُمید پوری نہیں ہوتی۔

اُمید موت کو نزدیک اور آرزو کو دُور کرتی ہے۔

اُمید غافلوں کے دِلوں پر شیطانوں کی حکومت ہے۔

اُمید سراب کی مانند ہے ہر دیکھنے والے کو فریب دیتی ہے اور جو اس سے اُمید وابستہ کرتا ہے' اس سے وعدہ خلافی کرتا ہے۔

اُمید ہمیشہ تکذیب میں ہے (ممکن ہے کہ مقصد یہ ہو کہ اُمید ہمیشہ اپنے حامل کو جھوٹ بولنے پر اُبھارتی ہے) اور طولانی عمر انسان کیلئے عذاب دینے والی ہے۔

اُمید کو جھوٹا سمجھو اور اس پر اعتماد نہ کرو کہ یہ دھوکا اور اُمیدوار دھوکے میں ہے اور فریب خوردہ ہے۔

اپنی اُمیدوں کو جھٹلاؤ اور اپنے نیک اعمال کیلئے اپنے اوقات کو غنیمت سمجھو اور صاحبان عقل و خرد کی مانند جلد کرو۔

اپنی اُمیدوں کے فریب سے ہوشیار رہو کہ بہت سے لوگوں نے اس دن کو دُنیا میں پایا ہی نہیں ہے کہ جس کی وہ دُنیا میں آرزو رکھتے تھے اور بہت سے مکان بنانے والوں کو اس میں رہنا ہی نصیب نہیں ہوا اور مال کے جمع کرنے والے اسے نہیں کھا سکتے' شاید اُنہوں نے اُسے باطل طریقہ سے حق دیئے بغیر جمع کیا ہے' بلکہ حرام طریقہ سے اسے جمع کیا ہے اور اس کی وجہ سے گنہگار ہو گیا ہے۔

باطل اُمید سے بچو کیونکہ ہر آنے والا دن پلٹ آنے والا نہیں ہے اور ابتدائے شب میں لوگ جس شخص کے حال کی اُمید کرتے ہیں' وہ رات کے آخر حصہ میں اس پر گریہ کرتے ہیں۔

مغلوب اُمید اور چھینی ہوئی نعمت سے دُور رہو۔

خبردار! اُمیدوں پر اعتماد نہ کرنا' یہ احمقوں کی صفت ہے۔

اُمیدوں کا فریب عمل کو برباد کر دیتا ہے۔

بڑے جاہل کو اس کی جھوٹی اُمید نے فریب دیا تو اس کا نیک عمل بھی برباد ہو گیا۔

اُمید کا فریب مہلت نہیں دیتا ہے اور اجل کو قریب کر دیتا ہے۔

اُمیدوں کے فریب میں اوقات کی تباہی ہے (یعنی عمر گزر گئی اور آخرت کیلئے کچھ نہ کیا)۔

کبھی اُمید دھوکا دیتی ہے۔

کبھی جھوٹی اُمیدیں' جھوٹی ثابت ہوتی ہیں۔

بہت کم اُمیدیں' سچی ثابت ہوتی ہیں۔

اُمیدوں کو کم کرو اور نا گہاں موت کے آنے سے ڈرو اور نیک عمل کی طرف بڑھو۔

اُمیدوں کو گھٹاؤ تا کہ تمہارے اعمال خالص ہو جائیں۔

اپنی اُمیدوں کو کم کر دو کہ تمہاری موت بہت نزدیک ہے۔

اُمید کو گھٹاؤ' کیوں کہ عمر کم ہے۔نیک عمل انجام دو کہ نیک کام کم بھی زیادہ ہوتا ہے۔

امید کو گھٹاؤ اور عمل کی طرف سبقت کرو اور موت کے اچانک آنے سے ڈرو' کیونکہ عمر کے واپس پلٹ کے آنے کی اُمید نہیں کی جاسکتی' جو رزق آج نہیں مل سکا' کل اتنا ہی زیادہ ملنے کی اُمید کی جاسکتی ہے لیکن جو عمر کا حصّہ آج گزر گیا' کل اس کے واپس لوٹنے کی اُمید نہیں ہے۔

ہر شخص اپنی اُمید کا طالب اور اپنی موت کا مطلوب ہوتا ہے۔

کتنے ہی اُمید کے فریب خوردہ عمل کو ضائع کرنے والے ہوتے ہیں۔

اُمید کے ذریعے فریب کھانا کافی ہے۔

اُمیدوں کی کثرت عقل کی خرابی سے ہوتی ہے۔

ہر اُمید کیلئے ایک دھوکا ہے (جو انسان کو آخرت سے بے پرواہ رکھتا ہے)۔

اُمیدیں ختم ہونے والی نہیں ہیں۔

اُمیدیں موت کو فراموش کر دیتی ہیں۔

اُمیدیں' مردوں کی ہمت و مقصد ہے یعنی صحیح اُمیدیں' ممکن ہے کہ ''المنایا'' صحیح ہو یعنی موت مردوں کی ہمت ہے جیسا کہ حضرت علیؑ سے منقول ہے: واللہ لابن ابی طالب انس بالموت من الطفل بثدہ امہ۔''خدا کی قسم! ابوطالبؑ کا فرزند موت سے اس سے زیادہ مانوس ہے جتنا بچہ ماں کے پستان سے ہوتا ہے۔''

اُمید' موت کا پردہ ہے (یعنی اُمید کے ساتھ انسان موت کو یاد نہیں کر سکتا)۔

اُمید کی کوئی انتہا نہیں ہوتی۔

اُمید مانوس ہو جانے والا دوست ہے' اس کی طرف توجہ نہیں کرنا چاہئے کہ آدمی کو اپنا گرویدہ بنا لیتی ہے۔

اُمید دھوکے باز' فریب کار اور نقصان پہنچانے والی ہے۔

اُمید عمل کو برباد اور عمر کو ضائع کر دیتی ہے۔

اُمید آنکھوں کی بصیرت چھین لیتی ہے۔

اُمیدیں تمہیں فریب دیں گی اور حقائق کے انکشاف کے وقت تمہیں چھوڑ دیں گی۔

میں اپنی اُمید سے جنگ کرتا ہوں اور اپنی اجل کا انتظار کرتا ہوں۔

تم ہرگز اپنی اُمید کو نہیں پا سکتے اور اپنی موت کے وقت سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔ پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور دُنیا کی طلب میں سکون و وقار سے کام لو۔

اگر تم اپنی اُمیدوں سے فریب کھاؤ گے تو جلدی کرنے والی موت تمہیں ہلاک کر دے گی اور اس وقت تم سے اعمال چھوٹ جائیں گے (کیونکہ تم نے اُمیدوں کا سہارا لے کر اعمال کو چھوڑ دیا ہے)۔ اپنی اُمیدوں سے فریب کھا گئے ہو اور تیزی سے آنے والی موت تمہیں ہلاک کر دے گی۔ بے شک اعمال تم سے چھوٹ چکے ہیں۔

اُمیدوں کی آفت موت کا آ جانا ہے (یعنی جب موت آ جائے گی تو اُمید بھی دم توڑ دے گی)۔

اُمیدوں پر پہنچنے سے خوف وہول کا ارتکاب آسان ہو جاتا ہے (خوف اس وقت تک رہتا ہے، جب تک اُمید پوری نہیں ہوتی اور جب اُمید پوری ہو جاتی ہے تو پہلے خوف وہراس فراموش ہو جاتے ہیں)۔

اُمید بدترین خصلت ہے کہ عمر کو فنا کرتی ہے اور عمل کا وقت ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔

اُمیدوں سے دامن بچاؤ کہ وہ خدا کی نعمتوں کو تمہاری نظر میں کم رنگ کر دیں گی اور تمہارے نزدیک انہیں حقیر بنا دیں گی اور اُمیدوں کی وجہ سے تم کم شکر ادا کرو گے۔

اُمید کا پھل، عمل کی بربادی ہے۔

اُمیدوں کا ماحصل افسوس یا اس کا ثمرہ عمر کی تباہی ہے۔

اُمید نے موت کو کتنا نزدیک کر دیا ہے۔ اُمیدوں سے دل نہیں لگانا چاہیئے۔

عمل کیلئے اُمید کتنی تباہ کرنے والی ہے (یعنی دنیوی اُمیدیں اُخروی عمل کو تباہ کر دیتی ہیں)۔

اُمید کیلئے اجل کو کس نے قطع کرنے والی بنا دیا ہے؟

جس شخص نے بھی اُمیدیں بڑھائیں اس نے عمل میں کوتاہی کی۔

تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اس چیز کی اُمید کرتے ہو، جو تمہیں نہیں ملے گی اور اس مال کو جمع کرتے ہو، جس کو تم نہیں کھاؤ گے اور ایسا گھر بناتے ہو، جن میں تمہیں رہنا نصیب نہیں ہوگا۔

جس شخص نے بھی اُمید بڑھائی اس نے موت کو فراموش کر دیا اور بدعملی میں پڑ گیا۔

عمل کا بہترین مددگار اُمید کو گھٹاتا ہے۔

ہوشیار تمہیں اُمیدیں اور (دنیوی) چال بازی فریب نہ دے اور اگر اس کے فریب میں آ گئے تو تمہاری بے عقلی کیلئے یہی کافی ہے۔

اُمید سب سے بڑی دھوکے باز ہے۔

اُمید سے بڑا کوئی جھوٹ نہیں ہے۔

اُمیدیں اپنے اُوپر اعتماد کرنے والے کے ساتھ وفا نہیں کرتی ہیں۔

کم اُمید عمل کی تباہی کا باعث ہوتی ہے۔

اُمیدوں سے بچو' کیونکہ یہ یقینی ہلاکت ہیں (یعنی یہ ہمیشہ انسان کو ہلاکت ورنج میں مبتلا کرتی ہیں)۔

خبردار! اُمیدوں پر بھروسہ نہ کرنا کیونکہ یہ بے وقوفوں کا سرمایہ ہے۔

فائدہ مندترین دوا' اُمیدوں کو چھوڑتا ہے (کیونکہ اُمید انسان کو مرض میں مبتلا کرتی ہے)۔

اُمیدیں پراگندہ اور متفرق ہیں (ان کیلئے خواہ کتنی ہی کوشش کی جائے وہ جمع نہیں ہوتی ہیں)۔

اُمیدیں دھوکا دیتی ہیں۔

اُمیدیں باندھنا احمقوں کی عادت ہے۔

اُمید کے اتباع سے عمل برباد ہوجاتا ہے (کیونکہ اُمید کے سہارے جینے والا کام کو چھوڑ دیتا ہے)۔

موت کے وقت اُمیدوں کا نقصان آشکار ہوجاتا ہے۔

مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے' جو اپنی اجل کا مالک نہیں ہے۔ وہ اپنی اُمید کو کیسے طولانی کرتا ہے۔

اُمید کی انتہا موت ہے۔

دُورترین چیز اُمید ہے (آسانی سے اس تک انسان کی رسائی نہیں ہوتی ہے)۔

جو سب سے زیادہ اُمید باندھتے ہیں' وہ موت کو بہت کم یاد کرتے ہیں۔

لوگوں میں زیادہ طویل اُمیدیں اس شخص کی ہوتی ہیں' جس کا عمل زیادہ بُرا ہوتا ہے۔

بے شک خدا لمبی اُمید والے بدکردار کو دُشمن سمجھتا ہے۔

بے شک آدمی اپنی اُمید تک پہنچ جاتا ہے لیکن اسے اس کی اجل قطع کردیتی ہے۔ پس پاک وپاکیزہ ہے وہ خدا کہ جو نہ ایسی اُمید ہے کہ جو حاصل ہوجائے اور نہ ایسا اُمیدوار ہے' جس کو چھوڑ دیا جائے۔

خبردار! لمبی اُمید میں نہ پڑ جانا، بہت سے فریب کھائے ہوئے' اپنی اُمید کے سبب فتنوں میں مبتلا ہوئے ہیں اور اپنے وقت کو برباد کرلیا پھر نہ اس کی اُمید پوری ہوسکی اور نہ اپنے گمشدہ کو پاسکا۔

تمہیں جھوٹی اُمیدیں کہاں فریب دے رہی ہیں (یعنی تمہیں اُمیدیں کہاں پہنچا سکتی ہیں)۔

تمہیں اُمیدوں کے سراب کہاں دھوکا دے رہے ہیں۔

سب سے زیادہ جھوٹی چیز اُمید ہے (کیونکہ بہت کم ہوتا ہے کہ اُمید پوری ہوجائے)۔

بے شک خرید وفروخت میں سب سے زیادہ نقصان میں رہنے والا اور کوشش میں سب سے زیادہ نا اُمید وہ شخص ہے' جس نے اپنی اُمیدوں کو پورا کرنے کے چکر میں اپنے بدن کو گھلا دیا اور تقدیر نے اسے اس کے ارادہ کے مطابق مدد نہ کی تو وہ دُنیا سے حسرت

کے ساتھ اُٹھا اور آخرت میں شدید نقصان سے دوچار ہو گیا۔

اُمید خیانت کار ہے۔

اُمید فریب دیتی ہے اور عمر گزر جاتی ہے۔

اُمید دھوکا دیتی ہے، ستم و سرکشی گرا دیتی ہے۔

آرزاؤں پر فریفتہ ہو جانے والا فریب خوردہ ہے۔

اُمیدیں کم عقلوں کا سرمایہ ہیں۔

اُمیدیں احمقوں کو لبھانے والی ہیں۔

اُمیدیں موت کو قریب کرتی ہیں۔

جس کی اُمیدیں زیادہ ہو جاتی ہیں، اس کی خوشنودی گھٹ جاتی ہے (یعنی وہ کسی چیز سے خوش نہیں ہوتا)۔

جس کی اُمید لمبی ہو جاتی ہے، اس کا کردار بد ہو جاتا ہے۔

جو اُمید کا فریفتہ ہو جاتا ہے، وہ اسے دھوکا دیتی ہے۔

جس کو اُمیدیں فریب دیتی ہیں، اسے اموات جھٹلاتی ہیں۔

جو شخص اپنی اُمید کی انتہا تک پہنچ جاتا ہے، اس کو اپنی موت آنے کا انتظار کرنا چاہئے۔

جو شخص اپنی اُمید کی پیروی کرتا ہے، وہ بہت رنج اُٹھاتا ہے۔

جو شخص اپنی اُمید کے میدان میں چلتا ہے، وہ اپنی موت کے ذریعے گرتا ہے۔

جس شخص کی اُمیدیں زیادہ ہو جاتی ہیں، اس کا رنج بھی بڑھ جاتا ہے۔

جو شخص ناممکن چیز کی اُمید کرتا ہے، اس کو بہت زیادہ انتظار کرنا پڑتا ہے (صرف آرزو میں جیتا ہے)۔

جس شخص کی اُمید صرف خدا ہوتا ہے، وہ اپنی اُمید کو پالیتا ہے۔

جو شخص اپنی عمر کے زمانہ کو کم سمجھتا ہے، اس کی آرزو کم ہو جاتی ہے (یا وہ اپنی اُمیدوں کو کم کر دیتا ہے)۔

جو شخص اپنی اُمید کے آگے آگے چلتا ہے، وہ اپنی موت کے ذریعے ٹھوکر کھاتا ہے۔

جس نے خدا کے غیر سے اُمید وابستہ کی، اس نے اپنی اُمیدوں کو جھوٹ سمجھا (یعنی سب خاک ہو جائیں گے)۔

جو شخص اُمید سے مدد مانگے گا وہ مفلس ہو جائے گا۔

اُمید پر بھروسہ کرنا بھی ایک حماقت ہے۔

مردوں کی ذلت اُمیدوں کی ناکامی میں ہے۔

خدا رحم کرے اس شخص پر، جس نے اُمید کو کم کر لیا اور اجل کی طرف بڑھا، وقت کو غنیمت سمجھا اور عمل سے زادِ راہ فراہم کیا۔

بہت سی اُمیدیں موت کے نیچے ہوتی ہیں (علامہ خوانساری لکھتے ہیں: شاید اس کا مطلب یہ ہو کہ بہت سی اُمیدیں محض موت ہیں)۔

اپنی اُمیدیں گھٹا کر اپنی عمر کو بڑھاؤ اور خبردار! تمہیں تمہارے بدن کی صحت اور گزشتہ کل کی سلامتی دھوکا نہ دے کیونکہ تمہاری عمر کی مدت کم ہے اور تمہارے بدن کی صحت وسلامتی بدلی جانے والی ہے (یعنی اگر کل صحت مند تھے تو ممکن ہے کہ جلد ہی شدید ترین مرض میں مبتلا ہو جاؤ۔ اگر کل زندہ تھے ممکن ہے آج زمین کی چادر کے نیچے چلے جاؤ۔ لہٰذا اُمیدیں گھٹاؤ اور اپنی عمر سے خوب فائدہ حاصل کرو)۔

بدترین فقر ودرویشی اُمیدیں ہیں (کیونکہ اُمیدوار مالدار ہوتے ہوئے بھی محتاج ہوتا ہے)۔

اُمیدوں اور آرزوں میں عمر ضائع ہو جاتی ہے۔

کتنا خوش نصیب ہے وہ شخص، جس نے اپنی اُمید کو کم کر لیا اور فرصت ووقت کو غنیمت سمجھا۔

کتنا خوش نصیب ہے وہ شخص، جس نے اپنی اُمید کو جھٹلا دیا اور اپنی آخرت بنانے کیلئے اس نے اپنی دُنیا کو خراب کر ڈالا۔

جس شخص نے اُمیدوں پر اعتماد کیا، وہ اپنی اُمید حاصل کئے بغیر مرا۔

جس نے اُمیدوں پر اعتماد کیا، اس کو موت نے کاٹ ڈالا۔

جس نے اپنی اُمیدیں کم کر دیں، اس کا عمل سنور گیا۔

جس نے اُمید بڑھالی، اس نے اپنا عمل برباد کر دیا۔

اِمام

عادل اِمام، اچھی بارش سے بہتر ہے (یعنی امام کے وجود کا فائدہ بارش سے زیادہ ہے)۔

جس نے اپنے اِمام کی اِطاعت کی، درحقیقت اس نے اپنے رب کی اِطاعت کی۔

اِمام کو بہت زود فہم قلب اور بہت بولنے والی زُبان اور ایسے دِل کی ضرورت ہوتی ہے، جو حق کو قائم کرنے میں جری ہو کہ حق ثابت کرنے میں جرأت کی ضرورت ہوتی ہے۔

اِمامت

اِمامت، اُمت کا نظام (کیونکہ ہر کام کیلئے تشکیلات کی ضرورت ہوتی ہے خصوصاً اِنسانی معاشرہ میں اگر صحیح نظام نہ ہو اور اس کے تمام افراد پر اللہ کی طرف سے منصوب امام کی بالادستی نہ ہو اور قوانین کا بول بالا نہ ہو تو اِنسانی معاشرہ بحران کا شکار ہو جائے گا)۔

خدا نے اِمامت کو اُمت کے نظام کیلئے واجب کیا ہے (کیونکہ کوئی ملت بھی حکومت کے بغیر خواہ وہ حق وباطل زندہ نہیں رہ سکتی ہے۔ ہاں! اگر عادل حکومت ہوتی ہے تو آرام کی زندگی بسر کرتی ہے)۔

پناہ دینا

جوشخص کسی فریادی کو پناہ دیتا ہے خدااس کوعذاب سے اپنی پناہ میں رکھے گا۔

جوشخص خوف ناک بلا سے کسی خوف زدہ انسان کوامان دے گا، خدااسے عتاب وعذاب سے پناہ میں رکھے گا۔

محفوظ

اکثرایسا ہوتا ہے کہ انسان جس چیز سے محفوظ ہوتا ہے‘اسی سے خوف زدہ ہوتا ہے۔

اَمن

جن چیزوں کے ذریعے امان حاصل ہوتی ہے‘ان میں سب سے کامل چیزایمان واحسان ہے۔

خدا کی قسم،جس شخص نے بھی امن کے مستحق سے امن کوروکا اور حق کواس کے مستحق سے روکا، وہ انکارکرنے والا کافراورایسا منافق ہے جوملحد ہے۔

امن کی وجہ سےغرورنہ کرو، کیونکہ تم اپنی جائے امن سے بھی پکڑ لئے جاؤ گے۔

عقل مند کیلئے خوف کی جگہ قیام کرنا بہتر نہیں ہے خصوصاً جب وہ امن کی جگہ جاسکتا ہو۔

امن وامان سے زیادہ خوشگوارکوئی نعمت نہیں ہے۔

امن ایک دھوکا اورخوف، پشت پناہ ہے۔

امن کی شیرینی کودُنیا میں خوف وہراس تلخ کردیتا ہے۔ بنابرایں آخرت کی شیرینی حاصل کرنے کی کوشش کرنا چاہئے۔

بعض دفعہ امن خوف میں بدل جاتا ہے۔

زندگی کی آسائش امن وامان میں ہے۔

عذابِ خدا سے امان

جوخدا کے مکروعتاب سے امان میں ہوگا‘اس کا اِیمان وامان باطل ہوجائیگا (یعنی اسے عذاب میں مبتلا کیا جائیگا)۔

جس شخص کے شر سے لوگ محفوظ نہ ہوں‘وہ خدا کے عذاب سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔

اَمانت دار

معتمد اَمانت دار کتنے کم اورخیانت کار بہت زیادہ ہیں۔

اَمانت داری

اَمانت داری راست گوئی کی طرف لے جاتی ہے۔

اَمانت داری اور وفا شعاری کرداروں کی صحت ہے اور جھوٹ وافتراء اقوال کی خیانت ہے۔

جس شخص نے تمہارے پاس اَمانت رکھی ہے' اس کی اَمانت ادا کرو اور جس نے تمہارے ساتھ خیانت کی ہے' اس سے خیانت نہ کرو۔

جس شخص نے تمہارے پاس اَمانت رکھی ہے' اس کی اَمانت ادا کرو اور جب کسی کے سپرد کوئی اَمانت کرو تو اپنے سوا غیر پر تہمت نہ لگاؤ' کیونکہ جو اَمانت دار نہیں ہے' وہ دین دار نہیں ہے۔

بہترین اَمانت داری عہد پورا کرنا ہے۔

اَمانت داری ایمان کی نشانی ہے اور خوش روئی وبشاشت احسان ہے۔

اَمانت داری تحفظ ہے (یعنی اس کا خیال رکھنا چاہئے اسے برباد کرنا خیانت ہے)۔

اَمانت داری اس شخص کیلئے کامیابی ہے' جو اس کا خیال رکھتا ہے یا اس کی رعایت کرتا ہے۔

اَمانت داری اس شخص کیلئے فضیلت ہے جو اس کو ادا کرتا ہے۔

اَمانت داری کی آفت، خیانت کرنا ہے۔

جب تمہارے سپرد کوئی اَمانت کی جائے تو اس میں خیانت نہ کرو۔

جب تم کسی کے پاس اَمانت رکھ دو تو پھر اسے خیانت کار نہ سمجھو۔

جب اَمانت داری میں استحکام پیدا ہو جاتا ہے تو صدق بیانی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

اِسلام یا اِیمان کا سرا اَمانت داری ہے۔

صحیح اَمانت داری نیک اعتقاد ہونے کی دلیل ہے۔

تمہارے لیے اَمانت داری ضروری ہے کہ یہ اعلیٰ ترین دیانت داری ہے۔

اَمانت داری کی بربادی، خیانت کاری کی طاعت میں ہے۔

جس نے وفاداری کا پیراہن پہن لیا اور اَمانت داری کو زرہ بنالیا، وہ کامیاب ہوگیا۔

جس چیز کا ظاہر کرنا صحیح نہیں ہے، وہ امانت ہے۔خواہ اس کو مخفی رکھنے کا تقاضا نہ کیا گیا ہو۔

جو اَمانت دار نہیں ہے' وہ اِیمان دار نہیں ہے۔

جس نے اَمانت داری کو معمولی سمجھا' وہ خیانت میں مبتلا ہوا۔

جس نے اَمانت داری کے مطابق عمل کیا' اس نے اپنی دیانت داری کو کامل کرلیا۔

بہترین اَمانت داری' عہد و پیمان کو پورا کرنا ہے۔
جس کے پاس ایمان نہیں ہے' اس کے پاس اَمانت نہیں ہے۔
وہ شخص اَمانت دار نہیں ہے' جو دین دار نہیں ہے۔

اِیمان

اِیمان' دو اَمانتوں یا دو امانوں میں سے افضل ہے۔
اِیمان' زُبان سے اِقرار کرنے اور اعضا سے عمل کرنے کا نام ہے۔
اِیمان و حیا ساتھ ساتھ ہیں' ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے۔
اِیمان اور علم یا عمل دونوں جڑواں بھائی ہیں اور دو رفیق ہیں کہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے ہیں
اِیمان ایک درخت ہے' اس کی جڑ یقین ہے اور اس کی شاخ تقویٰ یا اس کے شگوفے حیا اور اس کا پھل سخاوت ہے۔
اِیمان' اخلاص و یقین اور ورع اور اس چیز پر صابر و راضی رہنا ہے' جو تقدیر کی وجہ سے آتی ہے۔
اِیمان و عمل جڑواں بھائی ہیں اور دو رفیق ہیں' ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے ہیں۔ ان میں سے کسی کو خدا اس کے ساتھی کے بغیر قبول نہیں کرتا ہے۔
بہترین اِیمان' اَمانت داری ہے۔
اعلیٰ ترین اِیمان' اچھے یقین کا حامل ہوتا ہے۔
لوگوں میں اس شخص کا ایمان زیادہ قوی ہے' جو خدا پر زیادہ توکل کرتا ہے۔
وہ شخص خدا سے زیادہ قریب ہے' جس کا اِیمان زیادہ اچھا ہے۔
بہترین ایمان اخلاص و احسان ہے اور بدترین اخلاق سنگدلی یا قطع رحمی اور ستم ظریفی ہے۔
اعلیٰ ترین ایمان بہترین یقین ہے اور عظیم ترین شرف احسان کرنا ہے۔
بہترین ایمان یہ ہے کہ انسان اپنی طرف سے انصاف کرے (یعنی دوسروں کے حق کی رعایت کرے)۔
بے شک ایمان و اعتقاد کی جگہ دل ہے اور اس کو حاصل کرنے کا ذریعہ کان ہیں۔
ایمان ہی امان ہے۔
ایمان کھلا ہوا ساتھی ہے (ہر لحظہ اس کے ساتھ رہتا ہے)۔
اِیمان کامیاب شفاعت کرنے والا ہے۔
اِیمان حسد سے بیزار ہے' دونوں ایک ساتھ جمع نہیں ہوتے۔
اِیمان بلند ترین مقصد ہے (یعنی اس سے بلند و کامل مرتبہ کا تصور نہیں کیا جا سکتا)۔

اِیمان کفر کو محو کر دے گا (کفر کو ایمان ہی محو کر سکتا ہے)۔

اِیمان عمل کو خالص کر لینا ہے۔

اِیمان کے ساتھ نجات ہے۔

اِیمان ایک درخشاں ستارہ ہے جس کی ضو ماند نہیں پڑتی۔

اِیمان نفاق سے بیزار ہے۔

اِیمان کا کمال مصیبت و بلا پر صبر اور آرام کی زندگی میں شکر کرنا ہے۔

اگر تم خدا پر اِیمان لا چکے تو تمہارے لوٹنے کی جگہ محفوظ ہو جائے گی۔

ایمان سے نجات یقینی ہوجاتی ہے یعنی ایمان کے بغیر نجات کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔

اِیمان کے ذریعے نیک اعمال پر استدلال کیا جاتا ہے (یعنی اگر کسی کو نیک کام کرتے ہوئے دیکھو تو یہ بھی دیکھو کہ وہ مومن ہے یا نہیں؟ اگر مومن ہے تو اس کا نیک کام قابل اعتناء ہے ورنہ صرف نیک عمل کافی نہیں ہے ممکن ہے کہ یہ کہا جائے کہ ایمان ہی نیک عمل کی طرف آدمی کی رہنمائی کرتا ہے۔

ایمان کے ذریعے سعادت کی بلندی پر اور شادمانی و مسرت کی انتہاء پر پہنچا جاسکتا ہے۔

ایمان نجات ہے۔

ایمان کا پھل خدا کے نزدیک کامیابی ہے۔

ایمان کا ثمرہ دارِ بقا کی طرف رغبت ہے۔

جس میں عقل حلم اور علم یہ تین چیزیں ہوں گی اس کا اِیمان کامل ہو جاے گا۔

جس میں تین صفتیں پائی جاتی ہیں اس نے اپنے ایمان کو کامل کر لیا: 1. وہ شخص کہ جب وہ خوش ہو تو اس کی خوشی اسے باطل کام میں مشغول نہ کر سکے (مثلاً اپنے دوست کی وجہ سے جھوٹی گواہی نہ دے)۔.2 جب غصہ میں ہو تو اسے اس کا غصہ حق سے جدا نہ کر سکے۔ مثلاً جہاں گواہی دینا چاہئے وہاں گواہی نہ دے۔.3 جب قادر ہو تو دوسرے کا حق نہ ملے۔

جس میں تین صفت ہوتی ہیں اس نے اپنا ایمان کامل کر لیا: 1. غضب میں عدل 2. مفلسی و دولت مندی میں میانہ روی 3. خوف و رجاء میں ایک ہی حال پر باقی رہنا۔

تین چیزیں ایمان کا خزانہ ہیں: 1. مصیبت کو چھپانا 2. صدقہ اور بیماری کو چھپانا، کیونکہ ان کے چھپانے میں بہت سے فوائد ہیں۔.3 ان کے ظاہر کرنے میں دُشمن کی خوشی اور دوستوں کی دل شکنی ہے۔

بہترین پاک دامن اور بقدر ضرورت ملنے والی چیز پر راضی رہنا اِیمان کے ارکان میں سے ہے۔

آواز بلند نہ کرنا نظریں جھکائے رکھنا اور میانہ طریقہ سے چلنا اِیمان کی بہترین نشانی ہے۔

طاعات میں دوام٬ نیک کام کی انجام دہی، خوبیوں کی طرف سبقت کرنے کا تعلق اِیمان کے کمال سے ہے اور وہ یہ بہت بڑی نیکی ہے۔

اِیمان کی زینت٬ ورع و پارسائی ہے۔

آپؑ نے اِیمان کے بارے میں فرمایا: اس شخص کیلئے خدا سے قربت ہے٬ جو (اپنے نفس کا گناہوں سے) تحفظ کرتا ہے اور خدا پر توکل کرنے والے کا اعتماد ہے اور اس شخص کیلئے راحت ہے٬ جو اپنے اُمور اس کے سپرد کردیتا ہے اور ڈھال ہے اس شخص کیلئے جو صبر کرتا ہے۔

اِیمان کی زینت باطن کی طہارت اور ظاہر میں حُسنِ عمل ہے۔

خدا سے ایمان کی دولت مانگو اور قرآن کے مطابق عمل کرو۔

بدترین اِیمان وہ ہے٬ جس میں شک داخل ہوجائے۔

اِیمان کی صلاح ورع اور طمع اس کی بربادی ہے۔

اِیمان کی صداقت اور احسان کرنا بہت بڑا ذخیرہ ہے۔

اپنے اِیمان کو شک سے بچاؤ٬ کیونکہ شک ایمان کو ایسے ہی برباد کردیتا ہے٬ جس طرح نمک شہد کو برباد کردیتا ہے۔

تمہارے لیے ضروری ہے٬ ایمان کو خالص کرو کہ یہ جنت کا راستہ اور جہنم سے نجات کا طریقہ ہے۔

صداقت اور اَمانت داری٬ اِیمان کی اساس ہے۔

اِیمان کا بلند ترین مرتبہ٬ یقین ہے۔

اِیمان کا اعلیٰ ترین مرتبہ٬ راہِ خدا میں دوستی اور اسی کیلئے دُشمنی کرنا اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنا اور خدا ہی کیلئے ایک دوسرے سے ربط وضبط رکھنا ہے۔

اِیمان کا ایک حصہ دِلوں میں جاگزیں ہوتا ہے اور اس کا کچھ حصہ دِل اور سینہ کے درمیان میں رہتا ہے۔

خدا نے شرک سے پاک کرنے کیلئے اِیمان کو واجب قرار دیا ہے۔

اِیمان نے اپنے معتقد پر اِسلام کی سنتوں پر عمل کرنے اور اس کے واجب احکام پر عمل کرنے کو واجب کیا ہے۔

اپنے اِیمان کو یقین کے ذریعے محکم کرو٬ یہ افضل ترین دین ہے۔

جو شخص حق سے راضی نہ ہو٬ وہ اِیمان کی مٹھاس کیسے چکھ سکتا ہے؟ (مرحوم خوانساری نے اس کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ جس کو حق ناراض کرے بظاہر یہ (یسخط الحق) کے معنی ہیں)۔

کسب اِیمان اور اس کا اہم ترین فائدہ یہ ہے کہ حق سے جدا نہ ہونا اور خلق خدا سے خلوص رکھنا۔

وہ شخص جھوٹ بولتا ہے، جو ایمان کا دعویٰ کرتا ہے کہ جب دُنیا کی آرزوؤں اُمیدوں کے فریب اور لہو ولعب کے جھوٹ نے اس

کے دِل کو چھپالیا ہے (یعنی جو شخص انہیں چیزوں میں مشغول رہتا ہے' وہ ایمان دار نہیں ہے)۔

تلاوتِ قرآن' ایمان کو بار آور کرتی ہے۔

جس نے اِیمان میں شک کیا' وہ مشرک ہو گیا۔ خدا اور رسول خداؐ اور قیامت پر' مسلمان ومومن کیلئے اِیمان کو یقینی ہونا چاہئے' یعنی اگر وہ یہ شک کرے کہ شاید یہ سب جھوٹ ہے تو اس کے کفر کیلئے اتنا ہی کافی ہے۔

جو اِیمان دار نہیں ہے' وہ اَمانت دار نہیں ہے۔

جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کا اِیمان کامل ہو جائے تو اس کی محبت صرف خدا کیلئے اور اس کا بُغض بس خدا کیلئے اور اس کا رضامند اور ناراض ہونا' خدا ہی کیلئے ہونا چاہئے۔

جو شخص راہِ خدا میں عطا کرتا ہے اور خدا ہی کے واسطہ دیتا ہے اور خدا کیلئے محبت کرتا ہے اور خدا کے واسطے دُشمنی کرتا ہے' اس نے اپنا اِیمان کامل کر لیا ہے۔

اِیمان کا معیار بہترین یقین ہے' یقین کے بغیر ایمان نہیں آسکتا۔

جس کا اِیمان صحیح ہو گیا' اس نے نجات پائی اور جس کا اِسلام بہترین ہو گیا' وہ ہدایت یافتہ ہو گیا۔

اِیمان سے بڑا کوئی شرف نہیں۔

کامیابی سے ہمکنار کرنے کیلئے ایمان سے بڑا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔

حیاوسخاوت جیسا کوئی اِیمان نہیں ہے۔

تقویٰ کے بغیر اِیمان کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔

کسی بندے کا اِیمان کامل نہیں ہوسکتا' جب تک کہ وہ اس سے محبت نہ کرے' جس سے خدا محبت کرتا ہے اور اس سے دُشمنی نہ کرے' جس کو خدا دُشمن سمجھتا ہے۔

کسی بندے کا اِیمان صحیح نہیں ہوسکتا' جب تک اس پر اعتماد نہ کرے' جو کہ خدا کے پاس ہے۔

جس چیز کو بھی اِنسان ذخیرہ کرتا ہے' اس میں سے کوئی بھی خدا پر ایمان اور احسان کرنے کی مانند نہیں ہے۔

مرد کے اِیمان کی دلیل خدا کے حکم کے سامنے سرِتسلیم خم کرنا اور مستقل خدا کی اِطاعت کرنا ہے۔

تقویٰ کی کثرت وبہتات شہوت پر قابو اور خواہشاتِ نفس پر تسلط رکھنا ہی انسان کے ایمان کی دلیل ہے۔

اِیمان کو یقین کی ضرورت ہوتی ہے (انسان اُصول عقائد پر یقین رکھتا ہو اور اپنے شک کو دلیل سے برطرف کرتا ہو)۔

اِیمان اخلاص کا نیاز مند ہے۔

جس نے خدا کی تصدیق کی (یعنی جس نے صدقِ دِل سے یہ تسلیم کر لیا کہ خدا موجود و یکتا ہے) اس نے نجات پائی۔

اِیمان کی بنیاد اَمرِ خدا کو بہترین طریقہ سے تسلیم کرنا ہے۔

اِیمان لاؤ تا کہ عذابِ خدا سے محفوظ رہو۔

مومن

مومن نہایت سچا اور بڑا احسان کرنے والا ہے۔

مومن بیدار ہے اور دو نیکیوں میں سے ایک کا اِنتظار کرتا ہے (ممکن ہے ربنا اتنا فی الدُنیا حسنة وفی الاخرة حسنته کی طرف اِشارہ ہو)۔

مومن پاک دامن قناعت کرنے والا منزہ اور پارسا ہے۔

مومن وہ ہے' جس کی محبت خدا کیلئے' جس کی دُشمنی خدا کے واسطے اور جس کا لینا' دینا اللہ کیلئے ہو۔

مومن خوش حالی میں شکر کرنے والا، مصیبت پر صبر کرنے والا اور کشائش میں خوف کھانے والا ہے۔

مومن ثروت مندی کے زمانہ میں پاک دامن اور دُنیا سے بری ہے۔

مومن نعمت وخطا کے درمیان ہے اور ان دونوں کی اِصلاح شکر اور اِستغفار ہی کر سکتا ہے (نعمت پر شکر اور خطا پر اِستغفار)۔

مومن عزیز و گرانقدر' اپنے نفس کا محافظ اور احتیاط کے ساتھ محزون و مغموم ہے۔

مومن دائم الذکر' ہمیشہ یادِ خدا میں مشغول، کثیر الفکر، آفاق و آیات میں بہت زیادہ غور کرنے والا، نعمتوں پر شکر کرنے والا اور بلاؤں پر صبر کرنے والا ہے۔

مومن بڑا حیادار، بے نیاز، یقین کرنے والا اور پرہیز گار ہے۔

مومن سے جب سوال کیا جاتا ہے تو وہ پورا کرتا ہے اور جب خود طلب کرتا ہے تو آسان سوال کرتا ہے۔

مومن ہمیشہ گناہ سے بچتا ہے، بلا سے ڈرتا ہے اور اپنے پروردگار کی رحمت کا اُمیدوار رہتا ہے۔

مومن کا میدان دُنیا ہے اور عمل اس کی ہمت ہے اور موت اس کا تحفہ ہے اور جنت اس کے مقابلہ کا تمغہ ہے۔

مومن وہ ہے، جو اپنے قلب کو پستی یا شک سے پاک کر لے۔

مومن کا کام نزدیک، اس کا رنج و غم دُور، اس کی خاموشی زیادہ اور اس کا عمل خالص ہے۔

مومن طاعت وعبادت کا حریص اور حرام سے بچنے والا ہے۔

مومن کا نفس پتھر سے زیادہ سخت و مضبوط ہے اور بندہ سے زیادہ نرم ہے۔

مومن جب دیکھتا ہے تو عبرت حاصل کرتا ہے اور جب خاموش رہتا ہے تو غور کرتا ہے۔ اور جب بولتا ہے تو ذکرِ خدا کرتا ہے اور جب اسے کچھ دیا جاتا ہے تو شکر ادا کرتا ہے اور جب بلاؤں میں گھر جاتا ہے تو صبر کرتا ہے۔

مومن کو اگر نصیحت کی جاتی ہے تو وہ باز آجاتا ہے۔ اگر اسے ڈرایا جاتا ہے تو وہ کنارہ کش ہو جاتا ہے۔ اگر سمجھایا جاتا ہے تو اس سے عبرت لیتا ہے۔ اگر اسے یاددہانی کرائی جاتی ہے تو متوجہ ہو جاتا ہے اور اگر اس پر ظلم کیا جاتا ہے تو معاف کر دیتا ہے۔

مومن کا شیوہ اس کا زہد، اس کا قصد و ارادہ، دینداری، اس کی عزت اور اس کی قناعت ہے اور اس کی کوشش اس کی آخرت کیلئے ہے، اس کی نیکیاں بہت زیادہ ہیں۔ اس کے درجات بلند ہو گئے ہین اور اس نے اپنی رہائی و نجات کو دیکھ لیا ہے۔

مومن دُنیا کو عبرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے، مجبوری میں کھانا کھاتا ہے اور اس میں عداوت و دُشمنی کے کان سے سنتا ہے۔

مومنین اپنے نفسوں کو متہم کرنے والے اور اپنی گزشتہ لغزشوں سے خوف زدہ، دُنیا سے ناخوش، آخرت کے مشتاق اور طاعت کی طرف تیزی سے بڑھنے والے ہیں۔

مومن وہ ہے، جو لوگوں کی اذیتوں کو برداشت کرتا ہے اور ان میں سے کسی کو اذیت نہیں دیتا۔

مومن وہ ہے، جو اپنے دین کو اپنی دُنیا سے بچاتا ہے اور فاجر وہ ہے، جو اپنی دُنیا کو اپنے دین سے بچاتا ہے (یعنی اپنے دین کو اپنی دُنیا پر قربان کر دیتا ہے)۔

مومن اپنے نفس پر امین اور اپنی ہوا و ہوس پر مسلط اور اپنے حواس پر قابو رکھنے والا ہے۔

مومنوں کے گمانوں سے ڈرو، کیونکہ خدا نے حق کو ان کی زُبانوں پر جاری کیا ہے (ممکن ہے، حدیث کا مقصد یہ ہو کہ خواہ تم اپنے بُرے عمل کو کتنا ہی چھپاؤ، وہ اپنی فراست سے تمہارے بُرے عمل کا پتہ لگالیں گے)۔

مومنین میں زیادہ باشرف وہ ہے، جو زیادہ ذہین و زیرک ہے۔

مومنین میں ایمان کے لحاظ سے وہ افضل ہے، جس کا لین دین اور رضامندی و ناراضگی خدا کے واسطے ہو۔

بے شک مومنین مہربان ہیں۔

بے شک مومنین کو جہاں شرعی لحاظ سے ڈرنا چاہیے وہاں وہ ڈرتے ہیں۔

یقیناً مومن کی شگفتگی اس کے چہرے، پر اس کی طاقت اس کے دین میں اور اس کا حزن و ملال اس کے دِل میں ہوتا ہے۔

بے شک جب مومنین سے کوئی ایسا عمل چھوٹ جاتا ہے، جس پر اس کا ایمان استوار نہیں ہوا (مثلاً کسی واجب کو چھوڑ دے یا کسی حرام کا مرتکب ہو جائے تو وہ اس پر پشیمان ہوتا ہے)۔

مومن کی غرض و غایت جنت ہے۔

مومن کی بے نیازی، اللہ سبحانہ پر توکل ہے۔

یقیناً مومن نے اپنی عقل کو زندہ کیا اور اپنی شہوت کو مار ڈالا اور اپنے پروردگار کی اِطاعت کی اور اپنے نفس کی مخالفت کی ہے۔

کتنے ہی مومنوں کو ان کے صبر اور حُسنِ ظن نے کامیابی سے ہمکنار کر دیا ہے۔

مومن، متقی، قناعت کرنے والے اور پاک دامن بن جاؤ۔

مومن کیلئے مکمل عقل، پسندیدہ حلم، نیکیوں میں رغبت اور بُرائیوں سے گریز کرنا ہے۔

مومن کے تین اوقات ہیں (یعنی وہ اپنے شب روز کو اس طرح تقسیم کرتا ہے): 1. ایک وقت میں وہ اپنے خدا سے راز و نیاز

کرتا ہے۔.2ایک وقت میں اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے یا اس میں اپنے معاش کی اِصلاح کرتا ہے۔.3ایک وقت کو وہ اپنے نفس اور اس کیلئے حلال و بہترین لذت کیلئے چھوڑ دیتا ہے۔

مومن کا اِیمان کامل نہیں ہوسکتا، جب تک کہ وہ عیش ونشاط کی زندگی کو آزمائش اور بلا کو نعمت تصور نہ کرے۔

مومن حاسد ہوتا ہے نہ کینہ توز و بخیل۔

مومن تو بس بردبار و مہربان ہوتا ہے۔

مومن کے شایان شان یہ ہے کہ وہ اس وقت شرم کرے، جب اسے طاعت کے علاوہ کوئی اور فکر لاحق ہو(یعنی اگر وہ اپنی فکر کو معصیت میں استعمال کرے تو اسے شرمندہ ہونا چاہئے)۔

مومن کیلئے ضروری ہے کہ طاعت کا پابند رہے اور قناعت و پارسائی کا لباس پہن لے۔

بلا کے ذریعے مومن کا اسی طرح اِمتحان ہوتا ہے، جس طرح آگ کے ذریعے سونے کو پرکھا جاتا ہے۔

مومن کی تین علامتیں ہیں:.1صدق.2یقین.3 کوتاہ اُمید۔

مومن سے ہرگز ملاقات نہیں ہوگی مگر یہ کہ وہ قانع ہوگا(یعنی وہ ہمیشہ خوش رہتا ہے)۔

وہ مومن نہیں ہے جو اپنی اصلاح معاش کی پروا نہیں کرتا۔

اگر میں مومن کی ناک پر بھی ماروں کہ مجھ سے دشمنی کرے، پھر بھی وہ مجھ سے دشمنی نہیں کرے گا اور اگر میں منافق پر پوری دُنیا نثار کردوں کہ وہ مجھ سے محبت کرنے لگے تو بھی وہ مجھ سے محبت نہیں کریگا۔

جو ایمان لایا، وہ خدا کے عذاب سے امان میں رہا۔

جو ایمان لاتا ہے، اس کے یقین میں اضافہ ہوجاتا ہے۔

جو اللہ پر ایمان لاتا ہے، وہ اس سے پناہ مانگتا ہے۔

جب تک مومن سمجھ نہیں لیتا ایمان نہیں لاتا(یعنی سوچے سمجھے بغیر کسی بات کو قبول نہیں کرتا)۔

مومن کی مثال معجون کی سی ہے کہ جس کا ذائقہ اور خوشبو دونوں پاکیزہ ہوتے ہیں۔

جس نے اپنے اِیمان کو خالص کرلیا، وہ ہدایت پا گیا۔

مومن کو اپنی آخرت کی فکر رہتی ہے اور اس کی ساری کوشش اپنی بازگشت کیلئے صرف ہوتی ہے۔

مومن شکم سیر نہیں ہوسکتا جبکہ اس کا بھائی بھوکا ہو۔

مومن لوگوں کی باتوں کو برداشت کرنے میں کوتاہی نہیں کرتا ہے اور نہ ہی مصیبت آنے پر بے تاب و مضطرب ہوتا ہے۔

کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا، جب تک کہ وہ یہ غور نہ کرے کہ کس چیز کے ذریعے بھوک مٹاتا ہے، پلاؤ سے یا صرف روٹی سے اور دو لباسوں میں سے کس کپڑے سے بدن کو چھپاتا ہے، فیشنی یا معمولی لباس سے۔

مومن کی شگفتگی اس کے چہرے پر اور اس کا حزن اس کے دِل میں ہوتا ہے۔اس کا دِل ہر چیز سے زیادہ وسیع ہوتا ہے اور اس کا نفس ہر چیز سے زیادہ ذلیل۔وہ خود کو بلند و بالا نہیں سمجھتا ہے۔وہ بلند منصب سے کراہت کرتا ہے اور ریاکاری کے کام کو پسند نہیں کرتا ہے۔آخرت کی فکر کی وجہ سے اس کا غم طویل ہوتا ہے۔وہ زیادہ خاموش رہتا ہے اس کا وقت مشغول رہتا ہے۔بے ہودہ اُمور میں عمر نہیں گنواتا ہے۔نہایت ہی صابر و شاکر، عاقبت اور اپنے اُمور کی درستگی کی فکر میں محو رہتا ہے، اپنی حاجت یا دوستی کے سلسلے میں بخیل ہوتا ہے یعنی کسی سے آسانی سے دوستی نہیں کرتا ہے یا کسی سے بے محابا اپنی حاجت بیان نہیں کرتا ہے۔ہمیشہ نرم مزاج رہتا ہے، اس کا نفس سخت یعنی دُشواریوں میں ثبات و پائیداری کا مظاہرہ کرتا ہے لیکن خدا اور مومنوں کے سامنے نہایت ہی خاکسار و متواضع رہتا ہے۔

مومن کے چہرہ کا حُسن اس پر خدا کی حُسن عنایت کی وجہ ہوتا ہے۔

بے شک مومن کا یقین اس کے عمل میں نظر آتا ہے اور منافق کا شک اس کے عمل میں نظر آتا ہے۔

مومن زیرک و عاقل ہے۔

مومن حق سے جدا ہونے اور دُشمنی سے پاک ہوتا ہے۔

مومن گناہ سے منہ موڑنے والا اور اس پر پشیمان ہونے والا، استغفار کرنے والا اور توبہ کرنے والا ہے۔

صاف رہنا مومن کی طبیعت اور غصہ کو پی جانا اس کی عادت ہے۔

مومنوں کی خیرات اور نیکی کی اُمید ہوتی ہے اور لوگ ان کے شر سے محفوظ ہیں۔

مومن کا تقیہ ان کے دِل میں ہوتا ہے اور ان کی توبہ ان کے اعتراف میں ہوتی ہے۔

تین چیزیں مومن کی زینت ہیں:.1 اللہ کا تقویٰ .2 صدق بیانی .3 امانت کی ادائیگی۔

مومن کا حسن و جمال اس کی پارسائی ہے۔

مومن اپنے پروردگار کی طاعت میں سر جھکانے سے خوش اور اپنے گناہ پر غمگین ہوتا ہے۔

مومن کی ظرافت اور اس کی نیک روی گناہ سے پاکیزگی اور مکارم، ایسے کام جو سربلندی کا باعث ہوتے ہیں، کی طرف سبقت کرنا ہے۔

مومن ہمیشہ نرم مزاج، سختی نہ کرنے والا اور معتمد ہوتا ہے۔

مومن سے لغزش کم ہوتی ہے اور عمل زیادہ ہوتا ہے۔

مومن کی سیرت میانہ روی اور اس کا رویہ ثبات و قیام یا راہِ راست پر چلنا ہے۔

مومن کھیل تماشے کو پسند نہیں کرتا اور کام میں جانفشانی یا آخرت سے انس رکھتا ہے۔

جب مومن کی روح، موت یا معنوی کمال کے سبب فرشتوں کے زمرہ میں آسمان پر پہنچتی ہے تو ملائکہ تعجب کرتے ہیں اور کہتے

ہیں: تعجب ہے کہ اس نے اس جہان سے کیسے نجات پائی ہے' جس میں ہمارے بہت سے نیک چلن بیکار ہو گئے؟ (ممکن ہے شیطان کے بہک جانے کی طرف اشارہ ہو کیونکہ وہ بھی انہیں کے زمرہ میں تھا اگر چہ وہ آگ سے پیدا ہوا تھا اور جنوں میں سے تھا' لیکن فرشتوں کے زمرہ میں ہونے کے سبب وہ بھی خدا کا مخاطب تھا اور فرشتے اسے اپنے ہی میں سمجھتے تھے اور یہ بھی ممکن ہے کہ ہاروت و ماروت کی طرف اشارہ ہو' یہ دونوں خدا کے فرشتے تھے انہیں ذمہ داری کے ساتھ زمین پر بھیجا گیا تھا۔ خدا نے انہیں بشر کی مانند قوت شہوانیہ دی تھی تا کہ ان میں گناہ کرنے کی صلاحت بھی پیدا ہو جائے چنانچہ جیسا کہ تاریخ و تفسیر کی کتابوں میں نقل ہوا ہے کہ وہ خدا کی معصیت میں مبتلا ہوئے' خدا نے ان سے مواخذہ کیا اور انہیں عذاب میں مبتلا کیا۔

مخفی نہ رہے یہ واقعہ فرشتوں کی عصمت کے منافی نہیں ہے کیونکہ اولاً: ممکن ہے وہ یہ دونوں فرشتوں کی حالت و منزل سے نکل گئے ہوں اور بشر بن گئے ہوں۔

ثانیاً: یہ کہا جا سکتا ہے کہ جو آیات فرشتوں کی عصمت پر دلالت کرتی ہیں، وہ صرف جہنم کے نگہبان' خدا کے مقرب خصوصاً پیغمبروں و آئمہ کی عصمت پر دلالت کرتی ہیں۔ واللہ اعلم!

مومن اپنی فکر میں مغموم اور اپنی دوستی میں بخیل ہوتا ہے یعنی بہت جلد دوستی نہیں کرتا اور کسی سے دوستی کرنے کے بعد اسے آسانی سے ختم نہیں کرتا ہے۔

مومن خوش خلق' نرم مزاج اور جلد معاف کرنے والا ہوتا ہے۔

مومن ظلم کرتا ہے نہ گناہ۔

مومن اس کے ساتھ بھی انصاف کرتا ہے' جو اس کے ساتھ انصاف نہیں کرتا۔

مومن اُنس کرتا ہے' اس سے اُنس کیا جاتا ہے اور مہربان ہوتا ہے۔

بے شک مومنین نرم مزاج ہوتے ہیں۔

بے شک مومنین نیکو کار ہیں۔

بے شک مومنین خدا سے ڈرنے والے ہیں۔

مومن اپنے عمل کے ساتھ ہوتا ہے یعنی صرف زُبان ہی کافی نہیں ہے بلکہ عمل بھی ضروری ہے۔

مومنین بڑے عقل مند ہوتے ہیں۔

اِنسان

اِنسان اپنی عقل کے اعتبار سے (انسان) ہے۔ اگر عقل نہ ہو تو صرف ایک حیوان ہے۔

اِنسان کی بھلائی زُبان کی حفاظت اور احسان کرنے میں ہے۔

(یہ خطبہ غرائ 82 کا جملہ ہے۔ اس میں آپؑ نے اِنسان کی صفت بیان فرمائی ہے) وہ کسی مصیبت کو خاطر میں نہیں لاتا ہے اور

تقیہ کی راہ سے فروتنی نہیں کرتا ہے اور بابِ ہدایت کو نہیں پہچانتا ہے کہ اس کا اتباع کرے اور نہ ضلالت وگمراہی کے دروازے کو جانتا ہے کہ اس سے بچے۔

اللہ سے اُنس

اللہ سے مانوس ہونے کا نتیجہ لوگوں سے علیحدہ رہنا ہے۔

جو شخص خلق دنیا سے وحشت نہیں کھاتا وہ اخدا سے کیسے انس کر سکتا ہے؟ یعنی وہ خدا اور خلق دونوں سے اُنس کر سکتا ہے۔

جو خدا سے مانوس ہو گیا اس نے لوگوں سے وحشت کھائی، لوگوں سے دوسری اختیار کی۔

جو لوگوں سے دور ہٹا وہ اللہ سبحانہ سے مانوس ہو جاتا ہے۔

اُنس

تنہائی کی وحشت امن کے اُنس کو ختم کر دیتی ہے اور امن کا خوف دوسروں سے اُنس کو دُشوار بنا دیتا ہے یعنی صرف تنہائی اور فقط بزم آرائی ہی کافی نہیں ہے بلکہ دونوں ضروری ہیں۔

تین اشخاص، موافق زوجہ، نیک فرزند اور موافق بھائی سے اُنس ہوتا ہے۔

لوگوں میں اُنس کئے جانے کا سب سے زیادہ مستحق وہ دوست ہے کہ جس سے اُلفت ہو گئی ہو۔

اِطمینان نہ جلد بازی

صبر وسکون ہر چیز میں ممدوح ہے، سوائے فرصت خیر کے۔

ہر کام میں اِطمینان وسکون عجلت سے بہتر ہے، سوائے فرصت خیر کے۔

ہر کام میں غور کرنا دُور اندیشی ہے۔

ہر کام میں غور وفکر کرنا پشت مضبوط کرنا ہے۔

غور وفکر یا اِطمینان وسکون کے ساتھ کام انجام دینے سے اِنسان تہمت وبدنامی سے محفوظ رہتا ہے۔

غور وفکر یا سکون وسنجیدگی سے مطالب آسان ہو جاتے ہیں (کیونکہ عجلت نہیں ہوتی تو اِنسان غور وفکر کرتا ہے کہ جس کے نتیجہ میں دُشوار اُمور بھی آسان ہو جاتے ہیں)۔

سوچ سمجھ کر بات کہنے سے اِنسان منہ کے بل گرنے سے اور لغزش سے محفوظ رہتا ہے۔

غور وفکر سے اسباب آسان ہو جاتے ہیں۔

سکون وصبر سے کام لوتا کہ تاریکی چھٹ جائے (راہِ حق واضح ہو جائے) گویا کوچ کرنے والے (کہ جنہوں نے غور نہیں کیا تھا وہ جہنم میں) پہنچ گئے ہیں اور عجلت پسند عنقریب ان کے پاس پہنچ جائے گا (ممکن ہے آپؑ کی مراد دُنیا کے حالات ہوں اور انہیں

قافلہ سے تشبیہ دی ہو،ان میں سے کچھ گزر گئے ہیں اور قافلہ ان کے پیچھے پیچھے رواں ہے۔اس تشبیہ میں غور کرنا چاہیۓ تاکہ حقیقت عیاں ہو جائے)۔

اپنی عجلت پسندی کو اپنے سکون و اطمینان سے سخت مزاجی کو نرم مزاجی سے اور اپنی بدی کو اپنی نیکی سے ملا دو اور عقل کو ہوا و ہوس پر غالب کر دو تا کہ اپنی عقل کے مالک بن جاؤ۔

تمہارے لئے ضروری ہے کہ اپنے اُمور میں عجلت سے کام نہ لو کیونکہ انہیں سکون و اطمینان کے ساتھ انجام دینے والا اپنے مقصد میں کامیاب ہونے کا زیادہ مستحق ہے۔

کاموں میں عجلت نہ کرنا ہی احتیاط ہے۔

اِطمینان و سکون سے کام کرنے میں ہی سلامتی ہے۔

جو شخص غور و فکر اور سکون و اِطمینان کے ساتھ کام کرتا ہے، وہ لغزشوں سے محفوظ رہتا ہے۔

جو شخص غور و فکر اور سکون و اِطمینان سے کام نہیں کرتا ہے، وہ منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا۔

غور کرنا ہی منزل تک رسائی (کا ضامن) ہے۔

غور کرنے والا

غور کرنے والا منزلِ مقصود تک پہنچنے کا زیادہ سزاوار ہے۔

اِطمینان سے کام کرنے والا مقصد تک پہنچ جاتا ہے خواہ ہلاک ہی ہو جائے۔

غور کرنے والا منزل تک پہنچ گیا ہے یا عنقریب پہنچ جائے گا۔

خود کو قوی کرنا

خود کو قوی کرنا اور عجز کو قبول نہ کرنا دُور اندیشی ہے۔

تنگدستی

نعمت سے تنگ دستی اور زندگی سے موت کتنی قریب ہے۔

کنجوسی

کنجوسی دو پریشانیوں میں سے ایک ہے۔

کنجوسی سے ننگ و عار وجود میں آتا ہے اور یہ جہنم میں پہنچا دیتی ہے۔

اس چیز میں بخل کرنا جو کہ خدا سبحانہ نے اموال میں واجب کی ہے، بدترین بخل ہے۔

بخیلی یا تعریف وکینہ اور حسد کی تپش سے خود کو بچاؤ اور ان میں سے ہر ایک کیلئے فکر و عاقبت اندیشی' رذالت کو قبول نہ کرنے، فضائل پر پہنچنے، آخرت سازی اور بردباری کی پابندی ایسے ساز و سامان اور اسلحہ فراہم کر و تا کہ ان کا مقابلہ کیا جاسکے۔

کنجوسی سے بچو کہ یہ پستی اور بدنامی کا باعث ہوتی ہے۔

کنجوسی سے بچو کہ اس سے دُشمنی پیدا ہوتی ہے اور اچھی صفات میں عیب پیدا ہو جاتا ہے اور عیوب کو فاش کر دیتی ہے۔

خبردار! کنجوسی سے خود کو متصف نہ کرنا کیونکہ وہ تمہیں بیگانوں کے نزدیک یا عیب دار کے نزدیک کر دے گی اور تمہارے عزیزوں کو تمہارا دُشمن بنادے گی۔

کنجوسی سے بچو کہ وہ فقیر کا لباس اور ایسی مہار ہے کہ جو ہر بستی کی طرف کھینچتی ہے یعنی ذِلت وخواری کے سبب کنجوس بن جاؤ گے۔

خبردار! کنجوسی کے پاس نہ جانا کیونکہ بے گانہ بخیل کو دُشمن سمجھتا ہے اور قریبی دُور ہو جاتے ہیں۔

مستحق لوگوں سے مال روکنا بدترین کنجوسی ہے (یعنی مستحق کو نہ دینا بدترین بخل ہے)۔

بخل ناداری وفقیری ہے۔

کنجوس سے بدنامی ہوتی ہے۔

بہت زیادہ بہانہ بازی اور بخشش کرنے سے عذرخواہی کرنا' بخل کی دلیل ہے۔

بخیلی گالیوں اور بُری بات کا سبب ہوتی ہے۔

کنجوسی کنجوس کو عیب دار بنادیتی ہے۔

بخیلی بُرا بھلا کہلواتی ہے۔

کنجوسی دُشمنی کا سبب ہوتی ہے۔

بخیلی معبُود سے بدگمانی کا باعث ہوتی ہے۔

کنجوسی اپنے مصاحب کو ذلیل اور خود سے دُور رہنے والے کو عزت عطا کرتی ہے۔

بخیلی زیادہ گالیاں دینے کا سبب ہوتی ہے۔

کنجوسی بدترین صفت ہے۔ لوگوں کی نظر میں بے وقعت کرتی ہے اور خدائے بزرگ و برتر کے غضب کا سبب ہوتی ہے۔

کنجوسی جواں مردی کو بدنما کرتی ہے اور اُخوت کو برباد کرتی ہے۔

بخیلی گالی کھانے کا سبب ہے۔

زیادہ کنجوسی گالی کھانے کا سبب ہوتی ہے۔

بخل و کنجوسی کو تم آدمی کی صورت میں دیکھتے تو یقیناً اسے بدشکل آدمی پاتے۔

اگر بخل کو تم آدمی کی صورت میں دیکھتے تو اسے ایسا بدشکل دیکھتے کہ ہر نگاہ نیچی ہو جاتی اور ہر دل اس سے متنفر ہو جاتا ہے۔

جو شخص بخیلی اختیار کرتا ہے اور اس سے جدا نہیں ہوتا ہے، وہ ناصح کو گنوا دیتا ہے۔

کنجوسی بدترین خصلت ہے۔

مال کی کثرت کے باوجود بخیلی کو کس نے بدترین بنا دیا ہے، یا کنجوسی کتنی بُری بات ہے۔

کنجوسی کو بلند مرتبہ لوگوں میں کس نے منفور و مکروہ بنا دیا ہے؟

بخیلی کی مانند کوئی چیز بھی خدا کے غضب کو نہیں کھینچتی ہے۔

شریف لوگ بخیلی و کنجوسی اور بُرے لوگوں کی صحبت سے ایسے فرار کرتے ہیں جس طرح موت سے بھاگتے ہیں۔

کنجوسی سے بڑی کوئی گالی نہیں ہے۔

بخیلی جیسی کوئی غربت و تنہائی نہیں ہے۔

کنجوسی کے ساتھ کوئی مردانگی نہیں ہے۔

کوئی خصلت بخیلی سے بدتر نہیں ہے۔

کنجوسی سے بدتر کوئی خصلت نہیں ہے۔

بخیل

کنجوس اپنے نفس کیلئے بھی دُنیا کی چھوٹی سی چیز میں کنجوسی کرتا ہے اور اپنی ساری دُنیا کو اپنے وارثوں کیلئے چھوڑ دیتا ہے۔

بخیل اپنی آبرو کو گنوا دیتا ہے اور مال کو بچا لیتا ہے اور اپنے مال سے کہیں زیادہ اپنے دین کو گنوا دیتا ہے۔

مخلوق میں خدا سے سب سے زیادہ دُور مالدار کنجوس ہے۔

لوگوں میں اپنے مال میں کنجوسی کرنے والا ان میں اپنی آبرو لٹانے کے سلسلے میں سخی ترین ہے۔

بخیل ترین انسان وہ ہے، جو اپنے نفس کیلئے بھی اپنے مال میں کنجوسی کرتا ہے اور اپنے بعد اپنے وارثوں کیلئے چھوڑ دیتا ہے۔

بخیل مذموم اور حاسد مغموم ہوتا ہے۔

بخیل اپنے وارثوں کا خازن ہے۔

بخیل ناداری و پریشانی کیلئے تعجیل کرنے والا ہے۔

بخیل ہمیشہ ذلیل و خوار ہے۔

کنجوس کو کوئی چیز نہ دینے کیلئے بہت سے عذر و معذرت اور بہانے بنانا پڑتے ہیں۔

بخیل اپنے عزیزوں میں بھی ذلیل ہے۔

مجھے اس بدبخت بخیل پر تعجب ہے، جو کہ اس فقر و ناداری کی طرف تیزی سے بڑھتا ہے کہ جس سے بچنا چاہتا ہے اور اس مالداری کو گنوا دیتا ہے جس کو محفوظ رکھنا چاہتا ہے۔ نتیجہ میں وہ دُنیا میں فقیروں کی زندگی گزارتا ہے جبکہ آخرت میں اس سے مالداروں جیسا

حساب لیا جائے گا۔

بخیل کا کوئی رفیق نہیں ہوتا۔

بخیل کو کوئی دوست نہیں ہوتا۔

اس شخص کو توفیق نہیں ملی ہے کہ جس نے اپنے مال سے اپنے اُوپر بخل کیا اور اپنے مال کو غیر کیلئے جمع کیا ہے۔

جس نے ناداری کے خوف سے اپنا ہاتھ بخشش سے روکے رکھا، درحقیقت اس نے اپنی ناداری و مفلسی میں تعجیل کی۔

جو شخص اپنے مال میں بخل کرتا ہے، وہ ذلیل ہوجاتا ہے۔

جس شخص نے اس چیز میں بخل کیا کہ جس کا وہ مالک نہیں ہے شاید واجب حقوق مراد ہیں کہ انسان ان کا مالک نہیں بن سکتا، درحقیقت وہ اپنی پستی کی اِنتہا کو پہنچ گیا ہے۔

جو شخص خاندان والوں کو کچھ نہیں دیتا ہے گویا اس نے ان سے ایک ہاتھ روک لیا ہے اور اپنی طرف بڑھنے والے بہت سے ہاتھوں کو روک دیا۔

جس نے اپنے مال میں اپنے ہی لیے بخل کیا گویا اس نے اس کو اپنی شریک حیات کے شریک حیات کو بخش دیا۔

جو شخص اپنی متاع میں' کسی ضرورت مند کو کچھ دینے سے بخل کرتا ہے' اس کے اُوپر خدا کا غضب زیادہ ہوجاتا ہے۔

اس شخص نے اپنے اِیمان کو محکم نہیں کیا' جو احسان کرنے میں بخل کرتا ہے اور اس کا اِیمان ایسے ہی چلا جائے گا' جیسے آزاد حیوان چلا جاتا ہے۔

اپنے احسان میں بخل کرنے والا عقل مند نہیں ہے۔

جب آپؑ ایک مزبلہ، گھور کی طرف سے گزرے تو فرمایا: یہ وہ ہے' جس پر تم کل ایک دوسرے سے مقابلہ کر رہے تھے۔ دوسری روایت میں ہے: یہ وہ چیز ہے' جس کیلئے بخل کرنے والے بخل کر رہے تھے۔

وائے ہو! اس کنجوس پر' جو اس ناداری کیلئے عجلت سے کام لیتا ہے کہ جس سے فرار کرتا ہے اور ناداری کے خوف سے ہمیشہ نادار رہتا ہے اور وائے ہو! اس شخص پر' جو ثروت مندی کی طلب میں اسے چھوڑ دیتا ہے یعنی اس لیے فقیروں کی سی زندگی گزارتا ہے کہ کہیں نادار نہ جائے یا اس لیے فقیروں کی سی زندگی بسر کرتا ہے کہ زیادہ مال جمع کر سکے۔

کنجوسی نہ کرو کہ سخت گزر، بسر کرو گے اور اسراف نہ کرو کہ افراط کرو گے۔

بخیل کیلئے کوئی مروّت نہیں ہے۔

مال کو صرف بخیل باقی رکھتا ہے اور بخیل پر پے در پے ملامت ہوتی ہے۔

کنجوسی کرنے والا دُنیا میں مذموم اور آخرت میں معذب و ملامت کیا ہوا ہے۔

سبقت کرنا

عمل میں سبقت کرو اور اُمید کو جھٹلاؤ اور ہر وقت موت کو یاد رکھو۔
عمل کی یا اُمید کے برخلاف عمل خیر کی طرف سبقت کرو اور اچانک موت آنے سے ڈرو تا کہ افضل ترین اُمید کو حاصل کر سکو۔
عمل کے ذریعے عمر کھپانے کی طرف سبقت کرو (کیوں کہ بڑھاپے میں کچھ بھی نہیں ہو سکے گا)۔
عمل کو حبس کرنے والی بیماری اور اچانک لینے والی موت پر مقدم کرو، یعنی سخت بیماری میں مبتلا ہونے اور موت آنے سے قبل عمل کی طرف سبقت کرو۔
نیکی کی طرف بڑھو، کیونکہ نیک کام فرصت ہیں۔
نیک اعمال کی طرف سبقت کرو کہ اب گلو آزاد اور روح باقی ہے' بعد میں گلا دبا دیا جائے گا اور روح قبض کر لی جائے گی۔
جوانی کی طرف بڑھاپے سے قبل اور صحت کی طرف بیماری سے پہلے سبقت کرو' یعنی جب تک جوانی اور تندرستی ہے' عمر سے فائدہ اٹھاؤ۔
اپنی ثروت مندی کی طرف ناداری سے قبل اور اپنی حیات کی طرف موت سے پہلے' سبقت کرو۔ جب تک ثروت وحیات ہے' موقع کو غنیمت سمجھو۔
باقی ماندہ عمر کی مہلت کی طرف سبقت کرو اور جب تم کسی کام کا ارادہ کرو تو اس کی پہلی فرصت کی طرف' جوانی کی بہار میں کہ جس میں تمہارے اندر طاقت ہوتی ہے اور توبہ کے اِنتظار کی طرف اور گناہ زائل ہونے کی طرف' سبقت کرو۔ یعنی جب یہ اوقات نہ آئیں سبقت کرو۔
سبقت کرو' جب تک کہ بدن صحیح اور زُبان آزاد بند نہیں ہوتی ہے اور توبہ سنی جا رہی ہے۔ اور عمل قبول ہو رہے ہیں کہ اس کے بعد کسی عمل سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔
نیک عمل کی طرف سبقت کرو، قبل اس کے کہ غالب وتوانا یک بارگی تمہیں لے لے۔
تنگی اور موت سے پہلے' نیک عمل کی طرف سبقت کرو۔
موت کے آنے اور روح کے نکلنے سے قبل، نیک عمل کی طرف سبقت کرو۔
اپنے اعمال کے ذریعے اپنی موت کی طرف سبقت کرو اور اپنی باقی رہ جانے والی متاع سے اپنی زائل ہو جانے والی متاع کی خریداری کرو۔
اپنی اجل آنے سے پہلے اپنے اموال کے صحیح خرچ کی طرف سبقت کرو کہ تمہیں پاک اور تمہاری اِصلاح کر دے اور تمہیں خدا سے نزدیک کر دے۔
خدا کی طاعت کی طرف سبقت کرو تا کہ نیک بخت وکامیاب ہو جاؤ۔

نیکی کی طرف سبقت کرو تا کہ راہِ راست پر آجاؤ۔

غائب اور منتظر کے آنے سے قبل، نیک عمل کی طرف سبقت کرو۔

موت اور اس کی سختی کی طرف بڑھو اور اس کے آنے سے قبل، اس کیلئے تیاری کرو اور اس کے آنے سے قبل، اس کیلئے توشہ فراہم کرلو۔

رہنمائی و ہدایت اور جسموں کی آسائش کے وقت اور باقی رہ جانے والی عمر میں اور اِبتدائے مشیت جوانی میں، نیک عمل کی طرف سبقت کرو۔

اپنے اعمال کی طرف بڑھو اور اپنی موت کی طرف بڑھو کیونکہ تمہیں اس کی جزا دی جائے گی، جو تم نے آگے بھیجا ہے اور جو مقدم کیا ہے، اس کا بدلہ دیا جائے گا اور جو چھوڑا ہے، اس کا حساب لیا جائے گا۔

اُمید کی طرف سبقت کرو اور اجل کے حملوں کی طرف برھو، کیونکہ عنقریب لوگوں کی اُمیدیں منقطع ہو جائیں گی اور اچانک ان کو موت آجائے گی۔

وقت ہے سبقت کرو، قبل اس کے کہ غم وغصہ کا وقت آئے، یعنی وقت ہاتھ سے نکل جائے اور غم وغصہ کا سبب ہو۔

خوش نصیب ہے وہ شخص کہ جو اسباب منقطع ہونے سے قبل، نیک عمل کی طرف سبقت کرتا ہے۔

خوش نصیب ہے وہ شخص کہ جو نیک اعمال کے وسیلہ سے موت کی طرف سبقت کرتا ہے۔ اور موقع کو غنیمت سمجھتا ہے اور عمل سے توشہ فراہم کرتا ہے۔

ٹھنڈک

سردی اور ٹھنڈک سے اس کی اِبتدا میں بچو اور اس کے آخری زمانہ کا استقبال کرو اس لیے کہ وہ بدن میں وہی کام کرتا ہے، جو شاخوں میں کرتا ہے۔ اس کا اِبتدائی دور چلا تا ہے اور اس کا آخری زمانہ پتے اُگاتا ہے۔

نیکی اور نیکوکاری

نیکی اِصلاح کرنے والا عمل ہے۔

نیکی پسندیدہ عمل ہے۔

نیکی یا احسان دُور اندیش کی غنیمت ہے۔

احسان و نیکی کا بہت جلد ثواب ملتا ہے۔

احسان کے ذریعے یا کھانا دینے کے سبب، آزاد غلام بن جاتا ہے۔

نیکی کرنے میں جلدی کرنا، نیکی میں اضافہ کا باعث ہے۔

بہترین احسان وہ ہے، جو آزاد لوگوں کیساتھ کیا جائے۔

بہترین احسان وہ ہے جو ضرورت مند کے ساتھ کیا جائے۔

ہر نیکی میں شکر ہے۔

جو نیکی سے روکتا ہے، وہ خدا کی قدردانی اور لوگوں کے شکر سے محروم رہتا ہے۔

جو احسان کرتا ہے، اس کی شہرت ہو جاتی ہے۔

جس کا احسان اور نیکی قریب ہوتی ہے، اس کی شہرت دُور تک ہوتی ہے۔

جو شخص احسان کرتا ہے، بھائیوں اور ہمسایوں کے مظالم برداشت کرتا ہے، درحقیقت اس نے نیکی کو مکمل کر لیا ہے۔

جو شخص شگفتہ روی میں بھی تمہارے لیے بخل کرے، وہ اپنی نیکی کو اہمیت نہیں دیتا ہے۔

بہترین احسان یتیموں کے ساتھ نیکی کرنا ہے۔

نیکی کے ساتھ رحمت فراواں ہو جاتی ہے۔

نیک بخت اِنسان کی زُبان نادانوں کی بے وقوفی سے باز رہتی ہے۔

جس کی نیکی بڑھ جاتی ہے اس کی تعریف کی جاتی ہے۔

نفسوں کو نیکی پر اُبھارنا نیک لوگوں کی عادت میں سے ہے۔

مانگنے میں اِصرار

جو شخص کسی چیز میں اِصرار کرتا ہے لوگ اس سے عاجز آجاتے ہیں۔

بے گناہی

بے گناہ و پاک دامن یا حرص دُنیا سے بری، تندرست وصحت مند ہے، شکی بیمار ہے۔

بے خطا دلیر ہے، کیونکہ خیانت کار ڈرپوک ہے۔

بے گناہ کتنا جری ہے اور شکی کتنا بزدِل ہے۔ بے گناہ پورے اعتماد کے ساتھ اپنا دفاع کرتا ہے، جب کہ گناہگار خوف و ہراس کے ساتھ بولتا ہے۔ یہ دونوں گناہ و بے گناہی کی نشانیاں ہیں۔

بے گناہ سے بڑا دلیر نہیں ہے۔

(بُرائیوں، باطنی امراض اور دُنیا سے) بری بالکل صحیح ہے۔

کشادہ روی

خوش روئی دو مہمانوں میں سے ایک ہے۔

کشادہ روئی احسان ہے۔

خوش روی محبت کا جال ہے، اس سے انسان لوگوں کے دل جیت سکتا ہے اور انہیں دوست کے عنوان سے جال میں پھنسا سکتا ہے۔

تمہارے لیے کشادہ روی ضروری ہے کہ یہ دوستی کا جال ہے۔

لجاجت اور مانگنے میں کوئی خوش روی نہیں ہے، کیونکہ مدمقابل اس سے رنجیدہ ہوتا ہے۔

خندہ روی دُشمنی کی آگ کو بجھا دیتی ہے۔

کشادہ روی بخشش وعطا کا عنوان ہے۔

خوش روی آزاد لوگوں کی عادت ہے۔

کشادہ روئی دوستوں کو مانوس کر لیتی ہے۔

کشادہ روئی بغیر خرچ کے احسان کرنا ہے۔

شگفتگی اور کشادہ روئی بخشش وعطا کا بہترین مقام حاصل کر لیتی ہے، یعنی اس سے خدا بھی راضی ہوتا ہے اور بندہ بھی۔

تمہاری کشادہ روئی تمہارا اولین احسان ہے اور تمہارا وعدہ کرنا تمہاری اولین عطا ہے۔

تمہاری کشادہ روئی تمہارے نفس کی شرافت کی دلیل اور تمہاری فروتنی تمہارے اچھے اخلاق کا آئینہ ہے۔

اچھی کشادہ روئی اولین عطا اور آسان ترین سخاوت ہے کیونکہ اس میں جیب سے کچھ نہیں جاتا جو چاہے اسے انجام دے سکتا ہے۔

اچھی کشادہ روئی دو بشارتوں میں سے ایک ہے۔

اچھی کشادہ روئی ہر آزاد کا شیوہ ہے۔

اچھی کشادہ روئی کامیابی کی علامت ہے۔

کشادہ روئی محبت کا سبب ہوتی ہے۔

کشادہ روئی، بخشش، نیک کام کرنے، احسان کرنے میں یا سلام کو رواج دینے میں خلائق کو دوستی کی دعوت دیتا ہے۔

زیادہ کشادہ روئی سخاوت کی علامت ہے۔

شگفتہ چہرہ کہ جس میں اکرام نہ ہو، اس ترش چہرہ سے بہتر ہے، جس میں اکرام ہوتا ہے۔

خندہ روئی دو عطاؤں میں سے ایک ہے۔

کشادہ روئی خوش آئند اور درخشاں خصلت ہے۔

شگفتہ روئی احسان اور ترش روئی گناہ ہے۔

کشادہ روئی نیکی کی اِبتدا ہے یعنی اگر کوئی شخص کسی کیلئے نیک کام کرنا چاہتا ہے تو یہ کام اسے خندہ پیشانی کے ساتھ انجام دینا چاہئے

کیونکہ اگر بے رُخی سے انجام دے گا گو یا نیک عمل نہیں ہوا۔

کشادہ روئی آزاد اِنسان کی خصلت ہے۔

شگفتہ روئی اولین عطا ہے۔

بصر و نظر اور بصیرت

کہاں ہیں وہ آنکھیں جو تقویٰ کی نشانی کو دیکھ لیتی ہیں۔

سب سے زیادہ تیز بین اِنسان وہ ہے، جس نے اپنے عیوب کو دیکھ لیا اور اپنے گناہوں سے دست کش ہو گیا۔

بے شک ان نروں کی نگاہیں مادہ کی طرف کتنی تیز ہو گئی ہیں، اس سے شہوتوں میں ہیجان پیدا ہوتا ہے۔ پس جب تم میں سے کوئی کسی عورت کو دیکھے اور وہ اسے بھلی معلوم ہو تو اسے اپنی اہلیہ کے پاس جانا چاہئے کیونکہ وہ بھی اس کی طرح ایک عورت ہے۔

بصیر و بینا تو بس وہ شخص ہے جو سنتا ہے اور غور کرتا ہے، نظر ڈالتا ہے اور پھر حقائق و وقائق کو دیکھتا ہے اور عبرتوں سے فائدہ اُٹھاتا ہے۔

غور و فکر کرنے سے عبرت حاصل ہوتی ہے۔

بینائی جانا بصیرت ختم ہونے سے بہتر ہے۔

ایسی چیز کو دیکھنے سے آنکھوں کا اندھا ہو جانا بہتر ہے کہ جس سے فتنہ پیدا ہوتا ہو۔

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ آنکھوں والا اپنی راہ راست سے ہٹ جاتا ہے۔

آنکھوں کا اندھا ہو جانا بصیرت کے گنوا دینے سے آسان ہے۔

جو شخص بصیرت نہیں رکھتا ہے اس کی فکر و نظر فاسد ہو جائیگی۔

یقیناً صاحبانِ بصیرت کیلئے بہت سے پوشیدہ اسرار کھل جاتے ہیں۔

یقیناً تمہیں بصیرت دی گئی اگر تم دیکھو اور تمہیں سنا دیا گیا ہے کہ اگر تم کان دھرو اور تمہاری ہدایت کر دی گئی ہے اگر تم ہدایت لینا چاہو یعنی خدا کی طرف سے انبیاء، آئمہ اور آسمانی کتابیں تمہارے اُوپر حجت تمام کرنے کیلئے آئے ہیں، اگر تم عقل سے کام لو۔ (واضح رہے کہ یہ عبارت نہج البلاغہ کے خطبہ نمبر 20 کے ضمن میں آئی ہے)۔

جو شخص زیرکی میں بصیرت پیدا کر لیتا ہے، اس کیلئے حکمت یقینی ہو جاتی ہے اور وہ عبرت کو جان لیتا ہے یعنی وہ صحیح راستہ کا سراغ لگا لیتا ہے اور اچھے بُرے آثار سے سبق لیتا ہے۔ (نہج البلاغہ حکمت 20 جب آپؑ سے یقین کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا:

فمن تبصر فی الفطنة تبینت له الحکمه ومن تبینت له الحکمة عَرَفَ العبرة ومن عَرَفَ کان فی الاولین۔

آنکھ سے دیکھنے میں کوئی فائدہ نہ ہوگا، جب تک کہ بصیرت نہ ہوگی، یعنی دل کی آنکھیں دیکھتی ہیں۔

جو صاحب فکر نہیں ہے، وہ بصیرت سے خالی ہے۔

گوشہ چشم سے دیکھنا فتنوں کا پیش خیمہ ہے۔

بہت سے عشق ایک ہی نظر میں پیدا ہو جاتے ہیں یعنی انسان کو احتیاط کے ساتھ دیکھنا چاہئے۔

آنکھوں کا اندھا ہونا بہت سی نظر سے بہتر ہے یعنی غلط نظر ڈالنے سے بہتر ہے۔

بہت سے عشق ایک ہی نظر سے پیدا ہو جاتے ہیں۔

اکثر نگاہ عشق میں گرفتار ہونے کا سبب ہوتی ہے اور دُنیا میں یا قیامت میں دونوں میں حسرت کا باعث ہوتی ہے۔

کن انکھیوں سے دیکھنا دِل کا نقیب ہوتا ہے۔ بنا بر ایں اس طرح دیکھنے سے پرہیز کرنا چاہئے کہ اس سے بہت سے نقصان ہوتے ہیں۔

جو شخص اپنی آنکھ کو آزاد رکھتا ہے اور اسے ناجائز نگاہ سے نہیں روکتا ہے، وہ بہت افسوس کرے گا۔

صرف آنکھوں ہی سے نہیں دیکھا جاتا، بلکہ عقل وقلب سے دیکھا جاتا ہے۔ یہی آدمی کو حقیقت تک پہنچاتے ہیں جیسا کہ اِمامت سے متعلق عمرو بن عبید اور ہشام کی مشہور بحث میں ہے کہ جب درک کرنے والے آلات غلطی کرتے ہیں تو دِل ہی ان کی رہنمائی کرتا ہے، کیونکہ کبھی آنکھیں اپنے مالک سے جھوٹ کہتی ہیں۔

سرکشی

سرکشی نعمت چھین لیتی ہے اور مصیبت کو جلب کرتی اور کھینچتی ہے۔

باطل اور اس کی مدد کرنا

جو شخص کسی گروہ کے فعل سے راضی ہے، اس کی مثال اس شخص کی ہے، جو اس کام میں اس کے گروہ کے ساتھ شریک تھا۔ باطل میں دخالت کرنے کے دو گناہ ہیں: 1. ایک اس باطل عمل سے راضی ہونا۔ 2. دوسرے اس پر عمل کرنا۔

باطل حق کی ضد ہے، لہٰذا حق والوں کو اہل باطل کے ساتھ تعلقات نہیں رکھنا چاہئے یا حق بولنے والے کو کبھی باطل نہیں کہنا چاہئے کہ یہ ضد پر عمل کرنا ہے۔

باطل فریب اور دھوکا دینے والا ہے۔

باطل بہت ہی کمزور و ناتواں دوست ہے۔

باطل چیزیں اِنسان کو گمراہی میں دھکیل دیتی ہیں، جیسا کہ خلافت کے سلسلے میں اس کا تجربہ ہو چکا ہے۔

باطل اپنے سوار کو پھسلا دیتا ہے یا اسے منہ کے بل گرا دیتا ہے۔

باطل کی مدد کامیابی سے ملامت وخیانت ہے۔
جس شخص نے حق کی مخالفت کر کے باطل کو گلے لگایا ہے، اس کی مخالفت کرو اور اسے اس چیز کے حوالے کردو، جس کو اس نے اپنی ءنفس کیلئے پسند کیا ہے۔
باطل کی نصرت کیلئے مدد طلب کرنا ظلم وخیانت ہے۔
جس نے باطل کی مدد کی، اس نے حق کے ساتھ ناانصافی کی۔
جو شخص حق سے متصل نہیں ہوتا، وہ باطل سے کیونکر جدا ہو سکتا ہے۔
باطل کی ایک دوڑ ہوتی ہے، اس کے بعد تھک جاتا ہے۔
تاریکیوں میں غوطہ کھانے والے کیلئے چمکنے والی بجلی میں کوئی فائدہ نہیں ہے، بلکہ اس کیلئے عائی روشنی درکار ہے ایک بار چمکنے والی چیز سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔
باطل سے وابستہ ہونے والا پشیمان ہوتا ہے۔
جس کے باطل کی کثرت ہوجاتی ہے، اس کے حق کی بھی پیروی نہیں کی جاتی ،یعنی اس کے حق کو بھی باطل سمجھا جاتا ہے۔
جو باطل کی سواری پر سوار ہوا، اس کے مرکب وسواری نے اسے ہلاک کیا۔
جو باطل پر سوار ہوتا ہے، اس کے قدم میں لغزش آجاتی ہے۔
جس شخص کا مقصد باطل ہو وہ حق کو نہیں پا سکتا، خواہ سورج سے زیادہ روشن ہی کیوں نہ ہو۔
جو بھی باطل کی مدد کرتا ہے، وہ پشیمان ہوتا ہے۔
باطل کو کس چیز نے بُرا بنا دیا ہے۔
باطل پر عمل کرنے والا معذب اور ملامت کیا گیا ہے۔
باطل کی پناہ لینے والے کو عزت نہیں مل سکتی۔

باطل پرست

باطل پرست کا مقصد فساد و تباہی ہوتا ہے۔

شکم وشرم گاہ

اپنے شکم اور شرم گاہ کو حرام سے محفوظ رکھو۔
شکم اور شرم گاہ کو محفوظ رکھو کہ انہی دونوں میں اِمتحان ہے۔
اِنسان کا شکم اس کا دُشمن ہے۔

جس کا پیٹ اور شرم گاہ سب کچھ ہے، وہ نیکی سے کتنا دُور ہے؟

خدا کے نزدیک وہ شخص بہت بڑا دُشمن ہے، جو ہر وقت شکم و شرم گاہ ہی کی فکر میں رہتا ہے۔

سحر خیزی

صبح کو جلد اٹھا کرو کیونکہ سحر خیزی میں برکت ہے اور اپنے کاموں میں مشورہ کیا کرو کہ مشورہ کرنے میں کامیابی ہے۔

گریہ و بکا

عذابِ خدا سے دُور رہنے کیلئے خدا سے ڈرنا عارفوں کی عبادت ہے۔

خوفِ خدا میں گریہ کرنے سے دِل روشن ہوتا ہے اور دوبارہ گناہ کے ارتکاب سے حفاظت ہوتی ہے۔

خوفِ خدا سے گریہ کرنا، رحمت کی کنجی ہے۔

گریہ کرنا، مہربان اور نرم دِل لوگوں کا شعار ہے۔

خوف خدا میں گریہ کرنے سے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔

خوف خدا میں بندہ کے گریہ کرنے سے گناہ دھل جاتے ہیں۔

خوش نصیب ہے وہ شخص، جس کو طاعت خدا کی توفیق دی گئی اور اس نے اپنے گناہ پر گریہ کیا۔

شہر اور وطن

بدترین شہر وہ ہے، جس میں امن وارزانی نہیں ہے۔

بدترین وطن وہ ہے جس میں اہل وطن کا تحفظ نہ ہو۔

شہروں میں کوئی شہر تمہارے لائق نہیں بلکہ تمہارے لیے بہترین شہر وہ ہے، جس میں تمہارے لیے امن وامان ہو۔

بلاغت

بلاغت یہ ہے کہ زُبان کیلئے سہل و آسان ہو اور فہم و اِدراک کیلئے سبک و آسان ہو۔

بلاغت یہ ہے کہ برجستہ و بے ساختہ جواب دو، سستی نہ کرو اور نپی تلی بات کہو، غلطی نہ کرو۔

کبھی بلاغت سے اختصار پر اکتفا کی جاتی ہے۔

جو شخص اپنے قول کے شگاف ولحاق کو اہمیت دیتا ہے، یعنی مقتضائے حال کا اجمال و تفصیل اور اطناب و اختصار کو مدنظر رکھتا ہے گویا اس نے بلاغت کا ذخیرہ کرلیا ہے۔

بلاغت کی نشانی یا اس کا آلہ سمجھنے والا قلب اور بولنے والی زُبان ہے۔ ان دونوں کے معانی کا اِدراک کرنے والے دِل اور بولنے

والی زُبان سے بلاغت حاصل ہوتی ہے۔
کبھی فصیح بھی جواب سے عاجز رہتا ہے، کسی وجہ سے جواب نہیں دے سکتا ہے۔

غور وفکر

جو شخص غور وفکر نہیں کرتا ہے، وہ منہ کے بل گرتا ہے۔

بنی اُمیہ

(یہ خطبہ 86 کا تتمہ ہے اس میں آپؑ نے بنی امیہ کا ذکر کیا ہے: بنی اُمیہ کی حکومت لعاب دہن یا شہد کی مکھیوں کا اُگلا ہوا ہے جس کا سلسلہ یک بہ یک قطع ہو جاتا ہے) جس لذت ولطف کی زندگی میں حرص کی وجہ سے ایک زمانہ عیش اُڑائی ہے، اسے وہ یک بارگی اُگل دیں گے۔ بنی اُمیہ نے ہزار مہینوں تقریباً اسی (80) سال یا کچھ زیادہ عرصہ تک حکومت کی، وہ یک بارگی ان سے چھن گئی۔

چوپائے اور درندے

چوپایوں کا مقصد اپنے پیٹ بھرنا ہے (چوپایوں کو اپنے پیٹ کی فکر رہتی ہے)
درندوں کو دوسروں پر ظلم کرنے کی فکر رہتی ہے۔

افتراء

بے شرمی سے بڑا کوئی بہتان نہیں ہے۔

خانۂ خدا

خانۂ خدا کی زیارت جہنم کے عذاب سے امان ہے۔

بیت المال

یہ مال نہ میرا ہے نہ تمہارا، یہ تو بس مسلمانوں کا ہے۔ ان کی تلواروں سے حاصل ہوا ہے پھر اگر تم ان کے ساتھ جنگ میں شریک ہوئے ہو تو اس میں تم بھی شریک ہو گے ورنہ ان کا چنا ہوا غیروں کے منہ کے لقمہ کیلئے نہیں ہے، یعنی اے بیت المال کا تقاضا کرنے والے! جان لے کہ یہ مال محاذ جنگ کرنے والوں کیلئے ہے دوسروں کیلئے جائز نہیں ہے۔

تجارت اور خدا سے تجارت

خدا سے تجارت کرو تا کہ منافع پاؤ۔ خدا سے تجارت یہ ہے کہ اِنسان اپنے مال، اولاد اور اپنی عمر کو راہِ خدا میں قربان کرے، خدا،

رسولؐ اور آخرت پر ایمان لائے۔

جو بھی خدا سے تجارت کرے گا وہ نفع پائے گا۔

تاجر

تاجر ہلاکت کے دہانے پر ہے' کیونکہ ہمیشہ معصیت جیسے کم تولنے اور احتکار وغیرہ کے اِرتکاب کا امکان رہتا ہے۔

خاک

بہترین پاک کرنے والی خاک ہے۔

خدا کیلئے چھوڑنے والا

جو شخص خدا کیلئے کوئی چیز چھوڑتا ہے، خدا اسے اس سے بہتر جزا دیتا ہے۔

توبہ اور خدا کی طرف بازگشت

توبہ دِل سے پشیمان ہونا، خدا سے طلب مغفرت کرنا اور اعضا سے ترک کرنا اور دوبارہ معصیت وگناہ کرنے کا عزم کرتا ہے۔

معصیت کو مقدم کرنے سے بچو اور توبہ میں تاخیر کرنے سے بچو کہ اس سے تمہاری سزا بڑھ جائے گی۔(مخفی نہ رہے کہ فوری توبہ پر علما کا متفقہ فتویٰ ہے بنا برایں اس میں تاخیر کرنا حرام اور اُخروی عذاب کا باعث ہے، لہٰذا معصیت کے بعد گنہگار پر توبہ کرنا واجب ہے اور اس کو ترک کرنا جائز نہیں ہے)۔

کیا کوئی اپنی موت آنے سے قبل توبہ کرنے والا نہیں ہے؟

توبہ گناہوں کو محو کرنے والی ہے۔

اپنے گناہوں کا خدا کی بارگاہ میں اِقرار کرنے والا، توبہ کرنے والا ہے۔ البتہ یہ اس صورت میں ہے کہ جب اِقرار کے ساتھ پشیمانی اور دوبارہ معصیت نہ کرنے کا عزم بالجزم ہو ورنہ صرف اِقرار سے کوئی فائدہ نہیں ہے یا یہ ان لوگوں سے مربوط ہو کہ جن کا اِقرار ہی توبہ شمار ہوتا ہے۔

توبہ رحمت کو جذب کرتی ہے۔

خلوص کے ساتھ توبہ کرنے سے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔

توبہ دلوں کو پاک کرتی اور گناہوں کو دھوتی ہے۔

توبہ سے گناہ دُھل جاتے ہیں۔

توبہ کا ثمرہ، نفس کی کوتاہیوں کی تلافی ہے۔

اچھی توبہ' گناہ کو محو کر دیتی ہے۔

جو توبہ کر لیتا ہے، وہ درحقیقت خدا کی طرف پلٹ جاتا ہے۔

جس کو توفیق توبہ عطا کی گئی، وہ قبول سے محروم نہیں رہے گا۔

کس چیز نے توبہ کو بڑے گناہ کیلئے تباہ کن بنا دیا ہے یعنی صحیح معنی میں توبہ کرنے سے بڑے گناہ نابود ہو جاتے ہیں۔

دُنیا میں کوئی بھلائی نہیں ہے مگر دو آدمیوں میں سے ایک کیلئے، جس شخص نے کوئی گناہ کیا ہو اور توبہ کے ذریعے اس کی تلافی کی ہے، جس نے طاعت خدا کی خاطر اپنے نفس سے جہاد کیا ہو۔

مختصر توبہ اور اِستغفار گناہوں کو دھو دیتے ہیں۔

توبہ کرنے سے خدا کی طرف بازگشت اور مغفرت ہو جاتی ہے۔

خدا پر اعتماد

اصل رضا، خدا پر نیک اعتماد رکھنا ہے، کیونکہ جو خدا پر بھروسہ کرتا ہے وہ نصیب پر راضی رہے گا۔

خدا پر اعتماد' خدا پر بہترین اُمید ہے۔

ثواب

ثواب حاصل کرنا' بہترین منافع اور خدا کی طرف لو لگانا' اعلیٰ ترین کامیابی ہے۔

ثواب زحمت و مشقت کے مطابق ملتا ہے۔

ثواب جیسا کوئی منافع نہیں ہے۔

ثواب کی مانند کوئی ذخیرہ نہیں ہے۔

لباس

اپنے لباس کو اُونچا رکھو کہ یہ تمہارے لیے زیادہ پاکیزہ اور تمہارے دل کیلئے تحفظ فراہم کرنے والا اور تمہارے لیے زیادہ باقی رہنے والا ہے۔

ایسا لباس پہنو، جس سے تم زیادہ شہرت نہ پاؤ' نہ تمہیں عیب دار بنائے' نہ ہی اتنا قیمتی لباس پہنو کہ لوگ تمہاری طرف دیکھیں اور نہ ہی اتنا معمولی و پُرانا پہنو کہ لوگ تمہاری طرف انگشت نمائی کریں۔

بزدِلی

بزدِلی سے بچو کہ یہ عیب اور نقص ہے۔

بزدلی آفت ہے اور ناتوانی خود کو عاجز ثابت کرنا کوتاہ عقلی ہے۔

بزدلی نفس کی ناتوانی اور یقین کی کمزوری سے پیدا ہوتی ہے۔

کوشش

بہترین جدوجہد وہ ہے کہ جس کے ساتھ توفیق ہو یعنی خدا نے انسان کی کوششوں کو اپنی فرمانبرداری میں قرار دیا ہو اور اس سلسلہ میں اس کی مدد کی ہو۔

تمہارے لیے کوشش کرنا ضروری ہے' خواہ قسمت ساتھ نہ دے۔

جو جدوجہد کرتا ہے' وہ یقینا کامیاب ہو جاتا ہے۔

کوشش پانے سے ملی ہوئی ہے' جیسا کہ مشہور ہے۔

جس کی کوشش کمزور ہوتی ہے' اس کا دُشمن قوی ہو جاتا ہے۔

جو اپنی کوشش پر سوار ہو جاتا ہے یعنی انتھک کوشش کرتا ہے، وہ اپنے دُشمن پر غالب ہو جاتا ہے۔

جو اپنی کوشش کو کام میں لاتا ہے' وہ اپنی مراد پا لیتا ہے۔

جو انتھک کوشش کرتا ہے' وہ اپنے مقصد کی انتہا کو پہنچ جاتا ہے۔

تحقیق کے بغیر کوئی کوشش فائدہ مند نہیں ہوتی۔

توفیق کے بغیر کوئی کوشش فائدہ مند نہیں ہوتی۔

تجربہ

تجربے ختم نہیں ہوتے ہیں' خواہ آدمی کتنے ہی تجربے کر لے پھر بھی تجربے کا محتاج رہتا ہے اور اس سے عقل مندوں کا مرتبہ بڑھتا ہے۔

تجربے ایسا علم ہے' جس سے فائدہ اٹھایا گیا ہے۔

تجربہ سے عبرت ملتی ہے۔ایک حدیث میں بیان ہوا ہے: لا یلدع المومن من حجر مرتین ''مومن ایک سوراخ سے دوبار نہیں ڈسا جاتا۔''

تجربہ کا ثمرہ اچھا اِنتخاب ہے۔

تجربوں کی حفاظت کامل عقل ہے۔

بہترین چیز کہ جس کا تم تجربہ چاہتے ہو' وہ ہے کہ جو نصیحت کرے۔

ہر تجربہ میں ایک نصیحت ہے۔

تجربوں کی فضیلت کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اَدب سکھانے والے ہیں۔

تجربہ کرنے والے کی دُور اندیشی میں اضافہ ہوجاتا ہے۔

جس کے تجربے زیادہ ہوتے ہیں' وہ کم فریب کھاتا ہے۔

جوشخص تجربوں کو محکم بناتا ہے اوران میں غور کرتا ہے' وہ ہلاکتوں سے محفوظ رہتا ہے۔

جو تجربوں سے بے نیاز ہوجاتا ہے اورانہیں اہمیت نہیں دیتا ہے' وہ نتائج وعواقب سے اندھا ہوجاتا ہے۔

جو تجربوں کی حفاظت کرتا ہے' اس کے کام صحیح ہوتے ہیں۔

جس کے تجربے کم ہوتے ہیں' وہ فریب کھاتا ہے۔

تجربہ کار

تجربہ کار' طبیب سے بڑا عالم ہوتا ہے۔

بے تابی

مصیبت کے وقت بے تاب ہونا' خود بڑی بلا ہے۔

مصیبت کے وقت ہائے ویلا کرنا' مصیبت سے بھی زیادہ سخت ہے۔

مصیبت ایک ہوتی ہے لیکن اگر بے تابی کروگے تو دو ہوجائیں گی۔

صبر کا دامن چھوڑ دینا' بہت بڑی مصیبت ہے۔

بے تابی خدا کی تقدیر کو نہیں روک سکتی، ہاں! جزا کو برباد کردیتی ہے۔

مصیبت کے وقت بے تابی سے مصیبت میں اضافہ ہوجاتا ہے اوراس پر صبر سے خود مصیبت نابود ہوجاتی ہے۔

صبر کے ذریعے مصیبت پر غلبہ حاصل کرو، کیونکہ بے تابی جزا کو ضائع کردیتی ہے اور مصیبت کو عظیم کردیتی ہے۔

بے تابی یا بے صبری' ہلاکت ہے' یعنی اس سے اجروجزا ختم ہوجاتی ہے۔

بے تابی زمانہ کے مددگاروں میں سے ہے کیونکہ زمانہ ہمیشہ انسان کو دکھ پہنچاتا ہے لہٰذا بے تابی سے اس کی مدد ہوتی ہے۔

بے تابی سے اس کی مدد ہوتی ہے۔

بے تابی مصیبت کو عظیم بنادیتی ہے۔

بے تابی صبر سے زیادہ تھکا دینے والی ہے۔

اگر تم ہاتھ سے جانے والی چیز پر جزع فزع کرتے ہو تو تمہارے لیے اس چیز کیلئے بے تابی کرنا بہتر ہے' جو تم تک نہیں پہنچتی ہے۔

زیادہ بے صبری سے مصیبت بڑی ہوجاتی ہے۔

صبر سے بے تابی کی مخالفت کرو۔
بے تابی کے ساتھ کوئی صبر نہیں ہے' اجر تو صبر کرنے والوں کیلئے ہے۔
جو بھی جزع فزع کرتا ہے' اس کی مصیبت بڑی ہو جاتی ہے۔
جس پر بے تابی مسلط ہو جاتی ہے' وہ صبر کی فضیلت سے محروم رہتا ہے۔
جو بھی جزع فزع کرتا ہے' وہ اپنے نفس پر عذاب کرتا ہے اور خدا کے فرمان کو ضائع کرتا ہے اور اپنے ثواب کو بے تابی کے عوض بیچ دیتا ہے۔
جو چیز تمہیں پسند نہیں ہے، اس کی کمی پر بے صبری نہ کرو' کیونکہ اگر ایسا کرو گے تو تمہیں اس میں دھکیل دے گی' جس کو تم ناپسند کرتے ہو۔
صبر اور بے تابی یکجا نہیں ہو سکتے۔

سزا و جزا

جس نے اعمال کی سزا کی تصدیق کی' وہ نیکی کے علاوہ کسی اور چیز کو اختیار نہیں کرتا ہے۔
جو اعمال کی پاداش کا یقین رکھتا ہے' وہ نیکی کے علاوہ کوئی اور چیز اختیار نہیں کرتا ہے۔
بلا و آمائش کے مطابق' جزا ہوتی ہے۔
نیت کے مطابق' خدا کی عطا و بخشش ملتی ہے۔
جس کو جزا کا یقین نہیں ہوتا ہے' اس کے یقین کو شک برباد کر دیتا ہے۔
(یہ اس مکتوب سے ماخوذ ہے' جو کہ آپؑ نے مالک اشتر کو لکھا تھا) غصہ میں جلد بازی سے کام نہ لو اور سزا میں عجلت سے کام نہ لو' جبکہ اس کے ٹال دینے کی گنجائش ہو' کیونکہ وہ دین کو کمزور کرنے اور بربادیوں کے قریب لانے کا سبب ہے۔
بے شک جلد ترین عقوبت' سربلندی یا ستمگری کی عقوبت ہے۔
بے شک خداوند عالم نے اپنی نافرمانی پر عقاب مقرر کیا ہے (نہج البلاغہ میں اس طرح مرقوم ہے:

ان اللہ سبحانہ' وضع الثواب علی طاعتہ والعقاب علی معصیتہ زیادۃً لعبادہ من نعمۃ وحیا شۃ لھم الی جنۃ

۔''اللہ سبحانہ نے اپنی طاعت پر ثواب اور اپنی معصیت پر سزا اس لیے رکھی ہے کہ اپنے بندوں کو عذاب سے دُور کرے اور جنت کی طرف گھیر کر لے جائے'')۔
شریف لوگوں کا سزا دینا' کمینوں کے معاف کر دینے سے بہتر ہے۔
غصہ والے اور کینہ توز و حاسد کی عقوبت و سزا کی ابتدا انہیں سے ہوتی ہے یعنی پہلے وہ اس کا خمیازہ بھرتے ہیں' بعد میں دوسروں کی

نوبت آتی ہے۔

عقل مندوں کی سزا اشارہ کنایہ ہے۔

اور ناداروں کی سزا کھلم کھلا ہے۔

جس کو سزا دینے کیلئے خدا طلب کرے، اسے کوئی پناہ دینے والا نہیں ہے۔

جو کسی معذرت خواہ کو سزا دیتا ہے، اس کا گناہ بہت بڑا ہوتا ہے کیونکہ معذرت خواہی کے بعد سزا دینا پاگل پن ہے۔

جو گناہ و غلطی پر سزا دیتا ہے، اس کی کوئی فضیلت و بڑائی نہیں ہے۔

ایسا نہیں ہے کہ ہر گنہگار کو سزا دی جائے (ممکن ہے غلطی سے گناہ ہو گیا ہو یا اس کے فعل کا تعلق خدا سے ہو اور اس نے اس سے توبہ کر لی ہو)۔

عذر خواہی کے بعد سزا دینا، بہت بُری بات ہے۔

بدن اور جسم

بدن کی خدمت یہ ہے کہ اسے لذتوں، شہوتوں اور ذخیرہ کی گئی چیزوں میں وہ دی جائے جو وہ مانگتا ہے، لیکن اس میں نفس کی ہلاکت ہے (یعنی اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کا نفس ہلاک نہ ہو تو بدن کی پرواہ نہیں کرنا چاہئے اور اس کی پیاس نہیں بجھانا چاہئے، ورنہ وہ اپنے نفس کو تباہ کر ڈالے گا۔ ابو الفتح بستی سے نقل ہوا ہے: اس نے کہا: اے بدن کے خادِم! تم اپنے بدن کی خدمت کیلئے کس قدر کوشاں ہو تمہاری قدر و قیمت اور اِنسانیت نفس سے ہے، نہ بدن سے)۔

جسم کی صحت ان خوشگوار حصوں میں ہے، جو خدا نے بندوں کو عطا کئے ہیں۔

ان اجسام کی صحت سے کیسے فریب کھایا جاتا ہے جو کہ معرضِ آفت میں ہیں۔

بے وفائی

دیکھو! جفا سے دُور رہا کرو وہ بھائی چارگی ختم کر دیتی ہے اور خدا اور لوگوں کو دُشمن بنا دیتی ہے۔

جفا ایک عیب اور ہلاکت کا سبب ہے۔

بے وفائی، جفا، اُخوت کو برباد کر دیتی ہے۔

جلالت و بزرگی

زیادہ اِحسان و بخشش سے اور زیر بار ہونے (لوگوں کے اخراجات اُٹھانے یا بے اِدبی برداشت کرنے) سے جلالت و بزرگی ثابت ہوتی ہے۔

جماع

حضرت علیؑ سے جماع کے متعلق دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا: شرم وحیا ہے کہ اُٹھ جاتی ہے، شرم گاہیں متصل ہوجاتی ہیں، یہ دیوانگی سے بہت زیادہ مشابہ ہے، اس کے زیادہ کرنے سے بڑھاپا آئے گا اور اس سے فراغت کے بعد پشیمانی ہوگی، اس کے حلال کا ثمر بچہ ہے کہ اگر وہ زندہ رہے گا تو آزمائش وفتنہ میں ڈالے گا اور مرجائے گا غمگین کریگا۔

حُسن و جمال

ظاہری حُسن و جمال، چہرہ صورت کا حُسن ہے۔

باطنی جمال، سریرہ کا حُسن ہے۔

مرد کا جمال، اس کی بربادی ہے۔

مرد کا جمال، اس کا وقار ہے۔

آزاد کا جمال، عیب وعار سے اجتناب ہے۔

جمال کی زکوٰۃ حرام چیزوں سے باز رہنا ہے۔

جمیل

جس کا حُسن و جمال اور خوبصورتی بڑھ جاتی ہے، اس کی برتری وفضیلت پر سب متفق ہوجاتے ہیں۔ سب کہتے ہیں، فضیلت ہے۔

آرائش

خودآرائی اور زینت کرنا، واضح جواں مردی ہے۔

خودآرائی مومن کی صفات میں سے ہے۔

معتدل

ہر معتدل و نیک طلب محروم نہیں ہے، اسے کافی مقدار میں ملے گا۔

جنت اور اہل جنت

جنت بہترین عاقبت اور جہنم بدترین ٹھکانہ ہے۔

جان لو کہ میں نے جنت کے مثل کوئی چیز نہیں دیکھی کہ جس کا مشتاق سو رہا ہو اور نہ جہنم کی آگ کی مانند کہ جس سے بھاگنے والا سو رہا ہو۔

یقیناً ہر مومن اور نرم مزاج جنتی ہے۔
بے شک اللہ تعالیٰ نیک نیت باطنی شائستگی کی وجہ سے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے گا' جنت میں داخل کرے گا۔
جنت امان کا محل ہے۔
اگر تم کسی چیز کی طرف رغبت کرنے پر مجبور ہو تو اس جنت کی طرف رغبت کرو' جس کی وسعت آسمانوں اور زمین کے برابر ہے' یعنی جس کی قیمت آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔
جنت فرمانبردار کی جزا ہے۔
جنت پرہیزگاروں کا گھر ہے۔
جنت سبقت کرنے والوں کا آخری مقصد ہے۔
جنت عظیم ترین مقصد ہے۔
جنت کامیاب لوگوں کا مال وانجام ہے۔
جنت ہر احسان کرنے والے مومن کی جزا ہے۔
جنت تک رسائی گناہوں سے پاک رہنے سے ہوتی ہے۔
تم یقیناً جنت میں داخل نہیں ہو سکتے' جب تک کہ گمراہی سے باز نہیں رہو گے اور ان سے دُور نہیں رہو گے اور گناہوں سے دست کش نہیں ہو گے۔
جب تم خدا پر ایمان لاؤ گے اور اس کی حرام کردہ چیزوں سے پرہیز کرو گے تو اس وقت وہ تمہیں امان کے گھر میں اُتارے گا اور جب تم اسے خوشنود کرو گے تو وہ تمہیں اپنی رحمت میں چھپا لے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ خدا کی خوشنودی سب سے بڑی نعمت ہے۔ دُعا ہے کہ خدا محمدؐ وآلِ محمدؐ کے طفیل میں ہمیں اور آپ کو اس سے مالا مال کرے۔
جنت کی قیمت صالح عمل ہے۔
جنت کی قیمت' دُنیا سے بے رغبتی ہے۔
جنت والوں کے سردار' سخاوت کرنے والے اور پرہیزگار ہیں۔
اہل جنت کے سردار' پرہیزگار اور نیک لوگ ہیں۔
اہل جنت کے سردار مخلصین ہیں۔
عمل کے بغیر جنت کی تمنا کرنا حماقت ہے۔
جنت تمنا سے حاصل نہیں ہوتی ہے۔
بہت مکر کرنے والا اور بہت احسان جتانے والا' جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔

بہشت حاصل کرنے میں کوئی کامیاب نہیں ہوسکتا مگر وہ شخص جس نے اپنے باطن کو سنوار لیا اور اپنی نیت کو خالص کرلیا ہو۔
جنت کے علاوہ ہر نعمت چھوٹی ہے۔
کوئی بھی جنت حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکتا مگر اس کیلئے کوشش کرنے والا۔
جنت کا مالک نہیں بن سکتا' سوائے اس شخص کے کہ جس نے اپنے نفس سے جہاد کیا ہے۔
جو جنت کا مشتاق ہوتا ہے' وہ شہوتوں کو بھلا دیتا ہے۔
جنت کا حصول گناہوں سے پاک رہنے میں ہے۔
وہ شخص جنت تک پہنچ گیا، جس نے حرام چیزوں سے پرہیز کیا۔
(یہ نہج البلاغہ کے خطبہ 129 کا تتمہ ہے۔ یہ آپؑ نے تولنے ناپنے کے بارے میں دیا تھا) ارے توبہ اللہ کو دھوکا دے کر جنت نہیں لی جاسکتی اور بغیر اس کی اطاعت کے اس کی رضامندیاں حاصل نہیں ہوسکتیں۔
جن میں داخل ہونے والے نعمتوں سے سرشار رہیں گے۔
جنت میں داخل ہونے والا ہمیشگی کی نعمت سے مالا مال رہے گا۔

سخاوت

راہِ خدا میں سخاوت کرنا' مقربین کی عبادت ہے۔
مکافات کے خوف واُمید کے بغیر سخاوت کرنا ہی سخاوت کی حقیقت ہے۔
بخشش کرو عزت پاؤ گے۔
تم میں سے زیادہ بخشش کرنے والا زیادہ نفع میں ہے۔
بہترین سرفرازی و سربلندی بخشش ہے۔
بہترین بخشش طاقت وقدرت ہونے کے باوجود معاف کردینا ہے۔
بہترین سخاوت وبخشش اپنے پاس کی چیز میں بخشش کرنا ہے۔
حق دار تک پہنچانا اعلیٰ ترین سخاوت ہے۔
سختی میں سخاوت کرنا' بڑی سخاوت ہے۔
بخشش وعطا ریاست ہے' یعنی اس سے لوگ فرنبردار ہوتے ہیں اور بادشاہت نگہبانی ہے' یعنی بادشاہ رعیت کو غلط کام کرنے سے روکتا ہے۔
بخشش وعطا موجود پائیدار عزت ہے۔
سخاوت وبخشش آبرو کو محفوظ رکھتی ہے' دینے والے کی بھی اور لینے والے کی بھی۔

بخشش کی آفت ناداری ودرویشی ہے۔

بخشش وعطا کی آفت فضول خرچی ہے۔

بخشش سے سرداری اور سرفرازی ملتی ہے۔

سخاوت وعطا اِنسان کی بلند مزاجی سے ہوتی ہے۔

بخشش وکرم سے مرد سردار بن جاتے ہیں۔

جودوسخا پر بزرگی کی بنیاد رکھی گئی ہے اور یہ تعریف کو جذب کرتی ہے۔

جو پاءاسی میں سخاوت کروتا کہ تمہاری تعریف کی جائے۔

بخشش کرو سردار بن جاؤ گے‘ صبر سے کام لو کامیاب ہو جاؤ گے۔

ناداری کی بخشش اعلیٰ ترین بخشش ہے۔

اپنی موجودہ چیزوں میں سخاوت کرو اور وعدہ وفائی کرو اور عہد پورا کرو۔

ناداری کی بخشش اسے بڑا بنا دیتی ہے اور مالدار کی کنجوسی اسے ذلیل کر دیتی ہے۔

فنا ہو جانے والی چیزوں کے ذریعے بخشش وکرم کرو تا کہ عوض میں تمہیں باقی رہنے والی چیزیں مل سکیں۔

راہِ خدا میں بخش دو اور اس کی طاعت کیلئے اپنے نفسوں سے جہاد کرو تا کہ تمہاری جزا عظیم ہو جائے اور تمہاری عطا کو بہترین سمجھا جائے۔

بخشش وکرم بڑے لوگوں کا شیوہ ہے۔

بخشش کی انتہا موجودہ چیز کو خرچ کرنا ہے۔

جو سخاوت کرتا ہے، وہ احسان کرتا ہے۔

جس نے سخاوت وعطا کی‘ وہ سردار بن گیا۔

جو بخشش وعطا نہیں کرتا ہے‘ اس کی تعریف نہیں کی جاتی۔

تنگ دستی کے ساتھ سخاوت کتنی بہترین چیز ہے۔

جو بخشش وعطا نہیں کرتا ہے‘ حالانکہ پسندیدہ ہے یعنی اپنے مال کو نیک کاموں میں خرچ کرتا ہے‘ اس کو بخشے گا حالانکہ اس کی سرزنش کی گئی ہے۔ مرنے کے بعد اسے چھوڑ جائے گا اور اپنی آخرت کیلئے اس سے کوئی فائدہ حاصل نہ کر سکے گا۔

جو بخشش نہیں کرتا، وہ بڑا نہیں بن سکتا ہے۔

آدمی کی سخاوت وبخشش اُسے مخالفوں میں بھی محبوب بنا دیتی ہے اور اس کی کنجوسی اُسے اولاد کی نظر میں بھی دُشمن بنا دیتی ہے۔

سخی

سخی محبوب اور محمود تعریف کیا گیا ہے' خواہ اس کی مدح کرنے والے کو اس کے ہاتھ سے کوئی چیز بھی نہ ملی ہو اور کنجوس اس کے برخلاف ہے۔

سخی کی دُنیا میں تعریف کی جاتی ہے اور آخرت میں نیک بخت ہوتا ہے۔

سوائے اس کے نہیں ہے کہ دنیا و آخرت کے سردار سخاوت کرنے والے ہیں۔

حق کے ساتھ بخشنے والے اور باطل کے ساتھ بخل کرنے والے بن جاؤ۔

ایثار گر سخاوت کرنے والے میانہ رو ہو جاؤ' خبر دار! تیسرا نہ بننا۔

خدا کی پناہ لینے والا

خدا سے لو لگانے والا امان میں ہے اور خدا کا دشمن خائف ہے۔

جو شخص خدا کی اطاعت کرتا ہے' اس کی مخالفت سے بچتا ہے' اسے خدا کی پناہ دی گئی ہے۔

ہمسائے

بدترین ہمسایہ بُرا ہمسایہ ہے' چونکہ اہل خانہ کے حکم میں ہوتا ہے لہٰذا آدمی کو اس سے آدمیت و اِنسانیت کی توقع ہوتی ہے لیکن جب وہ بُرا ہو جاتا ہے تو اسے بہت دکھ ہوتا ہے' خواہ اس نے اسے اذیت بھی نہ دی ہو۔

بُرا ہمسایہ بڑی سختی اور عظیم ترین بلا ہے۔

اس شخص کی ہمسائیگی اختیار کرو' جس کے شر سے محفوظ رہو اور اس کی نیکی تم سے آگے نہ بڑھے۔

گھر لینے سے پہلے ہمسایوں کے بارے میں معلوم کر لو' کیونکہ بُرا ہمسایہ تمام بدیوں سے بدتر ہے۔

بُرا ہمسایہ اور نیک لوگوں سے بے اَدبی سے پیش آنا' بہت بڑی پستی ہے۔

جس کا پڑوس اچھا ہوتا ہے' اس کے ہمسایوں کی کثرت ہو جاتی ہے۔

جو اپنے ہمسایوں کے ساتھ نیکی کرتا ہے' اس کے خدمت گاروں کی تعداد بڑھ جاتی ہے' یعنی اکثر لوگ اس کی خدمت کرنے لگتے ہیں۔

ہمسایوں کے اُمور کو انجام دینا مردانگی ہے۔

بھوک

بھوکا رہنا' لوگوں کے سامنے عاجزی و فروتنی کرنے سے بہتر ہے۔

خود کو بھوکا رکھنا' شفا بخش ترین دوا ہے۔ مشہور ہے:

المعدۃ بیت کل داءٍ والحکمۃ راس کل دواءٍ۔

"معدہ ہر مرض کا گھر اور پرہیز گاری بہترین دوا ہے اور شکم پری امراض کو جنم دیتی ہے۔"

بھوکا رہنا لوگوں کے سامنے عاجزی کرنے سے بہتر ہے۔

بھوکا رہنے کو شعار بناؤ اور تقدیر پر راضی رہنے کو اَدب قرار دو۔

بھوک پارسائی اور ورع کا بہترین مددگار ہے۔

نفس کا مقابلہ کرنے اور عادت توڑنے کیلئے بہترین مددگار بھوک ہے۔

صاحب جاہ وجلال

جاہ ومقام کی زکوٰۃ' لوگوں کی جائز حاجتوں کو پورا کرنے میں اس کا استعمال کرنا ہے۔

صاحب منصب وجاہ پر یہ بھی واجب ہے کہ اسے طلب کرنے والے کیلئے استعمال کرے اور اس کی حاجت کو پورا کرنے کی کوشش کرے۔ (مرحوم خوانساری نے یہ احتمال دیا ہے ممکن کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ اگر کوئی اس سے منصب کا مطالبہ کرے تو اسے دے دے)۔

جہاد

جو شخص اپنے نفس کو خدا اور اس کے رسولؐ کی اِطاعت میں استعمال کرتا ہے' اس کا نفس نجات یافتہ' صحیح وسالم اور اس کی تجارت نفع بخش ہے۔

اولین چیز کہ جس پر تم جہاد کے ذریعے غالب آئے ہو یا مغلوب ہو جاتے ہو وہ ہاتھ سے کیا جانے والا جہاد ہے' پھر زبان کے ذریعے' پھر دِل کے وسیلے سے ہے۔ جو شخص دل سے کسی نیکی کو نہیں پہچانتا ہے اور کسی منکر کو برا نہیں سمجھتا ہے' پلٹ جاتا ہے اور وہ تہہ وبالا ہو جاتا ہے۔

جہاد دین کا ستون اور نیک بخت لوگوں کا راستہ ہے۔

مجاہدوں کے لئے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

اگر رعیتیں مجھ سے حکام وفرماں رواؤں کی شکایت کرتے تھے تو میں اپنی رعیت کا شکوہ کرتا ہوں' کیونکہ وہ جہاد میں میری پیروی نہیں کرتے ہیں۔ اگر میں گرمی کے زمانے میں جہاد کیلئے بلاتا ہوں تو کہتے ہیں' ابھی گرمی ہے اور اگر سردی کے زمانہ میں جہاد کا حکم دیتا ہوں کہتے ہیں کہ سردی ہے' گویا میں محکوم اور وہ حاکم ہیں' مجھے ترغیب کی گئی ہے اور وہ میرے حکام۔

جہاد کا ثواب عظیم ترین ثواب ہے۔

اور جہاد کو اسلام کی سرفرازی کیلئے واجب کیا ہے(نہج البلاغہ کے حکمت 244 سے ہے: خدا نے جہاد کو اسلام کی عزت کیلئے واجب کیا ہے اور اس میں شک نہیں ہے کہ تلوار کے بغیر نہ مسلمانوں کا غلبہ ممکن ہے اور نہ کافروں کا جھکنا بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ جس طرح دین اور مسلمانوں کیلئے انبیاء کی نصیحت ضروری ہے' ایسے ہی جنگ ضروری ہے)۔

کسی کام کی فکر مہمانی کے ساتھ جمع نہیں ہوتی ۔(نہج البلاغہ کے خطبہ 211 کا تتمہ ہے' اس میں آپؑ نے اپنے اصحابؓ کو اس طرح جہاد کی ترغیب دی ہے' اپنے لباس کے بندوں کو باندھ لو)۔

بدن کی زکوٰۃ جہاد اور روزہ ہے۔ان دونوں میں سے ہر ایک کے ذریعے سے بدن میں کمی واقع ہوتی ہے اور روح کی پاکیزگی کا سبب ہوتی ہے۔(یہ جملہ نہج البلاغہ کے خطبہ 211 کا جز ہے' جو آپؑ نے اصحابؓ کو جہاد پر اُبھارنے کی غرض سے دیا تھا۔فرماتے ہیں: دامن کو سمیٹ کر باندھ لو اور میدان میں جست و چالاک رہو' زیادہ کھانے پینے سے پرہیز کرو' تن پروری کو چھوڑ دو)۔

جہاد بالنفس

آگاہ ہو جاؤ کہ جہاد جنت کی قیمت ہے' پھر جو اپنے نفس سے جہاد کرتا ہے' وہ اس کا مالک ہو جاتا ہے اور یہ جنت اس شخص کیلئے خدا کی عظیم ترین جزا ہے جو کہ اس کو پہچانتا ہے۔

افضل ترین جہاد' مرد کا اپنے نفس سے جہاد کرنا ہے۔

سب سے بڑا جہاد' نفس کو خواہشوں سے روکنے کیلئے جہاد کرنا ہے اور اسے دنیوی لذتوں سے باز رکھنا ہے۔

اولین چیز جو تمہارے لیے جہاد کو خوش نما نہیں ہونے دیتی وہ تمہارا اپنے نفسوں سے جہاد ہے' حالانکہ یہ عمدہ ترین جہاد ہے۔

آخری چیز جو تم نے گنوادی ہے اور اسے حاصل نہیں کر پا رہے ہو' وہ تمہارا اپنی خواہشوں سے جہاد کرنا اور اپنے صاحبانِ اَمر' ائمہؑ کی پیروی کرنا ہے۔

بے شک سب سے بڑا جہاد' انسان کا اپنے نفس سے جہاد کرنا ہے۔

یقیناً جہاد بالنفس' اسے نافرمانیوں سے روکتا ہے اور اسے پستیوں سے محفوظ رکھتا ہے۔

بے شک جو شخص خدا کی طاعت اور اس کی نافرمانیوں پر اس سے جہاد کرتا ہے' وہ خدا کے نزدیک نیک شہید جیسا ہے۔

بے شک خدا اپنے نفس سے جہاد کرنے والے اور اپنے غصے پر قابو پانے والے اور اپنے پروردگار کی اطاعت کی حفاظت کرنے والے کو' روزہ دار اور نماز پڑھنے والے کی اجز بڑھا دیتا ہے اور اسے سرحد کے صابر نگہبان کے درجے پر پہنچا دیتا ہے۔

اگر تم اپنے نفس کا ثمرہ نفس کو مغلوب کرتا ہے۔

نفس سے جہاد' جنت کا مہر ہے۔

خواہش سے جہاد' جنت کی قیمت ہے۔

نفس سے جہاد، بہت بڑا جہاد ہے۔
اپنے نفس سے جہاد کرو، اپنی توبہ کو مقدم کرو تاکہ اپنے رب کی اطاعت میں کامیاب ہو جاؤ۔
اپنی شہوت سے جہاد کرو، اپنے غصہ پر قابو پاؤ، اپنی بُری عادتوں کی مخالفت کرو تاکہ تمہارے نفس کا تزکیہ، تمہاری کامل ہو جائے اور تم اپنے پروردگار کا پورا ثواب حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤ۔
اپنے پروردگار کی اطاعت میں اپنے نفس سے ایسے جہاد کرو، جیسے دُشمن دُشمن سے جنگ کرتا ہے اور اس پر ایسے ہی غالب آ جاؤ، جیسے ضد، ضد پر غالب آ جاتی ہے، کیونکہ طاقت ور ترین انسان وہ ہے، جو اپنے نفس سے زیادہ قوی ہو۔
اپنے نفس سے جہاد کرو اور اس کا ایسے ہی محاسبہ کرو، جیسے شریک اپنے شریک کار سے حساب لیتا ہے۔ اس سے خدا کے حقوق کا ایسے ہی مطالبہ کرو جیسے دُشمن دُشمن سے مطالبہ کرتا ہے، کیونکہ سب سے زیادہ نیک بخت انسان وہ ہے، جو اپنے نفس کا حساب کرتا ہے۔
نفس سے جہاد، جنت کی قیمت، پھر جو نفس سے جہاد کرے گا، وہ اس کا مالک ہو جائیگا اور بہشت اُس شخص کیلئے عظیم ترین ثواب ہے، جو اسے پہچانتا ہے۔
علم کے ذریعے نفس سے جہاد کرنا، عقل کا عنوان ہے۔
حلم کے ذریعے غیظ و غضب سے جہاد کرنا، نجابت کی دلیل ہے۔
بہترین جہاد، جہاد بالنفس ہے، یعنی اس سے جہاد کرو تاکہ اطاعت، استقلال اور معاصی سے اجتناب کر سکو۔
جہاد کا بلند ترین مرتبہ ہے کہ انسان اپنے نفس سے جہاد کرے۔
تمہارے اپنے نفس سے جہاد کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ تم ہمیشہ اس پر غالب رہو اور اس کے خواہشوں کا مقابلہ کرتے رہو۔
جس نے اپنے نفس سے جہاد کیا، اس نے اپنے تقویٰ کو مکمل کر لیا۔
جس نے اپنے نفس سے جہاد نہیں کیا، وہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔
جہاد بالنفس سے بڑا کوئی جہاد نہیں ہے۔
نفس سے جہاد، بڑے لوگوں کی صفت ہے۔
نفس سے جہاد، بڑے پن کی علامت ہے۔
نفس سے جہاد، عظیم جہاد ہے۔
جہاد بالنفس جیسا کوئی جہاد نہیں ہے۔

جہالت

نادانی اور کنجوسی، بدی ہے اور نقصان دہ ہے۔

انسان کے اندر جہالت بدن کے اندر مرض خورہ سے بھی زیادہ ضرر رساں ہے۔

جہالت ایک سرکش سواری ہے، جو اس پر سوار ہوتا ہے وہ گرتا ہے اور جو اس کے ساتھ رہتا ہے، وہ راستہ بھٹک جاتا ہے۔

فضائل سے جاہل و بےخبر رہنا، بدترین رذالت ہے۔

جہالت سب سے بڑی مصیبت ہے کہ اس کی وجہ سے مصائب و حوادث وجود میں آتے ہیں۔

جہالت بدترین بیماری (یا بدترین حصہ) ہے۔

سب سے بڑی جہالت اپنے سے طاقت ور و مقتدر سے دشمنی کرنا، فاسق و فاجر سے دوستی کرنا اور بے وفا پر اعتماد رکھنا ہے۔

جہالت و نادانی، وبال ہے، گناہ ہے۔

جہالت، ایک قسم کی موت ہے اور جاہل چلتی پھرتی لاشیں ہیں۔

لوگ ان چیزوں کے دشمن ہیں، جنہیں وہ نہیں جانتے۔

جہالت فنا کرنے یا زخم لگانے والا دشمن ہے، کیونکہ اگر اس پر دشمن کی طرف سے بھی ضرب لگتی ہے تو اس کا سبب اس کی جہالت ہی ہوتی ہے۔

جہالت کی وجہ سے لغزش ہو جاتی ہے۔

نادانی معاد کو تباہ و برباد کر دیتی ہے کیونکہ مستقل گناہوں میں غوطہ زن رہتا ہے۔

جہالت شر و بدی کی اصل ہے۔

نادانی فروماندگی کا مرض ہے۔

جہالت نقصان کا سبب ہوتی ہے۔

جہالت ہر برائی اور شر کی جڑ ہے۔

جہالت بدترین بیماری ہے۔

جہالت ہر چیز کی تباہی کا سبب ہے۔

جہالت قدم ڈگمگا دیتی ہے اور پشیمانی کو وجود میں لاتی ہے۔

جہالت زندوں کو مارنے والی اور بدبختیوں کو دوام بخشنے والی ہے۔

بے شک تم جہالت کی وجہ سے کوئی چیز حاصل نہ کر سکو گے اور کسی بھلائی تک نہیں پہنچ سکو گے اور آخرت کے کسی مقصد و مطلب کو نہیں پا سکو گے۔

ہر شر جہالت کے سبب وجود پذیر ہوتا ہے۔

بہت سی نادانیاں، بردباری یا علم سے زیادہ فائدہ مند ہیں کیونکہ کبھی ظالموں کے ظلم و جور کے مقابلے میں بردباری ممدوح

نہیں ہوتی ہے۔
جہالت ونادانی کا مقابلہ علم سے کرو خواہ اپنی نادانی ہو یا دوسروں کی۔
جہالت یا کم عقلی کی کثرت ہلاکت میں ڈال دیتی ہے۔انسان کو اپنے کام کا عالم ہونا چاہئے۔
بدترین مصائب جہالت ہیں۔
علم سے جہالت کی مخالفت کرو،یعنی علم کے ذریعے اس کا خاتمہ کرو۔
نادانی یا کم عقلی کا نتیجہ نقصان اور حاسد کیلئے دائمی مسرت ہوتا ہے۔
انسان کا اپنی جہالت پر خوش ہونا جہالت کی اِنتہا ہے۔
بہت سے عزت والوں کو ان کی جہالت نے ذلیل کرڈالا ہے۔
جہالت کیلئے تو پستی اور کم رتبہ ہونا ہی کافی ہے۔
آدمی کی جہالت کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ خود سے جاہل ہو۔
انسان کی جہالت کیلئے تو یہی کافی ہے کہ خود سے راضی ہو۔
آدمی کی جہالت کیلئے یہی کافی ہے کہ وہ بغیر تعجب کے ہنسے۔
انسان کی جہالت کیلئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنی قدر نہ جانتا ہو۔
آدمی کی جہالت کیلئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے عیب کو نہ جانتا ہو۔
انسان کی جہالت یہی ہے کہ وہ اپنے عیوب سے ناواقف ہو اور لوگوں کو ان چیزوں کے بارے میں طعنہ دے، جن سے خود باز نہ آ سکتا ہو۔
مرد کی جہالت کیلئے یہی کافی ہے کہ جن باتوں سے لوگوں کو روکتا ہے، انہیں کو انجام دیتا ہے۔
جہالت کی زُبان سخت اور تیز ہے۔
جس شخص کی جہالت بڑھ گئی اس نے عقل کی نافرمانی کی۔
جس شخص نے اپنے علم کے ذریعے اپنی جہالت سے جنگ کی، اسے بابرکت حصہ مل گیا۔
شدید مصائب میں سے ایک جہالت کا غلبہ ہے۔
جہالت کی مانند کوئی ناداری نہیں ہے۔
نادانی کے ہوتے ہوئے کوئی مذہب پاک نہیں ہوسکتا۔
جہالت سے بڑی کوئی ناداری نہیں ہے۔
جہالت سے بری کوئی عادت نہیں ہے۔

نادانی سے شدید کوئی مصیبت نہیں ہے۔

جہالت کی اِنتہا لوگوں سے دُشمنی کرنا ہے۔

جاہل و نادان

جاہل سے ملاقات نہیں ہوتی ہے مگر وہ کوتاہی کرنے والا یا حد سے تجاوز کرنے والا ہوتا ہے۔(آیت اللہ خوانساری نے عبارت میں صیغہ معروف بیان کیا ہے' جس کے معنی یہ ہوتے ہیں: جاہل ملاقات نہیں کرتا مگر یہ کہ وہ کوتاہی کرنے والا یا حد سے بڑھ جانے ہوتا ہے۔)

جاہل بدیوں سے باز نہیں رہتا ہے اور وعظ و نصیحت سے فائدہ نہیں حاصل کرتا ہے۔

جاہل وہ ہے' جو اپنے رب کی معصیت میں اپنی خواہشوں کی پیروی کرتا ہے۔

جاہل اس چیز سے وحشت کھاتا ہے' جس سے حکیم عالم مانوس ہوتا ہے' علم حاصل کرنے سے بھاگتا ہے۔

جاہل، عالم کو نہیں پہچانتا کیونکہ وہ عالم نہیں ہے۔

جاہل اپنی کوتاہی کو نہیں جانتا ہے اور نصیحت کرنے والے کی نصیحت کو قبول نہیں کرتا ہے۔

جاہل اپنی اُمید پر بھروسہ اور اپنے عمل میں کوتاہی کرتا ہے۔

جاہل ایسا پتھر ہے کہ جس سے پانی نہیں نکلتا ہے اور ایسا درخت ہے کہ جس کی لکڑی سرسبز نہیں ہوتی ہے اور ایسی زمین ہے کہ جس پر سبزہ نہیں لہلہاتا ہے۔

جاہل زندوں کے درمیان مردہ ہے۔

بدبخت ترین انسان جاہل ہے، کیونکہ جہالت دُنیا و آخرت کی ناکامی کا باعث ہوتی ہے۔

سب سے بڑا جاہل مسلسل گناہ کرنے والا ہے، یعنی گناہ کرے اور توبہ نہ کرے اور پھر گناہ کرے جبکہ گنہگار کیلئے لازم ہے کہ فوراً توبہ کرے، توبہ کرنے میں تاخیر نہ کرے، اس کیلئے دوبارہ گناہ کرنا جائز نہیں ہے، خواہ چھوٹا ہی کیوں نہ ہو کیونکہ مسلسل گناہ کرنا خود بڑا گناہ ہے۔

سب سے بڑا جاہل وہ ہے، جو چاپلوس مدح کرنے والے کی بات میں آجاتا ہے، وہ اس کیلئے برے کو اچھا بنا دیتا ہے اور اس کے نزدیک ناصح کو دُشمن بنا دیتا ہے۔

خدا کے نزدیک سب سے بڑا دُشمن جاہل ہے کیونکہ خدا اسے اس چیز سے محروم رکھتا ہے، جس سے دوسروں کو نوازا ہے اور وہ عقل ہے۔

بے شک جاہل وہ شخص کہ جس کی جہالت اس کو گمراہ کرتی ہے اور وہ شخص کہ جس کی خواہش برانگیختہ کرنے میں ہو، پس اس کی بات کمزور اور اس کا فعل مذموم ہے۔

جاہل حیران ہے۔
جاہل اپنے ہی جیسے کی طرف مائل ہوتا ہے اور یا اپنے ہی جیسے سے محبت کرتا ہے۔
انسان اس چیز کا دشمن ہے، جسے نہیں جانتا ہے۔
جاہل بدی سے باز نہیں آتا ہے۔
جاہل اپنی خواہش کا غلام ہے۔
جاہل برے کام سے باز نہیں آتا۔
جاہل اپنے نفس کو اُونچا کرتا ہے نتیجہ میں وہ پست ہو جاتا ہے۔
جاہل وہ ہے، جو اپنی قدر نہ جانتا ہو۔
جاہل مردہ ہے، خواہ زندہ ہی ہو(کیونکہ زندہ کو اپنی زندگی کا ثبوت دینا چاہئے لیکن اگر کوئی زندگی کا ثبوت نہ دے سکے تو وہ بظاہر زندہ ہے، حقیقت میں مردہ ہے)۔
جاہل کی صحیح رائے اور فکر، عالم کی لغزش کے برابر ہے۔
جاہل وہ ہے، جس کو اس کی آرزو فریب دیتی ہے۔
جاہل وہ ہے، جو اپنے کام سے ناواقف ہو۔
جاہل وہ ہے، جو اپنی خواہش کے فریب میں آجائے۔
جاہل وہ ہے، جو اپنے نصیحت کرنے والے یا مخلص کو مخلص نہ سمجھتا ہو۔
جب جاہل بخل کرتا یا انکار کرتا ہے اور مالدار ہو جاتا ہے اور جب مالدار ہو جاتا ہے یا اسے وحدانیت کی طرف بلایا جاتا ہے تو وہ حق سے باطل کی طرف جھک جاتا ہے۔
جاہل تو بس وہی ہے کہ جس کو خواہشیں اور دُنیاداری، غلام بنالیں۔
جب جاہل کی ثروت اس کے مال واُمیدیں ہیں۔
جاہل و نادان کی دولت چلتے پھرتے مسافر کی سی ہے، جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا رہتا ہے، یعنی اس کا مال بہت جلد دوسروں تک پہنچ جائے گا کیونکہ اس کے اندر اس کی حفاظت کی طاقت نہیں ہے۔
اکثر جاہل کو اس کی جہالت ہی نجات دلاتی ہے کیونکہ اس کا عمل نہ کرنا علم سے مربوط نہیں ہے بلکہ وہ جہالت کی وجہ سے عمل نہیں کر سکا تھا، لہٰذا خدا اسے معذور سمجھے گا۔
جاہل کی لغزش کو عذر تسلیم کرلیا گیا ہے، یعنی اس سے زیادہ باز پرسی نہیں ہوگی، اس کے برخلاف عالم سے باز پرس ہوگی۔
جاہل کی سلطنت اس کے عیوب کو آشکار کر دیتی ہے۔

بدترین شخص کہ جس کے ساتھ تم مصاحبت کرتے ہو، جاہل ہے۔

جاہل کا صحیح کام بھی عاقل کی لغزش کی مانند ہے۔ وہ کتنا ہی صحیح کام کرے چونکہ وہ جہالت کی وجہ سے انجام پاتا ہے لہٰذا عاقل کی لغزش کی مانند ہوتا ہے۔

جاہل کا گمشدہ پایا نہیں جاتا ہے، یعنی ایسی چیز نہیں کہ جس کو پایا جاسکے۔

بڑے جاہل کی پیروی خود جہالت کی دلیل ہے۔

بڑے جاہل کی پیروی کرنا اور بہت زیادہ بولنا، دونوں جہالت پر دلالت کرتے ہیں۔

جاہلوں کی عادت، سلسلہ احسان کو قطع کرتا ہے۔

جاہل کی ثروت مندی اور مالداری اس کا مال ہے (اسے علم سے کوئی سروکار نہیں ہے، اس کے برخلاف عالم کے مال کے ذریعے غنی نہیں سمجھتا ہے وہ تو علم کی تلاش میں رہتا ہے)۔

جاہل، باطل کے مکر اور چال بازی سے فریب کھاتا ہے۔

ہر جاہل و نادان، مفتون ہے۔

جاہل کیلئے ہر حال میں گھاٹا ہے۔

جاہل کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے، یعنی کوئی اس کو اہمیت نہیں دیتا ہے۔

جو جاہل ہوتا ہے، وہ کم عبرت لیتا ہے۔

جو کسی علم کو نہیں جانتا، اس سے دشمنی کرتا ہے۔

جو شخص اپنے پاؤں رکھنے کی جگہ سے جاہل ہوتا ہے، وہ پھسلتا ہے۔

جو جاہل ہوتا ہے، اس سے زیادہ لغزش ہوتی ہے۔

جو جاہل ہوتا ہے، وہ اپنے نفس پر مغرور ہوتا ہے اور اس کا آج گزرے ہوئے کل سے بدتر ہوتا ہے۔

جاہلوں کی عادتوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ (ہر بات پر) ہر حال میں جلد غصہ ہوتے ہیں۔

جاہلوں کی طرح علما سے کسی نے دشمنی نہیں کی ہے۔

وائے ہو اس شخص پر، جو اپنی جہالت کی انتہا کو پہنچ گیا ہے اور خوش نصیب ہے وہ شخص جو سمجھا اور راست پا گیا۔

جاہل کیلئے ثروت مندی اور مالداری نہیں ہے، کیونکہ اس نے عظیم خزانہ گنوا دیا ہے۔

کوئی جاہل نظر نہیں آتا مگر یہ کہ وہ افراط و تفریط کا شکار ہوتا ہے۔

بڑے جاہل کو بدی سے سوائے تلوار کے اور کسی چیز سے نہیں روکا جاسکتا ہے۔

جاہل کی نافرمانی کرو، محفوظ و سلامت رہو گے۔

جہنم

جہنم کیلئے اسی کی سزا کا ہونا ہی کافی ہے۔

(نہج البلاغہ کے خطبہ 232 کا تتمہ ہے) آپؑ نے جہنم کے بارے میں فرمایا ہے: ایک آگ ہے، جو بہت شدید، آواز بلند، لپٹ دار، شعلہ ور، اس کی آواز خوف ناک، اس کا بجھانا مشکل، اس کا ایندھن شعلہ ور اور اس کی تہدید خوف ناک ہے یا اس کا عذاب جسموں کو پگھلا دے گا۔

(یہ نہج البلاغہ کے خطبہ 108 کا حصہ ہے، اس میں آپؑ نے خدا کی صفات وکمال، فرشتوں کے صفات، قیامت کے حالات بیان فرمائے ہیں یہاں تک کہ آپؑ نے فرمایا: ایسا گھر ہے کہ جس کا دروازہ اس کے رہنے والوں پر بند کر دیا گیا ہے اور جلانے والی آگ میں ہیں) اس میں رہنے والا باہر نہیں جا سکتا، حرکت نہیں کر سکتا اور اس کے قیدی کا فدیہ نہیں دیا جا سکتا کہ وہ فدیہ و رشوت سے آزاد ہو جائے اور اس کی بندشوں کو توڑا نہیں جا سکتا کہ وہ آزاد ہو جائیں گے۔ اس گھر کی بقا کی کوئی مدت نہیں ہے کہ وہ خراب وفنا ہو جائے اور قوم کیلئے بھی کوئی وقت نہیں ہے کہ گزر جائے اور وہ عذاب سے نجات پا جائیں۔

بے شک جہنم والے سبھی کافر و مکار ہیں۔

آپؑ نے جہنم کی آگ کے بارے میں فرمایا ہے: اس کی تہہ سخت یا بہت چھپانے والی ہیں، اس کے اطراف تاریک ہیں، اس کی دیگیں گرم ہیں اور اس کے کام رسوا ہیں۔

آتش جہنم سے ہرگز کوئی نجات نہیں پائے گا، مگر یہ کہ عمل کو ترک کرنے والا ہو، یعنی گناہوں کے ترک کرنے سے یا توبہ کرنے سے نجات ملتی ہے۔

یہ نازک و باریک کھال جہنم کی آگ پر صبر نہیں کر سکے گا۔

جو بھی جہنم کی آگ سے ڈرتا ہے، وہ حرام چیزوں سے اجتناب کرتا ہے۔

نار جہنم میں داخل ہونے والے ہمیشہ عذاب میں رہیں گے۔

جہنم میں داخل ہونے والے دائمی طور پر بدبخت ہیں۔ یہ دوام نسبی ہے کیونکہ ممکن ہے کہ جہنم کے بعد جنت میں داخل کئے جائیں۔

قیامت کے روز جہنم کا ایندھن ہر وہ مالدار کہ جس نے فقیروں پر خرچ کرنے میں بخل کیا اور ہر وہ عالم ہوگا کہ جو اپنے دین کو دُنیا کے عوض فروخت کرتا ہے۔

اس آگ سے بچو کہ جس کی حرارت وحدت شدید، اس کی گہرائی زیادہ اور اس کا زیور لوہا ہے۔

اس آگ سے بچو کہ جس کی لپٹ تیار، شعلے شدید اور اس کا عذاب ہمیشہ نیا ہے۔

آتش جہنم، افراط کرنے والوں کے عمل کا نتیجہ ہے۔

محبت اہل بیتؑ

جو شخص ہمیں دِل سے دوست رکھتا ہے اور زبان سے ہمارے ساتھ ہے اور ہمارے دشمنوں سے تلوار سے جنگ کرتا ہے، وہ ہمارے ساتھ جنت میں ہمارے درجہ میں ہوگا۔

جو شخص دلی طور پر ہم سے محبت کرتا ہے اور اپنی زبان سے ہماری مدد کرتا ہے اور ہاتھ سے ہم سے جنگ نہیں کرتا، وہ جنت میں ہمارے ساتھ ہوگا، ہمارے درجہ سے نیچے ہوگا۔

جو شخص ہمیں دِل سے دوست اور زُبان سے دُشمن رکھتا ہوگا، وہ بھی جنت میں جائے گا (شاید مولاؑ کی مراد تقیہ کی حالت ہے)۔

جو شخص ہم سے محبت کرتا ہے، اسے ہمارے عمل جیسا عمل کرنا چاہئے اور ورع کا لباس پہننا چاہئے۔

جو شخص ہم سے محبت کرتا ہے، اسے بلا میں مبتلا رہنے کیلئے تیار رہنا چاہئے کہ اس سے اجر وثواب میں اضافہ ہوتا ہے اور ہمارے محب ہمیشہ بلائیں ایسے ہی گھر رہتے ہیں، جیسے بدن پر لباس ہوتا ہے۔

جو شخص ہمیں دوست رکھتا ہے، رنج ومحن کیلئے اسے دوسری کھال پہننا چاہئے۔

میرے بارے میں دو اشخاص ہلاک ہوں گے، ایک غلو کرنے والا محب کہ جو مجھے آلوہیت کے مرتبہ پر پہنچائے گا، دوسرا میرے مرتبہ کو گھٹانے والا شخص، جو ہمیں دوسروں جیسا سمجھے گا بلکہ دُشمنی میں اس سے بھی نیچے قرار دے گا۔

اگر مجھ سے پہاڑ بھی محبت کرے گا، تو وہ بھی ضرور پاش پاش ہو جائے گا۔

محب اور محبُوب

دوستوں کو کھودینا غربت ہے، خواہ وطن ہی میں ہو۔

جو تم سے محبت کریگا، وہ تمہیں بُرے کام سے روکے گا۔

جو شخص کسی چیز سے محبت کرتا ہے، وہ اس کا ذکر کرتا رہتا ہے یعنی اس کا زیادہ نام لیتا ہے۔

تم سے وہی شخص محبت کرتا ہے، جو تمہاری چاپلوسی نہیں کرتا اور تمہاری تعریف وہی کرتا ہے جو تمہیں نہیں سناتا، ورنہ وہ تمہارا دوست نہیں ہے کیونکہ اس کا مقصد تعریف نہیں بلکہ یہ تمہیں پسند ہے۔

تمہارے نزدیک اسے زیادہ محبوب اور بہرہ مندترین ہونا چاہئے کہ جو لوگوں کو فائدہ پہنچانے میں سب سے زیادہ کوشاں رہتا ہے۔

تمہارے نزدیک سب سے زیادہ محبوب عزیز اس شخص کو ہونا چاہئے جو مہربان مخلص یا نصیحت کرنے والا ہے۔

حجت و دلیل

سلطنت حجت کی قوت، سلطنت قدرت کی سب سے بڑی طاقت ہے (کیونکہ طاقت ختم ہونے والی ہے، لیکن دلیل پائیدار ہے۔ اس کے علاوہ مدمقابل دلیل سے مطمئن ہوجاتا ہے، جب کہ طاقت سے وہ بظاہر رام ہوتا ہے)۔

خدانے اپنی مخلوق کوغفلت میں نہیں رکھا ہے اور نہ ان کے کام کو مہمل چھوڑا ہے، بلکہ اس پر حجت تمام کر دی ہے اور اس کیلئے قوانین مقرر کر دیئے ہیں۔

اللہ سبحانہ نے اپنے بندوں کو نبی مرسل یا کتاب منزل سے خالی نہیں چھوڑا ہے۔

حجت

خدانے اپنے بندوں کو کسی ضروری حجت جیسے انبیاء وآئمہ اور عقل یا واضح راستہ سے خالی نہیں رکھا ہے۔

خدانے اپنی مخلوق کوغفلت میں نہیں رکھا اور نہ ان کے کام مہمل چھوڑا ہے۔ بلکہ اس پر حجت تمام کر دی ہے اور اس کیلئے قوانین مقرر کر دیئے ہیں۔

اللہ سبحانہ نے اپنے بندوں کو نبی مرسل یا کتابِ منزل سے خالی نہیں چھوڑا ہے۔

مغلوب

اس شخص کا کوئی حق نہیں ہے، جو دلیل سے مغلوب ہو جائے۔

صاحب دلیل

کبھی صاحب حجت بھی مغلوب ہو جاتا ہے۔

جو شخص حق کے ذریعے احتجاج کرتا ہے، وہ کامیاب ہو جاتا ہے۔

حج

حج کو خدانے دین کی تقویت کیلئے واجب کیا ہے (واضح ہے کہ خانہ خدا، قرآن نازل ہونے کا مقام، حضرت علیؑ کا محل ولادت، اہل ایمان واسلام کا مرکز ومحاذ، مسلمانوں کے حالات معلوم ہونے کی جگہ، حاجیوں اور دین وقرآن کے شیدائیوں کا اور دین کے استحکام اور کفر ونفاق کی نابودی کیلئے منصوبہ سازی کا مرکز ہے)۔

تندخوئی

تندخوئی، غصہ جنون ہی کی ایک قسم ہے کیونکہ غصہ کرنے والا پشیمان ہوتا ہے اور اگر پشیمان نہیں ہوتا تو اس کا جنون مستحکم ومسلم ہے۔

غصہ اور تیزی کو چھوڑ دو اور حجت، دلیل وبرہان یا روز قیامت اپنی حجت کے بارے میں سوچو اور زیادہ بات کرنے سے پرہیز کرو تاکہ لغزشوں سے محفوظ رہو۔

محتاط

کبھی بہت سیانا بھی گھاٹا اٹھاتا اور چوٹ کھاتا ہے۔
بچنے والا اپنے محفوظ رہنے کی جگہ سے لایا گیا ہے یعنی بلا و ہلاکت اس کی طرف آتی ہے یا وہ ہلاک ہوجاتا ہے، اس لیے خدا سے پناہ مانگنا چاہئے ورنہ ہمیشہ بچتے رہنے اور ہوشیار رہنے سے بھی کوئی فائدہ نہیں ہوتا ہے۔

ڈرانے والا

جو تمہیں ڈراتا ہے، وہ ایسا ہی ہے جیسا تمہیں بشارت دینے والا۔

جنگ و سپاہ

لشکر دین کی عزت اور فرماں رواؤں کے قلعے ہیں۔
خوف کے وقت بھاگنا، ایسا ہی ہے جیسے فتح یابی کے زمانے میں فتح یاب ہونا۔
لشکر رعیت کے قلعے ہیں، بنابریں فرماں رواؤں پر ان کی حفاظت ضروری ہے۔
لشکر کی آفت سرداروں کی مخالفت ہے۔
جو اپنے لشکر کو چھوڑ دیتا ہے، وہ اپنے دُشمنوں کی مدد کرتا ہے۔
جنگوں میں اپنی نظریں نیچی رکھو کہ اس سے نفس کو بہت آرام ملتا ہے اور دونوں کو سکون میسر آتا ہے۔ ممکن ہے فوج کی کثرت اور کشتوں کو دیکھ کر اور خوف ناک منظر کو دیکھنے سے خوف و ہراس طاری ہو جائے۔ ممکن ہے مراد یہ ہو کہ دوستی اور نرم دلی وغیرہ کو ایک طرف رکھو، نظریں جھکا کر جنگ کرو۔
زرہ پوش دستہ کو آگے رکھو اور بے زرہ لوگوں کو پیچھے رکھو اور دانتوں کو دانتوں پر رکھو کیونکہ اس طرح سر تلواریں اچٹ جاتی ہیں۔ (علما کہتے ہیں: ایسا کرنے سے تلوار کی ضرب زیادہ تر کارگر نہیں ہوتی ہے لیکن ایسا لگتا ہے کہ جب سر بازانِ اسلام ایسا کرتے ہیں تو دُشمن خوف کھاتے ہیں، وہ جنگ میں کم ہی آتے ہیں، نتیجہ میں سر تلواروں سے محفوظ رہتے ہیں)۔
(یہ ٹکڑا مولاؑ کے اس کلام کا جز ہے، جو آپؑ نے کفر و شک کی اقسام کے بارے میں فرمایا تھا جیسا کہ نہج البلاغہ کے کلمہ حکمت 30 میں ذکر ہوا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ جنگ میں دُشمن کی طرف بڑھنے کی ترغیب کے سلسلہ میں فرمایا ہو) جس شخص کو سامنے والی چیزیں ڈرا دیتی ہیں، وہ پچھلے پاؤں واپس پلٹ جاتا ہے۔
(یہ ٹکڑا مولاؑ کے اس خطبہ کا جز ہے، جو آپؑ نے جنگ صفین میں کسی روز اپنے اصحابؑ سے فرمایا تھا، نہج البلاغہ خطبہ 65) دُشمن کو تلواروں کی باڑ پر رکھ لو اور تلواروں کے ساتھ ساتھ قدم آگے بڑھاؤ، خوشی سے اپنی جانیں اللہ کو دے دو اور پر اطمینان وقار سے موت کے جانب پیش قدمی کرو۔

دیکھواس ذات کی قسم،جس نے دانہ کوشگافتہ کیااورذی روح چیزیں پیدا کیں۔(انہوں نے دل سے اسلام قبول نہیں کیا، بلکہ اس کے سامنے سر جھکالیا اوراپنے دل میں کفر کو چھپائے رکھا چنانچہ جب ان کو مددگار مل گئے تو انہوں نے اس کفر کو ظاہر کردیا جس کو مصلحت کے تحت چھپالیا تھا)۔

خدا کی قسم! اگر تم دُنیا کی تلوار سے بھاگے تو آخرت کی تلوار سے نہیں بچ سکتے تم تو عرب کے جواں مرد اور سربلند لوگ ہو۔

جو شخص دین سے متمسک ہوجائے اس سے جنگ نہ کرو، اس لیے کہ جو دین پر غلبہ پیدا کرتا ہے وہ محروب ہے یعنی دین اور سعادت ،وہ شخص بدبخت و شقی ہوجاتا ہے۔

جو شخص حق کے ذریعے سے اپنے کو مستحکم و مضبوط کرتا ہے اس پر غلبہ کی کوشش نہ کرو، اس لیے کہ جو حق پر غلبہ چاہے گا، وہ مغلوب ہوگا۔

کسی کو مقابلہ کیلئے خود نہ للکارو، ہاں اگر دوسرا للکارے تو فوراً جواب دو، اس لیے کہ جنگ کی خود سے دعوت دینے والا، زیادتی کرنے والا ہے اور زیادتی کرنے والا تباہ ہوتا ہے۔

وہ پسپائی کہ جس کے بعد پلٹنا ہو اور وہ اپنی جگہ سے ہٹنا جس کے بعد حملہ مقصود ہو،تمہیں گراں نہ گزرے۔تلواروں کا حق ادا کرو اور تلواروں کا بھرپور ہاتھ چلانے کیلئے اپنے کو آمادہ کرو، آوازوں کو دبالو کہ اس سے بودا پن قریب نہیں پھٹکتا۔

(یہ کلمات آپؑ نے جنگ صفین کے زمانہ میں اپنے اصحابؓ کو جہاد کی طرف راغب کرنے کی غرض سے فرمائے تھے) جنگ کرتے رہو، یہاں تک کہ حق کا ستون تمہارے لیے صبح کی روشنی کی مانند ظاہر و آشکار ہوجائے تم سربلند ہو (فتح تمہاری ہے) خدا تمہارے ساتھ ہے، وہ تمہارے اعمال کو رائیگاں نہیں جانے دے گا۔

اپنے دین کی حفاظت کیلئے تلوار چلاؤ اور تلوار کے ساتھ پیش قدمی کرو (یا تلوار چلاتے ہوئے اس حد تک آگے بڑھ جاؤ کہ دُشمن کو یہ یقین ہوجائے کہ تم اس کو قتل کرنا چاہتے ہو، بہرحال تمہارا پیش قدمی کرنا دُشمن پر فتح میں موثر ہے) اور خدا سے نصرت طلب کرو تا کہ تمہیں فتح نصیب ہو اور تمہاری مدد کی جائے۔

(یہ کلمات آپؑ نے جنگ صفین کے دوران اپنے اصحابؓ کو مخاطب کرکے فرمائے تھے) تم اپنی حقیقت اور شہادت کے اجروثواب اور اس کے بعد حاصل ہونے والی حیات جاوید کو جانتے ہو، اپنی جانیں خوشی سے خدا کو دے دو اور خندہ پیشانی کے ساتھ موت کی طرف بڑھو (آسانی سے فتح پاؤ گے)۔

تلوار سے بچ جانے والے (جو دُشمن سے ہونے والی جنگ میں زندہ بچ جائے جیسے کربلا میں امام زین العابدینؑ بچ گئے تھے) تعداد کے لحاظ سے زیادہ اور کثیر اولاد ہوتے ہیں (یعنی خدا دُشمن کی بدخواہی کے برخلاف ان کی تعداد بڑھا دیتا ہے)۔

بہت سی جنگیں صلح سے زیادہ مفید ہوتی ہیں۔

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ دُشمن تمہاری پناہ گاہ یا تمہارے چھپنے کی جگہ تک پہنچ جاتا ہے (یعنی اس جگہ پہنچ کر تمہارے اُوپر قابو پالیتا ہے،

لہٰذا مضبوط قلعوں میں محفوظ رہنے پر بھی فخر نہیں کرنا چاہئے بلکہ ہر وقت خدا سے پناہ طلب کرتے رہنا چاہئے، ہوسکتا ہے یہاں مطلق جائے پناہ مراد ہو یعنی جس چیز کو بھی تم محفوظ سمجھتے ہو، وہ محفوظ نہیں ہے بلکہ اس سے متعلق جو آفت ہے، وہ یک بہ یک اس پر آجاتی ہے)۔

بہترین طاقت خدا کو پشت پناہ سمجھنا ہے۔

بے شک میدانِ جنگ سے بھاگنے میں خدا کا غضب، ذلت و رُسوائی اور دائمی لعنت ملامت ہے، دیکھو بھاگنے والا اپنی عمر کو نہیں بڑھا سکتا اور اس میں تاخیر نہیں کرسکتا (کہ اس کا وقت مقرر ہے)۔

آپؑ نے جنگ سے جی چرانے والے گروہ (شاید بصرہ والوں) کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا: تمہاری عقلیں کمزور اور سبک اور دانائیاں احمقانہ ہیں، تم ہر تیر انداز کا نشانہ اور ہر کھانے والے کا لقمہ اور ہر شکاری کی تگ و تاز کا ہدف ہو۔

تمہیں دُشمن پر حملہ کرنے کا خوگر ہونا چاہئے اور (میدان جہاد سے) بھاگنے میں شرم کرنا چاہئے۔ اگر میدان جہاد سے فرار کرو گے تو اس سے تمہاری اولاد کو طعنے سننا پڑیں گے اور روز حساب تم جہنم میں جاؤ گے۔

اپنے (اُوپر اور نیچے کے) دانتوں کو بھیچ لو (سارے دانتوں کو ایک دوسرے پر رکھ کر مضبوط طریقہ سے بند کرلو (نواجذ سے تمام دانت مراد ہیں) اس سے تلوار اچٹ جاتی ہے۔

(میدان جہاد سے) بھاگنا ذلتوں میں سے ایک ہے۔

(میدان جہاد سے) بھاگنے میں شرم کرو کہ اس کی وجہ سے نسلوں کو طعنہ سننا پڑتا ہے اور روز حساب جہنم کا عذاب ہے۔

نیزوں کی انیوں سے لپٹ جاؤ یا نیزوں کے بعض حصہ کو موڑ دو کہ وہ اس سے زیادہ تیز ہوجاتے ہیں (اس عبارت کے بارے میں بزرگوں نے متعدد خیالات کا اظہار کیا ہے:.1 نیزہ زنی کے وقت نیزہ کے دستہ پر پورا زور دے دو یا اس سے لپٹ جاؤ یا چمٹ جاؤ کہ اس سے نیزہ اُتر جاتا ہے، اس صورت میں نیزہ پر تین اعضا:.1 بغل .2 کلائی .3 ہتھیلی کی طاقت لگتی ہے۔.2 اس کے دستہ اور پھل مضبوط کرنا اور آب دینا مراد ہے۔ دونوں طرف سے تھوڑا موڑنا مراد ہے اور ممکن اس لفظ (اُمور) سے تجاوز کرنا اور حد سے بڑھنا مراد ہو اور ممکن ہے اس سے مشق مراد ہو کہ کار بکثرت سے فن میں نکھار آتا ہے۔

جنگ کرنا

جو خدا سے دُشمنی کرتا ہے، اس کو شکست کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔

جو اللہ سے جنگ کرتا ہے، اس سے جنگ کی جاتی ہے۔

بے شک اگر تم خدا سے جنگ کرو گے تو تم سے جنگ کی جائے گی اور ہلاک ہوجاؤ گے۔

جو لوگوں سے جنگ کرتا ہے، اس سے جنگ کی جاتی ہے اور جو مال چھن جانے سے محفوظ ہوتا ہے، اس کا مال چھن جاتا ہے۔

آزاد اور آزادی

آزاد، آزاد ہے، خواہ اسے نقصان ہی پہنچے۔

آزادی کینہ وحیلہ سے پاک وصاف ہوتی ہے۔

کبھی آزاد بھی ستم دیدہ نظر آتا ہے۔

آزاد غلام نہیں بنتا یہاں تک کہ اس کی زبوں حالی دُور ہوجائے (یعنی احسان سے غلام بن جاتا ہے)۔

آزاد لوگوں کی جزا سوائے اکرام وعزت اور کچھ نہیں ہے۔

خبردار! اپنے علاوہ غیر کا غلام نہ بنتا کہ خدا نے تجھے آزاد قرار دیا ہے اور اس مال ومنصب میں کیا خیر وخوبی ہے، جس کو بدی کے ذریعے حاصل کیا جاتا ہے اور اس خوش حال وآسانی میں کیا بھلائی ہے جو مشکل سے ملتی ہے۔ (یہ جملہ مولاؑ کی اس وصیت میں ذکر ہوا ہے، جو آپؑ نے امام حسنؑ کو کہی تھی، نہج البلاغہ 31)

محافظ ومحافظت

حفاظت کرنے والا (یعنی عبادت وجہاد کا خیال رکھنے والا) بھیجا ہوا ہے (جو شخص ان دونوں ''عبادت وجاہد کی زحمت'' سے جتنی دُوری اختیار کرے گا، اتنی ہی مقدار میں خدا اس پر بلا نازل کریگا اسے ہلاکت میں ڈالے گا)۔

جو بُرائیوں اور بدیوں سے زیادہ بچتا ہے، اس کا غیب، آخرت سالم رہے گا یا اس کی عدم موجودگی میں لوگ اس کی بُرائی نہیں کریں گے۔

حرص

حرص ذلت ہے اور جو اس کی حقیقت کو جانتا ہے، اس کیلئے میانہ ہے۔

حرص، سب سے بڑی پریشانی اور بُرائی کی جڑ ہے۔

حرص، دو بدبختیوں میں سے ایک ہے۔

حرص اور اس کا غلبہ اور کنجوسی جہالت کا نتیجہ ہے۔

حرص، روزی میں اضافہ نہیں کرتی ہے ہاں قدر ومنزلت سے گرادیتی ہے۔

قناعت کے ذریعے اپنی حرص سے ایسے ہی انتقام لو جیسے اپنے دُشمن سے قصاص کے ذریعے انتقام لیتے ہو۔

حرص کے پاس نہ جانا کہ یہ دینداری کیلئے عیب ہے اور بہت بُرا ہم نشین ہے۔

بے شک حرص میں یقینی طور پر زحمت ہے۔

حرص رنج کی سواری ہے۔

حرص فقیر کی علامت ہے۔

حرص کا نتیجہ بُرا ہوتا ہے۔

حرص بدبختوں کی علامت ہے۔

حرص ذلت وکلفت ہے۔

حرص یقین کو تباہ کر دیتی ہے۔

حرص ذلیل کر کے بدبخت کر دیتی ہے۔

حرص مردانگی کیلئے دھبہ ہے۔

حرص، انسان کو بڑے گناہ یا بہت سے عیوب میں مبتلا کر دیتی ہے۔

حرص اور اس کا غلبہ ذلت و بدبختی کا باعث ہوتا ہے۔

حرص آدمی کی قدر گھٹا دیتی ہے حالانکہ اس کی روزی میں اضافہ نہیں کرتی ہے۔

یقیناً تم اپنی اجل سے آگے نہیں بڑھ سکتے جو تمہارے نصیب میں نہیں ہے وہ تمہیں نہیں مل سکتا تو حریص اپنے نفس کو کیوں بدبخت بنا رہے ہو؟

حرص کے سبب رنج ہوتا ہے۔

حرص کے بدترین، رفیق ومصائب ہے۔

حرص کا میوہ ورنج وغم ہے۔

حرص کا ثمرہ رنج وبلا ہے۔

حرص کا ٹھکرانا اس کے شر کو توڑنا اور طمع کو قطع کرنا ہے، یعنی جو حرص کو ترک کر دیتا ہے۔ حرص وطمع اس پر غالب نہیں آتی ہے۔

حرص کی شدت شر کے قوی اور دین کے کمزور ہونے سے پیدا ہوتی ہے۔

حرص کا مقابلہ قناعت سے کرو۔

حرص کی پیروی کرنے سے یقین تباہ ہو جاتا ہے۔ حرص کی وجہ سے خدا کے معارف ومقدرات کا یقین رفتہ رفتہ کمزور ہو جاتا ہے اور پھر بالکل ختم ہو جاتا ہے۔

حرص و کنجوسی کا سرچشمہ، شک اور خدا پر کم اعتماد ہے، ورنہ جس شخص کو خدا پر اعتماد ہوتا ہے، وہ حریص و کنجوس نہیں ہوتا ہے۔

حرص غلام بدبخت ہے، کیونکہ حریص ہمیشہ رنج ومصیبت میں زندگی گزارتا ہے۔

حرص میں رنج وزحمت ہے۔

حرص میں بدبختی اور زحمت ہے۔

حرص کو زحمت کے ساتھ رکھا گیا ہے۔

حرص نے اپنے سوار کو قتل کر کے مار ڈالا ہے۔

اپنی حرص کو کم کرو اور تمہارے لیے مقدار ہو چکا ہے، اسی پر اکتفا کرو تا کہ اپنے دین کی حفاظت کر سکو یا اسے جمع کر سکو۔

جس کا کوئی توکل سچا نہیں ہے، وہ حرص کی بلا سے کیسے نجات پا سکتا ہے؟

زیادہ حرص، حریص کو بد بخت بنا کر اسے جانب کو ذلیل کر دیتی ہے۔

حقیقت یہ نہیں ہے کہ ہر ڈھونڈنے والا پانے والا ہے، یعنی جو نصیب ہے ملتا ہے، زیادہ کوشش سے افسوس واندوہ ہی ہوتا ہے اور ایسا بھی نہیں ہے کہ جو ڈھونڈنے میں سستی کرتا ہے، اسے نہیں ملتا ہے اور ممکن ہے یہ جملہ اس طرح ہو: لیس کل من فعل فقد ''یعنی ایسا نہی ہے کہ ہر گمراہ ہونے والا مفقود و نایاب ہو جاتا ہے۔''

جو حرص کرتا ہے، وہ بد بخت ہو جاتا ہے اور رنج اُٹھاتا ہے۔

جس کی حرص کو اپنا اوڑھنا، بچھونا بنا لیتا ہے، اس کی قدر گھٹ جاتی ہے۔

جو حرص کو اپنا اوڑھنا، بچھونا بنا لیتا ہے، وہ فقیر ہو جاتا ہے۔

جس کی حرص بڑھ جاتی ہے، اس کا یقین کم ہو جاتا ہے۔

جس پر حرص غالب آ جاتی ہے، اس کی ذلت بڑھ جاتی ہے۔

نفس کو حرص کی مانند کسی چیز نے ذلیل نہیں کیا ہے اور کنجوسی کی مانند کسی نے آبرو پر دھبہ نہیں لگایا ہے۔

حرص سے رنج و محن کتنا نزدیک ہے۔

حرص کرنے والا بد بخت اور قابل مذمت ہے۔

(خبردار) تمہاری حرص کو تمہارے صبر پر غالب نہیں آنا چاہئے۔

شہوت میں افراط یا حرص کے ہوتے ہوئے تندرستی نہیں ہوتی ہے۔

تھوڑا طمع بہت زیادہ طمع پر بھاری ہے۔

حریص

حریص فقیر ہے، خواہ وہ پوری دُنیا کا مال ہو جائے۔

حریص ہمیشہ مغموم رہتا ہے۔

حریص اکتفا نہیں کرتا ہے، یعنی اس کی خواہش بڑھتی جاتی ہے۔

حریص طمع کا بندہ ہوتا ہے۔

حریص اس چیز کیلئے زحمت کرتا ہے، جس میں اس کیلئے ضرر ہے۔ (ظاہراً متعوب غلط ہے صحیح متعب ہے اور اقرب الموارد میں

ہے: ولا یقال متعو) یعنی اس کو متعوب نہیں کہا جاتا ہے۔

حریص، خوش نہیں ہوتا ہے۔

حریص، ذلت کی زنجیر میں اسیر ہے اور اس کی اسیری ختم ہونے والی نہیں ہے۔

اگر تم اس چیز کی طلب و جستجو (روزی) میں ہو کہ جس کی تمہارے لیے ضمانت لی گئی ہے تو تمہیں اس چیز کی ادائیگی پر حریص ہونا چاہئے، جو تم پر واجب کی گئی ہے۔

بہت سے حرص کرنے والوں کو ان کی حرص نے مار ڈالا ہے۔

مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے کہ جو یہ جانتا ہے کہ خدا نے رزق کی ضمانت لی ہے اور اس کو اس نے مقدر کر دیا ہے اور اس کی کوشش اس رزق کو زیادہ نہیں کر سکتی، جو اس کیلیے مقدر کیا جا چکا ہے۔ وہ پھر بھی اس کی تلاش وطلب میں رہتا ہے۔

ہر حریص فقیر ہے۔

کتنے ہی حریص نا اُمید ہیں جبکہ ڈھونڈنے والا نا اُمید نہیں ہوتا ہے۔

کسی بھی حریص کیلئے ثروت مندی نہیں ہے۔

جو حریص ہوتا ہے، وہ اہانت سے نہیں بچ سکتا۔

جس کی حرص بڑھ جاتی ہے، اس کی بدبختی بھی بڑھ جاتی ہے۔

جس شخص کو دُنیا کی حرص کے ساتھ کنجوسی بھی ہوتی ہے، یعنی جو حریص بھی ہوتا ہے اور کنجوس بھی، گویا اس نے پستی کا ستون تھام لیا ہے۔

کوئی بھی حریص حیادار نہیں ہوتا ہے۔

حریص کو راحت میں نہیں دیکھا جا سکتا، بلکہ وہ ہمیشہ رنج ومحن رہتا ہے۔

مال کو حرص ہی سے جمع کیا جا سکتا ہے اور حریص بدبخت وقابل مذمت ہے۔

پیشہ

محرومی کے مطابق جزا یا روزی کی تنگی ہوتی ہے۔

پاک دامنی کے ساتھ پیشہ ثروت مندی کے ساتھ فجور سے بہتر ہے۔

حرام

حرام گندگی ہے۔

محرومی

محروم کرنا یا محرومی ایک ذلت ہے۔

مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے جو کہ اپنے بڑے سے احسان وفضل کی توقع رکھتا ہے کہ وہ اپنے سے چھوٹے کو کیسے محروم کر دیتا ہے۔

محروم کا کام اور اس کی تلاش اس وقت تک جاری رہتی ہے، جب تک کہ پا نہیں لیتا ہے۔

کسی مضطر و پریشان حال کو محروم نہ کرو، خواہ وہ فضول خرچ کرے۔

محتاج کو نا اُمید نہ کرو، خواہ وہ مانگنے میں مبالغہ ہی کرے۔

گروہِ خدا

کیا تمھیں یہ بات پسند نہیں ہے کہ تم گروہِ خدا میں ہو جاؤ، اللہ سبحانہ سے ڈرو اور اپنے تمام اُمور میں نیکی کرو، بے شک خدا ان لوگوں کے ساتھ ہے، جنھوں نے تقویٰ کو اپنا پیشہ بنا لیا ہے اور ان لوگوں کے ساتھ ہے، جو احسان کرتے ہیں۔

دُور اندیشی

دُور اندیشی غصہ کو پی جانا ہے، یہاں تک کہ فرصت ممکن ہو۔

خود کو بچانے کے جو اُخروی موقع ہوتے ہیں، وہ دُور اندیشی کے اولین موارد ہیں۔

دُور اندیشی کام کے نتائج و عواقب کے بارے میں غور اور عقل مندوں سے مشورہ کرنا ہے۔

آگاہ ہو جاؤ جو شخص نتائج کے بارے میں غور کئے بغیر کام شروع کر دیتا ہے در حقیقت وہ خود کو شدید مصیبتوں میں مبتلا کرتا ہے۔

ارادہ کی بنیاد دُور اندیشی ہے اور اس کا پھل کامیابی ہے۔

دُور اندیشی سرمایہ ہے اور سستی و کاہلی نقصان ہے۔

دُور اندیشی ایک ہنر ہے۔

دُور اندیشی محکم ترین رائے ہے۔

دُور اندیشی تجربات کی حفاظت ہے، یعنی دُور اندیشی تجربات سے فائدہ اُٹھاتا ہے اور انہیں محفوظ رکھتا ہے۔

دُور اندیشی افکار و آراء کو حرکت میں لانا ہے، یعنی دُور اندیشی اپنی فکر زیادہ کام میں لاتا ہے تاکہ صحت سے زیادہ قریب ہو جائے۔

دُور اندیشی بہترین پشت پناہی ہے، یعنی وہ احتیاط سے کام لے کر اپنی پشت کو مضبوط رکھتا ہے اور کوئی خطرہ مول نہیں لیتا ہے۔

رائے زیادہ اور دُور اندیشی بہت کم ہے (دُور اندیش انسان سے رائے لینا چاہئے نہ کہ ہر ایک سے)۔

دُور اندیشی اس چیز کی حفاظت کرنا ہے، جس کی تمھیں تکلیف دی گئی ہے۔ جیسے نماز، روزہ، حج، جہاد اچھی باتوں کا حکم دینا، برائی سے روکنا اور دوسری عبادتیں اور اس چیز کو ترک کرنا، جس کی کفایت کی گئی ہے جیسے روزی وغیرہ کہ یہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

علم وآ گاہی سے پہلے اطمینان کرنا دُور اندیشی کے خلاف ہے۔
دُور اندیشی تو بس اطاعت خدا اور نفس کی معصیت ہے۔
دُور اندیشی کی آفت کام کا چھوٹ جانا ہے۔
جب اِرادہ و دُور اندیشی ایک ہو جاتے ہیں تو نیک بختی کامل ہو جاتی ہے۔
دُور اندیشی کا ثمرہ دنیوی اور اُخروی مفاد سے محفوظ رہنا ہے۔
دُور اندیشی سے کام لو، ہمیشہ علم سے وابستہ رہو تا کہ تمہاری عاقبت کی تعریف کی جائے۔
دُور اندیشی کی غرض و غایت پشت کو قوی کرنا ہے۔
کمالِ دُور اندیشی، مخالفوں کی اِصلاح کرنا اور دُشمنوں کی مدارات کرنا ہے۔
جو دُور اندیشی کی مخالفت کرتا ہے، وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔
جو دُور اندیشی سے کام لیتا ہے، اس کی پشت قوی ہو جاتی ہے۔
جو دور اندیشی کو گنوا دیتا ہے، وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔
جس کی دُور اندیشی کم ہو جاتی ہے، اس کا اِرادہ کمزور ہو جاتا ہے۔
جو دُور اندیشی کو مقدم نہیں کرتا ہے، اسے ناتوانی پیچھے دھکیل دیتی ہے۔
دُور اندیشی سے اِرادہ کا استحکام ہے۔
آخرت کیلئے توشہ لینا اور تیاری کرنا بھی دُور اندیشی ہے۔
دُور اندیشی سے تجربے کی حفاظت ہوتی ہے۔
دُور اندیشی ہی سے صحیح اِرادہ ہوتا ہے۔
شبہ کے وقت ٹھہر جانا بھی دُور اندیشی ہے۔
کمالِ دُور اندیشی نقل و انتقال کیلئے تیاری کرنا ہے اور کوچ کیلئے آمادہ رہنا ہے۔

دُور اندیش

دُور اندیش وہ ہے کہ جس کو نعمت آخرت کیلئے عمل کرنے سے باز نہیں رکھتی ہے۔
دُور اندیش وہ ہے کہ جو اپنے ہاتھ کی چیز میں سخاوت کرتا ہے اور اپنے آج کے کام کو کل پر نہیں ٹالتا ہے۔
دُور اندیش وہ ہے، جس کو دُنیا کا فریب آخرت کے لئے عمل سے باز نہ رکھے۔
دُور اندیش وہ ہے، جو زمانہ کی خاطر تواضع کرتا ہے، یعنی اہل زمانہ کے ساتھ حُسن سلوک کرتا ہے۔
دُور اندیش وہ ہے کہ جس کو تجربوں نے آزمودہ کار بنا دیا ہے اور مصیبتوں نے اس کو پاک کیا ہے۔

دُوراندیش وہ ہے، جو نعمت کے آتے وقت شکر کرتا ہے اور جب جاتی ہے، منہ پھراتی ہے تو صبر کرتا ہے اور اس کو فراموش کر دیتا ہے اور دِل میں کوئی خیال پیدا نہیں ہونے دیتا ہے۔

دُوراندیش وہ ہے، جو غیظ و غضب کے وقت سزا دینے میں تاخیر کرے اور احسان و نیکی کا بدلا چکا دینے میں وقت کو غنیمت سمجھے۔

تم میں زیادہ دوراندیش وہ ہے، جو دُنیا سے زیادہ بے رغبت ہے۔

لوگوں میں وہ شخص زیادہ دوراندیش ہے، جو اپنی دُنیا کے کام کو ذلیل سمجھے۔

لوگوں میں دُوراندیش ترین انسان وہ ہے، جو اپنے بہت سے دوستوں اور پشت پناہوں کو ناتواں سمجھتا ہو۔

لوگوں میں زیادہ دُوراندیش اِنسان وہ ہے کہ جس کا شعار ولباس اپنے کاموں کے نتائج میں غور وفکر کرنا ہو۔

رائے کے اعتبار سے دُوراندیش ترین انسان وہ ہے، جو اپنا وعدہ وفا کرے اور اپنے آج کے کام کو کل پر نہ چھوڑے۔

بے شک دُوراندیش وہ ہے، جو فریبوں کے جال میں نہ پھنسے۔

یقیناوہ شخص دُوراندیش ہے، جو اپنے نفس کو خوداسی سے جہاد میں مشغول رکھے اور اس کی اِصلاح کرے اور اسے اس کی خواہشوں اور لذتوں سے باز رکھے اور اس کا مالک ہوجائے اور عاقل کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے نفس کو دُنیا و مافیہا اور اس کے اہل سے باز رکھے اور اسے اس کے معاملہ میں مشغول رکھے۔

دُوراندیش وہ ہے، جو اپنے نفس کو محاسبہ کے ذریعے قید کرے، یعنی لحہ بھر کیلئے اپنا جائزہ لے، اپنے نفس پر قابو پائے، صحیح طریقہ سے حساب کرے، اس کے نیک و بدعمل کو یاد کرے اور ان کا جائزہ لے اور اس پر غالب آ کر، اس پر غضب ناک ہو کر، اس کا مالک ہوجائے اور اس سے جنگ کرے، اسے مار ڈالے۔

دُوراندیش بیدار ہے اور غافل غنودگی میں ہے۔

دُوراندیش وہ ہے، جو اپنی اذیت کو روکے رکھتا ہے۔

دُوراندیش وہ ہے، جو اپنے خرچ وزحمت کو نظرانداز کرے، یعنی زندگی اور معاشرت کو سہل و آسان سمجھے اور خود کو (زیادہ) زحمت میں نہ ڈالے۔

دُوراندیش وہ ہے، جو آخرت کیلئے دُنیا کو چھوڑ دے، یعنی دُنیا کی ان چیزوں کو چھوڑ دے، جو آخرت کو بھلانے کا باعث ہوتی ہیں اور نہ کہ دُنیا کے وہ اُمور جن کے ذریعے آخرت بنتی اور حاصل ہوتی ہے، وہ عین آخرت ہے۔ اِنسان کو چاہئے کہ اسے حاصل کرے اور اسے چھوڑ نا صحیح نہیں ہے۔

دُوراندیش وہ ہے، جو فضول خرچی نہیں کرتا ہے اور اعتدال سے آگے نہیں بڑھتا۔

دُوراندیشی تو بس وہی ہے کہ جس کی ساری مشغولیت اس کے نفس کے بارے میں ہوئی ہے اور اس کی ساری کوشش اس دین کے بارے میں ہوتی ہے اور اس کی مکمل سعی اس کی آخرت سے متعلق ہوتی ہے۔

بہت سے کمسن بزرگوں سے زیادہ دُوراندیش ہوتے ہیں، کیونکہ وہ زیادہ عقل مند ہوتے ہیں۔

دُوراندیش کا اسلحہ احتیاط اور پشت کو محکم کرنا ہے۔

دُوراندیش کیلئے ہر فعل میں ایک فضلیت ہے، کیونکہ وہ غور وفکر کے بغیر کوئی کام انجام نہیں دے گا اور سوچ سمجھ کر انجام دے گا، عبث نہیں کرے گا۔

ہر دُوراندیش کیلئے اس کی عقل کی طرف سے ایک پستی سے روکنے والا ہے۔

دُوراندیش بلا کے وقت دہشت نہیں کھاتا ہے، اس کے اوسان قطع نہیں ہوتے ہیں بلکہ وہ اس کے نتیجے کے بارے میں سوچتا ہے۔

وہ شخص دُوراندیش نہیں ہوسکتا، جو اپنے پاس کی چیزوں میں سخاوت نہیں کرتا ہے اور آج کے کام کو کل پر موقوف نہیں کرتا ہے۔

دُوراندیش صحیح اور راجح رائے سے کبھی مستغنی نہیں ہوسکتا ہے۔

فوت ہوجانے والی چیز کا غم نہ کرو

فوت ہوجانے والی چیز کا غم نہ کرو۔

حساب

عقاب وعذاب سے پہلے حساب، حساب کے بعد پاداش وجزا ہے۔

شرافت مندی

شرافت مندی جیسا کوئی جمال نہیں ہے۔

حسد

حسد دو عذابوں میں سے ایک ہے۔

حسد دو پست ترین صفتوں میں سے ہے۔

حسد ایک لاعلاج مرض ہے، حاسد کو ہلاک کرکے یا محسود، جس سے حسد کیا جارہا ہے اس کی موت ہی سے جاتا ہے۔

حسد نیکیوں اور حسنات کو ایسے کھالیتا ہے، جیسے آگ لکڑی کو۔

حسد رُسوا کن عیب اور سخت قسم کا بخل یا غصہ ہے۔ یہ حسد کرنے والے کو اسی وقت شفا دیتا ہے، جب وہ اپنی اُمید کو اس شخص میں پالیتا ہے کہ جس سے وہ حسد کرتا ہے۔

حسد سے بچو کہ یہ نفس کو عیب دار بناتا ہے۔

خبردار! حسد کے پاس نہ جانا یہ بہت بُری خصلت ہے اور بدترین عادت ہے، یہ شیطان کا شیوہ ہے۔

حسد غم زدہ کرتا ہے، کیونکہ حاسد دوسروں کی دولت کو نہیں دیکھ سکتا لہٰذا ہمیشہ غم زدہ رہتا ہے۔

حسد روح کی قید ہے۔

حسد عیوب کی انتہا ہے۔

حسد زندگی کو دُشوار کر دیتا ہے۔

حسد بدن کو لاغر کرتا ہے۔

حسد بدن کو پگھلا دیتا ہے، کیونکہ حاسد اسی میں گھلتا رہتا ہے۔

حسد رنگ متغیر کرتا ہے، یا دِل کا مرض یا غم کو وجود دیتا ہے۔

حسد بڑا نقص یا شیطان کا بڑا جال ہے۔

حسد ایک مرض ہے، جس کا علاج نہیں ہو سکتا۔

حسد پست اِنسان کا شیوہ ہے اور حاسد مال و دولت کے دُشمن ہیں۔

جب ایک دوسرے پر حسد کی بارش ہوتی ہے تو اس سے تباہی آتی ہے۔ اس حدیث میں مولاؑ نے حسد کو بارش سے اور اس کے ماحصل کو تباہی سے تعبیر کیا ہے۔

حسد کا ثمرہ دُنیا و آخرت کی بدبختی ہے۔

حسد، جھوٹ اور کینہ توزی چھوڑ دو کہ یہ تینوں دین کے دامن پر دھبہ ہیں اور مرد کو ہلاک کرتی ہیں۔

رذائل کی جڑ حسد ہے۔

حسد دِل کی بیماری کا سبب ہے۔

حسد پستی کا اسلحہ ہے۔

اِنسان کے ساتھ ہو جانے والی چیزوں میں بدترین ساتھی حسد ہے۔

اپنے دِلوں کو حسد سے پاک کرو کہ یہ دِلوں کو بیماری میں مبتلا کر دیتا ہے، جس کا کوئی علاج نہیں ہے۔

جس طرح زنگ لوہے کو کھا جاتا ہے اور اسے نابود کر دیتا ہے، اسی طرح حسد بدن کو متغیر کر کے اسے نابود کر دیتا ہے۔

حسد متقیوں، پرہیزگاروں کی عادت نہیں ہے۔

دوست کا اپنے دوست کی نعمت پر حسد کرنا، پست ہمتی کی دلیل ہے۔

وائے ہو حسد پر، اسے کس چیز نے عادل بنا دیا، وہ اپنے حاصل ہی سے ابتدا کرتا ہے اور اسے مار ڈالتا ہے۔

ایک دوسرے سے حسد نہ کیا کرو کہ حسد اِیمان کو ایسے کھا جاتا ہے، جیسے آگ لکڑی کو کھا لیتی ہے اور ایک دوسرے سے دُشمنی نہ کیا

کرو کہ جلانے والی ہے۔

حسد جیسی کوئی بیماری نہیں ہے۔

حاسد

حاسد اور کینہ توز دونوں خوش نہیں رہ سکتے۔

حاسد ہمیشہ بیمار اور کنجوس ہمیشہ ذلیل ہوتا ہے۔

حاسد ہمیشہ بیمار رہتا ہے، خواہ اس کا بدن صحیح ہی ہو۔

حاسد ہمیشہ مریض رہتا ہے۔

حاسد صحت یاب نہیں ہوتا ہے، یعنی غم و اندوہ سے نجات نہیں پاتا ہے مگر یہ کہ بہت زیادہ ریاضت کرے اور اسے اپنے سے جدا کر دے۔

حاسد کبھی بڑا سردار نہیں بن سکتا۔

حاسد خدا کی قدر پر ناراض ہے۔

حاسد کی حسرتیں زیادہ اور اس کے گناہ دو چند ہوتے ہیں۔

نعمتوں کے ظاہر ہونے، ان کے مسلسل آنے سے حسد کرنے والے بڑھ جاتے ہیں۔

مجھے حاسدوں کے اپنے بدن کی سلامتی سے غافل رہنے پر تعجب ہوتا ہے۔

حاسد کا کوئی دوست نہیں ہوتا ہے، کیونکہ اس کی حسد والی خصلت دوستی کو ختم کر دیتی ہے۔

جس کا حسد بہت زیادہ ہو جاتا ہے، اس کا اندوہ یا جسم و روح کی بیماری طولانی ہو جاتی ہے۔

حاسد کی راحت کتنی کم ہے، کیونکہ ہمیشہ دوسروں کی نعمتوں سے رنجیدہ رہتا ہے۔

(نہج البلاغہ کے خطبہ 234 قاصعہ کا تتمہ ہے) اپنے اُوپر خدا کے فضل پر حسد کرنے والے نہ ہو جانا۔

حاسد کے لئے کوئی راحت نہیں ہے۔

حاسد خوش نہیں مل سکتا، بلکہ ہمیشہ رنجیدہ رہتا ہے۔

مومن حاسد نہیں ہوتا ہے۔

حاسد و کینہ توز کی زندگی سے زیادہ دُشوار کسی کی زندگی نہیں ہوتی۔

حاسد اپنے محسود، جس سے حسد کرتا ہے، اس سے نہیں خوش ہوتا مگر موت یا اس کی نعمت کے زوال سے۔

تمہیں حاسد سے جو کدورت و رنج ہے، وہ تمہیں حسد کرنے والے سے شفا دے گی کہ وہ تمہاری خوشی و مسرت کے وقت بے چین ہوتا ہے۔

حاسد کا کوئی دوست نہیں ہوتا ہے۔
حاسد کیلئے شفا نہیں ہے۔
حسد کرنے والا یہ سمجھتا ہے جس سے وہ حسد کرتا ہے، اس سے نعمت چھن جانے سے اسے نعمت مل جائے گی۔
حاسدوں کا اپنے جسموں کی سلامتی سے غافل رہنا، جائے تعجب ہے۔
حاسد اپنی باتوں میں اپنی محبت کا اِظہار کرتا ہے اور اپنی دُشمنی کو کردار و افعال میں مخفی رکھتا ہے پس وہ نام کا دوست اور دُشمن صفت ہے۔
حاسد دوسروں کی بُرائیوں پر خوش اور ان کی مسرت پر رنجیدہ ہوتا ہے۔
حاسد کو صرف نعمت کے زوال سے شفا و سکون مل سکتا ہے۔

محسود

ہر بلند رُتبہ اِنسان پر حسد کیا جاتا ہے۔

ذہین

کبھی اچھا گھوڑا اور ذہین و زود فہم اِنسان بھی منہ کے بل گر پڑتا ہے اور پیچھے رہ جاتا ہے۔
کبھی تلوار کند ہو جاتی ہے، یعنی کبھی عالم و عاقل اور زود فہم سے غلطی ہو جاتی ہے۔

حسنات

نیکیاں حاصل کرنا اعلیٰ ترین کمائی ہے۔
ہر نیکی کی جزا ہے۔
ہر نیکی کا ثواب ہے۔
جس نیکی کو راہِ خدا کیلئے انجام نہ دیا جائے، اس پر ریا کی بُرائی ہوتی ہے اور اس کا ثمرہ بدترین جزا ہے۔

احسان

دُشمن پر احسان کرنا اور احسان سے اس کا راستہ روکنا، دو کامیابیوں میں سے ایک ہے کہ اس سے دُشمن تسخیر ہو جاتا ہے۔
احسان کے بعد احسان کرنا مکمل بخشش ہے۔
احسان کرنا نیک لوگوں کی خصلت ہے اور بدی کرنا شریر لوگوں کی عادت ہے۔
بخشش و عطا پست آدمی کو اتنا ہی فاسد کرتی ہے، جتنا کہ کریم کو صالح بناتی ہے۔

جب احسان کی تربیت نہیں کی جاتی ہےتو وہ پُرانا ہوجاتا ہے،جیسا کہ پُرانا لباس اور عمارت خراب ہوجاتی ہے۔

احسان کرکے غلام بناؤ۔

احسان کرکے آگے بڑھو۔

احسان کروتا کہ تمہارا شکریہ ادا کیا جائے۔

اپنی بخشش وعطا کو فراموش کردو اور اپنے وعدے کو یاد رکھو۔

بخشش کروتا کہ خدا تمہیں اپنے قرب ومنزلت کیلئے منتخب کرے۔

بخشش کرکے سردار بن جاؤ۔

احسان کروتا کہ تمہاری تعریف کی جائے۔

احسان سے کام لواور اپنی اذیتوں کو روکے رکھو۔

احسان کروتا کہ تم پر احسان کیا جائے۔

گنہگار وخطا کار پر احسان کروتا کہ اس کے مالک بن جاؤ۔

لوگوں پر احسان کروتا کہ تم عظیم المرتبت ہوجاؤ۔

جس پر چاہو احسان کرواور اس کے حاکم وفرماں روا ہوجاؤ۔

لوگوں پر احسان کروتا کہ تمہاری تعریف کریں،تم خدا سے ڈروتا کہ تم سے لوگ ڈریں اور مذاق نہ کروکہ حقیر سمجھے جاؤ گے۔

جو احسان کر چکے ہو اسے غنیمت سمجھو اور بھائیوں کے وعدہ کی رعایت کرو۔

اپنی بخشش وعطا کا آغاز اس شخص سے کروکہ جس نے تم سے سوال نہیں کیا ہے اور احسان اس پر کرو،جس نے تم سے سوال کیا ہے۔

خبردار!کبھی کسی سائل کو واپس نہ کرنا۔

اپنے مال حقوق زکوٰۃ،خمس اور اہل وعیال وغیرہ میں خرچ کرواور اس سے دوست کی مالی مدد کروکیونکہ بخشش آزاد کیلئے زیادہ سزاوار وبہتر ہے۔

اس شخص پر احسان کروکہ جس کی گردن کے مالک ہوتے ہو اور اس شخص پر احسان کرو،جو تمہاری گردن کا مالک ہوتا ہے۔

بہترین ایمان،احسان ہے۔

بہترین احسان وہ ہیں،جو شریعت کے مطابق ہوں،یعنی نہ اِسراف کرے اور نہ خود کو محتاج بنائے،نہ حرام طریقہ سے کمائے نہ حرام راہ میں خرچ کرے بلکہ دین کے مطابق عمل انجام دے،یہی بہترین احسان ہے۔

بہترین احسان وہ ہے،جو نیک لوگوں کے ساتھ کیا جائے۔

بہترین نیکی وہ ہے،جو اس کے اہل کے ساتھ کی جائے۔

اعلیٰ ترین روز افزوں احسان وہ شرف ہے، جو احسان سے حاصل ہوتا ہے۔

صلہ رحم کرنا، سب سے بڑی نیکی ہے۔

خوبصورت ترین وحسین افعال، مالداروں کا بخشش کرنا ہے۔

بہترین خزانہ وہ آزادی ہے، جو ذخیرہ کی جائے یعنی کسی پر احسان کیا جائے تا کہ مشکل کے وقت اس کے کام آئے۔

بہترین نیکی، بھائیوں کا مالی تعاون کرنا ہے۔

اعلیٰ ترین بخشش وعطا، احسان نہ جتانا ہے۔

سب سے بڑا احسان وہ ہے، جو بلند مرتبہ اور شریف لوگوں پر کیا جائے، کیونکہ وہ خندہ پیشانی سے اور منت کے بغیر کیا جائے اور ممکن ہے اس سے مراد شریفوں پر احسان کرتا ہو، کیونکہ اگر کریم وشریف محتاج ہو جائے تو اس کی ضرورت کو پورا کرنا بہترین احسان ہے کیونکہ وہ خوددار ہے، کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتا ہے۔

لوگوں میں بخشش کا وہ شخص زیادہ مستحق ہے، جو ان میں سے سوال سے زیادہ بے نیاز ہے۔

بہترین بخشش وہ ہے، جو مانگنے سے پہلے مل جائے۔

شیریں بخشش وہ ہے، جو سوال کے بغیر ہو۔

اعلیٰ ترین بخشش وعطا وہ ہے، جو سوال کی ذلت سے پہلے ہو، کیونکہ سوال ایک قسم کی ذلت ہے، پس قبل اس کے کہ کوئی مسلمان ذلت قبول کرے، اس کی حاجت کو مانگنے سے پہلے ہی پوری کر دینا چاہئے۔

تقدم واحسان کرنے کے لحاظ سے بہترین شخص وہ ہونا چاہئے، جو تمہارے لیے نیکی کرنے میں سبقت کرے۔

احسان کیلئے وہ شخص زیادہ سزاوار ہے کہ اگر اس کے وعدہ میں تاخیر ہو جائے تو وہ صبر کرے اور جب اسے کوئی چیز نہیں دی جاتی ہے تو وہ معذور سمجھتا ہے اور نظر انداز کر دیتا ہے اور جب اس پر احسان کیا جاتا ہے تو شکریہ ادا کرتا ہے۔

لوگوں میں وہ شخص احسان کا زیادہ حق دار ہے، جس پر خدا نے احسان کیا ہے اور قدرت کے ذریعے اس کے ہاتھ کھلے ہوئے ہوں، یعنی اس کے مال میں وسعت وبرکت دی ہے یا اس کی حیثیت ایسی ہے کہ وہ آسانی سے چارہ سازی کر لیتا ہے۔

وہ شخص احسان کا زیادہ مستحق ہے، جس پر خدا کی نعمتیں زیادہ ہوں۔

اَجر وثواب کو جلد حاصل کرنے والی نیکی احسان ہے۔

بے شک اس دُنیا کے مال کو خیرات کرنا ذخیرہ ہے اور اسے روکے رکھنا فتنہ ہے۔

بے شک اس مال کو طاعت خدا میں خرچ کرنا، بہت بڑی نعمت ہے اور اس مال کو خدا کی معصیت میں خرچ کرنا، بہت بڑی مصیبت ہے۔

یقیناً بخشش وعطا یا سلام بہترین خصلت ہے۔

بے شک اللہ سبحانہ ہر دینے والے ہاتھ اور دین کی حفاظت کرنے والے کو دوست رکھتا ہے۔

یقیناً سوال کی قدر و قیمت، بخشش کی قدر و قیمت سے زیادہ ہے پس جو تم نے سائل کو دیا ہے اسے زیادہ نہ سمجھو کیونکہ وہ ہرگز سوال کی قیمت اور اس کی ذلت کے برابر نہیں ہو سکتا ہے۔

بے شک خدا کی تھوڑی عطا بھی مخلوق کی بہت زیادہ عطا سے کہیں بلند ہے۔

تم جو احسان کسی پر کرتے ہو، اس کے ذریعے تم خود ہی پر احسان کرتے ہو اور اس سے اپنی آبرو کو سنوارتے ہو پس جو احسان تم نے اپنے ہی اُوپر کیا ہے اس کی شکر گزاری کا دوسرے سے مطالبہ نہ کرو۔

بے شک تمہارا اس شخص پر احسان کرنا، جو تمہارے مخالفوں اور حاسدوں میں سے مکر کرتا ہے، ان کے ساتھ بدسلوکی کرنے سے زیادہ خطرناک ہے اور ایسا کام انہیں دُشمنی چھوڑنے پر مجبور کرے گا۔

بے شک تمہاری بخشش و اکرام میں ساری مخلوق کی گنجائش نہیں ہے تو خلق کے بہترین لوگوں کو تلاش کرو۔

احسان میں تاخیر کرنا شریف لوگوں کی عادت نہیں ہے، بلکہ وہ فوراً احسان کرتے ہیں۔

احسان سرداری ہے۔

نیک اور پسندیدہ کام سرمایہ افتخار ہے۔

احسان محبت کا سبب ہوتا ہے۔

لوگوں پر احسان کرنا، ان کی خدمت کرنا قرض ہے، جو ایک دوسرے کو دیتے ہیں۔

لوگوں کے ساتھ نیکی کرنا غنیمت و فائدہ بخش ہے۔

احسان فضیلت و برتری کا سبب اور کرم نجابت و ہوشیاری کی دلیل ہے۔

لوگوں کے ساتھ نیکی کرنا خزانہ ہے۔

اِنسان احسان کا غلام ہے، جس کی طرف سے احسان ہوتا ہے، اس کا غلام بن جاتا ہے۔

لوگوں کے ساتھ نیکی کرنا، نعمتوں کی زکوٰۃ ہے۔ جس طرح مال کی زکوٰۃ کے بہت سے مالی فوائد ہیں، اسی طرح لوگوں پر احسان کرنے سے نعمتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔

لوگوں پر احسان کرنا، سب سے بڑی نعمت ہے۔

احسان، برتری کی معراج ہے۔

احسان، اِنسان کو غلام بنا لیتا ہے۔

احسان یا نیکی عظیم ترین سرداری ہے۔

بلندی احسان کو نابود کر دیتی ہے۔

لوگوں پر احسان کرنا، بہت بڑی عظمت ہے۔

لوگوں کے ساتھ احسان کرنا، ابدی ذخیرہ ہے۔

احسان ذخیرہ ہے اور کریم و بزرگ وہ ہے، جو اس کی حفاظت کرتا ہے۔

لوگ اس شخص کے بیٹے ہوتے ہیں کہ جو نیک کام انجام دیتا ہے گویا ایسے لوگ انسان کے ماں، باپ بن جاتے ہیں، یا لوگ احسان کے بیٹے ہیں جیسا کہ روایت ہے: الانسان عبید الاحسان ''انسان، احسان کا غلام ہے۔''

عقل مند کریم جو کہ یہ جانتا ہے کہ کس پر احسان کر رہا ہے اور کیسے کر رہا ہے، کا احسان کرنا، بہترین فضیلت ہے۔

کنجوس یا بد کردار بد بخت کا احسان کرنا، بہت بڑی ذلت ہے۔

احسان کا بدلہ بُرائی سے دینا، کفرانِ نعمت یا خدا کا انکار کرنے کے مترادف ہے۔

لوگوں پر احسان کرنا، نمو کرنے والی کھیتی اور بڑھنے والا خزانہ ہے۔

گنہگار پر احسان، بہترین فضیلت ہے۔

احسا کرنے کے بعد اس کا طعنہ دینا (یا بار بار جتانا) احسان کو نابود کر دیتا ہے۔

نیک لوگوں پر احسا کرنا، بہترین ذخیرہ اور بہت بڑا احسان ہے۔

گنہگار پر احسان کرنے سے دُشمن کی اصلاح ہو جاتی ہے۔

احسان ایک خزانہ ہے لہٰذا یہ دیکھ لو کہ اسے کس کے پاس اَمانت رکھ رہے ہو۔

احسان ایک ذخیرہ ہے لہٰذا اس شخص کی تلاش میں رہو کہ جس کے پاس اسے رکھ رہے ہو، یعنی اگر تم نے احسان کیا تو اپنی ہی عزت بڑھائی اور اپنے ہی ساتھ نیکی کی۔

اگر تم نے نیکی کی تو خود کی عزت کی اور اسی کے ساتھ نیکی کی۔

بے شک تم لوگوں پر احسان کرنے کے، مال جمع کرنے سے زیادہ محتاج ہو۔

بخشش کی آفت ٹال مٹول کرنا یا بچا کر رکھنا ہے۔

جب تم نیکی کرو تو اسے چھپاؤ، تاکہ اس میں ریا شامل نہ ہو جائے۔

جب تمہارے ساتھ احسان کیا جائے تو اس کی تشہیر کرو کہ اس سے احسان کرنے والے کا شکریہ ادا ہو جائے گا اور اس کی تشویش کا باعث ہوگا۔

جب تم کچھ دینا چاہو تو اس میں عجلت کرو۔

جب تمہارے ساتھ احسان کیا جائے تو اسے یاد رکھو۔

کسی پر بھی احسان کرو تو اسے فراموش کر دو۔

تم کسی بد بخت (بخیل) پر احسان کرو گے تو وہ تمہارے احسان کے عوض تمہیں دکھ پہنچائے گا۔

(آپؑ سے منقول ہے کہ آپؑ نے فرمایا:) اس شخص پر احسان کرنے کا اختیار ہے کہ جس پر احسان نہیں کیا ہے اور جس پر میں نے پورا احسان کیا ہے، اس پر احسان کرنے کے بعد میں اس کا رہین و گروی ہوں کیونکہ جب میں مکمل طور پر احسان کروں گا تو میں اس کی حفاظت کرونگا اور اگر میں اس احسان کو قطع کروں گا تو گویا اسے ضائع کرونگا اور جب اسے ضائع کرونگا تو مجھے احسان کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ یعنی اِنسان کو چاہئے کہ یا تو احسان نہ کرے اور اگر احسان کرنا ہے تو اس کا لحاظ رکھے، اگر اسے قطع کرنے کا اِرادہ رکھتا ہے تو پھر اس کی اِبتدا نہ کرے کیونکہ نیکی بھی ختم ہوجائے گی، گویا کہ احسان کیا ہی نہیں ہے۔

جب تمہاری بخشش ضعیف اور کمزور لوگوں تک نہ پہنچ سکے، یعنی ناداری کی وجہ سے بخشش نہ کر سکو، تو ان کے ساتھ نرمی و مہربانی سے پیش آؤ۔

جب تم کسی ایسے حاجت مند کو دیکھو جو روزِ قیامت تمہارا زادِراہ اُٹھائے تو وہ کل قیامت کے دن جب تم اس کے محتاج ہو گے تو پورا پورا دے دے گا، تو اسے غنیمت سمجھو اور اپنے توشہ کو اس پر لاددو اور اسے اپنا زیادہ سے زیادہ توشہ دو، جب کہ تم اس پر قدرت رکھتے ہو کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ تم اسے تلاش کرو گے اور اسے نہیں پاسکو گے۔

احسان سے اِنسان غلام بن جاتا ہے۔

احسان کرنا مستقل شکر کا سبب ہوتا ہے یعنی اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کا شکریہ ادا کیا جائے تو اسے احسان کرنا چاہئے۔ ممکن ہے یہ مراد ہو کہ نیک کام انجام دینا ہی خدا کا شکریہ ادا کرنا ہے۔

احسان کے سبب دل غلام ہوجاتے ہیں۔

احسان کے ذریعے آزاد بھی غلام بن جاتے ہیں۔

احسان کرنے اور درگزر کے ذریعے گناہوں کو چھپانے سے عظمت و بزرگی ملتی ہے۔

احسان سے گردنیں غلام ہوجاتی ہیں، یعنی جو شخص ان پر احسان کرتا ہے، وہ اس کے حکم کے سامنے جھک جاتی ہیں۔

عطا کرنا نعمتوں کی زکوٰۃ ہے، یعنی عطا کرنے سے نعمت و مال پاک ہوجاتا ہے۔

عطا کرنا، بہترین منقبت اور اعلیٰ ترین خصلت ہے۔

کھلے ہاتھ عطا کرنا (فراخ دلی) سے اجر میں اضافہ کا باعث ہوتا ہے اور جزا کو دوچند کرتا ہے۔

احسان میں جلدی کرنا ہی احسان کا معیار ہے، کیونکہ اس میں تاخیر سے رنج ہوسکتا ہے اور یہ بھی مراد ہوسکتی ہے کہ احسان کسی آفت کی زد میں آجائے اور آدمی محروم ہوجائے۔

اجنبی شخص کے ساتھ احسان کرنا، گویا اسے ضائع کرنا ہے۔

عطا و خرچ کرو، تمہاری خدمت کی جائے گی، بربادی یا علم سے کام لو تمہیں مقدم کیا جائے گا۔

مکمل احسان، احسان جتانے کو ترک کرنا ہے۔

لوگوں کا تمہارے بخشش واحسان کی اُمید رکھنا، ان کا تمہاری سزا وسیاست سے ڈرنے سے بہتر ہے، یعنی زمام دار یا عام انسان کو ایسا کام کرنا چاہئے کہ لوگوں کو اس کی عطا و بخشش کی توقع رہے نہ کہ وہ اس کی چالبازی اور سزا سے ڈریں۔

خود کو بخشش وعطا سے زینت دو، سرکشی سے باز رہنے، حق پر عمل کرنے، نفس کے ساتھ انصاف کرنے، فساد سے پرہیز کرنے اور معاد کی اِصلاح کرنے سے زینت دو۔

احسان کی زینت، احسان جتانے کو ترک کرنا ہے۔

احسان کا حُسن اسے مکمل کرنا ہے۔

احسان کا انکار مثلاً کوئی کہے کہ فلاں شخص نے مجھ پر کوئی احسان نہیں کیا ہے، آدمی کو بُرائی پر یا احسان جتانے پر مجبور کرتا ہے، احسان کرنے والا احسان جتاتا ہے۔

احسان کا اِنکار محروم رہنے کا سبب ہوتا ہے، یعنی احسان کرنے والا اس پر دوبارہ احسان نہیں کرے گا۔

بہترین احسان وہ ہے، جو نیک لوگوں پر کیا جاتا ہے۔

بہترین احسان وہ ہے، جس کا عوض مدنظر نہ ہو اور بعد میں منت گزاری نہ ہو۔

بہترین بخشش وہ ہے، جو بغیر مانگے کی جائے۔

اپنے دُشمن پر احسان کرکے غلبہ پاؤ کیونکہ دو کامیابیوں میں سے ایک ہے، یعنی دُشمن پر دو طریقوں سے فتح پائی جاسکتی ہے ایک غلبہ سے، دوسرے احسان سے اور اس میں شک نہیں ہے کہ یہ طریقہ آسان ہے۔

احسان کرنے والے کا عظمت کے ساتھ شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

احسان کرنے والا اچھی عادت کا مالک ہوتا ہے، عام طور پر لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں۔

احسان کی معراج یہ ہے کہ مومنین پر کیا جائے۔

اعلیٰ ترین سخاوت یہ ہے کہ بخشش وعطا میں تعجیل کی جائے۔

اِیمان کی معراج لوگوں پر احسان کرنا ہے۔

فضائل کی انتہا اور احسان کی بلندی یہ ہے کہ شریف ترین لوگوں کے ساتھ کیا جائے۔

رذائل کی آخری حد پست ترین لوگوں پر احسان کرنا ہے۔

احسان کی پرورش اور اس کا ہمیشہ کرنا، اس کی اِبتدا کرنے سے بہتر ہے، کیونکہ جس پر احسان کیا گیا ہے، وہ دوسرے احسان کا منتظر رہتا ہے، لیکن جس پر ابھی تک احسان نہیں کیا گیا ہے، وہ اس کی توقع نہیں رکھے گا۔

احسان کرنے کے سلسلے کو بڑھاؤ، زیادہ سے زیادہ احسان کرو، کیونکہ وہ ذخیرہ کے لحاظ سے زیادہ باقی رہنے والا اور یادآوری کے

اعتبار سے بہترین چیز ہے۔

احسان محبت کا سبب ہے۔

پے در پے احسان کرنا شریفوں کا شیوہ ہے۔

اس شخص سے احسان کرنے کا تقاضا کرو، جو اسے فراموش کر دیتا ہے اور اس شخص کے ساتھ احسان کرو، جو اسے یاد رکھتا ہو، کیونکہ اول الذکر اسے بیان نہیں کریں گے اور موخر الذکر گزار رہوں گے۔

سب سے بدترین احسان وہ ہے کہ جس کی انجام دہی میں وعدہ کرنے کے بعد تاخیر کی جائے اور احسان کے بعد اسے جتایا جائے۔

کئے گئے احسان انسان قصر مذلت میں گرنے سے بچاتے ہیں۔

کئے گئے احسان اِنسان کے فضائل میں سے ہے۔

احسان کرنے سے نعمتیں جاری ہو جاتی ہیں اور بلاؤں کو دفع کرتا ہے۔

احسان کا مال، یعنی جود وستی کی وجہ سے ہوتا ہے، وہ احسان کے ختم ہونے کے ساتھ ہی ختم ہو جاتا ہے۔

خوش نصیب ہے وہ شخص، جو لوگوں پر احسان کرے اور واپسی کیلئے توشہ فراہم کرے۔

جو شخص نا اہل پر احسان کرتا ہے، وہ احسان پر ظلم کرتا ہے۔

اس شخص کی قسمت کا ستارہ چمک گیا یا وہ شخص کامیاب ہو گیا کہ جس نے شریف گرامی لوگوں پر احسان کیا، یعنی بلند مرتبہ لوگوں پر احسان کرنے والا کامیاب ہو گیا نہ کہ زیادہ لوگوں پر احسان کرنے والا۔

تمہارے لیے ضروری ہے کہ احسان کرو کہ یہ بہترین زراعت وکھیتی اور نفع بخشش ترین سرمایہ ہے۔

تمہارے لیے ضروری ہے کہ بندوں پر احسان کرو، شہروں میں عدل قائم کرو۔ ممکن ہے یہ حکام، قضاۃ اور ججوں سے خطاب ہو اور ممکن ہے کہ عام لوگوں سے خطاب ہو تا کہ تم حاضرین، گواہوں کے نزدیک کھڑے ہونے میں محفوظ رہو۔

تمہارے لیے ضروری ہے کہ احسان کرو کیونکہ یہ معاد کیلئے بہترین زادِراہ ہے۔

تمہارے لیے احسان کرنا، ذوی الارم اور ہمسائیوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا تمہارے لیے ضروری ہے کہ یہ دونوں عمر بڑھاتے اور شہروں کو آباد کرتے ہیں۔

پے در پے نیکی اور احسان کرنے سے آزاد غلام ہو جائے گا۔

احسان کرنے کی عادت خود کو متمکن کرنے کا یا صاحب منزلت ہونے کا سرچشمہ ہے۔

مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے، جو اپنے مال سے غلام خریدتا ہے پھر انہیں آزاد کر دیتا ہے کہ وہ اپنے احسان سے آزاد لوگوں کو خرید کر غلام کیوں نہیں بناتا؟

ہر بخشش وعطا میں احسان ہے۔

ہر عطا، خواہ خدا کی طرف سے ہو یا مخلوق کی طرف سے ایک احسان ہے یعنی اِنسان کو چاہئے کہ اس کو بہت زیادہ سمجھے وہ کم ہو یا زیادہ اور ممکن یہ مراد ہو کہ خود اس عطا میں احسان ہے، دوسرے احسان کی ضرورت نہیں ہے۔

کبھی یہ داد و دہش وعدہ وفائی کیلئے بہت ہی خوشگوار ہوتی ہے (خواہ یہ وعدہ دُنیا سے متعلق ہو یا آخرت سے)۔

اپنے احسان کو مقدم کرو، خواہ وہ آخرت سے متعلق ہو یا لوگوں سے، تا کہ اس کا نفع حاصل کرسکو۔

ہر نیکی احسان ہے، خواہ کم ہی ہو۔

کتنے ہی انسانوں کو احسان نے غلام بنالیا ہے۔

بہت زیادہ احسان کرنے سے عمر بڑھتی اور شہرت ملتی ہے۔

بہت زیادہ احسان کرنا شرف کو بڑھاتا ہے اور شکر کو دوام بخشتا ہے۔

پے در پے احسان کرنا ثروت مندی اور طاقت وقدرت کے دوام کا ضامن ہے۔

ہر چیز کی ایک فضیلت ہوتی ہے، شریف لوگوں کی فضیلت مردوں پر احسان کرنا ہے۔

سخاوت واحسان تمہاری عادت ہونا چاہئے۔

کسی بھی شخص میں یہ طاقت نہیں ہے کہ وہ احسان کے مثل شکریہ ادا کر سکے۔

اگر تم احسان کو مجسم دیکھتے تو تم اسے اتنا حسین وجمیل دیکھتے کہ جو دونوں جہانوں پر فوقیت لے جاتا۔

جو احسان کرتا ہے، اس کی خدمت کی جاتی ہے، لوگ اس کے خادِم بن جاتے ہیں۔

جو اپنا مال عطا کرتا ہے، اسے بڑائی ملتی ہے۔

جو احسان کرتا ہے، وہ بڑے پن اور بزرگی کا حق ادا کرتا ہے۔

جو شخص کسی پر احسان کر کے جتائے گا، وہ اسے اور داغ دار کر دے گا۔

جس نے احسان کیا، وہ ریاست کا مستحق ہو گیا۔

جو بہترین احسان کرتا ہے، وہ تعریف جمع کرتا ہے۔

جو احسان کرتا ہے، وہ اجر وشکر پاتا ہے۔

جو شخص پہلے احسان کو قطع کرتا ہے، خدا اس کے موجودہ امکان کو قطع کر دیتا ہے۔

جو احسان نہیں کرتا ہے، وہ بڑا نہیں بن سکتا۔

جس شخص کو بیٹھے ہوئے کچھ نہیں ملتا ہے، اسے کھڑے ہوئے بھی نہیں ملتا ہے، یعنی زیادہ بھاگ دوڑ کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔

جوشخص بیٹھے ہوئے نہیں دیتا ہے، یا جس کو بیٹھے ہوئے نہیں دیا جاتا ہے، اسے کھڑے ہوتے ہوئے منع کر دیا جاتا ہے۔

جوشخص نادان یا بے وقوف پر احسان کرتا ہے، وہ اپنی نری جہالت پر دلیل لاتا ہے، یعنی ایسا کام نادانی کی واضح دلیل ہے۔

جو احسان کو چھپاتا ہے، اسے محروم ہونے کی سزا ملتی ہے (جو انسان مند احسان کو چھپاتا ہے، وہ محروم رہتا ہے)۔

جو احسان کو منع کرتا ہے، اس سے قدرت وطاقت چھین لی جاتی ہے۔

جس نے آزاد اِنسان پر احسان کیا، اس نے اَجر پایا۔

جس نے احسان کیا، وہ اچھی مدح کا مالک ہوگیا، یا اس نے اچھی مدح حاصل کی۔

جس کے عطایا زیادہ ہوتے ہیں، وہ اپنے بلند مرتبہ کو آشکار کرتا ہے۔

جس کے احسان زیادہ ہوتے ہیں، اس کے بھائی اس سے محبت کرتے ہیں۔

جو زیادہ احسان کرتا ہے، اس کی طرف بڑھنے والوں کی کثرت ہوتی ہے۔

جس نے تمہاری عطا کو قبول کیا، اس نے کرم کے سلسلہ میں تمہاری مدد کی۔

جو احسان کو کامل کرنا چاہتا ہے، وہ سوال سے پہلے عطا کرتا ہے۔

جو نا اہل کے ساتھ احسان کرتا ہے، وہ اپنے احسان پر ظلم کرتا ہے۔

جو غیر حقوق میں عطا کرتا ہے (یعنی نا اہل پر احسان کرتا ہے) وہ حق میں کوتاہی کرتا ہے۔

جو اچھے احسان کا اِنکار کرتا ہے، وہ قطع احسان ہونے کی بُرائی کا سبب ہوتا ہے۔

جوشخص احسان کا بدلہ، شکر یا اس سے بڑے احسان سے دیتا ہے، درحقیقت وہ تلافی کرتا ہے اور اس کی جزا دیتا ہے۔

جس کا احسان بڑھ جاتا ہے، اس کے خادِم اور مددگار بھی بڑھ جاتے ہیں۔

جو احسان کرتا ہے، اس کی طرف دِل جھکتے ہیں۔

جو سال سے پہلے عطا کرتا ہے، وہ محبوب کریم ہوتا ہے۔

جو احسان کا بدلہ بُرائی سے دیتا ہے، وہ مروّت سے عاری وخالی ہے۔

جو لوگوں پر احسان کرتا ہے، وہ لوگوں سے ہمیشہ محبت پاتا ہے۔

جو اس احسان کی قضا کرے جو کہ اس پر پہلے کیا جا چکا ہے، اس کی تلافی کرنا چاہئے وہ حریت میں کامل ہے۔

جوشخص اُمید کے ساتھ تم سے احسان کا سوال کرتا ہے، درحقیقت اس نے تمہارے بارے میں حُسن ظن کیا ہے، لہٰذا اس کے گمان کو نا اُمید نہ کرو۔

جوشخص اس کیلئے حق بجالائے یعنی اس پر احسان کرے، جس نے حق کو انجام نہ دیا ہو یعنی جس نے احسان نہ کیا ہو، اس نے اسے غلام بنالیا۔ (یہ جملہ نہج البلاغہ کے کلمات قصار 155 میں نقل ہوا ہے)۔

جوشخص لوگوں پر احسان کرتا ہے، اس کی عاقبت سنور جاتی ہے اور اس کے راستے آسان ہو جاتے ہیں۔

جوشخص احسان قبول کرتا ہے، درحقیقت وہ تمہارے اُوپر اپنا حق واجب ولازم کرتا ہے۔

جوشخص اپنے ساتھ بُرائی کرنے والے پر احسان کرتا ہے، درحقیقت وہ تمام فضائل کو جمع کرتا ہے۔

جوشخص احسان کرنے والے کا شکریہ ادا کرتا ہے، محرومی اس سے آگے نہیں بڑھتی ہے، یعنی وہ محروم رہتا ہے۔

جو مانگے بغیر بخشش کا آغاز کرتا ہے، وہ جتائے بغیر احسان کو مکمل کرتا ہے، درحقیقت وہ احسان کو مکمل کرتا ہے۔

جوشخص کفرانِ نعمت کرنے والے پر احسان کرتا ہے، اس کا غیظ وغضب بڑھ جاتا ہے۔

جوشخص اپنے نفس کو عطا پر مجبور کرتا ہے، وہ دُنیا والوں کو غلام بنالیتا ہے۔

جوشخص اپنے احسان کی تربیت نہیں کرتا (اسے کمال پر نہیں پہنچاتا ہے اور پے در پے احسان نہیں کرتا) ہے، درحقیقت وہ اپنے احسان کو ضائع کرتا ہے۔

جس نے تمہارے احسان کو قبول کیا، درحقیقت اس نے تمہارے ہاتھ اپنی عزت کو فروخت کر دیا۔

جوشخص تمہارے احسان کو قبول کرتا ہے، درحقیقت وہ اپنی عزت کا سودا کرتا ہے کیونکہ وہ اسے دے کر تمہارے احسان کو قبول کرتا ہے۔

جوشخص اپنے احسان کی تربیت نہیں کرتا ہے، گویا اس نے کوئی احسان ہی نہیں کیا ہے۔

احسان کرنا بھی بلند ہمتی کی نشانی ہے۔

سب سے بڑی مصیبت والمیہ احسانات کو ضائع کرنا ہے، جیسے دکھاوے کیلئے احسان کرنا۔

اعلیٰ ترین احسان نیک لوگوں پر احسان کرنا ہے۔

ایسا شکر کسی اور چیز سے حاصل نہیں ہوتا ہے، جیسا احسان کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔

احسان کی مانند کسی چیز سے گردنوں کو، آزادوں کو غلام نہیں بنایا جاسکتا ہے۔

کسی شخص نے میرے پاس کسی چیز کو وسیلہ نہیں بنایا ہے، جو کہ میرے نزدیک اس ہاتھ سے بہتر ہو اور میری جانب سے اس کی طرف سبقت کی تاکہ میں ایسا ہی احسان کرنے کیلئے اس کی تربیت کروں کیونکہ اواخر کو قطع کرنے سے اوائل بھی ختم ہو جاتے ہیں۔

احسان کا معیار وکمال یہ ہے کہ اسے جتایا نہ جائے۔

احسان کے ساتھ رفعت وبلندی ہے۔

مکمل احسان کہ اِنسان ہمیشہ کرتا ہے اور اسے ناقص نہیں چھوڑتا ہے، وہ ہے جس کی بہترین طریقہ سے ابتدا کی جاتی ہے۔

بہترین ذخیرہ، احسان کرنا ہے۔

معاد کا بہترین زادِراہ، بندوں پر احسان کرنا ہے۔

احسان کرنے سے فضائل ملتے ہیں۔

اپنی بخشش کو زیادہ نہ سمجھو خواہ زیادہ ہی ہو، کیونکہ بہترین تعریف اس سے زیادہ ہے۔

عطاو بخشش کو عظیم نہ سمجھو، خواہ عظیم ہی ہو کیونکہ سوال کی قدر و قیمت اس سے زیادہ ہے۔

جو شخص اپنی دولت میں احسان نہیں کرتا ہے، وہ بے چارگی میں بے یار و مددگار رہتا ہے۔

غیر مستحق پر احسان کرنے والا اس کو ضائع کرنے والا ہے۔

مستحق پر احسان کرنا، دُشمن کو شکست دینا ہے اور بُری چیزوں میں مبتلا ہونے سے بچاتا ہے۔

غیر معروف لوگوں پر احسان نہ کرو، یعنی جو احسان کے قدردان نہیں ہیں، ان پر احسان نہ کرو۔

جو تمہاری نیکی کا انکار کرتا ہے، اس پر احسان نہ کرو۔

احسان کرنا ہرگز بند نہ کرو، خواہ تمہیں اس کے قدردان دستیاب بھی نہ ہوں۔

کم دینے میں شرم محسوس نہ کرو کیونکہ محروم رکھنا تو اس سے بھی کم ہے۔

اپنی زیادہ بخشش کو زیادہ نہ سمجھو کیونکہ تم، تمہاری قدر و منزلت، اس سے زیادہ ہے۔

کارِ خیر اور احسان کرنے میں دریغ نہ کرو، کیونکہ اگر ایسا کرو گے تو تمہاری صلاحیت سلب ہو جائے گی۔

محتاج پر بخشش کرنے کو کل پر نہ ٹالو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ کل تمہارے اور اس کے اُوپر کیا گزرے گی۔

تمہارے بھائی کو تمہارے ساتھ بدی کرنے میں تمہارے احسان کرنے سے زیادہ قوی نہیں ہونا چاہئے (یعنی اس کے ساتھ اتنا احسان کرو کہ وہ بدی کرنا چھوڑ دے تم احسان کرنا نہ چھوڑو)۔

خبردار! تم ان لوگوں کی کمی کی بنا پر احسان کرنے میں ہمت نہ ہارنا جو احسان کا شکریہ ادا کرتے ہیں، درحقیقت احسان کرنے پر تمہارا شکریہ وہی ادا کرے گا، جو اس سے ذرہ برابر بھی فائدہ نہیں اٹھائے گا اور کبھی شکر کرنے والے کا شکریہ احسان کا اِنکار کرکے اسے ضائع کرنے والے سے زیادہ ملتا ہے۔

اس شخص کے نقصان کیلئے مدد نہ کرو کہ جو تمہارے اُوپر احسان کرتا ہے، کیونکہ جو احسان کرنے والوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا ہے، اس کی طاقت وقدرت سلب ہو جاتی ہے۔ ممکن ہے قدرت سلب ہونے سے مراد وہ اِنسان ہو، جو خدا کی مخالفت کرتا ہے یا اپنے محسن کے خلاف اُٹھ کھڑا ہوتا ہے۔

بے حسب و نسب والے کے ساتھ احسان پاک نہیں ہوتا ہے۔

بدبخت اپنے ہی جیسے افراد پر احسان کرتے ہیں یا بدبختوں پر انہیں جیسے احسان کرتے ہیں۔

احسان سے بڑی کوئی اور فضیلت نہیں ہے۔

احسان سے بڑھ کر کوئی منقبت نہیں ہے۔

اس احسان سے زیادہ برباد کوئی احسان نہیں ہے، جو کفرانِ نعمت کرنے والوں پر کیا جاتا ہے۔
اس شخص پر احسان کرنے میں کوئی بھلائی نہیں جو کہ احسان کے حق کو نہیں پہچانتا ہے۔
احسان کوئی نفع نہیں پہنچاتا مگر وفادار حمیت والے افراد کو (جو محتاط رہتے ہیں)۔
تھوڑی عطا عذر خواہی کی بہانہ بازی سے بہتر ہے۔
احسانات پاک نہیں ہوں گے مگر کریم وشریف پر کرنے سے کیونکہ ان میں اس کی اہلیت ہوتی ہے اور ان پر احسان کرنا باعث اجر وثواب ہے۔
اس احسان میں کوئی بھلائی نہیں ہے، جو کہ جتانے کے لحاظ سے یا کمی کے اعتبار سے دیکھا جاتا ہے۔
احسان کے انجام وعواقب کی کبھی مذمت نہیں کی جائے گی، بلکہ ہمیشہ اس کی مدح وستائش کی جائے گی۔
ستائش کی جاتی ہے، مگر اس شخص کی جو کہ احسان کرتا ہے۔
عطاو بخشش کیلئے جو میسر ہے، وہی کافی ہے۔
احسان دو خزانوں میں سے افزون ترین خزانہ ہے۔
احسان ایک زنجیر ہے، جس سے شکر یا جزا کے سبب ہی کی نجات ہوسکتی ہے۔
احسان کی تکمیل کرنا، اس کی اِبتدا کرنے سے بہتر ہے۔
احسان چند چیزوں سے کامل ہوتا ہے، اس کو کم سمجھنے، اس میں جلدی کرنے اور اسے چھپانے سے، کیونکہ جب تم اسے کم سمجھو گے تو اسے زیادہ کرو گے اور جب اس میں عجلت کرو گے تو اس کو گوارا بناؤ گے اور جب اس کو چھپاؤ گے تو کامل بناؤ گے۔
احسان کرنا بڑا ذخیرہ اور سخاوت بہترین زیور ہے۔
جب صاحبانِ فضل و بخشش کم ہوجاتے ہیں تو فیشن والے، مالدار ہلاک ہوجاتے ہیں، یعنی احسان و بخشش کی برکت سے ان کی زندگی ہوتی ہے۔
دادودہش مرتبہ کو بلند کرتی ہے۔
احسان وانعام سے گردنیں جھک جاتی اور غلام ہوجاتی ہیں۔
زیادہ بخشش وعطا سے کریم کی شناخت ہوتی ہے۔
احسان سے عیوب چھپے رہتے ہیں۔
اپنے احسان کو اس کے مرنے سے بچا کر زندہ رکھو۔
جہاں تک ہوسکے احسان کرو اور نیک کردار گنہگار کو سرزنش کرو، یعنی جب تم اس کے سامنے نیک کام انجام دو گے تو وہ بھی نیک کردار بن جائے گا یا اس کے کردار واعمال کو دیکھ کر پشیمان ہوگا۔

تمام لوگوں کے ساتھ احسان کرو کیونکہ خدا کے نزدیک احسان کرنے کی فضیلت کا کوئی چیز مقابلہ نہیں کر سکتی۔

احسان کو مرنے نہ دو، زندہ رکھو اور احسان نہ جتا کر اسے زندہ کرو کیونکہ احسان جتانا اس کو برباد کر دیتا ہے۔

بہترین نیکیاں اور احسان، ستم دیدہ کی فریاد کو پہنچنا ہے۔

اعلیٰ ترین احسان وہ ہے، جو اس کے اہل کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

بہترین احسان بدبخت کا اپنے آزاد کو باز رکھنا ہے، اگر کبھی کسی کو اذیت نہ پہنچے تو اس کو احسان سمجھے اور اس کو کمال سمجھے۔

کریم کا بدترین فعل، بخشش کرنے سے باز رہنا ہے۔

احسان کرنے والوں کو احسان کرنے کی اس سے زیادہ ضرورت ہے کہ جتنی ان کے احسان کی طرف رغبت کرنے والوں کو ہوتی ہے، کیونکہ احسان کا زیادہ فائدہ صاحب نعمت یعنی محسن کو ملتا ہے اور تھوڑا سا، دنیوی نفع اہل رغبت کو ملتا ہے۔ اس لحاظ سے احسان کرنے والے کو زیادہ ضرورت ہے۔

احسان غلامی و بندگی ہے۔

سب سے زیادہ نفع بخش سرمایہ احسان کرتا ہے۔

کمال عطیہ اس کو جلد انجام دینا ہے، انتظار و وعدہ کے بعد نہیں۔

اِنسان اس وقت تک ہرگز غلام نہیں بن سکتا، جب تک کہ وہ احسان میں سرشار نہ ہو جائے، یعنی جب تک اس پر دوسرے زیادہ سے زیادہ احسان نہ کریں۔

جو شخص محبت کو اچھا نہیں سمجھتا ہے، اسے خفت کا سامنا کرنا پڑتا ہے، یعنی توہین کا سامنا کرنا پڑیگا۔

بلند مرتبہ انسان احسان و اکرام کی مانند، کسی اور چیز سے غلام نہیں بن سکتا۔

بہترین خزانہ وہ احسان ہے، جو آزاد لوگوں پر کیا جاتا ہے اور وہ علم ہے، جس کو نیک لوگوں نے درس و تحقیق کے ساتھ حاصل کیا ہے۔

احسان کا انکار محرومیت کا سبب ہوتا ہے، کیونکہ احسان کرنے والے کے جذبات سرد ہو جائیں گے۔

جو شخص بخشش و عطا کو روکتا ہے، وہ تعریف کو روکتا ہے۔

منع کرنے کے بعد دینا، دینے کے بعد منع کرنے سے بہتر ہے۔

جو شخص رعیت پر احسان کرتا ہے، خدا اسے اپنی رحمت کے سایہ میں لے لیتا ہے اور اس کو اپنی مغفرت میں داخل کرتا ہے۔

جو کچھ تمہیں دینا ہے، وہ خوش روئی اور خوشی کے ساتھ دو اور اگر منع کرنا ہے تو شائستہ اور عذر خواہی کے ساتھ کرو، غصہ اور بے اعتنائی کے ساتھ نہیں۔

جس شخص پر مال خرچ کرنا، اسے بخش دینا آسان ہوتا ہے۔ اسی سے اُمیدیں وابستہ ہوتی ہیں۔

جو شخص اپنا مال خرچ کرتا ہے وہ گردنوں (لوگوں) کو غلام بنا لیتا ہے۔
جو شخص اپنی نیک نامی کو دوست رکھتا ہے، اسے اپنا مال خرچ کرنا چاہئے۔
جو شخص اپنا مال خرچ کرتا ہے، وہ گردنوں (لوگوں) کو غلام بنا لیتا ہے۔
جس طرح مال خرچ کرنے سے انسان نیکی کے ساتھ یاد کیا جاتا ہے، اس طرح کسی اور چیز کے ذریعے یاد نہیں کیا جاتا۔
بخشش وعطا منزلت پر پہنچنے کا سرمایہ ہے۔ یہ انسان کو بلندی پر پہنچاتا اور اس کو مقام ومرتبہ سے نوازتا ہے۔
بخشش وعطا تعریف کو کسب کرتی ہے (اس کے سبب ان کی تعریف کی جاتی ہے)۔
بخشش سے تعریف وستائش فروغ پاتی ہے۔
نعمت دینے سے نعمت خدا میں استحکام و پائیداری آتی ہے۔
زیادہ بخشش وسخاوت کرنا، بڑے پن یا ذہانت کی دلیل ہے۔

محسن

نیکی کرنے والے اور بدی کرنے والے کو تمہارے نزدیک برابر نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اس سے نیکی کرنے والے کے جذبے سرد پڑ جاتے ہیں اور بدی کرنے والا بدی کرنے پر اور جری ہو جاتا ہے۔
بخشش کرنے والے کو سائل کی ضرورت ہوتی ہے کہ وہ اس سے مانگے تاکہ اسے ضرورت کی اطلاع ہو جائے۔
بخشش کرنے والے بنو، فضول خرچ نہیں۔
احسان کرنے والا وہ ہے، جو لوگوں پر زیادہ سے زیادہ احسان کرے۔
محسن، نیکوکار کی مدد کی گئی جبکہ بدکار ذلیل ہوتا ہے۔
احسان کرنے والا وہ ہے، جس کے اقوال کی اسکے افعال تصدیق کرتے ہوں۔
محسن زندہ ہے، خواہ اسے مردوں کی منزل میں پہنچا دیا جائے۔
جب تم کسی نیکی کو دیکھو تو جلدی سے اس کی طرف بڑھو اور شر و برائی کو دیکھو تو اس سے بھاگو اور تمہیں طاعات پر عمل پیرا ہونا چاہئے اور بلندیوں کے حصول میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانا چاہئے اور تمہیں کامیاب احسان کرنے والا ہونا چاہئے۔
بدترین احسان کرنے والے وہ لوگ ہیں، جو احسان کر کے جتاتے ہیں۔
احسان کرنے والے سے لغزش نہیں ہوتی اور اگر کبھی وہ پھسلتا ہے تو اسے سہارا مل جاتا ہے۔ یہ (اور یہ اس کا اور اس کا اِرادہ ہوتا ہے)۔
ہر احسان کرنے والا، انس حاصل کرنے والا ہے۔ احسان کرنے والوں پر نیک لوگوں کی زُبان سے ہونے والی مدح، نیک کردار اور سیرت کی خوبی سے استدلال ہوتا ہے۔

اَچھائی

حُسن، چہرہ کی خوبصورتی سے نجابت کے بغیر کوئی فائدہ نہیں پہنچا تا ہے۔

بات کہنے میں ناتوانی

بات کہنے میں عجز وناتوانی، زُبان کے زخم یا پست بات کہنے کے زخم سے بہتر ہے۔
بات کہنے میں عاجز ہونا، حجت ودلیل کو کمزور کردیتا ہے۔
(بات کہنے کی طاقت نہ ہونا ایک نقص ہے) لیکن یہ عجز وناتوانی ہرزہ گوئی سے بہتر ہے۔

فائدہ ولطف

کان کا لطف خود اِنسان کیلئے ہوتا ہے اور زُبان کا لطف غیر کیلئے ہوتا ہے۔
فائدہ اس شخص کی طرف دوڑتا ہے، جو اس کو نہیں چاہتا ہے، جو خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہے، وہ اِنسان تک ضرور پہنچا ہے، خواہ وہ اس سے فرار کرے۔

بہرہ مندی یا خوش حالی

پروردگار کے نزدیک خوش حالی وبہرہ مندی یا مقام ومنزلت اس چیز کی طرف رغبت کرنا ہے، جو اس کے پاس ہے اور مخلوق کے نزدیک بہرہ مندی اس چیز سے فرار کرنا ہے، جو اس کے پاس ہے، یعنی اس سے طلب نہ کرنا اور اسے بے اعتنائی کرنا ہے، جو اس کے اختیار میں ہے۔

بھائی کیلئے کنواں کھودنا

جو اپنے بھائی کیلئے کنواں کھودتا ہے، خدا اسے اسی میں گرا دیتا ہے۔
جو اپنے مومن بھائی کیلئے کنواں کھودتا ہے، وہ اسی میں گرتا ہے۔

کینہ توزی

کینہ توزی بُرے لوگوں کی عادت ہے۔
کینہ ایک آگ ہے، جو ظفر کے علاوہ کسی اور چیز سے خاموش نہیں ہوتی (یہ ایک پوشیدہ آگ ہے، جس کو موت یا اس پر قابو ہی خاموش کرسکتا ہے)۔
کینہ فنا کرتا ہے، چونکہ کینہ پرور ہمیشہ انتقام لینے کی فکر میں رہتا ہے اور جب تک انتقام نہیں لیتا ہے، اس وقت تک غم میں گھلتا ہے

اوراسی میں تباہ ہوجاتا ہے۔

کینہ حاسدوں کی خصلت ہے، کیونکہ کینہ ودُشمنی حسد کے ساتھ ساتھ ہیں۔

کینہ غصہ وغضب کو بھڑکا تا ہے۔

کینہ عیوب کی جڑ یا بدترین عیب ہے۔

کینہ دردناک مرض اوروبا پیدا کرنے والی بیماری ہے۔

کینہ پست خصلت اور ہلاک کرنے والا مرض ہے۔

ایک دوسرے کی کینہ توزی اور سینوں میں ایک دوسرے سے دُشمنی رکھنے اور ایک دوسرے سے منہ پھیرنے اور ہاتھوں کو دوسرے کی مدد سے باز رکھنے سے بچو تا کہ اپنے کام کے مالک بن سکو۔

کینہ عیوب کی جڑ ہے، کینہ واقعی بہت سے عیوب کا باعث ہوتا ہے۔

کینہ فتنوں کا سبب ہے۔

کینہ شروبدی کا اسلحہ ہے۔

دل میں بیٹھنے والی بدترین چیز کینہ ہے۔

کینہ کی شدت وزیادتی حسد کی شدت وزیادتی سے ہوتی ہے۔

اپنے دلوں کو کینہ سے پاک کرو کیونکہ یہ وبا پھیلانے والا مرض ہے۔

سختیوں کے وقت کینہ زائل ہوجاتے ہیں، کیونکہ کینہ حسد ورشک اور بغض وعداوت سے پیدا ہوتا ہے اور اس زمانے میں ان چیزوں کے یاد کرنے کی فرصت نہیں ملتی ہے۔

جوبھی کینہ توزی کو چھوڑ دیتا ہے، اس کے دِل کو آرام مل جاتا ہے۔

کینہ توز

کینہ پرور کو اُخوت نہیں ملتی۔

جس کا کینہ زیادہ ہوجاتا ہے، اس کی سرزنش کم ہوجاتی ہے۔

جوبھی کینہ بوتا ہے، وہ رنج ومحن کاٹتا ہے۔

کینہ پرور کی زندگی کتنی مکدر ہے۔

کسی بھی کینہ پرور کیلئے محبت نہیں ہے۔

کینہ پرور کا نفس عذاب میں رہتا ہے اور اس کا غم واندوہ زیادہ ہوتا ہے۔

کینہ پرور کیلئے کوئی راحت نہیں ہے۔

تحقیر

کسی کو بھی حقیر نہ سمجھو یہاں تک کہ اس سے ملو۔

تحقیق

کوئی عمل تحقیق کے مثل نہیں ہے۔
علوم ومسائل میں تحقیق سے بہتر کوئی طریقہ نہیں ہے۔

حق

حق، شمشیر برندہ ہے، تیز کاٹنے والی تلوار ہے۔
حق، بہترین راستہ ہے۔
حق، سب سے زیادہ طاقت وپشت پناہ ہے۔
حق، واضح ترین راستہ ہے۔
حق، زیادہ سزاوار ہے کہ اس کا اتباع کیا جائے۔
حق، قائم کرنے کیلئے ایک دوسرے کا تعاون کرنا اَمانت ودیانت ہے کہ حق سب کے ہاتھ میں اَمانت ہے۔
حق، باطل پرستوں کیلئے تلوار ہے کہ جس کے ذریعے حاکم اِسلام اوراس کا لشکر انہیں واصل جہنم کرتا ہے۔
حق، ہر عمل کرنے والے کیلئے باعث نجات ہے اور ہر بولنے والے کیلئے دلیل ہے۔
دلیل لانے والا حق کے ذریعے پشت قوی کرتا ہے۔
حق سے بے رغبتی کے سبب گمراہی آتی ہے۔
حق سے وابستہ ہونے اور اس سے جدا نہ ہونے سے پشت پناہی حاصل ہوتی ہے۔
دُنیا میں ہمیشہ حق وباطل رہا ہے اور دونوں کے ماننے والے بھی رہے ہیں۔
جس حق سے نقصان پہنچتا ہے، وہ اس باطل سے بہتر ہے، جس سے مسرت وخوش حالی ملتی ہے کیونکہ حق کی ضرررسانی دُنیا ہی تک محدود ہے اور آخرت میں اس کا نفع ملے گا لیکن باطل اس کے برخلاف ہے۔
حق تک پہنچنے کیلئے جہاں بھی ہو، مشکلیں برداشت کرو۔
خدا رحم کرے اس شخص پر، جو حق کو دیکھتا ہے اور اس کی مدد کرتا ہے اور ظلم وجور دیکھتا ہے تو اسے ٹھکرا دیتا ہے اور حق دار کی مدد کرتا ہے یا حق کے ساتھ اپنے رفیق ومصاحب کی مدد کرتا ہے۔
خدا رحم کرے اس شخص پر، جو حق کو زندہ کرتا ہے اور باطل کو مار ڈالتا ہے، ظلم وستم کا قلع قمع کرتا ہے اور عدل قائم کرتا ہے۔

حکمت کی بلندی اوراس کی معراج،حق سے وابستہ ہونااورحق کی اِطاعت ہے،ممکن ہے حق سے مراد ہرزمانہ میں خدا کی حجت ہو۔
حق کوقائم کرنے کیلیئے مددوتعاون طلب کرنا دینداری اور امانتداری ہے۔
تمہارے لیےضروری ہے کہ تم حق کے تقاضوں کے مطابق عمل کرو اور انہیں نظرانداز نہ کرو اور باطل کی ملمع سازی کے فریب سے بچو۔
تمہاراحق کی طرف پلٹنا تمہارے باطل کی طرف گھسنے سے بہتر ہے،یعنی جوشخص باطل طریقہ پرگامزن ہوجائے اور پھر اسے یہ معلوم ہوجائے کہ یہ باطل ہے تواس کا فریضہ ہے کہ حق کی طرف پلٹ جائے،بے جاشرم وحیانہ کرے اور باطل پرقائم نہ رہے۔
تمہاراحق کی طرف پلٹنا،خواہ رنج ومحن کے ساتھ ہو،تمہارے اس آرام سے بہتر ہے،جو باطل کے ساتھ ہو۔
حق کے ساتھ رہنے میں کامیابی اورنیک بختی ہے۔
اس شخص کو چھوڑ دو،جس نے حق کو چھوڑکر اس کے غیر کواختیار کرلیا ہے اور جس چیز کواس نے اپنے نفس کیلیئے پسند کرلیا ہے،اسے ٹھکرادو۔
قلیل حق بھی زیادہ باطل کواسی طرح دفع کرتا ہے،جس طرح تھوڑی سی آگ لکڑیوں کے انبار کوجلادیتی ہے۔
حق کہواور پورافائدہ اُٹھاؤاور باطل نہ کہو،تاکہ سلامت رہو۔
حق کی ایک دولت وحکومت ہے جس کے بعد باطل کوقراروثبات نہیں ہے۔
تمہاری بازگشت حق کی طرف ہوناچاہیئے کیونکہ حق قوی ترین مددگار ہے۔
جوحق پرعمل نہیں کرتا ہے،وہ ہرگزنجات نہیں پاسکتا۔
جس نےحق پرعمل کیا،اس نے بہت نفع پایا۔
جس نےحق پرعمل کیا،اس نے فائدہ اٹھایا۔
جس نےحق پرعمل کیا،اس نے نجات پائی۔
جس نےحق پرعمل کیا،وہ کامیاب ہوگیا۔
جوحق سے ٹکراتا ہے،وہ شکست کھاتا ہے۔
جوحق کرتا ہے اس کی تصدیق ہوتی ہے،اگرچہ کہنے والے اس پرعمل نہ کریں۔
جوحق پرغلبہ کرتا ہے،اس سے جنگ کی جاتی ہے۔
جوحق سے دُشمنی کرتا ہے،حق اسے مارڈالتا ہے یااسے مات دیتا ہے۔
جوحق سے دُشمنی کرتا ہے،اس کوضعف وناتوانی دامن گیرہوجاتی ہے۔
جوحق سے دُشمنی کرتا ہے،خدااس کادُشمن ہوجائے گا۔

جس شخص کو حق نجات نہ دِلا سکے اسے باطل ہلاک کر دیتا ہے۔

جو کسی پر زیادتی کرتا ہے، اس پر راستے تنگ ہو جاتے ہیں۔

جو شخص حق کے ذریعے عزت تلاش کرتا ہے، حق اسے عزت بخشتا ہے۔

جو شخص حق کے مقابلہ میں سر اُٹھاتا ہے، وہ ہلاک ہوتا ہے۔ (نہج البلاغہ کلمات قصار 179 میں اس عبارت کا اضافہ ہوا ہے "عِندَ جَهَلَةِ النَّاسِ"، لیکن خطبہ نمبر 16 میں یہی عبارت ہے)۔

جو شخص حق کو اپنی زمام و لگام قرار دیتا ہے، لوگ اسے اپنا اِمام بنا لیتے ہیں۔

جو شخص حق پر عمل کرتا ہے، حق بھی اس کی طرف جھکتا ہے۔

جو حق بات سے شرم کھاتا ہے، وہ احمق ہے۔

جو شخص حق قائم کرنے کیلئے جنگ کرتا ہے، وہ کامیاب ہوتا ہے۔

جو شخص حق سے روگردانی کرتا ہے، اس کی عاقبت مذموم ہوتی ہے۔

جو شخص حق کے سامنے تسلیم ہوتا ہے اور اس شخص کی اطاعت کرتا ہے، جو برحق ہے تو وہ نیکو کاروں میں ہو جائے گا۔

جو شخص حق کو اپنا مقصد قرار دیتا ہے، اس کیلئے سخت، نرم اور دُور، نزدیک ہو جاتا ہے۔

جو شخص حق کو کمزور کرتا ہے اور اسے چھوڑ دیتا ہے، اسے باطل ہلاک اور قتل کر دیتا ہے۔

جس شخص کا مقصد حق ہوتا ہے، وہ اسے پا لیتا ہے، خواہ وہ کتنا ہی خفی و پوشیدہ ہو۔

جو شخص حق سے دُشمنی کرتا ہے، حق اسے قتل کر دیتا ہے۔ جو اس پر غالب آجاتا ہے، حق اسے ذلیل کر دیتا ہے۔

جو شخص حق کی نصرت کرتا ہے، وہ عظیم فائدہ حاصل کرتا ہے۔

اس شخص کو کس چیز نے مغرور کر دیا ہے، جو حق کا اعتراف کرتا ہے اور اس کی پیروی نہیں کرتا ہے، یعنی ہوا و ہوس کے علاوہ اور کس چیز نے اسے باز رکھا ہے۔

حق سے لڑنے والے سے دُشمنی کی گئی ہے۔

حق بہترین رہنما ہے۔

جب کسی کو حق کا اہل پاؤ تو اس کا اِظہار کرنے سے دریغ نہ کرو۔

حق کے علاوہ کوئی چیز تمہیں اس پر حق قائم نہ کرنے سے باز نہ رکھے، یعنی حق قائم کرنا ضروری ہے، خواہ حق والے ہی کے اُوپر ہو۔

حق و باطل یکجا نہیں ہو سکتے۔

حق اور اس کی تلخی و عظمت پر دُور اندیش عقل مند ہی صبر کر سکتا ہے۔

حق سے بڑا کوئی نصیحت کرنیوالا یا صاف دِل نہیں ہے۔

کوئی مصاحب حق سے زیادہ عزیز نہیں ہے۔

جو شخص حق کے ذریعے عزت پاتا ہے، وہ رُسوا نہیں ہوتا ہے۔

حق پر وہی صبر کرتا ہے، جو اس کی فضیلت کو جانتا ہے۔

اپنا حق لینے میں مرد کیلئے کوئی عیب نہیں ہے، عیب تو بس اس چیز کو لینے میں ہے جو اس کی نہیں ہے۔

حق کم بھی زیادہ باطل کو دفع کر دیتا ہے۔

انہوں نے حق کو چھوڑ دیا اور باطل کی مدد نہیں کی یعنی اتنے بے غیرت ہیں کہ نہ صرف حق چھوڑا ہے بلکہ باطل کی بھی مدد نہیں کی ہے۔

حق عیاں اور انکار وجدال سے الگ ہے۔(بیجا) مدد، ریا و انکار اور جدال سے الگ ہے۔

حق پر سوار ہو جاؤ خواہ تمہاری خواہش کے خلاف ہی ہو اور اپنی آخرت کو دُنیا کے عوض فروخت نہ کرو۔

حق کا دامن تھام لو، وہ تمہیں اس دن اہل حق کی منزلوں میں پہنچا دے گا کہ جس دن حق ہی کے ساتھ فیصلہ ہوگا۔

حق کے ساتھ ہو جاؤ تاکہ نجات تم سے وابستہ ہو جائے۔

اس شخص کے حق کو پہچانو جو تمہارے حق کو پہچانتا ہے، وہ چھوٹا ہو یا بڑا، چھوٹے درجے کا ہو یا بڑے مرتبہ والا۔

جان لو کہ جس شخص کو حق نفع نہیں پہنچاتا ہے، اسے باطل نقصان پہنچاتا ہے اور جس کو ہدایت سیدھا نہیں کرتی ہے، اسے گمراہی پستی میں دھکیل دیتی ہے۔

لوگوں میں سب سے زیادہ خسارہ میں وہ شخص ہے، جو حق کہنے پر قادر ہو اور حق نہ کہتا ہو۔

مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب وہ ہے، جو زیادہ سچ بولتا ہے۔

جو شخص حق چھن جانے کے سبب مغلوب ہوتا ہے، درحقیقت وہ غالب ہے۔

حق کیلئے جنگ کرنے والا تباہ ہو گیا ہے، بظاہر وہ تباہ ہو گیا، لٹ گیا لیکن اُخروی اجر رکھتا ہے۔

صاحب حق

ہر حق پسند آدمی کی غرض سیدھا راستہ ہے۔

خدا کے حقوق

اس مال کو ان چیزوں میں خرچ کرنا جو خدا نے واجب کی ہیں، بابِ جود میں داخل ہے، یعنی درحقیقت جود نہیں ہے، بلکہ زبردستی خود کو داخل کیا۔

اپنے مال سے حقوق خمس وزکوۃ اور دین وغیرہ، کو نکال دو اور اپنے دوست کو اس میں شریک کرو اور تمہاری بات کو نیا تُلا ہونا چاہیے

اورتمہاری کوشش کوغوروفکر کرنے میں صرف ہونا چاہئے کہ اس سے تم شرمندگی وسرزنش سے محفوظ رہو گے۔
خوش حالی میں تم پر خدا کا حق یہ ہے کہ نیکی وشکر کرو اور تنگدستی میں صبر ورضا سے کام لو۔

لوگوں کے حقوق

اللہ سبحانہ نے لوگوں کے حقوق کو اپنے حقوق کیلئے مقدمہ قرار دیا ہے۔ پھر جو اللہ کے بندوں کا حق ادا کرنے کیلئے کھڑا ہوگا تو یہ فعل خدا کے حقوق کی ادائیگی کا باعث ہوگا، یعنی اگر کسی نے غیر کے حقوق کی رعایت کی اور انہیں ضائع نہ کیا تو وہ خدا کے حقوق کو بھی ضائع نہیں کرے گا۔

ذخیرہ اندوزی اور ذخیرہ اندوز

بخیل ذخیرہ اندوز، اس شخص کے لیے جمع کرتا ہے، جو اس کا شکر گزار نہیں ہے اور اس کے پاس اُترنے والا ہے، جو اس کو معاف نہیں کرسکتا۔ ذخیرہ اندوزی یعنی گراں فروشی کیلئے اجناس، گیہوں، چنا وغیرہ کو جمع کرنا۔
ذخیرہ اندوزی ایک ناپسند صفت ہے۔
ذخیرہ اندوزی محرومیت کو بلاتی ہے۔
ذخیرہ اندوز اپنی نعمت سے بھی محروم ہے۔
عام لوگوں کی یا جو اس کی بُری عاقبت کونہیں جانتے ہیں ان کی عادت لوگوں کو ذخیرہ اندوزی کی زحمت میں ڈالنا ہے۔
تخمینہ لگانے والے، قدرت والے ہوجاؤ، ذخیرہ اندوز نہ ہو۔
ذخیرہ اندوزی بدکاروں کی عادت ہے۔

اللہ کے احکام وحدود

لوگوں کو خدا کے احکام پر عمل کرنے کیلئے اور حقوق کو پورا کرنے پر اُبھارنا ہی مکمل لطف ہے، کیونکہ یہ دینی ودنیوی اُمور کے منظم ہونے کا سبب ہوتا ہے اور ممکن ہے اس کے مخاطب حکام وزمام دار افراد ہوں کہ اگر وہ لوگوں کو حکم خدا پر اُبھاریں تو ضرور ایسا ہوگا۔
اگر تم خدا کے حدود کی نگہداری کرتے تو خدا ضرور اپنے فضل سے تمہارے لیے موعود میں تعجیل کرتا، ممکن ہے، یہاں موعود سے مراد مہدی موعود ہوں۔
جو آزادی کے احکام، یعنی احکامِ اِلٰہی جو آخرت میں اِنسان کی آزادی کا باعث ہوں گے یا آزاد لوگوں کے احکام میں کوتاہی کرتا ہے، اسے غلامی کی طرف پلٹا دیا جاتا ہے اور وہ آخرت میں مبتلا ہوگا۔

حکمت

حکمت بوستانِ عقلا اور شریف ونجیب لوگوں کی تفریح گاہ ہے۔(یعنی روایات میں حکمت سے مراد طاعت خدا اور اِمام کی معرفت وفرمانبرداری اور بعض روایات میں، معرفت اِمام اور گناہوں سے اجتناب کا نام حکمت ہے اور ایک حدیث میں فقہ کی معرفت ہے۔خلاصہ کے طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ صحیح علم کی معرفت مراد ہے۔اُصول کافی جلد 2 صفحہ 53 اور خصال جیسی معتبر کتابوں میں روایت کی گئی ہے۔ایک سفر میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک جماعت سے ملاقات ہوئی دریافت کیا: تم کون ہو؟ عرض کیا: ہم مومنین ہیں۔آپؐ نے فرمایا: تمہارے اِیمان کی علامت وحقیقت کیا ہے؟ عرض کیا: ہم خدا کی قضا پر راضی، اس کے حکم کو ماننے والے ہیں اور خود کو اس کے حوالے کئے ہوئے ہیں۔آپؐ نے فرمایا: علما، حکما ہیں یعنی دانشور وحکیم ہیں بشرطیکہ سچے ہوں۔نیز آنحضرتؐ سے ایک روایت ہے کہ خدا نے مجھے قرآن عطا کیا ہے اور مثل قرآن، کوئی گھر ایسا نہیں ہے کہ جس میں کسی نہ کسی حد تک حکمت نہ ہو مگر یہ کہ وہ خراب ہو، آگاہ ہو جاؤ، فقیہ بن جاؤ، سیکھو، جاہل نہ مرو۔

حکمت منافق کے دِل میں داخل نہیں ہوتی، ہاں اس طرح ہوتی ہے کہ نکل جاتی ہے۔

حکمت مومن کی گمشدہ شے ہے، پس اسے لے لو، منافقوں کی زُبان سے ملے۔

حکمت ایک درخت ہے، جو دل میں اُگتا ہے اور زُبان پر پھل دیتا ہے۔

حکمت کو اپنا شعار اور سکون ووقار کو لباس قرار دو کہ یہ دونوں نیک لوگوں کا زیور ہیں۔

اول حکمت، ترک لذات اور اس کا آخر فانی چیزوں کو دُشمن سمجھنا ہے۔

اعلیٰ ترین حکمت اِنسان کا اپنے نفس کو پہچاننا ہے۔جیسا کہ حدیث میں بیان ہوا ہے: **من عرف نفسه فقد عرف ربه**۔"جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا، اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔"نفس کی معرفت مبداء ومعاد کی شناخت کا باعث ہوتی ہے اور اپنی قدر وحد پر ٹھہر جانا ہے، یعنی اپنی چادر سے زیادہ پیر نہ پھیلائے اور لوگوں سے زیادہ توقع نہ رکھے۔

حکمت باعث رشد ہوتی ہے۔

حکمت تحفظ ونگہبانی ہے۔

حکمت ذہین وشریف لوگوں کا چمن ہے۔

جب تم خدا کی حکمت سے محروم ہو جاؤ تو اس کی قدرت کے نزدیک ٹھہر جاؤ اگر اس کی حکمت سے جو تمہیں شفا بخشتی ہے۔تم سے چھوٹ جائے تو تم سے اس کی قدرت کی جو کہ تمہارے لیے کافی ہے اور وہ ہرگز ختم نہیں ہوگی یعنی اس کے آثار کو دیکھ کر اپنے دین کو محکم بناسکتے ہو اور اس کی قدرت کے آثار کو ہمیشہ دیکھا جاسکتا ہے۔

حکمت کے ذریعے علم کا پردہ اُٹھایا جاتا ہے۔

حکمت کا ثمر کامیابی ہے۔

حکمت کا ثمر دُنیا سے بے رغبتی اور جنت الماویٰ کی شیفتگی ہے۔

حکمت کا جمال نرمی اور نیک برتاؤ ہے۔

حکمت کی حقیقت یا اس کی انتہا سرائے فانی سے اعراض اور دارِ باقی سے محبت ہے۔

پست کی حکمت اسے بلندی پر پہنچا دیتی ہے اور شریف و بلند مرتبہ کی جہالت اسے پست کر دیتی ہے۔

حکمت جہاں بھی ملے، لے لو، بے شک حکمت ہر مومن کی گمشدہ متاع ہے۔

اس سے حکمت لے جو تمہارے پاس لائے اور یہ دیکھو کہ کیا کہہ رہا ہے۔ یہ مت دیکھو کون کہہ رہا ہے یعنی یہ دیکھو کہ کیا بات کہہ رہا ہے۔ یہ مت دیکھو کہ کہنے والا کون ہے۔

حکمت کی زینت دُنیا میں زُہد و بے رغبتی ہے۔

حکمت عاقل کی گمشدہ متاع ہے، بس وہ جہاں بھی ہو عاقل اس کا زیادہ مستحق ہے۔

حکمت، حکیم (صحیح علم و عمل والے) کی گمشدہ متاع ہے، وہ اسے جہاں بھی ہوتی ہے، تلاش کر لیتا ہے۔

تمہارے لئے حکمت ضروری ہے، کیونکہ وہ فاخرہ زیور ہے۔

ذہین و زیرک لوگوں کی غنیمت (درس دینا یا سبق پڑھانا) حکمت ہے۔

کبھی غیر حکیم بھی حکمت بیان کرتا ہے؟

حکمت کو عصمت سے متصل کیا گیا ہے۔

تر و تازہ حکمت کے علاوہ ہر چیز تھکا دیتی ہے۔ اس لیے انسان اس سے کبیدہ خاطر نہیں ہوتا ہے۔

وہ شخص اجداد کی جدائی و علیحدگی پر کیونکر صبر کر سکتا ہے کہ جس کو حکمت نے سہارا نہ دیا ہو؟

حکمت جتنی زیادہ قوی ہوتی ہے، اتنی ہی شہوت کمزور ہوتی ہے۔

حکمت حاصل کرنا، نطق و گویائی کو سنوارنا اور نیک برتاؤ کرنا ہے۔

جو حکمتوں سے سرشار ہوتا ہے، وہ لذتوں کو نہیں گنواتا ہے۔

جو حکمت کا حریص ہوا، درحقیقت اس نے اپنے نفس کو بلند کیا ہے۔

جو حکمت کے ذریعے پہچانا جاتا ہے، اسے آنکھیں وقار کے ساتھ دیکھتی ہیں، یعنی لوگ اس کا احترام کرتے ہیں اور اسے عزت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

جس کیلئے حکمت ثابت ہوتی ہے، وہ عبرت کو پہچان لیتا ہے۔ لیکن نہج البلاغہ میں ''وَمَنْ تَبَيَّنَتْ'' ہے یعنی جس پر حکمت ظاہر ہو جاتی ہے۔

(خدا کے) غیب کے خزانوں سے حکمت ظاہر ہوتی ہے۔

تمہارا اپنے سے بڑے کی اِطاعت کرنا اور اپنے ہم مرتبہ وہم منصب کا احترام کرنا اور اپنے سے چھوٹے کے ساتھ انصاف کرنا بھی حکمت ہے۔

حکمت یہ بھی ہے کہ تم اپنے سے بلند سے جھگڑا نہ کرو اور اپنے سے چھوٹے کو ذلیل نہ کرو اور اس چیز کی ذمہ داری قبول نہ کرو، جس کی تم میں طاقت نہ ہو اور تمہاری زُبان تمہارے قلب کی مخالفت نہ کرے اور تمہارا قول تمہارے فعل کی مخالفت نہ کرے اور جس چیز کے بارے میں تم نہیں جانتے ، اس کے بارے میں لب کشائی نہ کرو اور اقبال کے وقت کام کو ترک نہ کرو، یعنی جب کوئی چیز تمہاری طرف آئے تو اسے نہ چھوڑو اور جب وہ پلٹ جائے اس کا تعاقب نہ کرو، یعنی بہر حال کام تلاش کرو اور ممکن ہے اس اَمر سے مراد حکم خدا ہو کہ اکثر لوگ خوش حالی کی زندگی میں اس کی پروا نہیں کرتے ہیں اور تنگی و سختی کی زندگی میں خدا سے لو لگاتے ہیں۔

حکمت کی مجلس ونشست فضلا کا درخت لگانا ہے۔

شہوت وحکمت یکجا نہیں ہوسکتیں۔

اس دِل میں حکمت نہیں ٹھہر سکتی کہ جس میں شہوت ہوتی ہے۔

عصمت کے بغیر حکمت نہیں ملتی۔

حکما

حکما صحیح علم کے حامل، نفس کے لحاظ سے سب سے زیادہ شریف اور سب سے بڑے صابر، سب سے زیادہ معاف کرنے والے اور سب سے زیادہ خوش اخلاق ہوتے ہیں۔

حکیم سائل کو شفا بخشتا ہے، یعنی اسے ایسا جواب دیتا ہے، جس سے اس کے درد کا مداویٰ ہوجاتا ہے اور اسے فضائل عطا کرتا ہے۔

حکما کے پاس بیٹھو تمہاری عقل کامل ہوجائے گی، تمہارا نفس شریف ہوجائے گا اور تمہاری جہالت برطرف ہوجائے گی۔

کبھی صاحب حکمت سے بھی لغزش ہوجاتی ہے، یعنی اس کے کام ہمیشہ ہی صحیح نہیں ہوتے ہیں۔

وہ شخص حکیم نہیں ہے، جو اپنی بدحالی کی شکایت غیر رحیم خدا سے کرتا ہے۔

وہ حکیم نہیں ہے، جو ضمیمی دوست اور عزیز کے علاوہ غیر کے ساتھ کشادہ روئی سے پیش آئے۔ (مرحوم خوانساری کہتے ہیں: مقصد یہ ہے کہ حکیم غیروں کیلئے کشادہ روئی کو اندازہ پر رکھتا ہے اور اس میں اضافہ نہیں ہونے دیتا کہ اس سے وقار پر حرف آتا ہے)۔

وہ حکیم نہیں ہے، جو حکیم وکریم سے غیر سے اپنی حاجت طلب کرتا ہے۔

جو حکما کے کلام سے پردہ اُٹھاتا ہے، وہ ان کے حقائق سے فائدہ اُٹھاتا ہے۔

بے شک جب حکیم کا کلام صحیح ہو تو شفا بخش ہوتا ہے اور جب غلط ہوتا ہے تو باعث بیماری ہوتا ہے۔ اس لیے حکیم کو اپنے کلام کے بارے میں بہت غور کرنا چاہئے۔

حکومت وولایت

فرمانبرداری رعیت کی سپر اور عدل حکومت کی ڈھال ہوتی ہے۔

عزل کے بعد ذلت، حکومت کی عزت کے برابر ہوتی ہے۔ پس اس کے حصول کی کوشش نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اس کے بعد ذلت ورُسوائی ہوتی ہے۔

عزل میں مرد کی جو ذلت ہوتی ہے، وہ حکومت میں اس کی بُرائی کے برابر ہوتی ہے۔

جو ذمہ داری تمہارے سپرد کی جائے اس میں عدل سے کام لو اور جو تمہیں عطا کیا جائے اس میں خدا کا شکر ادا کرو، بعض نسخوں میں ''اشکر علی ما ادلیت'' ہے

اپنے بادشاہ کی نظر میں اپنی منزلت کو محفوظ رکھو، خبردار! اس چیز کی حفاظت میں سستی نہ کرنا کہ جس نے تمہارا درجہ بلند کیا ہے۔

لوگوں کو ان کے طور وطریقہ اور ان کے دین پر قائم رکھو اور ان کے بے گناہ تم سے محفوظ رہیں اور ان کے مشکوک کو تم سے ڈرنا چاہئے اور ان کی سرحدوں اور ان کے اطراف کی نگہداری کرو۔

دین کو پناہ گاہ اور عدل کو اپنی شمشیر قرار دو، ہر بُرائی سے محفوظ رہو گے اور ہر دُشمن پر فتح پاؤ گے یا اس پر غلبہ پاؤ گے۔

حیف اور بیت المال کی طرف میلان ورغبت سے پرہیز کرو کیونکہ حیف، تلوار کی طرف دعوت دیتا ہے اور ظلم وستم اس کو چمکاتا ہے اور کیفر انتقام کو قریب کردیتا ہے۔

بدترین چیز حکام کا ظلم وستم ہے۔

بادشاہی رعیت کی حفاظت ونگہبانی ہے۔

بادشاہی یا آزردہ کرنا، اُخوت کو تباہ کردیتا ہے۔

ریاست ہلاکت ہے، کیونکہ بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ اس سے کوئی حق پامال نہ ہو اور خدا کے بندوں کے حقوق زائل نہ ہوں۔

انصاف حکومت کی زینت ہے۔

حکومت کے وقت تکبر عزل کے وقت ذلت ہے۔

حکومتیں مردوں کا میدان ہیں۔

ریاست کا اعلیٰ وسیلہ سعہ صدر ہے، یعنی زیادہ درگزر ہونا چاہئے۔

ریاست وفرماں روائی کی آفت فخر کرنا ہے۔

جب تمہیں حاکم وفرماں روا بنایا جائے تو عدل وانصاف سے کام لو۔

جب رذیل زمام دار ہوجاتے ہیں تو بلند بافضیلت افراد ہلاک ہوجاتے ہیں۔

جب پست لوگ حاکم بن جاتے ہیں، تو اُمید نا اُمید میں بدل جاتی ہے۔

جب بخیل یا پست لوگوں کا تسلط ہوجاتا ہے، کریم وشریف لوگ مغلوب ہوجاتے ہیں۔

پست افراد اور جوانوں یا نئے حکومت پر پہنچنے والوں کو حکومت کا ملنا، اس کے مخل ہونے اور اس کے رُخ موڑنے کی علامت ہے، یقیناً ایسا ہی ہوتا ہے، لہٰذا جن لوگوں کو حکومت ملتی ہے، انہیں ہر اعتبار سے لائق وشائستہ ہونا چاہئے ورنہ حکومت وملت کو ناقابل تلافی نقصان سے دوچار ہونا پڑے گا۔

حکومت میں تمہارا تکبر کرنا، معزولی کے وقت تمہاری ذلت کا باعث ہوتا ہے۔

حکومتوں میں ثبات عدل پر مبنی کام کرنے پر ہے۔

حب ریاست رنج ومحن کا چشمہ ہے۔

حکومت کی زینت بخشش وعطا حکومت کے زینت ہے۔

پست لوگوں کا اِنتخاب اوران کے سپرد کام کرنا حکومت کے زوال کا باعث ہے۔

بہترین سیاست حکومت کی یعنی رعیت کی خوب تربیت ہوتی ہے۔

رؤسا کا فقدان پست لوگوں کی حکومت سے زیادہ آسان ہے۔

ہر حکومت کا ایک زمانہ ہوتا ہے، جو آخرکار گزر جاتا ہے۔

حکومت ودولت اس میں عدل کرنے کی طرح کسی اور چیز سے باقی رہتی ہے۔

جو اپنی رعیت پر ظلم کرتا ہے، وہ اپنے دُشمنوں کی مدد کرتا ہے۔

اس ذات کی قسم، جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور انسان کو پیدا کیا اگر موجود لوگ بیعت کیلئے حاضر نہ ہوتے اور مددگاروں کے وجود سے حجت قائم نہ ہوگئی ہوتی اور خدا نے علما سے یہ عہد نہ لیا ہوتا کہ وہ ظالم کی شکم پُری اور مظلوم کے بھوکا رہنے پر خاموش نہیں بیٹھیں گے تو میں اس خلافت کی مہار کو ایسے ہی اس کی پشت پر ڈال دیتا، جس طرح اُونٹ کی مہار کو اس کی پشت پر ڈال کر ہنکا دیا جاتا ہے اور اس کے آخر کو اول ہی کے جام سے سیراب کر دیتا ہے، یعنی گزشتہ دور کی طرح اب بھی اَمرِ خلافت میں دِلچسپی نہ لیتا اور تمہیں گمراہی میں چھوڑ دیتا اور تم اپنی اس دُنیا کو پالیتے کہ جو میرے نزدیک بکری کی چھینک سے زیادہ حقیر ہے۔

حاکم وزمام

حاکموں کا مسلمانوں کی غنیمت سے عطاوبخشش کرنا ظلم وتباہی ہے بلکہ فی ءکے مال کو شرعی اُمور میں بھی احتیاط کے ساتھ خرچ کرنا چاہئے۔

چیر پھاڑ کر کھانے والا درندہ، ظالم وغاصب حاکم سے بہتر ہے۔

بدترین حاکم وہ ہے، جس سے بے گناہ ڈرے۔

جس کی حکومت ظلم وجور پر قائم ہے، اس کی حکومت زوال پذیر ہوجائے گی۔

جو اپنی حکومت میں تکبر کرتا ہے، وہ برطرف ومعزولی کے زمانہ میں ذلیل ہوتا ہے۔

جو اپنی حکومت کے زمانہ میں تکبر کرتا ہے، وہ اپنی کم عقلی کو ظاہر کرتا ہے۔

نگہبان اور چرواہے یعنی حاکم وزمام دار رعیت کیلئے وہی چیز پسند کرتا ہے، جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

بزرگی وزِیری کی یہ ہے کہ تم اپنی رعیت کے حق کے اثبات کیلئے بیدار رہو اور اپنے اُوپر ہونے والے ظلم کو اہمیت نہ دو۔

بڑے ظالم حاکم سے دائمی فتنہ بہتر ہے۔

حاکم کے ظلم سے بدتر کوئی ظلم نہیں ہے، کیونکہ اس کو ظلم سے بچانے کیلئے منصوب کیا جاتا ہے۔

حلف وقسم

وہ شخص خدا کے عذاب سے کیسے محفوظ رہ سکتا ہے، جو جھوٹی قسم کھانے میں تیز ہوتا ہے؟

اِنسان کی قسم چار چیزوں میں اضافہ کرتی ہے: 1. وہ ذلت جس کو وہ خود جانتا ہے۔.2 یا وہ فروتنی جس کی تصدیق کرتا ہے۔.3 یا اپنے کلام میں عجز وناتوانی جس کو وہ پہچانتا ہے۔.4 وہ تہمت جس کو وہ خود جانتا ہے۔

جس پر جلد عذاب ہوگا، وہ جھوٹی قسم ہے۔

اپنے نفس کو قسم کھانے کا عادی نہ بناؤ، بے شک زیادہ قسم کھانے والا گناہ سے محفوظ نہیں ہے۔

حلال

تمہارے لئے حلال کو اختیار کرنا اور اہل وعیال کے ساتھ نیک برتاؤ کرنا اور ہر حال میں خدا کا ذکر کرنا ضروری ہے۔

خواب اور رویاء

کبھی خواب سچے ثابت ہوتے ہیں۔

صحیح وشائستہ خواب دو بشارتوں میں سے ایک ہے۔

بردبار

بردبار کو اس کی بردباری کا جو پہلا عوض ملتا ہے وہ یہ ہے کہ تمام لوگ اس کے دُشمن کے دُشمن اور اس کے مددگار ہوتے ہیں۔

بردبار اپنی ہمت کو اس سے بلند وبالا سمجھتا ہے کہ جو ظلم اس پر کئے گئے ہیں، وہ ان کا بدلہ لے بلکہ وہ اسے معاف کردیتا ہے۔

بے شک لوگوں میں افضل وہ ہے، جو اس سے طاقت وقدرت کے باوجود، بردبار اور ثروت مندی کے باوجود، زاہد اور انتقام پر قادر ہونے کے باوجود، انصاف وعدل سے کام لیتا ہے۔

بردبار وہ ہے، جو اپنے بھائیوں کی بدسلوکی کو برداشت کرتا ہے۔

بردبار وہ ہے، جس پر بردباری اور دُشوار نہ ہو۔

اگر تم بردبار نہیں ہو تو بردبار بننے کی کوشش کرو کیونکہ جو کسی قوم سے تھوڑا بھی مشابہ ہو جاتا ہے، وہ مختصر مدت میں اسی جیسا بن جاتا ہے یعنی اگر کوئی ایسا کرے گا تو ممکن ہے کہ وہ بردباری کی صفت سے متصف ہو جائے۔

حلیم و بردبار تو بس وہی ہے کہ اگر اس کو اذیت دی جائے تو صبر کرے اور اگر ظلم کیا جائے تو بخش دے۔

بردبار لوگوں کے پاس بیٹھو تا کہ حلم کو بڑھا سکو۔

کبھی بردبار یا عقل منداپنی فکر یا عمل کے سبب ہلاک ہو جاتا ہے۔

کبھی وہ شخص بھی زبردستی حلیم بن جاتا ہے، جو حلیم نہیں ہوتا ہے، اگر حقیقت میں بن گیا ہے تو بہتر ہے، ورنہ قابل مذمت ہے۔

غصہ میں بردبار، خوف و ہراس میں صابر اور جستجو میں نیک منش ہو جاؤ۔

وہ بردبار نہیں ہے، جو عاجز ہو جاتا ہے تو خاموش ہوتا ہے اور قادر و طاقت ور ہو جاتا ہے تو انتقام لیتا ہے، حلیم و بردبار تو بس وہی ہے کہ جب طاقت پاتا ہے تو معاف کر دیتا ہے اور اس کے ہر کام پر بردباری غالب رہتی ہے۔

جو بردباری کو تلاش کرتے ہیں، وہ بردبار ہو جاتے ہیں۔

جو بردباری سے کام لیتے ہیں، ان کی عزت کی جاتی ہے۔

جو بردباری کے ذریعے زینت پاتا ہے، اس کا غصہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔

جو خود کو بردبار بننے کی کوشش نہیں کرتا ہے، وہ بردبار نہیں بن سکتا، یعنی اس سلسلہ میں ریاضیت کریں اور بردباری اختیار کرنے پر نفس کو مجبور کرے۔

جو شخص اپنی حماقت سے تمہیں غصہ دِلائے، یعنی ایسا کام کرے کہ جس سے تمہیں غصہ آجائے تو تم اسے اپنی بہترین بردباری کے ذریعے غیظ میں لاؤ۔

جو شخص حلم و بردباری کے ذریعے تمہارے خلاف مدد چاہتا ہے، وہ تم پر غالب آجائے گا اور تم پر احسان کرے گا۔

بردباری

بردباری دو اعلیٰ صفتوں میں سے ایک ہے۔

شدید غیظ و غضب کے وقت بردباری سے کام لینا، جبار کے غصہ سے محفوظ رکھتا ہے۔

ممکن ہے جبار سے ستمگر مراد ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ پروردگار مراد ہو۔

بردباری غضب و غصہ کی آگ کو خاموش کرتی ہے اور گرم مزاجی اس کو اور بھڑکاتی ہے۔

بردبار بنو تا کہ بلند مرتبہ پاؤ۔

بردبار بنو تا کہ تمہارا احترام کیا جائے۔

زمانہ کے خس وخاشاک سے چشم پوشی کرلو، ورنہ کبھی خوش نہ رہ سکو گے۔

غضب سے، بردباری کے پردے میں چھپ جاؤ اور وہی سے فہم کے ذریعے چشم پوشی کرلو۔

سب سے زیادہ طاقت ور اور قوی اِنسان وہ ہے، جو اپنی بردباری کے سبب اپنے غصہ پر قابو رکھتا ہے۔

اعلیٰ ترین بردباری غصہ کو پی جانا اور طاقت کے باوجود نفس پر قابو رکھنا ہے۔

سب سے زیادہ بہادر اِنسان وہ ہے، جو بردباری کے ذریعے جہالت پر غلبہ پاتا ہے۔

بے شک مردوں کا اعلیٰ ترین اخلاق بردباری ہے، کیونکہ اگر وہ ناسازگار حالات میں حواس بجا رکھے، دوسروں کی کوتاہیوں پر صبر کرے، مشکلات کا مقابلہ کرے، گستاخیوں کو برداشت کرے تو اسے تمام نمایاں صفات کی توفیق مل جاتی ہے۔

بردباری کا کمال، سزا میں تاخیر کرنا ہے۔

بردباری، ایک قبیلہ ہے۔

بردباری، اخلاق کی زینت ہے۔

بردباری، فضیلت کا عنوان ہے۔

بردباری، ریاست وحکومت کا سر ہے۔

بردباری، علم کا میوہ ہے۔

بردباری، بے وقوفوں کیلئے لگام ہے۔

بردباری، علم کی زینت ہے۔

بردباری مکمل و بے نقص عقل ہے، یعنی بردباری کمالِ عقل کی دلیل ہے۔

بردباری یا حکمت، ایسا نور ہے کہ جس کا جوہر عقل ہے۔

بردباری، علم کا زیور ہے اور صلح کا سبب ہے۔

بردباری، مومن کے اَمر کا نظام ہے۔

اگر غضب وغصہ میں انتقام گیری ہے تو بردباری میں نیک لوگوں کا ثواب ہے۔

بردباری تو بس غصہ برداشت کرنا اور نفس پر قابو رکھنا ہے۔

بردباری کی آفت ذلت ہے، یعنی آدمی کو گستاخیوں پر اس وقت بردباری سے کام لینا چاہئے، جب خفت وذلت کا باعث نہ ہو۔

اگر تم بے وقوفوں اور نادانوں کی حرکت پر بردباری سے کام لو گے تو اسے غمگین کرو گے، کیونکہ وہ ہمیشہ تمہارے اِنتظار میں رہتا ہے، جب تم اس سے بے اعتنائی کرو گے تو اسے اور زیادہ غصہ آئے گا، وہ تمہاری بردباری سے زیادہ غمگین ہوگا۔

اگر تم جاہل کے مقابلہ میں بردباری سے کام لوگے تو اس کو وسیع جواب دو گے۔ کہا گیا ہے: جواب جاہلان باشد خموشی، جاہلوں کا

جواب خاموشی ہے۔

جب تم ایسی ناپسند بات سنو، جو تمہیں تکلیف پہنچاتی ہو تو سر جھکا لو، تو اسے اہمیت نہ دو اَن سنا کر دو، اس طرح وہ تم سے رفع ہو جائے گی۔

جب بردباری باعث فساد ہو تو عفو ودرگزر نا تواں ہوگا، یعنی جہاں بردباری ضرر رساں ہو وہاں انتقام لینا چاہئے، ایسے موقع پر عفو ودرگزر نہیں کرنا چاہئے۔

بردباری سے زیادہ مددگار ہو جاتے ہیں۔

غصہ برداشت کرنے سے بردباری پیدا ہوتی ہے۔

بردباری کے غصوں کو پی جانا غیظ وغضب خدا کی آگ کو خاموش کرتا ہے۔

غصہ کو پی جاؤ کہ نتیجہ کے لحاظ سے میں نے اس سے میٹھا اور اختتام کے لحاظ سے اس سے لذیذ گھونٹ نہیں دیکھا ہے۔

بردباری کے رنج والم کو یک بارگی پی جاؤ کہ یہ حکومت کا اثر اور علم کا میوہ ہے۔

بردباری کا میوہ، نرمی وملنساری ہے۔

اچھی بردباری، علم کی کثرت کی دلیل ہے۔

بہترین بردبای، خودکو بردبار بننے پر اُبھارنا یا زبردستی حلم وبردباری کا اِظہار کرنا ہے۔

علم کا سر، عروج بردباری ہے۔

بردباری کی زکوٰۃ، لوگوں کی گستاخیوں کو برداشت کرنا ہے۔

بردباری، وقار و بھاری پن کا سبب ہے۔

تمہارے لئے بردباری ضروری ہے کیونکہ وہ علم کا پھل ہے۔

تمہارے لئے بردباری ضروری ہے کیونکہ وہ پسندیدہ اخلاق ہے۔

غیظ وغضب کے غلبہ کے وقت بردبار لوگوں کی بردباری کی آزمائش ہوتی ہے۔

غصہ کے وقت بردباری کی قوت انتقام کی قوت سے افضل ہے۔

بردباری کیلئے وقار ہی کافی ہے۔

بردباری کا کمال سزا میں تاخیر کرنا ہے۔

بردباری علم کا بہترین وزیر ہے۔

بردباری کا وقار علم کی زینت ہے۔

بردباری اور غصہ کے تحمل کرنے کو میں نے بہادر مردوں میں سے اپنا بہترین مددگار پایا ہے۔

اپنے غیظ وغضب کو شفا دینے کیلئے اپنے نفسوں کو ذلیل ورُسوانہ کرواور اگر کوئی جاہل تم پر اپنی نادانی کا اِظہار کرے تو تم اسے اپنی بردباری میں چھپالو،یعنی اس سے انتقام نہ لو۔

بردباری جیسی کوئی فضیلت نہیں ہے۔

بردباری جیسا کوئی پشت پناہ نہیں ہے۔

تغافل جیسی کوئی بردباری نہیں ہے۔

بردباری سے بڑی کوئی عزت نہیں ہے۔

بردباری سے اعلیٰ کوئی شرف نہیں ہے۔

بے وقوف سے عاقل ہی بردباری کے ساتھ پیش آتا ہے۔

جس کے پاس بردباری نہیں ہے،اس کے پاس علم نہیں ہے۔

مرد کی بردباری پر اس کے تحمل وبرداشت سے اور اس کی شرافت پر اس کے احسان وانعام سے استدلال کیا جاتا ہے۔

حمد وتعریف

کوئی تعریف کرنے والا تعریف نہیں کرتا ہے،مگر اپنی ءپروردگار کی،یعنی اس کے علاوہ کوئی لائق حمد نہیں ہے۔

جو شخص تعریف وحمد کو نعمت کا خاتمہ قرار دیتا ہے،یعنی ہر نعمت پر حمد وشکر کرتا ہے،تو اللہ سبحانہ اس کو اضافہ وافزائش کی کلید وکنجی قرار دیتا ہے۔

جو شخص خدا کی حمد کرتا ہے،خدا اس کو غنی کرتا ہے۔

اچھائیاں اور بُرائیاں

زیادہ محامد،قابل تعریف وصفات وافعال کو اختیار کرنے کی کوشش کرو،اس لئے کہ بُرائیوں سے نجات پانے والے بہت کم ہیں۔

محمدؐ اور اُن کے اہل بیتؑ

نجات کی طرف محمدؐ کے رہبر قائد ہونے پر راضی رہو۔

اپنے نبیؐ کی اقتدا کرو کہ یہ سچی ترین ہدایت ہے،انؐ کی سنت وسیرت کو اپنی سیرت بنالو کہ یہ سنتوں کو زیادہ واضح کرنے والی ہے۔

خبردار! ہمارے بارے میں غلو نہ کرو، بلکہ یہ کہو ہم مخلوق اور پروردہ ہیں اور ہماری فضیلت کے بارے میں جو اعتقاد چاہو رکھو،ہم کو خدا نہ بناؤ۔

جان لو کہ ہم اہل بیتؑ حکمتوں کے باب،دروازہ،تاریکیوں کے چراغ اور اُمتوں کی روشنی ہیں۔

تم کہاں سرگرداں ہو اور کہاں سے چلے آرہے ہو اور کہاں بہکے جارہے ہو اور گمراہی کے دروازے کی طرف پلٹائے جارہے ہو

حالانکہ تمہارے درمیان تمہارے نبیؐ کی عترت موجود ہے، جو صدق وسچائی کی زمام اور حق کی زُبان ہے۔

وہ لوگ کہاں ہیں، جو جھوٹ بولتے ہیں اور ہم پر ظلم کرتے ہیں اور ہم سے حسد کرتے ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ راسخون فی العلم وہ ہیں نہ کہ ہم ۔ بے شک خدا نے ہمیں بلند کیا ہے اور انہیں گرایا ہے اور ہمیں منصب امامت عطا کیا ہے اور انہیں محروم رکھا ہے۔ ہم کو قرب ومنزلت میں داخل کیا ہے اور انہیں نکالا ہے۔ ہم ہی سے ہدایت طلب کی جاسکتی ہے ہم ہی سے تاریکی چھاٹنے کی خواہش کی جاسکتی ہے۔

ہماری محبت سب سے بڑی نیکی ہے اور بدترین برائی ہماری دُشمنی ہے۔

کامیاب ترین انسان وہ ہے، جس نے ہماری برتری اور فضیلت کو پہچان لیا اور ہمارے ذریعے خدا کا تقرب حاصل کیا اور ہماری محبت کو خالص کیا اور جس کی طرف ہم نے اسے بلایا، اس پر عمل کیا اور اس چیز سے باز رہا، جس سے ہم نے اسے روکا، ایسے اشخاص ہم ہی میں سے ہیں اور بہشت میں وہ ہماری منزل میں ہوں گے۔

وہ شخص ہم سے منسوب ہونے کا زیادہ مستحق ہے، جو ہم سے محبت اور ہمارے دُشمنوں سے دُشمنی رکھتا ہے۔

بے شک ''لا الہ الا اللہ'' کی کچھ شرائط ہیں، میں اور میری ذریت ان شرائط میں سے ہیں۔ ایسی ہی حدیث رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت علیؑ ابن موسیٰ الرضاؑ سے مروی ہے۔ بنابرایں دُنیا وآخرت میں صرف توحید ہی کافی نہیں ہے بلکہ آئمہؑ کی ولایت اور ان کی اِمامت کے اعتقاد کی ضرورت ہے، اگرچہ ان کو دُنیا میں انہیں کافروں کی طرح نجس نہیں قرار دیا جاسکتا ہے، لیکن چونکہ انہوں نے آئمہؑ کی ولایت قبول نہیں کی ہے، اس لیے وہ کافر ہیں، لہٰذا جنت میں نہیں جاسکتے کیونکہ جنت میں داخل ہونے کی شرائط میں سے بارہ اِماموںؑ کی امامت کا اعتقاد رکھنا ہے، جس سے وہ تہی دامن ہیں۔

بے شک رسولِؐ خدا طلب کرنے والے ہیں پھر جو انہیں دے دیتا ہے گویا اس نے خدا کو دیا اور جس نے منع کیا گویا اس نے خدا کو منع کر دیا۔

بے شک ہمارا خاندان عصمت وطہارت کا اَمر بہت دُشوار اور مشکل ہے، اس کو وہی بندہ تحمل کرتا ہے، خدا نے جس کے دِل کو اِیمان کیلئے آزمالیا ہے اور اس کے دِل کو ایمان سے پُر کر دیا ہے، ہماری حدیثوں کو امین سینے اور باوقار عقلیں ہی محفوظ رکھیں گی۔

غلو کرنے والا اور آگے بڑھ جانے والا بھی ہماری طرف پلٹتا ہے اور پیچھے رہ جانے والا بھی ہم ہی سے ملحق ہوتا ہے۔

بے شک خدا نے زمین پر نظر ڈالی تو مخلوق میں سے ہم کو منتخب کیا اور ہمارے لئے شیعوں کو منتخب کیا جو ہماری مدد کرتے ہیں، ہماری خوشی میں خوشی اور ہمارے غم میں غم مناتے ہیں اور ہماری راہ میں اپنی جان ومال دے دیتے ہیں، کیوں نہ ہو کہ وہ ہم سے ہیں اور جنتوں میں وہ ہمارے ساتھ ہوں گے۔

بے شک ہمارا اَمر بہت مشکل اور دُشوار ہے، سخت، بہت سخت، پوشیدہ اور مخفی ہے اور ان سے چھپایا گیا ہے۔ اسے ملک مقرب، نبی مرسلؐ اور وہی مومن تحمل کرسکتا ہے، جس کے دِل کا خدا نے اِیمان کیلئے اِمتحان لیا ہے۔

بے شک یہاں اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کیا، بہت علم ہے، اگر مجھے اس کا اُٹھانے والا اہل مل جاتا، اے کاش! مجھے اس کا اُٹھانے والا مل جاتا، ہاں ایسے تیزفہم ملتے ہیں، جو اَمانت دار نہیں ہیں، وہ دُنیا کیلئے دین کو آلہ کار بناتے ہیں یا وہ ہیں، جو خدا کی نعمت کو خدا کے بندوں اس کی حجتوں یا اس کے اولیا کے ذریعے پشت قوی کرتے ہیں یا آئمہ معصومینؑ کے فرمانبردار ہیں لیکن ان کے پاس بصیرت نہیں ہے، جیسے ہی ان کے دِل میں معمولی شبہ پیدا ہوتا ہے، ویسے ہی ان کے دِل میں شک کی آگ بھڑک اُٹھتی ہے۔حضرت علیؑ علم حاصل کرنے والوں کو چند حصوں میں تقسیم کرتے ہیں:

(الف) سمجھدار و دراک ہے، لیکن اَمانت دار نہیں ہے، غیروں سے راز بتا دیتا ہے یا دنیوی چیزوں کیلئے لوگوں کو دین کے وسیلہ سے فریب دیتا ہے۔

(ب) خدا کی نعمتوں اور اس کی حجتوں کو اپنا پشت پناہ بناتا ہے، دینی اُمور میں تحریف کرتا ہے اور اس طرح اپنی پشت مضبوط کرتا ہے۔

(ج نا آگاہ فرمانبردار معمولی عارض ہونے سے ہی بدل جاتا ہے۔

اہل ذکر یا اہل قرآن ہی اللہ والے اور اس کے خواص ہیں۔

میں علی ابن ابی طالبؑ جہنم تقسیم کرنے والا، جنت کا خازن، حوضِ کوثر اور اعراف کا مالک ومختار ہوں اور ہم اہل بیتؑ میں سے کوئی اِمام بھی ایسا نہیں ہے، جو اپنی رعیت اور اہل ولایت کو نہ جانتا ہو اور خدا کے اس قول کی بنا پر ہے: آپ تو بس ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کیلئے ہادی ہیں۔

میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مہربان بھائی یا آپ کا ہمتا، سب سے پہلے اِسلام کا اِظہار کرنے والا، بتوں کو توڑنے والا، کفار سے جہاد کرنے والا اور مخالفوں کی جڑ اُکھاڑنے یا انہیں ذلیل کرنے والا ہوں۔ یہ بات فریقین کی کتابوں میں واضح طور پر مرقوم ہے۔

میں دُنیا کو اس کے منہ بل گرا دینے والا ہوں۔علیؑ نے دُنیا کی ناک رگڑ دی ہے اور میں اس کی حقیقت سے بخوبی واقف ہوں۔

میں اسے ایسے ہی جانتا ہوں جیسی وہ ہے اور میں اسے پچھلے پاؤں لوٹانے والا ہوں۔

میں مومنین کا بادشاہ ہوں اور مال بدکاروں کا حاکم اور بادشاہ ہے۔

روزِ محشر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اور میری عترت حوضِ کوثر پر میرے ساتھ ہوگی۔ بس تم میں سے جو بھی یاد کرنے والا ہے، اسے چاہئے کہ ہماری حدیث وبات کو یاد کرے اور ہمارے عمل کے مطابق عمل کرے کیونکہ ہم حوض وکوثر پر معارضہ کریں گے یا دوسرے اس منصب کیلئے لڑتے ہیں اور ہم اپنے دُشمنوں کو حوضِ کوثر سے ہٹائیں گے اور اپنے دوستوں کو اس سے سیراب کریں گے بس جو شخص اس میں سے ایک گھونٹ بھی پی لے گا، اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔

میں نے عرب کے سینوں کو خاک پر رگڑ دیا ہے، انہیں ذلیل وخوار کیا ہے اور قبیلہ ربیعہ ومضر کے گھمنڈ کو خاک میں ملا دیا ہے۔

واضح رہے کہ ان دونوں خاندانوں سے آپؑ نے جنگ جمل وصفین میں مقابلہ کیا ہے، یہ دونوں خاندان جمل میں عائشہ کے لشکر میں اور صفین میں معاویہ کی فوج میں شامل تھے، ان میں سے اکثر آپؑ ہی کے دست پر قدرت سے قتل ہوئے تھے۔ جیسا کہ علامہ خوانساری نے ابن ابی الحدید سے نقل کیا ہے۔

میں تمہارا گواہ ہوں، اگر اِطاعت گزار ہوگے اور عصیان وسرکشی کی صورت میں تم سے روزِ قیامت حجت کروں گا۔

میں تمہیں تمہارے پروردگار کی اطاعت کی طرف دعوت دینے والا ہوں اور تمہارے دین کے فرائض کی طرف تمہاری ہدایت کرنے والا ہوں۔

میں اور میرے اہل بیتؑ زمین والوں کیلئے ایسے ہی باعث امان ہیں، جیسے آسمان والوں کیلئے ستارے باعث امان ہیں۔

میں تمہارے درمیان رسولِ خداؐ کا جانشین ہوں اور تمہیں تمہارے دین کی حدود پر قائم رکھنے والا ہوں اور تمہیں جنت الماویٰ کی طرف بلانے والا ہوں۔ جنت الماویٰ ایک خاص جنت کا نام ہے، جو شہداء یا خاص بندوں کی منزل ہے۔

یقیناً میں اپنے پروردگار کی طرف سے روشن دلیل پر اور اپنے دین کی بصیرت پر اور اپنے کام کے یقین پر ہوں، میں نے ایسے ہی امامت کا دعویٰ نہیں کیا ہے، خدا اور رسولؐ میرے گواہ ہیں، میں دین میں بصیرت اور یقین کے ساتھ تمہارا امام ہوں۔

یقیناً میں جادۂ حق پر ہوں اور وہ جن لوگوں نے آپؑ کا حق خلافت غصب کیا ہے وہ لغزش گاہ پر ہیں۔

یقیناً میں حجت خدا کو قائم کرنے کیلئے قرآن وسنت کی ہی مانند گفتگو کرتا اور اس کے دین کی نصرت کیلئے جہاد وقتال کرتا ہوں۔

بے شک میں اپنے نفس کو اس سے بلند رکھتا ہوں کہ کوئی ایسی حاجت ہو کہ میرے جود وسخا میں جس کی گنجائش نہ ہو یا ایسی نادانی ہو کہ جس پر میرا حلم حاوی نہ ہو اور ایسا گناہ جس کو میری بخشش نہ ڈھانکے یا ایسا زمانہ جو میرے زمانہ سے زیادہ طویل ہو، خواہ اطاعت وبندگی کے لحاظ سے ہو یا خلقت کے اعتبار سے ہو۔ روایت ہے کہ آپؑ کی خلقت حضرت آدمؑ کی خلقت سے ہزار سال قبل ہوئی تھی۔

جب میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کرتا تھا تو آپؐ مجھے عطا کرتے تھے اور جب میں سوال نہیں کرتا تھا تو آپؐ خود اِبتدا فرماتے تھے۔

میں تو تمہارے درمیان ایسا ہی ہوں، جیسے تاریکی میں چراغ ہوتا ہے کہ اس کے پاس آنے والا روشنی پاتا ہے۔

آئمہؑ تو بس اللہ کی خلقت پر اس کے حاکم اور اس کی طرف سے اس کے بندوں پر نگران اور اس کی پہچان کرانے والے ہیں اور جنت میں وہی داخل ہوگا، جو ان کو پہچانتا ہوگا اور جہنم میں وہ داخل ہوں گے جو اس کے منکر ہوں گے۔

دین خدا کے محافظ تو بس وہی لوگ ہیں یا دین خدا کی ذمہ داری تو بس انہیں لوگوں کے سپرد کی گئی ہے کہ جو دین کو قائم کرتے ہیں اور مدد کرتے ہیں اور اس کا ہر طرف سے احاطہ کئے ہوئے ہیں اور خدا کے بندوں کی حفاظت ورعایت کرتے ہیں، یعنی جن لوگوں میں یہ صفات نہیں ہیں وہ منصب اِمامت وخلافت کے لائق نہیں ہیں۔

(رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یاد کرتے ہوئے فرماتے ہیں) آپؐ نے ہر قسم کا بہانہ وعذر برطرف کرتے ہوئے خدا کے پیغام کو پہنچایا اور اس کی اُمت کو ڈراتے ہوئے نصیحت کی اور بشارت دیتے ہوئے جنت کی طرف بلایا، یعنی خدا کے پیغام کو کما حقہ پہنچایا ہے، اس میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں ہے۔

تم نے تاریکیوں میں ہمارے ذریعے ہدایت پائی ہے، تم کفر کی تاریکی میں تھے۔ نورِ اسلام تم نے ہم سے لیا ہے اور ہماری وجہ سے بلندی پر پہنچے ہو اور ہمارے سبب تم گھٹا ٹوپ اندھیرے سے نکل کر صبح درخشاں میں داخل ہوتے ہو۔

خدا نے ہم ہی سے آغاز کیا ہے اور ہم ہی پر ختم کر دیا ہے او ہمارے ہی سبب محو واثبات کرتا ہے اور ہمارے ہی وسیلہ سے زمانے سے گردشوں اور حوادث کو دفع کرتا ہے، ہماری ہی وجہ سے بارش برساتا ہے۔ پس تمہیں شیطان خود کے بارے میں فریب نہ دے، یعنی جان لو کہ کائنات میں جو چیز بھی وجود میں آ رہی ہو، وہ ہمارے ہی وسیلہ اور برکت سے آ رہی ہے۔ ہمارے بارے میں یہ خیال نہ کرنا کہ ہم عاجز اور ناتواں ہیں ہاں! ہمارے حق میں جو ہوتا ہے، وہ خدا کی حکمت اور مصلحت ہوتی ہے۔

عام لوگوں سے اتنے ہی تعلقات رکھو جتنا کہ انہیں ہماری معرفت ہے اور ہمارے فضائل ومناقب میں سے ان کے سامنے وہ بات نہ پیش کرو، جس کا وہ اِنکار کریں انہیں اپنے اور ہمارے اُوپر نہ لا دو کیونکہ ہمارا معاملہ بہت سخت ودُشوار ہے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں فرماتے ہیں: آپؐ دُنیا سے بھوکے اُٹھے اور آخرت میں صحیح وسالم داخل ہوئے اور پتھر پر پتھر، اینٹ پر اینٹ نہیں رکھی، یہاں تک کہ اپنی راہ طے کی اور اپنے پروردگار کی دعوت کو قبول کیا۔

ایک بلانے والا خدا اور رسولؐ ہیں کہ جس نے دعوت دی ہے۔ ایک رعایت کرنے والا یا نگہبان ہے، جس نے نگہبانی کی ہے۔ پس تم پکارنے اور دعوت دینے والے کی آواز پر لبیک کہو اور نگہبانی کرنے والے کا اتباع کرو۔ یہ عبارت نہج البلاغہ خطبہ نمبر 153 کی ہے اور مقصد یہ ہے کہ تم کو آزاد نہیں چھوڑا گیا ہے بلکہ تمہارا معلم ومربی ہے۔

مجھ سے پوچھ لو قبل اس کے کہ مجھ کو گم کر دو کہ میں آسمان کے راستوں کو تمہارے زمین کے راستے تم سے زیادہ بہتر جانتا ہوں۔

مجھ سے پوچھ لو قبل اس کے تم مجھے نہ پاؤ، خدا کی قسم، قرآن میں کوئی آیت نہیں ہے، مگر یہ کہ میں جانتا ہوں کہ وہ کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور کہاں نازل ہوئی ہے۔ ہموار زمین پر یا پہاڑوں پر بے شک مجھے میرے رب نے محسوس کرنے والا دِل اور بولنے والی زُبان عطا کی ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف کے بارے میں فرماتے ہیں: آپؐ میانہ رو ومعتدل تھے، افراط سے کام لیتے تھے، نہ تفریط سے۔ آپؐ کا فعل صحیح، قول حق وباطل میں فاصلہ کرنے والا، آپؐ کا حکم عدل اور آپؐ کا کلام مشکلوں کو حل کرنے والا تھا اور آپؐ کی خاموشی فصیح ترین زُبان تھی۔

ان لوگوں سے گھل مل جاؤ جو کہ تمہارے اور خدا کے درمیان واسطہ ہیں کہ اس سے تم کامیاب ونیک بخت ہو جاؤ گے۔

اس خدا کی حجت سے متصل ہو جاؤ، تمہارے اور خدا کے درمیان ہے کہ اس سے تم اپنی بازگشت میں نیک بخت وکامیاب ہو

جاؤ گے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ایک طبیب ہیں، جہاں بھی جاتے ہیں اپنے طبی آلات کیساتھ جاتے ہیں، جہاں بھی جسمی و نفسی بیمار کو دیکھتے ہیں، اس کا علاج کرتے ہیں اور زخم پر کچھ اس طرح مرہم رکھتے ہیں کہ جو دوبارہ ہرا نہیں ہوتا ہے اور اپنے داغ و نشان لگانے والے آلہ کو ہمیشہ گرم رکھتے ہیں کہ جہاں ضرورت ہوتی تھی، دیتے تھے اور جہاں اندھے دِلوں، بہرے کانوں اور گونگی زُبانوں کو پروے کار لانے کیلئے اپنی دوا کو استعمال کیا جا سکے۔

تم پر تمہارے نبیؐ کی آل کی محبت ضروری ہے کیونکہ یہ تم پر خدا کا حق ہے اور یہ خدا پر تمہارے حق کو واجب کرنے والا عمل ہے۔ کیا تم نے خدا کا قول نہیں دیکھا ہے: ''اے رسولؐ! آپؐ کہہ دیجئے کہ میں تم سے کوئی اجر رسالت نہیں مانگتا سوائے اس کے کہ تم میرے قرابت داروں سے محبت کرو'' (سورۂ شوریٰ آیہ 23)

تم پر آئمہؑ کی اِطاعت ضروری ہے، کیونکہ وہ آج تم پر گواہ اور کل روزِ قیامت خدا کے یہاں شفاعت کرنے والے ہیں۔

اِمام کیلئے ضروری ہے کہ اپنے اہل ولایت کو اِسلام و اِیمان کے حدود و احکام سکھائے۔

ہر پیشوا کو چاہئے کہ اپنی پیروی کرنے والوں سے سچ بولے اور اپنی عقل کو حاضر رکھے، یعنی سوچ سمجھ کر بات کرے اور آخرت والوں میں سے ہونا چاہئے کہ اس کیلئے آئے ہیں اور اسی کی طرف بازگشت ہوگی۔

آگاہ ہو جاؤ کہ طلوع ہونے والا طلوع ہو چکا ہے اور چمکانے والا چمکا چکا ہے اور ظاہر ہونے والا ظاہر ہو چکا ہے اور ہر کجی نکل چکی ہے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا: حقیقت یہ ہے کہ آپؐ نے دُنیا کو حقیر جانا اور اسے معمولی جانا اور اسے سبک اور ہلکا جانا اور یہ جان گئے آپؐ سے خدا نے دُنیا کو اختیار کے ساتھ ہٹایا ہے اسے دوسروں کیلئے وسیع کر دیا۔

جب میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سوال کرتا تھا تب آپؐ مجھے عطا کرتے تھے اور جب میں خاموش رہتا تھا تو آپؐ خود اِبتدا کرتے تھے۔

ہماری دُشمنی کیلئے غضب خدا کی موجیں ہیں، ہم ان کے بغض اور ان کی غضب سے خدا کی پناہ چاہتے ہیں۔

یقینا میں نے اپنے اس عبا میں اتنی مرتبہ پیوند لگایا ہے کہ اب میں اس میں پیوند لگانے سے شرمندہ ہوں چنانچہ کہنے والے نے مجھ سے کہا: کیا آپؑ اسے ڈالنا نہیں چھوڑ دیں گے؟ میں نے کہا: مجھ سے دور ہو جا کہ صبح سویرے لوگ حمد کرتے ہیں۔ یہ مثال وہاں دی جاتی ہے، جہاں قافلہ رات بھر چلتا ہے، بیدار رہ کر خود کو خطرات سے بچاتا ہے اور صبح ہوتے ہی ساری زحمتیں اور تکلیفیں بھول جاتا ہے اور خوشی مناتا ہے کہ بخیر منزل پر پہنچ گئے ہیں۔ آپؑ نے بھی اسی لئے یہاں یہ مثال دی ہے، یعنی اس کا نتیجہ قیامت میں معلوم ہوگا۔

یہ دُنیا منہ زوری دکھانے کے بعد پھر ہماری طرف جھکے گی، جس طرح کاٹنے والی اُونٹنی اپنے بچہ کی طرف جھکتی ہے، اس کے بعد

حضرتؑ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: ''ہم یہ چاہتے ہیں کہ جو لوگ زمین میں کمزور کر دیئے گئے ہیں، ان پر احسان کریں اور ان کو پیشوا بنائیں اور انہیں کو (اس زمین کا) مالک بنائیں۔'' یہ ارشاد امام منتظر علیہ السلام کے متعلق ہے، جو سلسلہ امامت کے آخری فرد ہیں، آپؑ کے ظہور کے بعد تمام سلطنتیں اور حکومتیں ختم ہو جائیں گی اور ''لیظہرہ علی الدین کلہ'' کا مکمل نمونہ نگاہوں کے سامنے آجائے گا۔

دُنیا، ہم سے رُخ موڑنے کے بعد ایسے ہی مہربان ہوگی، جیسے دودھ دینے والی سرکش اُونٹنی اپنے بچہ پر مہربان ہوتی ہے۔ نہج البلاغہ کلمہ حکمت 200 میں اس طرح ہے: ''(وتلا عقيب ذلك)ونريد ان نمن على الذين استضعفوا فى الارض ونجعلهم آئمة ونجعلهم الوارثين'' بنابرایں یہ حضرت امام مہدیؑ کے ظہور اور حکومت حقہ کے آلِ محمد علیہم السلام کی طرف لوٹنے سے مربوط ہے۔

یقیناً میں ایسا ہی تھا کہ میں جنگ کی دھمکی سے نہیں ڈروں گا اور نہ مار پیٹ سے خوف زدہ ہوں گا۔

اگر پردے اُٹھا لئے جائیں تو بھی میرے یقین میں کوئی اضافہ نہیں ہوگا۔

(اس جملہ میں آپؑ نے مخالفین کی بدعتوں کا گلہ کیا ہے) اگر ان لغزش گاہوں اور پھسلنے کی جگہوں پر میرے قدم جم گئے تو میں تمام چیزوں کو بدل دونگا۔

جنگ میں اپنی ثابت قدمی کے بارے میں فرمایا: اگر ہم بھی ایسا ہی کرتے جیسا کہ تم نے کیا ہے، یعنی جنگ میں سستی سہل انگاری کرتے، تو دین کا کوئی ستون کبھی باقی نہ بچتا اور اسلام کی کوئی شاخ سبز نہ ہوتی۔

اگر میں بتانا چاہوں تو تم میں سے ہر شخص کو یہ بتا سکتا ہوں کہ وہ کہاں سے آیا ہے اور اسے کہاں جانا ہے اور اس کے پورے حالات کیا ہیں؟ لیکن مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ تم مجھ سے گم ہو کر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار کر دو گے البتہ میں اپنے مخصوص دوستوں تک یہ خبریں ضرور پہنچاؤں گا کہ جن کے بھٹکنے کا اندیشہ نہیں ہے۔ اس ذات کی قسم، جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے اور خلق پر برگزیدہ کیا، بس جو کہتا ہوں، سچ کہتا ہوں اور مجھے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان تمام باتوں اور ہلاک ہونے والوں کی ہلاکت اور نجات پانے والوں کی نجات اور اس اُمر خلافت کی خبر دی ہے اور ہر اس چیز سے جو میرے سر سے گزرے گی، اسے میرے کانوں میں ڈالے بغیر نہیں چھوڑا ہے۔

ہمارا ایک حق خلافت ہے، لوگوں نے ہمیں دے دیا تو ہم لے لیں گے ورنہ ہم اُونٹوں کے کوہان کے انتہائی سرے پر سوار ہو جائیں گے، یعنی عاجز و ناتواں ہو جائیں گے (خواہ یہ سلسلہ کتنا ہی طول پکڑے، یعنی اس مصیبت پر صبر کریں گے، ہر چند طویل ہو) سید رضیؒ نے بھی اس جملہ کے یہی معنی سمجھے ہیں لیکن فیض الاِ سلام، مترجم نہج البلاغہ نے ایک انوکھا پہلو پیدا کیا ہے اور یہ کہ خلافت ہمارا حق ہے، اگر وہ ہمیں دے دیا گیا تو کوئی بات نہیں ہے، ورنہ اگر وہ خلافت کے شتر کی پیٹھ پر سوار بھی ہو گئے تو بھی اس کی مہار ہم ان کے ہاتھ میں نہیں دیں گے خواہ کتنا ہی طول پکڑے۔

لوگوں پر ہماری اطاعت وولایت کا حق ہے اوران کو خدا کی طرف سے نیک جزا ملے گی۔

جو ہم سے تمسک وو ابستگی اختیار کرے گا، وہ ہم سے ملحق ہو جائے گا۔

جو ہم سے روگردانی کرے گا، وہ ہلاک ہو جائے گا۔

جو ہمارے حکم کی پیروی کرے گا، وہ سبقت لے جائے گا۔

جو ہماری کشتی کے علاوہ دوسری کشتی پر سوار ہوگا، یعنی دوسروں کی پیروی کرے گا، وہ ڈوب جائے گا۔

وہ سرخدا کے امین اوران کے دین کی پناہ گاہ ہیں، علم الٰہی کے مخزن اور حکمتوں کے مرجع ہیں، کتب (آسمانی) کی گھاٹیاں اور دین کے پہاڑ ہیں۔

وہ آلِ محمدؑ ہیں، انہی کے بارے میں قرآن کی نفیس آیتیں اُتری ہیں اور وہ اللہ کے خزینے ہیں، اگر بولتے ہیں تو سچ بولتے ہیں اور اگر خاموش رہتے ہیں تو کسی کو بات میں دلیل کا حق نہیں۔

وہ ایمان کے خزانے، احسان کے سرچشمہ ہیں، حکم کرتے ہیں تو انصاف کے ساتھ اور دلیل وحجت لاتے ہیں تو غالب آتے ہیں، وہ تو صرف حق ہی کہتے ہیں اور ان کا قول دلیل سے خالی نہیں ہوتا ہے۔

وہ دین کی بنیاد، یقین کے ستون ہیں، ان کے حق میں غلو کرنے والے انہیں کی طرف لوٹتے ہیں اور پیچھے رہ جانے والے، جن کو ان کی معرفت ہوگی وہ انہیں سے ملحق ہوں گے۔

وہ تاریکیوں کے چراغ، حکمتوں کے سرچشمہ، علم کے معدن اور حلم کی منزلیں ہیں۔

علم کی زندگی اور جہالت کیلئے موت کا باعث ہیں، ان کا حلم وبردباری ان کے علم کا اوران کی خاموشی ان کی گویائی کا، ان کا ظاہر ان کے باطن کا پتہ دیتا ہے وہ حق اور دین کی مخالفت نہیں کرتے اوران کے بارے میں اختلاف نہیں کرتے پس وہ ان کے درمیان خاموش گویا اور سچا گواہ ہے۔

حق اور حق والوں سے نہ پھسلو، نہ کتراؤ، کیونکہ جس شخص نے اہل بیتؑ کا عوض وبدل چاہا، وہ ہلاک ہوا اور دُنیا وآخرت کو گنوا دیا۔

ہاں مگر یہ کہ زمین ایسے فرد سے خالی نہیں رہتی، جو خدا کی حجت کو برقرار رکھتا ہے، وہ ظاہر ومشہور ہو یا خائف وپوشیدہ تا کہ اللہ کی نشانیاں اور دلیلیں مٹنے نہ پائیں۔

اس اُمت میں سے کسی کو بھی آل محمدؑ (ان پر اللہ کی رحمتیں ہوں) پر قیاس نہیں کیا جا سکتا ہے اور وہ لوگ کبھی ان کے برابر نہیں ہو سکتے، جن پر ان کے احسانات ہوں، جو ان کے علوم ومعارف کی نعمتوں سے سرشار ہوں۔

لوگو! روئے زمین پر ہمارے نبیؐ سے محکم ومضبوط خدا کی کوئی حجت اور کتاب قرآنِ عظیم سے زیادہ بلیغ کوئی حکمت نہیں ہے اور تم لوگوں میں سے خدا نے اسی شخص کی مدح کی ہے۔ جس نے اس کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لیا اوراس کے نبیؐ کی اقتدا کی ہے اور بس وہی ہلاک ہوا، جو اس کا عصیان ونافرمانی اوراپنی خواہش نفس کا اتباع کرتا ہے۔

اس لئے خداوند عالم نے فرمایا ہے: جو لوگ اس کے اَمر کی مخالفت کرتے ہیں، انہیں اس بات سے ڈرتے رہنا چاہئے کہ ان پر کوئی مصیبت آپڑے یا ان پر دردناک عذاب نازل ہو جائے۔

وہ عاقل کی فکر یا چشم دِل سے ہدایت پاتا یا اپنے حال سے واقف ہوتا ہے اور اپنے پست و بلند مرتبہ کو پہچان لیتا ہے۔ (نہج البلاغہ کے خطبہ نمبر 153 میں ہے، امام و پیغمبر عقل مندوں کی چشم دل کہ جس کے ذریعے، وہ اپنے رشدہ دیکھتے ہیں اور اپنے نشیب و فراز کو پہچانتے ہیں اور ایسے دعوت دینے والے ہیں کہ جس نے دعوت دی اور ایسے نگہبان ہیں کہ جس نے حفاظت کی، چنانچہ دعوت دینے والے کی آواز پر لبیک کہو اور نگہبان کی پیروی کرو)۔

ہم حق کے داعی، خلق کے آئمہؑ سچائی کی زُبان ہیں، جس نے ہماری اطاعت کی، وہ سعادت کا مالک ہو گیا اور جس نے ہمارا اعصیان کیا، وہ ہلاک ہو گیا۔

(یہ نہج البلاغہ کے خطبہ 16 کا تتمہ ہے) آپؑ فرماتے ہیں: خدا کی قسم! میں نے سوئی کی نوک کے برابر بھی حق کو نہیں چھپایا ہے اور کوئی جھوٹ نہیں بولا ہے، بلکہ وہی کیا ہے، جو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

(یہ آپؑ کا وصیت کا تتمہ ہے، جو نہج البلاغہ میں درج ہے، جب ابن ملجم ملعون نے آپؑ کو ضرب لگائی تو فرمایا:) خدا کی قسم! مجھے ناگہاں موت نہیں آئی ہے کہ جو مجھے ناخوش معلوم ہو، بلکہ میں اس سے اتنا ہی زیادہ مانوس ہوں، جتنا بچہ ماں کے پستان سے ہوتا ہے اور یہ موت کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ جس کو میں نہ جانتا ہوں اور میری مثال تو اس مسافر کی طرح ہے، جو اپنی منزل مقصود کے قریب ہو گیا یا اس ڈھونڈنے والی کی ہے، جس نے اپنا مطلب حاصل کر لیا ہو۔

خدا کی قسم! مجھے سعدان کے کانٹوں پر جاگتے ہوئے رات گزارنا اور زنجیر میں جکڑ کر گھسیٹا جانا، اس سے کہیں زیادہ پسند ہے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے اس حال میں ملاقات کروں کہ میں نے کسی بندہ پر ظلم کیا ہو یا مالِ دُنیا میں سے کچھ غصب کیا ہو اور میں اس نفس کیلئے کسی پر کیوں ظلم کر سکتا ہوں، عنقریب فنا کی طرف پلٹنے والا اور مدتوں تک مٹی کے نیچے رہنے والا ہے۔

(اس کا کچھ حصہ نہج البلاغہ میں مرقوم ہے) حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے جو امین قرار دیئے گئے تھے، وہ اس بات کو باخوبی جانتے ہیں کہ میں نے کبھی خدا اور اس کے رسولؐ کے احکام سے چشم زدن کیلئے بھی سرتابی نہیں کی بلکہ میں نے اس جواں مردی کے بل پر جس سے خدا نے مجھے سرفراز کیا ہے۔ رسولِ اکرمؐ کی ان موقعوں پر دِل و جان سے مدد کی ہے کہ جن موقعوں سے بہادر بھی (جی چرا کر) بھاگ جاتے ہیں اور قدم پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ خدا نے اس شرف سے مجھے سرفراز کیا ہے، یقیناً میں نے آپؐ کی اطاعت میں دِل و جان سے کوشش کی اور پوری طاقت سے آپؐ کے دُشمنوں سے جہاد کیا اور اپنی جان آڑ کر انہیں بچایا ہے اور آپؐ نے مجھے اپنے اس علم سے سیراب کیا جس سے میرے علاوہ دوسرے کو سیراب نہیں کیا۔

نہج البلاغہ کلمات 139 کا تتمہ ہے جو آپؑ نے کمیل ابن زیاد سے فرمایا تھا، علم نے انہیں یک بہ یک حقیقت و بصیرت کے انکشافات تک پہنچا دیا ہے۔ وہ روحِ یقین سے گھل مل گئے ہیں اور اس چیز کو اپنے لئے آسان بنا لیا ہے، جن کو آرام پسند لوگوں

نے دُشوار بنا دیا تھا اوران چیزوں سے مانوس ہو گئے ہیں، جن سے جاہل بھڑکتے ہیں اور دُنیا میں ایسے جسموں کے ساتھ رہتے سہتے ہیں، جس کی روحیں ملاءِ اعلیٰ سے وابستہ ہیں، وہی روئے زمین پر خدا کے نائب اوراس کے دین کی طرف دعوت دینے والے ہیں، ہائے ان کی دید کیلئے میرے شوق کی فراوانی۔

وہ اِسلام کے ستون ہیں، تحفظ و بچاؤ کا ٹھکانہ ہیں، اس کے سبب حق اپنے اصلی مقام پر پلٹ آیا ہے اور باطل اپنی جگہ سے ہٹ گیا ہے۔ اوراس کی زبان جڑ سے کٹ گئی ہے، انھوں نے دین کو سوچ سمجھ کر اوراس پر عمل کر کے پہچانا ہے، اسے نقل وسماعت سے نہیں پہچانا ہے۔ اگر ایسا ہوتا توان کی کوئی فضیلت نہ ہوتی اوران پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا تھا۔

ہم ہی لشکرِ کلام کے امیر ہیں، اس کی جڑیں یا شاخیں ہمارے ہی درمیان میں پھیلی ہیں اوراس کی شاخوں نے ہم پر سایہ کیا ہے۔

بے ہودہ گوئی اور جھوٹ بولنے کا سلسلہ منقطع نہیں ہوگا، یہاں تک کہ زمانہ سے کوئی خونخواہ خون کا بدلہ لینے والا آئے گا۔

ہم بابِ حطہ ہیں اور یہی سلامتی کا دروازہ ہے، جواس میں داخل ہوا وہ محفوظ رہا اور نجات پائی اور جس نے اس سے روگردانی کی وہ ہلاک ہوا۔

ہم ہی میانہ تکیہ گاہ، لوگوں کا فریضہ ہے کہ ہم پر بھروسہ کریں، اس سے پیچھے رہ جانے والے جنہوں نے ہمارے حق کا اعتراف نہیں کیا ہے، وہ بھی ملحق ہوں گے اور غالی کی بازگشت بھی ہماری ہی طرف ہوگی۔

ہم اللہ کے بندوں پر اس کے امین ہیں اوراس کے شہروں میں حق کو قائم کرنے والے ہیں۔ ہمارے وسیلہ سے دوست نجات پائیں گے اور ہماری ہی وجہ سے دُشمن ہلاک ہونگے۔

ہم نبوت کا شجرہ ہیں، ہم رسالت کا محلِ نزول ہیں، ہمارے پاس ملائکہ کی آمد و رفت ہوتی ہے ہم حکمتوں کا سرچشمہ ہیں، ہم علم کے معدن ہیں، ہمارا مددگار و محب رحمت کا منتظر رہتا ہے اور ہمارا دُشمن و بدخواہ قہر کا منتظر رہتا ہے۔

ہم شعار واصحاب ہیں، جو رسول اکرمؐ سے جدا نہیں ہوتے، ہم ہی ان کے خادِم و باب ہیں اور رسول اکرمؐ تک دروازے سے ہی پہنچا جاتا ہے اور وہ ہم ہیں، جو بھی آپؐ تک دروازے کے بغیر پہنچے گا، وہ چور ہے کہ جو سزا کا مستحق ہے، یعنی جو ہمارے بغیر دوسرے طریقے سے احکام لے گا، وہ عذاب کا مستحق ہے۔

ہاں! اگر تقویٰ ضروری نہ ہوتا تو میں عرب کا سب سے بڑا سیاست مدار ہوتا۔

جب سے میں نے خدا کو پہچانا ہے، کبھی اس کا اِنکار نہیں کیا، یعنی دوسرے کفر وظلم میں مبتلا تھے لیکن میں نہیں تھا۔

جس وقت سے مجھے حق تعالیٰ کی معرفت کرائی گئی ہے، یعنی جب سے رسول اکرمؐ نے مجھے معرفت کرائی ہے، کبھی شک نہیں کیا۔

میں نے جھوٹ نہیں کہا ہے اور نہ ہی مجھے جھوٹی خبر دی گئی ہے۔

نہ میں گمراہ ہوا ہوں اور نہ مجھے گمراہ کیا گیا ہے۔

کوئی آیت نازل نہیں ہوئی مگر یہ کہ میں جانتا ہوں کہ وہ کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور کہاں نازل ہوئی ہے، دن میں

نازل ہوئی کہ رات میں، پہاڑوں پر نازل ہوئی ہے، یا ہموار زمین پر، بے شک مجھے میرے رب نے سمجھنے والا دِل اور گویا (بولنے والی) زبان عطا کی ہے۔

دین کے ستون ہم نے قائم کئے ہیں اور باطل کے لشکروں کو ہم نے شکست دی ہے۔

حماقت

حماقت زیادتیوں اور فضول باتوں میں مشغول ہونا اور جاہلوں کے ساتھ رہنا ہے۔

حماقت ایسی بیماری ہے کہ جس کا کوئی علاج نہیں ہے اور ایسا مرض ہے، جس سے شفا ممکن نہیں ہے۔

سب سے بڑا فقر و نداری، حماقت ہے۔

سب سے زیادہ نقصان دو چیز، حماقت ہے۔

سب سے بڑی حماقت، دھوکا کھانا ہے۔

بدترین حماقت، تعریف و مذمت میں مبالغہ کرنا ہے۔

تنگ دستی اور ناداری کی حالت میں تکبر کرنا سب سے بڑی حماقت ہے۔

حماقت، بہت بڑا عیب ہے۔

حماقت، دوستوں کیلئے سب سے زیادہ ضرر رساں ہے۔

حماقت، بدترین مرض ہے۔

حماقت، بیہودہ کاموں کا باعث ہوتی ہے۔

حماقت، جہالت کا ثمرہ ہے۔

حماقت، وطن میں بھی غربت و مسافرت ہے، کم عقل چونکہ ذہانت سے کام نہیں لیتا ہے لہٰذا حُسن سلوک سے محروم رہتا ہے۔

حماقت، بدترین بیماری ہے۔

حماقت کی ناداری کو مال زائل نہیں کرسکتا ہے۔

حماقت کی انتہا، ناداری میں تکبر کرنا ہے۔

بدکاروں کی مالی مدد کرنا، سب سے بڑی حماقت ہے۔

بادشاہ پر ناز و گھمنڈ کرنا، حماقت کی دلیل ہے، کیونکہ ناز کرنے والا، بادشاہ کے غصہ اور قہر کا نشانہ بنے گا۔

ساز و سامان اور بلندی و شرافت کے بغیر ناز و نخرے کرنا، حماقت کی دلیل ہے۔

حماقت کے ساتھ کوئی مطلب حاصل نہیں ہوسکتا۔

حماقت سے زیادہ دردناک کوئی تکلیف نہیں ہے۔

حماقت سے بڑی ناداری نہیں ہے۔

حماقت، بدبختی ہے۔

احمق

احمق، اپنے شہر میں ہی اجنبی اور غریب ہے اور اپنے عزیزوں میں ذلیل ہے۔

کم عقل ذلت سے محفوظ نہیں رہ سکتا اور نقصان و خسارہ سے نہیں بچ سکتا۔

احمق سے بچو کیونکہ اس کی خاطر تواضع کرنے سے غمگین ہوگے اور اس کی موافقت کرنے سے ہلاکت میں پڑو گے اور اس کے ساتھ رہنے سے تم پر وبال آئے گا۔

سب سے بڑا کم عقل اور احمق وہ ہے، جو خود کو سب سے بڑا عقل مند سمجھتا ہے۔

سب سے بڑا احمق وہ ہے، جو احسان نہیں کرتا ہے اور لوگوں سے اپنی تعریف کرانا چاہتا ہے اور برا کام کرتا ہے، جزائے خیر کی توقع رکھتا ہے۔

احمق ترین انسان وہ ہے جو پست صفت کو اپنے غیر میں برا سمجھتا ہے، جبکہ خود اسی صفت سے متصف ہے۔

احمق ذلیل ہونے سے صحیح نہیں ہوسکتا۔

احمق سے دُور رہنا، اس کے نزدیک رہنے سے بہتر ہے اور اس کا خاموش رہنا، بولنے سے بہتر ہے۔

آدمی کی حماقت، اس کے مال داری میں خوش ہونے اور مصیبت و سختی کے زمانہ میں، لوگوں سے عاجزی کرنے سے پہچانی جاتی ہے۔

تین چیزوں سے آدمی کی حماقت کا پتہ چلتا ہے، اس کا ایسی بات کرنا، جس سے اسے کوئی فائدہ نہ ہو اور اس بات کا جواب دینا، جو اس سے پوچھی نہ گئی ہو اور اس کا ہر کام میں بے سوچے سمجھے جرات کرنا۔

احمق سے قطع تعلقی کرنا دوراندیشی ہے۔

جب تمہاری احمق سے دوستی و رفاقت ہو جائے اور جب بدکار سے معاشرت کرو اور جب ظالم سے معاملہ کرو تو اس سے بچتے رہو۔

احمق ہر بات کیلئے قسم کھاتا ہے۔

خبردار! احمق سے دوستی نہ کرنا تو وہ اپنے خیال میں تمہیں فائدہ پہنچانے کی فکر میں نقصان پہنچائے گا اور تمہیں خوش کرنے کے خیال میں غم زدہ کردے گا۔

احمق کے مقابلہ میں خاموش رہنا، اسے جواب دینے سے بہتر ہے۔

بہت زیادہ رنگ بدلنا، احمق کی علامتوں میں سے ہے۔

احمق کا غمگسار ہونا، عذابِ روح ہے۔

احمق کو بڑا نہ سمجھو، خواہ وہ بڑا ہی کیوں نہ ہو۔

متحمل ہونا

دوسروں (کی بدتمیزیوں) کو برداشت کرنا عقل کی دلیل اور فضیلت کا عنوان ہے۔

(ناگوار باتوں کو) برداشت کرنا، دوستی یا دوستوں کی زینت ہے۔

متحمل ہونا سیاست کی زینت ہے۔

تحمل کرنے سے آدمی کی عزت و بزرگی میں اضافہ ہوتا ہے۔

ناگوار باتوں پر تحمل کرنا، معتدل خصلت ہے۔

پست باتوں کو برداشت کرنے سے زیادہ تعریف ہوتی ہے۔

زیادہ تحمل کرنے سے عقل یا فضیلت و شرافت بڑھتی ہے۔

تحمل کرنے اور بردباری اختیار کرنے سے لوگ تمہارے مددگار و معاون ہوجائیں گے۔

زیادہ تحمل کرنے سے بردبار پہچانا جاتا ہے۔

تحمل کرو تاکہ تمہاری قدر و منزلت بڑھ جائے۔

تمہارے لئے ضروری ہے کہ تحمل کرو کہ یہ عیوب کی پردہ پوشی کرتا ہے۔

جس کا تحمل زیادہ ہوتا ہے، وہ بڑا بن جاتا ہے۔

جو شخص لوگوں کے اخراجات برداشت نہیں کرتا ہے، درحقیقت وہ اپنی طاقت وقدرت کو اپنے پاس سے منتقل کرنا چاہتا ہے، یعنی قدرت اس کے ہاتھ سے نکل جائے گی۔

بھائیوں کے اخراجات کو برداشت کرنا کرم ہے۔

جو تم پر بیتے اسے برداشت کرو، کیونکہ تحمل کرنے سے عیوب پر پردہ پڑتا ہے، بے شک عاقل کا نصف تحمل اور اس کا نصف تغافل ہے۔

دائمی تاوان، جیسے اہل وعیال کے اخراجات کو برداشت کرنے سے عزت وعظمت میں اضافہ ہوتا ہے۔

حمیت

جتنی حمیت ہوتی ہے، اتنی ہی غیرت ہوتی ہے۔

حمیت کے بڑے پن اور جاہلیت کے فخر کے بارے میں اللہ سے ڈرو کہ یہ دُشمنی کا سرچشمہ اور شیطان کی فسوں کاری ہے۔

جو عیوب اور نقائص کو بُرا نہیں سمجھتا ہے، اس کیلئے ناموس کی کوئی حمیت نہیں ہوتی ہے۔

پرہیز

بدن کی صحت وسلامتی پرہیز میں ہے۔ایک روایت ہے کہ معدہ ہر مرض کا گھر اور پرہیز ہر درد کا علاج ہے۔

جو پرہیز کی تکلیف پر صبر نہیں کر سکتا،اس کی بیماری طویل ہو جاتی ہے۔

حاجت اور حاجت روائی

تمہارے پاس جو لوگوں کی حاجت ہیں،وہ خدا کی نعمت ہے،انہیں غنیمت سمجھو،ان سے ملول نہ ہونا،ورنہ خدا کے انتقام میں لوٹ جاؤ گے۔

محتاج کو کل پر نہ ٹالو،تم نہیں جانتے کہ کل تمہارے اور اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔

تمہارے لئے ضروری ہے کہ اپنی حاجت روائی کیلئے کریم ترین اور عالی نسب افراد کے پاس جاؤ تا کہ وہ بلا تاخیر تمہاری حاجت کو پورا کریں۔

تمہارے لئے ضروری ہے کہ تم اپنی حاجت روائی کیلئے شریف النفس اور پاک نسب لوگوں کے پاس جاؤ کیونکہ ان کے پاس حاجتیں زیادہ برآوردہ اوران کے یا تمہارے نفس یا زیادہ پاک ہیں یا وہ افراد تمہارے نزدیک پاک ہیں۔

مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے کہ جس کے پاس اس کا مسلم بھائی کوئی حاجت لے کر آئے اور وہ اس کو پورا کرنے سے انکار کر دے اور خود کو نیکی کا اہل نہ سمجھے گو یا وہ کسی ثواب کا امیدوار نہیں ہے اور وہ ہی کسی عقاب سے ڈرتا ہے۔کیا وہ بہترین خصلتوں سے بے رغبت ہے؟

حاجت پوری نہ ہونا،اس کو نااہل سے طلب کرنے سے بہتر ہے۔

جاہ ومنصب کی خیرات،اسے مومنین کی حاجت روائی کیلئے استعمال کرنا ہے اور یہی اس کی زکوۃ ہے،یعنی اس سے وہ پاک اور بابرکت ہو جاتا ہے۔

رہائی میں جلدی کرنا کامیابی ہے۔ممکن ہے مقصد یہ ہو کہ حاجت مند کو دینے نہ دینے کے فیصلہ میں عجلت کرنے میں اس کیلئے کامیابی ہے،کیونکہ وہ انتظار کی تکلیف سے بچ جائے گا۔

حاجت برآری تین چیزوں سے ممکن ہے،ان چیزوں کو حقیر و کم سمجھنا جو بڑی ہو جائیں گی،اسے پوشیدہ رکھنا،یہاں تک کہ خدا کی طرف سے ظاہر ہو جائے اور اس میں جلدی کرنا،اچھا معلوم ہو۔

ہر اس چیز میں بہانہ کیا جاتا ہے،جس کی مہلت دی گئی ہے۔

حاجت مند کو محروم رکھنا،مالداری کے زوال کا باعث ہے۔

حاجتیں

جس سے چاہو حاجت طلب کرو اور اس کے اسیر ہو جاؤ۔
جس سے حاجت وابستہ کرو گے، اس کی نظر میں ذلیل ہو جاؤ گے، بنابر ایں ایسا کام کیا جائے، جس سے دوسروں کے محتاج نہ ہو۔
جو تمہارا محتاج ہوگا، وہ اپنی حاجت کے مطابق تمہارا مطیع ہوگا، بس زندگی میں ایسے رہو کہ دوسرے تمہارے اور تم دوسروں کے محتاج رہو۔
جو تمہارا محتاج ہو، اس کی حاجت کو پورا کرنا تمہارے اوپر واجب ہے۔

مزاج پُرسی

(حضرت علیؑ سے دریافت کیا گیا کہ آپؑ خود کو کیسا پاتے ہیں؟ فرمایا:) اس کا کیا حال ہو سکتا ہے، جو اپنی بقا کے ساتھ فنا اور اپنی صحت کے ساتھ مریض ہو گیا ہے اور اپنے مامن (پناہ گاہ) سے لایا گیا ہے۔

متحیر

کبھی حیران و مبہوت معزور ہوتا ہے، یعنی اس کی سرزنش نہیں کی جا سکتی۔

حیلہ

کسی امر کے باطن یا چارہ گری میں مہربانی دو وسیلوں میں سے ایک ہے، کیونکہ بہت سے اُمور ایسے ہیں، جن کو مہربانی یا باریک بینی کے بغیر حل نہیں کیا جا سکتا۔
ہر چیز کیلئے ایک چارہ یا تدبیر ہے، انسان کو اپنے کام میں تدبیر یا چارہ کرنا چاہئے۔
جو شخص اپنی اس تدبیر یا چارہ سازی سے باز رہتا ہے جو کہ اس کی سرشت میں موجود ہے، وہ اپنی مشکلوں یا شدائد کو مستحکم کرتا ہے۔

زندہ اور زندگی

زندہ بس نہیں کرتا ہے، مقصد حقیقی زندہ ہے، یعنی جو آدمی زندہ ہے، وہ علوم و معارف کے حصول اور عبادت و ریاضت سے تھکتا نہیں ہے۔ یہاں وہ زندہ بھی مراد ہو سکتا ہے، جو مردہ کے مقابلہ میں ہوتا ہے اور اس طرح اس کی مذمت مقصود ہو یعنی جب تک انسان زندہ رہتا ہے، کسی چیز پر اکتفا نہیں کرتا ہے۔
طویل حیات کا ثمرہ بیماری اور بڑھاتا ہے۔
حیات کی انتہا یا عاقبت موت ہے، لہٰذا مرنے کیلئے تیار رہنا چاہئے۔

حیات موت سے کتنی قریب ہے۔

کس چیز نے زندہ کو مردہ سے قریب کر دیا ہے، ملحق ہونے کیلئے زندگی کی قدردانی ہونا چاہئے کہ زندہ کتنی جلد مردہ سے ملحق ہو جاتا ہے۔

کس چیز نے مردہ کو زندہ سے دُور کر دیا ہے کہ وہ اس سے منقطع ہو گیا ہے، جو مر گیا ہے، اب وہ زندہ نہیں ہو سکتا ہے لٰہذا جیتے جی توشہ فراہم کر لینا چاہئے۔

حیا

پاک ومنزہ خدا سے حیا انسان کو آگ کے عذاب سے محفوظ رکھتی ہے۔

تم میں سب سے بڑا حیادار وہ ہے، جو تم میں سے بڑا بردبار ہے۔

دین کا بہترین لباس حیا ہے، کیونکہ خالق ومخلوق سے شرم کرنا، بہترین دینداری ہے۔

تمہارا خدا سے شرم کرنا، بہترین واعلیٰ ترین حیا ہے۔

بہترین حیا تمہارا خود اپنے نفس سے حیا کرنا ہے۔

بے شک حیا وعفت ایمان کی خصلتوں میں سے ہے اور یہ دونوں آزاد احرار کی عادت نیک لوگوں کا شیوہ ہے۔

حیا بہترین اور اچھی عادت ہے۔

شرم وحیا وہ آلہ ہے، جو بُرائی سے روکتا ہے۔

حیا روزی روکتی ہے۔ ممکن ہے یہاں مذموم حیا مراد ہو، جیسا کہ بعض روایات میں وارد ہوا ہے۔ حیا کی دو قسمیں ہیں: عاقل کی حیا، بے وقوف واحماق کی حیا۔ اور یہ بھی ممکن ہے، یہاں خود مستحق حیا مراد ہو تو مفہوم یہ ہو گا کہ جو حیا کرتا ہے، وہ روزی سے محروم رہتا ہے، کیونکہ وہ شرم کی وجہ سے اس کی تلاش میں نہیں جائے گا، اس کے برخلاف بے جھجک جس طرح ممکن ہو گا، روزی حاصل کرے گا۔

شرم وحیا (ہر) خیر کی کلید ہے، کیونکہ جو حیادار ہوتا ہے، وہ گناہ کے پاس بھی نہیں جاتا ہے، خدا اور اس کی مخلوق سے شرم کرتا ہے۔

حیا محرومیت سے متصل ہے۔

شرم آنکھوں کو بند کرنا اور انہیں جھکا لینا ہے، یا حرام چیزوں سے آنکھیں بند کرنا یا لوگوں کی بدیوں سے چشم پوشی کرنا ہے۔

حیا پوری بلندی ہے، کیونکہ جو خدا ومخلوق سے حیا کرتا ہے، وہ مکمل مطیع ہو جاتا ہے۔

حیا پاک دامنی سے ملی ہوئی ہے۔

حیا بہترین خصلت ہے۔

حیا پسندیدہ خصلت ہے۔

حیا مکمل کرم اور بہترین خصلت ہے۔

حیا اِنسان کو بُرے فعل سے روکتی ہے۔

خدا سے حیا بہت سے گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔

شرم وحیا کو اپنا لباس اور وفا کو زرہ بنالو اور اُخوت کا لحاظ رکھو اور عورتوں سے باتیں کم کرو، کیونکہ نہج البلاغہ میں مولاؑ کے ارشاد کے مطابق عورتیں کم عقل ہوتی ہیں (عورت کی کم عقلی کے آثار تمہارے اندر بھی پیدا ہوجائیں گے) تاکہ تمہاری عظمت وسربلندی کامل ہوجائے۔اس کلمہ سے بعض عورتیں، جیسے فاطمہ زہرائؑ، خارج ہیں۔

حیا کا ثمرہ عفت ہے، یا شرم کا پھل حرام سے باز رہنا ہے۔

تین چیزوں سے شرم نہیں کرنا چاہئے:.1 آدمی کا اپنے مہمان کی خدمت کرنے۔.2 اپنے والد اور استاد کیلئے کھڑا ہونے۔.3 حق طلب کرنے سے اگرچہ وہ کم ہی ہو۔

انسان کا اپنے نفس سے شرم کرنا، ایمان کا پھل ہے، یعنی ایمان والا ہی حیا کرتا ہے۔

پاک دامنی کا سبب حیا ہے۔

تمہارے لئے حیا ضروری ہے کہ یہ شرافت وبلندی کی نشانی ہے۔

حیا کی انتہا یہ ہے کہ انسان اپنے نفس سے شرم کرے، یعنی جو خود سے شرم کرے گا، وہ دوسروں سے بدرجہ اولیٰ شرم کرے گا۔

حیا کو محرومیت سے متصل وملحق کردیا گیا ہے، یعنی اگر کوئی کسی چیز سے محروم ہوا ہے تو وہ شرم کی وجہ سے ہوا ہے۔

آدمی کا بہت زیادہ حیا کرنا، اس کے ایمان کی دلیل ہے۔

جس نے شرم کی وہ محروم رہا۔ واضح ہے، جو شخص شرم کی وجہ سے اپنا حال زار دوسروں سے بتا سکتا، یا شرم کی وجہ سے علم حاصل نہیں کرتا ہے، وہ ہر چیز سے محروم اور سب سے پیچھے رہتا ہے۔

جس میں حیا نہیں ہے، اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔

جس کی حیا کم ہوگئی، اس کی پاکدامنی بھی گھٹ گئی۔

جو شخص اپنی حیا ہی کو اپنا لباس بنالیتا ہے، اس کے عیوب لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رہتے ہیں۔

جو شخص لوگوں کے روبرو ہونے سے پرہیز کرتا، یعنی ان کے سامنے بے شرمی کرتا ہے وہ اللہ سبحانہ سے بھی نہیں شرم کرے گا۔

جو لوگوں سے شرم نہیں کھاتا ہے، وہ خدا سے بھی شرم نہیں کرے گا۔

جس چیز کا اس کیلئے کھلم کھلا بجالانا مناسب نہیں ہے، اسے چھپ کر بھی انجام دینا چاہئے۔

بہترین دوست سخی ہے، جو شرم وحیا رکھتا ہے۔

ایمان کا بہترین ساتھی حیا ہے۔

حیا جیسی کوئی خصلت نہیں ہے۔

خبر دینا

جس چیز کا تمہیں مکمل طور پر علم نہ ہو، اس کی خبر نہ دو۔ خبر دینے میں ضروری ہے کہ یہ کہا جا سکے کہ خبر دینے والا تمام جوانب واطراف کا علم رکھتا ہے۔

ثقہ ومعتبر ہی کے ذریعے خبر دو، ورنہ جھوٹے قرار پاؤ گے اگر چہ تم اس کے ذریعے خبر دو گے، بے شک جھوٹ سبکی اور ذلت ہے۔

لوگوں سے اس چیز کے بیان کرنے میں جلدی نہ کرو، جو انہیں بھلی نہ لگتی ہو کہ وہ تمہارے بارے میں ایسی بات کہیں گے، جس کا انہیں علم نہیں ہے۔

خبر کو جس وقت سنو اسی وقت اسے اچھی طرح پرکھ لو اور عقل کی کسوٹی پر کس لو، بے سوچے سمجھے نقل نہ کرو، اس لئے علم کی روایت کرنے والے بہت زیادہ اور اس کی رعایت کرنے والے بہت کم ہیں۔

کوئی خبر بھی اس وقت تک سچی نہیں ہوسکتی، جب تک کہ اسے آنکھوں سے نہ دیکھ لیا جائے، یعنی اس چیز کا علم قطعی طور پر حاصل نہیں ہوسکتا، جب تک کہ آنکھ سے نہ دیکھ لیا جائے۔

آزمائش

ساتھی بنو اور آزماؤ۔

جو آزماتا ہے، وہ دُشمن بن جاتا ہے اور ممکن ہے لوگوں کی آزمائش مراد ہو کہ ان کی بداعمالیوں کے نتیجہ میں انسان ان کا دُشمن ہو جاتا ہے۔

آزمانے سے پہلے ہر ایک پر اطمینان کر لینا، عقل کی کوتاہی ہے۔

جس نے آزمائش سے پہلے اطمینان کیا، وہ پشیمان ہوا۔

دھوکا

خبردار! دھوکے کے پاس مت جانا، کیونکہ دھوکا ہی پست آدمی کی خصلت ہے۔

جس نے اپنی عقل کو فریب دیا اس نے اسے دھوکے و مکر کے تابع کر دیا، یعنی عقل کو ان سے استفادہ کرنے کا آلہ بنالیا ہے۔

جو خدا کو دھوکا دیتا ہے وہ دھوکا کھاتا ہے، یعنی خدا اس سے مکر کرے گا۔

بہت زیادہ دھوکا دینے والے کا کوئی دین نہیں ہے۔

خادِم

جب تمہارا خادِم خدا کا عصیان کرے تو اسے مارو اور اگر تمہاری نافرمانی کرے تو معاف کر دے۔

درماندگی و بےکسی

چھوڑے ہوئے لوگوں کی علامت یہ ہے کہ وہ بُرے کو اچھا سمجھتے ہیں۔

بے یار و مددگار کی علامت یہ ہے کہ وہ برادران کے حقوق کی رعایت نہیں کرتا ہے۔

بےکسی اور بدنصیبی جہالت کی مددگار ہے (کیونکہ انسان کو توفیق کی بنا پر عقل مند و عالم سمجھا جاتا ہے)۔

بدبخت و ذلیل وہ ہے، جو پست لوگوں کے پاس حاجت روائی کیلئے جاتا ہے۔

گنگ

گونگا پن، جھوٹ سے بہتر ہے۔

سختی اور کم عقلی

کم عقلی رایوں سے دُشمنی اور اس شخص سے عداوت کرنا ہے، جو نقصان پہنچانے پر قادر ہے۔

خبردار! بدخلقی و کم عقلی کے پاس نہ جانا کہ یہ اخلاق کا نقص اور اس کا عیب ہے۔

بدترین چیز حماقت یا بدخلقی یا سختی ہے۔

کم عقلی یا سختی مخلوق یا اخلاق کا عیب ہے۔

سختی یا کم عقلی، بدترین عادت ہے۔

کم عقلی یا سختی، جہالت کا عروج ہے۔

جس کی کم عقلی یا بدخوئی بڑھ جاتی ہے، اسے رذیل سمجھا جاتا ہے۔

کتنے ہی بلند مرتبہ لوگوں کو تندخوئی یا کم عقلی نے پست کر دیا۔

طاقت سے پہلے کام میں جلدی کرنا اور موقع ملنے کے بعد سستی کرنا، کم عقلی کی دلیل ہے۔

بہت زیادہ بدخلقی بھی فحش گناہ ہے۔

طاقت کے باوجود موقع کو گنوا دینا بھی کم عقلی ہے۔

جس چیز میں بھی بدخلقی ہوگی، اس کو بُرا بنا دے گی۔

بدخلقی و تندخوئی سے، بدتر کوئی عادت نہیں۔

سختی سے بدتر کوئی خصلت نہیں۔

گھاٹا اُٹھانے والے اور گھاٹا

اکثر نفع پانے والا نقصان اُٹھاتا ہے، یا اس لحاظ سے اس کے منافع میں کوئی بھلائی اور مصلحت نہیں ہے، یا یہ اس کی آخرت میں نقصان دہ ہے۔

تم میں زیادہ خسارہ میں وہ ہے، جو تم میں زیادہ ظالم ہے۔

وہ کتنا بڑا گھاٹا اُٹھانے والا ہے کہ جس کا آخرت میں حصہ نہیں ہے۔

خدا کی بارگاہ میں خشوع وخضوع

جب تم اپنے مقصد تک پہنچ جاؤ تو اپنے پروردگار کیلئے سب سے زیادہ خشوع کرنے والے ہو جاؤ۔

ہر چیز خدا کیلئے خضوع کرنے والی ہے۔

ہر چیز خدا کیلئے خشوع کرنے والی ہے۔

جس کا دِل خاشع ہو جاتا ہے، اس کے اعضاء و جوارح بھی خاشع ہو جاتے ہیں۔

جو خدا کی عظمت کے سامنے جھک جاتا ہے، اس کے سامنے گردنیں جھک جاتی ہیں۔

(بارگاہِ خدا میں) فروتنی کرنا بہترین اطاعت ہے۔

دُعا کا بہترین مددگار خشوع ہے۔

خضوع جیسی کوئی عبادت نہیں ہے۔

خدا اور اس کے دوستوں کیلئے فروتنی کرنا، قرب ہے یا دُشمن کیلئے فروتنی کرنا پستی ہے۔

دُشمن خدا

خدا جس کا مخالف ہوگا، اس کی دلیل کو باطل کر دے گا اور اسے دُنیا و آخرت میں عذاب دے گا۔

خدا جس کا دُشمن ہوگا اس کی دلیل کو باطل کر دے گا اور اس سے جنگ کرے گا۔

خط، قلم اور کتاب

اپنی دوات میں لیقہ ڈالو اور اس کی سیاہی صحیح بناؤ اور اپنے قلم کی نوک کو لمبا رکھو، سطور کے درمیان فاصلہ رکھو اور حروف کو نزدیک نزدیک لکھو کہ یہ تحریر کے حُسن کیلئے بہترین طریقہ ہے۔

اپنے قلم میں قطع دو۔

خط ہاتھ کی زُبان ہے (جس طرح زُبان اِنسان کے خیال کو دوسرے کو سمجھاتی ہے، اسی طرح خط بھی مقصد کو سمجھا جاتا ہے)۔

یادداشت

جس چیز کی یادداشت میں بات محفوظ رہتی ہے، وہ مذاکرہ ہے، اگر مذکرہ نہ ہو تو فراموش ہو جاتی ہے۔

خطرہ میں گرنا

جو شخص خود کو خطرہ میں ڈالتا ہے، یعنی ایسا کام کرتا ہے کہ جس میں نقصان ہوتا ہے تو اس کام میں فریب کھانے کا امکان ہے۔

خطا

بہت زیادہ خطا، یعنی غلط چال چلن کو بہت بڑی نادانی کہا گیا ہے۔

اخلاص

خدا کی طاعات وعبادات میں خلوص کرنا بہت بڑا خطرہ ہے، یہاں تک کہ اس کے کام کے نتیجہ کو دیکھا جائے۔

خلوص اختیار کرو، مراد پاؤ۔

اپنے عمل، علم، محبت، عداوت، لینے، چھوڑنے اور کلام وسکوت وخاموشی کو اللہ کیلئے خالص کر لو۔

ظاہر وباطن میں خلوص اختیار کرو اور غیب وشہود میں (خدا سے) ڈرو اور مالداری ونا داری میں میانہ روی اختیار کرو اور رضا وناراضی میں عدل سے کام لو۔

جب عمل کرو تو خالص خدا کیلئے کرو۔

اخلاص، عبادات کی غایت یا کمال کی انتہا ہے۔

اخلاص، کامیابی ہے۔

اخلاص، بہترین عمل ہے۔

اخلاص، عبادت کا ثمرہ ہے۔

اخلاص، طاعات میں برتر لوگوں کی عادت ہے۔

اخلاص، بہت بڑی کامیابی ہے۔

اخلاص، مقربین کی عبادت ہے۔

اخلاص، دین کی غایت ومقصد ہے۔

اخلاص، بہترین انجام ونہایت ہے۔

اخلاص،یقین کا پھل ہے۔

اخلاص،عبادت کا معیار ہے۔

اخلاص، ایمان کا بلند ترین مرتبہ ہے۔

یقین کی قوت اور نیت کی اِصلاح سے عمل خالص ہوتا ہے۔

اگر بُرے اعمال سے خودکو پاک کرلو گے اور عمل میں خلوص پیدا کرو گے تو کامیاب ھوجاوٴ گے۔

اخلاص سے اعمال بلند ہوتے ہیں،یعنی قبول ہوجائیں گے۔

عمل کرنے والے اخلاص کے ذریعے خدا کے تقرب اور ثواب میں ایک دوسرے پر فضیلت حاصل کرتے ہیں۔

مرد کے اخلاص کی صداقت،بارگاہِ خدا میں اسے بلند کرتی ہے اور اس کے اجر میں اضافہ کرتی ہے۔

خوش نصیب ہے وہ شخص،جس نے اپنے علم وعمل،اپنی محبت وعداوت،لینے،چھوڑنے اور بولنے اور خاموش رہنے کو اللہ کے لئے خالص کرلیا۔

خوش قسمت ہے وہ شخص،جس نے خالص عمل کو آگے بھیج دیا اور نیک عمل کیا اور زخیرہ شدہ چیز کو آخرت کیلئے کمایا اور خدا کی نافرمانی سے پرہیز کیا۔

تمہارے لئے سچا اخلاص،بہترین یقین ضروری ہے کیونکہ یہ مقربین کی افضل ترین عبادت ہے۔

اخلاص کا نتیجہ عذابِ خدا سے خلاصی ورہائی ہے۔

اعمال کے خالص کرنے میں صاحبانِ عقل کیلئے مسابقہ ومقابلہ ہے۔

وہ دُشمن سے کیا خلوص کرسکتا ہے،جس پر خواہشوں کا غلبہ ہوتا ہے؟

جس نے اپنے اعمال میں خدا کیلئے خلوص کیا،اس نے دُنیا وآخرت میں اپنی پشت قوی کرلی۔

جس کے عمل کے ساتھ اخلاص نہ ہوگا،اس کا عمل قبول نہیں ہوگا۔

اخلاص کے ساتھ اعمال،خدا کی طرف بلند ہوتے ہیں۔

اَجر تو بس وہ فراہم کرتا ہے،جو اپنے عمل کو خالص کرلیتا ہے۔

اپنی نیت کی صداقت میں عمل کو خالص کرنے سے،افضل اور کوئی چیز نہیں ہے۔

دُعا قبول ہونے کا مخلص زیادہ سزاوار اور لائق ہے۔

جس نے اپنے عمل ونیت میں خلوص پیدا کیا،وہ اپنے مقصد کو پاگیا۔

خلافت

تعجب ہے کہ صحابہ ہونے پر تو خلافت مل جائے اور صحابیت اور قرابت پر خلافت نہ ملے،یعنی اگر یہ فرض کیا جائے کہ صحابہ ہونے

سے سبب خلافت کا استحقاق ہوتا ہے تو مولا علیؑ فرماتے ہیں: میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحابی بھی ہوں اور آنحضرتؐ کا قریبی عزیز بھی ہوں لیکن واضح رہے کہ صحابہ ہونے سے خلافت کا کوئی رابطہ نہیں ہے، بلکہ خلیفہ کا تعین خدا کی طرف سے ہوتا ہے۔

حضرت علیؑ نے ابوبکرؓ کو مخاطب کر کے فرمایا: اگر تم شوریٰ کے سبب خلیفہ بنے ہو تو اس شوریٰ میں صاحبان رای، بنی ہاشم اور بڑے صحابہ شامل نہیں تھے اور اگر تم نے قرابت داری کے باعث اپنے مخالف پر غلبہ پایا ہے تو دوسرے بنی ہاشم تم سے زیادہ پیغمبر اکرمؐ سے قریب ہیں کہ ان میں رسول اکرمؐ کے داماد اور آپؐ کے چچازاد بھائی بھی ہیں، جن میں اور بہت سے کمالات ہیں۔

خلفاء

منتخب ہونے والے عثمان اور بے تاب و پریشان، عثمانؓ کے قاتلوں کے بارے میں خدا کا روشن حکم ہے، یعنی خدا جانتا ہے کہ روزِ قیامت دونوں کے بارے میں کیا حکم کرے گا۔ یا بے جا طرفداری کرنیوالے اور گھبرا جانے والوں کے درمیان فیصلہ کرنے والا اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے۔

نہج البلاغہ کے خطبہ نمبر 30 میں قتل عثمانؓ اور ان کے قاتلوں کے بارے میں آپؑ فرماتے ہیں: اگر میں نے عثمانؓ کے قتل کا حکم دیا ہوتا تو میں ان کا قاتل ہوتا اور اگر ان کا دفاع کیا ہوتا ان کا مددگار رہوتا لیکن جس نے ان کی مدد کی ہے۔ مروان اور بنی اُمیہ کا گروہ، وہ یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ میں اس سے بہتر ہوں، جس نے انہیں چھوڑ دیا تھا، ان کی مدد نہیں کی تھی، وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ جس نے ان کی مدد کی ہے، وہ مجھ سے بہتر ہے۔

اب میں حقیقت اُمر کو بیان کئے دیتا ہوں، عثمانؓ نے اپنے عزیزوں کی طرفداری بُری طرح کی اور تم گھبرا گئے تو بُری طرح گھبرا گئے پہلے انہیں منتخب کر لیا اور پھر انہیں قتل کر دیا۔

اِختلاف

اِختلاف رایوں کو برباد کر دیتا ہے، یعنی زمام داروں اور ذمہ داروں کو ہم خیال ومتفق ہونا چاہئے۔

اِختلاف منظم اُمور کو برباد کر دیتا ہے۔

اختلاف جدائی کا سبب ہے۔

مخالفت سے ملاپ واتفاق نہیں ہوتا ہے۔

مخالفت سے جفا اور ناانصافی ہوتی ہے۔ مرحوم علامہ خوانساری فرماتے ہیں، لیکن نفس کی مخالفت سے بلندی ملتی ہے۔

بہت زیادہ مخالفت سے بلندی ملتی ہے۔

بہت زیادہ مخالفت دُشمنی ہے، لہٰذا اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔

مخالفت جنگ کو بھڑکاتی ہے۔

دُشمنی ومخالفت اِنسان کی نادانی اوبکی آشکار کرتی ہے اوراس کا حق جومقدر ہو چکا ہے،اس میں اضافہ نہیں کرتی ہے۔

اخلاق

نرم خوئی،نرم مزاجی دونعمتوں میں سے ایک ہے۔

اخلاق بہترین چیز ہے۔

شریف ترین،حسب،جوانسان کی فضیلت وبرتری کا باعث ہوتا ہے،اس کا نیک اخلاق ہے۔

بہترین اخلاق ہمتوں کی بلندی ہے۔

آراستہ ترین خصلت بردباری اور پاک دامنی ہے۔

اصل ونسل کے لحاظ سے پاک ترین اِنسان وہ ہے،جس کا اخلاق پسندیدہ ہے۔

لوگوں میں وہ شخص زیادہ خوشنود ہے،جس کا اخلاق بلند ہے۔

بہترین بلندمرتبہ نرم خوئی ہے۔

کریم کا اعلیٰ ترین اخلاق اس کا اس چیز سے تغافل کرنا ہے،جس کو جانتا ہے،یعنی لوگوں کی کوتاہیوں اورلغزشوں سے چشم پوشی کرے اورایسا ظاہر کرے،جیسے وہ کچھ نہیں جانتا ہے۔

بہترین عادت،سخاوت وعفت اورطمانیت ہے۔

بہترین اخلاق وہ ہے،جوتمہیں نیک افعال انجام دینے پر اُبھارے۔

بے شک اللہ تعالیٰ نفس کی سہولت،یعنی لوگوں سے نیک برتاؤ کرنے والے،درگزر کرنے والے اورقریب الامر،یعنی جواپنے کام خودہی جلدازجلدانجام دیتا ہے،لوگوں پر بارنہیں بنتا ہے،کودوست رکھتا ہے۔

بے شک نیک عادتوں میں سے اس کے ساتھ صلہ رحم کرنا بھی ہے،جوتم سے قطع رحم کرے،اس دُنیا میں جوتمہیں محروم کرے اور اس کومعاف کرنا ہے،جوتم پر ظلم کرے۔

پسندیدہ اخلاق وصفات وہ اُمور ہیں،جوناگواریوں میں چھپے ہوئے ہیں۔

پسندیدہ اخلاق عقل کا ثمرہ اورمیوہ ہے۔

آپؑ نے ان لوگوں کے بارے میں فرمایا:جنہوں نے آپؑ کی تعریف کی تھی:جب وہ لب کشا ہوتے ہیں تو سچ بولتے ہیں اور خاموش ہوتے ہیں توان سے کوئی سبقت نہیں لے جاتا ہے،یعنی دوسرے ان کے گویا ہونے کے منتظر رہتے ہیں یا دوسروں کے سلسلہ کلام میں سبقت لے جانے کی کوشش نہیں کرتے ہیں۔اگر دیکھتے ہیں توعبرت حاصل کرتے ہیں اوررُخ موڑتے ہیں غافل نہیں ہوتے ہیں،بولتے ہیں تو خدا کو یاد کرتے ہیں اور چپ ہوتے ہیں توغور کرتے ہیں۔

اگر نیک عادتوں میں تم مقابلہ کرنے پر مجبور ہوتو بلند اخلاق اور عادتوں میں مقابلہ کرو، یعنی ایسی خصلتوں کے حصول و اکتساب کی کوشش کرو۔

جس کی عادت بُری ہوتی ہے، اس کی موت پر خوشی ہوتی ہے۔

جب اخلاق نرم ہو جاتا ہے تو اس کا بیان نرم ہو جاتا ہے۔

جب اِنسان کے اندر کوئی اچھی عادت پیدا ہو جاتی ہے، اس کے بعد اس سے دوسری نیک عادتوں کی توقع رکھی جا سکتی ہے۔

جب قرآن تمہیں نیک عادت کی دعوت دے تو تم اپنے نفس کو ایسی ہی دوسری عادت کسب کرنے پر اُبھارو۔

حُسن خلق سے زندگی میں بہار آ جاتی ہے اور وہ شیریں ہو جاتی ہے۔

نیک اخلاق سے روزی میں وسعت ہو جاتی ہے، اس کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

سچ کو اپنانا اور جھوٹ سے پرہیز کرنا، بہترین عادت اور اعلیٰ ترین اَدب ہے۔

پسندیدہ اخلاق، عظیم بردباریوں اور بلند افکار میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرو تا کہ تمہاری اجزا عظیم ہو جائے۔

پسندیدہ خصلتوں یا ان عادتوں سے جو کہ حمد و ثنا اور تعریف جیسے ہمسایہ کی حرمت کا پاس و لحاظ، دُعائے عہد، نیکی، طاعت، معصیت و نافرمانی اور بلند اخلاق و عادات سے آراستہ ہو جاؤ۔

ہر اچھی اور نیک عادت اور خصلت کو اپنے نفس کیلئے منتخب کر لو کیونکہ یہ اچھی عادت ہے، یعنی بہتر ہے کہ اِنسان نیکی کی عادت ڈالے۔

حُسن خلق نفس کیلئے اس کے حُسن کا باعث ہے اور اچھی خلقت بدن کا حُسن اور اس کی زیبائی کا سبب ہے۔

حُسن خلق اعلیٰ ترین دین ہے۔

حُسن خلق بہترین ساتھی اور خود بینی پوشیدہ مرض ہے۔

حُسن خلق اعلیٰ حصہ اور بہترین عادت ہے۔

حُسن خلق، دو عطاؤں میں سے ایک ہے۔

حُسن اخلاق، نسب کی بلندی کی دلیل ہے۔

حُسن اخلاق، رِزق کو جاری کرتا ہے اور دوستوں کو سکون پہنچاتا ہے۔

حُسن خلق، ہر نیکی کا عروج ہے۔

حُسن خلق سے محبت ملتی ہے اور دوستی کو محکم و مضبوط بناتا ہے۔

بہترین اخلاق لجاجت سے دُور رہنا ہے۔

بہترین خصلت، پسندیدترین خصلت ہے۔

بہترین خصلت نرمی ہے۔

بہترین خصلت سچ بات کہنا اور نیک افعال انجام دینا۔

اِیمان کا عروج، حُسن خلق اور صداقت سے آراستہ ہونا ہے۔

میرا ایک بھائی تھا، وہ میری نظروں میں اس لئے محترم و معزز تھا کہ دُنیا اس کی نظر میں حقیر تھی اور اس پر پیٹ کی حکمرانی نہیں تھی، جو چیز اسے نہیں ملتی تھی، اس کی خواہش نہیں کرتا تھا اور جو چیز میسر ہو جاتی تھی، افزائش نہیں چاہتا تھا، یا اس کو زیادہ استعمال نہیں کرتا تھا۔ وہ اکثر اوقات خاموش رہتا تھا، اگر وہ لب کشا ہوتا تھا تو بولنے والوں کی بولتی بند کر دیتا تھا، وہ کمزور تھا لیکن جہاد کے وقت شیر بیشہ اور وادی کا اژدھا تھا، یعنی جس طرح ایسے اژدھا کا ڈسا ہوا پانی نہیں مانگتا، اسی طرح اس کی ضرب کا مارا بھی پانی نہیں مانگتا تھا، وہ جو دلیل پیش کرتا تھا، وہ فیصلہ کن ہوتی تھی، یا وہ ایسی دلیل و حجت نہیں دیتا تھا کہ جس سے قاضی کے پاس جانا پڑتا۔ وہ ان چیزوں پر کسی کو سرزنش نہیں کرتا تھا، جس میں عذر کی گنجائش ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ اس کی معذرت کو سن لیتا تھا، وہ کسی سے اپنے درد کا ذکر نہیں کرتا تھا مگر اس سے چھٹکارے کے بعد وہ جو کہتا تھا، وہ انجام دیتا تھا اور جو نہیں کرتا تھا، اس کے بارے میں کچھ نہیں کہتا تھا اور اگر کبھی بولنے میں اس پر غلبہ بھی ہو جاتا تھا تو خاموشی میں اس پر غلبہ نہیں ہوتا تھا، وہ بولنے سے زیادہ سننا پسند کرتا تھا۔ جب اس کے سامنے دو چیزیں آجاتی تھیں تو وہ یہ کہتا تھا کہ خواہش نفس سے زیادہ قریب کون ہے، تو وہ اس کی مخالفت کرتا تھا لہٰذا تمہیں ان عادات کو حاصل کرنا چاہئے اور ان کی رعایت کرنا چاہئے اور انہیں حاصل کرنے میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرنا چاہئے اگر ان سب کو حاصل نہ کر سکو جتنا ممکن ہو، اتنا ہی حاصل کر لو کہ تھوڑی چیز لینا، پوری کو چھوڑنے سے بہتر ہے۔

حُسن خلق سے کوئی چیز تنگ نہیں ہو سکتی۔

جس کا اخلاق بلند ہو گیا، اس کے رِزق میں وسعت ہو گئی، رِزق میں وسعت یا پروردگار کی طرف توجہ کی وجہ سے ہے، یا لوگوں کے دِل جیتنے کے سبب ہے۔

جس کا اخلاق نیک ہوگا، اس کی معاشرت اور تعلقات پاک ہوں گے۔

جس کا اخلاق اچھا ہوگا، اس کی زندگی اور سعادت و آخرت کی راہ ہموار ہوگی۔

جس کا اخلاق نیک ہوگا، اس کے دوست زیادہ ہوں گے اور لوگ اس سے مانوس ہوں گے۔

خداوند عالم نے بندہ کو دُنیا و آخرت کی نیکیوں میں سے نیکی نہیں دی مگر حُسن خلق اور نیک نیت کے واسطہ سے۔

حُسن خلق بہترین حسب ہے، اس سے اِنسان کا بھرم قائم ہوتا ہے۔

بہترین خصلت حُسن خلق ہے۔

بہترین اِیمان، نیک اخلاق ہے۔

اخلاق کی پوشیدہ چیزوں کو ساتھ رہنا اور معاشرت آشکار کرتی ہے، یعنی جب کسی سے تعلقات ہو جائیں اور اس کے ساتھ نشست

و برخاست ہو جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ دوست ہے یا دُشمن، اس کی دوستی اور دُشمنی کتنی ہے، یا اس کی دوستی حقیقی ہے یا زُبانی جمع خرچ ہے۔

علم کا عروج، اخلاق اور پسندیدہ اِظہار اور مذموم چیز کو جدا کرنے میں فرق کرنا ہے۔

عادتوں اور خصلتوں کی زینت عہدو پیمان کا پاس ولحاظ کرنا ہے۔

چھ چیزوں، رضا، غضب، امن وخوف، منع اور رغبت سے آدمی کی عادتوں کی آزمائش ہوتی ہے۔

تمہارے لئے حُسن خلق ضروری ہے کہ یہ محبت کو جذب کرتا ہے۔

اخلاق کی وسعت رِزق کا خزانہ ہے۔

ہر چیز کو انجام دیا جا سکتا ہے، سوائے عادت وخصلت بدلنے کے، عادت چھوڑنا بہت دُشوار ہے۔

کتنے ہی پست لوگوں کو حُسن خلق نے بلند کر دیا ہے۔

جس نے اپنے اخلاق کو نہیں سنوارا اس سے اس کے دوست نے کوئی فائدہ نہ پایا۔

جس کے اخلاق وکردار اچھے نہیں ہوتے، اس کے طور وطریقہ بھی پسندیدہ نہیں ہوتے۔

حُسن خلق جیسا کوئی رفیق وساتھی نہیں۔

حُسن خلق سے زیادہ خوشگوار زندگی نہیں ہے۔

جب تم کو غیر میں بُری عادت وخصلت نظر آئے تو تم ایسی عادت سے پرہیز کرو۔

بے شک تمہاری عادت وطبیعت تمہیں اس چیز کی دعوت دے گی، جس سے تم مانوس ہو گے، اگر طاعات وعبادات سے مانوس ہو گے تو اس کی طرف بلائے گی ورنہ ان کی ضد کی طرف بلائے گی۔

بے شک طبیعتیں اور عادت جدا جدا ہیں لیکن ان میں سے زیادہ بہترین وہ ہے، جو برائی سے زیادہ دُور ہے۔

صرف نیک لوگوں کی طبیعتیں ہی نیکیوں کی حامل ہوتی ہیں چنانچہ جو نیک چیز ان پر حمل کی جاتی ہے، وہ اسے قبول کر لیتی ہیں۔

اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے آپؑ کی بُرائی کی: اگر عمل چھوڑنے کے بعد بیمار ہو جائے تو پشیمان ہوتا ہے، اور غرور کے عالم میں صحیح ہو جائے تو سزا سے محفوظ سمجھ کر عمل میں تاخیر کرتا ہے اور اگر دُنیا کی کھیتی کی طرف بلایا جاتا ہے تو سستی کرتا ہے۔ اگر خود کو مستغنی دیکھتا ہے، تو سرکشی اور فتنہ پردازی کرتا ہے اور اگر نادار ہوتا ہے تو مایوس اور ناتواں ہو جاتا ہے اور اگر اس پر احسان کیا جاتا ہے تو وہ انکار کرتا ہے اور اگر خود احسان کرتا ہے تو سر اُبھارتا ہے اور جتاتا ہے اور اگر معصیت وگناہ کا موقع اس کے ہاتھ آ جاتا ہے تو توبہ کے بھروسہ پر کر ڈالتا ہے اور اگر توبہ کا اِرادہ کرتا ہے تو اس میں تاخیر کرتا ہے اور گناہ کرتا چلا جاتا ہے اور اگر عافیت دیکھتا ہے تو سمجھتا ہے کہ اس نے توبہ کر لی اور اگر کسی بلا میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اپنے یا حق کے بارے میں برا گمان اور شک کرتا ہے اور مضطرب وپریشان ہو جاتا اور اگر مریض ہو جاتا ہے تو خدا کیلئے اخلاص کو اپناتا اور اس کی طرف لوٹ آتا ہے اور

جب صحت پا جاتا ہے تو بھول جاتا ہے اور پھر گناہوں کی طرف لوٹ جاتا ہے اور بندوں پر ظلم کرنے میں جری ہو جاتا ہے۔ اور اگر امن محسوس کرتا ہے تو کھیلتے ہوئے فتنہ میں مبتلا ہو جاتا ہے اور آخرت کو بھول جاتا ہے۔

اگر غیر میں کوئی بُری عادت دیکھو تو اپنے نفس کو ایسی عادتوں سے بچاؤ۔

خیانت بہت بُری خصلت ہے۔

پست صفات اور بُرے اخلاق سے دُوری جواں مردی ہے۔

بخل و نفاق سے پرہیز کرو کہ یہ دونوں بہت بُری عادتیں ہیں۔

ہر بُری خصلت سے اجتناب کرو، اس سے پرہیز کرنے میں اپنے نفس سے جہاد کرو کیونکہ باطل پر اِصرار کرنا، بہت بُری عادت ہے۔

دو خصلتیں مومن کے دِل میں جمع نہیں ہو سکتی ہیں: بدخلقی اور بخل۔

بدخلقی بُرائی ہے اور احسان کرنے والے کے ساتھ بُرا سلوک کرنا پستی ہے۔

بدخلقی، بدترین ساتھی ہے۔

بداخلاقی قریب کو دُور اور دُور کو بھگا دیتی ہے۔

بدخلقی زندگی کی تیرگی و تاریکی اور نفس کا عذاب ہے۔

جھوٹ، بخل، ظلم اور جہالت سے بُرائی وجود میں آتی ہے۔

بدخلقی نفس کو وحشت میں ڈالتی ہے، اُنس کو چھین لیتی ہے، یعنی انسان کو اکیلا چھوڑ دیتی ہے اور کوئی اس کا ساتھی نہیں رہتا ہے۔

بدترین اخلاق جھوٹ اور نفاق ہے، یعنی ظاہر و باطن کا ایک نہ ہونا۔

بدترین عادت جھوٹ ہے۔

کبھی بُری اور پست خصلت اِنسان کو عیب دار بنا دیتی ہے۔

بداخلاقی کے علاوہ ہر چیز کی دوا کی جاسکتی ہے۔

تندمزاج اور سخت طبیعت سے آدمی کا حاشیہ خالی ہو جاتا ہے، لوگ اسے چھوڑ دیتے ہیں۔

جس کا اخلاق بُرا ہوتا ہے، وہ خود کو عذاب میں ڈالتا ہے۔

جو بداخلاق ہوتا ہے، اس سے اپنے بھی ناراض رہتے ہیں۔

جس کا اخلاق بُرا ہوتا ہے، اس کے مصاحب اور رفیق بھی دشمن سمجھتے ہیں۔

جس کا اخلاق بُرا ہوتا ہے، اس کے دوست و رفیق نایاب ہو جاتے ہیں، یعنی یا اس کے دوست کم ہو جاتے ہیں یا وہ بے دوست کے رہ جاتا ہے۔

بخل اور شدت کے ساتھ کسی چیز کا تقاضا کرنا بھی بد خلقی ہے۔

بے ہودہ گوئی، کھیل کود، زیادہ مزاح اور فضول باتوں سے پرہیز کرو۔

تکبر کے اسباب و وسائل، زیادہ غیرت اور جاہلیت کے تعصب سے بچو، یعنی جو دوست و قریبی عزیز حق پر نہ ہو، اسے چھوڑ دو۔

بد باطنی، نیت خراب کرنے، غیر خدا کی اطاعت یا گناہ کی نیت، پست کام کی انجام دہی اور اُمید کے فریب میں آنے سے بچو۔

بدترین اخلاق، خیانت ہے۔

مذموم ترین خصلت، کینہ ہے۔

بہترین خصلت، اذیتوں سے آراستہ ہونا یا انہیں اختیار کرنا ہے۔

بدخلقی جہالت کا نتیجہ ہے۔

پست اور کمینوں کے اخلاق کتنے خراب ہیں، کریم و شریف لوگوں کے اخلاق کتنے اچھے ہیں۔

لوگوں کے اخلاق کے لحاظ سے تعلقات قائم کرو کہ ان کے مکر و فریب سے محفوظ رہو گے۔

اس اخلاق میں کوئی بھلائی نہیں ہے کہ جو بردباری سے آراستہ نہ ہو۔

تکبر او نخوت اور فخر وشی میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔

بدمزاج کی کوئی زندگی نہیں ہے۔

بدخلقی سے زیادہ وحشت ناک کوئی وحشت نہیں ہے۔

بدخلق، کم عقل ہوتا ہے اور اس کی زندگی غم و آلام سے گھری رہتی ہے۔

بدخلقی دو عذابوں میں سے ایک ہے۔

جو اپنی عادت کو بُرا بنا دیتا ہے، وہ اپنے اُوپر عذاب کرتا ہے۔

جس کا اخلاق تنگ، یعنی جو اِنسان بداخلاق ہوتا ہے، اسے اس کے اپنے ہی پریشان و ملول کرتے ہیں۔

جس کا اخلاق بُرا ہو جاتا ہے، اس کا رِزق تنگ ہو جاتا ہے۔

جو اپنے نئے کے ذریعے اپنے پرانے کو محکم نہیں کرتا، یعنی جو اپنے آبا و اجداد کے بلند اخلاق اور پسندیدہ صفات کی تجدید نہیں کرتا، وہ اپنے گزشتہ بزرگوں کو عیب دار بناتا ہے اور اپنی باقی ماندہ افراد سے خیانت کرتا ہے۔

مخلوق

ہر مخلوق اس چیز کی طرف بڑھتی ہے، جس کو نہیں جانتی ہے، نامعلوم منزل کی طرف رواں ہے۔

تنہائی

تنہائی زنا اور معاصی کے ارتکاب کا سبب ہے۔(مرحوم خوانساری فرماتے ہیں: ممکن ہے خلوہ کے بجائے عورتوں کا جلوہ یا عورتوں کا حلوہ، میٹھا پن ہو)۔

خلقت وتنہائی شائستہ لوگوں کا طریقہ ہے۔

شراب

شراب چھوڑنا عقل کا تحفظ ہے کہ شراب عقل کو زائل کرتی ہے۔

پانچ ناپسند صفت

پانچ قسم کے لوگ اہانت کے لائق ہیں: 1. ان دو افراد کے معاملہ میں دخل اندازی کرنے والا، جنہوں نے اسے اپنے امر میں شریک نہ کیا ہو۔ 2. کسی کے گھر جانے والا اور صاحب خانہ پر حکم رانی کرنے والا۔ 3. اس دسترخوان پر جانے والا، جس کی دعوت نہ کی گئی ہو۔ 4. ایسی جگہ بات کہنے والا، جہاں کوئی اس کی بات پر کان نہ دھرے۔ 5. ایسی جگہ بیٹھنے والا، جس کا وہ مستحق نہ ہو۔

پانچ لوگوں میں پانچ صفت بُری ہیں: 1. علما میں فجور اور بدکاری۔ 2. حکما میں حرص۔ 3. مالداروں میں بخل۔ 4. عورتوں میں بے شرمی۔ 5. بوڑھوں میں زنا، کیونکہ عمر طویل ہوجاتی ہے تو دوسرے جہان کی طرف تیز قدم ہوجاتا ہے۔ شہوت کم ہوجاتی ہے، اگر اس وقت زنا کرتا ہے تو دین سے بے اعتنائی کے سبب کرتا ہے۔

گمنامی

بے شک گمنامی میں راحت وآرام ہے۔ مشہور آدمی کے پاس لوگوں کی آمد ورفت زیادہ ہوجاتی ہے، جو زحمت وتکلیف کا باعث ہوتی ہے۔

خوف وخشیت

خوفِ خدا، نفس کو گناہوں سے بچانے اور اسے نافرمانیوں سے روکنے والا ہے۔

دُنیا میں خدا کا خوف رکھنا، آخرت میں اس کے خوف سے محفوظ رکھتا ہے۔

خدایا اس کی نافرمانی سے ڈرو تاکہ لوگ تم سے ڈریں۔

خدا سے ڈرو تاکہ گناہوں سے بچو اور بے ہودہ کام نہ کرو، ورنہ حقیر سمجھے جاؤ گے۔

تم میں خدا سے وہ زیادہ ڈرتا ہے، جو زیادہ معرفت رکھتا ہے۔

خوف امان ہے، کیونکہ جو خدا سے ڈرتا ہے، وہ گناہ کا مرتکب نہیں ہوتا ہے، للہٰذا عذاب سے محفوظ رہتا ہے۔

خدا کے عذاب سے ڈرنا متقین و پرہیز گاروں کی عادت ہے۔

خوفِ خدا، عارفوں کا پیراہن ہے۔

خوفِ خدا، مومن کا شعار ہے۔

جب تمہیں خدا سے خوف ہوگا تو اس کی طرف بڑھو گے۔

خوف کا میوہ، امن و سلامتی ہے۔

اپنے پروردگار سے ڈرو اور اس کی رحمت کی اُمید رکھو کہ یہ تمہیں ان چیزوں سے محفوظ رکھے گا، جن سے تم ڈرتے ہو اور ان چیزوں کو حاصل کرلو گے، جن کی آرزو رکھتے ہو۔

ڈرو محفوظ رہو گے اور خود کو محفوظ نہ سمجھو تا کہ ڈرو۔

اپنے پروردگار سے اس طرح ڈرو کہ تمہیں اس سے مستقل اُمید رہے اور اس سے ایسی اُمید رکھو کہ اس کے خوف سے محفوظ نہ سمجھو۔

بہترین اعمال، خوف و اُمید میں اعتدال ہے۔

خدا سے اس طرح ڈرو، جس طرح وہ شخص ڈرتا ہے کہ جس کا دِل فکر میں محو ہے، کیونکہ خوف امن کی جگہ اور نفس کو گناہ سے قید کرتا ہے۔

خوفِ خدا، ایمان کو جمع کرنے والا ہے۔

جو خوفِ خدا کو لباسِ زیریں قرار دیتا ہے، وہ محفوظ رہتا ہے۔

خدا سے ڈرو تا کہ وہ تمہیں محفوظ رکھے اور خود کو اس سے محفوظ نہ سمجھو کہ جو چاہو گناہ کرو کہ تمہیں عذاب دے گا۔

بہت سے خوف ایسے ہیں کہ جن کی بازگشت امن کی طرف ہوتی ہے۔

بہت سی خوف ناک جگہ ایسی ہیں، جہاں تم نہیں ڈرتے ہو، یعنی وہاں تمہیں ڈرنا چاہئے، وہاں تم بے اعتنائی سے گزر جاتے ہو، یا قیامت کے حالات مراد ہیں۔

خوش نصیب ہے وہ شخص، جو خدا سے ڈرتا ہے، یا اپنے پروردگار کے احکام کا پاس و لحاظ کرتا ہے اور اپنے گناہوں سے ڈرتا ہے۔

خوش قسمت ہے وہ شخص، جو ظاہر و باطن میں اپنے رب کے خوف کو اپنے اُوپر لازم کرتا ہے۔

خوش نصیب ہے وہ شخص، جو خوف خدا کو اپنا شعار بنالیتا ہے، اُمید کو جھوٹ سمجھتا ہے اور لغزشوں سے بچتا ہے۔

کیا کہنا اس شخص کا، جو خدا سے ڈرا اور محفوظ رہا۔

مجھے اس شخص پر تعجب ہے کہ جس نے خدا کو پہچان لیا اور اس کے خوف میں اضافہ نہ ہوا۔

مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے کہ جو اپنے اُوپر آنے والی چیز کو دفع کرنے سے عاجز ہے کہ وہ اس چیز یا آدمی سے کیسے محفوظ رہے گا کہ جس سے وہ ڈرتا ہے۔

(خدا سے) ڈرنے کیلئے علم کافی ہے۔

جیسے تم اُمید رکھتے ہو ویسے (ہی خدا سے) ڈرو۔

جو خدا سے ڈرتا ہے، وہ نماز و دُعا میں مشغول ہوتا ہے، خدا سے مناجات کرتا ہے اور سحر میں اُٹھ جاتا ہے۔ ممکن ہے یہ مراد ہو کہ جو شخص ڈرتا ہے وہ رات میں جلدی کرتا ہے تا کہ کوئی دیکھ نہ سکے۔

جو شخص خدا سے ڈرتا ہے، اس کا علم کامل ہوجاتا ہے۔

جو شخص خدا سے ڈرتا ہے، اس کا خوف غیر خدا سے کم ہوجاتا ہے۔

جو خدا سے زیادہ ڈرتا ہے، اس کی آفت کم ہوجاتی ہے۔

جو خدا سے ڈرتا ہے، وہ اپنے غیظ کو شفا نہیں دیتا ہے، یعنی کسی سے انتقام لے کر اپنے غصہ کو ٹھنڈا نہیں کرتا ہے۔

جو اپنے رب سے ڈرتا ہے، وہ اپنے ظلم سے باز رہتا ہے۔

جس کا خوف کم ہوجاتا ہے، اس کی آفتیں بڑھ جاتی ہیں۔

جس کو خدا سے سچا خوف نہیں ہے، وہ اس سے امان نہیں پا سکتا۔

جو خدا سے ڈرتا ہے، خدا اسے ہر چیز سے امان میں رکھے گا۔

خوفِ خدا بہترین عبادت ہے۔

خوفِ خدا، گناہوں میں بہترین رکاوٹ ہے۔

خوف امن کی بہترین سواری ہے۔

کسی بھی ڈرنے والے کو اپنے گناہ کے علاوہ کسی اور سے نہیں ڈرنا چاہئے۔

اپنے گناہ کے علاوہ کسی سے نہ ڈرو۔

خوفِ خدا جیسا کوئی علم نہیں ہے۔ علم کی حقیقت ہی یہ ہے کہ وہ خوفِ خدا کا ذریعہ قرار پائے۔

خوفِ خدا، نیک بختوں کی عادت ہے۔

جو شخص عذاب کے وعدوں سے ڈرتا ہے، وہ اپنے نفس سے دُور ترین چیز قیامت کو نزدیک کر لیتا ہے۔

خوفِ خدا بہترین پشت پناہ ہے۔

جو عقاب سے ڈرتا ہے، وہ گناہوں سے منحرف ہوجاتا ہے۔

غیر خدا کا توڑ

جب تم مخلوق سے ڈرو گے تو اس سے فرار کرو گے، اس کی طرف نہیں بڑھو گے۔
جب تم کسی کام سے ڈرو تو اس میں کود پڑو کیونکہ اس سے بچنے میں سختی ہے، وہ اس میں کود پڑنے کو سختی سے کہیں شدید ہے۔
آپؑ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا: جس نے آپؑ کی مذمت کی تھی، اس نے بندوں سے اپنے خوفِ کو نقد اور اپنے خالق کے خوف کو اُدھار سمجھ لیا ہے، وعدہ کرتا ہے کہ ڈروں گا لیکن نہیں ڈرتا ہے۔
جو شخص لوگوں سے ڈرتا ہے خدا اس سے ہر چیز کو ڈراتا ہے، اس کے برعکس جو خدا سے نہیں ڈرتا، وہ سب سے ڈرتا ہے۔

خوف کھانے والا

ڈرنے والے کی کوئی زندگی نہیں ہے۔ ممکن ہے مراد یہ ہو کہ جو اپنی امان و سلامتی کیلئے ڈرتا ہے، اس پر زندگی حرام ہے، کیونکہ اس کی زندگی میں کوئی مزہ نہیں ہے اور ممکن ہے کہ یہ مراد ہو، جو خدا سے ڈرتا ہے، وہ دُنیا کی نیرنگیوں میں نہیں آتا ہے تو اس کی زندگی میں کیا ہو سکتی ہے۔
جو شخص حق بات کہنے یا لوگوں سے یا باطل کا مقابلہ کرنے سے ڈرتا ہے، وہ محروم رہتا ہے۔

ڈرانا

جس نے کسی کو خوف زدہ نہیں کیا ہوگا، وہ ہرگز خوف زدہ نہیں ہوگا۔
جو تمہیں اس لئے ڈراتا ہے تا کہ تمہیں عذاب خدا سے محفوظ رکھے، وہ تمہارے لئے اس شخص سے بہتر ہے، جو تمہیں خدا کی سزا سے محفوظ رکھے اور کہے کہ خدا بڑا رحم کرنے والا ہے۔

نا اُمید

نا امید، جو شخص کوئی مطلب حاصل کرنا چاہے اور اس میں کامیاب نہ ہو، وہ ہلاکت کا درد ہے۔ ممکن ہے آپؑ کا مقصد اُخروی مطالب ہوں۔

نیک کام

نیک کام کبھی فنا نہیں ہوتا ہے۔
نیک کام، بُرے کام سے کہیں آسان ہوتا ہے، کیونکہ برے کام کی انجام دہی کے اسباب فراہم نہیں ہوتے ہیں، جب کہ کام کو بجالانے کے اسباب ہمیشہ فراہم رہتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ نیک کام کی انجام دہی میں کسی سے کوئی خوف نہیں ہوتا ہے، لیکن

بُرے کام کیلئے خوف وہراس رہتا ہے۔تیسرے نیک کام کا اجراس کی نیت ہی پر مل جاتا ہے، جب کہ بُرے کام کا اس کے انجام دہی کے بعد ملتا ہے۔

نیک کام اور خیر کی آفت برا ہم نشین ہے۔

جب تم دِل میں کسی نیک کام کا اِرادہ کرو تو اس کا عہد کرو، اسے کرگزرو۔

جب تمہیں کوئی نیکی اور بھلائی نظر آئے تو اسے حاصل کرو یعنی اسے انجام دو۔

تین چیزیں نیکیوں کو جمع کرنے والی ہیں:.1 نیکیوں کا احسان ۔.2 عہد و پیمان کی رعایت ۔.2 صلہ رحمی یعنی قریبی لوگوں کے ساتھ نیک برتاؤ کرو

نیکیوں کی فراہمی باقی رہنے والی چیز پر عمل کرنے اور فنا ہونے والی چیز کو حقیر سمجھتے ہیں۔

اپنے عمل سے گنہگار کی اِصلاح کرو اور اچھی بات سے نیکی کی طرف اس کی رہنمائی کرو۔

نیک کام کرو اور اس کی کسی چیز کو نہ سمجھو کیونکہ اس کا تھوڑا بھی بہت ہے اور اس کا کرنے والا خوش ہے۔

جو نیکی تم نے کی ہے، اس پر زیادہ سے زیادہ خوشی مناؤ اور جو نیکی چھوٹ گئی ہے، اس پر زیادہ غم مناؤ۔

جس نیکی پر جلدی ثواب ملتا ہے، وہ احسان ہے۔

بے شک جو نیکی تم آگے بھیجو گے، وہ تمہارے لئے ذخیرہ ہے اور جس میں تاخیر کرو گے اس کی بھلائی تمہارے غیر کیلئے ہے۔

بے شک سب سے بڑی نیکی خفیہ صدقہ، والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک وصلہ رحم ہے۔

نیک کام کرو اور بُرے کام سے بچو کیونکہ نیکی سے بہتر وہ ہے جو اسے انجام دیتا ہے اور بدی سے بدتر وہ ہے، جو بدی کرتا ہے۔

جہاں تک ہو سکے نیکی انجام دو کہ خوبی سے بہتر اسے انجام دینے والا ہے۔

جان لو کہ سب سے زیادہ تیز دیکھنے والی آنکھیں وہ ہیں، جو خیر و نیکی میں نفوذ کر جاتی ہے،یعنی صرف نیک کام کی طرف متوجہ ہوتی ہیں اور نیک کام میں گہری نگاہ رکھتا ہے۔

تمام نیکیاں مشورہ کرنے اور نصیحت کرنے والے کی بات پر عمل کرنے میں ہیں۔

نیکیوں کی فراہمی اور ان کی جمع آوری راہِ خدا میں ایک دوسرے سے دوستی کرنے اور اسی کیلئے ایک دوسرے سے دُشمنی کرنے میں اور ایک دوسرے سے اسی کیلئے محبت وعداوت کرنے میں ہے۔

نیکی کی جمع آوری نیک اعمال میں ہے۔

بہت سی نیکیاں اس جگہ سے مل جائیں گی، جہاں سے تمہیں اُمید نہ ہوگی۔

جو نیکی کو اختیار کر لیتا ہے، وہ شر سے بَری ہو جاتا ہے۔

جس نے کوئی نیکی کی، اس نے اپنے نفس سے اس کی ابتدا کی،یعنی اس کی نیکی پہلے سے ملے گی۔

جو نیکی کا بیج بوئے گا، وہی اسے کاٹے گا۔

جو خیر کو شر سے جدا نہیں کرتا ہے، وہ چوپایوں میں سے ہے۔

جو نیکی اور خیر کی منفعت کو نہیں جانتا ہے، وہ اس پر عمل بھی نہیں کرتا ہے۔

جس نے نیکی آگے بھیج دی ہے، وہ اسے پائے گا۔

جس نے نیک کام کرنے میں کوتاہی کی، وہ گھاٹے میں رہا اور پشیمان ہوا۔

نیکی کی نشانیوں میں سے اذیت و آزار سے باز رہنا ہے۔

جس نیکی کے بعد جہنم ہو، وہ نیکی نہیں ہے بلکہ وہ محض شر ہے۔ ممکن ہے یہاں خیر سے مراد وہ نفس یا مال ہو، جو انسان کو جہنم میں بھیج دیتا ہے، جب کہ لوگ اسے خیر سمجھتے ہیں۔

جس چیز کے ذریعے تم نیکی حاصل کرتے ہو، اسے شر نہ سمجھو جیسے وہ مصیبت کہ جو اجر و ثواب کا باعث ہوتی ہے۔

دکھانے اور ریا کیلئے کوئی کام بھی نہ کرو اور شرم سے کسی کام کو چھوڑو نہیں۔ لوگوں کو دکھانے کیلئے کرو گے تو خدا کے یہاں کوئی اجر نہیں ملے گا اور شرم سے کسی کام کو چھوڑ دو گے تو تم سے باز پُرس ہوگی۔

تم میں سے کوئی بھی یہ نہ کہے کہ اچھے اور نیک کام کرنے میں کوئی مجھ سے زیادہ بہتر ہے، ورنہ خدا کی قسم، ایسا ہی ہو جائے گا۔ بے شک کچھ نیکی والے ہوتے ہیں اور کچھ برائی والے، جب تم نیکی یا بدی کسی ایک کو چھوڑ دو گے تو تمہارے بجائے اس کے اہل اسے ضرور انجام دیں گے۔

تم نے جو نیکی آگے بھیج دی ہے، وہ ایسی ذاتِ خدا کے پاس ہے کہ جو جزا دینے میں ذرا بھی کمی نہیں کرتا ہے اور جس برائی و گناہ کے تم مرتکب ہوئے ہو، اس کی سزا دینے میں تاخیر نہیں کرتا ہے۔

نیکی کا معیار و کمال اس میں سبقت کرنا ہے۔

ہر نیکی کا معیار خدا کی ذات ہے۔

نیکی کی کنجی بدی سے بیزاری ہے۔

جس بُرائی و سزا میں دوام نہ ہو، وہ اس نیکی سے بہتر ہے، جو بے ثبات ہو۔ شاید اس لحاظ سے بہتر ہو کہ وقتی سزا کے گزر جانے کے بعد انسان خوش ہوتا ہے اور نیکی کا وقت گزر جانے پر اسے رنج ہوتا ہے۔

بُرائی کرتے ہوئے نیکی کا طالب ہونا عقل و حس کے برباد ہونے کا ثبوت ہے، یعنی اس کے پاس عقل و حس نہیں ہے۔

جو خیر کو ڈھونڈتا ہے، وہ اسے پالیتا ہے۔

نیکی کا ارادہ شر کی آگ کو بجھا دیتا ہے۔

نیکی کا درخت لگانے والا، اس کا شیریں ترین میوہ چنتا ہے۔

جب تک شر سے بیزاری اختیار نہیں کروگے، کسی نیکی کو انجام نہیں دے سکوگے۔
نیکی، نیکی ہے، سوائے اس کے ثواب کے۔
یہ کوئی خیر و خوبی نہیں ہے کہ تمہارے مال و اولاد میں کثرت ہو جائے بلکہ خوبی یہ ہے کہ تمہارے علم میں اضافہ ہو جائے اور بردباری بڑھ جائے۔
جس نے نیکی کو آگے بھیج دیا، اس نے عظیم فائدہ پایا۔
نیکی کرنے واالا اس (نیکی) سے بہتر ہے۔
کارِ خیر باقی رہنے والا ذخیرہ ہے اور پاکیزہ میوہ ہے۔
نیکی کو آگے بھیجو تاکہ غنیمت حاصل کرسکو اور اپنے اعمال میں خلوص پیدا کرو تاکہ نیک بخت بن جاوٴ۔
تمہارا خیر کے تابع ہونا، اس سے بہتر ہے کہ تم شر کے متبوع قرار پاوٴ۔
جزائے خیر تو خیر کرنے والے ہی کو دی جائے گی۔

دُنیا و آخرت کی بھلائی

جس کو چار چیزیں عطا کی گئیں، اسے دُنیا و آخرت کی بھلائی و خیر عطا کی گئی اور وہ ہے: 1. سچ بولنا. 2. اَمانت داری. 3. شکم کو حرام و مشتبہ چیزوں سے محفوظ رکھنا. 4. حُسنِ خلق۔
جس میں تین چیزیں ہوتی ہیں، اسے دُنیا و آخرت کی خیر و خوبی مل گئی: 1. خدا کی قضا پر راضی رہنا۔ 2. بلا پر صبر کرنا۔ 3. خوش حالی میں خدا کا شکر ادا کرنا۔

استخارہ

استخارہ کرو، شرعی طریقہ سے خیر طلب کرنا جیسا کہ مشہور ہے یا خیر طلب کرنا اور اپنے کام کو خدا پر چھوڑ دینا، خود اختیار نہ کرو اکثر ایسا ہوتا ہے، کوئی کسی کام کو اختیار کرتا ہے اور اس میں اس کی ہلاکت ہوتی ہے۔
جب تم کوئی کام انجام دینا چاہو تو تم استخارہ کرو۔
جس نے استخارہ کیا، وہ پشیمان نہیں ہوا۔

نیک افراد

نرم بات کہنا اور کلام کرنا یا سلام کو رواج دینا، نیک افراد کا شعار ہے۔

اختیار

جس کو چننا اور اختیار کرنا بد ہوتا ہے۔ غلط کام، بُرا دوست وغیرہ، تو اس کے آثار بھی بُرے ہوتے ہیں۔

بدترین اعتبار اپنے ہی جیسے لوگوں پر غلبہ حاصل کرنا اور لوگوں سے دُشمنی کرنا ہے۔

نیک لوگوں کی مصاحبت بہترین انتخاب ہے۔

بدترین اِنتخاب اپنے جیسے لوگوں پر غلبہ حاصل کرنا اور ان سے کھلم کھلا دُشمنی کرنا اور ان لوگوں سے عداوت کرنا، جو حق کو دُشمنی پہنچانے پر قادر رہو۔

اعلیٰ ترین اِنتخاب اور بہترین پشت پناہ یہ ہے کہ حکم وفیصلہ میں انصاف کرو اور عام وخاص میں اسے مساوی طور پر جاری کرو۔

اعلیٰ ترین اختیار ایثار سے آراستہ ہونا ہے، یعنی دوسروں کو خود پر مقدم کرے۔

بہترین اختیار نیک لوگوں کی مصاحبت اور بُرے لوگوں سے جدائی ہے۔

بدترین اختیار کم اور تھوڑے پر راضی ہونا ہے کہ خدا اِنسان میں کمال وترقی دیکھنا چاہتا ہے۔

خدا کا اِنتخاب

جو شخص خدا کے اِنتخاب سے راضی نہ ہو، اپنے لئے انتخاب کیلئے بھی راضی نہ ہوگا۔

خیانت

خیانت سے پرہیز کرو کہ اس سے پرہیز کرنے کا تعلق اسلام سے ہے۔

نفاق کا لب لباب خیانت ہے۔

کفر کی انتہا گہرے دوست سے خیانت اور عہد شکنی ہے۔

جس نے خیانت کی، درحقیقت اس نے اَمانت پر ظلم کیا۔

واضح ترین خیانت، اَمانت میں خیانت کرنا ہے۔

جو تمہارے پاس اَمانت رکھے، اس میں خیانت نہ کرو، خواہ اس نے تمہارے ساتھ خیانت ہی کی ہو اور اپنے دُشمن کو بُرا نہ کہو، خواہ اس نے تمہیں بُرا ہی کہا ہو۔

خیانت اور اُخوت ایک ساتھ جمع نہیں ہوسکتی۔

خبردار! خیانت کے پاس نہ جانا کیونکہ یہ بدترین گناہ ہے۔ یقیناً وہ اپنی خیانت کے سبب آگ میں جلے گا۔

سب سے بڑی خیانت، اِمام یا اُمت کے ساتھ خیانت ہے۔

خیانت بے وفائی ہے، جو بے وفا نہیں ہوتا، وہ خیانت نہیں کرتا۔

خیانت جھوٹ کی بہن ہے، دونوں اسلام کے خلاف ہیں۔

خیانت، جھوٹ کی ہمتا و ہمسر ہے۔

خیانت، نفاق کا سر ہے۔

خیانت ورع و پاک دامنی اور عدم دیانت پر دلیل ہے۔

جب خیانتیں ظاہر ہو جاتی ہیں تو برکتیں اُٹھالی جاتی ہیں۔

ان چہروں پر پھٹکار، جو ہر بُرائی کے موقعوں پر نظر آتے ہیں۔

خیانت کار

خیانت کار وہ ہے، جس نے اپنے نفس کو اپنے نفس کے غیر میں مشغول کر دیا، جس کا آج کل سے بدتر ہے۔

منحرف و خیانت کار دونوں برابر ہیں۔

خیانت کار کا کوئی وفادار نہیں ہوتا۔

تمہارے ہنے کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے، خیانت کرنے والوں کو امانت دار سمجھے۔

جفاکش

بہت سے جفاکش ضائع کرنے والے ہیں، اپنی عمر یا اپنی آخرت کو ضائع کرتے ہیں۔

بہت سے جفاکش اس کیلئے زحمت و مشقت اُٹھاتے ہیں، جو ان کا شکریہ ادا نہیں کرتا ہے۔

اُمور کو پس پشت ڈالنا

جو کاموں کو پس پشت ڈال دیتا ہے، وہ حیران ہوتا ہے۔

پشت پھرانے اور مقابلہ کرنے والا

جس کا مقدر بگڑ گیا ہو، اس سے وابستہ نہ ہونا اور اِقبال مند سے جدا نہ ہونا۔

بہت سے بدنصیبوں کی تقدیر بدل جاتی ہے، پس نا اُمید نہیں ہونا چاہئے اور بہت سے نصیب والوں کا مقدر بگڑ جاتا ہے لہٰذا مغرور نہیں ہونا چاہئے۔

تدبیر

تدبیر کے ساتھ کم چیز فضول خرچی کے ساتھ کثیر سے زیادہ باقی رہنے والی ہے۔

حُسن تدبیر عقل کی فراوانی پر بہترین دلیل ہے۔

رائے سے تدبیر ہوتی ہے اور رائے غور و فکر سے حاصل ہوتی ہے۔

تدبیر نصف مدد ہے۔

کام سے پہلے تدبیر کرنا، پشیمانی سے بچاتا ہے۔

کام سے پہلے تدبیر کرنا، لغزش سے بچاتا ہے۔

حُسن تدبیر اور فضول خرچی سے پرہیز کرنا، بھی حُسن سیاست کا ہی حصہ ہے۔

اچھی تدبیر کم مال کو زیادہ کر دیتی ہے اور غلط تدبیر زیادہ کو ختم کر دیتی ہے۔

غلط تدبیر ہلاکت کا سبب ہے۔ یہ بات تجربہ سے ثابت ہو چکی ہے کہ غلط و سوئے تدبیر سے بہت سے سربراہوں نے ملک کو برباد کر دیا ہے۔

غلط تدبیر، فقر و ناداری کی کنجی ہے۔

جس کی تدبیر غلط ہوتی ہے، اس کی ہلاکت جلدی ہوتی ہے۔

جس کی تدبیر پیچھے رہ جاتی ہے، اس کی ہلاکت آگے آجاتی ہے۔

جس کی تدبیر بُری ہوتی ہے، اس کا اندازہ غلط ہوتا ہے۔

جس کی تدبیر غلط ہوجاتی ہے، اس کی ہلاکت اس کی تدبیر میں ہوتی ہے۔

تدبیر جیسی کوئی عقل نہیں ہے۔

اس شخص کی تدبیر میں کوئی فائدہ نہیں ہے، جس کی اطاعت نہیں کی جاتی کیونکہ وہ جو بھی منصوبہ بنائے گا، بے کار ثابت ہوگا۔

ایک دوسرے کی مدد چھوڑنا

ایک دوسرے کی مدد چھوڑنے، پست کرنے اور قطع کرنے سے بچو۔

اِقبال مندی کا ختم ہونا

ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ گئی ہوئی اقبال مندی دوبارہ واپس آجائے۔

پست و رذیل لوگوں کے ساتھ رہنا، اقبال مندی کے زوال کی نشانی ہے۔

نصیحت کرنے والے سے بدظن رہنا، اقبال مندی کے ختم ہونے کی علامت ہے۔

اِقبال مندی کے زوال پر چار چیزوں سے استدلال کیا جاتا ہے، غلط تدبیر سوئے اِسراف، بہت مغرور ہونے یا بہت عذر خواہی کرنے سے۔

اِقبال مندی میں ہر چیز اچھی اور اَدبار کے زمانے میں سب سے بُری۔ خدا نہ کرے کہ کسی سے زمانہ منہ پھیرے کہ اس زمانے میں نیکیاں اور خوبیاں بھی بدی محسوس ہونے لگتی ہیں جیسا کہ اِقبال مندی کے زمانے میں بدیاں بھی نیکیاں معلوم ہوتی ہیں۔

داخل ہونے اور آنے والا

جو غلط اور بُری جگہ جاتا ہے، وہ مُتہم ہوتا ہے۔

ہر داخل ہونے والے کیلئے حیرانی عقل کا زائل ہونا یا غفلت ہے۔ ممکن ہے قبر میں داخل ہونا مراد ہو کیونکہ آدمی اس دُنیا سے مانوس نہیں ہے۔ ممکن ہے لوگوں کا گھروں میں داخل ہونا مراد ہو کہ داخل ہونے میں دہشت ہوتی ہے اور داخل ہونیوالا اس سے غافل ہوتا ہے۔ پس سلام کر کے داخل ہونا چاہئے۔ حدیث میں بھی یہی حکم آیا ہے، ہوسکتا ہے کہ حکام سے سفارش کرنا مراد ہو یعنی جو حیران و خوف زدہ تمہارے پاس آئے، اس کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ۔

ہر داخل ہونے والے کو وحشت و خوف محسوس ہوتا ہے، لہٰذا اسے پہلے سلام کرنا چاہئے۔ اس روایت میں بھی پہلی حدیث کے دو آخری احتمال ہوسکتے ہیں۔

ہر آنے والا حیران ہوتا ہے، لہٰذا اس سے خندہ پیشانی اور کشادہ روی سے ملنا چاہئے۔

یک بارگی نعمت چھین جانا

خدا کی نافرمانی سے دُور رہنے کا وہ شخص زیادہ مستحق ہے، جو حوادث و مصائب سے زیادہ محفوظ ہے۔

گناہوں کے سبب اکثر اس سے نعمت سلب ہو جاتی ہے، جس پر بہت احسان کیا گیا ہے۔

درس

جو درس کا سلسلہ جاری نہیں رکھتا ہے، اس کیلئے فقہ وفہم نہیں ہے۔

تلافی کرنا

تلافی کرنے والا، اِصلاح کے کنارے پر ہے۔

جس چیز کو تم نے ابتدائی عمر میں ضائع کیا ہے، اس کی آخری عمر میں تلافی کرو، تاکہ اپنی بازگشت میں نیک بخت وکامیاب ہو جاؤ۔

بہترین بازیافت، خطا کا توبہ کے ذریعے تدارک کرنا، شائستگی اور صلاح کی دلیل ہے۔

کامیاب ہو گیا وہ شخص، جس نے اپنے آج کے کام کی اِصلاح اور کل کی کوتاہی کی تلافی کر لی ہے۔

جو بھی، اپنے گناہوں کی تلافی کرتا ہے، وہ اپنی اصلاح کرتا ہے۔
جو اپنی کوتاہیوں کی تلافی کرتا ہے، وہ اِصلاح کرتا ہے۔
کھوئی ہوئی چیز کو پانا، کتنا مشکل ہے۔
خطا کی تلافی میں اِصلاح کرنا، اِصلاح ہے۔

تواضع

لوگوں کی خاطر تواضع کرو تاکہ ان کے شر سے محفوظ اوران کے مکروفریب سے سالم رہو۔
لوگوں کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ تاکہ ان کی اُخوت سے فائدہ حاصل کرسکو اوران سے خندہ پیشانی وکشادہ روئی سے پیش آؤ تاکہ ان کے کینوں سے محفوظ رہ سکو۔
اپنے دُشمن کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ اوراپنے دوست کیلئے خلوص اختیار کرو، اُخوت کا پاس ولحاظ رکھو اور مروّت کا ذخیرہ کرلو۔
لوگوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ اور نیک سلوک کرنا، حکومت کا سرمایہ ہے۔
نیک سلوک کرنا، زندگی کا امن وامان ہے۔
جس نے لوگوں کے ساتھ نرم برتاؤ کیا، وہ محفوظ رہا۔
جس کی اِصلاح نرم برتاؤ اور حُسنِ سلوک نہ کرسکے، اس کی اِصلاح بُرا بدلہ کرے گا۔
جو لوگوں کے ساتھ نیک برتاؤ کرتا ہے، وہ ان کی چال بازی سے محفوظ رہتا ہے۔
جو اپنے سے بلند افراد کے ساتھ نیک سلوک نہیں کرتا ہے، وہ اپنے ارادہ میں کامیاب نہیں ہوتا ہے۔
لوگوں کا دوسرے کے ساتھ نیک برتاؤ، بہترین عمل ہے۔
احمق کے ساتھ نیک سلوک کرنا، سخت ترین رنج ومحن ہے۔
لوگوں کے ساتھ نیک سلوک روا رکھنا، قابلِ ستائش خصلت ہے۔

دُعا کرنا

سائل کیلئے دُعا کرنا، دوصدقوں میں سے ایک ہے، ایک خود صدقہ، دوسرا دُعا ہے۔
سب سے زیادہ تیز تر مظلوم کی دُعا ہے کہ اس کی بددُعا تیر کا کام کرتی ہے۔
سب سے زیادہ عاجز وہ ہے، جو دُعا سے عاجز ہے یا سستی کی وجہ سے دُعا نہیں کرتا ہے یا یہ کہ دُعا سے بھی اس کا مقصد پورا نہیں ہوتا۔ ظاہر ہے کہ ایسا آدمی سب سے زیادہ ناتواں ہے۔
بے شک خدا کا کرم اس کی حکمت کو نہیں توڑتا ہے، اسی لئے ہر دُعا قبول نہیں ہوتی ہے۔

بے شک خدا کے قہر اور عقوبتیں ہیں، پس جب وہ تم پر ٹوٹیں تو تم انہیں دُعا کے ذریعے دفع کرو کیونکہ دُعا ہی کے ذریعے بلا دفع ہوتی ہے۔

دُعا اولیا کا اسلحہ ہے۔

جب تم میں سے کوئی یہ چاہے کہ خدا سے کسی چیز کا سوال کرے گا مگر یہ کہ وہ عطا کرے تو اسے لوگوں سے مایوس ہو جانا چاہئے اور اسے صرف خدا سے اُمید رکھنا چاہئے۔

جب تم خدا سے کوئی حاجت طلب کرو تو پہلے نبیؐ پر درود بھیجو پھر خدا سے اپنی حاجت طلب کرو، بے شک خدائے متعال اس سے بلند ہے کہ اس سے دو حاجتیں طلب کی جائیں اور ان میں سے وہ ایک کو قبول کرے اور دوسری کو رد کر دے۔

دُعا کے ذریعے بلا کو دفع کیا جاتا ہے۔

تم اکثر خدا سے کوئی چیز طلب کرتے ہو اور وہ تمہیں حکمت و مصلحت کی بنا پر عطا نہیں کی جاتی اور اس سے بہتر عطا کی جاتی ہے، لہٰذا خدا کی بارگاہ سے مایوس نہ ہو۔

دُعا مومن کا اسلحہ ہے۔

خدا سے بخشش و عافیت اور نیک توفیق طلب کرو۔

تمہارے لئے دُعا میں خلوص ضروری ہے، حضورِ قلب اور خدا سے لو لگا کر دُعا کرو کہ وہ قبول ہونے کی زیادہ سزاوار ہے۔

ایسا نہیں ہے کہ ہر دُعا مستجاب ہو جائے، ہر دُعا مستجاب نہیں ہوتی ہے، کبھی وہ آخرت کیلئے ذخیرہ ہو جاتی ہے، کیونکہ اس کیلئے حالات سازگار نہیں ہوتے ہیں اگر اس کے مستجاب نہ ہونے میں صلاح و بہتری ہوتی ہے تو خدا دوسرے طریقہ سے اس کا جبران کر دیتا ہے۔

جس کو دُعا کی توفیق عطا کی گئی، وہ اس کی قبولیت سے محروم نہیں ہوگا۔

جو خدا سے دُعا کرتا ہے، وہ اسے قبول کرتا ہے۔

جس مبتلا پر حقیقت میں بلا سخت ہوگئی ہو، وہ اس شخص سے زیادہ دُعا کا محتاج ہے، جس کو عافیت دی گئی ہے اور بلا سے محفوظ نہیں ہے کیونکہ وہ بھی معرض بلا میں ہے۔ ممکن ہے، اس سے بری بلا میں مبتلا ہو یا خدا نے اسے اس لئے مہلت دی ہے کہ آخرت میں تلافی کرے۔

بہترین اسلحہ دُعا ہے۔

اپنے دُعا کے قبول ہونے کو سست قرار نہ دو، کیونکہ قبول نہیں ہوتی ہے، جب کہ اس کے راستہ کو تم نے اپنے گناہوں سے بند کر دیا ہے۔

دُعا کے قبول ہونے میں تاخیر تمہیں مایوس نہ کرے، کیونکہ عطا و بخشش نیت کے مطابق ہوتی ہے۔ بسا اوقات دُعا کے قبول ہونے

میں اس لئے تاخیر ہوتی ہے تا کہ اس سے سائل کے اَجر میں اضافہ ہوجائے، پانے والے کوزیادہ بخش ملے۔

جوشخص خدا سے سوال کرے، وہ اسے عطا کرے گا۔

خدا کے نزدیک اس سے زیادہ محبوب کوئی چیز نہیں ہے کہ اس سے طلب کیا جائے۔

خدا کے علاوہ کسی سے نہ مانگو اگر وہ تمہیں عطا کرے گا تو تمہیں سرفراز کرے گا اور اگر اس وقت نہیں دے گا تو اسے تمہاری آخرت کیلئے ذخیرہ کردے گا۔

اے اللہ! ہمارے اور ان کے خون کو بہنے سے بچالے اور ہمارے اور ان کے درمیان اِصلاح فرما، انہیں ان کی ضلالت سے نجات دے یا ان کی ہدایت فرما، یہاں تک کہ وہ بھی حق کو پہچان لے کہ جو اس سے جاہل رہ گیا ہے اور جو گمراہی و بے وفائی کا حریص ہے، وہ اس سے پلٹ آئے۔

جو خدا کے دروازے پر دستک دے کر دُعا کرتا ہے تو رحمت خدا کا باب اس کیلئے کھلتا ہے۔

عمل کے بغیر تبلیغ کرنا یا دعوت دینا ایسا ہی ہے جیسے بغیر چلہ کے کمان۔

دعوت

بہرے ہوجائیں وہ کان، جنہوں نے خدا، انبیاء اور آئمہ کی دعوت کو نہیں سنا ہے۔

دو دعوتیں، ایک دوسرے کی ضد مختلف نہیں ہوتی ہیں مگر یہ کہ ان میں سے ایک گمراہی ہوتی ہے۔

رہنما

رہنما کی گمراہی، راستہ ڈھونڈنے والے کی ہلاکت ہے۔

بیمار

کتنے ہی بیمار نجات پا لیتے ہیں اور کتنے ہی صحت مند گر پڑتے ہیں۔ اس لئے تندرستی کے فریب میں نہیں آنا چاہئے۔

پست

جو پستی کے نزدیک ہوجاتا ہے، وہ مہتم ہوجاتا ہے۔

پشیمان

پست اعمال وصفات سے جدائی دُشمن کو ذلیل کردیتی ہے۔

دُنیا

دُنیا پینے والے کیلئے صاف نہیں ہے اور کسی بھی ہم نشین سے وفا نہیں کرے گی۔

دُنیا مصائب سے بھری پڑی ہے اور مصائب و آلام اس میں در آئے ہیں۔

دُنیا ایک سے دوسرے کی طرف منتقل ہونے والی اور فانی ہے، اگر اس کیلئے تم باقی رہ گئے تو وہ تمہارے لئے باقی نہیں رہے گی۔

دُنیا پست و حقیر اور اس سے کہیں پست ہے کہ کینوں کے فرمان کی اِطاعت کی جائے۔

دُنیا مومن کیلئے قید خانہ اور موت اس کا تحفظ ہے اور جنت اس کا ٹھکانہ ہے۔

دُنیا کافر کی جنت ہے، موت اس کو اُکھاڑ پھینکنے والی ہے اور آگ اس کا ٹھکانہ ہے۔

دُنیا مغبون، جس کو دھوکا دیا گیا ہے، کو فروخت کی گئی ہے اور اِنسان کو اس کے ذریعے دھوکا دیا گیا ہے۔

جب دُنیا کھلتی ہے تو کھل ہی جاتی ہے اور جب بکھرتی ہے تو بکھر ہی جاتی ہے۔

دُنیا، دولتیں و حکومتیں ہیں لہٰذا اس کی طلب میں نیک قدم اُٹھاؤ اور اس وقت تک صبر کرو، جب تک تمہاری دولت تمہاری طرف آئے۔

دُنیا، حاضر و موجود متاع ہے، جس سے نیک اور بد دونوں کھاتے ہیں اور آخرت حق کا گھر ہے کہ جہاں قادر بادشاہ کی حکومت ہے۔

دُنیا بادل کا سایہ اور ایک خواب ہے۔

دُنیا کے بدلتے ہوئے حالات اور انقلابات کو دیکھتے ہوئے اس پر بھروسہ کرنا، جہالت ہے۔

دُنیا کے حالات اتفاقات کے تابع ہوتے ہیں اور آخرت کے حالات استحقاق کے تابع ہوتے ہیں۔

دُنیا تکلیف دہ مصائب، دردناک اموات اور عبرتوں کو ختم کرنے والی یا سخت حوادث کا نام ہے۔

دُنیا نفوس کا جال، ہر ضرر کا ٹھکانہ اور بہت سنگین چیز ہے۔

دُنیا فریب کار اور حیل باز ہے اور زائل ہو جانے والا سراب ہے اور جھکی ہوئی تکیہ گاہ ہے، پس ایسی تکیہ گاہ پر کوئی عقل مند ٹیک نہیں لگائے گا۔

دُنیا کی مدت، خواہ کتنی ہی طولانی ہو جائے، کوتاہ ہے اور اس کی لذت یا عزت خواہ کتنی ہی زیادہ ہو، تھوڑی ہے۔

جو اس کی طرف رغبت کرتا ہے، یہ اسے رنج میں مبتلا کر کے بدبخت بنا دیتی ہے۔

فائدہ اُٹھانے والا وہ ہے، جو دُنیا کو آخرت کے عوض فروخت کرتا ہے۔

جہاں تک ممکن ہو عقاب و بدبختی کی جگہ سے خلاصی و رہائی اور بلا و عذاب کے مقام سے نجات کیلئے کوشش کرو۔

اس مذموم دُنیا کو ٹھکرا دو بے شک اسے تم میں اس نے بھی چھوڑا ہے، جو اس پر فریفتہ تھا۔

اپنے دِلوں سے دُنیا کی محبت کو نکال دو، قبل اس کے کہ تمہارے جسموں کو اس سے نکالا جائے۔ اس میں تمہاری آزمائش ہو رہی ہے

اورتم اس کے غیر کیلئے پیدا کئے گئے ہو۔

اس کی طرف بڑھو،جس کی طرف دُنیا جھک گئی ہے کیونکہ مالداری کیلئے وہ زیادہ سزاوار ہے۔

دُنیا سے بھاگو اوراس سے اپنے دِلوں کو ہٹاؤ کہ یہ مومن کی قید ہے، اس میں اس کا حصہ بہت کم ہےاوراس کی وجہ سے اس کی عقل بیمار ہے اوراس میں دیکھنے والا ،عقل وشعور کے لحاظ سے کند ہے۔

دُنیا کواس بے رغبت لوگوں کی نظر سے دیکھو کہ اس سے روگرداں ہیں۔ خدا کی قسم ،وہ کچھ عرصہ بعدہی اپنے رہنے والے کوفنا کر دے گی اور بہترین لذت کودردناک بنادے گی۔

دُنیا کے فریب سے بچو کیونکہ جن بہترین چیزوں کے ذریعے یہ فریب دیتی ہے، انہیں واپس لے لیتی ہےاور جواس میں ساکن ہے،اس کی بنیاداُکھاڑ دیتی ہے۔

اس دُنیا کوٹھکرادو کہ یہ تمہیں چھوڑنے والی ہے، اگراس کا چھوڑنا تمہیں اچھا نہ لگے کہ یہ محبت کی تجدید کے عوض تمہارے بدن کو پُرانا اورکہنہ کرنے والی ہے۔

زائل ہونے والے دِلکش اورفنا ہونے والے محبوب دُنیا سے الگ ہوجاوٴ۔

خبردار! دُنیا کے پاس نہ جانا کہ یہ شیطان کا جال اورایمان کے برباد ہونے کی جگہ ہے۔

خبردار! دُنیا سے محبت نہ کرنا کہ یہ ہرگناہ کی جڑاور بلا کا معدن ہے۔

ہوشیار! تمہیں ایسے وقت موت نہ آئے ، جب دُنیا کی محبت میں اپنے پروردگار سے روگرداں ہو۔

خبردار! تم اپنے پروردگار کی طرف سے ملنے والے حصہ اور اس سے اپنے تقرب کو دُنیا کی خشک شدہ گھاس کے عوض فروخت نہ کرنا۔

خبردار! دُنیا کی محبت میں گرفتار نہ ہونا کہ یہ بدبختی اور بلا کو لاتی ہےاور تمہیں باقی رہنے والی چیز، آخرت کوفنا ہونے والی چیز، دُنیا کے عوض فروخت کرنے پرمجبور کرے گی۔

خبردار! تمہارے اُوپر تمہارا نفس اس چیز کے سلسلہ میں غالب نہ آئے ،جس کا تمہیں گمان ہے، یعنی دُنیا اورجس کا یقین ہے، اس پر غلبہ نہ کرے، یعنی آخرت پر۔

خبردار! اس چیز سے فریب نہ کھانا کہ جس کی طرف دُنیا والوں کو مائل اوراس کے طالب دیکھتے ہوں ، بے شک خدا نے تمہیں اس سے خبردار کیا ہے کہ دُنیاوی زندگی لہوولعاب کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے اور تمہارے سامنے اس کے عیوب اور بُرائیوں سے پردہ ہٹا دیا گیا ہے۔

خبردار! تمہارے نفسوں پر دُنیا غالب نہ آئے کہ اس کا حال ناخالص ومکدر اوراس کا مستقبل رنج وغم ہے۔

جان لو! دُنیا ایسا گھر ہے کہ جس سے کوئی محفوظ نہیں رہا مگر اس سے بے رغبت رہ کر اوراس سے اس چیز کے ذریعے نجات نہیں

حاصل کی جاسکتی جواسی کی ہے۔

کیا کوئی آزادمرد نہیں ہے کہ جو دُنیا کے باقی ماندہ کو اس کے اہل کیلئے چھوڑ دے۔ حضرت علیؑ نے اس دُنیا کو جھوٹے کھانے سے تشبیہ دی ہے، یعنی اس کو دُنیا والوں کیلئے چھوڑ دینا چاہئے نہ کہ اس پر فریفتہ ہونا چاہئے۔

جان لو کہ دُنیا، اپنا دامن سمیٹ چکی ہے اور اپنی فنا کا اعلان کر چکی ہے، اس کی جانی پہچانی چیزیں مٹ چکی ہیں اور اس کا نیا پُرانا اور موٹا لاغر ہو گیا ہے۔

ہوشیار، دیکھو دُنیا کے ساتھ وہ کیا کرتا ہے، جو آخرت کیلئے پیدا ہوا ہے اور وہ مال کے ساتھ کیا کرتا ہے، جو اس سے کچھ عرصہ بعد ہی چھین لیا جائے گا اور اس کا حساب و وبال اس کی گردن پر باقی رہے گا۔

آگاہ ہو جاؤ کہ آج میدان مقابلہ ہے اور کل مقابلہ اور جس کی طرف سبقت ہوگی، وہ جنت اور اس کی انتہا جہنم ہے، یعنی آج انسان کو چاہئے کہ وہ دُنیا کو عبادات وطاعات کا ساغر بنالے اور کل جنت کی طرف بڑھے، ورنہ دوزخ ہے۔

آگاہ ہو جاؤ کہ دُنیا کی جو چیز آگے بڑھنے والی تھی، اس نے منہ موڑ لیا ہے اور جو رُخ پھرائے ہوئے تھی، وہ سامنے آرہی ہے ممکن ہے کہ یہاں دُنیا ہی کی مذمت کرنا مقصود ہو کہ وہ ہمیشہ ایسا ہی کرتی ہے۔ بُری حکومت بھی مراد ہوسکتی ہے اور خدا کے بندوں نے کوچ کرنے کا اِرادہ کر لیا ہے اور دُنیا کے قلیل وفانی سرمایہ کو فروخت کر کے آخرت کے باقی اور کثیر سرمایہ کو خرید لیا ہے۔

کیا تم یہ نہیں دیکھ رہے ہو کہ دُنیا والے مختلف حالات میں صبح وشام کر رہے ہیں کہیں میت پر رو رہے ہیں اور زندہ کو تعزیت دی جا رہی ہے، کہیں گرا ہوا مبتلا ہے، عبادت کرنے والا عبادت کر رہا ہے، دوسرا لب دم ہے، ایک دُنیا کے چکر میں اور موت اس کے تعاقب میں ہے، کوئی غافل ہے لیکن اس سے غفلت نہیں کی جاتی ہے اور باقی رہنے والے گزر جانے والوں کے راستہ پر گامزن ہیں، بنابرایں ایسی دُنیا سے دِل لگانا بہتر نہیں ہے۔

سب سے بڑی خطا، حب دُنیا ہے۔

سب سے بڑی مصیبت وبدبختی دُنیا کا شیدا ہونا ہے۔

دُنیا والے حوادث کے تیروں کا نشانہ اور غم والم کے ذرے اور مصائب کے غارت کئے ہوئے ہیں۔

سعادت مندترین ہے وہ شخص، جس نے باقی رہنے والی چیز، آخرت کیلئے فنا ہونے والی چیز، دُنیا کو ترک کر دیا ہے۔

دُنیا میں کامیاب وسعادت مندترین اِنسان وہ ہے، جو اسے چھوڑ دے اور آخرت میں کامیاب ترین وہ ہے جو اس کیلئے عمل کرے۔

بے شک زمین کا باطن مردہ ہے اور اس کا ظاہر بیمار ہے۔ شاید اشارہ میں یہ فرمایا ہو کہ دُنیا اس لائق نہیں ہے کہ اِنسان سے دِل لگائے کہ زمین کی ظاہری وباطنی حالت یہ ہے کہ اس کا ظاہری حصہ بیماروں کا مسکن اور اس کا باطن مردوں کا مدفن ہے۔ لہٰذا ایسی منزل ڈھونڈنا چاہئے کہ جس کا ظاہر وباطن آباد ہو یعنی آخرت یا آپؑ نے خود انسان کو نصیحت کی ہو کہ دُنیا سے دِل نہ لگانا، اس کا

ظاہر و باطن یہ ہے۔

آج دُنیا عمل وکوشش کا دن ہے، حساب نہیں ہے، کل آخرت حساب کا دن ہوگا، کام نہیں۔

بے شک دُنیا کی سنجیدگی کھیل، کود، اس کی عزت، ذلت وخواری اور اس کی بلندی، پستی ہے۔

بے شک دُنیا ہلاکت ونقصان کی منزل یا رنج ومشقت کا مقام ہے اور زوال وانتقال ہے، اس کی لذتیں اور اس کی بدمزگی برابر نہیں ہے اور اس کی نیک بختیاں، اس کی بدبختیوں تک نہیں پہنچی ہیں اور اس کی ترقیاں پستی وانحطاط کا مقابلہ نہیں کرتی ہیں۔

جو شخص جنت الماویٰ کو موجودہ دُنیا کیلئے فروخت کرتا ہے، اس کی کوشش ناکام ہوتی ہے اور اس کی تجارت میں نقصان ہوتا ہے۔

بے شک دُنیا اپنی عادت وروش کے مطابق تمہارے پاس سے گزر جائے گی، جب کہ آخرت اور تم ایک رسی میں باندھے گئے ہو یا تم دونوں ایک ہی ظرف میں ہو، ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے۔

بے شک دُنیا، دین کو برباد کرنیوالی ہے اور یقین کو چھیننے والی ہے اور یہ فتنوں کا سرچشمہ اور اس کی جڑ رنج ومحن ہے۔

دُنیا اور آخرت کی مثال اس شخص کی سی ہے، جس کی دو عورتیں ہوتی ہیں، جب وہ ایک کو راضی کرتا ہے تو دوسری کو ناراض کرتا ہے۔

بے شک جس کو دُنیا نے محال اُمیدوں کا فریب دیا ہے اور جھوٹی آرزوؤں نے دھوکا دیا ہے، ایسے شخص کو وہ اندھا بنا دیتی ہے اور اسے اندھے پن کا لباس پہنا دیتی ہے، آخرت سے اس کا رشتہ توڑ دیتی ہے اور ہلاکت کے دہانے پر لاکر کھڑا کر دیتی ہے۔

یقیناً اللہ سبحانہ کا ایک فرشتہ ہے ہر ہر روز یہ ندا دیتا ہے، دنیا والو! موت کیلئے پیدا کرو، برباد ہونے کیلئے عمارت بناؤ اور چلنے کیلئے جمع کرو۔

بے شک دُنیا کے ذریعے کل آخرت میں وہی نیک بخت ہوں گے جو آج اس سے فرار کر رہے ہیں۔

بے شک جس شخص پر آخرت کے بجائے دُنیا غالب آگئی ہو اور اُخروی اُمور کے مقابلہ میں دنیوی جنجال حاوی ہو گئے ہوں، اصل میں اس نے فانی کے بدلے باقی کو فروخت کر دیا ہے اور پائیدار کو ناپائیدار سے بدل لیا ہے اور خود کو ہلاکت میں ڈال دیا ہے اور اس کیلئے زائل ہونے والی چیز سے راضی ہوگیا ہے اور اس کو واضح راستہ سے ہٹا دیا ہے۔

بے شک دُنیا رنج ومحن اور فنا وتغیر اور عبرتوں کی جگہ اور فتنہ والم کی منزل ہے۔

یقیناً دُنیا مصائب وآلام کا گھر ہے، جس کیلئے اس میں تعجیل ہوتی ہے، یعنی دوسروں سے پہلے دُنیا سے آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ اس نے اپنے نفس کو مصیبت میں مبتلا کر لیا اور جس کو اس دُنیا میں مہلت دی جاتی ہے، وہ دوستوں کی مصیبتوں میں گھرتا ہے، یا اس کی موت دردناک ہوتی ہے۔

دُنیا نے پیٹھ پھرا کر اپنے رُخصت ہونے کا اعلان کر دیا ہے اور آخرت نے سامنے آکر اپنے آنے سے آگاہ کر دیا ہے۔

بے شک دُنیا الٹی اور تہ وبالا ہوگئی ہے، اس کی لذت وآخرت کے عیش کو مکدر کرنا، اس کی عطا وبخشش غصہ دِلانا، اس کی زندگی رنج اور اس کی بقا فنا ہے اور اس کے شیفتہ نے سرکشی پر کمر باندھ لی ہے، اس لئے اپنے سوار کو ہلاک کر دیا ہے اور اپنے اُوپر اعتماد کرنے

والے سے خیانت کی ہے اور آرام کرنے والے کو اُٹھا پھینکا ہے، اس کا اتفاق و اتحاد پراگندہ اور اس کا پیوند اُکھڑنے ہی والا ہے۔

بے شک خدا کے نزدیک دُنیا کی ذلت و حقارت کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ اس کی نافرمانی اسی میں ہوتی ہے اور جو نعمتیں اس کے پاس ہیں، ان تک اسے چھوڑے بغیر نہیں پہنچا جا سکتا۔

یقیناً دُنیا کی مثال سانپ کی سی ہے، جو چھونے میں نرم لگتا ہے لیکن اس کا زہر مار ڈالتا ہے لہٰذا دُنیا میں جو چیزیں تمہیں اچھی معلوم ہوں، ان سے منہ موڑے رہنا کہ ان میں سے تمہارے ساتھ جانے والی چیزیں بہت کم ہیں لہٰذا اس میں آرام کرنے سے زیادہ اس سے ڈرتے رہو، یعنی اس سے ڈرنے میں ہی آرام ہے۔

بے شک تمہاری یہ دُنیا میری نظر میں سور کی اس ہڈی سے بھی زیادہ حقیر و قابل نفرت ہے، جو کسی کوڑھی کے ہاتھ میں ہوتی ہے اور اس پتے سے بھی زیادہ حقیر ہے، جو ٹڈی کے دہن میں ہوتا ہے، علیؑ کو فنا پذیر نعمتوں اور ناپائیدار لذتوں سے کیا سرکار۔

دُنیا کی مثال دیوی کی سی ہے، جو اس کی اِطاعت کرتا ہے، وہ اسے گمراہ کر دیتا ہے اور جو جواب دیتا ہے، اسے مار ڈالتا ہے، بے شک دُنیا بہت جلد ختم ہو جائے گی اور عنقریب منتقل ہو جائے گی۔

یقیناً دُنیا اپنے ڈھونڈنے والے کی طرف بڑھتی ہے اور جو اس سے منہ موڑتا ہے اس سے پیٹھ پھیر لیتی ہے اور بادشاہوں جیسا سلوک کرتی ہے اور جلد باز کی طرح جدا ہو جاتی ہے۔

بے شک دُنیا ایسے شخص کی منزل ہے، جس کو قرار نہیں ہے، اس کی نیکیاں بہت کم ہیں اور برائیاں ہر وقت موجود ہیں، اس کا ملک چھن جانے والا اور اس کی آبادیاں ویران ہو جانے والی ہیں۔

یقیناً دُنیا بہت ناشکری ہے، بہت جھگڑالو ہے، اعراض یا حق کا انکار کرنے والی ہے، بے سوچے، سمجھے ٹوٹ پڑنے والی ہے۔ تبدیلی اس کا حال، اضطراب اس کا آرام، اس کی عزت ذلت و خواری ، اس کی حقیقت و سنجیدگی او چھاپن، اس کی کثرت، کمی، اس کی بلندی، پستی، اس کے باشندے سختی میں ہیں اور جدا ہونے اور متصل ہونے میں ہیں۔ یہ جنگ اور چھیننے، غارت و ہلاکت کرنے والا گھر ہے۔

بے شک دُنیا ایسی اُمید ہے، جس سے مطمئن نہیں رہا جا سکتا اور زائل ہونے والا سایہ ہے، متزلزل تکیہ گاہ ہے، اس کا تحفہ و عطیہ مصیبت کے ساتھ ملا ہوا ہے اور آرزو موت سے متصل ہے۔

دُنیا کی عمر بہت کم اور اسکی خیر مختصر، اس کی اِقبال مندی دھوکا اور اس کا منہ موڑنا مصیبت ہے، اس کی لذتیں فانی اور اس کے رنج و محن باقی ہیں۔

بے شک دُنیا ایسا گھر ہے کہ جس کی ابتدا مشقت اور آخرت فنا ہے۔ اس کے حلال پر حساب اور حرام پر عقاب ہے، جو اس میں بے نیاز رہا، وہ آزمایا گیا اور جو نادار رہا، وہ محزون رہا۔

بے شک دُنیا چھوڑ کر چلے جانے کی منزل اور مکدر کرنے کی جگہ ہے۔ اس کے باشندے جانے والے اور اس کے مقیم جدا ہونے

والے ہیں، اس کی سج دھج فریب والی، اس کی باتیں جھوٹی اور اس کا مال چھینا ہوا اور اس کے نقائص اچکے ہوئے ہیں، آگاہ ہو جاؤ کہ وہ صید و جال کیلئے سخت معترض ہونے والی یا وہ پیش رو ہیں اور لوگ اس کے پیچھے چلنے والے ہیں، اس کے گھوڑے سرکش، وہ جھوٹ بولنے والی اور خیانت کار ہے۔

بے شک دُنیا رنج و محن کا گھر، فتنوں کی منزل ہے۔ جو اس کو چاہتا ہے، اس کے ہاتھ نہیں آتی اور جو اس سے روگرداں رہتا ہے، یہ اس کے پیر چومتی ہے، جو اس کی طرف دیکھتا ہے، اسے یہ اندھا کر دیتی ہے اور جو اسی کی نظر سے دیکھتا ہے، اس کو بینا بنا دیتی ہے۔

یقیناً دُنیا نے موت و اجل کو قریب، اُمیدوں کو دُور اور مردوں کو ہلاک کر دیا ہے، وہ حالات کو بدل دیتی ہے، جو دُنیا پر غلبہ پانا چاہتا ہے۔ اس پر دُنیا غالب آجاتی ہے اور جو اس سے پنجہ آزمائی کرتا ہے، اسے شکست دے دیتی ہے۔ جو اس کی نافرمانی کرتا ہے، یہ اس کی اِطاعت کرتی ہے اور جو اس کو چھوڑ دیتا ہے، یہ خود اس کے پاس جاتی ہے۔

بے شک دُنیا جسموں کو کہنہ و پُرانا اور اُمیدوں کو نیا، موت کو نزدیک اور آرزوؤں کو دُور کر دیتی ہے۔ جس زمانہ میں بھی خوش و مطمئن ہوتے ہیں، اسی میں خدشہ پیدا کر دیتی ہے۔

یقیناً دُنیا کی خیر کم، اس کا شر تیار، اس کی لذت قلیل، اس کی حسرت طویل اور اس کی نعمت سختی میں لپٹی ہوئی اور اس کی سعادت نحوست کے ہمراہ اور اس کی شیرینی تلخی کے ساتھ ہے۔

بے شک دُنیا بہت فریب دینے والی اور بے پناہ مکار ہے، عطا کرنے والی اور روک لینے والی، چھپانے والی، کپڑے اتارنے والی، اس کی عیش و عشرت میں دوام نہیں ہے اور اس کا رنج و الم ختم ہونے والا اور اس کی بلاؤں کا سلسلہ رکنے والا نہیں ہے۔

بے شک دُنیا کی مثال جال کی سی ہے، جو اس میں زیادہ رغبت ہاتھ پیر مارتا کرتا ہے وہ اتنا ہی اُلجھتا اور لپٹا ہے اور جو اس سے پہلو تہی کرتا ہے، اسے کچھ نہیں کہتی ہے پس قلبی طور پر اس کی طرف نہ جھکو اور اس کی طرف نہ بڑھو، ورنہ تمہیں اپنے جال میں پھنسا لے گی اور تمہیں ہلاکت میں ڈال دیگی۔

یقیناً دُنیا دیتی ہے اور واپس لے لیتی ہے، اطاعت کرتی ہے اور سرکشی بھی کرتی ہے، وحشت میں ڈالتی ہے اور مانوس ہوتی ہے، طمع دلاتی ہے اور نا اُمید کرتی ہے، نیک بختوں نے اس سے اعراض کیا ہے اور بدبختوں نے اسے ٹوٹ کر چاہا ہے۔

دُنیا ایسا گھر ہے، جس کی بلا مشہور ہے اور اسکی صفات بن گئی ہے، اس کے حالات کو دوام نہیں ہے، اس میں آنے والے سالم و محفوظ نہیں رہتے، اس میں زندگی مذموم اور اس میں امان نایاب ہے۔

بے شک دُنیا بادل جیسا سایہ ہے، صرف خواب و خیال ہے، خوشی غم و اندوہ سے ملی ہوئی ہے اور شہد میں زہر ملا دیا ہے، یہ نعمتوں کو چھیننے، جماعتوں کو کھانے اور مکروبات کے ذریعے عقوبوں کو کھینچنے والی ہے۔

بے شک دُنیا نے کسی دوست کے ساتھ وفا نہیں کی ہے اور کسی پینے والے کیلئے خالص نہیں رہی ہے، اس کی نعمت منتقل ہو جانے

والی اوراس کے حالات بدل جانے والے ہیں، اس کی لذتیں فنا پذیر اور رنج والم دائمی ہیں لہٰذا ان سے روگردانی کرلو قبل اس کے کہ وہ تم سے روگردانی کرے اور اس کو بدل لو قبل اس کے کہ وہ تمہیں بدل لے۔

بے شک، بسا اوقات دُنیا بھرپور طریقے سے جاہل کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور عاقل سے استحقاق کے باوجود رُخ موڑ لیتی ہے، پس اگر نادانی و جہالت کے ساتھ اس کا کچھ حصہ تمہیں مل جائے یا عقل کے ساتھ اس کا پسندیدہ حصہ تم سے چھوٹ جائے تو تم ہوشیار ہو کہ وہ تمہیں جہالت پر مجبور نہ کرے اور عقل مندی میں اس سے بے رغبت رہو کیونکہ ایسا کام تمہیں عیب دار بنادے گا اور ہلاک کردے گا۔

دُنیا کے فائدہ کی کمی یا اس کی سختی یہ ہے کہ وہ ایک حال پر باقی نہیں رہتی ہے اور تبدیلی سے خالی نہیں رہتی ہے، ایک طرف کو بناتی سنوارتی ہے تو دوسری طرف کو تباہ کردیتی ہے، اپنے ایک چاہنے والے کو ناراض کر کے دوسرے مصاحب کو خوش کرتی ہے۔ پس اس میں رہنے میں خطرہ اور اس پر اعتماد کرنے میں ہلاکت ہے، اس میں ہمیشہ رہنا ممکن نہیں ہے اور اس پر بھروسہ کرنا گمراہی ہے۔۔

بے شک دنیا بہت جلد بدل جاتی ہے اور بہت جلد ایک کو چھوڑ کر دوسرے کے پاس چلی جاتی ہے۔ بہت بڑی بے وفا ہے ہمیشہ مکار وفریب کار رہی ہے، اس کے حالات میں ثبات نہیں ہے بلکہ متزلزل رہتے ہیں اور اس کی نعمت بدلتی رہتی ہے، اس کی فراخی وکشادگی بہت کم ہے، اس کی لذتیں مکدر اور اس کا طلب کرنے والا ذلیل ہے اور اس کا سوار ٹھوکر کھاتا ہے۔

بے شک دُنیا شیریں اور تروتازہ یا بہت حُسین ہے، شہوتوں میں لپٹی ہوئی ہے، وہ اپنی تھوڑی چمک دھمک سے مشتاق بنالیتی ہے، جھوٹی اُمیدوں سے آراستہ ہے اور فریب سے سجی ہوئی ہے، نہ اس کی مسرتیں دیرپا ہیں اور نہ ہی اس کی مصیبتوں سے مطمئن رہا جاسکتا ہے، بہت نقصان پہنچانے والی اور ادلنے بدلنے والی ہے، فنا ہونے والی، ختم ہونے والی مٹ جانے والی اور ہلاک کر دینے والی ہے۔

بے شک دُنیا کا منظر حُسین اور اس کی مسرت یا حُسن ہلاک کرنے والی، فریب سے سنوری وسجی ایسا گھر ہے، جس کو اس کا مالک دلیل سمجھتا ہے، اس کا حلال اس کے حرام سے اور اس کا خیر اس کے شر سے، اس کا مٹھاس اس کے کڑوے پن سے مخلوط ہو چکا ہے۔ خدا نے اسے دوستوں کیلئے صاف نہیں کیا ہے اور اپنے دُشمنوں کیلئے اس میں بخل نہیں کیا ہے۔

بے شک دُنیا ہر گھونٹ کے ساتھ اچھو اور ہر لقمہ میں گلوگیر پھندا ہے اور وہ جگہ ہے جہاں بندہ ایک نعمت اس وقت تک نہیں پاتا ہے، جب تک دوسری نعمت سے جدا نہیں ہوتا ہے اور اس کی عمر کا ایک دن اس وقت تک نہیں آتا ہے، جب تک کہ اس کی عمر سے ایک دن کم نہ ہو جائے اور دنیا میں اس کا کوئی اثر اس وقت تک زندہ نہیں ہوتا ہے، جب تک اس کا ایک اثر ختم نہ ہو جائے۔

بے شک دُنیا اس شخص کیلئے سچائی کا گھر ہے، جو اس کی تصدیق کرے اور اس شخص کیلئے جائے عافیت ہے، جو اسے سمجھے اس اس کیلئے دولت مندی کی منزل ہے، جو اس سے زادِراہ حاصل کرے اور اس کیلئے نصیحت کا محل ہے، جو اس سے نصیحت حاصل

کرے، اس نے اپنے جدا ہونے کا اعلان کر دیا ہے اور اپنے علیحدہ ہونے کی اطلاع کر دی ہے اور اپنی اور اپنے بسنے والوں کی موت کی خبر دے دی ہے، اس نے اپنی بلا سے بلا کا پتہ دے دیا ہے اور اپنی مسرتوں سے آخرت کی مسرتوں کا شوق دِلایا ہے۔ وہ رغبت دِلانے، اندوہ کا پیغام لے کر آتی ہے، تو جن لوگوں نے شرمسار ہو کر صبح کی، وہ اس کی بُرائی کرتے ہیں اور دوسرے لوگ تعریف کرتے ہیں۔ دُنیا نے ان کا ذکر کیا تو انہوں نے بھی اسے یاد کیا، اس نے کوئی بات کہی تو انہوں نے اس کی تصدیق کی، اس نے انہیں نصیحت کی تو انہوں نے اس کے تغیر سے عبرت و نصیحت حاصل کی۔

بے شک دُنیا اندھے کی بینائی کی انتہا اس سے آگے وہ کسی چیز کو نہیں دیکھ سکتا ہے، لیکن آنکھوں والا اس سے گزر جاتا ہے اور وہ اس کی طرف بڑھتا ہے، آنکھوں والا اس زادِراہ حاصل کرتا ہے اور اندھا اس کیلئے توشہ فراہم کرتا ہے۔

بے شک دُنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ جن کے پاس اب ذخیرہ شدہ خزانہ ہے، جو تمہارے نزدیک مذموم اور ٹھکرایا ہوا ہے، ان کیلئے دین ایسے کھولا جاتا ہے، جس طرح تم میں سے کوئی اپنی دیگ کا تھوڑا سا منہ کھولتا ہے اور اس سے ٹڈیاں نکل پڑتی ہیں اور شہر کے سرکش لوگوں کو ہلاک کر دیتی ہے۔ مرحوم خوانساری کا خیال ہے کہ ممکن ہے، اس سے آپؑ کی مراد حضرت صاحب الزمانؑ اور ان کے انصار ہوں کیونکہ ان کے پاس علوم کا خزانہ ہے اور اسی طرح جابروں کو ہلاک کریں گے لیکن ہم نے اپنے زمانہ کے علما کو دیکھا ہے کہ انہوں نے کس طرح سے اپنے اتحاد اور دُعا و خلوص سے سرکشوں کو نابود کیا ہے۔

بے شک دُنیا و آخرت دو مختلف قسم کے دُشمن ہیں اور دو مختلف راہیں ہیں۔ پس دُنیا کو دوست رکھتا ہے اور اس کی پیروی کرتا ہے، وہ آخرت کا دُشمن ہو جاتا ہے، یہ دونوں مشرق و مغرب کی مانند ہیں، وہ ان کے درمیان چلنے والے کی مثل ہے، ایک سے جتنا نزدیک ہوگا، اتنا ہی دوسروں سے دُور ہو جائے گا، یہ دونوں ایک دوسرے کی سوتن ہیں" اکثر افراد جیسے ایک مرد کی دو بیویاں ہوں اور ان کے درمیان) بیویوں میں اتحاد کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن اس کا اعلان کر دیا ہے اور اپنی دو کوشش میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔

بے شک دُنیا آخرت سے غافل رہنے کا آلہ ہے، اس کا مصاحب کوئی ذریعہ عطا نہیں ملتی ہے، مگر یہ کہ اس پر اس کی حرص و طمع کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

بے شک خدا نے دُنیا کو اس چیز کیلئے پیدا کیا ہے، جو اس کے بعد ہے اور دُنیا والوں کو اس میں اس لیے مبتلا کیا ہے تا کہ یہ آزمائے کہ کون نیک کام انجام دیتا ہے اور ہم دُنیا کیلئے خلق نہیں کئے گئے ہیں اور نہ ہی ہمیں اس کیلئے کوشش کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ہمیں تو اس میں اس لیے چھوڑا گیا ہے تا کہ اس کے ذریعے آزمایا جائے اور ہم اس کے بعد کیلئے عمل انجام دیں۔

بے شک دُنیا ایسا گھر ہے، جس کیلئے فنا یقینی ہے اور اس کے رہنے والوں کو ہر حال میں یہاں سے نکلنا ہے اور یہ شیریں و شاداب ہے، اپنے چاہنے والوں کی طرف تیزی سے بڑھتی ہے اور دیکھنے والوں کے دِل پر چھا جاتی ہے۔ جو تمہارے پاس بہتر سے بہتر توشہ ہو سکے اسے لے کر دُنیا سے چلنے کیلئے تیار ہو جاؤ اور اس سے ضرورت بھر ہی لو اس سے زیادہ کی خواہش نہ کرو۔

بے شک یہ دُنیا تمہارے لیے قیام گاہ نہیں بنائی گئی ہے اور نہ ہی مستقل قرار گاہ ہے بلکہ تمہارے لئے گزرگاہ بنائی گئی ہے، تاکہ تم اس سے مستقل قیام گاہ کیلئے نیک اعمال کے ذریعے زادِ توشہ فراہم کرو اور اس سے چلنے کیلئے تیار رہو گویا تم سواری کے انتظار میں ہو، اس کی موجودہ نعمتیں تمہیں فریب نہ دیں اور تم اس کے فریب میں نہ آؤ۔

بے شک دُنیا میں کوئی بھی سالم نہیں رہ سکتا مگر اس میں بے رغبتی کے ساتھ اس کے ذریعے لوگوں کو آزمایا جاتا ہے، لہٰذا باعث آزمائش ہے۔ پس اس سے اتنا ہی لو جتنا اس کیلئے ضروری ہے، اسی سے نکالے گئے ہو اور اسی پر حساب ہوگا اور (جو تم اس سے اس کے غیر آخرت کیلئے لیا ہے اس پر وارد ہو گے اور اسی میں ٹھہرو گے۔ بے شک دُنیا عقل مندوں کے نزدیک اس درمیانی سایہ کی مانند ہے، جس کو تم کھنچا ہوا دیکھتے ہو کہ جو ایک حد تم بڑھنے کے بعد پھر گھٹ جاتا ہے اس سے ڈرانے کے بارے میں خدا نے تمہاری معذرت کو ختم کر دیا ہے، تمہیں اس سے ڈرنا ہے اور اس نے تمہیں ہوشیار کر دیا ہے، لہٰذا پہنچانے والے کو پہنچا دینا چاہئے۔

دُنیا رُسوا کرتی ہے۔

دُنیا ذلیل کرتی ہے۔

دُنیا جلد گزر جانے والی مدت ہے اور آخرت ابدی ہے۔

جب بقا ملنے والی نہیں ہے) دُنیا کو چھوڑنا ضروری ہے) تو نعمت بھی فنا پذیر ہے۔

بقا اس کو نہیں دی جاتی، جو اس کو دوست رکھتا ہے۔

دُنیا کی معاندانہ روش کو دیکھتے ہوئے اس پر اعتماد کرنا جہالت ہے۔

ہر فنا ہونے والی چیز تھوڑی ہے۔

اس کو بلند نہ کرو، جس کو دُنیا بلند کرتی ہے۔

اے غرور والو! (جو کہ دُنیا کے فریب آ چکے ہیں) تمہیں کس چیز نے اس گھر کا مریض بنا دیا ہے کہ جس کی خیر کم اور شر و بُرائی موجود اور واضح ہے اور نعمت چھینی ہوئی جس کا صلح صالح کرنے والا شکست کھایا ہوا ہے اور اس کا مالک مملوک ہے اور اس کی میراث دوسروں کیلئے چھوڑی گئی ہے۔

یہ کلمہ حکمت جناب ضرار ابن ضمرہ الضبانی سے نقل ہوا ہے۔ جب معاویہ کے پاس گئے تو اس نے امیرالمومنین حضرت امام علیؑ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے انہیں بعض موقعوں پر دیکھا ہے کہ رات کا سناٹا چھا گیا ہے اور آپؑ محرابِ عبادت میں ریش مبارک کو پکڑے ہوئے کھڑے ہیں اور مار گزیدہ کی طرح تڑپ رہے ہیں اور غمزدہ کی مانند گریہ کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں۔

اے دُنیا! اے دُنیا! دُور ہو مجھ سے کیا خود کو میرے سامنے پیش کرتی ہے اور میری دِلدادہ اور فریفتہ بن کر آئی ہے، ابھی تیرا وہ وقت

نہیں آیا ہے کہ تو مجھے فریب دے سکے جا کسی اور کو جل دے مجھے تیری ضرورت نہیں ہے، میں تجھے تین بار طلاق دے چکا ہوں کہ جس کے بعد رجوع کی گنجائش نہیں ہے۔ تیری زندگی بہت کم اور تیری اہمیت معمولی ہے اور تیری آرزو ذلیل و پست ہے، افسوس زادِراہ بہت کم اور راستہ بہت لمبا ہے، سفر طویل اور منزل بہت دُشوار ہے۔

یہ سن کر معاویہ رو دیا اور کہنے لگا: خدا ابوالحسنؑ پر رحم کرے کہ وہ ایسے ہی تھے پھر ضرار سے کہا: ان کے فراق میں تمہارے رنج والم کی کیا کیفیت ہے؟ ضرار نے کہا: ان کے فراق میں میرا غم اس ماں کی مانند ہے کہ جس کے بیٹے کا سر اس کے سامنے قلم کر دیا گیا ہو۔

اے دُنیا کے غلامو! اور اس کے نوکرو! تم دن میں خرید و فروخت کرتے ہو اور رات میں اپنے بستروں پر کروٹ بدلتے ہو اور سو جاتے ہو آخرت سے بے خبر، خیر عمل سے بے پرواہ، انہیں میں رہتے ہو تو راہِ راست تک پہنچنے اور آگے توشہ بھیجنے کے بارے میں کب غور کرو گے اور قیامت کے معاملہ کو کب اہمیت دو گے؟

اے لوگو! دُنیا میں بے رغبت رہو کیونکہ اس کی زندگی کم اور اس کی بھلائی بہت تھوڑی ہے۔ بے شک یہ سرائے اور اس کا محل مکدر و تیرہ ہے، یقیناً یہ موت کو قریب کرتی ہے اور اُمیدوں کو منقطع کر دیتی ہے۔ جان لو کہ دُنیا بدکار عورت کی مانند اور اس سرکشی گھوڑے کی طرح ہے، جس نے ہٹ کر لی ہے اور خیانت کرنے والی اور بہت جھوٹی ہے۔

دُنیا گمراہ کرتی ہے۔

دُنیا نقصان دہ اور آخرت خوش کرنے والی ہے۔

دُنیا سراسر نقصان ہے۔

دُنیا اتفاق اور قسمت سے ہی حاصل ہوتی ہے، استحقاق نہیں، جبکہ آخرت استحقاق سے ملے گی۔ اس کیلئے کام کرنا چاہئے تاکہ جزا مل سکے۔ واضح رہے کہ خدا کی عنایات آخرت میں بھی استحقاق ہی سے نصیب ہوں گی اور دُنیا میں جو ثروت ملتی ہے، اگرچہ علل و اسباب کے ذریعے ملتی ہے لیکن استحقاق سے نہیں ملتی۔

دُنیا تو صرف اُمید ہے۔

دُنیا فنا ہونے والی ہے، چند اِنسان کے ہاتھ میں رہتی ہے۔

دُنیا ختم ہونے والا سایہ ہے۔

دُنیا نقصان کا بازار ہے، کیونکہ اکثر یہاں عمر کے سرمایہ کو بے قیمت چیزوں کے عوض دے دیا جاتا ہے، جو سب سے بڑا خسارہ ہے۔

دُنیا بہت بُری کھیتی ہے۔

دُنیا دیوانہ کا قہقہہ ہے، یا دُنیا فریب خوردہ پر بہت ہنستی ہے۔

دُنیا دارِ غم ہے (اور ماتم کدہ ہے)۔

دُنیا بدبختوں کا گھر ہے۔

دُنیا آخرت کی گزرگاہ ہے۔

دُنیا زیرک وذہین لوگوں کی مطلقہ (طلاق شدہ) ہے۔

دُنیا گندے اور پلید لوگوں کی آرزو ہے۔

دُنیا پر خوش ہونا حماقت ہے۔

دُنیا پر مغرور ہونا کم عقلی ہے۔

دُنیا فریب دیتی، ضرر پہنچاتی ہے اور گزر جاتی ہے۔

دُنیا آفتوں کا مرکز ہے۔

دُنیا سے چمٹنے والا کٹا ہوا ہے (یعنی دُنیا یادِ خدا سے جدا ہے)۔

دُنیا بدبختوں کی آرزو ہے۔

دُنیا کم عقلوں کا فریب ہے۔

دُنیا عقلوں کے ٹھوکر کھانے کی جگہ ہے۔

دُنیا بدلنے کی جگہ ہے (پس مشکلوں پر صبر کرنا چاہئے)۔

دُنیا رنج والم کی جگہ ہے۔

دُنیا کم عقلوں کی غنیمت ہے۔

دُنیوی کاموں میں الجھنا، وقت کو ضائع کرنا ہے۔

دُنیا سے زیادہ دلچسپی رکھنا، دُشمنی کا سبب ہوتا ہے۔

دُنیا گزرے ہوئے کل اور گزرے ہوئے مہینہ کی مانند ہے۔

دنیا مسافروں کا گھر اور بدبختیوں کا وطن ہے۔

دُنیا سے دل لگانا، بہت بڑا فتنہ ہے۔

دُنیا کا مال جیسے آتا ہے، ویسے ہی جاتا ہے۔

دُنیا جس طرح شکستہ کی اِصلاح کرتی ہے، اسی طرح توڑتی ہے۔

دُنیا کی اُمید کے اسباب ختم ہوجانے والے اور اس کی دی ہوئی چیزیں، جانے والی ہیں۔

دُنیا ایک خواب ہے اور اس پر فریفتہ ہونے میں شرمندگی ہے۔

دُنیا زہر ہے، جس کو وہی کھاتا ہے جو اس کو نہیں جانتا۔

دُنیا بُرائیوں کی کان اور فریب کا مرکز ہے۔

اگر تم نے اپنے معاملہ کو سمجھ لیا ہے یا تمہیں اپنے نفس کی معرفت ہوگئی ہے تو دُنیا سے بچو اور اس سے بے رغبت رہو کیونکہ یہ بد بختیوں کا گھر ہے، نیک بختوں کا گھر نہیں ہے۔ اس کی تر و تازگی ایک جھوٹ اور اس کی آرائش دھوکا، اس کے بادل پراگندہ اور اس کی بخشش واپس لی جانے والی ہے۔

اگر تم اُخروی نعمتوں کے طالب ہو تو اپنے نفسوں کو بدنامی کی منزل سے آزاد کرلو۔

اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو اپنے دِلوں کو دُنیا سے ہٹالو۔

اگر تم نے اپنی دُنیا کو اپنے دین کے تابع کرلیا ہے تو تم نے اپنے دین و دُنیا کو جمع کرلیا ہے۔

بے شک میں نے دُنیا کو تین بار طلاقِ بائن دی ہے کہ اس کے بعد میں اس سے رجوع نہیں کرسکتا اور اس کی رسی و مہار کو اس کی پشت پر ڈال دیا ہے، یعنی میں ہرگز اس کے قریب نہیں گیا ہوں اور ہرگز اس کے نزدیک نہیں جاؤں گا۔ اسی لیے آپؑ فرماتے ہیں: میں نے اس کی رسی کو گردن پر ڈال دیا ہے کہ جہاں چاہے چلی جائے۔

بے شک اگر تم دینا کی طرف بڑھو گے تو دینا پیٹھ پھیرا لے گی، یا تم سعادت کی طرف سے پیٹھ پھیرا لو گے۔

اگر تم دنیا کی طرف سے پیٹھ پھیر لو گے تو وہ تمہاری طرف بڑھے گی (یا تم نیک بختی کی طرف رخ کرو گے)

یقیناً تم دنیا کے لیے پیدا نہیں کئے گئے ہو یا ہرگز دنیا کے لیے پیدا نہیں ہوئے ہو پس اس سے بری رغبت رہو اور اس سے اعراض کرو۔

اگر تم دنیا کے لئے کام کرو گے تو تمہاری تجارت میں نقصان ہوگا۔

بے شک تم خدا سے ہرگز کسی عمل کے ذریعے ملاقات نہیں کرو گے کہ جو جب دنیا سے زیادہ نقصان دہ ہو۔

اگر تم نے دُنیا کی طرف رغبت کی تو تم نے اس چیز میں اپنی عمروں کو فنا کردیا کہ جس کیلئے نہ تم باقی رہو گے اور نہ وہ تمہارے لئے باقی رہیں گی۔

حقیقت یہ ہے کہ دُنیا ایک جال ہے کہ جس میں وہی پھنستا ہے، جو اس کو نہیں پہچانتا ہے۔

یقیناً دُنیا کے حالات مختلف اور اس کے زمانے منقطع ہیں اور اس کے نشانے معین ہیں

حقیقیت یہ ہے کہ دنیا مردار ہے اور جو لوگ اس کے لئے متحدہ ہوجاتے ہیں، ان کی مثال کتوں کی سی ہے لیکن ان کا یہ اتحاد وبرداری انہیں ایک دوسرے کو پھاڑ کھانے اور چیرنے سے باز نہیں رکھتی ہے۔

سوائے اس کے نہیں ہے کہ دنیا والے بھونکنے کتے ہیں اور شکاری درندے ہیں کہ ان میں سے بعض دوسروں کو بھونکتے ہیں اور ان میں سے قوی کمزور کو پھاڑ کھاتا ہے اور ان میں بڑا چھوٹے پر غلبہ کرتا ہے، زانو بندہے، اُونٹ ہیں اور کچھ آزاد ہیں، حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے اپنی عقلیں گنوادی ہیں اور اپنے مجھول پر سوار ہوگئے ہیں۔

تم ٹھہرے ہوئے اور چلنے کیلئے تیار سوار کی مانند ہو،جس کو یہ معلوم نہیں ہے کہ روانگی کا کب حکم ہوگا۔

سوائے اس کے نہیں ہے کہ دُنیا چند دن کی متاع ہے،جو سراب کی طرح ناپید اور بادل کی مانند پراگندہ ہو جائے گی۔

اس زمین کے طول وعرض میں تمہارا حصہ تو بس تمہارے قد کے برابر ہی ہے،جب کہ رُخسار خاک آلودہ ہوگا۔

دُنیا گزرگاہ ہے اور آخرت مستقل قیام گاہ ہے، یا اپنی گزرگاہ سے اپنی مستقل قیام گاہ کیلئے توشہ فراہم کرلو اور جو تمہارے اسرار واقف ہو،اس کے سامنے اپنے پردے چاک نہ کرو،یعنی آخرت کی فکر میں رہو اور دُنیا کو معصیت کی جولان گاہ نہ بناؤ۔

سوائے اس کے نہیں ہے کہ جس شخص نے دُنیا کو پرکھ لیا اور آزما لیا،اس کی مثال اس مسافر قوم کی سی ہے،جس نے بے آب وگیاہ اور خراب فضا والی منزل سے سرسبز اور اچھی آب وہوا والی منزل کا قصد کیا ہو،پھر وہ آرام دہ اور وسیع گھر تک پہنچنے کیلئے زحمت اور سفر کی مشقت وسختی،روکھا سوکھا کھانے پر تیار ہو کر سفر کیلئے نکلتی ہے۔

آدمی تو اس دُنیا میں وہ نشانہ ہے کہ جس کو موتوں نے گرانے کیلئے مقابلہ کا انعقاد کیا ہے، یہ تاراجی کا ایسا مرکز ہے جس کی طرف حوادث ومصیبتیں تیزی سے بڑھتی ہیں۔

نفس کی آفت دُنیا کا شیفتہ ہونا ہے۔

جب دُنیا کسی بندہ کی طرف بڑھتی ہے تو دوسروں کی خوبیاں بھی اس کے دامن میں ڈال دیتی ہے اور جب اس سے منہ موڑتی ہے تو اس کی اپنی خوبیاں بھی چھین لیتی ہے۔

دُنیا کی کوئی چیز تمہارے ہاتھ سے نکل جائے تو اس کا غم نہ کرو اور کسی کے ساتھ کوئی نیکی کرو تو اس کا احسان نہ جتاؤ۔

فنا سے دُنیا ختم ہوتی ہے،لہٰذا اس سے دِل نہ لگاؤ۔

جس نے اپنی آخرت کو برباد کیا ہے،اس نے دُنیا سے محبت کر کے برباد کیا ہے۔

دُنیا بدترین گھر ہے(کیونکہ آدمی کو آخرت سے غافل رکھتا ہے)۔

بدترین انتخاب باقی رہنے والی چیز کو فنا پذیر چیز سے بدلنا ہے۔

تمہاری بقا فنا کی طرف اور تمہاری فنا بقا کی طرف ہے،تم اس کو چھوڑ کر جاؤ گے اور جانے کے بعد حیاتِ ابدی کی طرف چلے جاؤ گے۔

فنا ہونے والی چیز کو باقی رہنے والے کے عوض فروخت کردو اور دُنیا کی بدبختی سے آخرت کی نعمت کو بدل لو۔

جب تم دُنیا میں کسی چیز سے روک دیئے جاؤ،کسی نعمت سے محروم ہو جاؤ،تو خود کو تسلی دو کہ اگر وہ تمہیں مل گئی ہوتی تو چند دن تک تمہارے ساتھ رہتی (یعنی ہمیشہ تمہارے ساتھ نہ رہتی،اس میں رنجیدہ ہونے کی کوئی بات نہیں ہے۔گویا تمہارے پاس ایک نعمت تھی جو تمہارے ہاتھ سے نکل گئی)۔

دُنیا کی شیفتگی کا ثمرہ بڑا رنج والم ہی۔

دُنیا کی پناہ لینے والا یا جس کو دُنیا نے پناہ دی ہے، اغوا شدہ ہے اور اس کا حصہ تباہ شدہ ہے۔

دُنیا کی عطا فنا اور اس کی آسائش وآرام رنج، اس کی سلامتی ہلاکت اور اس کی بخشش غارت گری ہے۔

حب دُنیا ہر گناہ کا سر چشمہ ہے۔ علامہ خوانساری نے خیال ظاہر کیا ہے کہ ہوسکتا ہے

''حُب الدُنیا رأس کل خطیئۃ'' ہو یعنی دُنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے۔

دُنیا کی محبت فتنوں کا سرا اور رنج ومحن کی جڑ ہے۔

حب دُنیا طمع کا سبب ہے۔

دُنیا کی محبت عقل کو برباد اور دِل کو حکمت کی بات سننے سے بہرہ بنا دیتی ہے اور دردناک عذاب کا باعث ہوتی ہے۔

دُنیا کی شیرینی آخرت کی تلخی اور سوئے عاقبت کا سبب ہوتی ہے۔

دُنیا کی شیرینی تلخ دوا ہے، اس کی غذا زہر اور اس کے اسباب بوسیدہ رسی کے ٹکڑے ہیں۔

دُنیا کا زندہ معرضِ ہلاکت میں اور اس کا صحت مند بیماریوں کا ہدف اور قضا وقدر کے تیروں کا نشانہ ہے۔

دُنیا والوں پر بدبختی فنا و نیستی اور ہلاکت مسلط کردی گئی ہے۔

دُنیا خواہشوں میں لپٹی ہوئی، لپیٹ دیا گیا ہے اور موجودہ لذت کے ذریعے پسندیدہ بنادی گئی ہے اور فریب سے آراستہ کی گئی ہے اور اُمیدوں سے سنواری گئی ہے۔

دُنیا کے سلسلہ میں اپنے نفسوں سے جنگ کرو اور انہیں اس سے باز رکھو کیونکہ یہ فنا ہونے والی اور اس کی بلائیں زیادہ اور یہ بہت جلد منتقل ہونے والی ہے۔

اہل دُنیا میں سے زیادہ مالدار پر نیاز مندی کو مسلط کردیا گیا ہے اور جو اس سے بے نیاز ہوگیا، اس کی آسائش وآرام کے ذریعے مدد کی گئی ہے۔

دُنیا کی خیر ونیکی حسرت اور اس کا شر پشیمانی ہے (یعنی انسان آخرت میں افسوس کرے گا کہ زیادہ نیکیاں کیوں نہ کیں یا دُنیا سے جاتے وقت یہ افسوس کرے گا کہ مال واملاک چھوٹ رہی ہے)۔

دُنیا کی نیکی اور بھلائی کم اور اس کا شر حاضر ہے۔

جو چیز فنا ہونے والی ہے، اس دُنیا سے اپنے لئے باقی رہنے والی اور خود سے جدا نہ ہونے والی چیز آخرت حاصل کرلو۔

کم دُنیا سے اپنی ضرورت بھر لے اور اس کے زیادہ کثیر کو چھوڑ دو کہ تمہیں سرکش بنادے گا۔

دُنیا سے جو تمہیں ملے اسے لے لو اور اس میں سے جو تم سے منہ موڑ لے تم بھی اس سے رُخ موڑ لو اور اگر ایسا نہ کرسکو تو میانہ روی اختیار کرو۔

دُنیا والوں کے ساتھ گھل مل جانا، تمہارے تقویٰ کی تباہی اور بلا کا سبب ہے۔

دُنیا کی قدر کم اس کا ماحصل حقیر، اس کی خوشی باطل اور اس کی بخشش فریب ہے۔

جس شخص کی اُمید و مقصود دُنیا ہے، وہ گھاٹے میں ہے۔

(دُنیا) ایسا گھر ہے، جو بلا میں لپٹا ہوا ہے اور اسکی بے وفائی مشہور ہے، اس کے احوال ناپائیدار اور اس میں اُترنے والے غیر محفوظ ہیں۔

(دُنیا ایسا) گھر ہے، جو صاحب خانہ کے نزدیک ذلیل و خوار، یعنی خدا کے نزدیک حقیر ہے، اس کے حلال کو حرام سے، اس کے خوط کو بد سے اور اس کی شیرینی کو تلخی سے مخلوط کر دیا گیا ہے۔ (بنابرایں دُنیا چندروزہ سرائے ہے، جو امتحان کیلئے بنائی گئی ہے تاکہ نیک و بد کو جدا کیا جا سکے)۔

(دُنیا) تباہ ہونے والا گھر، گنہگاروں کا اشرف کدہ اور بد بخت، ظلم و زیادتی یا جلا وطن لوگوں کا محل و مسکن ہے۔

خدا تمہیں باقی رہنے والے گھر، دائمی ٹھکانہ، نعمت انبیاءؑ اور نیک بختوں کی ہمسائیگی کی طرف بلاتا ہے لیکن تم نے اس کی نافرمانی کی اور اس سے اعراض کیا مگر دُنیا نے تمہیں بدبختی کے مکان، فنا کے محل اور مختلف قسم کی مصیبت و رنج کی طرف بلایا اور تم نے اس کی پیروی کی اور تیزی سے آگے بڑھے۔

دُنیا کی یاد بدترین بیماری ہے۔

دُنیا کی ذلت آخرت کی عزت ہے، یعنی جو شخص دُنیا کو ذلیل سمجھتا ہے، یا ظاہراً خدا نے اسے دُنیا سے زیادہ نہیں دیا ہے، اس لیے خدا اس کو آخرت میں عزت عطا کرے گا۔

قلیل کو زیادہ کے اور تنگ کو وسیع کیلئے چھوڑ دو۔

آفات کی جڑ حب دُنیا ہے۔

دُنیا کے بہت سے نصیحت کرنے والے تمہارے نزدیک مہتم ہیں۔

خیر دُنیا سے بہت سے سچ بولنے والے تمہارے نزدیک جھوٹے ہیں۔

دُنیا سے بچنے والے بہت سے ہیں، جو تمہارے نزدیک کسی شمار و قطار میں نہیں ہے۔

بدلنے والی چیز (دُنیا) سے تمہاری رغبت نادانی ہے۔

تمہارا دُنیا سے راضی ہونا، بدترین اِنتخاب ہے اور تمہاری بدبختی ہے۔

دُنیا کی زیادتی آخرت کو برباد کر دیتی ہے۔

دُنیا کی زیب و زین کمزور عقلوں کو برباد کر دیتی ہے (لیکن قوی عقلوں کو فریب نہیں دیا جا سکتا کیونکہ وہ دُنیا کی پستی کو جان چکی ہیں)۔

بدبختی کا سبب حب دنیا ہے۔

عقل کی تباہی کا سبب حب دُنیا ہے۔

دُنیا کی سلطنت ذلت اور اس کی بلندی پستی ہے۔

دُنیا کی مسرت دھوکا اور اس کی متاع ہلاکت ہے۔

نفس کا دُنیا سے آرام لینا بہت بڑا دھوکا ہے۔

بدترین مصیبت حب دُنیا ہے۔

بدترین فتنہ حب دُنیا ہے۔

دُنیا کی صحت، بیماریاں اور اسکی لذتیں آلام ومصائب ہیں۔

دُنیا میں نافرمانی اور گناہ نسب ہوگیا ہے اور پاک دامنی عجوبہ بن گئی ہے اور اسلام کو اندرونی لباس کی طرح پہن لیا گیا ہے۔

دُنیا کو طلاق دینا جنت کا مہر ہے۔

دُنیا کے پیچھے لگنا، فتنوں کی جڑ ہے۔

دین کے ذریعے دُنیا کو طلب کرنا، مذموم معاقب ہے۔

دُنیا وآخرت کو جمع کرنے کی کوشش کرنا، نفس کا دھوکا ہے۔

دُنیا ڈھونڈنے والے سے آخرت چھوٹ جاتی ہے اور اسے اچانک موت آلیتی ہے یا اس کے گلے کو پکڑ لیتی ہے اور دُنیا سے اسے اس کے نصیب ہی کا ملتا ہے۔

اس شخص کیلئے مسرت کا مژدہ ہے، جس نے دُنیا کی زیب وزینت سے روگردانی کر لی ہے۔

مجھے فانی گھر کے آباد کرنے والے اور باقی رہنے والے گھر کو چھوڑنے والے پر تعجب ہوتا ہے۔

دُنیا کا غلام ہمیشہ فتنے وبلا میں گھرا رہتا ہے۔

دُنیا کی اِنتہا فنا ہے۔

فریب دُنیا (انسان کو ہلاکت میں) ڈال دیتا ہے۔

اے دُنیا! جا اس شخص کو فریب دے، جو تیرے حیلوں کو نہ جانتا ہو اور جس نے تیرے مکر وفریب کے پھندے نہ دیکھے ہوں۔

آپؑ نے دُنیا کے بارے میں فرمایا: فریب دینے والی ہے اور جو کچھ اس میں ہے، وہ سراسر فریب ہے، خود فنا ہو گی اور جو اس میں ہے، وہ نابود ہو جائے گا۔

دُنیا بڑی فریب کار، بہت نقصان پہنچانے والی، بدلنے والی، زائل ہونے والی اور ہلاک وتمام ہونے والی ہے۔

دُنیا کی غذا زہر اور اس کے اسباب پُرانی رسیاں (جو کبھی بھی ٹوٹ سکتی ہیں)۔

دُنیا سے بے رُخی کامیابی ہے۔

دُنیا کے انقلابات عبرت ہیں۔

دُنیا جائے عمل ہے، جائے حساب نہیں ہے۔

دُنیا میں بدبختوں کی رغبت ہے۔

کبھی ایک دوسرے سے جڑے ہوئے اور متصل جدا ہو جاتے ہیں اور آپس میں مانوس گروہ پراگندہ ہو جاتے ہیں۔

یقینا، دُنیا کی شیرینی تلخی میں بدل گئی ہے اور اس کا صاف ستھرا مکدر و گدلا ہو گیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ دنیا اپنے فریب سے آراستہ ہو چکی ہے اور اس نے اپنی آرائش سے فریب دیا ہے۔

قلیل دُنیا زیادہ آخرت کو برباد کر دیتی ہے۔

کم دُنیا بھی باقی نہیں رہتی اور اس کی کثرت اس کی بلا سے محفوظ نہیں رہتی ہے۔

چار چیزوں سے دُنیا کا قیام ودوام ہے وہ عالم جو اپنے علم پر عمل کرے، وہ جاہل جو علم حاصل کرنے میں بے عزتی نہ سمجھے، وہ مالدار جو فقروں پر اپنے مال میں سے کچھ خرچ کرے اور وہ فقیر جو اپنی آخرت کو اپنی دنیا کے عوض فروخت نہ کرے پس جب عالم اپنے علم پر عمل نہیں کرے گا اور جاہل علم حاصل کرنے میں بے عزتی محسوس کرے گا اور غنی کنجوسی کرے گا اور فقیر اپنی آخرت کو اپنی دُنیا کے عوض فروخت کرے گا تو دُنیا کے نظام میں خلل پڑ جائے گا۔

ہر جمعیت پراگندگی کی طرف بڑھ رہی ہے۔

دُنیا کے تمام منافع خسارہ ہیں۔

ہرگز را ہوا جیسے دُنیا، ایسا ہی ہے، جیسے کبھی تھا ہی نہیں۔

دُنیا کی ہر آسانی ثروت مندی، سختی فقیری ہے۔

دُنیا کے تمام اخراجات اور زحمتیں قناعت کرنے والے اور پاک دامن کیلئے آسان وسبک ہیں۔

دُنیا کی ہر چیز سننے میں دیکھنے سے بڑی لگتی ہے۔

دُنیا کے تمام حالات متزلزل ہیں اور اس کی ملکیت منتقل ہونے والی ہے۔

دُنیا کی ہر مدت ختم ہونے والی ہے اور اس کا ہر زندہ فنا اور موت کی طرف بڑھ رہا ہے۔

بہت سے دُنیا پر اعتماد کرنے والوں کو، دُنیا نے دردناک بنا دیا ہے۔

کتنے ہی دُنیا پر اطمینان رکھنے والوں کو اس نے ہلاک کر دیا ہے۔

کتنے ہی صاحبانِ عظمت کو، دُنیا نے حقیر کر دیا ہے۔

کتنے ہی عزت والوں کو، دُنیا نے ذلیل کر دیا ہے۔

دُنیا کی جو چیز باقی رہنے والی ہے، اس کے مخبر کے عنوان سے اس کا گزشتہ حصہ کافی ہے (یعنی دُنیا ہمیشہ ایسی ہی رہی ہے، لہٰذا اس

سے نصیحت حاصل کرنا چاہیے)

دُنیا کی کثرت، کمی وقلت اور اس کی عزت، ذلت، اس کی آرائش وزینت گمراہ کرنے والے کی بخشش فتنہ ہے۔

تم دُنیا میں اپنے بدن کے ساتھ اور آخرت میں اپنے دِل اور عمل کے ساتھ رہو۔

جب تم دُنیا کی طرف سے پاک وپاکیزہ اور آخرت کے شیدا بن جاؤ۔

ان لوگوں میں ہو جاؤ، جنہوں نے دُنیا کی فنا وعدم کو پہچان لیا اور اس سے رخ موڑ لیا ہے اور آخرت کی بقا کو جان لیا تو اس کیلئے عمل کیا ہے۔

تم ایسا گروہ بن جاؤ کہ جو یہ جان گیا ہے کہ دُنیا ان کا (مستقل) گھر نہیں ہے تو انہوں نے اسے ابدی گھر آخرت سے بدل لیا ہے۔

آخرت کے فرزند بن جاؤ، دنیا کے فرزند نہ بنو کہ ہر فرزند روزِ قیامت اپنی ماں سے ملحق ہو جائے گا۔

جتنا زیادہ آدمی دُنیا میں مشغول ہوگا اور جتنا زیادہ اس کا شیدائی ہوگا اتنی ہی دُنیا اس کیلئے نقصان دہ ہوگی اور اس کو ہلاکت میں ڈال دے گی۔

جو چیز نفع بخش نہیں ہوتی وہ نقصان دیتی ہے اور دُنیا اپنی شیرینی کے ساتھ تلخ ہو جاتی ہے، خدا کے ساتھ فرو ناداری کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

تمہاری دُنیا سے جو چیز بھی چھوٹ جائے بہت بڑا نفع ہے۔

جس طرح دن اور رات جمع نہیں ہوتے ہیں، اسی طرح دُنیا کی اور خدا کی محبت جمع نہیں ہوتی ہے۔

جھوٹ کہتا ہے وہ شخص، جو آخرت کے یقین کا دعویٰ کرتا ہے، حالانکہ دُنیا سے متصل رہنے والا ہے۔

دُنیا میں ہر کثرت کیلئے قلت ہے۔

دُنیا کی ہر چیز کیلئے فنا اور ختم ہونا ہے۔

لذتِ دُنیا کو شیریں سمجھنا، رنج والم آخرت میں کہ میں نے دُنیا سے کیوں دل لگایا تھا، خواہ خبردار ہونے کے بعد دُنیا میں ہی ہو (رنجیدہ ہوگا)۔

یقیناً دُنیا نے اپنی بے اعتباری سے پردہ اُٹھا دیا ہے اور مساوی طور پر تم سب کو خبردار کر دیا ہے یعنی تمہارے درمیان کوئی امتیاز نہیں برتا ہے۔

تمہاری دُنیا میرے نزدیک خنزیر کی ہڈی سے بھی زیادہ حقیر ہے، جو کسی کوڑھی کے ہاتھ میں ہو۔

یہ تجارت نہیں ہے، کہ تم دُنیا اور جو کچھ تمہارے لئے خدا کے پاس ہے، اس کو اپنے نفس کی قیمت سمجھو۔

دُنیا کی محبت کانوں کو حکمت کے سننے سے بہرہ اور دِلوں کو نورِ بصیرت سے اندھا کر دیتی ہے۔

جس کو بھی دُنیا کی خوشی ومسرت ملی ہے، اسی کو آنسو بہانا پڑے ہیں۔

خدانے دُنیا کو اپنے اولیا کیلئے صاف نہیں کیا ہے (بلکہ ہمیشہ اس کے ساتھ آلام وکدورت کو مخلوط کیا ہے) اور اپنے دُشمنوں کیلئے اس میں بخل نہیں کیا ہے۔

جس نے بھی دُنیا کی خوشی کا منہ دیکھا ہے، اسی کو اس نے رنج ومشکل بھی دی ہے۔

جس شخص کا مقصد دُنیا ہو، اس نے عوض حاصل نہیں کیا یا اس نے لازمی اور واجب اُمر کو انجام نہیں دیا۔

جس پر بھی دُنیا کے اَبر وسعت وفراخی نے سایہ ڈالا ہے، اس پر بلائیں بھی نازل کی ہیں۔

اگر اہل دُنیا عاقل ہوتے تو دُنیا ضرور برباد ہو گئی ہوتی (کیونکہ کوئی بھی دُنیا میں مشغول نہ ہوتا نتیجہ میں نظام درہم برہم ہو جاتا)۔

اگر دُنیا خدا کے نزدیک پسندیدہ ہوتی تو اسے وہ اپنے اولیا سے مخصوص کرتا لیکن اس نے ان کے دلوں سے اس کو ہٹایا ہے اور ان سے اس کی طمع کو محو کیا ہے۔

اگر تم میں سے دُنیا کسی کیلئے باقی رہتی تو جو چیز اس کے پاس ہے، وہ اس تک نہ پہنچتی (کیونکہ پہلے ہی پاس رہتی ہے)۔

جو دُنیا کیلئے کوشش کرتا ہے، اسے دُنیا نہیں ملتی۔

جو دُنیا سے چشم پوشی کر لیتا ہے، دُنیا اسی کی طرف بڑھتی ہے۔

جو دُنیا سے ٹکراتا ہے، دُنیا اسے شکست دیتی ہے۔

جو دنیا کی نافرمانی کرتا ہے، دُنیا اس کی اطاعت کرتی ہے۔

جو دُنیا سے اعراض کرتا ہے، دُنیا اس کے پاس آتی ہے۔

جس نے دُنیا کو پہچان لیا، وہ اس سے متنفر ہو گیا۔

جو دُنیا سے دست کش ہو جاتا ہے اور اس کو فراموش کر دیتا ہے، دُنیا اس کے پاس ناک رگڑتی ہوئی آتی ہے۔

دُنیا جس کی مالک ہو جاتی ہے، اس کی لغزش بڑھ جاتی ہے۔

جس کو دُنیا کی زینت معلوم ہوتی ہے، دھوکا اور فریب اس پر حکومت کرتے ہیں۔

جو اپنی آخرت کو اپنی دُنیا کے عوض خریدتا ہے، وہ دونوں میں فائدہ پاتا ہے۔

جو اپنی آخرت کو اپنی دُنیا کے عوض خریدتا ہے، وہ دونوں میں گھاٹا اُٹھاتا ہے۔

جو اپنی دُنیا اور اس کے جنجال کو کم کر لیتا ہے، یا اس سے کم لیتا ہے تو وہ اس چیز کو زیادہ کر لیتا ہے، جو اس کو آرام دے گی۔

جو دُنیا اور اس کے جنجال کو زیادہ بڑھا لیتا ہے، وہ اپنی ہلاکت کو ڈھونڈتا ہے۔

جو اپنی دُنیا کو آباد کرتا ہے، وہ اپنی جائے بازگشت کو خراب کرتا ہے۔

جس نے دنیا سے فریب کھایا، وہ آرزوؤں سے بھی فریب کھاتا ہے۔

جو دنیا سے خوش ہو جاتا ہے، دنیا اس کے ہاتھ سے نکل جاتی ہے۔

جو دنیا کا حریص ہو جاتا ہے، وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔

جو دُنیا کے تھوڑے پر قناعت نہیں کرتا ہے، وہ اس کے زیادہ سے بھی غنی نہیں ہوتا ہے۔

اس شخص سے زیادہ گھاٹے میں کون ہے، جو باقی رہنے والی آخرت کو ناپائیدار دُنیا کے عوض فروخت کرتا ہے۔

اس سے زیادہ گھاٹے میں کون ہے جو دنیا کو آخرت کے عوض بدل لیتا ہے۔

جو دُنیا سے اس چیز کو حاصل کرنا چاہتا ہے، جو اسے خوش کرے، اس کے گناہ میں مبتلا ہونے اور اس پر ظلم و زیادتی کے امکان بڑھ جاتے ہیں۔

جس نے دُنیا کے فریب پر اعتماد کیا، وہ اس چیز کے خوف سے مامون ہو جاتا ہے، جس سے ڈرنا چاہئے۔

جس نے دُنیا کی طلب سے پہلو تہی کر لی، دُنیا اس کی طرف چل کھڑی ہوئی ہے۔

جو طلب دُنیا میں حد سے آگے بڑھ جاتا ہے، وہ توشۂ آخرت سے تہی دست مرتا ہے۔

جو دُنیا سے روگردانی کر لیتا ہے، وہ ذلیل ہو کر اس کے پاس آتی ہے۔

جس کا دل دُنیا کی محبت کا حریص ہوتا ہے، اس سے تین چیز مانوس ہو جاتی ہیں: 1. ایسا رنج و غم جو اس سے جدا نہ ہوگا یا اسے بے نیاز کرے گا۔ 2. ایسی حرص جو اس کو نہیں چھوڑے گی۔ 3. ایسی اُمید جس کو نہیں پا سکتا۔

جس کو دُنیا کی زینت بھاتی ہے، وہ مادرزاد اندھے کو اپنی آنکھ میراث میں دیتا ہے، یعنی وہ اپنے کام کی اصلاح نہیں دیکھ سکے گا۔

جو دُنیا کی زینت کی طرف راغب ہوتا ہے، مطلوبہ بقائے آخرت اس کے ہاتھ سے نکل جاتی ہے۔

جس پر دُنیا غالب ہے، وہ اپنے سامنے آنے والی چیز موت و قیامت سے اندھا ہو جاتا ہے۔

جس نے اپنی دُنیا کو آباد کیا، اس نے اپنے دین کو برباد اور آخرت کو خراب کر ڈالا۔

جو دُنیا و آخرت کی بلندی چاہتا ہے، اس کو چاہئے کہ دُنیا میں بلندی و رفعت کو دُشمن سمجھے۔

جو اہل دُنیا کیلئے فروتنی کرے گا، وہ تقویٰ کے لباس سے برہنہ ہو جائے گا۔

جو اہل دُنیا پر اپنی نگاہ لگا لیتا ہے، وہ راہِ حق کو نہیں دیکھ پاتا۔

جس نے دُنیا سے کوئی چیز طلب کی، اس کے ہاتھ سے اس سے زیادہ آخرت نکل گئی جتنی اس نے طلب کی تھی۔

جو آخرت کے عمل کے ذریعے دُنیا حاصل کرنا چاہے (مثلاً ریا کہ اس کے ذریعے دنیوی فائدہ حاصل کرتا ہے) تو وہ عمل اس کی مطلوب چیز سے بہت دُور ہو جائے گا (یعنی وہ اس تک نہیں پہنچ سکے گا)۔

جس کا نفس دُنیا کی بخششوں کو ترک کر دیتا ہے (اور اس کی زینت کو خاطر میں نہیں لاتا ہے) یقیناً اس نے اپنی عقل کو کامل کر لیا ہے۔

جو دُنیا کی کسی چیز کا مالک ہو جاتا ہے، اس کے ہاتھ سے آخرت اس سے زیادہ نکل جاتی ہے کہ جس کا وہ مالک بنا ہے۔

جو دُنیا کو پہچانتا ہے (کہ اس میں وفا و بقا نہیں ہے) وہ اپنے اُوپر پڑنے والی افتاد پر غمگین نہیں ہوتا۔

جو دُنیا کے مکر و فریب کو جانتا ہے، وہ محال خوابوں کے فریب میں نہیں آتا ہے۔

جو دُنیا پر کامیابی پاتا ہے، وہ زحمت میں مبتلا ہوتا ہے اور دُنیا کی جو چیز اس کے ہاتھ سے نکل جاتی ہے اس پر غمگین ہوتا ہے (یعنی آدمی ہر صورت میں غمگین ہوتا ہے)۔

جس کی نظر میں دُنیا عظیم ہو جاتی ہے اور جس کے دِل میں اس کی وقعت بڑھ جاتی ہے، وہ اسے خدا پر ترجیح دیتا ہے اور اسی کا ہو رہتا ہے (اور اس کا غلام بن جاتا ہے)۔

جو دُنیا سے دوستی اور محبت کو اپنا شعار بنالیتا ہے، اس کے سویدائے دِل پر غم (جو رقص و حرکت میں ہے) چھا جاتا ہے، رنج و محن اس کو مشغول کر لیتا ہے اور غم اس کو محزون کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ آرزو و پورا نہ ہونے کے سبب حسرت و یاس میں بے جان ہو جاتا ہے۔ اور جان کنی کے وقت فضا میں ڈال دیا جاتا ہے، اللہ کیلئے اس کی فنا آسان اور بھائیوں کیلئے اس کی ملاقات دُشوار ہو جاتی ہے۔

جو دُنیا کے اُوپر اعتماد کرتا ہے، وہ بد بخت محروم ہے۔

جو دُنیا کی خدمت کرتا ہے، دُنیا اس سے خدمت لیتی ہے اور جو خدا کی خدمت کرتا ہے، دُنیا اس کی خدمت کرتی ہے۔

جس شخص کا مقصد ہی دُنیا ہے، روزِ قیامت اس کی بدبختی اور غم طویل ہوگا۔

جو دُنیا کی بخششوں کو فراموش کر دیتا ہے، وہ عزت پاتا ہے۔

دُنیا کی سختی اور اس کی بے اعتباری، اجتماع کو پراگندہ کرنے والی اور اس کی مسرت غم و غصہ ہے۔

خدا کے نزدیک دُنیا کی حقارت میں سے یہ بھی ہے کہ اس کی نافرمانی اسی میں ہوتی ہے (کہ احادیث میں وارد ہوا ہے کہ اگر دُنیا کی قدر و قیمت خدا کے نزدیک مکھی کے پر برابر بھی ہوتی تو کافروں کو اس کا ایک گھونٹ بھی نہ چکھاتا)۔

خدا کے نزدیک دُنیا کی کفالت یہ ہے کہ خدا کے پاس جو کچھ ہے، اس تک رسائی نہیں ہوتی ہے، مگر یہ کہ دُنیا کو چھوڑنے سے۔

دُنیا کی مانند کسی اور چیز نے دین کو برباد نہیں کیا ہے۔

جڑ کے ختم ہونے کے بعد شاخ باقی نہیں رہتی ہے (اس جملہ میں آپؑ یہ فرماتے ہیں کہ ہمارے والدین ہماری اصل ہیں، جب وہی نہ رہے تو ہم ان کی شاخ کیونکر باقی رہ سکتے ہیں)۔

جو دُنیا تم سے دوستی و محبت کر رہی ہے اور جو آخرت غلط بینی کے نتیجہ میں بری لگتی ہے۔ دُنیا اس سے اچھی نہیں ہو سکے گی (کیونکہ دُنیا تو صرف خواب و خیال ہے اور آخرت اس کے برعکس ہے)۔

دُنیا سے جو کچھ تم نے آگے بھیج دیا ہے، وہ تمہارے نفس کیلئے (محفوظ) ہے اور تم نے روک لیا ہے، وہ تمہارے دُشمن کیلئے ہے۔

جس چیز کو انسان دُنیا میں زیادہ کرتا ہے، اس کو آخرت میں کم کرتا ہے۔

جس چیز کو دُنیا میں کم کرتا ہے، اس کو آخرت میں زیادہ کرتا ہے۔

تمہاری دُنیا سے جو چیز تمہیں ملی ہے، اس پر اتراؤ نہیں اور اس کی جو چیز تمہارے ہاتھ سے نکل جائے، اس کا غم نہ کھاؤ۔

وہ گھر اچھا نہیں ہے، جو تباہ ہونے والی عمارت کی طرح تباہ و برباد ہو جاتا ہے اور وہ غم بہتر ہے کہ جو زادِ راہ کی مانند ہو رہی ہے۔

تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اس تھوڑی سی دُنیا پر خوش ہو جاتے ہو، جس کو تم پا لیتے ہو اور جس کثیر آخرت سے تم محروم ہو گئے ہو، اس پر محزون و رنجیدہ نہیں ہوتے ہو۔

دُنیا نے تمہیں فریب نہیں دیا ہے بلکہ تم نے اس سے فریب کھایا ہے (یعنی تم اس کی طرف بڑھے ہو)۔

دُنیا نے تمہیں دھوکا نہیں دیا ہے بلکہ تم نے خود اس سے دھوکا کھایا ہے۔

جو کچھ تمہارے پاس ہے اور جو کچھ تم نے حاصل کیا ہے، اس نے تمہیں اپنے میں مشغول کر لیا ہے۔ اگر تم اس سے لذت اندوز ہو گئے تو تم پر موت کی کامیابی اسے مکدر کر دے، بنابرایں اس کی طلب میں نہیں رہنا چاہئے۔

جو مغرور فریب خوردہ دُنیا سے تھوڑا حصہ پانے میں کامیاب ہو گیا ہے، وہ اس شخص کی مانند کیسے ہو سکتا ہے کہ جس نے اپنی بلند ہمتی سے آخرت حاصل کر لی ہے۔ نہج البلاغہ کلمہ حکمت 362 میں بھی یہ جملہ تھوڑے سے فرق کے ساتھ ہے "اَعلٰی هِمَّتِهٖ وَاَدْنٰی سَهْمَتِهٖ" جس کا ترجمہ یہ ہے "جس نے اپنی بلند ہمتی سے تھوڑا بہت حصہ پالیا ہے۔"

دُنیا زوال سے کتنی قریب ہے اور جوانی بڑھاپے سے اور شک تردد سے کتنا نزدیک ہے (بنابرایں دُنیا کا حریص نہیں ہونا چاہئے، جوانی کی قدر کرنا چاہئے اور عقائد میں شک نہیں کرنا چاہئے، اس سے ایمان ناقص بلکہ زائل ہو جاتا ہے)۔

دُنیا کی تلخی آخرت کی شیرینی (کا باعث ہوتی ہے)۔

دُنیا کا رفیق و مصاحب، حوادث و مصائب کا نشانہ ہے۔

دُنیا کی مثال تمہارے سایہ کی سی ہے، تم ٹھہرو گے تو وہ بھی ٹھہر جائے گا، اگر تم اسے حاصل کرنا چاہو گے تو وہ دُور ہوتا چلا جائے گا۔

دُنیا کی مثال سانپ کی سی ہے، جو چھونے میں نرم ہے اور اس کی پیٹ میں مار ڈالنے والا زہر ہے، نادان فریب خوردہ اس کی طرف جھکتا ہے، عقل منداس سے ڈر کر دُور ہو جاتا ہے۔

متاعِ دُنیا مولی حطام (یعنی پیروں نیچے روندے جانے والے خس و خاشاک کی) مانند ہے۔ پس اس چراگاہ سے کہ جس سے چل دینا، اس میں ٹھہرنے سے اور اس سے ضرورت بھر لینا، اس کی ثروت سے پاکیزہ تر ہے، علیحدہ رہنا چاہئے۔

جس نے اس دُنیا پر اعتبار کیا، وہ ہلاک ہوا اور اپنے دین کو اس نے اس کا مہر بنا لیا چنانچہ جس طرف دُنیا جھکتی ہے، یہ بھی اسی طرف جھکتا ہے۔ حقیقت میں اس نے اس کو اپنا معبود اور مقصد بنا لیا ہے۔

(دُنیا کو) اپنے لئے آسان سمجھو، کیونکہ اس کا کام و انجام فریب، اس کے ساتھ مصاحبت کم اور اس میں قیام بہت قلیل ہے۔

(دُنیا لوگوں کو آخرت سے) سخت منع کرنے والی سخت ترین دُشمن اور (حق سے باطل کی طرف) جھکنے والی بہت زیادہ متکبر اور

فریب دینے والی اور بہت ناشکری ہے۔

دُنیا پر اِترانے والے قیامت کے دن تباہ ہونگے اور اس پر محزون ورنجیدہ ہونے والے نجات پائیں گے۔

ہر فانی اور ہاتھ سے جانے والی چیز کی طرف رغبت نہ کرو کہ اس کے نقصان کیلئے اتنا ہی کافی ہے۔

دُنیا کی طرف رغبت نہ کرو کہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچاؤ گے۔

فنا ہونے والی چیز سے دِل نہ لگاؤ اور فنا دُنیا سے، بقا آخرت کیلئے کچھ لے لو۔

دُنیا کی بخششوں پر ایک دوسرے پر سبقت نہ لے جاؤ کیونکہ اس کی بخشش حقیر ہیں۔

اپنے دین کو دُنیا کا مہر نہ بناؤ کیونکہ جو شخص دین کو دُنیا کا مہر قرار دیتا ہے، دُنیا اس کی طرف بدبختی، رنج و بلا کے زفاف کے ساتھ آتی ہے۔

آخرت کو دُنیا کے عوض فروخت نہ کرو اور بقا کو فنا سے نہ بدلو۔

خبردار! دُنیا تمہیں فتنے میں مبتلا نہ کرے اور نہ تم پر خواہش غالب آئے اور عمر کا اخیر تم پر زیادہ طویل نہ ہو اور اُمید تمہیں دھوکا نہ دے، کیونکہ اُمید کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

تم کو دُنیا کی جو چیز بھی ملی ہے، اسے لذت وغصہ کو ٹھنڈا کرنے میں اعلیٰ نہیں ہونا چاہئے بلکہ اسے کسی حق کو زندہ کرنے اور باطل کو ختم کرنے والی ہونا چاہئے۔

خبردار! تمہیں تمہاری دُنیا عاریت نیکی وبھلائی دے کر فتنہ میں مبتلا نہ کرے کیونکہ دُنیا کی عاریت تو واپس لے لی جاتی ہے اور تمہارے اُوپر وہ حرام باقی رہ جاتا ہے، جو تم نے کسب کیا ہے۔

خبردار! دُنیا تمہیں جھوٹ کے ذریعے فریب نہ دے (کیونکہ لہوولعب کا سلسلہ تو ختم ہو جاتا ہے) تم نے جو گناہ کئے ہیں، ان کا بار تمہارے اُوپر باقی رہنا ہے۔

خبردار! تم میں سے کوئی بھی دُنیا کی کسی چیز کے ہاتھ سے نکل جانے پر اس طرح گریہ نہ کرے، جس طرح کنیز روتی ہے۔

آخرت کے عمل کے ذریعے دُنیا کو تلاش نہ کرو (جیسا کہ لوگ عبادت میں ریا کرتے ہیں) اور عاجلہ (دُنیا) کو عاجلہ (آخرت) پر مقدم نہ کرو کہ یہ منافقوں کی عادت ہے اور دین سے نکل جانے والوں کی خصلت ہے۔

خبردار! تمہیں وہ چیز فریب نہ دے کہ جس میں اہل دُنیا نے صبح کی ہے، کیونکہ یہ تو صرف ایک معین مدت کیلئے ایک پھیلا ہوا سایہ ہے۔

دُنیا کا فریب عالم کو سبک نہیں کر سکتا۔

دُنیا اس شخص کو نہیں بچا سکتی، جو اس کی پناہ لیتا ہے۔

لوگ دین میں سے اس چیز کو نہیں چھوڑتے ہیں، جو ان کی دُنیا کی اِصلاح کرتی ہے، مگر یہ کہ خدا ان پر اس چیز کا دروازہ کھول

دیتا ہے، جو اس سے زیادہ مضر ہوتی ہے۔
دُنیا کی مسرت کو دوام نہیں ہے اور نہ اس کا سرور باقی ہے، نہ اس کی مصیبت سے بچا جا سکتا ہے۔
جس نے دُنیا کو پہچان لیا، اس کیلئے ضروری ہے کہ اس کی طرف رغبت نہ کرے اور اس سے روگردانی کرے۔
جس نے دارفنا دُنیا کو پہچان لیا ہے، اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ دارِ بقا آخرت کیلئے عمل کرے۔
جس شخص نے دُنیا کو جلد ختم ہونے کو سمجھ لیا ہے، اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ اس کی طرف رغبت نہ کرے۔
اِنسان کیلئے ضروری ہے کہ وہ دُنیا کے دردوالم، حب دُنیا اور خواہش کا اسی طرح علاج کرے، جس طرح بیمار علاج کرتا ہے اور دُنیا کی لذت وشہوات سے اس طرح پرہیز کرے، جس طرح مریض پرہیز کرتا ہے۔
دُنیا تھوڑی بھی دین کو برباد کر دیتی ہے۔
دُنیا کا تھوڑا ہی کافی ہوتا ہے اور اس کا زیادہ ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔
دُنیا کا تھوڑا اس کے زیادہ سے بہتر ہے اور اس کا کفایت کناں توشہ اس سے بہتر ہے، جو ہلاکت کا باعث ہوتا ہے۔
اے دُنیا کی رغبت میں گرفتار اپنی اُمید و آرزو کو کوتاہ کر، کیونکہ دُنیا کے مقابلہ کرنے والے کو دُنیا کی کوئی چیز ہراساں نہیں کر سکتی مگر مصیبتوں کی چیخ و پکار۔
جس نے دُنیا کیلئے کام کیا اس نے گھاٹا اُٹھایا۔

دوا اور درد

بہت سی دوائیں، مرض کو اپنی طرف کھینچتی ہیں۔
بہت سے مرض ہی دوا بن جاتے ہیں لہٰذا دونوں پر زیادہ اعتماد نہیں کرنا چاہئے ممکن ہے کہ جس چیز کے ذریعے انسان علاج کر رہا ہے، اس سے کوئی دوسرا مرض پیدا ہو جائے، دوسری طرف بیماری سے زیادہ رنجیدہ بھی نہیں ہونا چاہئے ممکن ہے کہ وہ دوسرے مرض کا مداویٰ ہو۔
اکثر ایسا ہوتا ہے، دوا ہی درد بن جاتی ہے۔
بہت سے درد و مرض شفا ہے (یعنی اس کا تعلق مشیت الٰہی سے ہے)۔
جس کی (جسمانی وروحی) بیماری زیادہ ہو جاتی ہے، جن کی شفا معلوم نہیں ہے۔ جس زمانے میں مختصر شفا ہو جاتی ہے، اس پر اعتماد نہیں کرنا چاہئے۔
جو شخص دوا کی تلخی برداشت نہیں کرتا ہے، اس کا مرض دائمی ہوتا ہے۔
اس کی کوئی دوا نہیں ہے، جس کے دِل کے پردے میں درد کی دوستی بیٹھ گئی ہے (ممکن ہے) جہل وتکبر وحب دُنیا مراد ہے۔
اس شخص کا علاج نہیں ہے، جو اپنے طبیب سے اپنا مرض چھپاتا ہے۔

مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے، جو اپنے مرض کی دوا کو پہچانتا ہے اور اسے حاصل نہیں کرتا ہے اور اگر حاصل کر لیتا ہے، تو اس کے ذریعے علاج نہیں کرتا ہے۔

ہر زندہ کیلئے کوئی نہ کوئی بیماری ہے (ممکن ہے بیماروں کی تسلی مراد ہو کہ ہر شخص کیلئے بیماری ہے)۔

ہر مرض کی دوا ہے (یہ ممکن ہے کہ طبیب اس کی تشخیص نہ کر سکے لیکن اس کے علاج سے مایوس نہیں ہونا چاہئے)۔

اپنے درد کے ساتھ مدارات کرو، جب کہ تمہارے ساتھ مدارات سے پیش آئے یا اپنے رسم و راہ سے لوگوں کے ساتھ پیش آؤ جیسا کہ وہ تمہارے ساتھ پیش آتے ہیں۔

دولت و حکومت

حکومتوں کی پہچان مکر و حیلہ سے کام لینا ہے۔

حکومتوں کی نشانیوں میں سے اپنے کاموں کیلئے بیدار رہنا ہے یا اپنے اُمور کی حفاظت کیلئے بیدار رہنا ہے۔

حکومت کی فائدہ مندترین غنیمت بلند مرتبہ لوگ ہیں۔

حکومت کی نشانیوں میں سے کم غفلتی ہے۔

حکومتیں، عدل کی مانند کسی اور چیز سے محکم و مضبوط نہیں ہوتی ہیں۔

حکومتوں کے ادبار پر چار چیزوں، اصول کی پامالی، غرور سے وابستگی، اوباش و ذلیل لوگوں کو مقدم کرنے اور فاضل و بلند مرتبہ لوگوں کو نظر انداز کرنے سے استدلال کیا جاتا ہے۔

پست مرتبہ لوگوں کی حکومت کی بنیاد ظلم و فساد پر رکھی گئی ہے۔

بڑے اور شریف لوگوں کی حکومت اعلیٰ ترین غنیمت ہے۔

ہر حکومت کا ایک معین زمانہ ہے۔

سہل انگاری

(اپنے دین کے اُمور میں) سستی نہ کرو، ورنہ تمہاری نظریں معصیت کو سہل انگار بنا دیں گی۔

قرض

بدترین قلادہ، قرض کا قلادہ ہے (کیونکہ اس سے آدمی جلد بوڑھا ہو جاتا ہے)۔

بہت زیادہ قرض سچے آدمی کو جھوٹا اور وعدہ وفا کرنے والے کو وعدہ خلاف بنا دیتا ہے۔

قرض ایک قسم کی غلامی ہے۔

قرض، غلامی اور اس کی ادائیگی آزادی ہے۔

دین وشریعت

دین عزیز داری کی دو اعلیٰ قسموں میں سے ایک ہے۔

دین اور اَدب عقل کا نتیجہ ہے۔

دین کی اصل امانت کی ادائیگی اور عہدوں کو پورا کرنا ہے۔

جان لو کہ دین کی اِبتدا تسلیم اور اس کا آخر اخلاص ہے۔

آگاہ ہو جاؤ! دین کے احکام اور طریقہ ایک ہی ہیں اور اس کے راستہ سیدھے اور درمیانی ہیں۔ جو اس پر گامزن ہوتا ہے، اس پر عمل کرتا ہے، وہ منزل مقصود تک پہنچ جاتا ہے اور جو اس سے رک جاتا ہے، گمراہ و پشیمان ہوتا ہے۔

تمہیں مختلف مذاہب وطرق، کہاں لئے جا رہے ہیں؟

تمہیں ضلالت وگمراہی کہاں لئے جا رہی ہے اور جھوٹے تمہیں کہاں دھوکا دے رہے ہیں؟

تمہاری عقلیں کہاں بھٹکی پھر رہی ہیں اور تمہارے نفس کہاں بہکے پھر رہے ہیں کیا تم صدق سے کذب کو بدل رہے ہو اور حق سے باطل کا تبادلہ کر رہے ہو؟

سب سے بڑی نیک بختی دین کا قیام اور اس کا استوار ہونا ہے۔

تھوڑا دین، زیادہ دُنیا سے بہتر ہے۔

سب سے بڑا دین دار وہ ہے، جس کے دین کو شہوت وخواہش نے برباد نہ کیا ہو۔

اعلیٰ ترین دین، اُمید کو کوتاہ کرنا اور بلند ترین عبادت اخلاصِ عمل ہے۔

بے شک خدا دُنیا تو دوست ودُشمن دونوں کو دیتا ہے لیکن دین اپنے محبوب ہی کو دیتا ہے۔

بے شک خدا اپنے خاص وبرگزیدہ افراد ہی کو دین دیتا ہے۔

اعلیٰ ترین دین، راہِ خدا میں محبت اور اسی کیلئے بغض رکھنا، اللہ کیلئے لینا اور اللہ کیلئے دینا ہے۔

دین کی مثال ایک درخت کی سی ہے، اللہ پر یقین اس کی جڑ ہے اور راہِ خدا میں محبت کرنا اور راہِ خدا میں دُشمنی کرنا، اس کا پھل ہے۔

بے شک خدا نے سبیل حق کو روشن اور اس کے طریقہ کو واضح کر دیا ہے، پس اس کی بدبختی جدا نہ ہونے والی اور اس کی نیک بختی دائمی ہے۔

دین محفوظ رکھتا ہے۔

دین عزت بخشتا ہے اور دُنیا ذلیل کرتی ہے۔

دین شادمانی ومسرت ہے۔

دین نور ہے اور یقین مسرت ہے۔

دین اعلیٰ ترین مقصد ہے۔

دین محکم ترین ستون ہے۔

دین وملت نفس کی ریاضت ہے (شریعت اس گھاٹ کو کہتے ہیں، جس سے لوگ پانی پیتے ہیں۔ دین کو شریعت اسی لئے کہتے ہیں کہ لوگ اس سے قوانین لیتے ہیں اور اس سے آبِ حیات لیتے ہیں)۔

دین وشریعت مخلوق کی بھلائی ہے (اس کے بغیر مخلوق برباد ہو جائے گی)۔

دین ذخیرہ اور علم رہنما ہے۔

دین درخت ہے اور تسلیم ورضا اس کی اصل وجڑ ہے۔

دین حرام چیزوں سے روکتا ہے۔

دین کی اصلاح نہیں ہوسکتی مگر عقل کے ذریعے سے۔

اگر تم نے اپنے دین کو اپنی دُنیا کے تابع کر دیا تو اپنے دین و دُنیا دونوں کو برباد کر ڈالا اور آخرت میں تم گھاٹا اُٹھانے والوں میں ہو گے۔

دین کا میوہ پھل امانت ہے۔

دین کا پھل تیقن کی قوت واستحکام ہے۔

تین چیزیں: 1. زنا یا بدکاری۔ 2. بے وفائی۔ 3. خیانت، دین کیلئے عیب ہیں۔

تین چیزیں: 1. پاک دامنی۔ 2. پارسائی وشرم۔ 3. خیانت، دین کو جمع کرنے والے ہیں۔

تین چیزیں: 1. اخلاص 2. یقین۔ 3. تقدیر خدا پر راضی رہنا، دین کا کمال ہے۔

دین کا ثبات ودوام، یقین کے استحکام اور اس کی مضبوطی سے ہے۔

عمل میں اخلاص، اُمید کو کوتاہ کرنے، احسان کرنے اور بُرائی سے باز رہنے میں دین کی جمع آوری ہے (یعنی اگر کوئی شخص پورے دین کا حامل ہونا چاہتا ہے تو اسے مذکورہ بالا اُمور پر عمل کرنا چاہئے)۔

دین کا حُسن وجمال پارسائی ہے۔

دین کا حُسن یقین کے استحکام اور اس کی مضبوطی سے ہے۔

دین کی حفاظت، معرفت کا ثمرہ اور حکمت کا سرمایہ ہے۔

دُنیا کے ذریعے دین کی حفاظت کرو، دین کے ذریعے دُنیا کو نہ بچاؤ) (یعنی دُنیا کیلئے دین کو قربان نہ کرو)۔

دین کے بہترین امور میں پارسائی اور تقویٰ ہے۔

بندہ کے دین کی علامت، اس کا ورع و پارسائی ہے۔

دین کے احکام کا دفاع کرو اور مسلمانوں کی سرحدوں کی حفاظت کرو اور اپنے نفس سے انصاف کر کے اپنے دین و امانت کو جمع کرو اور اپنی رعیت کے درمیان عدل کرو۔

دین کا عروج، حسنات اور نیکیوں کو کسب کرنا ہے۔

دین کی زینت عقل ہے۔

دین کی زینت، صبر و رضا ہے۔

پارسائی کا سبب، دین صحیح ہونا ہے۔

بہترین ورع اور یقین سے، دین کامل ہوتا ہے۔

دین کی سلامتی لوگوں سے کنارہ کش ہونے میں ہے۔

دین و دُنیا کی سلامتی لوگوں کے ساتھ نیک برتاؤ کرنا ہے۔

دین و دُنیا کی سلامتی لوگوں کے ساتھ نیک برتاؤ کرنا ہے۔

چھ چیزوں: 1. دین کے استحکام 2. یقین کی صداقت 3. تقویٰ و پرہیزگاری کی شدت 4. خواہشوں پر غلبہ 5. دُنیا کی طرف کم رغبت 6. طلب و تلاش میں اعتدال و اجمال سے آدمی کا دین آزمایا جاتا ہے۔

دین کی معراج و بلندی، صبر و یقین اور خواہشات سے جنگ کرنا ہے۔

چھ چیزیں: 1. اخلاصِ یقین 2. یقین کو شک و شبہ سے پاک وصاف کرنا 3. مسلمانوں کی خیرخواہی یا انہیں نصیحت کرنا 4. نماز پڑھنا اور زکوٰۃ دینا 5. خانہ کعبہ کا حج کرنا 6. دُنیا کی طرف رغبت نہ کرنا، دین کے ارکان سے ہے۔

دین کی شائستگی ورع ہے۔

دین کا کمال، حُسن یقین ہے (جتنا یقین محکم ہوگا، اتنا ہی دین کامل ہوگا)۔

دین کو اپنی دولت کا قلعہ یا محافظ اور شکر کو اپنی نعمت کی پناہ گاہ بنالو کیونکہ دین جس دولت و حکومت کی حفاظت کرتا ہے، وہ کبھی مغلوب نہیں ہوتی ہے اور جس نعمت کی شکر نگہبانی کرتا ہے، وہ کبھی چھینی نہیں جاسکتی۔

دین کو اپنی زندگی کی سپر اور تقویٰ کو اپنے مرنے کا توشہ و ذخیرہ قرار دو۔

آدمی کا گناہ سے تحفظ، اس کی دینداری کی مقدار کے برابر ہے۔

اپنی دُنیا کے ذریعے اپنے دین کی حفاظت کرو اور دونوں کا نفع حاصل کرو، اپنے دین کے ذریعے دُنیا کو نہ بچاؤ کہ دونوں کا خسارہ اُٹھاؤ گے۔

دُنیا کے ذریعے دین کو بچاؤ کہ اس سے تمہیں نجات ملے گی۔ دین کے ذریعے دُنیا کو نہ بچاؤ کہ یہ فعل تمہیں ہلاک کر ڈالے گا۔

خوش نصیب ہے وہ شخص، جو دین کے سنت وروش پر عمل کرتا ہے اور انبیاءؑ کے آثار کی پیروی کرتا ہے۔

تمہارے دین کیلئے تقویٰ ویقین کی پابندی ضروری ہے کہ یہ سب سے بڑی نیکی ہے اور انہیں کے ذریعے بلند درجات حاصل ہوتے ہیں۔

عقل کی مقدار کے مطابق دین ملتا ہے۔

دین کی انتہا ایمان ہے (اس کا پہلا درجہ زُبان سے اقرار اور آخری مرحلہ دِل کے ذریعے تصدیق اور عمل ہے)۔

دین کی غایت رضا ہے۔

دین کی غایت، اَمر بالمعروف، نہی عن المنکر اور حدود کو قائم کرنا ہے (ممکن ہے کہ وہ حدود مراد ہوں، جو خدا نے بعض گناہوں کیلئے قرار دیئے ہیں اور ممکن ہے مطلق حدود مراد ہوں)۔

جس نے دین گنوا دیا، وہ کفر وضلالت میں گر گیا۔

دین کی تباہی کا سبب دُنیا ہے۔

دین وشریعت کا قیام وثبات، امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور حدود کا قائم کرنا ہے۔

جس طرح جسم وسایہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے ہیں، اسی طرح دین وتوفیق ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے ہیں۔

ہر دین کی ایک خصلت ہے اور ایمان کی خصلت نیک برتاؤ ہے۔

جو دیندار ہو گیا، وہ دُنیا وآخرت میں محفوظ ہو گیا۔

جو اپنے دین کے بارے میں بخل کرتا ہے (اور اس کو دُنیا کیلئے نہیں گنواتا ہے) وہ بڑا بن جاتا ہے۔

جو دیندار نہیں ہوتا، وہ بامروت وجواں مرد نہیں ہوتا۔

جو دین میں فقیہ ہو جاتا ہے، عالم دین بن جاتا ہے، بہت سے لوگ اس کے دوست ہو جاتے ہیں۔

جس کی دیانت صحیح ہو جاتی ہے، اس کی امانت قوی ہو جاتی ہے۔

جس نے اپنا دین برباد کر لیا، اس نے اپنی آخرت کو برباد کر دیا۔

جس کو دین کی روزی مل جاتی ہے، اس کو دُنیا وآخرت کی روزی مل جاتی ہے۔

جس کا دین اس کے نزدیک مکرم عزیز ہوتا ہے، اس کیلئے دُنیا آسان ہو جاتی ہے۔

جس کا دین قوی ومحکم ہو جاتا ہے، اسے حقیقت جزا کا یقین ہو جاتا ہے اور وہ قضا کے موقعوں سے راضی ہو جاتا ہے۔

جس کا دین نہیں ہے، اس کی نجات بھی نہیں ہے۔

دین کے بارے میں جس کی نظر گہری اور دقیق ہوگی، روزِ قیامت اس ک بڑی عظمت ومنزلت ہوگی۔

جو شخص اپنے دین کو ہلکا اور حقیر سمجھے گا، وہ ذلیل ہوگا اور جو حق پر غلبہ حاصل کرنا چاہے گا، وہ لوگوں یا حق کیلئے نرم ہو جائے گا یعنی

مغلوب ہوجائے گا۔
جوشخص دین خدا کوکھیل، کھلونا سمجھتا ہے، خدااس کو ہمیشہ کیلئے جہنم میں ڈال دیتا ہے۔
جواپنے دین کے بارے میں ڈرتا ہے(اوراس کوضرر پہنچانے والا کام نہیں کرتا ہے) وہ اُخروی ہلاکت سے محفوظ رہتا ہے۔
دین خدا کے قیام اور فرائض وواجبات کوترک کرنے کی مانند کوئی اہانت نہیں ہے۔
دین کا معیار وروح ہے۔
دین کا معیار خواہش کی مخالفت ہے۔
دین بہترین ساتھی اور مصاحب ہے(کیونکہ اِنسان کودُنیاوآخرت کی سعادت سے ہمکنار کرتا ہے۔
اپنے ادیان کوشبہات سے پاک وصاف رکھواور اپنے نفسوں کوشک وہلاکت کی جگہوں سے محفوظ رکھو۔
دین کا نظام خواہش کی مخالفت اوردُنیا سے اپنے دامن کو پاک رکھنا ہے۔
دوخصلتیں دین کا نظام ہیں، اپنے نفس کی طرف سے انصاف کرنا اور اپنے بھائیوں کی مالی مدد کرنا۔
جس نے دین کے پیراہن کوزیب تن کرلیا، وہ ہدایت پا گیا۔
دین اِسلام کے بارے میں فرمایا: وہ واضح ترین اور درخشندہ ترین راہ اور روشن ترین شرائع، بلند اطراف اور بلند غایت ہے۔
اللہ سے مدد چاہتے ہوئے اپنے دین کومضبوط کرو۔
اپنے دن سے غافل دُنیا کے حریص اوراس چیز کوزیادہ طلب کرنے والے نہ بنو جوتمہارے لئے باقی نہیں رہے گی اوراس کوکم سمجھنے والے نہ بنوجوکہ تمہارے لئے باقی رہے گی کہ یہ چیز تمہیں سخت ترین عذاب میں مبتلا کردے گی۔
طمع کے ساتھ دین صحیح وسالم رہتا ہے۔
جودین میں رچ بس جاتا ہے، وہ دین کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتا ہے۔
آدمی کے دین پراس کے بہترین تقویٰ اوراس کے ورع کی صداقت سے استدلال کیا جاتا ہے۔

اندوختہ

اعلیٰ ترین ذخیرہ اندوختہ احسانات ہیں۔
اعلیٰ ترین ذخیرہ بہترین نیکیاں یا بہترین احسانات ہیں۔
اعلیٰ ترین ذخیرہ وہ علم ہے، جس پر عمل کیا جاتا ہے اوروہ احسان ہے، جس کو جتایا نہیں جاتا۔

یادِ خدااور یاد کرنے والا

یادِخدادواعلیٰ ترین غنیمتوں میں سے ایک ہے۔

ذکرخدا عقلوں کو آرام دیتا، دِل کو روشن کرتا اور رحمت کو نیچے کھینچتا ہے۔
ذکرخدا عقل کی روشنی، نفوس کی حیات اور سینوں کی جلا ہے۔
ذکرخدا کیلئے طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک مسجد میں بیٹھنا زمین کے اطراف میں چلنے سے زیادہ رِزق کو آسان کرتا ہے۔
نیک ذکر، دوزندگیوں میں سے ایک ہے جیسا کہ بزرگانِ دین کو نیکی کے ساتھ یاد کیا جاتا ہے گویا وہ زندہ ہیں۔
ذکرجمیل دوعمروں میں سے ایک ہے۔
ذکرزُبان کے مراسم میں سے نہیں ہے اور نہ فکر کے مذاہب میں سے ہے لیکن یادشدہ میں اول اور یاد کرنے والوں میں دوسرا ہے۔
تنہائی کو ذکرخدا سے پُر کرو اور نعمتوں کے ساتھ شکر کرو یا شکر کے ساتھ نعمتوں کے مصاحب ہوجاؤ۔
ذکرخدا سے سرشار ہوجاؤ کہ یہ بہترین ذکر ہے۔
ہمیشہ ذکرخدا میں مشغول رہو کہ یہ دِل کو نور بخشتا ہے اور اعلیٰ ترین عبادت ہے (ممکن ہے ہوا کی ضمیر کا مرجع قلب نورانی ہو، اس صورت میں اس کے معنی یہ ہوں گے کہ جس عمل کے ذریعے انسان اسے روشن ومنور کرتا ہے، وہ اعلیٰ ترین عبادت ہے لیکن پہلے معنی زیادہ واضح اور ظاہر ہیں)۔
جو تمہیں فراموش نہیں کرتا ہے، وہ اس بات کا زیادہ مستحق ہے تم اس کو یاد رکھو۔
جماعتوں کو پراگندہ کرنے والے اُمیدوں کو دُور کرنے والے، موتوں کو نزدیک کرنے والے، دُوری اور پراگندگی کا اعلان کرنے والے کو یاد کرو۔
دِل کی شائستگی وبھلائی کی جڑ اس کا یادِ خدا میں مشغول ہونا ہے۔
بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے ذکر کو دِلوں کی روشنی قرار دیا ہے کہ جس کے سبب اشتباہ یا تاریکی کے بعد دِل بینا ہوجاتے ہیں اور بہرے پن کے بعد کان سننے لگتے ہیں اور دُشمنی کے بعد مطیع (دوست) ہوجاتے ہیں۔
بے شک ذکرخدا کے کچھ اہل ہیں، انہوں نے دُنیا سے عوض لے لیا پس کوئی تجارت اور لین انہیں دین، یادِ خدا سے غافل نہیں کرسکتا اور اسی سے وہ غافلوں کو خبردار کرتے ہیں۔
ذکرخدا اس کی کنجی ہے۔
ذکرخدا نور اور راہِ راست پر چلنے کی ترقی ہے۔
ذکرخدا اس کے محبوب کی لذت ہے، یا (یادآوری یا محبت لوگوں کی لذت ہے) کیونکہ دوست ہمیشہ دوست کو یاد کرتا ہے۔
یادخدا سینہ کو کشادہ کرتی ہے اور اس کی تنگی کو برطرف کرتی ہے۔
یادِ خدا بصیرتوں کی جلا اور باطن کا نور ہے۔

یادِ خدا عقلوں کو ہدایت کرنے والی اور نفوس کی بینائی ہے۔

جب تم یہ دیکھو کہ خدا نے تمہیں اپنے سے مانوس کر دیا ہے تو سمجھو کہ خدا تم سے محبت کرتا ہے۔

جب تم یہ دیکھو کہ خدا نے تمہیں اپنی مخلوق سے مانوس کر دیا ہے اور اپنے ذکر سے ہٹا دیا ہے تو سمجھو کہ خدا تمہیں دُشمن سمجھتا ہے۔

ذکر خدا سے رحمت نازل ہوتی ہے۔

ذکر خدا کی مداومت سے غفلت برطرف ہوتی ہے۔

ذکرِ خدا کا پھل دِلوں کا نورانی ہونا ہے۔

وہ بہترین چیز کہ جس کے باعث کام انجام پذیر ہوتے ہیں، وہ یادِ خدا ہے۔

ہمیشہ کے ذکر سے قلب وفکر نورانی ہوتے ہیں۔

ذکر خدا نورِ ایمان ہے۔

یادِ خدا، شیطان کو بھگانے کا شیوہ ہے۔

ذکر خدا پرہیزگاروں کا شیوہ ہے۔

ذکر خدا سینوں کی جلا اور دِلوں کی طمانیت ہے۔

ذکر خدا نفوس کی قوت اور محبوب کی ہم نشینی ہے۔

ذکر خدا بصیرتوں کو منور کرتا ہے اور ضمیر (وقلوب) کو آرام بخشتا ہے۔

ذکر خدا کے باعث اُمور انجام پذیر ہوتے ہیں اور باطنی چیزیں روشن ہوتی ہیں۔

ذکر خدا نفسوں کی بیماریوں کی دوا ہے۔

ذکر خدا سختی اور حاجت کی شدتوں کو دُور کرنے والا ہے۔

ذکر خدا ہر مومن کا سرمایہ ہے اور شیطان سے محفوظ رہنا، اس کا منافع ہے۔

ذکر خدا دین کا ستون اور شیطان سے تحفظ وسلامتی ہے۔

ذکر خدا ہر نیک منش اِنسان کا شیوہ اور ہر مومن کی خصلت ہے۔

ذکر خدا ہر متقی کی مسرت اور صاحب یقین کی لذت ہے۔

ذکر خدا کو سننے والا ذاکر ہے۔

تمہارے لئے ذکر خدا ضروری ہے، کیونکہ وہ دِل کا نور ہے۔

ذکر خدا میں دِلوں کی حیات ہے۔

جو خدا کو یاد کرتا ہے، خدا اسے یاد کرتا ہے۔

جوخدا کو یاد کرتا ہے، وہ بینا ہوجاتا ہے(اس کی نگاہ تیز ہوجاتی ہے)۔

جولوگوں کے ذکر میں مشغول ہوجاتا ہے، خدا اسے اپنے ذکر سے الگ کردیتا ہے۔

جوذکر خدا میں مشغول رہتا ہے، خدا اسے اس کے ذکر کو پاکیزہ کردیتا ہے(یا اسے نیک جزاعطا کرے گا یا لوگ اس کا ذکر خیر کریں گے)۔

جوہمیشہ ذکر خدا سے اپنے دِل کو آباد کرتا ہے تو اس کے ظاہری اور مخفی افعال نیک ہوجاتے ہیں۔

جوذکر خدا کرتا ہے، خدا اس کے دِل کو زندہ کردیتا ہے اور اس کی عقل وخرد کو منور کردیتا ہے۔

جوخدا کا ذکر(زُبان ودِل میں) زیادہ کرتا ہے، اس کی عقل نورانی ہوجاتی ہے۔

ذکر خدا پر مداومت اولیا کا خلوص ہے۔

ذکر خدا پر مداومت روح کی غذا او شائستگی کی کلید ہے۔

غفلت کے عالم میں ذکر خدا نہ کرو(کھیل کود کے دوران)اس کو فراموش نہ کرو اور اسے مکمل طور سے اس طرح یاد کرو کہ تمہارے دِل وزُبان اور ظاہر وباطن میں موافقت ومطابقت ہو اور تم حقیقی معنی میں اس کو یاد نہیں کرسکتے ہو۔ یہاں تک کہ تم اپنے ذکر میں خود کو فراموش کرو اور خود کی خبر نہ رہے(یعنی اس وقت اپنے نفس سے بے خبر ہوجاوَ)۔

ذکر جیسی کوئی ہدایت نہیں ہے۔

اللہ سبحانہ کو یاد کرنے والا، اس کا ہم نشین ہے۔

خدا کو یاد کرنے والا، اس سے اُنس لینے والا ہے۔

خدا کو یاد کرنے والا، کامیاب لوگوں میں سے ہے۔

جس شخص نے تمہیں خدا وآخرت کی یاد دلائی، درحقیقت اس نے تمہیں گناہوں کی سزا وعقاب سے ڈرایا۔

گناہ اور گنہگار

گناہ بیماری اور استغفار دوا ہے اور ان کی شفا یہ ہے کہ انہیں دوبارہ انجام نہ دو۔

گناہ کو آسان سمجھنا، اس کے ارتکاب سے بڑا جرم ہے(کیونکہ ہوسکتا ہے کہ شہوت وغفلت کے غلبہ نے ارتکاب گناہ پر مجبور کیا ہو، جوشخص گناہ کو چھوٹا سمجھتا ہے، ایسا شخص عظیم وقادر خدا کی اہانت کرتا ہے)۔

گناہ چھوڑنا بڑا مشکل کام ہے اور اس سے مشکل تر جنت چھوڑنا ہے(کوئی عقل مند چند لمحوں کی لذت کے عوض بہشت اور اس کی نعمتوں کو نہیں چھوڑ سکتا)۔

ہمارے پاس کچھ ایسی چیزیں بھی آتی ہیں کہ جب انہیں جمع کرتے ہیں تو زیادہ معلوم ہوتی ہیں اور جب انہیں تقسیم کرتے ہیں تو کم معلوم ہوتی ہیں۔

ہلاک کرنے اور ڈبو دینے والے گناہوں اور غصہ دِلانے والے عیوب سے بچو۔
خبردار! حرام و معصیت کا اِرتکاب نہ کرنا کہ یہ فاسقوں، بدکاروں اور گمراہوں کی خصلت ہے۔
خبردار! گناہوں پر اِصرار نہ کرنا کہ یہ بہت بڑا گناہ اور سنگین ترین جرم ہے۔
خبردار! کھلم کھلا بدکاری نہ کرنا کہ یہ سخت ترین گناہ ہے۔
خبردار! معصیت کے قریب نہ جانا کیونکہ بدبخت یا پست مرتبہ وہ ہے کہ جو معصیت کے عوض جنت الماویٰ کو فروخت کر دیتا ہے۔
خبردار! گناہ کے ارتکاب کو آسان و سہل نہ سمجھنا کہ یہ تمہیں دُنیا میں ذلت کا لباس پہنا دے گا اور آخرت میں قہر خدا کا نشانہ بنا دے گا، یا آخرت میں تمہارے لئے قہرِ خدا سمیٹ لے گا۔
آگاہ ہو جاؤ کہ گناہوں کی مثال ان سرکش گھوڑوں کی سی ہے، جن کے مالک سوار ہوں اور ان کی لگام ٹوٹ چکی ہو، نتیجہ میں ان کو جہنم میں گرا دیتے ہیں۔
بُرے لوگوں کو پاک قرار دینا، سب سے بڑا گناہ ہے۔
سب سے بڑا گناہ کسی کے عذر کو قبول نہ کرنا ہے (کہ یہ بزرگی کے منافی ہے)۔
خدا کے نزدیک عظیم ترین گناہ وہ ہے، جس پر اس کا کرنے والا اصرار کرتا ہے۔
خدا کے نزدیک عظیم ترین گناہ وہ ہے جس کو اس کا انجام دینے والا معمولی سمجھے۔
جس گناہ پر بہت جلدی عقاب و عذاب ملتا ہے وہ تمہارا اس شخص پر ظلم و ستم کرنا ہے، جس نے تم پر ظلم نہ کیا ہو، یا ان لوگوں کے سامنے سر اُٹھانا ہے، جنہوں نے تمہارے سامنے سر نہ اُٹھایا ہو۔
بدترین معاصی قطع رحم اور ماں باپ کے ساتھ بدسلوکی کرنا ہے۔
عظیم ترین گناہ، اس کے کرنے والے کا اس پر اصرار کرنا ہے۔
بے شک بدترین معاصی، عقاب کے لحاظ سے گمراہی ہے۔
بے شک اللہ سبحانہ ہر گناہ کیلئے جری انسان کو دشمن سمجھتا ہے۔
بے شک محمدؐ کا دُشمن وہ ہے، جو اللہ کی نافرمانی کرتا ہے، خواہ وہ ان کا قریبی ہی (کیوں نہ) ہو۔
بے شک تمہارے معاصی پر خدا کی بردباری نے تمہیں جری بنا دیا ہے اور تمہیں تمہارے نفس نے معرض ہلاکت میں پہنچنے کیلئے تیار کر دیا ہے۔
گناہ پر اِصرار، بدکاروں کی عادت ہے۔
گناہ پر اِصرار، جہنم میں جانے کا باعث ہے۔
گناہ کو ظاہر کرنے والا مجاہر (گویا کھلم کھلا اور علیٰ الاعلان خدا کی معصیت کرتا ہے)۔

معصیت و نافرمانی، بدکاروں یا ناتواں لوگوں کی تفریط ہے (یعنی مقابلہ میں خود کو ناتواں سمجھتے ہیں)۔

گناہ نافرمانی، دُعا کی قبولیت میں مانع ہوتی ہے۔

گناہ پر اِصرار، بہت بُرا خیال ہے۔

گناہ پر اِصرار، بہت بڑا گناہ ہے۔

گناہ پر اِصرار، تباہ کاروں کا رویہ ہے۔

عقاب، بُرائیوں کا ثمرہ ہے۔

گناہوں پر اِصرار خدا کے انتقام کو کھینچتا ہے۔

خدا کی نافرمانی، عقوبت کو کھینچتی ہے۔

گناہ کو دوبارہ انجام دینا ہی اصرار ہے اور اصرار بڑا گناہ (جس کو انجام دیا) ہے، خواہ چھوٹا ہی ہو۔

گناہ پر اِصرار، بہت بڑا گناہ اور عقوبت کے لحاظ سے تیز ہے۔

گناہوں اور بُرائیوں سے پرہیز کرنا، نیکی کرنے سے بہتر ہے۔

اگر تم لامحالہ پاکیزہ افراد میں سے ہوجاؤ تو اپنے دِلوں کو معاصی و گناہ و سے پاک کرو (یعنی ظاہر کی پاکیزگی کافی نہیں ہے بلکہ نفس کی پاکیزگی بھی لازم ہے یا اگر تم گناہوں سے پاک رہنا چاہتے ہو تو دِلوں کے گناہوں سے پاک ہوجاؤ)۔

اگر تم لامحالہ پاک رہنا چاہتے ہو تو عیوب و گناہوں کی پلیدگی و گندگی سے پاک ہوجاؤ۔

اگر تم معاصی سے علیحدہ رہنا چاہتے ہو، پاک رہو تو خدا تم سے محبت کرے گا۔

اگر تم گناہوں سے پرہیز کرنے لگو تو بلند درجات پر پہنچ جاؤ گے۔

اِطاعت خدا کی آفت نافرمانی ہے۔

جب تم سے گناہ سرزد ہوجائے تو اس پر نادم و پشیمان رہو۔

گناہ سے بدبختی وجود میں آتی ہے۔

گناہوں کے باعث گمراہوں کو آگ ڈھانک لیتی ہے۔

نافرمانی بہت بُرا عمل ہے۔

خدا کی نافرمانی سے بچو تاکہ کامیاب ہوجاؤ۔

گناہوں سے بچو، اپنے نفسوں کو ان سے روک کر رکھو، کیونکہ بدبخت وہ آدمی ہے جو اپنے نفس کو ان میں آزاد چھوڑ دیتا ہے۔

خدا اس سے بلند ہے کہ اسے کسی طاقت نے بردبار کیا ہو، جبکہ تم نے ناتوانی کی وجہ سے فروتنی کی ہے اور کس چیز نے تمھیں اس کی نافرمانی پر جری بنایا ہے؟

گناہ کی مٹھاس کو دردناک عذاب برباد کر دیتا ہے۔

گناہوں کا نتیجہ ہلاکت وتلف ہے (گناہ کا نقصان دُنیا میں بھی محسوس ہوتا ہے اور آخرت میں بھی)۔

تمہارے بہت سے گناہ بڑے ہیں جن کو تم چھوٹا اور معمولی سمجھتے ہو۔

معصیت کار کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

گناہ کی اِطاعت (یعنی خدا کی نافرمانی) ہلاک ہونے والوں کی خصلت ہے۔

مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے، جو یہ جانتا ہے کہ خدا اس سے سخت انتقام لے گا، اس کے باوجود وہ مسلسل گناہ کرتا ہے۔

گناہوں کا ساتھی، بُرائیوں اور گناہوں کا رہن ہے۔

ہر گناہ کیلئے ایک عقاب ہے۔

گناہوں پر جرأت کرنے والے کیلئے خدا کے عذاب میں سے عقوبت وسزا ہے۔

اگر خدا اپنی حرام کی ہوئی چیزوں سے منع بھی نہ کرتا تو بھی عقل مندوں کیلئے، ان سے پرہیز کرنا ضروری تھا۔

گناہوں پر خوش ہونا گناہوں کے اِرتکاب سے زیادہ بدتر ہے، کیونکہ زیادہ تر گناہ شہوت کے غلبہ کی وجہ سے ہوتے ہیں لیکن پُرمسرت اور انہیں معمولی سمجھنا، دین کو ہلکا سمجھنے کا باعث ہے۔

کیا بچاؤ کی کوئی جگہ یا کوئی پناہ گاہ یا ٹھکانہ یا بھاگ نکلنے کا موقعہ اور واپس لوٹ آنے کی کوئی صورت ہے؟

گناہ کے بعد جو چیز آئے اس پر اصرار نہ کرو (یعنی اس کی جزا پر استقامت نہ کرو، بنابرایں مقصد، عفو وبخشش ہے)۔

اس کے نزدیک اپنے اسرار کا پردہ چاک نہ کرو، جو تمہارے اسرار سے واقف ہے (یعنی خدا کے سامنے گناہ نہ کرو)۔

خدا کی نافرمانیوں کو انجام نہ دو، اس کی اِطاعت کرو کہ تمہارے لئے ذخیرہ ہو جائیگی۔

چھوٹے گناہ کو معمولی نہ سمجھو وہی مہلک ہیں اور جس کو چھوٹے گناہ گھیر لیتے ہیں وہ اسے ہلاک کر ڈالتے ہیں۔

(واضح رہے آیات وروایات سے چھوٹے بڑے گناہ دونوں ہی سمجھ میں آتے ہیں۔ بزرگان دین نے اس کی تشخیص وتعیین کے لئے، کچھ معیار بیان کئے ہیں۔ بعض نے کہا ہے: جن گناہوں پر عذاب کا وعدہ کیا گیا ہے، وہ بڑے ہیں، ان کے علاوہ چھوٹے ہیں یا جن کو کبیرہ کہا گیا ہے، وہ کبیرہ ان کے علاوہ صغیرہ ہیں۔ بعض نے کہا ہے: گناہ تو سبھی بڑے ہیں لیکن بعض، بعض سے بڑے ہیں مثلاً گالی دینے کی نسبت مارنا اور مارنے کی نسبت قتل کرنا، بڑا گناہ ہے۔ بہرحال گناہوں کے درمیان فرق ہے، ایسے ہی ہر شخص کا فریضہ ہے کہ حرام کام کو انجام نہ دے اور ان میں سے کسی کو حقیر نہ سمجھے کیونکہ گناہ میں اس چیز کو مدنظر رکھنا چاہئے کہ جس کی مخالفت کر رہے ہیں، وہ ذات باعظمت ہے اور کسی کو گناہ کی جرأت نہیں ہونا چاہئے کیونکہ یہ بندے کو خدا سے دُور کرتی ہے اور اس کے سقوط کا باعث ہوتی ہے)۔

پسماندگان (جو موت سے بچ رہے) کسی گناہ کو نہیں چھوڑتے ہیں (یعنی جو زندہ ہے، وہ گناہ سے باز نہیں آئے گا)۔

گناہ پر اِصرار، سب سے بڑا گناہ ہے۔

بدکاری و فجور پر خوش ہونے سے بڑا کوئی گناہ نہیں ہے۔

جس نے اپنے گناہ پر اِصرار کیا، یعنی پے درپے گناہ کیا، اس نے خدا کی ناراضگی پر جرأت کی (یعنی وہ اس کے عذاب سے نہیں ڈرا)۔

جو خدا کی معصیتوں سے لذت اندوز ہوتا ہے، خدا اس کو ذلت کا لباس پہنا دیتا ہے۔

جس کی معصیت زیادہ ہوجاتی ہے، اس کی اہانت واجب ہوجاتی ہے۔

تم سے جو نعمت یا زندگی کا آرام چھنتا ہے، اس کا سبب تمہارے کئے ہوئے گناہ ہی ہوتے ہیں اور خدا بندوں پر ظلم نہیں کرتا ہے۔

خدا کی نافرمانی نہیں ہوسکتی مگر نفس کی اس سے رغبت کے سبب (پس نفس سے جہاد کرنا چاہئے)۔

معاصی کی مداومت سے روزی قطع ہوجاتی ہے۔

خدا کے سامنے کھلم کھلا گناہ، اس کے انتقام میں تعجیل کرنا ہے (یعنی خدا اس کو عذاب دینے میں جلدی کرتا ہے)۔

ہم عقل کی بُرائیوں سے خدا کی پناہ اور لغزش کی قباحت سے، اسی سے مدد چاہتے ہیں۔

افسوس ہے کہ تم موت اور آخرت کے سفر کو اس لئے پسند نہیں کرتے کہ تمہارے سامنے خطا و گناہ ہیں۔

ہر نافرمان، گنہگار یا پشیمان ہے۔

جو خدا کی نافرمانی کرتا ہے، اس کا مرتبہ گھٹ جاتا ہے۔

وائے ہو گنہگار پر، اسے کس چیز نے نادان بنادیا ہے؟ اور کس چیز نے اسے اس کے حصہ سے ہٹادیا ہے؟

وائے ہو اس شخص پر جو نافرمانی، محرومیت اور ذلت و تنہائی میں مبتلا ہو گیا ہے۔

معاصی و گناہوں میں ملوث ہونا، جہنم کے عذاب کا سبب ہے۔

معصیت کے وقت لذات کے ختم ہوجانے اور اس کے وبال کے باقی رہنے کو یاد رکھو۔

تنہائی میں گناہ و معصیت سے ڈرو کیونکہ گواہ ہی حاکم ہے۔

اے سننے والے پرہیز کر، پرہیز کر، اے عاقل کوشش کرو، کوشش کر، تجھے عالم اور خبر رکھنے والے کی مانند کوئی خبردار نہیں کرے گا (ممکن ہے آخری جملہ سے مراد خود حضرت علیؑ ہوں اور ممکن ہے کہ خدا مراد ہو)۔

مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے، جو اس کی اذیت کے سبب کھانے سے پرہیز کرتا ہے کہ وہ دردناک جزا سے کیوں نہیں باز رہتا؟

گناہ و نافرمانی، ناپاک لوگوں کا شیوہ ہے۔

بدترین گردن بند، گناہوں کا گردن بند ہے۔

ہر بدی کی ایک سزا ہے۔

جس گنہگار نے جان بوجھ کر گناہ کیا ہے، وہ قابل بخشش نہیں ہے (اگر خدا اسے معاف کرے گا تو تفضّل کے سبب کرے گا)۔
گناہ کا اعتراف نہ کرنا ہی اِصرار ہے۔
نادان گنہگار گناہ سے بری ہے۔
گنہگار کا اسلحہ اِستغفار ہے۔
جو گنہگار اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہے، اس مطیع سے بہتر ہے، جو اپنے عمل پر فخر کرتا ہے۔
گنہگار کو ہرگز مایوس نہ کرو کہ کتنے ہی گناہ سے منہ موڑنے والوں کو بخش دیا اور کتنے ہی عمل جب کہ وہ اس کو خاسر کرنے والے ہیں، ان کا خاتمہ جہنم کی آگ پر ہو۔

فاش کرنا

(راز) فاش کرنا خیانت ہے۔
(راز) فاش کرنا اغیار کی خصلت ہے۔

مہربان

بہترین آدمی مہربان ہے۔

رائے اور خود محوری

جس چیز کیلئے ضروری ہو اپنی رائے کو اسی میں محدود رکھو تا کہ سالم و محفوظ رہو اور جس چیز میں غور و خوض ضروری نہیں ہے، اسے چھوڑ دو تا کہ سرفراز ہو جاؤ (ممکن ہے، دُنیا و آخرت مراد ہو کہ اِنسان اُخروی اُمور میں رائے زنی نہیں کرسکتا ہے)۔
اپنی رائے کو اچھی طرح متھو اور حرکت دو، جس طرح دودھ سے بھری مشک کو حرکت دی جاتی ہے تا کہ صحیح رائے ظاہر ہو جائے۔
عقل سے زیادہ قریب وہ آراء ہیں، جو خواہشوں سے زیادہ دُور ہیں۔
رائے کی درستی کا سب سے بڑا مالک تجربہ کار ہے۔
رائے میں اعلیٰ ترین انسان وہ ہے کہ جو مشیر کی رائے سے بے نیاز نہ ہو۔
اعلیٰ ترین رائے یہ ہے کہ موقع ہاتھ سے نہ جانے دے اور چھوٹ جانے پر افسوس نہ کرے۔
بے شک تمہاری رائے ہر چیز کا احاطہ نہیں کر سکتی، پس اس میں سے ضروری پر مرکوز کر دو۔
اسرار کو محفوظ و محکم رکھنا ہی رائے ہے۔
صحیح تدبیر، جو کہ غور و فکر سے حاصل ہوتی ہے، یا رائے کے محکم ہونے سے دُور اندیشی قوی ہوتی ہے۔
بہترین آراء وہ ہیں، جو خواہشوں سے زیادہ دُور اور درستی و صحت سے زیادہ نزدیک ہیں۔

رایوں کے خفیہ اُمور کو مشورہ ظاہر کر دے گا (کہ اس پر عمل کرنے میں صلاح ہے، یا نہیں، مد مقابل پاک باطن ہے یا باطن ہے، دوست ہے یا دُشمن)۔

میرے نزدیک بوڑھے کی رائے، جوان کی قوت و بہادری سے زیادہ محبوب ہے۔

آدمی کی رائے اس کی عقل کا معیار ہے، جس کے ذریعے اس کی عقل کا پتہ لگایا جاتا ہے۔

عقل مند کی رائے نجات دِلاتی ہے۔

نادان و کم عقل کی رائے ہلاک کر ڈالتی ہے۔

آدمی کی رائے اس کے تجربہ کے مطابق ہوتی ہے،

رائے کی لغزش بادشاہ کو ہلاک کر دیتی ہے اور ہلاکت کا اعلان کرتی ہے (بنا برایں زیادہ احتیاط کرنا چاہئے)۔

بدترین رائے وہ ہے، جو شریعت کے مخالف ہوتی ہے۔

رائے کی درستی مشیر کی خیر خواہی پر ہے۔

رائے کی درستی (آدمی کو) لغزش سے محفوظ رکھتی ہے۔

رائے کی درستی دولتوں اور حکومتوں پر ہے اور اس کے چلے جانے سے چلی جاتی ہے (شاید آپؑ نے رایوں کی قسم بیان فرمائی ہے کہ جب حکومت برقرار ہوتی ہے، رائے بھی صواب و صحت سے قریب ہوتی ہے)۔

رائے کی درستی افکار کو حرکت میں لانا ہے (شاید مشورہ کرنا یا کام کے بارے میں زیادہ غور کرنا مراد ہے)۔

رائے کی گمراہی اور غلط فہمی مقاصد کو برباد کر دیتی ہے۔

رائے و فکر کے مطابق عزم و اِرادہ ہوتا ہے۔

کبھی رائے لغزش (بھی) کرتی ہے۔

جو اپنی رائے سے بے نیاز ہو گیا، وہ ہلاکت کے دہانہ پر پہنچ گیا۔

جو رایوں کی اقسام اور رایوں کے طرق سے جاہل ہو، اس کو تدبیریں ہلاک کر دیتی ہیں (کیونکہ وہ صحیح رائے حاصل نہیں کر سکتا)۔

جو رائے کو ضائع کر دیتا ہے، وہ دلدل میں دھنسا ہوا ہے۔

جو (اپنی باطن رائے) کو بروئے کار لاتا ہے، وہ فائدہ اٹھاتا ہے۔

جس کی آراء کمزور ہو جاتی ہیں، اس کے دُشمن قوی ہو جاتے ہیں۔

جو اپنی رائے کے بارے میں خوش فہمی میں مبتلا ہو جاتا ہے، اس پر اس کے دُشمن غالب ہو جاتے ہیں۔

جو اپنی رائے ہی کو صحیح سمجھتا ہے، خود پسند ہو جاتا ہے، عجز و ناتوانی اس کی مالک ہو جاتی ہے، یا اسے عجز ہلاک کر دیتا ہے۔

اپنی رائے ہی کو صحیح سمجھتا ہے، خود پسند ہو جاتا ہے، عجز و ناتوانی اس کی مالک ہو جاتی ہے، یا اسے عجز ہلاک کر دیتا ہے۔

اپنی رائے میں منفرد نہ ہو کیونکہ جو اپنی رائے میں منفرد ہوگا، وہ ہلاک ہوجائے گا۔

(یہ نہج لبلاغہ کے خطبہ 86 میں تتمہ ہے۔اس میں آپؑ نے خدا کی صفات اور آئمہؑ کی پیروی وغیرہ بیان کی ہے) اس کے بارے میں رائے زنی نہ کرو کہ جس کو آنکھ نہیں دیکھتی اور جس تک طائرِ فکر پر نہیں مارتا ہے(بلکہ معارفِ الٰہیہ کے سلسلہ میں اس کے اہل (آئمہؑ) سے رجوع کرو)۔

(یہ نہج البلاغہ کے خطبہ 27 کا آخری جملہ ہے۔ یہ جہاد اور لوگوں کی سرزنش سے متعلق ہے،لوگو! جب میں تمہیں قتل کی دعوت دیتا ہوں تو تم ٹال مٹول کرتے ہو اور سردی گرمی کا بہانہ تلاش کرنے لگتے ہو۔میں تو بیس سال کا بھی نہیں ہوا تھا کہ جنگ کیلئے تیار ہوگیا تھا،اب تو میری عمر ساٹھ سال سے زیادہ ہوچکی ہے،لیکن جان لو) جس کی اطاعت نہ کی جائے،اس کی رائے کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی ہے۔

جس نے اپنی رائے پر قناعت کیا،درحقیقت وہ ہلاک ہوگیا۔

جو اپنی رائے میں منفرد ہوجاتا ہے،اس کے دُشمنوں کیلئے اس کا کچلنا آسان ہوجاتا ہے۔

جو بھی رایوں اور افکار کا ستعمال کرتا ہے(یعنی ہر رائے کو مدنظر رکھتا ہے) وہ خطا کے موقع کو بھی پہچان لیتا ہے(یعنی یہ سمجھ لیتا ہے کہ غلطی کہاں ہوتی ہے)۔

جو استبداد سے کام لیتا ہے،وہ خود کو ہلاکت میں ڈالتا ہے اور خود کو فریب دیتا ہے۔

جو مشورہ کرنا چھوڑ دیتا ہے اور اپنی رائے میں الگ تھلگ ہوجاتا ہے،غلطی اور خطا سے دوچار ہوتا ہے۔

جو شخص رائے وفکر میں منفرد ہوجاتا ہے،درحقیقت وہ غلطی پر ہے۔

جو اپنی رائے میں استبداد سے کام لیتا ہے،اس سے لغزش ہوتی ہے۔

اپنی ہی رائے کو صحیح سمجھنا،دوسروں سے مشورہ نہ کرنا،تمہیں لغزش وہلاکت میں ڈال دے گا۔

خودرائی (خسران ونقصان کیلئے) بہت بُری آمادگی ہے۔

ریا اور ریاکار

ریاکار کا ظاہر حسین اور اس کا باطن بیمار ہے۔

ریا اور شہرت طلبی کے بغیر عمل انجام دو،کیونکہ جو خدا کے غیر پر اعتماد کرتا ہے تو خدا اسے اسی کے حوالے کردیتا ہے کہ جس کیلئے وہ عمل کرتا ہے۔

ریاکاری شرک ہے۔

عبادت کی آفت ریا ہے۔

تھوڑی ریا بھی شرک ہے۔

ریا کار کی زُبان بہت شیریں وجمیل اوراس کے قلب میں ایسی بیماری ہوتی ہے جواس کے اندر داخل ہوچکی ہے۔

نفع ونفع اُٹھانے والا

بہت سے نفع، نقصان پر منتہی ہوتے ہیں کہ اس سے آخرت کا نقصان ہوتا ہے۔

نفع میں وہ ہے، جس نے دُنیا کو آخرت کے عوض بیچ دیا اور دُنیا کو آخرت سے بدل لیا۔

خدا سے اُمید رکھنا

اپنی ہر اُمید کو خدا کیلئے قرار دو اوراس کے سوا کسی اور سے اُمید نہ رکھو کیونکہ جو بھی خدا کے علاوہ کسی سے اُمید لگائے گا، وہ سوائے گھاٹے کے کچھ نہ پائے گا۔

عظیم ترین بلا اُمید قطع کرنا ہے، خدا سے نا اُمید نہیں ہونا چاہئے، خواہ انسان گنہگار ہی ہو۔

رحمت خدا کی امید رکھنا، بڑی کامیابی ہے۔

بے شک اگر خدا سے اُمید رکھو گے تو اپنی اُمیدوں کو حاصل کرلو گے اور اگر خدا کے غیر سے اُمید وابستہ کرو گے تو اپنی اُمیدوں اور آرزوؤں سے مایوس ہوجاؤ گے۔

بہت سی اُمیدیں محرومی کی طرف لے جاتی ہیں۔

بہت سی نا اُمیدی، جھوٹی آرزو ہوتی ہے (لہٰذا ان کے فریب میں نہیں آنا چاہئے)۔

جس چیز کے بارے میں تم نا امید ہو، اس سے زیادہ قریب ہو جاؤ، بہ نسبت اس چیز کے کہ جس کی تمہیں اُمید ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جس کی اُمید نہیں ہوتی وہ مل جاتی ہے اور جس کی اُمید ہوتی ہے، اس سے محروم ہوجاتے ہیں۔

ہر غائب کیلئے بازگشت اور واپسی ہے (یعنی ہاتھ سے جانے والی چیز کے بارے میں انسان کو نا اُمید نہیں ہونا چاہئے بلکہ اُمیدوار رہنا چاہئے)۔

ممکن ہے دُور، قریب اور قریب، دور ہوجائے۔

جو تم سے اُمید رکھتا ہے، اسے نا اُمید نہ کرو (اگر اسے تم سے احسان کی اُمید ہے، اس کے ساتھ احسان کرو)۔

تم جس کی عادت وخصلت سے واقف نہیں ہو، اس سے کوئی اُمید وابستہ نہ کرو۔

اگر تم قطع رحم کرو گے تو پھر تمہارے فضل وکرم کا کون اُمیدوار ہوگا۔

جو اللہ سبحانہ کو اپنی اُمید کا مرکز قرار دیتا ہے، وہ اس کیلئے دین ودُنیا میں کافی ہوجاتا ہے۔

جس کے نزدیک اس کا نفس ہی محترم نہیں ہوتا ہے، اس سے کسی خیر ونیکی کی اُمید نہ رکھو۔

جو اپنی بُرائی کو روکے رکھتا ہے، اس سے خیر کی اُمید رکھو۔

اپنے رب کے علاوہ کسی سے اُمید وابستہ نہ کرو۔

جس چیز کی اُمید سے تمہیں سرزنش کی جائے، اس کی اُمید نہ رکھو۔

کسی چیز کی کثرت کی اُمید پر، خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔

احسان جتانے والے سے ہرگز اُمید نہ رکھو اور خائن و احمق کو امین نہ سمجھو۔

اے ابوذرؓ! اگر تم اللہ کیلئے غضب ناک ہوئے ہو تو اسی سے اُمید رکھو، انہیں تم سے اپنی دُنیا کیلئے خطرہ اور تمہیں ان سے اپنے دین کیلئے اندیشہ ہے، لہٰذا جس چیز کیلئے انہیں تم سے کھٹکا ہے، اسے انہیں کے پاس چھوڑ دو اور جس چیز کے بارے میں تمہیں ان سے اندیشہ ہے، اسے ان سے لے کر بھاگ نکلو۔ جس چیز سے تم انہیں محروم کر کے جا رہے ہو، کاش وہ سمجھتے کہ وہ اس کے کتنے ضرورت مند ہیں اور جس چیز کو انہوں نے تم سے روکا ہے، اس سے تم بے نیاز ہو اگر آسمان اور زمین کسی بندہ پر بند ہو جائیں اور وہ اللہ سے ڈرے تو وہ اس کیلئے زمین اور آسمان کی راہیں کھول دے گا۔ تمہیں صرف حق سے دلچسپی ہونا چاہئے اور صرف باطل سے گھبرانا چاہئے، اگر تم ان کی دُنیا کو قبول کر لیتے تو وہ تمہیں پسند کرنے اور اگر دُنیا سے کچھ لیتے تو وہ تم سے محفوظ ہو جاتے۔

رحم ورحمت

رحم کرنے سے رحمت اُترتی ہے۔

کمزوروں پر رحم کرنے سے رحمت نازل ہوتی ہے۔

رحم نہ کرنے والے پر رحم کرنا، رحمت کو روکتا ہے اور جو باقی نہیں رکھتا ہے، اسے باقی رکھنا، اُمت کو ہلاک کرتا ہے (بنا بر ایں جو شخص اُمید کو تباہ کرنا چاہتا ہے، اس کا قصہ پاک کر دینا چاہئے، ورنہ وہ نہ جانے کتنے لوگوں کو قتل کرے گا اور اگر طاقت کے باوجود اس کے خلاف نہیں اُٹھیں گے تو ان پر خدا کا غضب ہوگا)۔

مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے، جو اپنے سے بلند سے تو رحم دِلی کی اُمید رکھتا ہے، لیکن اپنے ماتحتوں پر رحم نہیں کرتا ہے۔

لوگوں پر رحم کرنے اور ان پر احسان کرنے کو تم اپنے دِل کا شعار بنا لو، ان پر ظلم نہ کرو اور ان پر تلوار نہ کھینچو (کہ تمہاری ذات سے انہیں نقصان پہنچ جائے)۔

سب سے زیادہ رحمت کا مستحق وہ ہے، جو اس کا محتاج ہے۔

بہترین چیز کہ جس کے ذریعے رحمت کا سلسلہ جاری ہوتا ہے، وہ تمام لوگوں کیلئے اپنے دل میں رحم رکھتا ہے۔

جب ناتواں افراد تمہارے احسان سے عاجز رہ جائیں تو تمہارے رحم کو ان کا احاطہ کر لینا چاہئے۔

جیسا تم رحم کرو گے، ایسا ہی تمہارے اُوپر رحم کیا جائے گا۔

جو رحم نہیں کرتا ہے، اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا، خدا اس سے اپنی رحمت روک لیتا ہے۔

جس کے دِل میں رحم نہیں ہوتا ہے، وہ حاجت کے وقت کم رحم سے دو چار ہوتا ہے(یعنی خدا رحمت کے وقت اس پر رحم نہیں کرتا ہے یا دوسرے مکافات کے لحاظ سے اس پر رحم نہیں کرتے ہیں)۔

جو رحم کرتا ہے، اس پر رحم کیا جاتا ہے۔

شریف لوگوں کے اخلاق میں سے، رحم کرنا بھی ہے۔

عقل کے محکم ترین اسباب میں سے، نادانوں پر رحم کرنا ہے۔

صلہ رحم اور اس کا قطع کرنا

صلہ رحم سے نعمت کا نزول ہوتا ہے۔

قطع رحم سے انتقام وعذاب کھینچ کر آتا ہے۔

آدمی کا اپنے صاحبانِ رحم کے ساتھ نیکی کرنا صدقہ ہے(یعنی اس سے صدقہ کا ثواب ملتا ہے، ورنہ اپنے عزیزوں کو صدقہ دینے کا ثواب چوبیس گنا ہے)۔

صلہ رحم میں نعمتوں کا تحفظ ہے۔

قطع رحم کرنے سے عذاب وعقاب ہوتا ہے۔

بہت سے قریبی، دُور والوں سے زیادہ دُور ہو جاتے ہیں(یعنی ان سے تعلق نہیں ہوتا ہے اور بعض اجنبی اور دور دراز والا ہر ایک سے زیادہ نزدیک ہو جاتا ہے، کیونکہ وہ مخلص اور اس کی سعادت مندی سب سے زیادہ ہوتی ہے)۔

بہت سے رشتوں کو توڑ دینا، انہیں برقرار رکھنے سے زیادہ بہتر ہے۔

بہت سی رشتہ داری زیر باری کی طرف کھینچتی ہیں(جب یہ دیکھو کہ مقابل کسی بھی کام کی تلافی نہیں کرسکتا ہے یا احسان جتا تا ہے یا تکبر کرتا ہے تو اس صورت میں اس سے رشتہ داری نہیں کرنا چاہئے)۔

صلہ رحم نعمتوں کا باب کھولتا ہے، تکالیف کو دفع کرتا ہے۔

صلہ رحم بہترین خصلت ہے۔

صلہ رحم اولاد وقوم اور قبیلہ کی افزائش اور نعمتوں میں اضافہ کا باعث ہے۔

صلہ رحم دُشمن کو غمگین کرتا ہے اور کسی بھی بُرائی کو سامنے آنے سے روکتا ہے۔

صلہ رحم اموال کو بار آور کرتا ہے اور اجل واموات میں تاخیر کرتا ہے۔

صلہ رحم محبت کا باعث اور دُشمن کے کچلنے کا سبب ہوتا ہے۔

صلہ رحم عمر دراز یا وراموال کی افزائش کا باعث ہے۔

صلہ رحم اموال کی افزائش اور اعمال کے بلند ہونے کا سبب ہوتا ہے۔

صلہ رحم شریف لوگوں کی اعلیٰ ترین عادت ہے۔

صلہ رحم نعمتوں کو آباد اور عقوبتوں کو دفع کرتا ہے۔

صلہ رحم اولاد اور خاندان کی تعداد بڑھاتا ہے اور سرداری کا باعث ہے۔

جس کو خاندان والے ضائع کر دیتے ہیں، اس کے ساتھ دُور والے احسان کرتے ہیں، اس کے حصہ میں دُور والے آتے ہیں۔

جو اپنے عزیزوں پر جفا کرتا ہے (ان کے ساتھ صلہ رحم نہیں کرتا ہے) یقیناً اس نے اپنے کرم پر دھبہ لگا لیا ہے۔

صلہ رحم بھی کرم و رفعت ہے۔

صلہ رحمی میں نعمتوں کی حفاظت ہے۔

رحم قطعی کرنے میں سزا و عقوبت ہے۔

صلہ رحم کرنے کو، اولاد کی تعداد بڑھانے کیلئے واجب کیا ہے۔

قطع رحم، انتقام کو جلب کرتا ہے۔

قطع رحم، بدترین عادت ہے۔

قطع رحم نعمت کو زائل کرتا ہے۔

قطع رحم سے (مال و عمر میں) اضافہ نہیں ہوتا۔

قطع رحم والے کیلئے کوئی بھی قریب نہیں ہے۔

قطع رحم کا کرم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اپنے قبیلہ کا اکرام کرو، کیونکہ وہ تمہارے پر ہیں، جن سے اُڑتے ہو اور تمہاری اصل ہے کہ جس کی طرف تمہاری بازگشت ہوگی اور وہ تمہارے ہاتھ ہیں، جن سے تم حملہ کرتے ہو۔

اپنے صاحبانِ رحم کا اکرام و عزت کرو اور ان میں سے جو بردبار ہیں، ان کی تعظیم کرو اور ان میں سے بے وقوف و کم عقل سے درگزر کرو، ان میں سے تنگدست کو آسانی فراہم کرو کیونکہ وہ خوشگوار و ناخوشگوار حالت میں تمہارے لئے بہترین ذخیرہ ہیں۔

صلہ رحم، اعلیٰ ترین خصلت ہے۔

جب بھی قریبی (عزیزوں کے ساتھ صلہ رحم کرنا، اسلام کے واجبات میں سے ہے اور خدا نے ان کا اکرام کرنے کا حکم دیا ہے اور خدا اس شخص کے ساتھ ہوتا ہے، جو ان سے صلہ رحم کرتا ہے اور جو ان سے قطع رحم کرتا ہے، اس سے الگ رہتا ہے اور جو ان کو معظم سمجھتا ہے، اس کو محترم قرار دیتا ہے۔

رشتہ داروں سے حُسن سلوک نہ کرنا ہی یہ قطع رحم کی ابتدا ہے۔

دیکھو! صاحبانِ رحم پر خرچ کرنے میں تم میں سے کسی کو دریغ نہیں کرنا چاہئے خصوصاً اس جگہ جہاں انفاق و خرچ کرنے میں تم سے

اس کا نقصان نہ ہوتا ہو اور خرچ نہ کرنے سے کوئی فائدہ نہ ہوتا ہو۔

گناہ کا ارتکاب، قطع رحم کا پیغام ہے۔

جو شخص قطع رحم کرتا ہے، وہ خدا پر ایمان نہیں لایا۔

صلہ رحم کے بعد قطع رحم اور اُخوت و بھائی بنانے کے بعد جفا کرنا اور دوستی کے بعد دُشمنی کرنا اور الفت کو اس کے محکم ہونے کے بعد ختم کرنا، کتنی بُری بات ہے۔

جب تم اپنے صاحبانِ رحم کے ساتھ بے وفائی کرتے ہو تو اس وقت تم پر کون اعتماد کرتا ہے؟

بہت سے دُور والے، ہر قریب سے زیادہ نزدیک ہوجاتے ہیں۔

کشائش

بلاؤں کے حلقوں کی تنگی کے وقت (کہ جب بلائیں آدمی کو زنجیروں کی طرح جکڑ لیتی ہیں) تو کشائش وفراخی حاصل ہوتی ہے۔

فراخی وکشائش میں شکر کی فضیلت ہے۔

خودداری

جو شخص ناپسند باتوں سے باز نہیں رہتا ہے، وہ نادان ہے (کیونکہ عالم معصیت کا ارتکاب نہیں کرتا ہے)۔

ناپسند صفات

ناپسند صفات سے پرہیز کرنے سے کامیابی حاصل ہوتی ہے۔

ناپسند صفات کے ذریعے غنی نہ ہونا کہ تمہاری قیمت کم ہوجائے گی۔

جو ناپسند وپست صفات سے خوش ہوتا ہے، وہ کامیاب نہیں ہوسکتا۔

اِنسان کی پستی کیلئے تو اتنا ہی کافی ہے کہ وہ خود بین اور خود پسند ہوجائے۔

پست صفات میں گرنا، گویا آسانی سے ہلاکت میں پڑتا ہے۔

رِزق اور اس کا طالب

صدقہ کے ذریعے رِزق کو اُتارو۔

بے شک خداوند عالم کو یہ بات پسند نہیں ہے کہ اپنے مومن بندوں کے رِزق کو معین جگہ قرار دے مگر یہ کہ وہ ایسی جگہ سے انہیں روزی دیتا ہے، جہاں انہیں اس کا گمان بھی نہیں ہوتا ہے۔

خدا کی طرف سے اتنی روزی ملتی ہے، جتنی درکار ہے، اسی طرح سے خرچ کے مطابق ملتا رہتا ہے۔

تمہارا رِزق تمہیں خود تلاش کرلے گا، پس اس کی تلاش سے نفس کو آرام میں رکھو۔

جو شخص پست مرتبہ لوگوں سے روزی طلب کرتا ہے، وہ محروم رہنے پر راضی ہو گیا ہے۔

ہر آدمی کی روزی ایسے ہی مقدر ہے، جس طرح اس کی موت مقدر ہے۔

آدمی کی روزی اس کی نیت کے مطابق ہے (جس قدر وہ اہل وعیال اور کارِ خیر میں زیادہ حصہ لینے کی نیت رکھتا ہے، خدا اسے اتنا ہی عطا کرتا ہے)۔

جو روزی تمہارے لئے مقدر کر دی گئی ہے، وہ عنقریب تم تک پہنچ جائے گی لہٰذا اس کی جستجو اور طلب میں زیادہ مشقت میں نہ پڑو۔

تم سب خدا کے عیال ہو اور اللہ سبحانہ اپنے عیال کی کفالت کرتا ہے۔

ہر رِزق کا ایک سبب ہوتا ہے، پس اس کی طلب میں حد سے آگے نہ بڑھو۔

کوئی طلب کرنے والا بھی تمہارے رزق تک تم سے پہلے ہرگز نہیں پہنچ سکے گا (اس لئے حرص نہیں کرنا چاہئے)۔

جو تمہارے لئے مقدر ہو چکا ہے، اس پر کوئی غلبہ کرنے والا غلبہ نہیں کر سکے گا۔

جو تمہاری قسمت میں لکھ دیا گیا ہے، وہ تم سے فوت نہیں ہوگا، اس کے طلب کرنے میں اعتدال سے کام لو اور افراط مت کرو۔

جس کیلئے جو رِزق مقرر کر دیا گیا ہے، وہ اس سے محروم نہیں رہا۔

اگر رِزق خالص عقل وخرد سے حاصل ہوتا ہے تو چوپائے اور احمقوں کا خاتمہ ہو گیا ہوتا۔

جو شخص کل کے رزق کا اہتمام کرتا ہے، وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔

خوش گوار ترین نعمتوں میں سے ایک رِزق کی کشادگی بھی ہے۔

بہترین برکت رِزق کی کشادگی و وسعت ہے (کہ خیرات واحسانات کا ذریعہ بنے گا)۔

تمہارے لئے جو (رزق) مقرر ہو چکا ہے، اسے تمہارے نزدیک اس چیز سے افضل نہیں ہونا چاہئے جو کہ تم پر فرض کیا گیا ہے۔

تم اپنے آج کے غم کو اس دن پر حمل نہ کرو، جو تم پر نہیں آیا ہے کیونکہ اگر تمہاری عمر کا کوئی دن باقی ہے، تو خدا تمہیں اس میں بھی رزق عطا کرے گا اور اگر تمہاری عمر ختم ہو چکی ہے، تو تمہیں اس دن کی فکر نہیں کرنی چاہئے، جس میں تم زندہ نہ رہو گے۔

رنج وغم اُٹھانے سے روزی نہیں ملتی ہے، کیونکہ خدا نے جو مقرر ومعین کر دیا ہے، وہی ملتا ہے، البتہ اس کی تلاش میں جانا لوگوں کا فرض ہے۔

روزی روکنے اور اس کو جاری کرنے کا مالک نہیں ہے مگر یہ کہ بہت دینے والا (خدا) ہے۔

تمہاری روزی ورِزق تمہیں اس سے کہیں زیادہ تلاش کرتا ہے، جتنا کہ تم اسے ڈھونڈتے ہو۔ پس اس کی طلب وجستجو میں میانہ روی اختیار کرو، اس کیلئے حرص نہ کرو بلکہ تمہارا اس کی تلاش میں جانا ہی کافی ہے۔

میانہ روی کے ساتھ رِزق تلاش کرو، کیونکہ بہت حرص کرنے والے مایوس ہو گئے ہیں اور میانہ رو طلب کرنے والا نا اُمید نہیں ہوا ہے۔

رِزق اس کو ڈھونڈ تا ہے، جو اسے نہیں ڈھونڈ تا۔

رِزق حرص اور زیادہ ڈھونڈنے سے نہیں ملتا (بلکہ جتنا خدا نے مقرر کر دیا ہے اتنا ہی ملتا ہے)۔

بے شک میں اپنی پوری روزی پاؤں گا (جب تک رِزق پورا نہیں ہوگا، میری موت نہیں آئے گی) اور اپنے نفس سے جنگ کروں گا اور اپنا پورا حصہ حاصل کروں گا۔

بے شک تم اپنا حصہ پاؤ گے، تمہاری روزی کی ضمانت لی گئی ہے اور جو تمہارے لئے لکھا جا چکا ہے، اس تک تم ضرور پہنچو گے۔ پس تم اپنے نفس کو حرص کی بدبختی اور ڈھونڈنے کی ذلت سے آرام میں رکھو اور خدا پر اعتماد کرو اور رزق تلاش کرنے میں سہل نگاری سے کام لو (لیکن ضروری حد تک ہر شخص کو روزی تلاش کرنا چاہئے ہاں حرص سے بچنا چاہئے)۔

خوش رہو تا کہ آرام پاؤ۔

جو تمہاری قسمت میں لکھ دیا گیا ہے، اس پر راضی رہو تا کہ مومن و محفوظ رہو۔

جو رِزق تمہاری قسمت میں لکھ دیا گیا ہے، اس پر راضی رہو تا کہ دولت مندانہ طریقہ سے زندگی گزارو۔

رِزق مقسم (تقسیم شدہ) ہے اور حریص محروم ہے (اس اور ایسی ہی دیگر احادیث سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ روزی کی تلاش میں نہ جاؤ کیونکہ وہ خود بخود آئے گی لیکن بعض احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ روزی کے حصول اور اس کی آمد کوشش پر منحصر ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ اس شخص کی روزی نازل نہیں ہوتی ہے، جو گھر میں بیٹھا رہے، روزی کی تلاش میں نہ جائے اور خدا سے دُعا کرے کہ مجھے روزی عطا کرے اور اس کی دُعا مستجاب نہیں ہوتی ہے، لہٰذا روزی تلاش کرنا چاہئے)۔

جو زیادہ ڈھونڈ تا ہے (اور خرچ بھر ملنے پر قناعت نہیں کرتا ہے) اسے کم ملتا ہے اور وہ نقصان میں رہتا ہے۔

کبھی محروم کو بھی روزی دی جاتی ہے، لہٰذا مایوس نہیں ہونا چاہئے۔

بے شک تم اپنی موت اور اس رِزق سے آگے بڑھنے والے نہیں ہو، جو تمہارے لئے نہیں ہے، تو پھر اپنے نفس کو کیوں بدبخت بنا رہے ہو؟

لوگوں پر اعتماد

جس نے لوگوں پر کم اعتماد کیا، وہ محفوظ رہا۔

جس نے لوگوں پر زیادہ اعتماد کیا، وہ پشیمان ہوا۔

لوگوں پر کم اعتماد کرنا، دُوراندیشی ہے۔

پیغام بَر اور خط

پیغام بَراوراس کے اَدب سے، بھیجنے والے کی عقل پر استدلال ہوتا ہے۔
آدمی کا پیغام براس کی عقل کا ترجمان ہے اوراس کی تحریر وخط، اس کی گویائی سے زیادہ بلیغ ہے (لہٰذا ان دونوں میں مکمل طور پر غور کرنا چاہئے)۔
تمہارا پیغام بر،تمہاری عقل کا ترجمان ہے (اورتمہارا لوگوں کی بیہودگیوں کو برداشت کرنا تمہاری بردباری کی دلیل ہے)۔
تمہارا پیغام بَر،تمہاری شرافت کا یا ذہانت کا معیار ہے اور تمہارا قلم وتحریر اس سے مشخّص کہیں زیادہ بلیغ ہے، جوتمہاری ترجمانی کرتا ہے۔

صحیح راستہ

بے شک غافل عقل مند یا کھیلنے والا، صحیح راستہ میں غلطی کرتا ہے اورجد وجہد کرنے والا، اس تک پہنچ جاتا ہے۔
تم صحیح راستہ کواس وقت تک ہرگز نہیں پہچان سکتے، جب تک اس چیز کو نہ پہچان لو گے کہ جس کوتم نے چھوڑا ہے۔
جو صحیح راستہ ڈھونڈتا ہے وہ عالم ہوجاتا ہے۔
جوشخص گمراہ سے راستہ معلوم کرے گا، وہ گمراہ ہوجائے گا۔
جواپنی رشد وہدایت کی مخالفت کرے گا، وہ اپنی ہوا وہوس کی پیروی کرے گا۔
بہترین راستہ، راہِ راست ہے۔
کبھی راہ راست کوڈھونڈنے والا، اپنے مقصد میں کامیاب ہوجاتا ہے۔
جوشخص تم سے تمہارے نفس کے بارے میں سچ کہتا ہے (اورازروئے حقیقت تمہارے عیوب بیان کرتا ہے) درحقیقت وہ تمہیں راہِ راست کی ہدایت کرتا ہے۔
ارشاد وہدایت کے ساتھ گمراہی نہیں ہے۔
جس کو سیدھے راستہ پر چلنے کی توفیق مل گئی اس نے اپنی آخرت کیلئے توشہ فراہم کرلیا ہے۔

رضا اور راضی

جوشخص خدا کی قضاوقدر پرراضی ہوتا ہے، وہ آرام پاتا ہے۔
ایمان کی صداقت کیلئے تسلیم ورضا بہترین چیز ہے۔
(خدا کے مقدر کیے ہوئے) پرراضی رہنا، دولت مندی اورغصہ ہونا رنج وتعب ہے۔
خدا کی قضاوقدر پرراضی رہنے سے، غم برطرف ہوتا ہے۔

رضا ایمان کا پھل ہے۔

خدا کی قضاوقدر پر راضی رہنے سے، بڑی اور عظیم مصیبتیں آسان ہوجاتی ہیں۔

اگر تم اپنے عہد و پیمان کو محکم کرو تو پھر جو تمہارے حق میں اور تمہارے خلاف مقدر ہو چکا ہے، اس پر راضی رہو اور اللہ سبحانہ کے علاوہ کسی سے اُمید نہ رکھو اور جو خدا کا مقدر کیا ہوا تمہارے لئے لائے، اس کا انتظار کرو۔

اگر تم خدا کی قضا اور اس کے فیصلہ پر راضی ہو گئے تو تمہاری زندگی سنور گئی اور دولت مندی میں کامیاب ہو گئے۔

اگر تمہاری خواہش پوری نہ ہو تو یہ فکر نہ کرو کہ تمہاری کیا کیفیت ہوگی۔

خدا کی قضاوقدر پر راضی رہنے سے، حُسنِ یقین پر استدلال کیا جاتا ہے۔

خدا کی رضا طلب کرو اور اس کے غضب سے بچو اور اپنے دِل کو اس کے خوف سے ڈراؤ۔

اپنی رضا کے مقابلہ میں خدا کی رضا کو اس کی قدر کے ذریعے طلب کرو۔

خدا کی رضا طلب کرو اور اس کے غضب سے بچو، کیونکہ تمہارے پاس ایسے ہاتھ نہیں ہیں، جو اس کے انتقام وعذاب کو روک سکیں اور نہ تم اس کی مغفرت سے بے نیاز ہو سکتے ہو اور اس کے علاوہ تمہاری کوئی دوسری پناہ گاہ بھی نہیں ہے۔

(خدا کی قضاوقدر پر) راضی رہنا، دولت مندی کا پھل ہے۔

رضا، طاعت کا عروج ہے۔

رضا، قناعت کی معراج ہے۔

خوشگوار حالات میں (خدا کی قضاوقدر) رہنا، تمہارے لئے ضروری ہے۔

جو خدا کے فیصلہ پر راضی ہو گیا، اس کی زندگی پاک ہوگئی۔

جو خدا کی قدر سے راضی ہوتا ہے، وہ زمانہ کے حوادث کو خاطر میں نہیں لاتا ہے۔

جو خدا کی قدر سے راضی ہوتا ہے، اس کا یقین قوی ہوجاتا ہے۔

جو خدا کے فیصلہ پر اچھی طرح راضی ہوتا ہے، بلا پر اس کا صبر بھی اچھا ہوتا ہے۔

جو خدا کی تقسیم پر راضی ہو گیا، وہ ہاتھ سے نکل جانے والی چیز پر غمگین نہیں ہوتا (کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس کی بھلائی اسی میں ہے یا اس کی تلافی ہوجائے گی)۔

جو شخص اس تقسیم پر راضی رہا، جو اللہ نے اس کیلئے کی ہے تو وہ اس چیز کا ملال نہیں کرے گا، جو جو غیر کے ہاتھ میں ہے۔

جو خدا کی قضا پر راضی نہیں رہتا، اس کے دین میں کفر داخل ہوجاتا ہے۔

خدا کی قضاوقدر جو چیز لائے اس پر راضی رہنا، اعلیٰ ترین ایمان ہے۔

خدا نے بندہ کیلئے جس قضا کا فیصلہ کیا اور وہ اس سے راضی ہو گیا، اس میں اس کی بھلائی ہے۔

خدا مومن سے دُنیا میں بلا اور آخرت میں عذاب کو دفع نہیں کرے گا مگر یہ کہ وہ اس کی قضا پر اور اس کی بلا پر بہترین صبر کرتا ہو۔

ایمان کا بہترین ہم نشین، رضا ہے۔

قضا پر راضی رہنا، بلا کو دفع کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

مالا مال ہوگیا وہ شخص، جو خدا کی قضا پر راضی ہوگیا۔

رضا جیسا کوئی اِسلام نہیں ہے۔

رضا کی مانند فقر کو کوئی چیز بھی دُور نہیں کر سکتی۔

جو شخص خدا کی قضا پر راضی ہوگیا، اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ اس پر توکل کرے۔

رضائے خدا نزدیک ترین مقصد ہے، جو حاصل ہوتا ہے۔

اللہ سبحانہ کی رضا، اس کی طاعت سے متصل ہے۔

بندہ سے اللہ سبحانہ کے راضی ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ خدا کے فیصلہ پر راضی رہے، خواہ وہ اس کے حق میں ہو یا بظاہر اس کے حق میں نہ ہو۔

خوشنودی خدا آخری مقصد ہے، یعنی انسان کا آخری مقصد خدا کی رضا ہے۔

وہ دِل کس طرح اپنی قسمت ورضا پر قادر ہو سکتا ہے کہ جو دُنیا کا شیفتہ ہے؟

رضا کے ذریعے ملنے والی بے نیازی کافی ہے (پھر اس کو دوسری چیز کی ضرورت نہیں ہوگی چونکہ راضی برضا کا ولی نعمت خدا ہے)۔

جو شخص قادر خدا کی خوشنودی ورضا کو اختیار کرتا ہے، اسے ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہنا چاہئے۔

جو لوگوں کو ناراض کر کے خدا کی خوشنودی حاصل کرتا ہے، خدا لوگوں میں سے اس کی مذمت کرنے والے کو اس کا مدح خواں بنا دیتا ہے۔

جو خدا کی خوشنودی کی طرف بڑھتا ہے اور اس کی نافرمانی سے باز رہتا ہے، درحقیقت وہ فرمانبرداری کو کامل کرتا ہے۔

اے اللہ! ہمیں اپنی رضا عطا کر اور ہمیں اپنے غیر کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بے نیاز کردے۔

جس نے خدا کی ناراضگی کے ذریعے لوگوں کی طلب کی، خدا نے لوگوں میں سے اس کی مدد کرنے والے کو اس کا مذمت کرنے والا بنا دیا ہے۔

اس شخص کا گناہ اور وبال کتنا بڑا ہے، جو خدا کو غضب ناک کر کے مخلوق کی رضا چاہتا ہے۔

جو مقدر شدہ چیز پر راضی رہتا ہے، وہ میسر آنے والی چیز پر اکتفا کرتا ہے۔

جو شخص اپنے نصیب پر راضی رہتا ہے، اس کو کوئی شخص ناراض نہیں کر سکتا ہے۔

جو شخص اپنے حال (اپنے کاروبار) پر راضی رہتا ہے، اس کو مسلسل حسد نہیں بلائے گا۔

جوشخص کسی قوم کے فعل سے راضی ہوتا ہے، وہ اس شخص کی مانند ہے، جو اس عمل میں شریک ہے اور ہر وہ شخص جو باطل میں داخل ہوتا ہے، اس کے دو گناہ ہیں، ایک اس فعل پر راضی رہنے کا، دوسرے اس پر عمل کرنے گا۔

ہر راضی ہونے والا، آرام میں ہے۔

تم خدا کی تقسیم پر راضی ہوجاؤ تا کہ خدا تم سے خوشنود ہوجائے۔

جو کچھ (خدا کی) قدر لائے، ہمیشہ اس پر راضی رہو۔

جو اپنی قسمت و نصیب پر راضی ہو گیا، وہ آرام پا گیا۔

رغبت

حرص کے ساتھ طلب، رنج و تعب کی کلید ہے (کیونکہ جو ہر اچھی بُری چیز کی طرف راغب ہوتا ہے، وہ اپنے اُوپر زحمت و رنج کے دروازے کھولتا ہے)۔

رنج و تعب، رغبت و خواہش کا نتیجہ ہے۔

تمہارا اس شخص کی طرف رغبت کرنا، جو تمہاری طرف بے رغبت ہوتا ہے، ذلت کا باعث ہے۔

جوشخص تمہارے اقبال اور دولت مندی کے وقت تمہاری طرف راغب ہوتا ہے، وہ تمہارا وبار و تنگدستی کے وقت تمہاری پروا نہیں کرے گا۔

جوشخص تمہاری زندگی میں تمہاری طرف راغب ہوتا ہے (یا تمہاری زندگی چاہتا ہے) درحقیقت اس نے تمہاری رسی کو پکڑ لیا ہے (لہٰذا تمہیں اس کی حاجت روائی کی کوشش کرنا چاہیئے کہ وہی تمہارا دوست ہے)۔

جس نے خدا کے پاس والی چیز کی رغبت کی، اس کے سجود و رکوع کی کثرت ہوگئی۔

جس نے خدا کے پاس والی چیز کی رغبت کی، اس نے اپنے عمل کو خالص کرلیا۔

جس نے اس چیز کی طرف رغبت کی جو خدا کے پاس ہے، وہ اپنی اُمید کو پا گیا۔

اگر تم خدا کی طرف راغب ہو گئے تو عمدہ نفع پاؤ گے اور نجات پا جاؤ گے اور اگر تم دُنیا کی طرف رغبت کرو گے تو نقصان اُٹھاؤ گے اور ہلاک ہو جاؤ گے۔

نرمی

نرمی صحیح چال چلن کی کنجی اور صاحبانِ عقل کی خصلت ہے۔

نرمی دُشواریوں کو آسان اور سخت اسباب کو سہل کر دیتی ہے۔

مہربانی، بھلائی کے بار آور ہونے اور کامیابی کی نشانی ہے۔

نرمی برتو، کامیابی پاؤ گے یا توفیق پا جاؤ گے۔

نرمی ومہربانی، اعلیٰ ترین چیز ہے۔

نرمی ومہربانی، سب سے بڑی نیکی ہے۔

نرمی ومہربانی، کامیابی کی کلید ہے۔

نرمی ومہربانی، راہِ راست کی کلید ہے۔

نرمی، مخالفت کی سختی کو کم کر دیتی ہے۔

نرمی ومہربانی، نجابت وزِیرکی کا عنوان ہے۔

نرمی، صحیح راستہ پر چلنے کی نشانی ہے۔

نرمی کے ساتھ برکت ہے۔

نرمی ومہربانی، صلح وآشتی کی طرف لے جاتی ہے۔

نرمی ومہربانی، مومن کا بھائی ہے (یعنی اس سے جدا نہیں ہوتی ہے)۔

نرمی ومہربانی، بلند مزاج لوگوں کی پیروی میں ہے۔

جب بھی (کسی کو اس کی بے ادبی کے سبب) سزا دو تو نرمی کرو۔

جب نرمی ومہربانی، بدخوئی سمجھی جانے لگے تو بدخوئی اور سختی کو نرمی سمجھا جاتا ہے (یعنی اگر نرمی سے کوئی غلط فائدہ اُٹھائے تو اس کے ساتھ سختی سے پیش آنا چاہئے)۔

نرمی ومہربانی سے، جواں مردی ومروت مکمل ہوتی ہے۔

نرمی کے ذریعے، مقاصد حاصل ہوتے ہیں۔

نرمی کی وجہ سے، دُشوار کام آسان ہوجاتے ہیں۔

نرمی کے سبب، رفاقت کو دوام ملتا ہے۔

مہربانی علم کا سر (علم کی انتہا) ہے۔

نرمی برتنا ہی مکمل سیاست ہے۔

انسان کا نرم رویہ اور اس کی سخاوت، اسے اس کے دُشمنوں میں بھی محبوب بنا دیتی ہے۔

تمہارے لئے مہربانی اختیار کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ صحیح راستہ کی کنجی اور صاحبانِ عقل کی خصلت ہے۔

تمہارے لئے لازمی ہے کہ نرمی اختیار کرو، کیونکہ جو شخص نرمی سے کام لیتا ہے، اس کے کام مکمل ہوتے ہیں۔

کتنی ہی مشکلیں نرمی کی وجہ سے آسان ہوجاتی ہیں۔

تمہارے نزدیک بہترین انسان وہ ہونا چاہئے، جوان میں زیادہ مہربانی کرتا ہو۔

جوتمہارے ساتھ سختی سے پیش آئے تم اس سے نرمی سے پیش آؤ کہ وہ عنقریب تمہارے ساتھ نرم برتاؤ کرے گا۔

جس نے نرم رویہ اختیار کیا، اس نے غنیمت پائی (بڑا فائدہ اُٹھایا ہے)۔

جونرمی برتتا ہے، اسے توفیق دی جاتی ہے۔

جس نے نرم رویہ اختیار اس نے فائدہ پایا۔

جس نے نرم رویہ اختیار کی اس کیلئے سخت وشدید نرم ہو گیا۔

جو کاموں میں نرمی برتتا ہے، وہ اپنی ضرورت کو پورا کرتا ہے۔

جونرم رویہ اختیار کرتا ہے، وہ رزق کورواں کرتا ہے۔

جس چیز میں بھی نرمی ہوتی ہے، وہ اسے زینت بخشتی ہے۔

بہترین رفیق نرمی ہے (کہ سب کواس کیلئے نرم کردیتی ہے)۔

نرمی برتنا، بہترین خصلت ہے۔

نرمی، بہترین سیاست ہے۔

زیادہ نرمی برتنے والے کیلئے پشیمانی نہیں ہے۔

سختی اورنرمی ایک ساتھ جمع نہیں ہوسکتی۔

نرمی سے افضل کوئی خصلت نہیں ہے۔

نگرانی

خدارحم کرے اس بندہ پر، جواپنے گناہ پرنگرانی اور پروردگار سے ڈرتا رہتا ہے۔

سواری

پسندیدہ ترین سواری، دوآسائشوں میں سے ایک ہے۔

اَرواح

روحیں اپنے بار اور بوجھ میں دبی ہوئی ہیں اورغیب کی خبروں کا یقین کئے ہوئے ہیں، اب ان سے مزید نیک اعمال کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا اوران لغزشوں پر خوشنودی نہیں دی جائے گی۔

راحت

دُنیا سے بے رغبتی میں راحت ہے (لیکن اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ انسان دُنیا کا کوئی کام ہی انجام نہ دے بلکہ بعض مرتبہ دُنیا کے کام کو انجام دینا واجب ہوتا ہے، مثلاً جب اس کی ضرورت ہو۔ کبھی دنیوی کام مستحب ہوتا ہے کہ جب اس کے ذریعے اہل وعیال اور خلق خدا کی زیادہ خدمت کر سکے بلکہ یہ کہنا چاہئے یہ دونوں عین آخرت ہیں)۔

راحت وآرام رنج وتعب سے کتنا قریب ہے؟ (بہت زیادہ نزدیک ہے، پس اس کے فریب میں نہیں آنا چاہئے)۔

مقصد

کبھی مقصد حاصل ہوجاتا ہے۔

ریاضت

ریاضت کا نتیجہ، حکمت کی تحقیق وتعلیم اور عادت پر غالب آتا ہے۔

ریاضت، بیدار وباہمت نفس ہی کو فائدہ دیتی ہے۔

باز رہنا

وہ شخص (حرام سے) باز نہیں رہ سکتا ہے، جس کیلئے دِل ہٹانے کی ہمت نہیں ہے۔

زکوٰۃ

زکوٰۃ کے ذریعے اپنے مال کی حفاظت کرو۔

زکوٰۃ کو رزق کی وسعت وکشادگی کیلئے واجب کیا ہے۔

جو اپنے مال کی زکوٰۃ دیتا ہے، اسے اس کے نفس کی کنجوسی سے محفوظ رکھا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: ومن یوق شح نفسه فالئك هم المفلحون۔ ''جس کو اس کے نفس کی کنجوسی سے بچایا جاتا ہے، وہی کامیاب ہیں۔''

زوجہ

صالح اور نیک بیوی، دو کمائیوں میں سے ایک ہے۔

موافق زوجہ، دو راحتوں میں سے ایک ہے۔

بدترین جوڑا وہ ہے، جو بردباری نہیں رکھتا ہے۔

بیوی کی موت، گھنٹہ بھر کا غم ہے۔

لغزش

جو اپنی لغزش دیکھنے والا بن جاتا ہے، اس کی نظر میں (دوسروں کی) لغزش معمولی ہو جاتی ہے۔
جس کو اپنی لغزش نظر نہیں آتی، وہ دوسرے کی لغزش کو بہت بڑا سمجھتے ہیں۔
لغزش پشیمانی کا سبب ہے۔
تقویٰ کا اِظہار کرنے والے کی لغزش بہت بُری اور کنجوسی و بد بخت کا مرض بدترین مرض ہے۔
لغزش قدم کی تلافی آسان ہے(ممکن ہے کہ یہ مقصد ہو کہ دوسری لغزشوں کی تلافی مشکل ہے، ہاں لغزش قدم معمولی چیز ہے، ہو سکتا ہے کہ یہ مراد ہو کہ ہر لغزش کا تدارک ہوسکتا ہے، یہاں تک کہ لغزش کا قدم کا بھی)واللہ اعلم!

زنا

خدا کے نزدیک سب سے بڑا دشمن بوڑھا زنا کار ہے۔
ترک زنا، نسب کو محکم کرنے کیلئے واجب کیا ہے تا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ بچہ کس کی نسل سے ہے اور ترک لواط کو نسل بڑھانے او راس کی کثرت کیلئے واجب کیا ہے۔
کوئی غیرت مند زنا نہیں کرے گا (کیونکہ وہ ننگ و عار کو سمجھ چکا ہے، اس کے علاوہ یہ بھی جانتا ہے کہ جو بھی زنا کرتا ہے، اس کی عورت یا بیٹی سے زنا کیا جائے گا)۔
کوئی پاک دامن زنا نہیں کرے گا (کیونکہ ایسا ظلم پیشہ ور لوگ ہی کرتے ہیں)۔

توشہ

جان لو کہ تمہیں سفر کا حکم دے دیا گیا ہے اور توشہ کی طرف تمہاری رہنمائی کر دی گئی ہے، پس دُنیا سے تم اتنا توشہ جمع کر لو کہ جتنے سے تم کل قیامت کے دن خود کو بچا سکو۔
بے شک تباہیوں میں سے ایک آخرت کے توشہ کو ضائع کرنا ہے۔
فنا ہونے والے دنوں (دُنیا) سے بقا (آخرت) کے توشہ کی طرف تمہاری رہنمائی کر دی گئی ہے اور تمہیں جانے کا حکم دیا جا چکا ہے اور روانہ ہونے کیلئے اُبھارا گیا ہے۔
دُنیا سے وہ توشہ لے لو، جس سے تم اپنے نفسوں کو بچا سکو اور فانی (دُنیا) سے باقی (آخرت) کیلئے توشہ جمع کر لو۔
آخرت کیلئے آدمی کا توشہ ورع اور تقویٰ ہے۔
تمہارے لئے ضروری ہے، اچھے طریقے سے ارادہ کرنا اور آمادہ ہونا اور آخرت کا زیادہ سے زیاد توشہ لینا۔
مجھے اس شخص پر تعجب ہے، جو جانتا ہے کہ اس دُنیا کو چھوڑنا ہے، وہ اپنے آخرت کیلئے بہترین توشہ کیسے جمع نہیں کرتا ہے۔

ہر شخص اس چیز کے سامنے ہوگا، جو اس نے آگے بھیج دی ہے اور اس کے کئے کی جزا دی جائے گی۔
جیسا تم نے بھیجا ہے، ویسا پاؤ گے (جیسا کیا ہے ویسا ملے گا)۔
جیسا بوؤ گے، ویسا کاٹو گے۔
تمہارا توشہ تقویٰ ہونا چاہیئے۔
تباہی کے مصداق میں سے توشۂ آخرت کو ضائع کرنا ہے۔
جو تم نے آج آگے بھیجا ہے، کل اسی پر قدم رنجہ ہوگے پس اپنے مقدم کو بچھاؤ اور اپنے دن قیامت کیلئے آگے بھیجو۔

زُہد اور زاہدین

زُہد، دو راحتوں میں سے اعلیٰ ہے۔
زُہد، متقین، پرہیزگاروں کا شیوہ ہے اور خدا کی طرف لوٹنے والوں کی عادت ہے۔
زُہد، دُنیا کی اُمیدوں کو چھوٹا کرنے اور اعمال کو پاکیزہ و خالص کرنے کا نام ہے۔
دُنیا سے بے رغبتی کم چیز ہے، جو پائی جاتی ہے اور بڑی چیز ہے، جو پہچانی گئی، اس کے کل کی مدح کی گئی ہے، جب کہ اکثر لوگ اسے چھوڑ دیتے ہیں۔
دُنیا میں زُہد اختیار کرو تا کہ تم پر رحمت نازل ہو۔
اپنی دُنیا سے منہ موڑلو تا کہ اپنی بازگشت میں نیک بخت ہو جاؤ اور اپنی منزل قبر کی اِصلاح کر سکو۔
دُنیا میں زُہد اختیار کرو تا کہ خدا تمہیں اس کے عیوب دکھا دے اور غافل نہ رہو کیونکہ تجھ سے غفلت نہیں برتی جائے گی، جو تم کرو گے، وہ لکھا جائے گا۔
دُنیا سے بے رغبتی، اعلیٰ ترین عبادت ہے۔
ترک دُنیا اور اس سے بے رغبتی کا آغاز یہ ہے کہ خود کو اس پر مستعد کرے (یعنی آدمی کو چاہیئے کہ وہ مشق و ریاضت کے ذریعے اپنے اندر زُہد کا ملکہ پیدا کرے)۔
اعلیٰ ترین زُہد، زُہد کو چھپانا ہے (نہ کہ لوگوں کے سامنے اس کا اِظہار کرنا)۔
دُنیا کا بہترین لباس اسے ترک کرنا ہے۔
زُہد کا سب سے بڑا مستحق وہ اِنسان ہے، جس نے اس کے نقص کو پہچان لیا۔
بے شک جہل میں بے رغبتی عقل میں رغبت کے برابر ہوتی ہے۔
بے شک ظالم کی حکومت سے بے رغبتی و بیزاری، عدل پرور حکومت کی طرف میل و رغبت کے برابر ہوتی ہے (یعنی قوم کو جتنی عادل حکومت کی ضرورت ہوتی ہے، اتنی وہ ظالم کی حکومت سے بیزار ہوتی ہے لہٰذا بادشاہوں اور حکومتوں کو اپنا جائزہ لے لینا

چاہیئے اور ظلم کو برطرف کرکے عدل پروری کی کوشش کرنا چاہیئے)۔

زُہد تو بس اُمید کو گھٹانا، نعمتوں پر شکر کرنا، حرام چیزوں سے دامن بچانا، پھر اگر یہ چیز تم سے دُور ہوگئی تو حرام تمہارے صبر پر غالب نہیں آسکے گا اور نعمتوں پر شکر کرنے کو فراموش نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ خدا نے اس طرح تمہارے بارے میں اپنی روشن وظاہر حجتوں اور آشکار کتابوں اور واضح عذر کے سبب اپنا عذر تمام کردیا ہے۔

زُہد ثروت ہے۔

دُنیا سے بے رغبتی کی اصل، اس چیز کی طرف رغبت کرنا ہے، جو خدا کے پاس ہے۔(یعنی زاہد وہ شخص ہے، جو خدا کی پسندیدہ چیزوں کی طرف راغب ہوتا ہے، زاہد وہ ہے، جو دُنیا کی چیزوں کی طرف رغبت نہیں کرتا ہے)۔

زُہد، دین کا پھل ہے۔

زُہد، یقین کا پھل ہے۔

زُہد، دین کی اصل ہے۔

زُہد، یقین کی اساس ہے۔

زُہد، نفع بخش تجارت ہے۔

زُہد، مخلصوں کا شعار ہے۔

زُہد، صلاح کی کلید و کنجی ہے۔

زُہد، اُمید کو گھٹاتا ہے۔

زاہد بننا، حقیقی زُہد کی طرف لے جاتا ہے۔

زُہد یہ ہے کہ گمشدہ اور نہ پائی جانے والی چیز کو تلاش نہ کرے، یہاں تک کہ موجودہ معدوم ہوجائے (یعنی زُہد یہ نہیں ہے کہ اِنسان دُنیا سے کچھ نہ لے بلکہ جب تک اس کے پاس کچھ موجود ہے، اس وقت تک دُنیا کو طلب نہ کرے)۔

دُنیا میں زُہد اختیار کرنے میں بڑا آرام ہے۔

اگر تم باقی رہنے والی چیز (آخرت) کی طرف راغب ہو تو تم فنا (دُنیا) میں زُہد اختیار کرو۔

اگر تم نے زُہد کو اپنا شعار بنالیا تو خود کو دُنیا کی بدبختی سے آزاد کرلیا اور دار بقا (آخرت) میں کامیابی حاصل کرلی۔

زُہد کے ذریعے حکمت پھل دیتی ہے۔

زُہد کا پھل (دُنیا و آخرت) میں آرام ہے۔

بہترین زُہد، اعلیٰ ترین ایمان ہے اور دُنیا کی طرف رغبت کرنے سے یقین تباہ ہوجاتا ہے۔

اعلیٰ ترین سخاوت، دُنیا سے بے رغبتی ہے۔

دُنیا سے تمہاری بے رغبتی تمہیں نجات دے گی اور اس کی طرف تمہاری رغبت تمہیں ہلاک کر دے گی۔

آدمی کا فنا ہونے والی چیز کی طرف رغبت نہ کرنا، باقی رہنے والی چیز کے یقین کے برابر ہوتا ہے۔

نفس کو دُنیا کی لذتوں سے باز رکھنا پسندیدہ ترین زُہد ہے۔

تمہارے لئے دُنیا سے بے رغبتی ضروری ہے کہ وہ دین کی مددگار ہے۔

وہ شخص دُنیا سے کیسے بے رغبت ہوسکتا ہے، جو آخرت کی قدر نہیں جانتا؟

تمہیں اس چیز سے بے رغبت ہونا چاہئے جو ختم ہونے والی اور زوال پذیر ہے، کیونکہ وہ تمہارے لئے اور تم اس کیلئے باقی نہیں رہو گے۔

وہ ہرگز محتاج نہیں ہوسکتا، جس نے زُہد اختیار کر لیا۔

جو دُنیا سے بے رغبت ہوتا ہے، اس کیلئے مشکلیں آسان ہوجاتی ہیں۔

جس نے دُنیا میں زُہد کیا، اس نے اپنے دین کو بچا لیا۔

جس نے دُنیا میں زُہد کیا، دُنیا بھی اس کے ہاتھ سے نہیں جاتی (بلکہ اس کے پاس زیادہ تر آتی ہے)۔

زُہد کے ساتھ حکمت، ثمر بخش ہوتی ہے۔

کسی چیز سے بے رغبت نہ رہو، یہاں تک کہ تم اسے پہچان لو (ممکن ہے آپؑ کی مراد حکم فقہی ہو کہ اشیا اس وقت تک مباح ہیں، جب تک ان کا حرام یا مکروہ ہونا ثابت نہ ہو)۔

حرام سے پرہیز جیسا کوئی زُہد نہیں ہے۔

جو شخص طمع سے خالی اور ورع سے آراستہ نہیں ہوتا، اسے زُہد کوئی فائدہ نہیں پہنچاتا ہے۔

بے شک دُنیا میں زاہدوں کے دِل روتے ہیں، اگرچہ وہ ہنستے ہوں اور ان کا حزن شدید ہوتا ہے، خواہ وہ خوش ہوں اور اپنے نفسوں سے ان کی دُشمنی سخت ہے، خواہ اس چیز پر رشک ہی کیا جائے، جو ان کو عطا ہوئی ہے۔

جب زاہد، لوگوں سے بھاگے تو تم اسے تلاش کرو (کیونکہ وہ اپنے زُہد میں جھوٹ نہیں بولتا ہے)۔

جب زاہد لوگوں کے پیچھے ہو ان کا دست نگر، تو تم اس سے بھاگو۔

جن چیزوں سے جاہل رغبت کرتے ہیں، تم ان سے رغبت نہ کرو۔

دُنیا سے بے رغبت، آخرت کی طرف راغب لوگ خوش نصیب ہیں انہوں نے زمین کو فرش اور اس کی خاک کو بچھونا، اس کے پانی کو خالص مشک، قرآن کو شعار اور دُعا کو لباس زیریں بنا لیا ہے اور دُنیا کو عیسیٰ ابن مریمؑ کی طرح گزارا ہے۔

جو ماضی پر افسوس نہ کرے اور مستقبل پر خوش نہ ہو، اس نے زُہد کے دونوں سرے پکڑ لئے ہیں، یعنی وہ زُہد کے کمال پر پہنچ گیا ہے۔

جو دُنیا سے بے رغبت ہوتا ہے، وہ مصائب کو سہل سمجھتا ہے۔

جس نے دُنیا میں زُہد اختیار کیا، اس نے اپنے نفس کو آزاد اور پروردگار کو خوشنود کیا۔

جس نے دُنیا میں زُہد کیا، اس کی آنکھ جنت الماویٰ سے ٹھنڈی ہوگی۔

جس نے دُنیا میں زُہد اختیار نہیں کیا، اسے جنت الماویٰ نصیب ہوگی۔

ترکِ دُنیا میں آرام ہے (البتہ شرع کے مطابق دنیا لینے میں کوئی حرج نہیں ہے)۔

دُنیا کو اس سے جدا ہونے والے بے رغبت کی نظر سے دیکھو، اس کی طرف دِل باختہ عاشق کی نظر سے نہ دیکھو۔

دُنیا میں بے رغبت رہو اور اس سے منہ موڑ لو، ہوشیار کہیں ایسا نہ ہو کہ تم پر موت آجائے، دُنیا اور تمہارا دل دُنیا کی کسی چیز میں الجھا ہوا ہو کہ ہلاک ہو جاؤ گے۔

ملاقات

ایک روز یا ایک ہفتہ چھوڑ کر ملاقات کرنا، کوفت و خستگی سے امان کا باعث ہے۔

اللہ کیلئے اس کے طاعت گزاروں سے ملاقات کرو اور اس کے اولیا، آئمہؑ سے ہدایت لو۔

اللہ کیلئے ملو، خدا کیلئے بیٹھو، اللہ کیلئے بخشش کرو اور خدا کیلئے منع کرو۔

جس سے زیادہ ملاقات کی جاتی ہے اس کی بشاشت کم ہو جاتی ہے (کیونکہ وہ اُکتا جاتا ہے)۔

زینت

زینت نیک چال چلن سے ہوتی ہے، اچھے لباس سے نہیں۔

لوگوں سے طلب کرنا

لوگوں سے کوئی چیز طلب کرنا، بولنے والے کی زُبان کو ناتواں کر دیتا ہے اور شجاع وشیر کے دِل کو توڑ دیتا ہے، عزت والے آزاد کو ذلیل غلام کی جگہ کھڑا کر دیتا ہے، چہرہ کی رونق ختم کر دیتا ہے اور روزی کی برکت چھین لیتا ہے۔

لوگوں سے مانگنا فقر و ذلت کا طوق ہے، عزت والے سے عزت اور خاندانی شرافت والے سے خاندانی شرافت چھین لیتا ہے۔

لوگوں سے مانگنے میں ذلت ہے۔

لوگوں سے مانگنا فقر کی کنجی و کلید ہے۔

سوال وطلب کامیابی کی آفت ہے (جبکہ خدا سے مانگنے میں کامیابی ہے)۔

اگر تم یہ چاہتے ہو کہ تمہاری بات مانی جائے (سوال رد نہ ہو) تو مدمقابل سے وہ چیز مانگو، جو اس کی استطاعت وطاقت میں ہو۔

تمہارا مطالبہ اور درخواست اس چیز کیلئے ہونا چاہئے، جس کا حُسن و جمال تمہارے لئے باقی رہے اور اس کا وبال تم سے

زائل ہو جائے۔

جو نیک سوال کرتا ہے، اس کی حاجت روائی ہوتی ہے۔

جس نے خدا کے غیر سے مانگا، وہ محروم ہونے کا مستحق ہو گیا۔

جو لوگوں سے زیادہ سوال کرتا ہے، وہ ذلیل ہو جاتا ہے۔

جو اس چیز کو طلب کرتا ہے، کہ جس کا وہ مستحق نہیں ہوتا ہے (اسے محروم ہونا پڑتا ہے)۔

جو لوگوں سے مکرر کوئی چیز مانگتا ہے، لوگ اسے جھڑک دیتے ہیں۔

جو اپنی قدر و قیمت سے اونچی چیز مانگتا ہے، وہ محروم رہتا ہے۔

جو شخص تم سے سوال کرنے سے خود کو محفوظ نہ رکھے (تم سے سوال کرلے) تو اسے رد کرنے سے خود کو بلند رکھو (اس کے سوال کو پورا کرو)۔

تمہارا چہرہ جامد (ٹھہرا ہوا) پانی ہے، جس کو سوال بہا دیتا ہے، پس یہ دیکھو کہ کس کے سامنے اسے پانی پانی کر رہے ہو، بدبخت و پست کے سامنے ہاتھ نہ پھیلاؤ۔

جس شخص کے بارے میں یہ اندیشہ ہو کہ وہ منع کردے گا تو اس سے سوال نہ کرو (کہ بے فائدہ اپنی عزت برباد کرو گے)۔

سائل کو محروم نہ کرو، خواہ وہ اِسراف ہی کرے۔

سائل کو محروم نہ کرو اور اس کو محروم نہ کرنے سے اپنی مردانگی کی حفاظت کرو۔

سوال جیسی کوئی ذلت نہیں ہے۔

نئے مالداروں سے سوال کرنے پر مجبور ہونا، بہت بڑا المیہ ہے۔

بے شک تم اس چیز کے اجر صحیح سے، جزا کے سائل سے زیادہ محتاج ہو، جو اس نے تم سے لی ہے۔

بے شک تم اس چیز پر زیادہ رشک کرنے والے یا شاد ہونے والے یا زیادہ فائدہ اٹھانے والے ہو، جو تمہارے ہاتھ سے تمہاری طرف رغبت کرنے والے کو ملی ہے، کیونکہ وہ دُنیا و آخرت میں فائدہ دینے والی ہے۔

سائل کو مانگنے سے پہلے دے دو، کیونکہ اگر تم اسے سوال کرنے پر مجبور کرو گے تو اسے دینے سے زیادہ اس کی عزت لے لو گے۔

جو شخص تمہارے پاس اپنی آبرو کا سودا کر کے مانگنے آتا ہے اسے اپنا مال عطا کر دو، کیونکہ عزت و آبرو کے برابر کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔

جب بھی تم سے سوال کیا جائے بخشش کرو۔

نااہل سے حاجت طلب کرنا، موت سے بھی زیادہ سخت ہے۔

مانگنے پر اِصرار کرنا، بہت بُری عادت ہے۔

حاجت طلب کرنے میں آبرو کو استعمال کرنا، بہت بڑی ذلت ہے،خواہ حاجت کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو اور پوری بھی ہو جائے یعنی انسان کو چاہئے کہ اپنی عزت کا سودا نہ کرے۔

کنجوس و کمینے کے سامنے اپنی آبرو ریزی کرنا،موت سے بھی بڑی بات ہے۔

سوال و جواب

شائستہ طریقے سے سوال و خطاب کرو تا کہ شائستہ جواب سنو۔

جو شخص جواب میں جلدی کرتا ہے، وہ صحیح راستہ نہیں پا سکتا۔

صحیح جواب، بلند مرتبہ ہونے کی دلیل ہے۔

جو غلط طریقہ سے خطاب کرے گا، وہ غلط جواب پائے گا (بنابرایں جو شائستہ جواب سننا چاہتا ہے، اسے شائستہ طریقے سے گفتگو کرنا چاہئے)۔

تم میں سے کسی کو بھی اس سوال کے جواب میں کہ جس کو وہ نہیں جانتا ہے، یہ کہنے میں شرم نہیں کرنا چاہئے کہ میں نہیں جانتا۔

بُری بات نہ کہو اور جواب دینے میں تیزی نہ کرو (خواہ جواب دینا تمہارے لیے سخت ہی ہو)

اس چیز کے بارے میں ہرگز سوال نہ کرو، جو نہیں تھی۔ درحقیقت جو چیز ہے، وہ کافی علم ہے۔

سوال کو بُرا نہ بناؤ کہ بُرا جواب تمہیں بے چین کریگا۔

جس نے ، میں نہیں جانتا، کہنا چھوڑ دیا (یعنی جب بھی اس سے کوئی علمی یا شرعی مسئلہ معلوم کیا جاتا ہے تو وہ نہ جانتے ہوئے بھی جواب دے دیتا ہے) گویا وہ اپنے مقتل میں پہنچ جاتا ہے کیونکہ انبیاء اور آئمہ کے علاوہ کوئی بھی ہر سوال کا جواب نہیں دے سکتا اور اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو وہ اُخروی ہلاکت مول لیتا ہے۔

حاضر جواب وہ ہے، جو غصہ نہیں ہوتا ہے (وہ سوچ سمجھ کر جواب دیتا ہے اور غصہ میں آپے سے باہر ہونے والا معقول جواب نہیں دے سکتا)۔

معلوم کرو تا کہ جان لو۔

جب پوچھو تو سمجھنے کیلئے پوچھو، مدمقابل کو شرمندہ کرنے کیلئے سوال نہ کرو، کیونکہ جاننے والا طالب علم سے مشابہ ہوتا ہے اور منحرف عالم جاہل کی مانند ہوتا ہے۔

اگر نہیں جانتے تو سیکھ لو اور جب تم سے اس چیز کے بارے میں سوال کیا جائے کہ جس کو تم نہیں جانتے تو کہہ دو اللہ اور اس کا رسولؐ بہتر جانتا ہے، یعنی میں نہیں جانتا کہنا عیب نہیں ہے (بلکہ شرعی و عقلی فریضہ ہے)۔

کثرتِ سوال، مسائل پوچھنے یا کوئی چیز مانگنے کیلئے کوفت و خستگی کا باعث ہوتا ہے۔

جو پوچھتا ہے، وہ عالم ہو جاتا ہے کیونکہ بغیر سوال کیے علم نہیں آتا ہے۔

جوسوال کرتا ہے، وہ فائدہ اُٹھاتا ہے۔

جوشائستہ سوال کرتا ہے وہ جان جاتا ہے۔

جوبچپنے میں سوال کرتا ہے، وہ بڑا ہوکر جواب دیتا ہے (کیونکہ علم کی پیچیدگیاں سوال کرنے سے حل ہی ہوتی ہیں اور جب وہ بڑا ہوگا تو لوگ اس سے سوال کریں گے اور یہ وہ جواب دیگا)۔

اسباب ووسائل

جس کے ذریعے ناتواں اِنسان اپنا مقصد حاصل کرتا ہے، وہی سبب قادر اِنسان کو اس کے مقصد سے عاجز وناتواں بنادیتا ہے (ممکن ہے، اس سے خدا مراد ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ عقل وارادہ مراد ہو)۔

مضبوط ترین سبب، جس کو تم اختیار کرتے ہو، وہ سبب ہے، جو تمہارے اور خدا کے درمیان ہے (مقصد تک رسائی کا بہترین زریعہ کہ جس کو اختیار کرنا چاہتے ہو، وہ قرآن واہل بیتؑ ہیں)۔

ہر چیز کا ایک سبب ہوتا ہے (آدمی کو چاہئے کہ اسے اختیار کرے)۔

مضبوط ترین وسائل، نیک اور اچھے فضائل ہیں۔

تقربِ خدا کیلئے اعلیٰ ترین سبب، غصہ پر قابو رکھنا اور طلب وسوال کی ذلت سے محفوظ رہنا ہے۔

مسابقہ

اگر تم سبقت کرنے والے ہی ہو، تو خدا کی حدود کو قائم کرنے اور اَمر بالمعروف کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت کرو (ہر آدمی کو یہ کوشش کرنا چاہئے کہ وہ سب سے زیادہ خدا کے احکام پر عمل کرے)۔

سجودورکوع

جسمانی سجدہ اس کے اعلیٰ اعضا کو خاک پر رکھنے اور خشوع قلب اور خلوصِ نیت دونوں ہتھیلیوں، (دونوں گھٹنوں) پیروں کے انگوٹھوں کو زمین پر جھکانے سے عبارت ہے۔

سجودنفسانی، فانی اُمور سے دِل کے فارغ وخالی ہونے اور باقی رکھنے والے کاموں کی طرف پوری طرح متوجہ ہونے، تکبر وحمیت کو ایک طرف رکھنے، دنیوی بندشوں کو کاٹنے اور نیک اخلاق سے آراستہ ہونے سے عبارت ہے۔

بہترین عبادت سجودورکوع ہے۔

قید خانہ

قید خانہ دو قبروں میں سے ایک ہے۔

غضب

جس کا غصہ زیادہ ہوتا ہے، اس کی رضامندی وخوشنودی نہیں پہچانی جاتی (اور اگر کبھی وہ خوش ہوتا بھی ہے تو اس پر اعتماد نہیں کیا جاتا ہے)۔

جس کا غصہ زیادہ ہوتا ہے، وہ راضی نہیں ہوتا ہے یا اس سے گلہ نہیں کیا جا سکتا (یعنی لوگ جانتے ہیں کہ اگر اس کے پاس جائیں گے تو وہ راضی ہی نہیں ہوگا، چہ جائیکہ اس سے گلہ کیا جائے بلکہ اور زیادہ غصہ ہوگا)۔

غصہ کتنی بُری بات ہے اور خوش رہنا کتنی اچھی بات ہے۔

ناراض رہنے کیلئے رنج وزحمت ہی کافی ہے۔

جو مقدر شدہ چیزوں سے خوش نہیں ہوتا ہے، اس پر وہ بلا نازل ہوگی، جس سے وہ ڈرتا ہے۔

اس شخص کے غصہ کی پروانہ کرو، جس کو باطل نے خوش کیا ہے۔

اس کی ناراضگی سے بچو کہ جس کی فرمانبرداری ہی سے تمہیں کامیابی مل سکتی ہے اور جس کی نافرمانی تمہیں ہلاکت میں ڈال دے گی اور اس کی رحمت میں ہی تمہارے لئے گنجائش ہو، اسی کی طرف پناہ لو اور اسی پر توکل وبھروسہ کرو۔

سخاوت

سخاوت، محبت کو کھینچتی اور اخلاق کو سنوارتی ہے۔

سخاوت، دو سعادتوں میں سے ایک ہے۔

سخاوت، گناہوں کو دھودیتی ہے اور دِلوں کی محبت کو جذب کرتی ہے۔

سخاوت وشجاعت اچھی صفات ہیں، ان کو خدا اسی کے اندر پیدا کرتا ہے کہ جس کو دوست رکھتا ہے اور جس کو آزما چکا ہے۔

سخاوت یہ ہے کہ اپنے مال کو راہِ خدا میں بخشنے والے ہو اور دوسروں کے مال سے دامن کش رہو۔

سخاوت یہ ہے کہ مانگنے سے پہلے دے دیا جائے، پس اگر مانگنے کے بعد دیا جائے تو یہ حیا اور عار ہے۔

سخاوت، عقل کا پھل اور قناعت نجابت کی دلیل ہے۔

سخاوت اور حیا اعلیٰ ترین خصلت ہے۔

شجاع ترین انسان وہ ہے جو سب سے بڑا سخی ہے۔

بلند ترین اخلاق سخاوت ہے اور جس کا نفع سب کیلئے ہے، وہ عدل ہے۔

سب سے بڑی سخاوت یہ ہے کہ تم اپنے مال کو طلب کئے بغیر دو اور دوسروں کے مال سے اجتناب کرو۔

لوگوں کے مال کی حرص نہ کرنا، بہت بڑی سخاوت ہے۔

اعلیٰ ترین چیز جس کے ذریعے تعریف کی جاتی ہے، سخاوت ہے اور جس کے ذریعے باقی رہنے والا نفع کا سلسلہ جاری ہوتا ہے، صدقہ دینا ہے۔

سخاوت، پسندیدہ اخلاق اور بڑی فضیلت ہے۔

سخاوت، ایک اچھی عادت ہے۔

سخاوت، انسان کی زینت ہے۔

سخاوت، دِلوں میں محبت کا بیج بوتی ہے۔

سخاوت، بہترین خصلت ہے۔

سخاوت، انبیاءؑ کی خصلت ہے۔

سخاوت، باطن کو صفا بخشتی ہے۔

سخاوت، عیوب کو چھپاتی ہے۔

سخاوت، تعریف و مدح کا باعث ہوتی ہے۔

سخاوت، جواں مردی اور زیرکی کی علامت ہے۔

سخاوت کے ذریعے، افعال کو سنوارا جاتا ہے۔

سخاوت کے ذریعے، عیوب چھپے رہتے ہیں۔

سخاوت میں محبت ہے۔

زیادہ سخاوت کرنے سے زیادہ دوست بنتے ہیں اور اس سے دُشمنوں کی اِصلاح ہوتی ہے۔

اگر تم سخاوت کو مرد کی صورت میں دیکھتے تو اسے ایسا حسین پاتے، جو دیکھنے والوں کو خوش کر دیتا۔

جس کی ءپاس سخاوت و حیا نہیں ہے، اس کی موت زندگی سے بہتر ہے۔

بہترین خصلت سخاوت ہے۔

سخاوت جیسی کوئی خصلت نہیں ہے۔

ناداری میں سخاوت نہیں ہے۔

سخاوت، سائل کی محبت اور عطا و بخشش ہے۔

درستی

جو صحیح طریقہ سے کام انجام دیتا ہے وہ (سعادت کا) مالک بن جاتا ہے۔

سراب

جو شخص سراب کی تلاش وجستجو میں بہت جلدی کرتا ہے، اس کی زحمت وتکلیف بڑھ جاتی ہے اور اس کی تشنگی اور زیادہ بھڑک اُٹھتی ہے۔

جو شخص سراب سے سیراب ہونے کی اُمید رکھتا ہے، اس کی اُمید مایوسی میں بدل جاتی ہے اور پیاسا ہی مرتا ہے۔

جس کو سراب فریب دیتا ہے (اس کی کامیابی) کے اسباب منقطع ہوجاتے ہیں۔

شائستہ جواب دینا

شائستہ جواب دینا، دوسعادتوں میں سے ایک ہے۔

پوشیدہ چیزیں

پوشیدہ چیزوں کی حفاظت (جیسے نیت وارادہ وغیرہ) عقل کی بصیرت اور شعور کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔

خوش نصیب ہے وہ شخص کہ جس کا باطن شائستہ اور ظاہر خوش نما ہے اور اپنے شر کو لوگوں سے روکے ہوئے ہے۔

باطنی چیزوں کی تصحیح واصلاح کے وقت اندرونی کینہ ظاہر ہوجاتا ہے۔

جب ظاہر خراب ہوتا ہے تو باطن بھی خراب ہوجاتا ہے (ممکن ہے یہ مراد ہو کہ ظاہر کی خرابی باطن کی خرابی میں موثر ہے کیونکہ گناہ کرتے کرتے انسان کفر تک پہنچ جاتا ہے، اس کا اعتقاد برباد ہوجاتا ہے اور ممکن ہے یہ مراد ہو کہ ظاہر کا فساد باطن کی تباہی پر منتہی ہوتا ہے)۔

جس کا باطن اچھا ہوتا ہے، اس کا ظاہر بھی نیک ہوتا ہے۔

جس کا باطن نیک ہوتا ہے، وہ کسی سے نہیں ڈرتا ہے۔

اسرار اور سرگوشی

اپنے معاملہ کو محفوظ رکھو اور کسی بھی خواستگار کو اپنا راز نہ دو (یعنی بیٹی کی مانند اس کی حفاظت کرو)۔

اپنے راز کے ساتھ تنہا رہو اور اس کو کسی دُور اندیش کے سپرد نہ کرو کہ پھسل جائے اور نہ جاہل کے سپرد کرو کہ خیانت کرے۔

بہترین سرگوشی وہ ہے، جو دین وتقویٰ کی بنیاد پر ہو اور راہِ راست پر چلنے اور خواہشوں کی مخالفت سے پردہ ہٹائے۔

مرد اپنے راز کو زیادہ محفوظ رکھنے والا ہے(کیونکہ دوسرا اس کی مانند اس کی حفاظت نہیں کر سکتا)۔

راز فاش کرنا، غیروں کا شیوہ ہے۔

جو راز تمہارے سپرد کیا گیا ہے، اس کو فاش کرنا بے وفائی ہے۔

تین آدمیوں: 1. عورت 2. سخن چین 3. چغل خور و بے وقوف کو راز نہیں دیا جاتا ہے۔

تمہارا راز تمہاری مسرت و خوشی ہے، اسے چھپائے رکھو اور اگر اسے فاش کردیا تو تمہاری ہلاکت ہے۔

جو اپنا راز فاش کردیتا ہے، وہ محفوظ نہیں رہ سکتا ہے۔

تمہارا راز تمہارا اسیر ہے، لیکن اسے فاش کروگے تو تم اس کے اسیر ہوجاؤ گے۔

اپنے اسرار کے سلسلہ میں بخیل بن جاؤ، اسے کسی سے بھی بیان نہ کرو اور جو راز تمہارے سپرد کیا گیا ہے، اسے فاش نہ کرو کیونکہ اسے فاش کرنا خیانت ہے۔

جب راز کے خزانہ دار زیادہ ہوجاتے ہیں تو اس کے ضائع ہونے کا امکان بڑھ جاتا ہے۔

راز چھپانے والا، وفادار امین ہے۔

اگر اِنسان اپنی عقل سے کام لیتا ہے تو وہ اپنے راز کو اس شخص سے ضرور محفوظ رکھتا، جس نے اس کے سامنے راز فاش کیا تھا اور کسی کو اس سے آگاہ نہ کرتا۔

جس نے تمہارا راز فاش کیا، اس نے تمہارے اَمر کو ضائع کردیا۔

جس نے تمہارا راز چھپا لیا، اختیار اس کے ہاتھ میں ہے (لیکن جس نے اسے فاش کردیا اس کا کوئی اختیار نہیں بلکہ اختیار اس کا ہے، جس کے پاس اس کا راز ہے)۔

جو غیر معتبر آدمی کو راز بتاتا ہے، وہ اپنے راز کو برباد کرتا ہے۔

جس نے اس راز کو فاش کیا کہ جو اس کے سپرد کیا گیا تھا، اس نے خیانت کی۔

جو اپنے راز یا بُرائی کو روکنے میں ناتواں ہے تو وہ دوسرے کا راز روکنے میں زیادہ ناتواں ہے۔

جو اپنے راز کی حفاظت کرنے میں کمزور ہے، وہ دوسرے کے راز کی حفاظت کرنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے۔

جو تم سے اپنا راز مخفی رکھتا ہے، درحقیقت اس نے تم پر اتہام لگایا ہے، اسے تمہارے اُو پر اعتماد نہیں ہے۔

راز فاش کرنا، بدترین بے وفائی ہے۔

میں اپنا راز فاش کرنے پر کسی کو بُرا نہیں کہتا ہوں کہ میں خود اس سے زیادہ تنگ نظر ہوں۔

راز کا معیار، اس کو چھپانا ہے۔

جو اِمانت دار نہیں ہے، اس کو اپنا راز نہ دو۔

جو تمہارا راز فاش کر دے، اس پر اعتماد نہ کرو۔
اپنی زوجہ اور اپنے غلام کو اپنے راز سے آگاہ نہ کرو کہ وہ تمہیں اپنا غلام بنا لیں گے۔
جاہل سے راز نہ بتاؤ کہ وہ اس کو چھپانے کی طاقت نہیں رکھتا ہے۔
وہ شخص محکم یا دُور اندیش نہیں ہے، جس کے سینہ میں اس کے راز کی گنجائش نہ ہو۔
ہر مجلس و نشست کی بات اس کی بساط لپٹنے سے ختم ہو جاتی ہے یعنی جیسے ہی نشست ختم ہونے کے بعد فرش لپیٹا جائے، اس کے اسرار بھی سینوں میں لپٹ جانے چاہییں۔
اگر اپنے دوست سے تم مانوس بھی ہو تو بھی اپنے اَمر کو اس سے محفوظ رکھو اور اپنے کچھ اسرار باقی رہنے دو، ایسا نہ ہو کہ کہیں کسی وقت پشیمان ہونا پڑے۔

سرور

مسرت نفس کو انبساط بخشتی ہے اور نشاط کو اُبھارتی ہے۔
اکثر مسرت مکدر ہو جاتی ہے۔
کبھی مسرت مکدر ہو جاتی ہے۔
ہر خوشی مکدر ہو جائے گی۔
یہ کلام نہج البلاغہ کے کلمات قصار 249 کا تتمہ ہے۔ آپؑ جناب کمیلؓ سے فرماتے ہیں: اپنے اہل خانہ کو حکم دو کہ دن نیک صفات کے حصول میں اور رات ان لوگوں کی حاجت روائی میں بسر کرو، جو سو رہے ہیں اس ذات کی قسم کہ جس کی قوت سماعت اور ہر آواز کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ جس نے بھی کسی دِل میں سرور ودیعت کیا، جس نے کسی کو خوش کیا، خدا اس سرور سے اس کیلئے ایک لطف کو پیدا کرے گا اور جب بھی اس پر کوئی مصیبت پڑتی ہے، تو یہی لطف اس مصیبت کی طرف اتنی تیزی سے بڑھتا ہے جتنی تیزی سے ڈھلوان سے پانی ڈھلتا ہے اور اس کو اس سے اسی طرح دفع کر دیتا ہے، جس طرح اجنبی اُونٹ گلہ سے دُور بھاگتا ہے۔

اسراف

اِسراف ہر چیز میں مذموم ہے، مگر نیک کام میں نہیں۔
جان لو کہ اس مال کو (جو تمہارے پاس ہے) غیر مستحق کو دینا مال کو پراگندہ کرنا اور فضول خرچی ہے۔
بدترین بخشش اِسراف ہے۔
میانہ رو اور معتدل اِنسان کا کسی کو کچھ نہ دینا، اسراف کرنے والے کی بخشش سے بہتر ہے۔
محافظ کا مال محفوظ رکھنا، ضائع کرنے والے کی بخشش سے بہتر ہے۔

فضول خرچی، بے پناہ مال کو بھی ختم کر دیتی ہے۔

اِسراف، بہت کو فنا کر دیتا ہے۔

فضول خرچی، فقیری کا سبب ہے۔

فضول خرچ، مفلس کا ہم نشین ہے (انسان کو چاہئے کہ ایسے ہم نشین کا اِنتخاب نہ کرے جس سے نقصان کے علاوہ اور کچھ حاصل نہ ہو)۔

میانہ روی کے ساتھ اِسراف کو چھوڑ دو اور آج (دُنیا میں) کل (قیامت) کو یاد کرو۔

اِسراف و فضول خرچی کو چھوڑ دو کیونکہ فضول خرچ کی بخشش کی تعریف نہیں کی جاتی اور نہ اس کی ناداری پر رحم کیا جاتا ہے۔

اِسراف ناداری اور فقر کا سبب ہے۔

فضول خرچی و اِسراف کو چھوڑنا اور عدل و انصاف کو اپنا شیوہ بنانا، تمہارے لئے ضروری ہے۔

ہر چیز میں اِسراف کی مذمت کی جاتی ہے مگر نیکی کرنے اور طاعت خدا میں مبالغہ کرنے میں نہیں کی جاتی۔

میانہ روی کے ذریعے اسراف کو چھوڑ دو اور آج کل کو یاد کرو اور مال میں سے اپنی ضرورت بھر محفوظ رکھو اور اضافی مال کو اس دن کیلئے آگے بھیج دو، جس دن تمہیں ضرورت ہوگی۔

فضول خرچی کیلئے بے تکا خرچ کافی ہے۔

زیادہ خرچ ہلاکت میں ڈالتا ہے۔

اِسراف میں کوئی شرف نہیں ہے (کہ یہ بہت جلد رُسوائی کا باعث ہوتا ہے)۔

جو فضول خرچی اور زیادروی پر فخر کرتا ہے، وہ افلاس و ناداری کے ذریعے حقیر ہوتا ہے۔

ضرورت سے زیادہ، اِسراف ہے (آیت اللہ خوانساری مرحوم نے 'ما' کو نافیہ مانا ہے لہٰذا ان کا ترجمہ یہ ہوگا کہ ضرورت سے اُوپر کا خرچ جیسے بخشش، داد و دہش اور مہمان نوازی، وائے ہو اسراف کرنے والے پر کہ وہ اپنے نفس کی بھلائی سے اور اپنے مقصد کے حصول سے کتنا دُور ہے۔

چوری

چوری سے پرہیز کرنے کو پاک دامنی اور حرام سے بچنے کیلئے واجب کیا ہے۔

مدد کرنا

ہر حال میں اپنے بھائی کی مدد کرو اور وہ جہاں جائے تم اس کے ساتھ جاؤ۔

نیک بختی

نیک بختی وہ ہے، جو اِنسان کو کامیابی سے ہمکنار کرے۔

نیک بختی کی نشانیاں، عمل کو خالص کرنا ہے۔

سینہ نصیبی کا حسد اور کینہ سے خالی ہونا، بندے کی اِقبال مندی میں سے ہے۔

سعادت اور نیک بختی کا حصول خیرات اور پاکیزہ اعمال کی انجام دہی میں جلدی کرنے میں ہے۔

اِنسان کی خوش قسمتی، قناعت اور خوش بختی ہے۔

آدمی کی نیک بختی، اپنے دین کی حفاظت اور اپنی آخرت کیلئے عمل کرنے میں ہے۔

آدمی کی سعادت کیلئے یہی کافی ہے کہ دین و دُنیا کے اُمور میں اس پر اعتماد کیا جائے۔

آدمی کی سعادت کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ فنا ہونے والے سے منہ موڑنے اور باقی رہنے والے کا شیفتہ ہو جائے۔

تم سعادت کی مٹھاس کو ہرگز نہیں چکھ سکو گے، جب تک کہ بدبختی کی تلخی کو نہیں چکھو گے۔

نیک اعمال کی توفیق بھی سعادت و نیک بختی ہے۔

عام لوگوں کی بھلائی کیلئے کام کرنا، بھی بڑی سعادت ہے۔

مقصد و مطلب میں کامیابی حاصل کرنا اور اس کا سہل ہونا بھی سعادت ہے۔

آدمی کی نیک بختی و سعادت میں سے یہ بھی ہے کہ اہل پر احسان کرے۔

خدا کی طاعت کے بغیر آدمی نیک بخت نہیں ہوسکتا اور اس کی معصیت کے علاوہ بدبخت نہیں ہوسکتا۔

خدا کی حدود قائم کیے بغیر کوئی بھی کامیاب اور سعادت مند نہیں ہوسکتا اور کوئی بدبخت نہیں ہوسکتا مگر ان کے ضائع کرنے سے۔

آدمی کی اِقبال مندی میں سے یہ بھی ہے کہ وہ اس پر احسان کرئے، جو اس کا شکریہ ادا کرے اور انعام و احسان سے اسے نوارے، جو اس کا اِنکار نہ کرے۔

وہ شخص سعادت مند نہیں ہوسکتا، جو اپنے بھائیوں کو نقصان پہنچاتا ہے۔

خوش بختیاں، بدبختیوں سے کتنی نزدیک ہیں۔

تن آسانی اور اُمور کو سہل سمجھ لینے والا، سعادت مندی سے بہت دُور ہے، جب کہ زحمت و مشقت اُٹھانے والا، سعادت مند ہوتا ہے۔

خدا کی بارگاہ میں اعمال پیش ہوتے وقت خوش بختی، بدبختی سے جدا ہو جائے گی۔

خوش بخت

خوش نصیب ہے وہ جو اس چیز کو حقیر سمجھتا ہے، جو اس کے پاس نہیں ہے۔
نیک بخت ہے وہ جو عقاب سے ڈرا تو ایمان لایا اور ثواب کی اُمید کی تو نیکی انجام دی۔
یقیناوہ سب بڑا سعادت مند ہے، جس کا نفس طاعت خدا کا مطالبہ کرے۔
نیک بخت ہے وہ جو طاعت کو خالص کرتا ہے۔
اگر تم اس چیز میں سب سے زیادہ سعادت مند ہونا چاہتے ہو کہ جس کو تم جانتے ہو تو اس پر عمل کرو۔
سعادت مند تو بس وہی ہے، جو عقاب سے ڈرا تو محفوظ ہو گیا اور ثواب کا اُمیدوار ہوا تو نیکی کی اور جنت کا مشتاق ہوا تو شب بیداری کی (خدا کی عبادت اور طاعت میں سبقت کی اور نماز کی ادائیگی کیلئے سحر خیزی کی)۔

کوشش و جستجو

کوشش کیلئے کمر بستہ ہونا خوش نصیبی (کی علامتوں) میں سے ہے۔
طلب و جستجو کرو تا کہ پا جاؤ۔
تمہارا کام کوشش کرنا ہے، کامیابی پانا تمہارے اختیار میں نہیں ہے (یعنی کوشش کرنا آدمی کا فرض ہے، خواہ مقصد میں کامیاب ہو یا ناکام رہے)۔
جو تمہیں فائدہ پہنچاتا ہے اور جو تمہارے لئے اجر مقرر کرتا ہے، وہ تمہاری کوشش کو رائیگاں نہیں جانے دے گا۔
جو اپنے راستہ پر تیزی سے چلتا ہے (طاعات و عبادات میں کوشش کرتا ہے) وہ آرام دہ منزل کو پا لیتا ہے۔
جس کہ کوششیں نیک ہوتی ہیں، اس کی زندگی اور آخرت کی منزلیں سنور جاتی ہیں۔
اپنی گردنوں کے آزاد کرنے میں، ان کے گروی رکھنے سے پہلے کوشاں رہو۔
جو شخص لوگوں کیلئے ناپسند چیزوں (جیسے خوف ناک خبر پھیلانے) میں عجلت سے کام لیتا ہے تو اس کے بارے میں لوگ ایسی بات کہتے ہیں، جس کو وہ نہیں جانتے۔
بہت کوشش کرنے والوں کو وہی چیز نقصان پہنچاتی ہے، جس کیلئے وہ کوشش کرتے ہیں (بنا بریں ہر کام کو سوچ سمجھ کر کرنا چاہئے)۔
بہت سے بیدار (اور ڈھونڈنے والے) سونے والے کیلئے کوشش کرتے ہیں۔
بہت سے کوشش کرنے والوں کی کوشش بیٹھنے والے کیلئے ہے (یعنی کبھی بیٹھنے والوں کیلئے خدا دوسروں سے کام کراتا ہے اور ان کیلئے روزی فراہم کرتا ہے)۔

سفر

سفر دوعذابوں میں سے ایک ہے (روایات میں وارد ہوا ہے: السفر قطعة من السقر۔ ''سفر جہنم کا ٹکڑا ہے۔'' ممکن ہے دوعذابوں سے دوزخ اور سفر کا عذاب مراد ہو)۔

سفیر

سفیر کا جھوٹ بولنا فساد و خرابی کو جنم دیتا ہے، مقصد کو ضائع کر دیتا ہے، دُور اندیشی کو باطل کرتا ہے اور اِرادہ کو توڑتا ہے۔

خون ریزی

ناحق خون ریزی کرنا عقوبت و عذاب اور نعمت کے زوال کو دعوت دیتا ہے۔

کشتی نجات

نجات کی کشتیوں کے ذریعے فتنوں کی موجوں کو چیر دو (اور خود کو ساحل تک پہنچاؤ)۔

بے وقوفی

تمہارے لئے ضروری ہے کہ غیر سنجیدہ لوگوں سے دُور رہو، کیونکہ وہ دوستوں کو وحشت میں ڈالتے ہیں۔

بے وقوفی اور بے وقوف

حکیم و دانا اس وقت سب سے زیادہ عاجز ہوتا ہے، جب وہ احمق و نادان سے بات کرتا ہے۔

بے وقوفوں میں سب سے بڑا بے وقوف وہ ہے، جو فحش کلام گالی گلوچ سے خوش ہوتا ہے۔

جو بے وقوفوں کے درمیان جاتا ہے، وہ حقیر سمجھا جاتا ہے (لوگ اسے جھوٹا اور حقیر سمجھتے ہیں)۔

جو بے وقوف کو ملامت کرتا ہے، وہ خود کو گالی کھانے کیلئے پیش کرتا ہے۔

بے وقوف کا جواب نہ دینا ہی اس کا بہترین جواب ہے۔

احمق آدمی بردبار کا حق نہیں پہچانتا ہے۔

بے وقوف آدمی کڑوی بات سے ہی سیدھا ہوتا ہے (لات کا آدمی بات سے نہیں مانتا ہے)۔

بے وقوفوں کے ساتھ نشست و برخاست، اخلاق کو تباہ کر دیتی ہے۔

بیماریاں

اجسام کی صحت ہی سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں (جب اِنسان اپنے بدن کی صحت پر اعتماد کرتا ہے تو الم غلم چیزیں کھالیتا ہے اور اس کے نتائج کو مدنظر نہیں رکھتا)۔

بدن کا دائمی طور پر مریض ہونا، سب سے بڑی مصیبت ہے۔

اجسام کیلئے بیماریوں سے نجات نہیں ہے۔

سکینہ و وقار

وقار، عقل کا زیور ہے۔

وقار، حلم کا رُتبہ بڑھاتا ہے یا وقار بردباری کا نتیجہ ہے۔

سکون و اِطمینان، عقل کی دلیل و علامت ہے۔

وقار، شرافت کی دلیل ہے۔

باوقار رہو گے تو تمہاری عزت کی جائے گی۔

وقار سے ہیبت بڑھتی ہے۔

خبردار! سکون کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا، کیونکہ یہ بہت بڑی زینت ہے۔

لوگوں کے درمیان بہت باوقار اور خلوت وتنہائی میں خدا کو بہت یاد کرنے والے بنو۔

تمہاری عادت واقر ہونا چاہئے کیونکہ جو زیادہ سختی کرتا ہے، اسے رذیل سمجھا جاتا ہے۔

جو وقار کے ساتھ بھاری بھر کم رہتا ہے، اس کا احترام کیا جاتا ہے۔

جس کا وقار بڑھ جاتا ہے، اس کی عظمت بڑھ جاتی ہے۔

ہمیشہ باوقار رہنے سے، غصہ کی پستی زائل ہوتی ہے۔

سکون و اِطمینان، بہترین عادت ہے۔

وقار، بہترین عادت ہے۔

آدمی کا وقار، اسے زینت بخشتا ہے اور تندخوئی، اسے معیوب بناتی ہے۔

وقار، بڑھاپے یا آدمی کا نور اور زینت ہے۔

بڑھاپے کا وقار میرے نزدیک جوانی کی انبساط سے زیادہ محبوب ہے۔

آگے بھیجا گیا

بہت سا چھینا ہوا یا آگے بھیجا گیا اپنی جگہ پلٹ آتا ہے، لہٰذا خرچ کرنے سے رنجیدہ نہیں ہونا چاہئے۔

سلام و تحفہ

سب سے بڑا کنجوس وہ ہے، جو سلام کرنے میں کنجوسی کرتا ہے۔

سلام کرنا، حُسن اخلاق اور اچھی عادت ہے۔

صلح و مسالمت

صلح و آشتی، میل، ملاقات اور بردباری کا پھل ہے۔

صلح و آشتی، محفوظ و سلامت رہنے اور استقامت کی علامت ہے۔

لوگوں سے صلح کرو تاکہ محفوظ رہو اور آخرت کیلئے کام کرو تاکہ بہرہ مند ہو سکو۔

جو لوگوں سے میل رکھتا ہے، اس کے دوست زیادہ اور دُشمن کم ہو جاتے ہیں۔

جو لوگوں سے میل جول رکھتا ہے، اس کے عیوب چھپ جاتے ہیں۔

جو لوگوں سے میل ملاپ رکھتا ہے، وہ سلامتی و امان کا فائدہ پاتا ہے۔

جو لوگوں کے میل جول سے راضی ہو گیا، وہ ان کی مصیبتوں سے بچ گیا۔

میں اس وقت تک میل ملاقات اور صلح کو اپنائے رکھتا ہوں، جب تک کہ اسلام میں سستی، جنگ سے بہتر نہیں ہوتی ہے (ورنہ پھر جنگ کو مقدم کرتا ہوں)۔

کوئی عاقبت بھی آشتی کے عواقب سے بہتر نہیں۔

اِسلام

اِسلام، سراپا تسلیم ہونا اور تسلیم یقین ہے اور یقین تصدیق ہے اور تصدیق اِقرار ہی ادا ہے اور ادا ہی عمل ہے۔

بے شک اِسلام کی ایک غرض ہے لہٰذا تم اس کی اِنتہا تک پہنچو (یعنی خدا کی رضا حاصل کرو) اور جو حقوق خدا نے تم پر واجب کئے ہیں، ان سے عہدو برا ہو جاؤ۔

اِسلام سب سے زیادہ روشن راستہ ہے۔

آپؑ نے اِسلام کے تعارف کے سلسلہ میں فرمایا: جو حقیقت میں اس کا قصد کرتا ہے، اس کے بینائی اور فراست رکھنے والے کیلئے حقانیت کی نشانی اور نصیحت حاصل کرنے والے کیلئے عبرت اور تصدیق کرنے والے کیلئے نجات ہے۔

اِسلام کی زینت احسان کرنا ہے۔

خدا نے تمہارے لئے اسلام کو شرع (راستہ) قرار دیا، تو اس کے راستوں کو آسان بنایا اور جو اس سے جنگ کرتے ہیں، ان کے خلاف اس کے ارکان کو قوی و مضبوط قرار دیا ہے۔

اِسلام کا ظاہر درخشاں اور اس کا باطن خوش نما ہے، کیونکہ وہ دُنیا و آخرت کی کامیابی لئے ہوئے ہے۔

اِسلام کی غرض و غایت تسلیم ہونا اور مطیع ہونا ہے۔

اِسلام ڈراوَنی، خوف ناک چیزوں سے امان ہے۔

اسلام کا معیار، زُبان کی سچائی ہے۔

اسلام سے مضبوط کوئی پناہ گاہ نہیں ہے۔

اِسلام اِیمان ہے یا اِسلام کو اِیمان کی ضرورت ہے یعنی اقرار شہادتین کے ساتھ آئمہ اطہار کا اقرار بھی لازمی ہے۔

اسلام لاؤ تا کہ سلامت رہو۔

مسلمان

اِسلام کی نظر سے اعلیٰ مسلمان وہ ہے کہ جس کی پوری کوشش آخرت کیلئے ہو اور اس کا خوف واُمید برابر ہو (یہ مفہوم اسلام کے دستورات میں سے ہے کہ اِنسان کو خدا سے خوف واُمید برابر رکھنا چاہئے کسی کو بھاری نہیں ہونا چاہئے۔ کتنا ہی گنہگار ہو، لیکن مایوس نہیں ہونا چاہئے اور خواہ کتنا ہی طاعت گزار ہو، خدا سے بے خوف نہیں ہونا چاہئے)۔

بے شک مسلمان (مومنین) خاکسار ہیں۔

جو اِسلام لایا وہ دنیوی اور اُخروی عقاب سے محفوظ رہا۔

جس کا اسلام سنور گیا، وہ ہدایت پا گیا۔

اَمرِ خدا کے سامنے تسلیم

سراپا تسلیم یہ ہوتا ہے (کہ تم خدا کو ظلم وغیرہ سے) مہتم نہ کرو۔

اگر تم نے اپنے نفس کو خدا کے سامنے جھکا دیا تو تمہارا نفس محفوظ ہو گیا۔

نیک لوگوں کا طریقہ بہترین طاعت و تسلیم ہے۔

خدا سے آشتی و مسالمت کرو (یعنی اس کے فرمانبردار رہو) تا کہ تمہاری آخرت محفوظ ہو جائے۔

اَمرِ خدا اور اس کے ولی کے اَمر کے سامنے تسلیم ہو جاؤ، بے شک تسلیم کے ساتھ تم گمراہ نہیں ہو گے۔

تسلیم اور مطیع ہونے کی انتہا یہ ہے کہ تم نعمت والے گھر کو پانے میں کامیاب ہو جاؤ۔

تسلیم (یعنی خدا کی قضاوقدر پر راضی رہنے) میں ہی ایمان ہے۔

جس نے اپنا اختیار خدا اور رسولؐ اور ولی اَمرؑ کے سپرد کر دیا وہ ہدایت پا گیا۔

اِطاعت وسراپا تسلیم ہونا، سب سے بڑا ایمان ہے۔

اگر تم خدا سے صلح وآشتی کرو گے تو محفوظ رہو گے اور کامیاب ہو جاؤ گے۔

حکم خدا کے سامنے بہترین طریقہ سے سراپا تسلیم ہونا ہی ایمان کی جڑ ہے۔

جو خدا سے صلح وآشتی کرتا ہے، وہ محفوظ رہتا ہے۔

جو خدا سے صلح وآشتی کرتا ہے، خدا اس کو سلامت رکھتا ہے اور جو خدا سے جنگ کرتا ہے، خدا اس سے جنگ کرتا ہے۔

سلامتی

جو سلامتی چاہتا ہے، وہ ہمیشہ استقامت سے کام لیتا ہے۔

جو سلامتی چاہتا ہے، اس کیلئے میانہ روی ضروری ہے۔

جو سلامتی سے دلچسپی رکھتا ہے، اسے چاہئے کہ اپنے نفس کو استقامت کا ساتھی بنائے۔

جو دُنیا وآخرت میں سلامتی کو دوست رکھتا ہے، اس کو چاہئے کہ فقرا کو اپنے اُوپر مقدم کرے اور جو راحت کو پسند کرتا ہے، اسے چاہئے کہ دُنیا سے بے رغبتی اختیار کرے۔

جس میں تین چیزیں ہوتی ہیں وہ دُنیا وآخرت میں محفوظ رہتا ہے اور وہ یہ ہیں: 1. نیکی کا حکم دیتا ہو اور خود بھی اس پر عمل کرتا ہو۔ 2. بُرائی سے روکتا ہو اور خود بھی اس سے باز رہتا ہو۔ 3. بلند وبرتر خدا کی حدود کی حفاظت کرتا ہو۔

سلامتی سے بڑا کوئی تحفظ وپناہ گاہ نہیں ہے۔

سلامتی سے اچھا کوئی لباس نہیں ہے۔

بہت سی سلامتی، ندامت کے بعد ملتی ہے۔

مطیع

ہر مطیع وفرنبردار کو محفوظ کیا گیا ہے۔

جو مطیع بن جاتا ہے، وہ سالم ومحفوظ رہتا ہے۔

جو خدا کا مطیع بن جاتا ہے، اس کی پشت مضبوط ہو جاتی ہے۔

جو اپنا کام خدا کے سپرد کر دیتا ہے، اس کی پشت قوی ہو جاتی ہے۔

جو خدا کی مطیع ہو جاتا ہے، اس کی نگہداشت کی جاتی ہے۔

فراموش

(خدا کو) بھولنا، اشتیاق سے محروم کرنے والا ہے۔

جو شخص اپنے چھنے ہوئے مال کو فراموش کرتا ہے، (وہ ایسا ہی ہے) جیسے اس سے چھینا نہ گیا ہو۔

تعزیت وتہنیت

آپؑ نے اس شخص کو کہ جس کا ایک بیٹا مر گیا تھا اور خدا نے اس کو دوسرا بیٹا دیا تھا، تعزیت دی اور فرمایا: خدا تمہاری اس محنت کو جو ہلاک ہوگئی ہے، اس کو عظیم کرے اور جو تمہیں بخشتا ہے، اس میں برکت عطا کرے۔

خوبصورتی

خوبصورتی اس کی خوبی کے انکشاف کیلئے بہترین رہنما ہے۔

سننا اور دیکھنا

خدا نے تمہیں کان دیئے ہیں تا کہ اہم باتوں کو محفوظ رکھو اور آنکھیں دی ہیں تا کہ ان کے اندھے پن کو جلا مل جائے (یعنی خدا نے انسان کیلئے ظاہری اور باطنی سننے اور دیکھنے کی طاقت قرار دی ہے (تا کہ ان دو عظیم وسیلوں کے ذریعے خدا کی مقرر کردہ اعلیٰ سعادت تک رسائی پائے اور کمالات کی بلندی پر پہنچ جائے)۔

کان دھرنا

خدا رحم کرے اس شخص پر، جو اس کا حکم سنتا ہے اور اسے یاد رکھتا ہے اور راہِ حق کی طرف بلایا جاتا ہے تو نزدیک ہو جاتا ہے اور رہنما کے دامن سے وابستہ ہو جاتا ہے اور نجات پا جاتا ہے۔

علم پر کوئی آفت نہیں آتی مگر سامع کی غلط فہمی سے (غلط سمجھنا یا نہ سمجھنا کا سبب ہوتا ہے، اس کا ترجمہ یہ بھی کیا جا سکتا ہے علم حاصل نہیں ہوتا ہے مگر یہ سامع کوتاہ فہمی سے کیونکہ وہ دیر میں سمجھنے کی وجہ سے بہت کوشش وکاوش سے علم حاصل کرتا ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ اکثر کم حافظہ والے بڑے علما ہوئے ہیں)۔

سنو تا کہ جان لو اور خاموش رہو تا کہ محفوظ رہو۔

جو اچھی طرح کان دھرتا ہے (اور وعظ وحکمت اور نصیحت کو صحیح سنتا ہے) وہ فائدہ اُٹھانے میں عجلت کرتا ہے۔

ہر اس چیز کی طمع نہ کرو، جس کو تم سنتے ہو کہ غفلت کیلئے اتنا ہی کافی ہے۔

اپنے کان کو حُسنِ استماع کا عادی بناؤ اور جو چیز تمہاری بھلائی میں اضافہ نہ کرے، اس پر کان نہ دھرو کیونکہ یہ دِلوں کو سیاہ کرتی ہے

اور مذمت کو حتمی کر دیتی ہے۔

سامع، قائل کا شریک ہوتا ہے (سننے والا، کہنے والے کا شریک ہے)۔

شائستہ طریقہ

(یہ نہج البلاغہ مکتوب نمبر 53 سے کچھ اختلاف کے ساتھ ماخوذ ہے۔آپؑ نے مالک اشتر کولکھا تھا) جس شائستہ طریقہ پر عمل ہوا ہے اور اس سے اُلفت ہوگئی ہے (یا اس سے لوگ مانوس ہوگئے ہیں) اور اس میں رعیت کی بھلائی ہے، اس کومت توڑنا۔

بدی کرنا

خبردار! بدی کے پاس نہ جانا، کیونکہ یہ پست لوگوں کا شیوہ ہے، بے شک بدی کرنے والا اپنی بدی کے سبب جہنم میں گر پڑتا ہے۔

اگر تم بدی کروگے تو اپنے نفس کو ذلیل کروگے اور اس کو نقصان پہنچاؤ گے۔

بدی کرنے کی احسان کرنے سے مخالفت کرو۔

بدی پر جس کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے اور اس پر اس کی تشویق کی جاتی ہے، اس کا مذاق اُڑایا جاتا ہے۔

جو اپنی رعیت کے ساتھ بدی کرتا ہے، وہ اپنے حاسدوں کو خوش کرتا ہے۔

جو بدی کرتا ہے، وہ بُری جزا کو (اپنی طرف) کھینچتا ہے۔

جو لوگوں کے ساتھ بدی کا معاملہ کرتا ہے، لوگ اسی کے ذریعے اس کی تلافی کرتے ہیں۔

جو اپنی بدی کے میدان میں دوڑتا ہے، وہ اپنی بدکرداری کے سبب ٹھوکر کھاتا ہے۔

جس نے تم پر احسان کیا ہے، اس کے ساتھ بدی نہ کرو، کیونکہ جو اپنے محسن کے ساتھ بدی کرتا ہے، وہ احسان سے محروم رہتا ہے۔

جو اپنے اہل کے ساتھ بدی کرتا ہے، اس سے اُمید نہیں کی جاسکتی، یعنی اس سے دوسروں پر احسان کرنے کی اُمید نہیں کی جاسکتی ہے۔

کام میں تاخیر کرنا

بہت سے کام میں تاخیر کرنے والے پر، ناگہاں موت ٹوٹ پڑتی ہے۔

اپنے نفس کو توبہ سے پیچھے رکھنے والے کو موت آنے کے لحاظ سے بڑا خطرہ درپیش ہے (بنابرایں گنہگاروں کیلئے اور زخم ہے کہ جلداز جلد توبہ کریں)۔

اپنی توبہ میں تاخیر کرنے والے کا کوئی دین نہیں ہے۔

بڑااور بڑا پن

بڑے اور سردار پر حسد کیا گیا ہے اور سخی سے محبت رکھی گئی ہے (یعنی بڑے سے حسد کیا جاتا ہے اور سخی سے محبت کی جاتی ہے)۔

بڑا وہ ہے، جو اپنے بھائیوں کا بوجھ اُٹھاتا ہے اور اپنے ہمسایوں کے ساتھ اچھی ہمسائیگی کا مظاہرہ کرتا ہے۔

بڑا وہ ہے، جو خیانت نہ کرے، دھوکا نہ دے اور طمع اس کو فریب نہ دے۔

بڑا وہ ہے، جو لوگوں کے اخراجات برداشت کرے اور ان کے دوش سے بوجھ اتارے اور پیسہ وغیرہ سے ان کی مدد کرے۔

مکمل بڑا پن، احسان و بخشش کرنے میں ابتدا کرنا ہے۔

دُنیا میں بڑے لوگ سخی اور آخرت میں پرہیزگار ہیں۔

بڑے لوگوں کی فضیلت بہترین عبادت ہے۔

احسان کرنا اور ستم دیدہ لوگوں کی فریاد کو پہنچنا اور مہمانوں کو دعوت دینا، بزرگی اور سیاست کا آلہ ہے۔

جو شخص اپنے بھائیوں کو غیروں کا محتاج بناتا ہے، وہ سردار نہیں ہے۔

ستم دیدہ فریادی کی شکایت کو صبر کے ساتھ سننا بھی سیادت و بڑا پن ہے (اس کے بعد حاجت روائی کی کوشش کرنا چاہئے)۔

جس نے سخاوت و بخشش نہیں کی، اس نے سیادت و بڑے پن کو کامل نہیں کیا۔

وہ شخص سردار نہیں ہے، جس کے بھائی اس کے غیر کے محتاج ہوں۔

سرداری و بزرگی جیسا کوئی شرف نہیں ہے (اس سے اِنسان دوسروں کی خدمت کرسکتا ہے)۔

انتقام کے ساتھ کوئی بزرگی و بڑے پن نہیں ہے (یعنی جو شخص انتقام لیتا ہے، وہ سردار نہیں بن سکتا)۔

بداخلاق کیلئے سیادت و بزرگی نہیں ہے (یعنی بداخلاق سردار نہیں بن سکتا)۔

وہ سردار اور بڑا نہیں، جو اپنے بھائیوں کا خرچ نہ اُٹھائے۔

جو سخی نہیں ہے، وہ سردار و بزرگ نہیں ہے۔

سرداری و بزرگی نہیں ہوسکتی مگر لوگوں کے اخراجات برداشت کرنے اور احسان کرنے سے۔

بازار

خبردار! بازاروں کی نشست گاہوں کے پاس نہ جانا کیونکہ وہ فتنوں کی جگہیں اور شیطان کے اترنے کے ٹھکانے ہیں (بازاروں کی مذمت اس لئے کی گئی ہے کہ وہاں بہت کم معاملات سچ پر مبنی ہوتے ہیں، ورنہ جھوٹ اور باطل کے زاویوں پر کاروبار ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ وہ عورتوں اور بیہودہ فاسق، بدکار، دُنیا پرست اور اس کی حرص رکھنے والوں کی جائے آمدورفت ہے۔ چنانچہ مثل ہے: السوق محل الفسوق۔ ''بازار گناہوں کا گڑھ ہے۔'' اور حدیث میں ہے: الاسواق مواطن ابلیس

وجندہ۔''بازار ابلیس اور اس کے لشکر کی چھاؤنی ہے۔''(شرح ابن ابی الحدید، ج18،ص49)

بازار کی نشست گاہ، شیطان کے حاضر ہونے کی جگہ ہے۔

بیداری

شب بیداری، دو حیاتوں میں سے ایک ہے۔

شب بیداری، مشتاق لوگوں کا باغ ہے۔

رات کو بیدار رہنا، پرہیز گاروں کا شعار اور مشتاق لوگوں کا شیوہ ہے۔

آنکھوں کا ذکر خدا میں بیدار رہنا، عارفوں کا خلوص اور مقربین کی لذت ہے۔

طاعت خدا میں شب بیداری کرنا، اولیا کی بہار اور نیک بختوں کا باغ ہے۔

یادِ خدا میں رات کو جاگنا، اولیا کی غنیمت اور پرہیز گاروں کی عادت ہے۔

یادِ خدا میں آنکھوں کا بیدار رہنا، نیک بختوں کی فرصت اور دوستوں کی سیر گاہ ہے۔

اپنی آنکھوں کو بیدار اور اپنے شکموں کو لاغر رکھو اور اپنے جسموں سے لے کر اپنے نفسوں کو بخش دو(یعنی نفس کو قوی ہونا چاہئے، بدن کے لاغر ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے)۔

اعلیٰ ترین عبادت، ذکر خدا میں آنکھوں کا بیدار رہنا ہے۔

عبادت کا بہترین مددگار، بیداری ہے۔

نرمی برتنا

نرمی برتنا، روزی کو جاری کرنے کا سبب ہوتا ہے۔

سیرت و کردار

بدترین کردار، ظلم ہے۔

نیک چال چلن اور میانہ روی سے دُشمن مغلوب ہو جاتا ہے۔

اچھی سیرت و نیک کردار، اچھے باطن کی دلیل ہے۔

اچھی سیرت، قدرت کا جمال اور حکومت کا حصار ہے۔

جس کی سیرت و روش بُری ہوتی ہے، اس کی موت لوگوں کو خوش کرتی ہے(روایت میں ہے کہ لوگوں کے ساتھ ایسے رہو کہ مر جاؤ تو وہ تم پر روئیں)۔

جس کی سیرت غلط اور بُری ہوتی ہے، وہ کبھی امان نہیں پا سکتا۔

وائے ہو اس پر، جس کی سیرت بُری اور مالکیت زبردستی کی ہوتی ہے اور ظلم و تکبر کرتا ہے۔

سیاست

سخت ترین سیاست، عادتوں کو بدلنا ہے۔

بدترین سیاست، ظلم و ستم ہے۔

حُسن سیاست، حکومت میں عدالت اور طاقت رکھتے ہوئے درگزر کرنا ہے۔

حُسن سیاست، رعیت کا قوام ہے۔

حُسن سیاست سے، ریاست برقرار رہتی ہے۔

جس کی سیاست اچھی ہوتی ہے، اس کی طاعت واجب ما ثابت ہوتی ہے۔

جس کی سیاست اچھی ہوتی ہے، اس کی ریاست باقی رہتی ہے۔

جو سیاست میں کوتاہ ہوتا ہے، وہ ریاست کے اعتبار سے چھوٹا ہوتا ہے، یعنی اس میں اس کی قابلیت نہیں ہوتی ہے۔

سیاست کا معیار عدل ہے۔

سیاست میں عدل کی مانند کوئی ریاست نہیں ہے۔

بادشاہی ایک سیاست ہے (یعنی اس کا دارومدار سیاست پر ہے)۔

جو ریاست کے مرتبہ پر بلند ہوتا ہے، وہ سیاست کے درد پر صبر کرتا ہے یعنی طلب ریاست میں اس کو رنج بھی برداشت کرنا پڑتے ہیں۔

جوانی

دو چیزیں ایسی ہیں کہ جن کی قدر ان کے کھو جانے کے بعد معلوم ہوتی ہے (اور وہ ہیں) جوانی اور عافیت۔

جوانی کی نادانی کو قابل عذر سمجھا گیا ہے (کیونکہ ابھی وہ ناتجربہ کار ہے) اور اس کے علم کو نا چیز سمجھا گیا ہے (کیونکہ ابھی تحقیقات کی عمر بہت کم گزری ہے کہ جس پر اطمینان کیا جاسکتا تھا)۔

کیا یہ جوانی کی تازگی اور جھکا دینے والی پیری و ضعیفی کے علاوہ کسی اور جس چیز کا انتظار کر رہے ہیں؟ (نہج البلاغہ خطبہ نمبر 82)۔

جوانی و ضعیفی جمع نہیں ہوتی ہے۔

شکم سیری

تمہارے لئے ضروری ہے کہ شکم پُری سے بچو، کیونکہ جو پُرخوری کو اپنا شعار بنالیتا ہے، اس کی بیماریاں زیادہ ہوجاتی ہیں اور اس کے خواب فاسد و بیکار ہوجاتے ہیں یعنی اس کے خوابوں کی تعبیر نہیں ہوتی ہے۔

شکم پُری سے بچو، کیونکہ یہ سنگدلی، نماز میں سستی اور جسم کی تباہی کا باعث ہوتی ہے۔

پُرخوری، ذہانت وفطانت سے باز رکھتی ہے، پُرخوری آدمی کو کوئی بات نہیں سمجھنے دیتی، بلکہ اس کی غور فکر کی صلاحیت کو چھین لیتی ہے۔ چنانچہ حضرت لقمان سے منقول ہے:

اذا متلئت المعدہ نامت الفکرۃ وخسرت الحکمۃ۔

''جب معدہ پُر ہوتا ہے، فکر سوجاتی ہے اور حکمت گنگ ہوجاتی ہے۔''

شکم پُری جس کو تھکا دیتی ہے، وہ اس کو زیرکی وفطانت سے روکتی ہے۔

شکم پُری کے ساتھ کوئی زیرکی نہیں ہے (یعنی یہ دونوں جمع نہیں ہوتی ہیں)۔

ذہانت و شکم پُری جمع نہیں ہوسکتی۔

پُرخوری، زیادہ کھانا حکمت کو برباد کردیتا ہے۔

پُرخوری، سمجھنے میں مانع ہوتی ہے۔

پُرخوری، پارسائی کو برباد کردیتی ہے۔

جب مباح چیز سے پیٹ بھرا ہوتا ہے، چہ جائیکہ حرام غذا سے، تو دِل صلاح سے اندھا ہوجاتا ہے (یعنی انسان اپنی ہی بھلائی کو سمجھنے سے قاصر رہتا ہے)۔

شکم سیری، پارسائی وورع کا بدترین ساتھی ہے۔

ہمیشہ شکم سیر رہنے سے بھانت بھانت کی بیماریاں ہوتی ہیں (مشہور ہے کہ بھوک میں اجساد بھی روح بن جاتے ہیں اور شکم پُری میں روحیں بھی اجساد بن جاتی ہیں)۔

شکم پُری، سستی کا باعث ہے اور پارسائی کو تباہ کردیتی ہے۔

جو اپنی خوراک بڑھالیتا ہے، اس کو معدہ پُری رنج میں مبتلا کردیتی ہے۔

شکم پُری اور واجبات کی انجام دہی جمع نہیں ہوسکتی۔

شکم پُری معاصی کا بہترین مددگار ہے (کیونکہ اس سے آدمی سست ہوجاتا ہے، پھر یہ شہوت کو بڑھاتی ہے)۔

خبردار! ہمیشہ شکم سیر نہ رہنا کیونکہ یہ بیماریوں کو ہیجان میں لاتا ہے اور امراض کو اُبھارتا ہے۔

گالی

جوتمہاری گالی کو (جوکسی دوسرے نے تمہیں دی ہو) تم تک پہنچاتا ہے، درحقیقت اسی نے تمہیں گالی دی ہے۔

دلیر اور دلیری

شجاعت، دوعزتوں میں سے ایک ہے۔
شجاعت ایسی نصرت ہے، جوحاضر اور واضح فضیلت ہے۔
شجاعت زینت ہے اور بزدِلی ذلت وعیب ہے۔
شجاعت ایسی عزت ہے، جوسامنے اور حاضر ہے، بزدِلی آشکار ذلت ہے۔
شجاعت کا پھل غیرت ہے (اس چیز کو عار سمجھنا جوخودکی اور وابستگان کی شایان شان نہ ہو)۔
شجاعت کی زکوٰۃ، راہِ خدا میں جہاد کرنا ہے۔
آدمی کی شجاعت اس کی ہمت کے برابر ہوتی ہے اور اس کی غیرت اس کی حمیت کے برابر ہوتی ہے۔
حمیت کے برابر شجاعت ہوتی ہے۔
چابک دستی بہادروں کی شجاعت کوظاہر کرتی ہے۔
شجاعت کی آفت دُوراندیشی کوضائع کرنا ہے۔

سختیاں

سختیوں میں زیادہ صبر کرنے والے بن جاؤ اور مصائب وزلزلوں میں باوقار رہو۔
سختیوں کیلئے مردوں (آشناؤں دوستوں، بڑے لوگوں اور سیاسی ومذہبی افراد) کوذخیرہ کیا جاتا ہے۔
جب تمہارے لئے سختی سے نپٹنے کیلئے تمہارے پاس کوئی چارہ نہ ہوتو اس سے پنجہ آزمائی کرو۔

بدی اور بدکار

خبردار! بدی کے پاس نہ جانا، کیونکہ تم اسے اپنے دُشمن سے پہلے اپنے اُوپر تھوپ لوگے اور تم اپنے دین کودوسروں تک پہنچانے سے قبل ہی اسے برباد کردوگے (یعنی قبل اس کے کہ تمہاری بدی سے دوسروں کونقصان پہنچے تم اس کے خطرہ میں اپنے نفس کوجھونک دوگے اور غیروں سے پہلے تم خودنقصان اٹھاؤ گے۔)
سب سے بڑی بُرائی مہربان ناصح کی دردناک، مخلصانہ نصیحت کو ہلکا سمجھنے میں اور دِل میں دُشمنی رکھنے والے کی شیریں بیانی سے دھوکا کھانے میں ہے (کیونکہ ایسا آدمی ہمیشہ عیوب وبدبختی کے دریا میں غوطہ کھاتا ہے اور کبھی بداخلاقی سے نجات حاصل کرنے

کی فکر نہیں کرتا ہے)۔

بے شک بدی میں بیحیائی ہے۔

بدی، بے شرمی ہے۔

بدی میں تاخیر کرنا، نیکی حاصل کرنا ہے (کیونکہ ممکن ہے کہ بعد میں اس کو انجام نہ دے سکے)۔

بدی، پشیمانی ہے۔

بدی، اپنے سوار کو گرادیتی ہے۔

بدی، بدترین دروازہ ہے۔

بدی، ناگوار بات یا بُرا اعتقاد ہے۔

بدی، ہلاکت کی دلیل ہے۔

بدی یا حرص، گناہوں کا قلعہ ہے۔

بدی، معیوب کر کے ہلاک کردیتی ہے۔

بدی پر عقاب ہوتا ہے اور اس سے رُسوائی ہوتی ہے۔

بُرے کام کو غلط سمجھنا (یا اس کی ابتدا کرنا) آدمی کو اس سے دُور رکھتا ہے (یعنی جس نے ابھی برے کام کی شروعات کی ہے اور اسے اس کی عادت نہیں پڑی ہے یا جب انسان برے کام کو غلط سمجھتا ہے تو لامحالہ اسے ترک کرنے کی سوچتا ہے)۔

بدی میں تاخیر کرنا، خیر حاصل کرنا ہے (یا خیر کا فائدہ پہنچتا ہے کیونکہ شر اتنا بُرا ہے کہ اس میں لمحہ بھر کی تاخیر بھی خیر ہے اور ممکن ہے کہ اس میں تاخیر کرنے سے بالکل ہی ختم ہوجائے)۔

پنجہ آزمائی کرو اور مہلت سے فریب کھانے میں اور اپنے عمل پر اعتماد کرنے میں بدی کو جمع کرنا (یعنی انسان کو خدا نے جو چند روز کی مہلت دی ہے، اس سے فریب نہ کھائے اور جو مختصر اعمال بجالایا ہے، ان پر اعتماد نہ کرے)۔

ہمراہی کے ساتھ بدی کو جمع کرنا، بدی ہے۔

بدی کا حُسن طمع رکھنا ہے (معلوم ہوتا ہے کہ لفظ جمال کی بجائے، جماع تھا یا یہاں جمال مجازاً استعمال ہوا ہے)۔

لجاجت کرنا اور بہت بحث کرنا، بدی کرنا ہے۔

بہت سی برائی تم پر ایسی جگہوں سے آتی ہے جہاں سے ان کا گمان بھی نہیں ہوتا ہے۔

بدی کی کثرت پستی اور رُسوائی ہے (خدا کے نزدیک بھی اور مخلوق کے نزدیک بھی)۔

بدی کی مخالفت خوبی سے کرو۔

بدی پر برانگیختہ کرنے والی چیزوں (جیسے شہوت وغضب وغیرہ) کے مطابق عمل کرنا ہی بدی ہے اور کام کو خراب کردیتی ہے)۔

جو بدی وشر کا ارادہ کرتا ہے، وہ اس کا مرتکب ہوتا ہے

بدی کرنے والا، اس بدی سے بدتر ہے۔

بدی کرنا، گالی یا گالی کا مقام ہے۔

بدی کی جزا اس کو انجام دینے والا ہی پاتا ہے۔

کوئی چیز بدی سے بدتر نہیں ہے، مگر اس کا عقاب اس سے بدتر ہے۔

بدی سے زیادہ کاموں کو خراب کرنے والی اور لوگوں کو جلد ہلاک کرنے والی اور کوئی چیز نہیں ہے۔

جو نیکی کا لباس نہیں پہنتا ہے، وہ بدی سے عاری نہیں رہ سکتا۔

جو شخص بدی میں داخل ہوتا ہے، وہ خوف ناک چیزوں تک پہنچتا ہے (یعنی جن چیزوں سے بچنا چاہئے تھا، انہیں سے سامنا ہوتا ہے)۔

جس نے بدی کی درحقیقت اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔

جس کی بدی زیادہ ہوجاتی ہے، اس کا ساتھی بھی اس سے محفوظ نہیں رہتا ہے۔

جو بدی چھوڑ دیتا ہے، اس پر نیکی کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

جو بدی کی بنیاد رکھتا ہے، وہ اپنے ہی نقصان کیلئے اس کی بنیاد رکھتا ہے۔

جو پوشیدہ شر اور بدی کو اُبھارتا ہے، وہ اسی میں ہلاک ہوتا ہے۔

جو دوسروں کیلئے بدی کو (دل میں) چھپا کر رکھتا ہے، درحقیقت اس نے اپنے ہی نفس سے اس کی اِبتدا کی (یعنی پہلے اس کا نقصان خود اُٹھایا)۔

جو اپنے دل کو برائی وبدی سے خالی کر لیتا ہے، اس کا دین اس کیلئے محفوظ اور اس کا یقین سچا ہو گیا۔

جو بدی کے نقصان کو نہیں پہچانتا ہے، وہ بدی کے روکنے پر قادر نہیں ہوتا ہے۔

جو خیر وبھلائی کے ذریعے بدی کو دفع کرتا ہے (بدی کے بجائے نیکی کرتا ہے) وہ غالب ہوتا ہے۔

جس نے بدی سے نفرت کی، وہ محفوظ ہو گیا۔

سب سے بڑی مکاری، بدی کو اچھا سمجھنا ہے۔

وہ شر نہیں ہے، جس کے بعد جنت ہو (بلکہ وہ محض خیر ہے ممکن ہے شر سے مراد وہ بلائیں ہوں، جن کی پاداش میں خدا نے جنت رکھی ہے کہ اکثر لوگ انہیں شر سمجھتے ہیں)۔

شر کا معیار (اور اس کی جڑ) طمع رکھنا ہے (کیونکہ طمع رکھنے والا اپنا مقصد حاصل کرنے کیلئے کسی بھی بدی کا ارتکاب کر سکتا ہے)۔

شر وبدی سے پرہیز کرنے والا، نیکی کرنے والے کی مانند ہے (ہوسکتا ہے اَجر وثواب میں اس کی مانند ہو)۔

جس خیر ونیکی کے ذریعے تم شر تک پہنچتے ہو، اسے خیر نہ سمجھو۔

جو بدکاروں کو پہچانتا ہے، اس کیلئے ضروری ہے کہ ان سے کنارہ کش ہوجائے۔

آدمی کی بدی پر اس کی زیادہ حرص اور اس کی شدید طمع سے استدلال کیا جاتا ہے۔

بدترین ذخیرہ بدی کرنا ہے۔

جس چیز پر سخت باز پُرس ہوگی، وہ بدی کرنا ہے۔

بدی، حرص کی سواری اور خواہش فتنہ کی سواری ہے۔

بدی، بدترین دروازہ ہے اور اس کا انجام دینے والا بہت بُرا ساتھی ہے۔

شر ہر ایک کی طبیعت میں چھپا ہوا ہے، پھر اگر انسان اس پر غلبہ پالیتا ہے تو وہ پوشیدہ رہ جاتا ہے اور اگر اس پر غلبہ نہیں پاتا ہے تو ظاہر ہوجاتا ہے۔

بدی کو اپنے سینہ سے نکال کر اس کو دوسرے سینہ سے دُور کرو۔

اپنے دِل سے بدی کو مٹادو تاکہ تمہارا نفس پاک اور تمہارا عمل قبول ہوجائے۔

بدی کو دیکھتے ہی اس سے ہٹ جاؤ۔

بدی کے ذریعے غلبہ پانے والا حقیقت میں مغلوب ہے۔

بدی سے اجتناب کرو، کیونکہ بدی سے بدتر اس کا انجام دینے والا ہے۔

شر لوگوں کی دوستی کو نقصان پہنچاتا ہے۔

بُرے لوگوں کی عادت نیک لوگوں سے دُشمنی کرنا ہے۔

بدی کے ذریعے غلبہ پانے والا مغلوب ہے۔

بُرا آدمی کسی کے بارے میں بھی حُسنِ ظن (نیک خیال) نہیں رکھتا، کیونکہ وہ اپنے نفس کی عادت ہی کے مطابق دیکھتا ہے۔

جب تمہارے پاس دولت آئے تو بُرے آدمی سے بچو، ہوسکتا ہے کہ، وہ اسے تمہارے پاس نہ رہنے دے اور جب دولت تم سے منہ موڑے تو بھی اس سے بچو، ہوسکتا ہے، وہ تمہارے خلاف اقدام کرے۔

خبردار! اس شخص کے نیک کام کرنے سے فریب نہ کھانا، جو شر و بدی میں غلطان ہے (کیونکہ ایسا کام وہ اشتباہاً انجام دیتا ہے یا دوسروں کو فریب دے کر اپنا مقصد حاصل کرنے کیلئے انجام دیتا ہے)۔

خبردار! اس نیک آدمی سے جدا نہ ہونا، جو بھولے سے بدی کر بیٹھتا ہے (بلکہ بدکار سے جدا ہونا چاہئے نہ اس سے، جو غفلت سے بدی کرتا ہے)۔

بُرے لوگوں سے علیحدہ رہو اور نیک لوگوں کی ہم نشینی اختیار کرو۔

بُرے لوگوں کی حکمومت، دولت، نیک لوگوں کے رنج ومحن کا باعث ہوتی ہے۔

بدسے بدتر وہ آدمی ہے، جولوگوں سے شرم کرتا ہے نہ اللہ سے ڈرتا ہے۔

بدسے بدتر وہ شخص ہے، جو بدی پرخوش ہوتا ہے۔

شرف اور صاحب شرف

مرتبہ کی بلندی، بلند ہمتوں سے ہے نہ کہ بوسیدہ ہڈیوں سے (مرنے والوں پر فخر کرنے سے بلند مرتبہ نہیں ملتا ہے)۔

عظیم ترین شرف، تواضع ہے۔

اعلیٰ ترین شرف، اَدب ہے۔

بلندترین شرف، علم ہے۔

اعلیٰ ترین شرف، احسان کرنا ہے۔

اعلیٰ ترعین شرف، اذیت سے دست کش رہنا اور احسان کرنا ہے۔

شرف، فضیلت و برتری ہے۔

خاندان والوں کے ساتھ احسان کرنا، شرف ہے۔

شرف تو بس عقل واَدب سے ہے نہ کہ مال اور حسب سے۔

شرف کا زینہ تواضع اور سخاوت ہے۔

مومن کا شرف اس کا ایمان اور اس کی عزت اس کی طاعت ہے۔

آدمی کا شرف اس کی پاکیزگی اور اس کا جمال اس کی مروت وجواں مردی ہے۔

جوشرف اور اس کے معنی ومفہوم کو سمجھتا ہے، وہ اس کو خواہشوں کی پستی اور آرزو کے جھوٹ سے خود کو محفوظ رکھتا ہے۔

فضیلت یا فضائل جمع کرنے والے سے وابستہ ہونا، بھی شرف کے کمالات میں سے ہے۔

سخاوت اور تواضع کے بغیر شرف کامل نہیں ہوسکتا۔

بلند مرتبہ وہ ہے، جس کی عادتیں بلند ہیں۔

بزم کے کنارے بڑے لوگوں کی نشست گاہ ہے۔

صاحب شرف کو حاصل ہونے والی منزلت، سرکش یا مدہوش نہیں بناتی ہے، خواہ وہ کتنی ہی بڑی، پہاڑ جیسی ہو کہ جس کو ہوائیں نہ ہلا سکیں اور پست آدمی کو معمولی فضیلت اسی طرح سرکش و مدہوش بنادیتی ہے، جس طرح گھاس کو نسیم ہی ہلا دیتی ہے۔

کوئی شریف ظلم وستم نہیں کرے گا (یعنی جو ظلم وستم کرتا ہے، وہ پست ہے)۔

مشرق ومغرب

آپؑ سے مشرق ومغرب کے درمیان کی مسافت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا: سورج کا ایک دن کا سفر ہے(اگر یہ ثابت ہے کہ سورج ہر ثانیہ میں آٹھ کلومیٹر راستہ طے کرتا ہے تو ایک روز میں سورج کی مسافت چھ لاکھ اکیانوے ہزار دوسو کلومیٹر ہوگی اور ایسی تیز رفتاری کے بارے میں اس حدیث میں اشارہ ہوا ہے جو کہ رسولِ اکرمؐ سے نقل ہوئی ہے کہ آپؐ نے جبرائیلؑ سے معلوم کیا، ظہر کا وقت ہوگیا؟ عرض کیا: نہیں، ہاں! آنحضرتؐ نے فرمایا: یہ کیسا جواب ہے؟ عرض کیا: جب میں نے یہ کہا نہیں تو اتنے ہی عرصہ میں سورج نے عام آدمی کی پانچ سو سال کی مسافت طے کر لی اور ظہر کا وقت ہوگیا تو میں نے کہا، ہاں ہوگیا، سورج کی سیر کی قرآن مجید نے سورۂ یٰس میں تقویت کی ہے اور فرمایا ہے: **والشمس تجری لمستقرلھا** (یٰس 39)''اور آفتاب کا ایک مدار ہے، جس پر وہ گردش کرتا ہے'')۔

شرک

سب سے زیادہ ضرر رساں چیز، شرک ہے۔

آسان ترین، ریا، شرک ہے۔

بے شک ریا کا سب سے نچلا درجہ، شرک ہے۔

خدا کے ساتھ کسی کو شریک قرار دینا، کفر ہے۔

ایمان کی آفت (یعنی جو چیز ایمان کو خراب کرتی ہے) وہ شرک ہے۔

شرک ہلاکت کا سبب ہے۔

شرکت

جس کیلئے روزی کے دروازے کھلے ہوئے ہیں، اس کے شریک ہوجاؤ، کیونکہ وہ بہرہ مندی اور رزق و مالداری کا زیادہ اہل ہے۔

غلبۂ حرص اور حریص

حرص کا غلبہ نفس پر دھبہ لگاتا ہے، دین کو تباہ کرتا ہے اور جواں مردی کو داغدار کرتا ہے۔ حرص کے غلبہ سے بچو، کہ یہ گرانے والی یا ہلاک کرنے والی عادت ہے۔

حرص کے غلبہ سے پرہیز کرو، کہ کھائی جانے والی چیزوں میں سے بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو بہت سی چیزوں سے محروم کردیتی ہے۔

خبردار! حرص کو غالب نہ ہونے دینا کہ پارسائی کو برباد کر دیتی ہے اور جہنم میں داخل کرتی ہے۔

غلبۂ حرص سے ہوشیار کہ یہ ہر پستی کا سرچشمہ اور ہر ذالت کی جڑ ہے۔

خبردار! حرص و طمع کے پاس نہ جانا کہ یہ ہر بدی کا سرچشمہ، ذلت کی کھیتی، نفس کی ذلیل کرنے والی اور بدن کو تھکانے والی ہے۔

حرص کا غلبۂ، ذلیل کرنے والا ہے۔

حرص کا غلبہ، شر کی طرف بلانے والا ہے۔

حرص کا غلبہ، طمع کا نقطہ آغاز ہے۔

حرص کا غلبہ، غصہ و غضب میں اضافہ کرتا ہے (یا اس کو بھڑکاتا ہے)۔

حرص کا غلبہ، گندے لوگوں کی عادت ہے۔

حرص کا غلبہ، عیوب کی بُرائیوں کو فراہم کرنے والا ہے۔

حرص کا غلبہ، ہر بدی کی جڑ ہے۔

حرص کا غلبہ، بُرے اخلاق میں سے ہے۔

حرص کا غلبہ، سے اخلاق پر دھبہ آتا ہے۔

حرص کا غلبہ، بُری عادت ہے (کیونکہ اس کی وجہ سے آدمی ہمیشہ رنج والم میں مبتلا رہتا ہے اور آخرت کیلئے کوئی کام انجام نہیں دے پاتا ہے)۔

حرص کے غلبہ کا پھل عیوب میں داخل ہونا ہے۔

حرص کا غلبہ، عیوب کا سرچشمہ ہے، کیونکہ حرص کا غلبہ ہو جاتا ہے، تو انسان خدا کو بھول جاتا ہے اور اس سے ناکامی وجود میں آتی ہے۔

حرص کا اسلحہ غلبۂ حرص کی مخالفت کرو۔

غلبہ حرص کیلئے اتنا کافی ہے کہ وہ ہلاک کرنے والی ہے۔

ہر چیز کا بیج ہوتا ہے کہ وہ ہلاک کرنے والی ہے۔

ہر چیز کا بیج ہوتا ہے اور بدی کا بیج حرص کا غلبہ ہے۔

حرص کے غلبہ کے ساتھ پاک دامنی نہیں ہوتی۔

جس کا نفس ثروت کے ہوتے ہوئے حریص ہوتا ہے، وہ ذلیل ہوگا۔

غلبۂ حرص کے علاوہ جو بھی ہو، وہ پاک دامنی و عفاف ہے (مرحوم خوانساری کہتے ہیں: جس پر حرص کا غلبہ ہوتا ہے، وہ پاک دامن نہیں ہوسکتا)۔

زیادہ حرص والا، رنج والم میں مبتلا ہوتا ہے۔

زیادہ حرص والا، ملاقات سے راضی نہیں ہوسکتا (یعنی خدا کی عطا سے ناراض رہتا ہے)۔

شیطان

اس دُشمن سے ہوشیار رہو، جو خفیہ طور پر سینہ میں نفوذ کر گیا ہے اور جس کو سرگوشی کے ذریعے کانوں میں پھونک دیا گیا ہے۔

خدا کے دُشمن ابلیس سے بچو (اس سے الگ رہو) کہ وہ تمہیں اپنے مکر کا نشانہ بنائے گا یا کہیں سواری و پیادہ روی کی حالت میں بہکائے گا یا تمہیں اپنے سوار و پیادہ لشکر سے بہکائے گا، یقیناً اس نے ڈرانے والے تمہارے لئے کمان پر تیر چڑھا دیئے ہیں اور قریب سے تمہاری طرف چلا دیئے ہیں (یعنی پوری طاقت کے ساتھ تم سے جنگ کرنے کیلئے تیار ہو گیا ہے، اس کے ڈر کا تیر تم تک بھی پہنچے گا لہٰذا خود کو بچاؤ اگر تم اس کی پیروی کرو گے تو تمہارا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔

(یہ جملہ آپؑ نے شیطان کے بارے میں اور ان لوگوں کیلئے فرمایا ہے کہ جن کو اس نے بہکا یا دیا ہے) اس نے انہیں اپنے تیروں کا نشانہ بنالیا ہے اور اپنے قدم سے روند ڈالا ہے اور ان کو اپنا ہتھکنڈہ بنالیا ہے، یعنی وہ اس کے ایسے مطیع ہو گئے ہیں کہ اس سے لحہ بھر کیلئے بھی جدا نہیں ہوں گے اور اس کی خاک پا بن جائیں گے۔

(یہ کلمات آپؑ نے اس گروہ کے بارے میں فرمائے ہیں، جس کی سرزنش کی ہے) انہوں نے اپنے کاموں کا شیطان کو مالک یا معیار بنالیا ہے اور اس نے انہیں اپنا شریک بنالیا ہے۔ پس اس نے ان کے ذہنوں میں انڈے، بچے دے دیئے ہیں، جواب رینگنے لگے ہیں اور ان کے پہلوؤں میں چل پھر رہے ہیں، وہ ان کی آنکھوں سے دیکھتا ہے اور ان کی زُبانوں سے بولتا ہے اور انہیں لغزشوں پر سوار کر دیتا ہے اور بیہودہ بات کو ان کیلئے اس طرح سنوار دیتا ہے، جس طرح اس شخص کا فعل کہ جس کی سلطنت میں شیطان شریک ہو گیا ہے اور اس کی زُبان پر باطل بولنے لگا ہے۔

تمہیں، تمہارے پروردگار نے پکارا تو تم بھاگ کھڑے ہوئے اور پشت پھرا لی اور تمہیں شیاطین نے دعوت دی تو تم نے قبول کر لی اور اس کی طرف چل دیئے۔

تم شیطان کے مقابلہ میں جنگ کیلئے صف بناؤ اور اس کی مخالفت کے ذریعے اس پر غلبہ پاؤ تاکہ تمہارے نفوس پاک اور خدا کے نزدیک تمہارے درجات بلند ہوجائیں۔

شیطان کا فریب گمراہ کرتا ہے اور طمع میں ڈالتا ہے۔

یہ جملہ خطبہ قاصعہ سے ماخوذ ہے، جس میں آپؑ نے شیطان کے بارے میں فرمایا ہے: ان لوگوں کی پیروی نہ کرو کہ جنہوں نے اپنے خالص پانی کے ساتھ ان کے گندے پانی کو پی لیا ہے اور اپنی تندرستی وصحت کو ان کی بیماری سے مخلوط کر دیا ہے اور اپنے حق میں ان کے باطل کو داخل کر لیا ہے (جب کہ وہ بدکاری کی جڑ اور معصیت کے ساتھی ہیں، شیطان نے ان کو بوجھ ڈھونے والا اُونٹ بنالیا ہے)۔

اپنے کام میں ہرگز شیطان کا حصہ قرار نہ دو، نہ اپنے نفس پر اس کو راہ دو (بلکہ خالص طور پر عمل کرو)۔

مشغولیت

جس چیز کے بارے میں تم سے باز پُرس ہوگی، اس میں مشغول رہو۔

جو غیر اہم و معمولی کاموں میں مشغول رہتا ہے، وہ اہم ترین کام کو چھوڑ دیتا ہے (انسان کے وقت کو ہمیشہ اہم یا مہم کام میں صرف ہونا چاہئے حتمی طور پر وقت کو اہم ترین میں صرف کریں)۔

ہر وہ شخص مشغول ہے کہ جس کے سامنے جنت و جہنم ہے (یعنی جوان کا عقیدہ رکھتا ہے، وہ بیکار نہیں بیٹھے گا بلکہ توشہ کی فکر میں رہے گا)۔

ہر وہ شخص مشغول رہتا ہے، جو نجات اور خدا کی خوشنودی کا طالب ہے۔

شفیع اور شافع

شفاعت کرنے والا طلب کرنے والے کا پر (بازو) ہے۔

مجرم کی شفاعت کرنے والا، عذرخواہی کیلئے فروتنی کرتا ہے یعنی جیسے ہی وہ فروتنی کرتا ہے اور معذرت کیلئے تیار ہوتا ہے، اس کے حق میں شفاعت کافی ہوجاتی ہے۔

گنہگار کی شفاعت کرنے والا اس کا اقرار اور اس کی معذرت اس کا توبہ ہے۔

خلق کی شفاعت کرنے والا، حق پر عمل اور صدق کو لازم جانتا ہے۔

خلیج وشقاق

مخالفت و علیحدگی سے سستی و تنزلی پیدا ہوتی ہے (لیکن لوگوں کے ساتھ رہنے سے ترقی ہوتی ہے)۔

بدبختی

ہر نصیبی، کشادگی کی طرف (راستہ) ہے (یہ دائمی نہیں ہوتی ہے کیونکہ دُنیا بدلتی رہتی ہے)۔

حرام مال کی ذخیرہ اندوزی بھی (جو کہ حرام ہے) بدبختی ہے۔

معاد کو برباد و خراب کرنا بدبختی ہے۔

دوست کے ساتھ خلوص نہ رکھنا، سعادت مندی نہ ہونے کی علامت ہے۔

نیک لوگوں کے ساتھ بے ادبی سے پیش آنا، بدبختی کی علامت ہے۔

آدمی کی بدبختی میں سے یہ بھی ہے کہ اس کا شک اس کے یقین کو برباد کردے۔

بدبختی میں سے یہ بھی ہے کہ انسان اپنے دین کے ذریعے اپنی دُنیا کو بچائے۔
نیت کا خراب ہونا بھی بدبختی ہے (خواہ اس نے اصل کام کو انجام بھی نہ دیا ہو)
بے شک معاد کو خراب کرنا، بھی بدبختی ہے۔

بدبخت

بدقسمت وہ ہے، جو اپنے اُوپر گھمنڈ کرتا ہے اور اپنی اُمیدوں سے فریب کھاتا ہے۔
تم میں سب سے بڑا بدنصیب وہ ہے، جو تم میں سب سے بڑا حریص ہے۔
سب سے بڑا بدبخت انسان وہ ہے، جو دوسرے کی دُنیا کیلئے اپنا دین فروخت کرتا ہے۔
بہت سے بدنصیب ایسے ہیں کہ موت ان کے سر پر آن پہنچتی ہے، حالانکہ وہ دُنیا کے حصول کی کوشش میں مشغول ہوتے ہیں۔

شکر اور شکر گزار

شکر، دو جزاؤں میں سے ایک ہے۔
نعمت کا شکر ادا کرنا، گزشتہ نعمتوں کی جزا اور آئندہ (ملنے والی نعمتوں) کی افزائش کا سبب ہے۔
شکر قدر و منزلت کے لحاظ سے بہت بڑا احسان ہے کیونکہ شکر باقی رہتا ہے اور احسان ختم ہو جاتا ہے۔
شکر کرو تا کہ اضافہ کر سکو۔
ہمیشہ شکریہ ادا کرو تا کہ تمہیں ہمیشہ نعمت ملتی رہے۔
نعمت پر خوش ہونے کی بجائے، اس کا شکریہ ادا کرنے میں مشغول رہو۔
جس شخص پر تم برتری و فضیلت رکھتے ہو، اس پر زیادہ توجہ رکھو کہ شکر کے دروازوں میں سے ایک ہے (جو تعمیری ہے کہ انسان دنیوی اُمور میں اپنے ماتحت لوگوں پر نظر رکھتا ہے تو اس کو خدا کی زیادہ نعمتیں ملتی ہیں، لیکن اُخروی اُمور میں اِنسان کو اپنے سے بلند حضرات پر نظر رکھنا چاہئے بیشتری تا کہ زیادہ کوشش کا باعث ہو)۔
جو تمہیں نعمت دیتا ہے، اس کا شکریہ ادا کرو اور اس پر نعمتوں کی نوازش کرو، جو تمہارا شکریہ ادا کرتا ہے کیونکہ جس کا شکریہ ادا ہوتا ہے، اس کو زوال نہیں ہوتا اور کفران کیا جاتا ہے تو باقی نہیں رہتی ہے۔
ملنے والی نعمت کی جزا کو اس شخص پر احسان کو قرار دو، جس نے تمہارے ساتھ بُرا سلوک کیا ہے۔
دین و دُنیا کی ہمسائیگی کے ساتھ اس شخص کا شکریہ ادا کر کے نیکی کرو، جس نے ان کی طرف تمہاری رہنمائی کی ہے۔
شکر کو غنیمت سمجھو، کیونکہ اس کا ادنیٰ فائدہ اضافہ و افزائش ہے۔
بہترین سماعت وہ شکر ہے، جو وسعت پذیر ہے (اگر کوئی شخص دوسروں کو سنانے کیلئے عبادی کام کرتا ہے تو اس نے بُرا کام کیا اور

اس کا یہ عمل باطل ہوگیا لیکن اگر کسی پر احسان کیا تو اس شخص کے بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، جس پر احسان کیا گیا ہے۔ بلکہ یہ مستحسن ہے اور اس کا اچھا نتیجہ ہوگا۔

نعمتوں کا بہترین شکر نعمتوں کو دینا ہے، یعنی ان سے دوسروں کو نوازنا ہے۔

لائق ترین انسان کہ جس کے ساتھ نیکی کرو وہ ہے، جو تمہاری نیکی سے غافل نہ رہے (ہمیشہ اس کا شکریہ ادا کرتا رہے)۔

لائق ترین انسان کہ جس کا تم شکریہ ادا کرو وہ شخص ہے، جو تمہاری نعمتوں کے اضافہ کو نہ روکے (یعنی نعمت کے شکر سے نعمتوں میں اضافہ ہوتا ہے)۔

تم پر خدا کیلئے جو پہلی چیز واجب ہے، اس کی نعمتوں کا شکریہ اور اس کی خوشنودیوں کو طلب کرنا ہے۔

سب اعلیٰ چیز جس کے ذریعے اپنے لئے نعمت کو باقی رکھنے میں مدد لی جاتی ہے اور عظیم ترین چیز کہ جس سے رنج وغم زائل ہوتا ہے، صبر ہے (یعنی شکر نعمتوں میں اضافہ کرتا ہے اور صبر غم کو ختم کرتا ہے)۔

نعمت میں اضافہ کیلئے وہ شخص سب سے زیادہ مستحق ہے، جو ان میں ملنے والی نعمت پر سب سے زیادہ شکر کرنے والا ہے۔

خدا کے نزدیک وہ شخص سب سے زیادہ محبوب ہے، جو خدا کی ہر عطا پر شکر کرنے والا ہے اور خدا کے نزدیک سب سے بڑا دُشمن وہ ہے، جو اس کی نعمت کا کفران کرتا ہے۔

شکریہ وہی حاصل کرتا ہے، جو مال خرچ کرتا ہے۔

بے شک ہر نعمت میں خدا کا ایک حق شکر ہے، پھر جو شکریہ ادا کرتا ہے، اس کیلئے خدا اور زیادہ نعمت قرار دے دیتا ہے اور جو کوتاہی کرتا ہے اور نعمت کا شکریہ ادا نہیں کرتا ہے، اس کو نعمت زوال کے خطرہ میں ڈال دیتا ہے۔

بے شک بندہ نعمت و گناہ کے درمیان ہے، ان دونوں کی اصلاح استغفار اور شکر ہی سے ہو سکتی ہے (یعنی انسان دو حالتوں سے خالی نہیں ہے یا گنہگار ہے، اس صورت میں استغفار کرنا چاہئے یا فرمانبردار ہے، اس صورت میں شکر ادا کرنا چاہئے)۔

شکر، افزائش کا سبب ہے۔

شکر واجب ہے (یعنی انسان کے اُوپر واجب ہے کہ وہ نعمت دینے والے کیلئے قول وفعل، حمد وُدعا، محبت حُسن اِستغفار میں سے ایسا کام انجام دے کہ جس سے اس کے احسان کی کسی حد تک تلافی ہو جائے)۔

شکر، غنیمت ہے۔

شکر، نعمتوں کو بڑھاتا ہے یا شکر نعمتوں کا بیج ہے۔

شکر، نعمتوں کی زینت ہے۔

شکر، نعمتوں کا حصار وقلعہ ہے (یعنی جس طرح حصار گھر کو چوروں اور آفتوں سے محفوظ رکھتا ہے، اسی طرح شکر نعمتوں کو محفوظ رکھتا ہے)۔

ثروت، مندی کا اِظہار کرنا شکر ہے۔
شکر، نیت کا ترجمان اور باطن کو زُبان ہے (بنابرایں زُبان وعمل سے روشن ہوگا کہ خدا کے بارے میں آدمی کا باطن ونیت کیسی ہے)۔
شکر، کشادگی وفراخی کی زینت اور نعمتوں کا قلعہ ہے۔
نعمت والوں پر شکر لازم ہے۔
اگر خدا تمہیں نعمت دے تو اس کا شکر ادا کرو۔
صاحبانِ عصمت (جو گناہوں سے پاک ہیں) اور جن پر سلامتی میں احسان ہوا ہے، وہ سزاوار ہیں کہ اہل معصیت (گنہگاروں) پر رحم کریں، ان کیلئے دُعا کریں اور انہیں نصیحت وغیرہ کریں اور عافیت انہیں نصیب ہوئی ہے، اس کا شکر ان پر غالب ہونا چاہئے اور اس کا شکر گناہوں کیلئے مانع ہونا چاہئے۔
جب تمہیں نعمت دی جائے تو شکر کرو۔
جب تم کو نعمت دی جائے اور اس میں تم نے دوسروں کو شریک کرلیا ہو تو درحقیقت تم نے اس کا شکر ادا کردیا۔
جب تم کو نعمت کا کنارہ مل جائے تو اسے تھوڑے شکر کے ذریعے پورا کرو، ہاتھ سے نہ جانے دو (یعنی جب تک آئے، اس کا شکریہ ادا کرو، ورنہ وہ نصیب نہیں ہوگی)۔
شکر کے ذریعے نعمت میں دوام پیدا ہوتا ہے۔
شکر کے ذریعے نعمت کی افزائش خود چلی آتی ہے۔
شکر کا نتیجہ نعمتوں کی کثرت ہے۔
اچھا شکر، نعمتوں کی افزائش کا سبب ہوتا ہے۔
بہترین شکر وہ ہے، جو افزائش واضافہ کا ضامن ہو۔
دائمی شکر، زیادہ نعمتوں کے حصول کا باعث ہوتا ہے۔
زیادہ شکر اور صلہ رحمی نعمتوں میں اضافہ کرتے ہیں اور اجل کو وسعت دیتے ہیں (یعنی عمر کو طولانی کرتے ہیں)۔
نعمت کے زیادہ ہونے کا سبب، نعمت کا شکر ہے۔
تیرے پروردگار کا شکر، اس کی مسلسل تعریف وثنا ہے۔
تم سے اُوپر والے کیلئے تمہارا شکریہ، سچی محبت ودوستی ہے (یعنی اگر اس کے احسان کی تلافی نہ کرسکو تو اس سے سچی محبت کرو)۔
اپنے جیسے لوگوں کیلئے تمہارا شکریہ، بہترین اُخوت ہے۔
تم سے کم رُتبہ انسان کا شکریہ، عطاوبخشش سے ہوتا ہے۔

نعمتوں کا شکریہ،عقوبتوں سے بچانے کا سبب ہے۔

معبود کا شکر،نعمتوں کے سلسلہ کو جاری کرتا ہے۔

شکر نعمت اس کی کثرت کا تقاضا کرتا ہے اوراس کی تجدید کا باعث ہوتا ہے۔

نعمت کا شکر،اس کے بدلنے سے امان اوراس کے باقی رہنے کا ضامن ہے۔

مومن کا شکر،اس کی زُبان سے آگے نہیں بڑھتا ہے۔

گزشتہ نعمتوں کا شکرنئی نعمتوں کے تازہ ہونے کا تقاضا کرتا ہے۔

نعمتوں کا شکر،ان میں اضافہ وافزائش کا باعث ہوتا ہے۔

نعمتوں کا شکر، ان کے زیادہ ہونے کا سبب ہوتا ہے اوران کی ناقدری وکفران سے کم ہونے یا ان کا انکار کرنے کی دلیل ہے(یعنی جونعمت کا انکار کرتا ہے،درحقیقت وہ خدا کے احسان کا انکار کرتا ہے)۔

شکر نعمت،عقوبت سے امان ہے۔

اپنے علم پر عالم کا شکر،علم کے مطابق اس کا عمل کرنا اور مستحق کو اس کی تعلیم دینا ہے۔

تمہارا اس شخص کا شکریہ ادا کرنا، جوتم سے راضی ہے،تمہاری خوشنودی،وفاداری یا نگہداری میں اضافہ کرے گا۔

تمہارا اس شخص کا شکریہ ادا کرنا، جوتم سے ناراض ہے،تمہارے بارے میں اس کی صلاح ومہربانی کا باعث ہوگا۔

آپؑ نے اس شخص سے کہ جس کو اس کے بیٹے کی مبارکباد دی تھی، دُعا کے طور پر فرمایا: خدا تمہیں توفیق دے کہ تم بخشنے والے خدا کا شکر ادا کرو اورتمہارے لئے عطا کئے گئے (بچہ) میں برکت دی جائے اور یہ اپنے قوت کمال کو پہنچے اوراپنی خوبیوں سے مالا مال ہو۔

اس شخص نے احسان کا شکرادا کر دیا،جس نے اپنے محسن کی مدح سرائی کی اوراپنے صاحب کا ذکر خیر کیا۔

تمہارے اُوپر لازم ہے کہ خوشی وسختی میں شکرادا کرو۔

تمہارے اوپر لازم ہے کہ ہمیشہ شکر کرو اور صبر کو اپنا شیوہ بنالو کہ دونوں سے نعمت میں اضافہ ہوتا ہے اوردونوں ہی رنج ومحن کو زائل کرتے ہیں۔

نعمتوں کے شکر میں ان کا دوام ہے۔

شکر میں (نعمتوں کی)افزائش ہے۔

ناقدری اور کم شکر (احسان کرنے والے کا شکریہ ادا نہ کرنا)احسان کرنے سے بے رغبت کردیتا ہے۔

آئی ہوئی نعمتوں کو ان کا شکرادا کرکے روک لو کیونکہ ہر بھاگا ہوا لوٹنے والا نہیں ہے(یعنی دوبارہ لوٹ کر نہیں آئیں گی)۔

شکر کیلئے نعمتوں کی افزائش ہی کافی ہے۔

شکر (نعمتوں کی) بہتات کا ضامن ہے۔

تمہاری عافیت پر تمہارا شکر تمہیں ان چیزوں میں مشغول کرے کہ جن میں دوسرے مبتلا ہیں (یعنی تم ہمیشہ اپنی عافیت کا شکر ادا کرتے رہو)۔

شکر کی مانند کسی شخص میں نعمتوں کی حفاظت کی ہرگز طاقت نہیں ہے (یعنی شکر ہی ان کی حفاظت کر سکتا ہے)۔

اگر خدا عذاب کا وعدہ نہ کرتا (کہ نافرمانی پر تمہیں عذاب میں مبتلا کرونگا) تو بھی واجب تھا کہ اس کی نعمت کے شکر میں اس کی نافرمانی نہ کی جائے (اگر خدا جہنم وسزا کا بھی وعدہ نہ کرتا تو خدا کی نعمتیں ہی ہمارے لئے کافی تھیں کہ ہمیشہ اس کی اطاعت کریں)۔

جس نے شکریہ ادا کیا، وہ اضافہ و بہتات کا مستحق ہو گیا۔

جو شکریہ ادا کرتا ہے، اس کی نعمت ہمیشہ رہتی ہے۔

جس کا شکریہ زیادہ ہوتا ہے، اس کی نعمتیں دوگنی ہوجاتی ہیں۔

جس پر شکر کا الہام ہوتا ہے، اس کی (نعمت کی) برکت ختم نہیں ہوتی، بلکہ اس میں برکت ہوتی رہتی ہے۔

جو نعمت کا شکر ادا نہیں کرتا ہے، اس کو اس کے زوال کے ذریعے سزا دی جاتی ہے۔

جو ہمیشہ شکریہ ادا کرتا ہے، وہ نعمت کو دائمی بناتا ہے۔

جس پر نعمت نازل کی گئی اور اس نے اس کا شکریہ ادا کیا تو اس کی مثال اس شخص کی سی ہے، جو کسی بلا میں مبتلا ہوا اور اس نے صبر کیا (یعنی اس کو اس جیسی جزا ملے گی)۔

جس نے احسان کا شکریہ ادا کیا، درحقیقت اس نے اس کا حق ادا کر دیا۔

بغیر احسان کے شکریہ ادا کرنے والے کی تو اس بات سے مطمئن نہ رہو کہ وہ قطع تعلقی کے بغیر تمہاری مذمت نہیں کرے گا (یعنی اس کے شکر کے فریب میں نہیں آنا چاہئے کیونکہ ایسا غرض مند ہی کرتا ہے)۔

جس نے اپنے محسن اور ولی نعمت کا شکریہ ادا کیا، اس نے اس کی تلافی کر دی۔

جو نعمت دینے والے (اپنے منعم) کا شکریہ ادا نہ کرے تو اس کا شمار چوپایوں میں کرنا چاہیئے۔

جو احسان کے بغیر شکر کرتا ہے، وہ برائی کے بغیر سرزنش کرتا ہے (یعنی اس کے شکریہ اور سرزنش کا کوئی اعتبار نہیں ہے)۔

جو شخص تم پر احسان کرنے کیلئے اپنی پوری طاقت صرف کرتا ہے تم بھی اس کا شکریہ ادا کرنے میں پوری طاقت لگا دو۔

جو شخص نعمت کے شکر کے سبب نعمتوں کی حفاظت کرتا ہے، زیادہ (نعمتوں) کے ساتھ اس کی حفاظت کی جائے گی۔

جو نعمت کے شکر کے ساتھ اس کی حفاظت نہیں کرتا ہے (یعنی ہر نعمت کا شکر ادا نہیں کرتا ہے) درحقیقت وہ انہیں معرض زوال میں لاتا ہے۔

جو خدا کا شکرادا کرتا ہے (خدا اس کیلئے) نعمتوں کو زیادہ کرتا ہے۔

جو دِل سے نعمتوں کا شکریہ ادا کرتا ہے (وہ زبان سے ظاہر کرنے سے قبل مزید کا مستحق ہو گیا۔ اس روایت سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ نعمت ملنے پر انسان کا فرض یہ ہے کہ پہلے وہ دل میں خدا اور اس کی نعمتوں کی عظمت کو سمجھے اور پھر زُبان پر جاری کرے یا آپؑ محبت اِلٰہی کے کمال کو سمجھانا چاہتے ہیں یعنی جو شخص نعمتوں کا شکرادا کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ زبان پر لانے سے پہلے دل میں اس کا خیال کرے تو خدا اس کی نعمت میں اضافہ کرے گا، اس لئے نہیں کہ شکر کے دو مرحلہ ہیں)۔

جس کا شکر زیادہ ہوتا ہے، اس کی خیر (اس کا مال و دولت) زیادہ ہوتی ہے۔

جس کا شکر کم ہوتا ہے، اس کا مال جاتا رہتا ہے۔

جس کو نعمت دی جاتی ہے، درحقیقت اس کے ذریعے اسے غلام بنایا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ شکر کر کے اس سے آزادی حاصل کرتا ہے۔

جو اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرتا ہے، اس پر دو شکر واجب ہوتے ہیں، کیونکہ اس نے اسے اپنے شکر کی توفیق دی ہے اور یہ شکر کا شکر ہے۔

جو تمہارے احسان کا شکرادا کرتا ہے، درحقیقت وہ تم سے سوال کرتا ہے (اور تم سے احسان کی توقع رکھتا ہے)۔

جو نعمت کا شکرادا نہیں کرتا ہے، اس کے یہاں برکت نہیں ہوتی۔

شکر کی مانند کسی اور چیز سے نعمت محفوظ نہیں کی جاتی۔

نعمتوں کا بہترین شکر، یہ ہے کہ انہیں ان کے موقع محل پر صرف کیا جائے۔

ایسا نہیں ہے کہ خدا کسی کیلئے شکر کا دروازہ کھولتا ہے اور افزائش کے دروازہ کو اس پر بند کرتا ہے (یعنی دونوں ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ ہیں)۔

شکر سے نعمت پائیدار ہوتی ہے۔

نعمت کے وقت شکرادا کرنا نہ بھولو۔

خوشی میں بہت شکر کرنے والا بندہ اور سختی میں بہت زیادہ صبر کرنے والا بندہ بن جاؤ۔

شک و ریب

شک، یقین کو برباد اور دین کو باطل کردیتا ہے۔

تمہارے لئے ضروری ہے کہ شک سے دُور رہو کہ وہ دین کو برباد کردیتا ہے اور یقین کو باطل کردیتا ہے۔

سب سے زیادہ ہلاک کرنے والی چیز شک اور ریب ہے اور سب سے زیادہ حفاظت کرنے والی چیز پارسائی اور گناہوں سے

پرہیز کرنا ہے۔

شک، نفس کا اضطراب ہے (اسی مضمون کی حدیث رسول اکرمؐ سے بھی منقول ہے۔

دع ما یریبك الیٰ ملا یریبك فان الشك ریبة وان الصدق طمانینة۔

''یعنی جو تمہیں شک میں ڈالے اسے چھوڑ دو اور جو شک میں نہ ڈالے اس کو اختیار کرلو کیونکہ شک اضطراب ہے، جب کہ صدق طمانیت ہے'')۔

شک، کفر ہے (یعنی ضروریات دین میں شک کرنا کفر ہے)۔

شک، دین کو برباد کر دیتا ہے (اس لئے ضروری ہے کہ انسان اپنے دین میں یقین کے ساتھ قدم اُٹھائے)۔

شک، ایمان کو تباہ و باطل کر دیتا ہے (ایمان کو یقین کے ساتھ ہونا چاہئے اگر شک کے ساتھ ہے، تو بے فائدہ ہے)۔

شک، جہالت کا پھل ہے۔

شک و تردید، شرک کا باعث ہوتا ہے۔

شک، نورِ دل کو بجھا دیتا ہے۔

شبہ کو شبہ اسی لئے کہا گیا ہے کہ (بظاہروہ) حق جیسا لگتا ہے (یعنی تھوڑا غور کرنے سے اس کا باطل ہونا واضح ہو جاتا ہے) لیکن اولیائے خدا کی رہبری، اس میں خود ان کا یقین ہوتا ہے کہ جس سے شبہ کو واضح کر دیتے ہیں اور اسے یقین میں بدل دیتی ہیں اور اس کا رہبر سیدھا راستہ ہے لیکن خدا کے دشمنوں کو ان کی گمراہی انہیں اپنی طرف بلائی ہے اور اندھاپن و گمراہی ان کا رہبر ہے)۔

شک، یقین کی آفت ہے۔

ہمیشہ شک کے رہنے سے شرک پیدا ہوتا ہے۔

شک کا نتیجہ حسرت ہے (یعنی کسی نتیجہ پر نہ پہنچنا ہے)۔

راہِ راست کا گمان اکثر فنا ہو جاتا ہے (جس طرح علم حاصل نہیں ہوتا ہے، اسی طرح گمان بھی حاصل نہ ہو تو ایسی جگہ توقف کرنا چاہئے یا یہ ان لوگوں کیلئے تنبیہ ہے کہ جو انبیاء و اولیا کے راستہ کو چھوڑ کر حقائق کا سراغ لگانا چاہتے ہیں)۔

شک، حیرت و تردد کا سبب ہے۔

مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے، جو خدا کی قدرت میں شک کرتا ہے۔ جب کہ وہ اس کی مخلوق کو دیکھتا ہے۔

شک یا بدگمانی یا تہمت ننگ و عار ہے، غیبت کا حریص ہونا، جہنم ہے (غیبت حرام ہے لیکن جو ہر وقت غیبت ہی سے سروکار رکھتا ہے گو یا وہ خود آگ ہے، اس سے آگ ہی جھڑتی ہے یا آگ میں داخل ہونے کا سبب ہوتا ہے)۔

یقین کے علاوہ جو چیز ہے، وہ گمان و شک ہے۔

ہر اِنسان کیلئے عقل یا ایک حاجت ہے پس شک و ریب سے الگ رہو۔

جس تک اِنسان کے یقین پر شرک غالب نہیں ہوتا ہے، اس وقت تک وہ گمراہ نہیں ہوتا ہے۔

جو (اپنے کام یا عقیدہ میں) تردد کرتا ہے، اس کا شک زیادہ ہوتا ہے۔

جس کا شک زیادہ ہوجاتا ہے، اس کا دین برباد ہوجاتا ہے (کیونکہ دین کے صحیح ہونے کا معیار یقین ہے)۔

جس کا شک یا بدگمانی زیادہ ہوجاتی ہے، اس کی غیبت زیادہ ہوتی ہے (خواہ لوگ اس کی غیبت کریں یا وہ خود لوگوں کی غیبت کرے)۔

مخلص کبھی شک نہیں کرتا ہے اور نہ یقین رکھنے والا شک کرتا ہے۔

جس کے دِل میں شک جاگزیں ہوگیا، وہ خدا پر ایمان نہیں لایا۔

شک سے بچنا، بہترین جواں مردی ہے۔

اس شخص سے زیادہ نقصان اُٹھانے والا کون ہے، جو یقین سے شک وحیرت کی طرف چلا جاتا ہے۔

شک تھوڑا بھی یقین کو فاسد کردیتا ہے۔

شک کرنے والے سے زیادہ بزدِل کوئی نہیں ہے (کیونکہ وہ کچھی بھی بے گناہی سے مطمئن نہیں ہوتا۔ اسی طرح شک نہ کرنے والے سے بڑا پاکدامن کوئی نہیں ہے)۔

شک، تہمت کا باعث ہوتا ہے (یعنی جو شخص شک وتردید کے ساتھ بات کرتا ہے اگر لوگ اسے جھوٹ سے متہم کریں تو بے جا نہیں ہے)۔

جب شک ظاہر ہوجاتا ہے، تو بدگمانیاں پیدا ہوتی ہیں۔

اس چیز کو چھوڑ کر جو تمہیں شک میں ڈال دے، اس چیز کو لے لو جو تمہیں شک میں نہ ڈالے (یعنی ہر کام میں انسان کو یقین کرنا چاہئے اور شک کو راہ نہیں دینا چاہئے)۔

شبہات میں تمہارا راستہ سیدھا ہونا چاہئے کیونکہ جو اِن شبہات میں پڑتا ہے گویا وہ دلدل میں دھنس جاتا ہے۔

شک کرنے والا، بے دین اور غیبت کرنے والا، بے مروت ہے۔

کوئی شک کرنے والا صحیح نہیں ملتا ہے (بلکہ اپنے ضمیر کے لحاظ سے وہ مریض رہتا ہے یا اسے صحیح راستہ پر نہیں دیکھا جاسکتا)۔

سب سے بڑا ذلیل آدمی وہ ہے، جو اپنے دین میں شک کرتا ہے۔

شک کرنے والا ہمیشہ بیمار رہتا ہے۔

شک کرنے والے کا کوئی دین نہیں ہوتا ہے (کیونکہ دین متدل ویقینی اعتقادات کا نام ہے اور جو شخص شک کی حالت میں کسی چیز کا معتقد ہوتا ہے، وہ بے دین ہوتا ہے)۔

بدحالی کی شکایت

جواپنی زبوں حالی کی شکایت غیر مومن سے کرتا ہے، گویا وہ خدا کے خلاف شکایت کرتا ہے۔
جواپنی بدحالی کی مومن سے شکایت کرتا ہے، گویا وہ خدا سے شکایت کرتا ہے۔

سرزنش

جو اپنے غیر کی لغزش پر سرزنش کرتا ہے، اس کی لغزش پر اسے دوسرے سرزنش کرتے ہیں۔

مشورہ

رائے میں شریک کرنا، صحیح راستہ کی طرف لے جاتا ہے۔
اپنے دُشمنوں سے مشورہ کرو تا کہ ان کی رائے سے ان کی دُشمنی اوران کے مقاصد کی انتہا کو جان جاؤ۔
اپنے عقل مند دُشمن سے مشورہ کرو اور اپنے جاہل دوست کی رائے سے احتراز کرو۔
ایک رائے کو دوسری پر پرکھو (یعنی ہر کام میں مشورہ کرواور دورایوں کا موازنہ کرو) کہ ان سے صحیح اور ٹھیک رائے نکل آئے گی۔
اپنی عقلوں کو مہتم کرو کیونکہ جو غلطی ہوتی ہے وہ ان پر اعتماد ہی کے نتیجہ میں ہوتی ہے۔
مشورہ کرنا، تمہارے لئے باعث آرام اور دوسرے کیلئے باعث رنج وزحمت ہے۔
دواعلیٰ ترین شخص کہ جس سے تم مشورہ کرو تجربہ کار ہے اور بدترین شخص کے کہ جس کی تم ہم راہی کرو، عیب دار ہے۔
مشورہ کرنا، پشت پناہ بنانا ہے (کیونکہ انسان اپنے کام میں ایک حد تک مطمئن ہو جاتا ہے)۔
مشورہ کرنا، عین ہدایت ہے۔
مشورہ کرنے والا، ٹھوکر نہیں کھاتا ہے۔
مشورہ کرنے والا، کامیابی کی دہلیز پر ہے۔
مشورہ تمہارے غیر کی صحیح رائے کو تمہارے پاس کھینچ لائے گا۔
مشورہ پر توصرف اس لئے اُبھارا گیا ہے کہ مشورہ دینے والے کی رائے خالص اور مشورہ لینے والے کی رائے خواہشوں سے مخلوط ہے (ہوسکتا ہے کہ مشیر، مشیر وخیر سے اسم مفعول ہو یعنی جو مشورہ کی صلاحیت رکھتا ہے اور ممکن ہے ''اشارہ'' سے اسم فاعل ہو یعنی اِشارہ کرنے والا اور ''شور'' کا اسم مفعول مشور ہوگا۔
مشورہ کی آفت رایوں کو توڑنا ہے (یعنی جب ایک دوسرے کی رائے توڑ دی تو پھر مشورہ نہیں ہوا)۔
جب تم کسی کام کا ارادہ کرو تو مشورہ کرو۔
جب تم کوئی کام انجام دینا چاہو تو اسے غور وفکر اور مشورہ کے بعد انجام دو اور آج کا کام کل پر نہ چھوڑو۔ ہرروز، ایک کام انجام

دو (یعنی ہر کام کو مشورہ کے بعد اور وقت پر انجام دینا چاہئے)۔

مشورہ دینے والے کی جہالت مشورہ لینے والے کو ہلاک کر دیتی ہے (لہٰذا ایسے شخص سے مشورہ کرنا چاہئے، جو تجربہ کار ہو)۔

عقل مند کیلئے مناسب ہے کہ وہ اپنی رائے میں عقلا کی رائے کا اضافہ کرے اور اپنے علم میں حکما کے علم کو شامل کرے۔

عقل مند کیلئے ضروری ہے کہ ہمیشہ راہِ راست کی تلاش میں رہے اور خودرائی کو چھوڑ دے۔

تمہارے مشورہ کیلئے بہترین افراد صاحبانِ عقل و علم اور تجربہ کار دُور اندیش ہیں۔

مطیع و فرمانبردار اور مشورہ لینے والے سے خیانت کرنا، بہت بُری بات اور آگ کے عذاب کا باعث ہے۔

کسی کام کا ارادہ کرنے سے پہلے مشورہ کر و اور قدم اُٹھانے سے قبل سوچ لو۔

صاحبانِ عقل سے مشورہ کرو لغزش و پشیمانی سے محفوظ رہو گے۔

اپنے اُمور میں ان لوگوں سے مشورہ کرو، جو خدا سے ڈرتے ہیں، ہدایت پا جاؤ گے۔

مشورہ لینے پر ظلم کرنا، ستم و خیانت ہے۔

تمہارے لئے ضروری ہے کہ مشورہ کرو کہ یہ دُور اندیشی کا نتیجہ ہے۔

مشورہ دینے والے پر لازم ہے کہ وہ رائے میں اجتہاد کرے، ہاں اس پر کامیابی کی ذمہ داری نہیں ہے۔

مشورہ کرنے میں ہدایت ہے، مشورہ کرنا عین ہدایت ہے۔

مشورہ کی خوبی (کیلئے اتنا ہی کافی ہے) وہ پشت پناہ ہے۔

جو مشورہ کی مخالفت کرتا ہے، وہ ٹھوکر کھاتا ہے، پستی میں گرتا ہے۔

جو عقل مند سے مشورہ کرتا ہے، وہ اپنی بھلائی کی چیز کا مالک بن جاتا ہے۔

جس کا مشیر بھٹک جاتا ہے، اس کی تدبیر باطل ہو جاتی ہے۔

جو مشورہ لینے والے کا مخلص ہوتا ہے، اس کی تدبیر شائستہ ہوتی ہے۔

جو اپنے مشورہ لینے والے کو دھوکا دیتا ہے، اس کی تدبیر سلب ہو جاتی ہے (یعنی خدا اس سے صحیح رائے اور فکر کو چھین لیتا ہے)۔

جو صاحبانِ عقل سے مشورہ کرتا ہے، وہ عقلوں کے نور سے روشنی پاتا ہے۔

جو عقل مندوں اور صاحبانِ خرد سے مشورہ کرتا ہے، وہ اپنے مقصد اور راہِ راست حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

جو مردوں سے مشورہ کرتا ہے، وہ ان کی عقلوں میں ان کا شریک ہو جاتا ہے۔

جو صاحبانِ عقل و خرد سے مشورہ کرتا ہے، وہ دُور اندیشی اور صحیح گفتار و رفتار کے حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

جو مشورہ کو لازم سمجھتا ہے یا مشورہ کرنا نہیں چھوڑتا ہے، وہ کام صحیح ہونے کی صورت میں مدح کرنے والے اور غلطی و خطا کی صورت میں عذر خواہ سے محروم نہیں رہیگا۔

جس نے مشورہ کیا، وہ گمراہ نہیں ہوا۔
صحیح راستہ کا استنباط وحصول، مشورہ کی مانند اور کسی چیز سے نہیں ہوتا ہے (آدمی مشورہ کے ذریعہ اُمور کے حقائق کو اسی طرح حاصل کر لیتا ہے، جس طرح مقنی زمین و پتھر اور ریت سے پانی نکالتا ہے اور اسی لحاظ سے مجتہد کو بھی مستنبط کہتے ہیں کہ وہ معارف، اسلام اور آپ حیات کو کتاب وسنت سے اخذ کرتا ہے)۔
دُور اندیش وخوف کھانے والے مہربان سے مشورہ کرنا، کامیابی ہے۔
جاہل مہربان سے مشورہ کرنا، خطرہ سے خالی نہیں ہے (کیونکہ وہ حقائق سے بے خبر ہے، اِنسان کو ہلاک کر دے گا)
بہترین مددگار، مشورہ ہے۔
مشورہ کرنا، بہترین پشت پناہ یا ڈھارس ہے۔
اپنے دُشمن سے مشورہ نہ کرو، اس سے اپنے معاملہ کو پوشیدہ رکھو (ظاہراً رازدارانہ معاملات میں مشورہ کرنے کی ممانعت ہے، ورنہ گزشتہ روایت میں ہے کہ عقل مند دُشمن سے مشورہ کرو)۔
اپنے کام میں جاہل سے ہرگز مشورہ نہ کرو۔
شائستہ وخطیر رائے کو چھوٹا نہ سمجھو خواہ اسے کوئی حقیر آدمی ہی پیش کرے۔
اپنے مشورہ میں کنجوسی کو ہرگز داخل نہ کرو کہ وہ تمہیں میانہ روی سے ہٹا دے گا اور تم سے ناداری کا وعدہ کرے گا۔
اپنی رائے میں بزدل کو ہرگز شریک نہ کرو کہ وہ تمہیں کام سے عاجز کر دے گا اور تمہاری نظر میں رائے کو پہاڑ بنا کر پیش کرے گا۔
بہت جھوٹ بولنے والے سے مشورہ نہ کرو کیونکہ وہ سراب کی مانند ہے اور وہ تمہارے لئے دُور کو قریب کر دے گا اور تم سے قریب ہے، اسے دُور کر دے گا۔
اپنے مشورہ میں حریص کو ہرگز شریک نہ کرو کہ وہ تمہارے لئے بُرائی کو آسان کر دے گا اور تمہارے لئے بدی سنوار دے گا۔
عاقل مشورہ سے بے نیاز نہیں ہوتا ہے (بلکہ اس کا محتاج رہتا ہے اور اس سے فائدہ اٹھاتا ہے)۔
مشورہ سے بڑا پشت پناہ نہیں ہے۔
جو اپنی عقل یا اپنے کام سے بے نیاز ہو جاتا ہے (دوسروں سے مشورہ نہیں کرتا ہے اور علما کے علم وفکر سے استفادہ نہیں کرتا ہے یا انبیاءؑ وآئمہؑ کی پیروی نہیں کرتا ہے) وہ گمراہ ہوتا ہے۔

شوق ومشتاق

شوق واشتیاق، یقین والوں کا طریقہ ہے۔

(حضرت حق کا) اشتیاق، رہائی یا عارفوں کا انتخاب ہے۔

جو (خدا سے) ملاقات کا مشتاق ہو، اس نے (دُنیا) کو فراموش کر دیا۔

جو (جنت اور اس کی نعمتوں کا) مشتاق ہوتا ہے، وہ اول شب میں راستہ طے کرتا ہے۔

شہوت

شہوت، دو گمراہ کرنے والوں میں سے ایک ہے۔

شہوات، مار ڈالنے والے امراض ہیں اور ان کا اعلیٰ ترین علاج ان پر صبر کئے رہنا ہے۔

شہوات، شیطان کے جال ہیں۔

اپنی شہوت پر قابو پاؤ تا کہ تمہاری حکمت کامل ہو جائے۔

شہوتوں کو چھوڑ دو کہ وہ تمہیں گناہوں پر سوار کر دیں گی اور بُرائیوں میں داخل کر دیں گی۔

شہوتیں مار ڈالنے والی آفتیں ہیں اور ان کی بہترین دوا ان پر صبر کئے رہنا ہے۔

خبردار! تم پر شہوات غالب نہ آئیں اور تم پر زبردستی حکمرانی نہ کریں کیونکہ ان کا حاضر، (دُنیا) مذموم اور ان کا مستقبل، (آخرت) بہت سخت ہے۔

خبردار! تمہارے دِلوں پر شہوات غالب نہ آئیں، کیونکہ ان کی ابتدا غلامی اور ان کی انتہا ہلاکت ہے۔

شہوات کی اِبتدا طرب و مسرت اور اس کا آخر ہلاکت ہے۔

خواہش، آدمی کو حریص بنا دیتی ہے۔

شہوات، آفتیں ہیں۔

شہوات، قاتل ہیں۔

شہوات و خواہش، عقل و ایمان کو چھین لینے والی ہیں۔

شہوت، بڑا نقصان پہنچانے والا دُشمن ہے۔

شہوت، زہر ہلاہل ہے۔

شہوت جاہلوں کو غلام بنا لیتی ہیں۔

شہوت کے سامنے تسلیم ہو جانا، بدترین المیہ ہے۔

بے شک اگر تم نے شہوتوں کو اپنا مالک بنا لیا تو وہ تمہیں گمراہی کی طرف ہنکا لے جائیں گی۔

جب تم پر خواہش و شہوت غالب آ جائے تو نیک و شائستہ اعمال، نماز تہجد وغیرہ، بجا لا کر اس پر قابو پاؤ۔

شہوت کا مالک ہونا، ہر عیب سے پاکیزگی ہے۔ یعنی جس آدمی کی خواہشیں اس کے قابو میں ہوتی ہیں، اس میں عیوب نہیں

دیکھے جاتے۔

شہوتوں کو چھوڑنا، بہترین عبادت اور بہترین عادت ہے۔

شہوت کی شیرینی اور اس کی مٹھاس کو ننگ و عار کی رُسوائی مکدر و بدمزہ بنا دیتی ہے۔

شہوت کو ٹھکرا دینے والا، انہیں سب سے بڑا فارغ کر دینے والا اور اس کو پورا کرنا، اس کو زیادہ مضبوط کرنے والا ہے۔

شہوت کی زیادتی، مروت کو عیب لگاتی ہے۔

بدی کا سبب شہوت کا غلبہ ہے (کیونکہ اگر عقل غالب ہوتی ہے تو بدی وجود میں نہیں آتی ہے)۔

شہوت کی آگ انسان کو خون یا روح کی بربادی پر اُبھارتی ہے (یعنی انسان کو ہلاک کر دیتی ہے۔ پس خود کو تلف کرنے سے بچانے کیلئے شہوت کی آگ کو خاموش کرنے کی کوشش کرنا چاہئے)۔

شہوت کو کچل کر اس کی مخالفت کرو۔

شہوت کی مخالفت ایسے ہی کرو، جس طرح دُشمن دُشمن سے جنگ کرتا ہے۔

شہوت کی طاعت، دین کو برباد کر دیتی ہے۔

شہوت کی طاعت، ہلاکت ہے اور اس کی نافرمانی بادشاہت، یا نفس کا مالک ہونا ہے۔

جس نے دُنیا کی شہوتوں سے اعراض کیا، وہ جنت الماویٰ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

شہوت کا غلام، گردن کے غلام سے زیادہ ذلیل ہے۔

شہوت کا غلام، ایسا قیدی ہے کہ جس کی اسیری جدا نہیں ہوگی۔

وہ دِل نصیحت سے فائدہ اُٹھانے والا نہیں ہے، جو شہوتوں میں الجھا ہوا ہے۔

شہوت کا غلبہ، سب سے بڑی ہلاکت ہے اور اس کا مالک ہونا عظیم ترین بادشاہت ہے۔

شہوت کا غلبہ عصمت کو برباد کر دیتا ہے اور ہلاکت کے دہانے پر پہنچا دیتا ہے۔

شہوت پر اس کی حرص کے قوی ہونے سے پہلے قابو پاؤ کیونکہ اگر وہ قوی ہو گئی تو تمہاری مالک ہو جائے گی اور تمہارے امور کی زمام اپنے ہاتھ میں تھام لے گی اور تمہیں فتح کر لے گی اور پھر تم اس کا مقابلہ نہیں کر سکو گے۔

شہوتوں اور خواہش کا ساتھی، وبال کا قیدی ہے (یعنی وہ رنج والم سے نجات نہیں پا سکتا)۔

شہوت پرست، نفس کا مریض اور عمل کا بیمار قیدی ہے۔

شہوت کو کچلنے میں ثابت قدمی سے کام لو تا کہ کامیاب ہو جاؤ۔

بہت سی خواہشیں (بلند) رتبہ پر پہنچنے سے روکتی ہیں۔

جس کی عصمت نے مدد نہ کی، ہو وہ خواہشوں سے کیسے باز رہ سکتا ہے؟

کوئی بھی بندہ اس وقت تک ہلاک نہیں ہوسکتا، جب تک کہ وہ اپنی خواہش کو اپنے دین پر مقدم نہ کرے۔
خواہش نفس کی پیروی سے بڑا کوئی گناہ نہیں ہے، اس کی پیروی کرو گے تو وہ تمہیں خدا سے باز رکھے گی۔
اگر تم شہوتوں سے بے رغبت رہتے تو یقیناً آفتوں سے محفوظ نہیں رہتا ہے۔
جو اپنی شہوت وخواہش پر صبر کرتا ہے، وہ مردانگی یا آدمیت کے آخری درجہ تک پہنچ جاتا ہے۔
جو اپنی شہوت کا مالک ہوتا ہے (یعنی اس کو قابو میں رکھتا ہے) وہ پرہیز گار ہے۔
جو اپنی شہوت وخواہش کا گلا گھونٹ دیتا ہے، وہ اپنی مروت ومردانگی کو زندہ کرتا ہے۔
جس کی شہوت بڑھ جاتی ہے، اس کے اخراجات بھی بڑھ جاتے ہیں۔
جو اپنی شہوت پر غلبہ پالیتا ہے، وہ اپنی قدر ومنزلت کو بچالیتا ہے۔
جو شہوتوں اور خواہشوں کی طرف تیزی سے بڑھتا ہے اس کی طرف آفتیں تیزی سے بڑھتی ہیں۔
جو شہوتوں کا حریص ہو جاتا ہے، وہ اپنے نفس کیلئے عظیم مصیبتوں کو مباح کر لیتا ہے (اسے ہمیشہ ایک مصیبت کے بعد دوسری کا منتظر رہنا چاہیئے)۔
جو اپنی شہوت کا مالک ہو گیا، اس کی مروت ومردانگی کامل ہوگئی اور اس کی عافیت سنور گئی۔
جو اپنی خواہش وشہوت کو چھوڑ کر اس کا مداوی نہیں کرتا، وہ مسلسل بیمار رہتا ہے۔
شہوت کی اطاعت کرنے سے گناہ دوگنا ہو جاتے ہیں۔
شہوت سے مغلوب ہونے والا، مملوک غلام سے زیادہ ذلیل ہے (کیونکہ وہ دونوں جہانوں میں زحمت میں رہتا ہے)۔
جو ہمیشہ خواہشوں کی پیاس بجھانے کے چکر میں رہتا ہے وہ آفتوں کا نشانہ، گناہوں کا ساتھی اور بلاؤں کا یقین رکھنے والا ہے۔
شہوت وغضب میں حد سے آگے نہ بڑھو کہ یہ دونوں تم پر عیب لگا دیں گے۔
شہوت کے ساتھ عقل نہیں ہوتی ہے۔
شہوت کے غلبہ کے علاوہ تقویٰ کو اور کوئی چیز برباد نہیں کرتی ہے۔
شہوت سے بڑا کوئی فتنہ نہیں ہے۔
کتنی اچھی بات ہے کہ انسان غیر مناسب چیز کی خواہش نہ کرے۔

شہید

جو شخص اپنے برحق پروردگار، اس کے رسولؐ اور آپؐ کے اہل بیتؑ کے حق کی معرفت پر مر گیا، وہ شہید مرا اور اس کا اجر خدا کے ذمہ ہو گیا اور اس نے جس نیک عمل کی نیت کی تھی اس کی جزا کا مستحق ہو گیا اور اس کی نیت غلاف ونیام سے تلوار کھینچنے کی جانشین ہے (اگر امامؑ کے ساتھ دشمنوں سے جنگ کیلئے ایسا کرے اور اصل کام کو انجام نہ دے سکے) کیونکہ ہر چیز کی ایک مدت معین

ہے، جس سے وہ آگے نہیں بڑھ سکتی (بنابرایں جو حضرات ولی عصر ارواحنالہ، الفداء کی مدد کی آرزو رکھتے ہیں اور آپؑ کی رکاب میں جہاد کرنے کے مشتاق ہیں، ان کو مجاہدین کی جزا ملے گی)۔

(یہ نہج البلاغہ کے 23 ویں خطبہ کا تتمہ ہے۔ اس میں آپؑ نے نصیحتیں، صلہ رحم اور اپنے عزیزوں کی مدد کرنے کے فوائد بیان کئے ہیں) ہم خدا سے شہیدوں کی منازل، نیک بختوں کی زندگی، انبیاءؑ اور نیک لوگوں کی رفاقت کا سوال کرتے ہیں۔

شہادت و گواہی

(یہ نہج البلاغہ کے کلمہ حکمت 244 کا جملہ ہے) شہادت و گواہی کے انکار حقوق کے مقابلہ میں ثبوت مہیا کرنے کیلئے واجب کیا ہے تا کہ دوسرے کسی حق کا انکار نہ کر سکیں۔

جو تمہارے حق میں جھوٹی گواہی دیتا ہے، وہ تمہارے خلاف ایسی ہی گواہی دے گا۔

خیانت کار کی گواہی میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔

شہرت

نیک نامی کی شہرت، اقتدار کا قلعہ ہے (یعنی اگر کوئی طاقت ور ہونا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ نیک نامی میں شہرت پائے)۔

شہرت طلبی کا جذبہ ہر بلا کا سرچشمہ ہے۔

بڑھاپا

ڈرانے (موت آنے اور زندگی ختم ہونے) کیلئے بڑھاپا ہی کافی ہے۔

بڑھاپے و ضعیفی کیلئے خبر دینے والا کافی ہے۔

سفید بالوں کو بدلو یعنی خضاب کرو اور یہود کی شبیہ نہ بنو۔

جب تمہارے کالے بال سفید ہو جائیں تو وہ تمہاری پاکیزہ اور نفیس زندگی ختم ہو گئی (کنایۃً طاقت مراد ہے جب تک آدمی کے اندر طاقت رہتی ہے، اس وقت تک وہ ہر چیز سے لذت اٹھاتا ہے لیکن جب بال سفید ہو جاتے ہیں تو ناتوانی کے آثار آشکار ہو جاتے ہیں، اس وقت اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے ہاتھ سے موقعہ نکل رہا ہے)۔

ضعیفی فنا کے وعدوں میں سے آخری ہے، لہٰذا عمر کے آخری حصہ کو توبہ و انابت میں بسر کرنا چاہئے۔

شیعہ

بے شک جنت والے ہمارے شیعوں کی منزل ضرور دیکھیں گے، بالکل ایسے ہی جیسے تم میں سے کوئی آدمی آسمان کے افق پر ستاروں کو دیکھتا ہے (اس جملہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شیعوں کی منزلیں بہت بلند ہیں، اتنی ہی جتنا زمین سے آسمان بلند ہے)۔

بے شک خدا نے زمین پر نظر ڈالی تو ہمارے لئے شیعوں کو چنا، جو ہماری مدد کرتے ہیں، وہ ہماری خوشی میں خوشی مناتے ہیں اور ہمارے غم میں غم مناتے ہیں اور ہمارے لئے اپنی جان و مال سے دریغ نہیں کرتے ہیں، وہ ہم سے ہیں اور ان کی بازگشت ہماری طرف ہوگی۔

ہمارے شیعوں کی مثال شہد کی مکھی کی سی ہے اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اس کے پیٹ میں کیا ہے تو اس کو کھا جائیں۔

ہمارے شیعہ ترنج کی مانند ہیں، کہ جس کی بو بہت اچھی اور اس کا ظاہر و باطن صاف وستھرا ہے۔

مرد کیلئے عیب

چار چیزیں: 1. بخل. 2. جھوٹ. 3. حرص پروری. 4. بد خلقی، مرد کو عیب دار بناتی ہیں۔

صبر اور صابر

صبر، محکم کرنے (یا یقین رکھنے) کے اولین لوازمات میں سے ہے۔

مصیبت پر صبر کرنا، اجر میں اضافہ کرتا ہے۔

صبر، دو کامیابیوں میں سے ایک ہے۔

مصیبتوں پر صبر، بلند مراتب یا بلند مقاصد پر پہنچاتا ہے۔

طاعت خدا پر صبر کرنا، سزا و عقوبت پر صبر کرنے سے کہیں زیادہ آسان ہے۔

بلا پر صبر کرنا، خوش حالی و فراخی کی عافیت سے افضل ہے۔

صبر، بہترین عادت ہے اور علم، اعلیٰ ترین زیور و بخشش ہے۔

صبر یہ ہے کہ انسان پر جو پڑے، اس کو برداشت کرے اور غصہ و غضب کو پی جائے۔

صبر وہ ہیں: اس چیز پر جو تمہیں ناپسند ہو اور اس چیز پر صبر جس کو تم پسند کرتے ہو۔

صبر، ایمان کا بہترین لباس اور آدمی کی بہترین صفت ہے۔

شہوت پر صبر کرنا، عفت ہے اور غصہ پر صبر کرنا، بڑا رُتبہ ہے اور معصیت پر صبر کرنا، پرہیزگاری ہے۔

صبر کی دو قسمیں ہیں: بلا پر صبر بہت اچھا ہے اور حرام چیزوں سے بچنے کیلئے صبر کرنا، اس سے بھی اچھا ہے۔

ناداری و فقر پر عزت کے ساتھ صبر کرنا، ذلت کی ثروت مندی سے بہتر ہے۔

غصہ کی تکلیف پر صبر کرنا فرصت میں کامیابی کا باعث ہی۔

صبر کرو، مقصد تک پہنچ جاؤ گے۔

مصیبت پر ہائے ویلا کرنے کی بجائے صبر کرو۔

اس کام پر صبر کرو جس کا ثواب تمہارے لئے ضروری ہے اور جس کام پر صبر نہ کر سکو تو اس کے عذاب و سزا پر صبر کرو۔

صبر کو اپنا شعار بنالو کہ صبر کی عاقبت شیریں اور اس کا انجام مبارک ہے۔

حق کی تلخی پر صبر کرو، خبردار! باطل کی شیرینی کے فریب میں نہ آنا۔

زمین سے چمٹے رہو (یعنی کسی سے لڑنے کیلئے کھڑے نہ ہو) بلا پر صبر کرو اور اپنے ہاتھوں اور زبان کی خواہش کو حرکت نہ دیں (واضح رہے کہ یہ حکم ہمیشہ کیلئے نہیں ہے، بلکہ اس زمانے سے مخصوص ہے کہ جس میں اگر صبر سے کام نہ لیا جائے تو اسلام اور مسلمانوں کا نقصان ہوگا)۔

صبر کا دامن تھامے رہو کہ یہی ایمان کا ستون اور اُمور کا معیار ہے۔

اعلیٰ ترین صبر، خود کو صابر ظاہر کرنا ہے۔

سختیوں کیلئے بہترین آمادہ شدہ چیز صبر ہے (کیونکہ صبر سے مشکلیں آسان ہوجاتی ہیں)۔

اعلیٰ ترین صبر، مصیبت کی تلخی کے وقت (صبر کرنا) ہے۔

اعلیٰ ترین صبر اس چیز پر صبر کرنا ہے، جو انسان کی محبوب ہے (جیسے انسان کی بعض خواہش یا خدا کی بعض تکالیف پر صبر کہ جو انسان کی حقیقی محبوب ہوتی ہیں)۔

سختی کے مقابلہ کیلئے صبر، بہترین سپر و ذخیرہ ہے۔

بے شک نتیجہ کے لحاظ سے صبر ہی سب سے زیادہ قابل تعریف ہے۔

(رسولؐ خدا کے دفن کے وقت اس طرح فرمایا:) بے شک صبر جمیل ہے سوائے آپؐ کے اور جزع وفزع اچھی بات نہیں ہے، مگر آپؐ پر نہیں بیشک آپؐ کا غم بہت بڑی مصیبت ہے، لیکن آپؐ سے قبل اور بعد میں بہت آسان ہے۔

صبر، معیار بنیاد ہے۔

صبر، بلندی پر پہنچنے کا ذریعہ اور بے قراری پستی ہے۔

صبر (غم واندوہ کو) دفع کرنے کا آلہ ہے۔

صبر کامیابی اور بے صبری، خطرہ ہے۔

صبر، مصائب سے جنگ کرتا ہے۔

صبر، ایمان کا سر ہے۔

صبر، فقر و ناداری کی سپر ہے (کیونکہ صبر کے حقیقی معنی قیام و ثابت قدمی ہیں اور ایسا آدمی تہی تنگ دست نہیں ہوسکتا)۔

صبر، یقین کا پھل ہے۔

صبر، مصیبت کو آسان کر دیتا ہے۔

صبر، مصیبت کو گھٹا دیتا ہے۔

صبر، ایمان کا پھل ہے۔

صبر، بلا کے مقابلہ کیلئے مستعد فوج ہے۔

صبر، کامیابی کا ضامن ہے۔

صبر، (خدا کی) مدد کی علامت ہے۔

صبر، بلاؤں کو زیادہ دفع کرنے والا ہے۔

صبر، دُشمنوں کی ناک رگڑ دیتا ہے (کیونکہ وہ بے تابی و بے قراری کے منتظر رہتے ہیں اور صبر سے مایوس ہو جاتے ہیں)۔

صبر، فقر و ناداری سے جنگ کیلئے سپر ہے۔

صبر، ہر کام میں مددگار ہے۔

صبر، اعلیٰ ترین و بہترین ذخیرہ ہے۔

صبر، مضبوط ترین لباس ہے۔

صبر، ایسی سواری ہے، جو سرکشی نہیں کرتی ہے۔

صبر زمانہ کے خلاف سب سے بڑا مددگار ہے، چونکہ مصیبتوں اور بلاؤں کو زمانہ کی طرف نسبت دی جاتی ہے۔ اگرچہ ان کا اصل سبب خدا یا ہمارے بُرے اعمال ہوتے ہیں، اگر صبر سے کام نہیں لیا جائے گا تو اِنسان زمانہ سے مغلوب ہو جائے گا اور مشکلوں میں بس جائے گا)۔

صبر، مومن کا بہترین لشکر (فوج) ہے۔

فضیلت وہ دُور اندیشی، صبر میں ہے۔

مصیبت کی تکلیف پر صبر کرنے سے موقع فراہم ہوتا ہے (یعنی جو شخص جتنا صبر کرتا ہے، وہ نیک کاموں میں بھی کامیاب ہوتا ہے کیونکہ وہ جزع و فزع نہیں کرتا ہے)۔

صبر، مصیبت کے مطابق نازل ہوتا ہے (صبر جتنا زیادہ ہوگا، مصیبت اتنی ہی عظیم ہوگی)۔

مصائب پر صبر کرنا، خدا کے بہترین عطایا میں سے ہے۔

مصیبت پر صبر کرنے سے سرزنش و شماتت کی گرمی کم ہو جاتی ہے۔

صبر، ضرر کو زیادہ دفع کرنے والا ہے۔

اگر خدا تمہیں کسی مصیبت میں مبتلا کرے تو اس پر صبر کرو۔

اگر تم صبر کرو گے تو خدا کی طرف سے ہر مصیبت کا جانشین (اجر و ثواب) ہے۔

اگر تم صبر کرو گے تو تمہارے لئے قلم چلے گا اور تم ماجور ہو گے اور اگر بے صبری کرو گے تو تم پر تمہارے خلاف قلم چلے گا اور تم گنہگار رہو گے۔

اگر تم آزاد لوگوں جیسا صبر کرو گے (تو فبہا) ورنہ (نا تجربہ کار اور فریب خوردہ لوگوں کی طرح فراموش کر دیئے جاؤ گے)۔

اگر صبر کرو گے تو اس کے ذریعے نیک لوگوں کی منزل تک پہنچ جاؤ گے اور اگر بے صبری کرو گے تو وہ تمہیں جہنم میں پہنچا دے گی۔

اگر تم بزرگ و عظیم لوگوں جیسا صبر کرو گے تو انہیں میں سے ہو جاؤ گے، ورنہ چوپایوں جیسے سمجھے جاؤ گے اور انہیں میں سے ہو جاؤ گے۔

بے شک تم اپنے پروردگار سے اپنی پسندیدہ چیز کو ہرگز حاصل نہیں کر سکتے، ہاں اپنی پسندیدہ چیز کو صبر کر کے حاصل کر سکتے ہو۔

اگر تم بلا پر صبر اور راحت و فراخی کی زندگی پر صبر کرو گے اور خدا کے مقدر کئے ہوئے پر صبر کرو گے تو خدا کی طرف سے تمہارے لئے رضا یقینی ہے۔

اگر تم رنج و مصیبت پر صبر و کرو گے تو اس کی تیزی و گرمی کو ختم کر دو گے۔

صبر کے ذریعے غم ہلکا ہو جاتا ہے۔

صبر کے ذریعے پسندیدہ چیزیں حاصل ہو جاتی ہیں۔

صبر کے ذریعے بلند امور حاصل ہو جاتے ہیں۔

جب تم حاجت پوری ہونے اور کامیابی پر صبر کرو تو اپنے نفس کو بشارت دو۔

صبر و یقین کا پیراہن پہن لو (یعنی ان دونوں کو اپنا شعار بنا لو) کیونکہ یہ دونوں سختی و فراخی میں بہترین ذخیرہ ہیں۔

صبر کا ثواب، مصیبت کی تکلیف کو زائل کر دیتا ہے۔

صبر کا ثواب، بہت بڑا ثواب ہے۔

اچھا صبر، کامیابی کا نقیب ہے۔

اچھا صبر، ہر چیز کا معیار ہے۔

اچھا صبر، ہر چیز میں مددگار ہے۔

ہمیشہ صبر کرنا، کامیابی کی دلیل ہے۔

خدا رحم کرے اس شخص پر، جس نے صبر کو اپنی زندگی کی سواری اور تقویٰ کو اپنی وفات کا ذخیرہ بنا لیا۔

صبر، ایمان کا سر ہے۔

مصیبت پر صبر کرنا، مصیبت کو آسان کر دیتا ہے اور ثواب میں اضافہ کرتا ہے۔

تمہارا غصہ کے گھونٹ پینے پر صبر کرنا، تمہارے لئے دنیوی و اخروی فوائد حاصل کرنے کا موقعہ فراہم کرتا ہے۔

اپنے نفسوں کو طاعات بجالانے کا حکم دو اور انہیں گناہوں کی آلودگیوں سے محفوظ رکھو تاکہ تمہیں ایمان کی شیرینی ومٹھاس محسوس ہوجائے۔

خوش نصیب ہے وہ شخص، جس نے صبر کو اپنی نجات کی سواری اور تقویٰ کو وفات کا ذخیرہ بنالیا۔

زیادہ صبر کرنا، نیک لوگوں کی عادت ہے (یا طویل صبر، نیک لوگوں کی عادت ہے)۔

تنگی و بلا میں تمہارے لئے صبر لازم ہے۔

تمہاری لئے صبر تحمل ضروری ہے، کیونکہ اصل میں جس نے ان کو اپنا شعار بنالیا، اس پر مصیبت اور مشکلیں آسان ہوجاتی ہیں۔

تمہارے لئے ضروری ہے کہ صبر کرو کیونکہ یہ مضبوط قلعہ اور معارفِ الٰہی پر یقین رکھنے والوں کی عبادت ہے۔

تمہارے لئے ضروری ہے کہ صبر کرو، کیونکہ عقلمند اس سے وابستہ رہتا ہے اور جاہل جزع وفزع کے بعد اس کی طرف لوٹتا ہے۔

تمہارے لئے ضروری ہے کہ صبر کو اپنا شعار بناؤ، کیونکہ دُور اندیش اس سے وابستہ رہتا ہے اور جزع کرنے والا آخر کار اسی کی طرف لوٹتا ہے۔

پہلا صدمہ پڑنے سے ہی شریف وہوشیار لوگوں کا صبر معلوم ہوجاتا ہے (ورنہ اکثر لوگ مجبور بے صبری کے بعد صبر کرتے ہیں)۔

مصائب پڑنے اور پے در پے غم کی بوچھاڑ کے وقت صبر کی فضیلت آشکار ہوتی ہے۔

صبر میں کامیابی ہے۔

بلا میں صبر کی فضیلت و برتری جمع ہوجائے گی۔

کبھی صبر نایاب ہوجاتا ہے۔

ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ کوئی صبر کرے اور مالک نہ ہو (یعنی صبر سے انسان اپنے نفس کا مالک ہوجاتا ہے)۔

ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ کوئی صبر کرے اور کامیاب نہ ہو۔

اکثر صبر کے ذریعے تالے کھل جاتے ہیں (یعنی صبر کے ذریعے بند راستے کھل جاتے ہیں)۔

جو کام کی تکلیف پر صبر نہیں کرتا ہے، اس کو ناداری پر صبر کرنا پڑتا ہے۔

بہت زیادہ صبر کرنے والا کامیابی کو نہیں گنواتا ہے، خواہ اس میں کتنا ہی وقت صرف ہو۔

حق کی تلخی پر وہی صبر کرسکتا ہے، جو اس کے انجام کی مٹھاس وشرینی کا یقین رکھتا ہے۔

زیادہ صبر کرنے والا، اپنے مقصد کو حاصل کر لیتا ہے اور اپنی اُمید کو پالیتا ہے۔

صبر کے ساتھ کوئی مصیبت (مصیبت) نہیں ہے (مصیبت اس وقت معلوم ہوتی ہے جب صبر نہیں ہوتا ہے)۔

صبر انجام کے لحاظ سے زیادہ قابل تعریف اور خاتمہ اعتبار سے بہت لذیذ اور بے اَدبی کیلئے زیادہ دافع اور مطلب کے حصول میں بہت مددگار ہے۔

جوصبر کرتا ہے، وہ کامیاب ہوتا ہے۔

جس نے صبر کیا، وہ اپنی اُمید کو پا گیا۔

جو صبر سے مدد چاہتا ہے تو وہ اس کی مدد کرتا ہے۔

تلخی کے وقت تم صبر کی شیرینی بن جاؤ۔

صبر کامیابی کا ضامن ہے۔

ہر مصیبت زدہ کیلئے صبر ہے۔

صبر کو گھونٹ نہیں پی جائے گا تو اجر بھی نہیں ملے گا۔

اس شخص نے نصرت و کامیابی کو نہیں گنوایا ہے کہ جس نے صبر سے مدد لی ہے۔

جس نے خدا کی طاعت پر صبر کیا، خدا نے اسے اس چیز پر بہتر عوض دیا کہ جس پر اس نے صبر کیا۔

جس نے صبر کی زرہ پہن لی، اس کیلئے مصیبتیں آسان ہوگئیں۔

جس نے لوگوں کی پے درپے اذیت پر صبر کیا، اس نے اپنے تقویٰ کی صداقت کو آشکار کر دیا۔

جس نے اللہ سبحانہ کی بلا و آزمائش پر صبر کیا، اس نے اللہ کا حق ادا کر دیا اور اس کے عقاب سے ڈرا اور اس کے ثواب کا اُمیدوار رہا۔

جس نے صبر کیا، اس نے اپنے نفس کو باوقار بنالیا اور ثواب حاصل کرنے میں کامیاب ہوگیا اور اللہ سبحانہ کی اطاعت کرتا رہا۔

جس نے صبر کیا، اس نے اپنے نفس کو باوقار بنالیا اور ثواب حاصل کرنے میں کامیاب ہوگیا اور اللہ سبحانہ کی اطاعت کرتا رہا۔

جس نے صبر و قناعت کا پیراہن پہن لیا، اس نے عزت و بلندی پائی۔

جس نے خدا کی طاعت اور اس کی نافرمانی سے باز رہنے پر صبر کیا، وہ بڑا مجاہد و صابر ہے۔

جس کے صبر کا سلسلہ دراز ہوجاتا ہے، اس کا سینہ تنگ ہوجاتا ہے (لہٰذا اگر وہ کہیں تیزی کر جائے تو اسے سرزنش نہ کرو)۔

جس کے پاس صبر کا راستہ طے کرنے کیلئے سواری ہے، وہ کامیاب ہوجائے گا، جس نے صبر کے سمندر کو دوڑایا، وہ کامیاب ہوگیا۔

مصائب پر صبر کرنا، ایمان کے خزانوں میں سے ہے۔

اعلیٰ ترین دُوراندیشی، مصیبتوں پر صبر کرنا ہے۔

اچھی و نیک عادتوں کی علامتوں میں سے بلا پر صبر کرنا بھی ہے۔

جو صبر کرتا ہے، وہ مصیبت زدہ نہیں ہے (گویا اس پر مصیبت نہیں پڑی ہے)۔

جو صبر سے جدا نہیں ہوتا، وہ ناامید نہیں ہوتا۔

صبر کی مانند کسی چیز کا اجر نہیں ملتا ہے۔

جس چیز پر تم صبر کرتے ہو، وہ اس چیز سے بہتر ہے، جس سے تم لذت اندوز ہوتے ہو (کیونکہ پہلی قسم پر اجر وثواب ہے، جب کہ دوسری قسم میں معصیت وہلاکت کا اندیشہ ہے)۔

انسان کیلئے کتنا اچھا ہوتا کہ وہ اس چیز پر صبر کرتا، جس کی اس کو خواہش تھی۔

اے مبتلا تجھے کس چیز نے تیری بیماری پر صبر کرنے پر ابھارا اور اپنے مصائب پر دلیر کر دیا ہے اور اپنے نفس پر رونے سے تسلی بخشی ہے؟ (یہ جملہ البلاغہ کے خطبہ 214 کا ہے جس کو آپؑ نے اس آیت یاایھا الانسان ماغرک بربک الکریم کو پڑھ کر فرمایا تھا۔ اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ گناہوں کی کسک پر صبر نہیں کرنا چاہئے اور مصائب کے عذاب پر دلیر نہیں ہونا چاہئے اور نفس سے بے پروا بلکہ اس پر رونا چاہئے)

صبر کے ساتھ کوئی لغزش نہیں ہے۔

ناپسند ومکروہ چیزیں صبر ہی سے دفع ہوتی ہیں۔

صبر سے بہتر کوئی مددگار نہیں ہے۔

صبر اس وقت تک وجود میں نہیں آئے گا، جب تک کہ محبوب چیز کی ضد سے تکلیف نہیں اٹھاؤ گے (یعنی اس چیز پر صبر کرو کہ جس پر صبر کرنے میں بہت زیادہ تکلیف ہوتی ہے، اسی طرح صبر کامل ہو جائے گا)۔

صبر سے دُوراندیشی پختہ ہوتی ہے۔

صبر کی تلخی کے نتیجہ میں کامیابی کی شیرینی بہا لے جاتی ہے۔

صبر بہترین پشت پناہ ہے۔

بلا کے خلاف صبر، بہترین مددگار ہے۔

جس نے صبر ویقین کا لباس پہن لیا، وہ ہدایت پا گیا۔

(یہ جملہ آپؑ نے نہج البلاغہ کے خطبہ 133 میں فرمایا ہے: جس چیز میں تمہارے لئے خدا نے جلدی نہیں کی ہے، اس میں تم بھی عجلت نہ کرو۔ پھر فرماتے ہیں: جو شخص اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اہل بیتؑ کے حق کو پہچانتے ہوئے بستر پر دم توڑے وہ شہید مرتا ہے اور اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے)۔

صبر جیسا کوئی ایمان نہیں ہے۔

جس نے صبر کیا، اس پر اس کی مصیبت آسان ہوگی۔

جس نے صبر کیا، اس کا رنج وغم ہلکا ہو گیا۔

جس نے مصیبت پر صبر کیا ہے، گویا اس پر مصیبت نہیں پڑی۔

جس کو صبر نجات نہ دے، اس کو بے صبری ہلاک کر دیتی ہے۔

جس نے اذیت وآزار پر صبر کیا، اس نے تقویٰ کی صداقت کو آشکار کر دیا۔

بچے

اپنے بچوں کو نماز سکھاؤ اور جب بالغ ہو جائیں تو نماز کے سلسلہ میں ان سے باز پرس کرو (بعض احادیث میں وارد ہوا ہے بلوغ سے پہلے نو یا دس سال کی عمر میں اگر نماز میں سستی کریں تو انہیں مارو، شاید یہ احادیث استحباب پر حمل ہوں)۔

صحت اور صحت مند

صحت وتندرستی دو لذتوں میں سے زیادہ لذیذ ہے۔

صحت بڑی نعمت ہے۔

صحت کے ذریعے لذت کامل ہوتی ہے (یعنی صحت ہے تو لذت ہے)۔

مزاج صحیح ہے تو کھانے کی لذت محسوس ہوتی ہے۔

بدن کی صحت کی زکوۃ طاعت خدا میں کوشش کرنا ہے۔

(یہ نہج البلاغہ کے خطبہ غراء کا تتمہ ہے، آپؑ فرماتے ہیں:) اے صحت کی تروتازگی رکھنے والو! کیا تم بیماریوں کے ٹوٹ پڑنے کے علاوہ کسی اور چیز کا انتظار کر رہے ہو؟

صحت وحرص ایک ساتھ جمع نہیں ہوسکتی۔

تندرستی صرف پرہیز کے ساتھ ملتی ہے۔

سینہ

سینہ، بدن کا نگہبان ہے (مخفی نہ رہے کہ آیات، روایات اور منقول ادعیہ سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ بدن ہی صرف انسان کی خوش بختی اور اس کی بدبختی میں دخیل ہے۔ اسی طرح دِل سینہ میں دخیل ہے مگر اس پر حکما وفلاسفہ نے اعتراض کیا ہے اور اس سے مراد نفس مجرد ہے، نہ سینہ ودل، کیونکہ خوش بختی و بدبختی معنویات اور کلی وجزئی سے مربوط ہے، یہ صرف مجرد چیزوں سے متعلق ہوسکتی ہے۔ لیکن یہاں یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ نص کے مقابلہ اجتہاد ہے۔ اس کے علاوہ حکما وفلاسفہ کی بات ہے تو صحیح ہے)۔

صدقہ

صدقہ، دو نفعوں میں سے بڑا نفع ہے۔

صدقہ، دو ذخیرہ میں سے بہت بڑا ذخیرہ ہے۔

صدقہ، رحمت کو کھینچتا ہے۔

صدقہ، بلا اور عقوبت کو دفع کرتا ہے۔

تم اپنی کمائی میں سے انفاق کرنے کے جمع کرنے سے زیادہ محتاج ہو۔

جب تم نادار و قلاش ہو جاؤ تو خدا کے ساتھ صدقہ کے ذریعے تجارت کرو۔

صدقہ کے ذریعے اجل (موت) فسخ ہوتی ہے یا موقوف ہو جاتی ہے (اور عمر طویل ہو جاتی ہے)۔

مال کی برکت صدقہ میں ہے۔

صدقہ کے ذریعے اپنے نفس کی حفاظت کرو۔

سب سے بہترین صدقہ وہ ہے، جو زیادہ پوشیدہ طریقہ سے کیا جاتا ہے (کیونکہ اس میں ریا کا شائبہ نہیں ہوتا ہے)۔

اپنے ایمان کو صدقہ کے وسیلہ سے کامل کرو یا اس کی تربیت کرو۔

اپنے نفس کو ورع و پاکدامنی کے ذریعے کامل کرو اور اپنے مریضوں کا صدقہ کے وسیلہ سے علاج کرو۔

پوشیدہ صدقہ گناہوں کو چھپاتا ہے اور آشکار طور پر دیا جانے والا صدقہ مال میں افزائش کا باعث ہے۔

کھلے طور پر دیا جائے والا صدقہ، بُری موت کو دفع کرتا ہے۔

تمہارے لئے ضروری ہے کہ صدقہ دو تا کہ کنجوسی کی پستی سے نجات پا جاؤ۔

اپنے گناہوں کی تلافی کرو اور صدقہ وصلہ رحم کے ذریعے خدا کے محبوب بن جاؤ۔

صدقہ، خزانہ ہے (کیونکہ قیامت کیلئے ذخیرہ ہو جاتا ہے)۔

صدقہ، بُرے حوادث و آفات سے بچاتا ہے۔

صدقہ، قرب کا بہترین وسیلہ ہے۔

صدقہ، بہترین نیکی ہے۔

صدقہ، مالدار کا خزانہ ہے (یعنی یہ خزانہ ہے، مال و دولت جمع کرنا نہیں یا ثروت مندی اس سے ہے یا صدقہ مال میں برکت کا سبب ہوتا ہے اور خزانہ ختم ہو جاتا ہے لیکن یہ ختم ہونے والا نہیں ہے)۔

پوشیدہ طور پر دیا جانے والا صدقہ بہترین نیکی ہے۔

صدقہ، آدمی کو بلاؤں سے بچاتا ہے۔

اپنے پلہ میزان کو صدقہ دے کر بھاری کرو۔

صدق وسچائی

صدق وسچائی ایمان کے ستونوں میں سے محکم واستوار ترین ستون ہے۔

سچائی اسلام کا ستون اور ایمان کی تکیہ گاہ ہے۔

سچائی ایمان کا سر اور آدمی کی زینت ہے۔

سچائی انسان کا جمال اور ایمان کا ستون ہے۔

سچ بولو تا کہ نجات پاؤ۔

صدق و اَمانت کو اپنا شعار بنا لو کہ یہ دونوں نیک لوگوں کا شیوہ ہے۔

سچائی اختیار کرو خواہ تمہیں اس کی ضرر ہی کا خوف ہو، کیونکہ یہ تمہارے لئے اس جھوٹ سے بہتر ہے، جس سے فائدہ کی اُمید کی جاتی ہے۔

سچائی کو ہر جگہ غنیمت سمجھو تا کہ فائدہ اُٹھاؤ اور جھوٹ اور بدی سے پرہیز کرو تا کہ سالم رہو۔

اپنی باتوں میں سچائی سے کام لو اور اعمال میں خلوص برتو اور ورع کے ذریعے پاک ہو جاؤ۔

واضح ترین اور عظیم ترین چیز سچائی ہے۔

اعلیٰ ترین سچائی عہد پورا کرنا ہے۔

بہترین سچائی عہد کو وفا کرنا اور اعلیٰ ترین بخشش کوشش کرنا ہے۔

سچائی سعادت تک پہنچنے کا وسیلہ ہے۔

سچائی اَمانت اور جھوٹ خیانت ہے۔

سچائی، نجات دلاتی ہے۔

سچائی، فضیلت ہے، جھوٹ رذالت ہے۔

سچائی، کامیابی ہے اور جھوٹ بہت رُسوا کرنے والا ہے۔

سچائی، زُبان کی اَمانت ہے۔

صدق، عدل کا بھائی ہے۔

سچائی، حق کی زُبان ہے۔

سچائی، بہترین زُبان ہے۔

سچائی، بہترین بات ہے۔

سچائی، تقویٰ کی یا دعویٰ کی زندگی ہے (یعنی تقویٰ بغیر سچائی مردہ کی مانند ہے)۔

سچائی، کلام کی روح ہے۔

سچائی، دین کا لباس ہے۔

سچائی، یقین یا متقین کا لباس ہے۔

سچائی، دین کا سر ہے۔

سچائی، نجات بخش یا نجات وکرامت ہے۔

سچائی، کامیاب ترین راہنما ہے۔

سچائی، کے ساتھ نجات ہے۔

سچائی، روشن حق ہے۔

سچائی، بہترین نقل وروایت ہے۔

سچائی، حق کا لباس یا حق کی زبان ہے۔

سچائی، بہترین بنیاد (یا بہترین خبر دینے والا) ہے۔

سچائی، زِیرکی یا نجابت کا کمال ہے۔

سچائی، ہر چیز کی بھلائی ہے۔

سچائی، اعلیٰ ترین ذخیرہ آمادگی ہے۔

سچائی، زُبان کی اَمانت اور اِیمان کا زیور ہے۔

سچائی وضع الٰہی کی بات کے مطابق ہے (یعنی خدا نے اِنسان کو قوت گویائی عطا کی ہے اور اس کیلیئے سچائی کو قانون کے طور پر وضع کیا ہے لہٰذا جھوٹ قوانین الٰہی کے خلاف ہے)۔

سچائی کے ذریعے مروت وجواں مردی کامل ہوتی ہے۔

سچائی کے ذریعے باتوں کو سنوارا جاتا ہے۔

صدق ووفا سے اہل مروت کی مروت کامل ہوتی ہے۔

سچائی، ایمان کا سر یا ہمیشہ صدق سے کام لینا ہے۔

دو چیزیں: صدق اور یقین، دین کی بنیاد یا دین کا معیار ہیں۔

آدمی کی صداقت اس کی مروت کے مطابق ہوتی ہے۔

تمہارے لئے ضروری ہے کہ سچائی اختیار کرو، بہترین بنیاد یا بہترین خبر دینے والی ہے۔

تمہارے لئے ضروری ہے کہ صدق سے وابستہ رہو، کیونکہ جو سچ بولتا ہے اس کی قدر ومنزلت بڑھ جاتی ہے۔

صدق وسچائی کا نتیجہ نجات وسلامتی ہے۔

لوگوں کے درمیان سچائی کے کم ہونے اور ان کے درمیان جھوٹ کے رائج ہونے اور دوستی کے زُبانی ہونے سے دِل ایک دوسرے کے دُشمن ہوجاتے ہیں۔

ہر چیز کا ایک حلہ یا زیور ہے اور قول کا حلہ یا زیور سچائی ہے۔

سچائی کیلئے اثر یا راحت و آرام ہے (کیونکہ جب بات واقع کے مطابق ہوتی ہے تو اس میں کوئی خوف و ہراس نہیں ہوتا ہے)۔

تمہارے نزدیک اس شخص کو زیادہ معتمد ہونا چاہئے، جو زیادہ سچ بولتا ہے۔

تمہاری بازگشت سچائی کی طرف ہونی چاہئے کیونکہ سچائی بہترین ہم نشین ہے۔

اگر چیزیں یا امور ایک دوسرے سے جدا اور ممتاز ہو جائیں تو سچائی ضرور شجاعت کے ساتھ ہوگی، جب کہ جھوٹ بزدلی کے ساتھ ہوگا۔

سچی زبان آدمی کیلئے اس مال سے بہتر ہے کہ جس کو اس شخص کیلئے میراث چھوڑ رہا ہے، جو اس کی تعریف نہیں کرتا ہے۔

جو سچی بات کہتا ہے، وہ کامیاب ہو جاتا ہے۔

جو سچائی میں مشہور ہو جاتا ہے، اس کا جھوٹ بھی مان لیا جاتا ہے۔

جو سچائی سے اعراض کرتا ہے، اس کا راستہ تنگ ہو جاتا ہے۔

جس کی بات سچ ہوتی ہے، اس کی عظمت بڑھ جاتی ہے۔

اپنے نفس پر آدمی کتنا سچا ہے کیونکہ اس میں رشوت کا سوال نہیں ہے وہ وہی کہتا ہے جو حقیقت ہوتی ہے اور اس کے فعل کی مانند اس پر کون گواہ ہے اور مرد اپنے علم ہی سے پہچانا جاتا ہے، جس طرح درخت کہ جب اس پر پھل لگتا ہے تو اس کے پھل سے اس کی شاخیں پہچانی جاتی ہیں اور ایسے ہی ہر صاحب فضیلت کی فضیلت پہچانی جاتی ہے، اسی طرح ہر کریم و بزرگ اپنے طور و طریقہ اور وضع و قطع کے ذریعے بلند ہو جاتا ہے اور لئیم اپنے پست صفات کے سبب رُسوا ہو جاتا ہے۔

جو شخص تمہاری سچائی و صداقت کو اپنی تکذیب و جھوٹ کے برابر سمجھتا ہے، اس کو سچا نہ سمجھو۔

سچائی سے بڑا کوئی ترجمان نہیں ہے۔

سچائی سے بڑا کوئی مخبر نہیں ہے۔

سچائی سے زیادہ نجات دلانے والا کوئی راستہ نہیں ہے۔

جو سچائی و صداقت کے ساتھ احتجاج کرتا ہے، وہ مغلوب نہیں ہوتا ہے۔

سچائی اعلیٰ ترین روایت ہے۔

سچائی تمہیں نجات دلائے گی ہر چند تم اس سے ڈرتے ہو۔

(لوگوں کے درمیان) کم پائی جانے والی چیز صدق و امانت ہے۔

صادق و سچا

بے شک سچ بولنے والا مکرم و محترم ہے اور جھوٹ بولنے والا ذلیل و خوار ہے۔

صادق، محترم ومکرم ہے۔

صادق، نجات وکرامت کی بلندی پر ہے۔

بہت سے دُنیا کی خبر دینے والے تمہارے نزدیک جھوٹے ہیں۔

سچے بن جاؤ تا کہ (عہد وپیمان کو) وفا کرنے والے بن سکو:

تا(به عهد وپیمانها) وفا کننده باشی۔

جس نے سچ بولنے کو شعار بنالیا، اس نے اپنی دیانتداری کی اصلاح کر لی۔

جو زیادہ سچا ہوتا ہے، وہ اپنی بزرگی نہیں گنواتا ہے۔

جو صادق القول ہوتا ہے، س کی دلیل محکم ہوتی ہے۔

جس کی زُبان سچی ہوتی ہے، اس کی دلیل صحیح ہوتی ہے۔

جس نے سچائی اختیار کی وہ نجات پا گیا یا جو سچ بولتا ہے، وہ نجات پاتا ہے۔

سچا اپنی سچائی کے ذریعے جس چیز تک پہنچ جاتا ہے، وہاں جھوٹا اپنے حیلہ کے ذریعے نہیں پہنچ پاتا ہے۔

سچ بولنے والا اپنی سچائی سے تین چیزیں: نیک اعتماد اپنے لئے محبت اور اپنے رعب کو پالیتا ہے۔

حالات کی تبدیلی

حالات کے بدلنے سے مردوں کے جوہر کا پتہ چلتا ہے (حقیقت میں ایسا ہی ہے ہر آدمی کا جوہر مشکل میں کھلتا ہوتا ہے)۔

سخت

کبھی سخت (اُمور) آسان، نرم ہو جاتے ہیں (لہٰذا مایوس نہیں ہونا چاہئے)۔

مومنین کی بھلائی

مومنین ومتقین کی بھلائی کے کاموں میں کوشش پر مداومت کرو۔

بے شرم وبے حیا سے شائستگی کو کس چیز نے دور کیا ہے (یعنی ایسے شخص کی اصلاح نہیں ہوسکتی ہے)۔

خدا کا مخلص

جو خدا سے معاملہ صاف رکھتا ہے اور غلط کام نہیں کرتا ہے، اس کا معاملہ کسی سے خراب نہیں ہوگا (یعنی اس سے سبھی محبت کریں گے اور اس کو شائستہ سمجھیں گے)۔

لوگوں کی اِصلاح

اگر لوگوں کی اِصلاح کیلئے تمہاری ہمت بلند ہے تو اپنے سے شروع کرو کیونکہ یہ بہت بڑا عیب ہے کہ تم اس وقت غیر کی اِصلاح کیلئے اقدام کرو، جب خود تمہارے اندر نقص ہو۔

مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے، جو لوگوں کی اِصلاح کی ذمہ داری سنبھالتا ہے، جب کہ اس کا نفس سراسر فساد ہے۔اس کی اِصلاح تو کرتا نہیں غیر کی اصلاح میں مشغول ہو جاتا ہے۔

وہ شخص غیر کی اِصلاح کیسے کرسکتا ہے، جس نے اپنے نفس کی اِصلاح نہ کی ہو۔

جب تم نے خراب کیا ہو تو اِصلاح کرو اور جب احسان کیا ہو تو اس کو پورا کرو۔

لاف زنی۔ڈینگ مارنا

بدترین مرض لاف زنی ہے (بہت سے لوگ ایسے ہیں، جو لاف زنی کر کے ذہانت کا دعویٰ کرتے ہیں یا وعدے کرتے ہیں اور وفا نہیں کرتے ہیں)۔

بہت سے لاف زنوں نے مال کو تلف کر دیا ہے۔

نماز

نماز خدا کی دو قربتوں میں سے اعلیٰ ترین ہے۔

نماز شیطان کے حملوں سے بچنے کیلئے قلعہ ہے۔

نماز رحمان کا قلعہ اور شیطان کو دُور کرنے کا وسیلہ ہے۔

نماز رحمت خدا کو کھینچتی ہے۔

جب تم میں سے کوئی نماز کیلئے کھڑا ہو تو اس کو یہ سمجھ کر نماز پڑھنا چاہئے کہ یہ میری نماز وداع (یعنی آخری نماز) ہے۔رسولِ اکرمؐ سے اس کا یہ طریقہ نقل ہوا ہے کہ جب تم نماز شروع کرو تو یہ کہو کہ یہ دُنیا میں میری آخری نماز ہے اور یہ خیال کرو کہ جنت تمہارے سامنے اور جہنم تمہارے پیروں کے نیچے، ملک الموت پیچھے، انبیائؑ، دائیں طرف، فرشتہ بائیں طرف اور خدا سر کے اُوپر سے دیکھ رہا ہے۔پس دیکھو کہ تم کس کے سامنے کھڑے ہو، کس سے مناجات کر رہے ہو اور تمہیں کون دیکھ رہا ہے؟ (سفینۃ البحار، لغۃ الصلاۃ)

اور نماز کو تکبر سے پاک کرنے کیلئے واجب کیا ہے۔(یہ نہج البلاغہ کے کلمہ حکمت 244 کا تتمہ ہے)۔

کتنے ہی نمازی ہیں کہ جن کو نماز پڑھنے میں تھکن کے علاوہ اور کچھ نہیں ملتا ہے۔

اگر نمازی کو یہ معلوم ہو جائے کہ اس وقت اس پر کتنی رحمت نازل ہو رہی ہے تو وہ سجدہ سے کبھی سر نہ اٹھائے۔

مجھے گناہ غم زدہ نہیں کرسکتا کہ جس میں مجھے مہلت دی جائے، یہاں تک کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں (یعنی نماز گناہ کو محو کر دیتی ہے)۔

خاموشی

خاموشی تمہیں وقار دیتی ہے اور عذر خواہی کی زحمت کیلئے کافی ہوتی ہے۔

خاموش رہو، محفوظ رہو گے۔

خاموش رہو تا کہ وہ تمہاری فکر پوشیدہ رہے یا روشن ہو جائے۔

عمر بھر کیلئے خاموشی اختیار کرلو تا کہ تمہارا امر عظیم ہو جائے۔

خاموشی کو اپنا شعار بنالو کہ اس کا معمولی فائدہ سلامت و حفاظت ہے۔

تم خاموشی سے جدا نہ ہونا، نجات و سلامت تم سے جدا نہیں ہوگی اور اپنے نصیب سے جدا نہ ہو تو بے نیازی اور عزت و بزرگی تم سے جدا نہ ہوگی۔

خاموشی اپنے لئے لازم سمجھو اور تھوڑی روزی کی قناعت پر صبر کرو کہ دُنیا و آخرت میں عزت پاؤ گے یا مالدار ہو جاؤ گے۔

بہترین خاموشی لغزشوں سے یا ان باتوں کے ذکر سے باز رہنا ہے، جو لغزش کا باعث ہوتی ہیں۔

جس وقت بات کرنا یا بولنا مناسب نہ ہو، اس وقت کلام کی بلاغت سے خاموشی قابل تعریف ہے۔

خاموشی وقار ہے اور بیہودہ بات ننگ و عار ہے۔

خاموشی نجات کا سبب ہے۔

خاموشی فکر کا سرسبز باغ ہے۔

خاموشی بردباری کی دلیل ہے۔

خاموشی وقار اور سلامتی ہے۔

فکر و تامل کے بغیر خاموشی گونگا پن ہے (بنابر ایں خاموشی کے وقت اِنسان کو غور کرنا چاہیئے)۔

خاموشی شرافت و زِیرکی کی دلیل اور عقل کا پھل ہے۔

خاموشی علم کی زینت اور بردباری کی علامت ہے۔

گر کلام میں بلاغت ہے تو خاموشی میں لغزش سے سلامتی ہے (یعنی کلام خواہ کتنا ہی بلیغ ہو لیکن خاموشی سے زیادہ قیمتی نہیں ہو سکتا البتہ کبھی خاموشی حرام اور لب کشائی واجب ہوتی ہے لیکن یہاں اس سے بحث نہیں ہے، البتہ خاموشی لغزش سے یہاں بھی بچائے گی)۔

خاموش اسی شخص کو کہا جا سکتا ہے، جو جواب دینے پر قادر ہو، ورنہ دوسری صورت میں بولنے سے عاجز کہنا زیادہ مناسب ہے۔

اگر تم کوئی بات کہو گے تو تم اس کے غلام بن جاؤ گے اور اگر اسے روک لو گے تو اس کے مالک ہو جاؤ گے۔

خاموشی سے وقار بڑھتا ہے۔

اکثر خاموشی کلام سے زیادہ بلیغ ہوتی ہے۔

خاموشی سلامتی کا باعث ہے۔

جو خاموشی اپنے بعد تمہارے لئے سلامتی لاتی ہے، وہ اس گویائی سے بہتر ہے جو اپنے بعد تمہارے لئے پشیمانی لاتی ہے۔

جو خاموشی تمہیں کرامت وعزت کا لباس پہناتی ہے، وہ اس قول سے بہتر ہے جس سے پشیمانی ہوتی ہے۔

جو خاموشی تمہیں وقار عطا کرتی ہے، وہ اس بات سے بہتر ہے جو تمہارے لئے ننگ وعار کا باعث ہوتی ہے۔

جس خاموشی کا انجام قابل تعریف ہو، وہ اس کلام سے بہتر ہے، جس کا انجام مذمت ہو۔

تمہاری خاموشی یہاں تک کہ تم سے بولنے کی خواہش کی جائے تمہارے بولنے سے بہتر، یہاں تک کہ تم خاموش ہو جاؤ۔

جاہل کی خاموشی اس کا پردہ ہے (اس کو ذلیل ہونے سے بچاتی ہے)۔

خوش نصیب ہے وہ شخص، جو سوائے ذکر خدا کے خاموش رہتا ہے۔

تمہارے لئے خاموشی ضروری ہے کیونکہ وہ تمہارے لئے سلامتی لاتی ہے اور تمہیں پشیمانی سے بچاتی ہے۔

بُرائیوں کا پردہ خاموشی ہے (یعنی خاموشی عیوب پر پردہ ڈالتی ہے)۔

زیادہ خاموشی تمہارے وقار کا سبب ہوتی ہے۔

عجز وناتوانی کے بغیر بہت زیادہ خاموش رہو بے شک خاموشی عالم کی زینت اور جاہل کا پردہ ہے۔

جو خاموشی کو اپنا شعار بنالیتا ہے، وہ سرزنش وملامت سے محفوظ رہتا ہے۔

جو خاموشی کو اپنا وطیرہ بنالیتا ہے، وہ دُشمنی سے محفوظ رہتا ہے۔

جو فضول گوئی سے باز رہتا ہے، مرد اس کی عقل کی گواہی دیتے ہیں۔

جو خاموش رہا، وہ سلامت رہا۔

بردباری کا بہترین ساتھی خاموشی ہے۔

خاموشی جیسی کوئی بردباری نہیں ہے۔

خاموشی کی سی کوئی عبادت نہیں ہے۔

خاموشی جیسا کوئی وقار نہیں ہے۔

خاموشی سے بہتر کوئی محافظ نہیں ہے۔

خاموشی سے بڑا خزانہ دار (بولنے والی زبان) نہیں ہے۔

حکمت بیان نہ کرنے میں کوئی بھلائی نہیں ہے (بلکہ اس کی تعلیم دینا چاہئے) جیسا کہ باطل گوئی میں بھی کوئی بھلائی نہیں ہے۔
حق کے بارے میں خاموش رہنے میں کوئی بھلائی نہیں ہے جیسا کہ نادانی والی بات کہنے میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔
جو کاموش رہا وہ محفوظ رہا اور اس شخص کی مانند فائدہ میں رہا جو بولتا ہے۔

مصائب

سخت ترین مصیبت ناہنجار اولاد ہے۔
مصائب اَجر کی کنجی ہے (البتہ وہ مصائب جو اِنسان پر مہربان خدا کی طرف سے پڑتے ہیں، جیسے بیٹے کی موت، بخار، مرض، غم واندوہ وغیرہ ورنہ بعض مصائب انسان کے اعمال کا نتیجہ یا اس کے گناہوں کا کفارہ ہوتے ہیں ۹۔
خدا کے پاس ثواب مصائب کے اندازہ کے مطابق ہے۔
جو مصیبت قوت صبر کے سبب وجود میں آتی ہے، وہ بہت بڑی مصیبت ہے۔
مصائب مساوی طور پر مخلوق کے درمیان تقسیم کئے گئے ہین (یعنی یہ خیال نہ کرے کہ اس پر ظلم ہوا ہے بلکہ نہایت ہی عدل سے کام لیا گیا ہے۔ ہاں بعض مصائب اعمال کے نتیجہ کے لحاظ سے یا مصیبت کے ذریعے درجات بلند ہونے کے اعتبار سے کچھ زیادہ ہوتے ہیں)۔
دین پر پڑنے والی مصیبت بڑی مصیبت ہے (یعنی دین کے دشمن ہر روز مسلمانوں کے خلاف منصوبہ بناتے ہیں اور ہر دفعہ اس پر حملہ کرتے ہیں)۔
مصیبت کا ثواب، مصیبت کے اندازہ سے کہیں زیادہ ہوتا ہے۔ پس مصیبت زدہ کو صبر کا دامن نہیں چھوڑنا چاہئے۔
بے شک تم مصیبتوں کا نشانہ اور بیماریوں کا ہدف ہو۔
کبھی (دُنیا کی) مصیبت ذلیل کردیتی ہے۔
جب تم یہ دیکھو کہ خدا تم پر مسلسل بلا نازل کررہا ہے تو سمجھ لو کہ وہ تمہیں بیدار کررہا ہے۔
جب مصیبت دُور ہوجاتی ہے تو راحت فراموشی نزدیک ہوجاتی ہے (یعنی تھوڑے ہی عرصہ میں مصیبت فراموش ہوجاتی ہے)۔
جب تم یہ دیکھو کہ تمہارا رب تم پر پے در پے بلا نازل کررہا ہے تو اس کا شکر ادا کرو (کیونکہ یہ تمہارے حق میں اس کی عنایت کی علامت ہے، وہ تمہارے گناہوں کو ختم کرکے تمہارے درجات کو بلند کرنا چاہتا ہے)۔
جب تم کسی کام کی سختی اور دُشواری سے ڈرو تو اس سختی کا ڈٹ کر مقابلہ کرو، وہ تمہارے لئے آسان ہوجائے گی اور زمانہ کے حوادث کے سلسلہ میں اس سے مکر و حیلہ کرو تو حوادث آسان ہوجائیں گے (یعنی مشکلوں سے انسان کو ہراساں نہیں ہونا چاہئے بلکہ پوری سنجیدگی سے ان کا مقابلہ کرنا چاہئے)۔
جب تمہیں کوئی صدمہ پہنچے تو اس سے پہلوتہی کرو (اس پر صبر کرو) اس کے مقابلہ میں تمہاری بے صبری اس پر اضافہ ہے (یعنی اس

سے بے تابی میں نہ صرف یہ کہ کمی نہیں ہوگی بلکہ اس میں اور اضافہ ہوجائے گا)۔

جب تم پر ناگہاں بلا آجائے تو صبر کے ساتھ اور کمر باندھ کر اس سے پناہ لو۔

رنج و مشقت سے بہشت تک رسائی ہوتی ہے (یہ مفت میں حاصل ہونے والی نہیں ہے، بلکہ اس کیلئے دُنیا میں زحمت اٹھانا پڑتی ہے اور ناخوشگوار حالات پر صبر کرنا، پڑتا ہے۔

چنانچہ منقول ہے: **حفت الجنة بالمكاره وهفت النار بالشهوات**۔ ''جنت ناخوشگوار چیزوں میں جہنم شہوتوں میں چھپا ہوا ہے۔''

جتنی رفعت و بلندی ہے، اتنی ہی مصیبتوں اور بلاؤں کی کلفت ہے۔

(طاعات و بلا میں) شدید تکلیف برداشت کرنے سے بلند درجات اور دائمی آرام میسر ہوتا ہے۔

آدمی پر اس کے دین و ایمان کے اندازہ کے مطابق بلا نازل ہوتی ہے (یعنی آدمی پر اسی معیار کی بلا نازل ہوتی ہے، جس معیار کا اس کا دین و ایمان ہوتا ہے)۔

انسان پر طمع و آرزو کی فرمانبرداری کی وجہ سے بلا نازل ہوتی ہے (یعنی ان دو عادتوں کی وجہ سے بلا نازل ہوتی ہے)۔

مصیبت کے اندازہ کے مطابق ثواب ملتا ہے، ثواب اتنا ہی ملتا ہے (جتنی مصیبت ہوتی ہے)۔

تین چیزیں: زیادہ اہل و عیال، زیادہ قرض اور دائمی مرض، عظیم بلاؤں میں سے ہیں۔

جتنا مصیبت پر صبر ہوتا ہے، اتنا ہی ثواب ملتا ہے (صبر جتنا زیادہ ہوگا، اتنا ثواب زیادہ ہوگا)۔

دائمی فتنے عظیم ترین رنج و محن ہے۔

اکثر تم اپنے ہی نفس کی وجہ سے مصیبت میں مبتلا ہوتے ہیں (ہوشیار کوئی کام ایسا نہ کریں کہ جو مصیبت کا باعث ہو)۔

مصیبت کے برابر ثواب ملتا ہے۔

جس چیز پر مقابلہ کیا جاتا ہے، وہ جتنی عظیم ہوگی، اس کے گم ہونے اور ہاتھ نہ آنے کی مصیبت اتنی ہی عظیم ہوگی۔

جو شخص مصیبتوں کو (دُعا و توسل یا کسی اور ذریعے سے) دُور نہ کرے، اس کو مصیبتیں پیش آتی رہیں گی۔

جو شخص اس حال میں صبح کرے کہ وہ اپنے اوپر نازل ہونے والی مصیبت کی شکایت کرتا ہے تو وہ اپنے پرودگار سے شاکی ہے۔

جو دُنیا سے اعراض کرتا ہے، اس پر مصیبت آسان ہوجاتی ہے۔

جو مصیبت کے وقت اپنی ران و پہلو پر ہاتھ مارتا ہے، وہ اپنے اجر و ثواب کو برباد کرتا ہے۔

جو چھوٹے اور معمولی مصائب کو عظیم سمجھتا ہے، خدا اس کو بڑی مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔

جس پر زمانے کے مصائب پے در پے ٹوٹتے ہیں (اور وہ ان پر صبر کرتا ہے) تو زمانے کے مصائب اس کیلئے صبر کی فضیلت کسب کرتے ہیں۔

نیک لوگوں کی عظیم مصیبتوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ بدکاروں کی مدارات کرنے پر مجبور ہوں (یعنی اس کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہو)۔

کل (قیامت وآخرت) کے عظیم فقر وناداری کے مقابلہ میں دُنیا کی کوئی مصیبت بھی عظیم نہیں ہے (یعنی اگر آخرت میں محتاج وہ خالی ہاتھ نہیں ہے تو پھر کوئی مصیبت بھی عظیم نہیں ہے)۔

جو مصیبت غیر کی طرف سے تمہارے اوپر پڑتی ہے، وہ اس مصیبت سے بہتر ہے، جو تمہاری طرف سے غیر پر پڑتی ہے، کیونکہ اس کا اجر وثواب تمہارے لئے اور بعد والی کا اجر وثواب تیرے غیر کیلئے ہے (دُنیا کی مصیبت جلد ختم ہو جانے والی اور اس کا اُخروی ثواب پائیدار ہے)۔

جس مصیبت سے اس کے خیر کی اُمید کی جاتی ہے، وہ اس نعمت سے بہتر ہے جس کا شکر ادا نہ کیا جائے۔

بلا میں خوش اور نا خوشگوار حالات میں مسرور ہو (کہ اس کے عوض تمہیں بڑا اجر وثواب ملے گا)۔

مکروہ بدترین کہ جس کا اجر طلب نہ کیا جا سکے (جیسے اس شخص کے مصائب وغم جو جزع وفزع کرتا ہے اور خدا کی قضا وفیصلہ پر خوش نہیں رہتا ہے، ظاہر ہے اس صورت میں اجر کی اُمید نہیں کی جا سکتی)۔

بے شک عظیم اجر عظیم بلا کے ساتھ ہے کیونکہ جب خدا کسی قوم سے محبت کرتا ہے تو اس کو مبتلا کر دیتا ہے۔

جو شخص خود کو معرض بلا میں لاتا ہے، وہ خود کو ہلاکت میں ڈالتا ہے۔

بلا کشادہ وخوش حال زندگی کی ردیف میں ہے (یعنی انسان کو چاہئے کہ وہ خوش حال زندگی کے بعد بلا کا منتظر رہے اگر ہو سکے تو دُعا صدقہ اور صلہ رحم کے ذریعے اس کو دفع کرے)۔

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ لوگ کسی پر کسی بلا میں مبتلا ہونے کی وجہ سے رحم کرتے ہیں اور یہی اس کیلئے دوا ہوتی ہے (یعنی یہ نہیں خیال کرنا چاہئے کہ ہر بلا مصیبت ہے)۔ ممکن ہے بلا ہی اس کے حق میں مفید ہو اور اسی میں اس کی بھلائی ہو۔

مبتلا پر اکثر امتحان کے سبب احسان ہوا ہے (یعنی لوگوں کو یا خود مصیبت زدہ کو یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ اس کا مبتلا ہونا مصیبت ہے بلکہ اسی میں اس کی بھلائی ہے)۔

مصیبت کی تکلیف نعمتوں کے مطابق ہوتی ہے (ممکن ہے) اس وجہ سے ہو کہ یہ نعمت کے زوال کے بعد مصیبت متصور ہوتی ہے یا اس نعمت کی حفاظت میں رنج وزحمت ہے۔

کبھی ناگہاں بلا آتی ہے۔

جہنم کے علاوہ ہر بلا عافیت ہے۔

ہر جگر کیلئے ایک سوزش وجلن ہے۔

جب تم بلا میں گرفتار ہو تو صبر کرو۔

کتنے ہی نعمت کی وجہ سے مبتلا ہو جاتے ہیں (یعنی نعمت ہی ان کیلئے بلا بن جاتی ہے)۔
اکثر بلا کے ذریعے انعام دیا جاتا ہے (یعنی ان کیلئے بلا نعمت ہوتی ہے کیونکہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ بلا میں مبتلا ہونا ہی آدمی کیلئے بہتر ہے)۔
اپنی امن اور فراخی میں خود کو بلا سے محفوظ نہ سمجھو (کیونکہ ممکن ہے کہ ایک دن بے خوف وخطر زندگی خوف وہراس میں تبدیل ہو جائے)۔

مصیبت اور مخطی

راہ یافتہ بانصیب ہے اور راستہ میں خطا کرنے والا محروم ہے۔
سیدھے راستے پر چلنا سلامتی اور غلط راستے پر چلنا ملامت کا اور جلد بازی پشیمانی کا باعث ہے۔
ایسا نہیں ہے کہ ہر تیرانداز نشانہ ہی پر مارے (یعنی ممکن ہے کہ انسان کوشش کے باوجود اپنے مقصد کو حاصل نہ کر سکے پھر بھی مایوس نہیں ہونا چاہئے)۔

نیک کام

صحیح کام محکم ترین کام ہے (یا زیادہ درست کام ہے)
سیدھے راستے پر چلنا فکر وتامل کی شاخوں میں سے ہے (یعنی اگر انسان غور وفکر کے بعد قدم اٹھائے گا تو راہِ راست پر پہنچ جائے گا)۔
زیادہ راہِ راست پر چلنا، عقل کے وافر ہونے کی خبر دیتا ہے۔
جب جواب (وسوال) کی کثرت ہو جاتی ہے تو صحیح راستہ دُور ہو جاتا ہے۔

شکل وصورت

خوبصورتی، نیک بختی کی علامت وآغاز ہے۔
خوبصورتی، ظاہری جمال ہے (یعنی انسان کو باطنی حُسن کی بھی ضرورت ہے کہ اس سے متصف ہونا صفات حمیدہ میں سے ہے)۔
خوبصورتی، دو سعادتوں میں سے اول ہے۔

روزہ

روزہ، دو صحتوں میں سے ایک ہے۔
ہر مہینہ کے ایام بیض (تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں) میں روزہ رکھنا درجات کو بلند کرتا ہے اور ثواب کو عظیم کرتا ہے۔

گناہوں کی فکر کا روزہ رکھنا، پیٹ کے روزہ رکھنے سے افضل ہے (ایسے روزہ کو خواص کا روزہ کہتے ہیں)۔

دُنیا کی لذتوں سے نفس کا باز رکھنا، نفع بخش ترین روزہ ہے۔

بدن کا روزہ یہ ہے وہ اِرادہ واختیار اور سزا کے خوف اور اجر وثواب کی رغبت کے ساتھ غذاؤں سے باز رہے۔

روزہ حواسِ خمسہ باصرہ، سامعہ، شامہ، ذائقہ اور لامسہ کا تمام گناہوں سے باز رہنا اور دل کا شر و بدی کے تمام اسباب سے خالی رہنا ہے (شاید تمام اس لئے آتا ہے کہ بعض گناہ حواس سے مربوط ہوتے ہیں اور ممکن ہے کہ تمام گناہ مراد ہوں جیسا کہ بعض شارحین نے لکھا ہے)۔

دِل کا روزہ زُبان کے روزہ سے بہتر ہے اور زُبان کا روزہ پیٹ کے روزہ سے بہتر ہے۔

(یہ نہج البلاغہ کے کلمہ حکمت 277 سے ماخوذ ہے) روزہ کو خلق کے اخلاص کو آزمانے کیلئے واجب کیا ہے (چونکہ یہ سری عبادت ہے لہٰذا جو بھی خدا کیلئے روزہ رکھتا ہے، وہ اپنے مخلص ہونے کو ثابت کرتا ہے)۔

کتنے ہی روزہ دار ہیں کہ ان کا روزہ ان کیلئے پیاس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتا (یعنی وہ اپنے روزہ سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کرتے ہیں کیونکہ روزہ دار کے فریضہ پر عمل نہیں کرتے ہیں)۔

ضرب المثل

نصیحت حاصل کرنے کیلئے (قرآن وروایات میں) مثالیں دی گئی ہیں۔

نصیحت حاصل کرنے والوں کیلئے (قرآن وروایات میں) مثالیں دی گئی ہیں۔

سمجھنے والوں کیلئے اقوال بدل جاتے ہیں۔

صاحبانِ عقل وخرد کیلئے مثالیں دی جاتی ہیں (کم عقل ان سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے)۔

ہنسی

بہترین ہنسی، تبسم ہے (جس ہنسی میں آواز قہقہہ نہ ہو)۔

مرد کا زیادہ ہنسنا، اس کے وقار برباد کر دیتا ہے۔

زیادہ ہنسنا، ہم نشین کو وحشت زدہ کرتا ہے اور بزرگ کو عیب دار بنا دیتا ہے۔

جس کی ہنسی زیادہ ہو جاتی ہے، اس کی ہیبت گھٹ جاتی ہے اور دبدبہ ختم ہو جاتا ہے۔

جس کی ہنسی زیادہ ہو جاتی ہے (یعنی جو زیادہ ہنستا ہے) اس کا دِل مردہ ہو جاتا ہے۔

جو زیادہ ہنستا ہے، اس کو پست سمجھا جاتا ہے۔

دانتوں کو ظاہر نہ کرو (دانت نہ نکالو) جب کہ تم نے رُسوا کرنے والا کام کیا ہو۔

زیادہ مت ہنسو کہ تمہاری ہیبت ختم ہو جائے گی اور مزاح نہ کرو کہ سبک سمجھے جاؤ گے۔

خستہ حال

کبھی خستہ حالی اور اس کی تنگی دائمی ہو جاتی ہے، لہٰذا بے صبری سے کام نہیں لینا چاہئے۔
جو اپنی خستہ و بدحالی کو لوگوں پر ظاہر کرتا ہے اور اپنے فقر و پریشانی کا اظہار کرتا ہے، وہ اپنے نفس کو عذاب میں مبتلا کرتا ہے۔

ضرورتیں

زمانے کی ضرورتیں اور ان کے تقاضے مردوں کی گردنوں کو جھکا دیتے ہیں، یعنی ان کی عزت اور قدر و منزلت کو گھٹا دیتے ہیں۔
حالات کی ضرورتیں اور تقاضے اِنسان کو ڈرنے پر مجبور کرتے ہیں۔
نادار و بیچارگی کا تقاضا آدمی کو ذلیل حرکت پر اُبھارتا ہے۔

ضعیف و ضعف

جب بھی تم ضعیف و ناتواں ہو تو خدا کی نافرمانیوں سے ناتواں ہو۔
ان لوگوں میں سے ہو جاؤ، جن کو ان کی تندی (حد سے) آگے نہیں بڑھاتی ہے (ممکن ہے یہ مراد ہو کہ وہ سختی سے اپنا کام آگے نہیں بڑھاتے ہیں جیسا علامہ خوانساری نے فرمایا ہے) اور نہ ضعف و کمزوری انہیں بٹھاتی ہے۔

گمراہی

سب سے زیادہ ہلاک کرنے والی چیز ہمیشہ گمراہی میں رہنا ہے۔
بہت سی گمراہیوں کو کتابِ خدا کی آیت سے ایسے ہی زینت دی گئی ہے، جس طرح تانبے (تابے) کے درہم پر چاندی کا پانی چڑھا دیا جاتا ہے۔
آدمی کی گمراہی کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ لوگوں کو اس خیر کا حکم دے، جس پر خود عمل نہیں کرتا (جس کو خود قبول نہیں کرتا) اور انہیں اس چیز سے روکتا ہے، جس سے خود نہیں رُکتا ہے۔
ہر گمراہی کی ایک علت ہوتی ہے (یا ماحول خراب ہوتا ہے یا ساتھی و ہم نشین ناہنجار ہوتے ہیں یا غور و فکر سے کام نہیں لیا جاتا ہے)۔
حق کے بعد گمراہی کے علاوہ اور کیا ہے؟

باطن

پوشیدہ اور باطنی صحیح چیزیں گواہی میں سچی اور زُبان میں زیادہ فصیح ہیں۔

صحیح ضمیر (نیت وارادہ) بہترین ذخیرہ ہیں۔

جب اخلاص وجود پذیر ہوجاتا ہے تو پوشیدہ چیزیں روشن و آشکار ہوجاتی ہیں، اخلاص ثابت ہے تو دِل منور ہوجائے گا۔

مہمان اور ضیافت

مہمان کا اکرام وعزت کرو اگر چہ وہ حقیر ہی کیوں نہ ہو، اپنے والد اور اپنے استاد کیلئے اپنی جگہ سے اُٹھو اگر چہ تم فرماں روا ہی ہو۔

ضیافت ومہمان نوازی مروّت ومردانگی کا سر ہے۔

تنگی

ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ ہے۔

کوئی تنگی سخت نہیں ہے مگر یہ کہ خدا نے کشائش وکشادگی کو اس سے قریب کر دیا۔

نشاط وطرب

اکثر نشاط وطرب دولت چھن جانے اوور مفلسی کا سبب ہوتا ہے

روشن راستہ

خوش نصیب ہے وہ شخص، جس نے روشن راستہ پالیا اور واضح طریقہ پر گامزن رہا اور آخرت کا گرویدہ رہا اور دنیا سے روگردانی کی۔

راہِ حق اس کے ڈھونڈنے والوں کیلئے واضح کردی گئی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ان کو راہِ مفر تلاش یعنی گناہوں سے توبہ وپشیمانی کی مہلت دی گئی ہے اور روشن راستہ کی طرف ان کی ہدایت کردی گئی ہے۔ پس مصیبت ان لوگوں کی ہے جو صحیح راستہ پر نہیں آئے ہیں۔

جو شخص واضح راستوں کو چھوڑ دیتا ہے، وہ ہلاک کرنے والے راستوں پر گامزن ہوجاتا ہے۔

جس کے قدم آشکار راستہ سے پھسل جاتے ہیں، وہ حیرانی کی تنگنا ئیوں میں گر پڑتا ہے۔

جو شخص واضح راستہ سے روگردانی کرتا ہے، وہ منجدھار میں غرق ہوجاتا ہے۔

اس راستہ پر قدم نہ رکھو، جس کر گمراہی کا اندیشہ ہو۔

تمہارے لئے ضروری ہے کہ راہِ راست پر چلو کیونکہ اس سے تمہیں عزت ملے گی۔

تمہارے لئے ضروری ہے کہ تم راہِ روشن اختیار کرو اس پر گامزن ہوجاؤ ورنہ خدا تمہیں تمہارے؟ غیر میں تبدیل کر دے گا۔

جو صراطِ مستقیم سے ہٹ جاتا ہے اس کی نظر میں نیکی بھی برائی ہو جاتی ہے اور بدی نیکی بن جاتی ہے (کیونکہ وہ جس کو بھی دیکھتا ہے اس کو اپنی خواہش کے آئینہ میں دیکھتا ہے)۔

اپنے نفسوں کو اس بات کی اجازت نہ دو کہ وہ تمہیں ظالموں کے راستہ پر لگا دیں۔

کھانا

کھانا تین طرح کھایا جاتا ہے 1۔ برادران کے ہم راہ خوشی کے ساتھ 2۔ فقیروں کے ہم راہ ایثار کے ساتھ 3۔ دنیاداروں کے ہم راہ جواں مردی یا مروت کے ساتھ۔

بدترین کھانا، حرام ہے (خواہ بالذات حرام ہو یا بالعرض حرام ہو جیسے غصب و چوری)۔

یتیموں کا اتنا مال کھانا بھی حرام ہے کہ جس سے بدن میں رمق باقی رہتی ہے۔

ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ جو زیادہ کھانا کھاتے ہیں اور بیمار نہیں ہوتے ہیں۔

ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ خوراک بڑھانے والا بیمار نہ ہو ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ خوراک بڑھانے والے کو مرض نہ لگے۔

کم کھانا، نفس کیلئے بہت مفید اور صحت کی بقا کا باعث ہے۔

کھانے سے پہلے اور اس کے بعد ترنج کھایا کرو کہ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا کرتے تھے (ترنج بعض بالنگ کہتے ہیں ممکن ہے، مطلق مرکب و معجون مراد ہو لیکن اکثر اہل لغت نے لکھا ہے کہ یہ لیموں کی ایک قسم ہے، روایات میں مومن کو اس سے تشبیہ دی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ مومن کی مثال ترنج کی سی ہے کہ اس کا رنگ اچھا اور مزہ لذیذ ہوتا ہے)۔

جس کی خوراک کم ہو جاتی ہے، اس کی بیماری بھی کم ہو جاتی ہے۔

جس کی خوراک گھٹ جاتی ہے، اس کیلئے اس کا خرچ ہلکا ہو جاتا ہے۔

جو شخص اپنے اندر کھانوں کی اقسام بیج بوتا ہے، وہ بیماریوں کی اقسام کے میوے چنتا ہے۔

اپنی خوراک کو گھٹاؤ تا کہ بیماریاں گھٹ جائیں۔

کھانا کھلانا

جب بھی کھانا کھلاؤ، پیٹ بھر کر کھلاؤ۔

جو تم نے کھا لیا، وہ گیا (اس کا کہیں نشان بھی نہیں رہے گا) اور جو کھلا دیا، وہ وسعت پذیر ہو جائے گا (اس کی جزا اور ستائش باقی رہے گی)۔

طعن

خبردار! لوگوں پر طعن نہ کرنا اور اپنے نفس کیلئے سہل انگار نہ ہونا کہ تمہارے لئے گناہِ عظیم ہو جائے اور تم ثواب سے محروم ہو جاؤ۔

اِطاعت و فرمانبرداری

اِطاعت کرو تا کہ فائدہ اٹھاؤ۔

اِطاعت کرو تا کہ نفع پاؤ۔

اپنے تمام کاموں میں خدا کو اطاعت کرو، کیونکہ خدا کی فرمانبرداری کہ وہ ہر چیز پر فوقیت رکھتی ہے اور ورع کا دامن نہ چھوڑو۔

ہر حال میں خدا کی اطاعت کرو اس کے خوف و رجا سے اپنے دل کو چشم زدن کیلئے بھی خالی نہ چھوڑو اور ہمیشہ استغفار کرتے رہو۔

اپنے سے بلند کی اطاعت کرو تا کہ چھوٹے تمہاری اطاعت کریں، اپنے باطن کی اصلاح کرو تا کہ خدا تمہارے ظاہر کی اصلاح کر دے۔

خدا کی اطاعت اس طرح کرو جیسا کہ تمہیں پیغمبروں نے حکم دیا ہے۔

خدا کے انبیاؑ کی آواز پر لبیک کہو، ان کے امر کو تسلیم کرو اور ان کی اطاعت کے مطابق عمل کرو تا کہ ان کی شفاعت میں داخل ہو جاؤ۔

ہوشیار! کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا پروردگار تمہیں اپنی اطاعت کے نزدیک بھی نہ پائے یا تمہیں اپنی معصیت کے نزدیک دیکھے اور تمہیں دشمن سمجھے (یعنی جہاں اطاعت ہے جیسے نماز و روزہ وغیرہ۔۔۔۔۔۔وہاں تمہیں نہ دیکھے اور جہاں اس کی معصیت ہے جیسے جھوٹ، غیبت اذیت رسانی۔۔۔۔وہاں تمہیں دیکھے)۔

نیکیاں، اطاعت شعاری سے حاصل ہوتی ہیں۔

فرمانبرداری اور نیک کاموں کی انجام دہی دونوں ہی نفع بخش تجارت ہیں۔

اعلیٰ ترین اطاعت، لذتوں کو چھوڑتا ہے۔

اعلیٰ ترین اطاعت، دنیا سے بے رغبتی ہے۔

سب سے زیادہ اپنے نفس کا خیرخواہ وہ شخص ہے، جو اپنے رب کا زیادہ اطاعت گزار ہے۔

اعلیٰ ترین اطاعت لذتوں کو چھوڑ نا ہے۔

خدا کے نزدیک بندوں میں وہ شخص زیادہ محبوب ہے، جو ان میں اس کا زیادہ اطاعت گزار ہے۔

رحمت خدا کا وہ زیادہ مستحق و سزاوار ہے، جو خدا کی اطاعت میں زیادہ پائیدار ہے۔

تمہاری اطاعت کا سب سے زیادہ مستحق وہ ہے کہ جس کی اطاعت کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو اور اس کی حکم عدولی کی تم میں طاقت نہ ہو

اور وہ خدائے متعال ہے۔

اطاعت کا زیادہ مستحق وہ ہے جو تمہیں پرہیزگاری کا حکم دے اور خواہش کی پیروی کرنے سے منع کرے۔

بے شک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دوست وہ شخص ہے کہ جس نے خدا کی اطاعت کی خواہ اس کے قرابت دار اس سے دور ہی ہو گئے ہوں کہ حضرت سلمان ؓ کے لیے کہا گیا ہے:

کانت مودته سلمان له رحماً۔ ولہ یکن بین نوح وابنه رحم۔

بے شک خدا نے عاجزوں کی تفریط کے وقت ذہین لوگوں کی فرمانبرداری کو غنیمت قرار دیا ہے (کیونکہ عقل مند خواہشوں کے فریب میں نہیں آتے ہیں۔ لیکن مرحوم خوانساری نے یہ احتمال دیا ہے کہ ممکن ہے کہ جو عاجز اطاعت نہیں کرتے ہیں، ان کی اطاعت کا ثواب بھی از راہِ کرم خدا ذہین لوگوں کو دے واللہ علم!)

اطاعت نجات دلاتی ہے اور مصیبت ہلاک کرتی ہے۔

فرمانبرداری حکم ماننا اور اس پر عمل کرنا ہے (صرف تصدیق نہیں)۔

اطاعت مضبوط ترین ذخیرہ ہے (یعنی مضبوط ترین قلعہ ہے)۔

فرمانبرداری، ذہین لوگوں کی غنیمت ہے (کیونکہ ایسی غنیمت جہاد نفس کے بغیر حاصل نہیں ہوتی)۔

فرمانبرداری، ایک نفع بخش تجارت ہے۔

فرمانبرداری، زیادہ باقی رہنے والی عزت ہے۔

اس شخص کی اطاعت عزت ہے، جس کی سختی میں گزر اوقات ہوتی ہے اور پریشان حال رہتا ہے۔

فرمانبرداری، اجر وثواب کو کھینچتی ہے۔

اطاعت، امانت کی تعظیم ہے۔

فرمانبرداری خدا کے غضب کو ختم کر دیتی ہے۔

عزت کا بھائی وہ ہے، جو خدا کی فرمانبرداری سے آراستہ ہو گیا ہے۔

خدا کی اطاعت (دنیا وآخرت کی سعادت حاصل کرنے کے لیے) مضبوط ترین دوست آویز ہے۔

فرمانبرداری، سب سے زیادہ حفاظت کرنے والی چیز ہے (مرحوم خوانساری کہتے ہیں کہ کتاب ہذا کے بعض نسخوں میں اقوی کی لفظ مرقوم ہے یعنی قوی ترین ومضبوط ترین حرز ہے، پناہ گاہ ہے)۔

بے شک میں تمہیں اطاعت کی ترغیب نہیں کر رہا ہوں بلکہ خود اس کی طرف تم سب سے زیادہ سبقت کرنے والا ہوں اور نہ تمہیں معصیت سے روکتا ہوں مگر یہ کہ تم سب سے پہلے میں خود اس سے باز رہتا ہوں۔

بے شک اگر تم خدا کی اطاعت کرو گے تو وہ تمہیں نجات دے گا اور تمہاری عقبیٰ کو سنوار دے گا۔

جب اطاعت وفرمانبرداری کم ہوجاتی ہے تو گناہ بڑھ جاتے ہیں۔

فرمانبرداری سے اقبال وبلندی نصیب ہوتی ہے۔

اطاعت کے ذریعے کامیابی حاصل ہوتی ہے۔

اطاعت کے ذریعے جنت پرہیزگاروں سے قریب ہوتی ہے۔

بہترین اطاعت ہی سے بہترین اور نیک لوگ پہچانے جاتے ہیں۔

خدا کی فرمانبرداری سے توسل اختیار کرو، کامیاب ہوجاؤ گے۔

اطاعت خدا سے متمسک ہوجاؤ تاکہ وہ تمہیں (خدا یا سعادت سے) قریب کردے۔

اطاعت کا ثمرہ جنت ہے۔

فرمانبرداروں کے لیے خدا کا ثواب اور گنہگاروں کے لیے اس کا عذاب ہے (یعنی گناہ کے بغیر خدا خواہ مخواہ کسی پر عذاب نہیں کرے گا)۔

اطاعات پر مداومت کرو، نیکیاں بجالانے کی طرف دوڑو، گناہوں سے بچو اور نیکیوں کی بجا آوری کی طرف تیزی سے بڑھو اور حرام کے ارتکاب سے بچتے رہو۔

ظلم وسرکشی اور دشمنی کی اطاعت چھوڑ دو اور اطاعت وتسلیم کا طریقہ اختیار کرو تاکہ معاد میں کامیاب ہوجاؤ۔

اطاعت کے شہ سوار کی قیام گاہ جنت ہے۔

اطاعات کی طرف دوڑو اور نیک کاموں کی بجا آوری میں ایک دوسرے پر سبقت کرو، اگر تم کوتاہی کرتے ہو تو خبردار! واجبات کی انجام دہی میں کوتاہی نہ کرنا (یعنی اگر کوتاہی کرتے ہو تو مستحبات میں کرو تاکہ صرف فضیلت ہی کا نقصان ہو)۔

خوش نصیب ہے وہ شخص، جو اپنے رب کی اطاعت کی حفاظت کرتا ہے (یعنی اگر اس پر قائم رہتا ہے)۔

خوش نصیب ہے وہ شخص، جس نے اپنے پسندیدہ تقویٰ کی اطاعت کی اور اپنی مذموم خواہش کی نافرمانی کی۔

خوش نصیب ہے وہ شخص، جو اس کی بینائی سے کہ جس نے اس کو بصارت دی ہے، راہ سلامت پر گامزن ہوا اور اس ہدایت کرنے والے کی اطاعت کی، جس نے اس کو حکم دیا (یہاں معصوم امام سے وہ مراد ہے، جو آپؑ ہی کا پیرو ہے)۔

خوش نصیب ہے وہ شخص، جس کو اطاعت کے لیے توفیق دی گئی اور جس کے اخلاق کو سنوار دیا گیا اور جس نے اپنی آخرت کے کام کو صحیح کرلیا۔

اللہ سبحانہ کی اطاعت (کا خزانہ) وہی جمع کرسکتا ہے، جو اس کے لیے جانفشانی کرتا ہے اور انتھک کوشش کرتا ہے۔

خدا کی فرمانبرداری، ہر نیک گفتار وکردار کی کنجی اور ہر فساد کی درستی ہے، یا معاد کی اصلاح ہے۔

اللہ سبحانہ کی فرمانبرداری، بلندترین ستون ہے اور آمادہ کرنے کے لیے مضبوط ترین قوت ہے۔

آخرت میں خدا کا سایہ اس شخص کے سر پر ہوگا کہ جس نے دینا میں اس کی فرمانبرداری کی ہوگی۔

تمہارے اوپر اس کی فرمانبرداری واجب ہے کہ جس کی معرفت نہ رکھنے سے تم معذور نہیں ہو سکتے (ممکن ہے، اس سے خدا مراد ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ خدا اور رسول اور امام مراد ہوں۔ لیکن علامہ خوانساری لکھتے ہیں کہ اس سے مراد امام زمانہ ہے کیونکہ مشہور ہے کہ جو شخص اپنے زمانہ کے امام کی معرفت حاصل کئے بغیر مر گیا وہ جاہلیت کی موت مرا)۔

تمہارے او پر خدا سبحانہ کی اطاعت واجب ہے کیونکہ خدا کی فرمانبرداری ہر چیز سے افضل ہے۔

تمہارے اوپر اس شخص کی اطاعت کرنا لازم ہے، جو تمہیں دین کا حکم دیتا ہے (اور خدا و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و آئمہ کو ماننے والا اور ان کے راستہ پر چلنے والا ہے) کیونکہ وہ تمہاری راہبری کرتا ہے اور تمہیں نجات دیتا ہے۔

اطاعت وفرمانبرداری، عقل کے مطابق ہوتی ہے۔

خدا کی فرمانبرداری میں فوائد کے خزانے ہیں

اطاعات کے فضائل بلند مقامات پر پہنچاتے ہیں۔

اطاعت، امامت کی تعظیم کے لیے واجب کی گئی ہے۔قرآن مجید میں ارشاد ہے: یٰاَ یہا الذین اٰمنوا اَطیعوا اللہ واطیعوا الرسولَ وَاولی الامرِ مِنکم۔ کہ اس سے آئمہ طاہرینؑ اور معصومین علیہم السلام مراد ہیں۔

اگر خدا سبحانہ اپنی اطاعت کی طرف رغبت بھی نہ دلاتا تو بھی اس کی رحمت کی امید کے سبب واجب تھا کہ اس کی طاعت کی جائے۔

جو خدا کی اطاعت کرتا ہے وہ بینا ہو جاتا ہے یا مدد طلب کرتا ہے (یعنی اطاعت و عبادت کے وسیلہ سے مدد چاہتا ہے جیسا کہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے: وَاستَعِینوا بِالصبرِ وَالصلواۃ۔ "صبر و نماز کے ذریعے مدد طلب کرو")۔

جو شخص اطاعت وفرمانبرداری کے ذریعے خدا کا تقریب حاصل کرتا ہے، خدا اس کو بہترین عطا و بخشش سے نوازے گا۔

جس نے اطاعت خدا کو اپنا طریقہ بنالیا، وہ عظیم چیز کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا (یعنی وہ دنیا و آخرت کی سعادت کو حاصل کرلے گا)۔

جو شخص خدا کی فرمانبرداری کو اپنا سرمایہ سمجھتا ہے، اس کو تجارت کے بغیر نفع ملتا ہے۔

جو شخص اطاعت میں اخلاص نیت کو مقدم نہیں رکھتا ہے، وہ ثواب پانے میں کامیاب نہیں ہوسکتا۔

جس کی اطاعت بڑھ جاتی ہے، اس کی عزت و کرامت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

اعلیٰ ترین عمل، طاعتوں کو اختیار نہیں ہے۔

کوئی زینت و آراستگی کو ڈھونڈنے والا، طاعت خدا کی مانند کسی اور چیز سے آراستہ نہیں ہوا ہے۔

خدا کی اطاعت نفس کی مخالفت کے ساتھ ہوتی ہے (لہٰذا نفس کی اطاعت کا عادی بنانا چاہیئے تا کہ اس کے اندر تمایل و رغبت پیدا ہو جائے)۔

ہمیشہ اطاعت پر کار بند رہنا، بہترین توشہ و سرمایہ ہے۔

اطاعت، کامیابی کے لیے بہترین وسیلہ ہے۔

جس کو اطاعت کی توفیق دی گئی وہ کامیاب ہوگیا۔

جس نے اپنے خدا کی اطاعت کی اور اپنے اور اپنے گناہوں سے ڈرتا رہا، وہ ہدایت پا گیا۔

اطاعت خدا کی طرف سبقت کر کے، اپنے نفسوں کو خدا کے عذاب سے بچاؤ۔

جس چیز میں تم نے خدا کے حکم کی تعمیل کی ہے (اور اس میں تم نے خدا کی فرمانبرداری کی ہے) اس میں کسی سے عذر خواہی مت کرو کہ یہ کام تمہاری فضیلت کے لیے کافی ہے۔

اطاعت جیسی کوئی عزت نہیں ہے۔

خالق کی معصیت میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں کی جاسکتی۔

ہر مطیع و فرمانبردار، معزز و محترم ہے۔

اللہ سبحانہ کے مطیع اور اس کے ذکر سے مانوس ہو جاؤ اور یہ سوچو کو جب تم اس سے روگردانی کرتے ہو تو وہ تمہاری طرف بڑھتا ہے اور تمہیں اپنے عفو کی طرف بلاتا ہے اور تمہیں اپنے فضل و کرم کے سایہ میں چھپا لیتا ہے (خدا کتنا کریم اور کتنا مہربان ہے)۔

جس نے اپنے پروردگار کی اطاعت کی، وہ (اپنے نفس اور کامیابی کا) مالک ہو گیا۔

جو خدا کی اطاعت کرتا ہے وہ کامیاب ہوتا ہے۔

جو خدا کی اطاعت کرتا ہے، اس کا مرتبہ بڑھ جاتا ہے۔

جو خدا کی اطاعت کرتا ہے، اس کا مرتبہ بلند ہو جاتا ہے۔

جو خدا کی اطاعت کرتا ہے وہ ہرگز بدبخت و ناکام نہیں ہوتا ہے۔

جو خدا سبحانہ کی اطاعت کرتا ہے، وہ معزز و قوی ہو جاتا ہے۔

جو خدا سبحانہ کی اطاعت کرتا ہے، اس کی مدد مضبوط ہو جاتی ہے (یعنی خدا بھر پور طریقہ سے اس کی مدد کرتا ہے)۔

جو خدا کی اطاعت کرتا ہے، اس کو سب سے زیادہ غصہ ور انسان بھی کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

جو خدا کی اطاعت کرتا ہے، خدا اسے برگزیدہ کرتا ہے۔

فرمانبرداری

جو تمہارے حکم کی تعمیل کرتا ہے وہ تمہاری بڑی قدر کرتا ہے۔

سرکش

سرکش کتنی جلد ہلاکت میں گرتا ہے۔

طالب

کبھی طالب، ناامید ہوجاتا ہے۔

ہر طالب، مطلوب ہے (یعنی ہر ڈھونڈنے والے کے تعاقب میں ایک ڈھونڈنے والا ہے)۔

خدا کے علاوہ، ہر طالب مطلوب ہے (خواہ وہ موت کو مطلوب ہو یا کسی اور کو)۔

کتنے ہی ڈھونڈنے والے ناامید ہوگئے اور کتنے ہی نا ڈھونڈنے والوں کو روزی دی گئی ہے (لہٰذا حرص سے نہیں کام لیان چاہئے کیونکہ خدا اپنا کام کرتا ہے)۔

پانے کی لذت اس ڈھونڈنے والے کے لیے ہے، جو مقصد کو حاصل کر لیتا ہے (ممکن ہے کہ اخروی مقاصد مراد ہوں اور عام مقصد بھی مراد ہو سکتے ہیں)۔

ایسا نہیں ہے کہ ہر جو یندہ یا یندہ ہوتا ہے اور ہر دھونڈنے والے کو روزی ملتی ہے (کیونکہ روزی مقدر ہو چکی ہے، البتہ روزی تلاش کرنا چاہئے لیکن میانہ روی کے ساتھ)۔

جو کسی چیز کو ڈھونڈتا ہے، وہ پوری چیز کو یا اس کے بعض حصہ کو پالیتا ہے (یعنی ڈھونڈنے سے مایوس نہیں ہونا چاہئے بلکہ امید کے سہارے آگے بڑھنا چاہئے)۔

جو اس چیز کو چاہے جو لوگوں کے ہاتھوں میں ہے، لوگ اسے حقیر و پست سمجھیں گے۔

جو اَن ہوئی چیز کو تلاش کرتا ہے (یعنی جو وجود میں ہی نہیں آئی ہے یا اس کی شان کے مطابق نہیں ہے) وہ اپنے مقصد و مطلب کو ضائع کرتا ہے)۔

ہر ڈھونڈنے والا محروم نہیں رہتا ہے (بلکہ اسے ڈھونڈنا چاہئے اور موقع سے فائدہ اٹھانا چاہئے، یہ بات آپؑ کی اس وصیت سے سمجھ میں آتی ہے، جو آپؑ نے اپنے فرزند حضرت امام حسنؑ کو فرمائی ہے۔"نہج البلاغہ 31")

مطالب

کبھی مطالب ناراضگی کی صورت میں سامنے آتے ہیں (جو کسی طرح بھی انجام پذیر ہونے کیلئے تیار نہیں ہوتے ہیں)۔

بہت سی مطلوب چیزیں نایاب اور ان کا حصول مشکل ہوجاتا ہے۔

مطلوب

کبھی مطلوب ومقصود حاصل ہوجاتا ہے۔

طمع

حرص وطمع میں ذلت ورسوائی اور بدبختی ہے۔
طمع (رنج ومحن اور ذلت وخفت کو لاتی ہے) دفع نہیں کرتی ہے، ضامن ہوجاتی ہے لیکن وفا کرنے والی نہیں ہے۔
طمع، بڑی ہلاکت خیز ہے۔
طمع، سب سے زیادہ نقصان دہ ہے۔
طمع، بہت بری عادت ہے۔
طمع، بدترین چیز ہے۔
طمع، حرص کی جڑ ہے اور اس کا پھل ملامت ہے۔
جس نے طمع کو اپنا شعار بنالیا، اس نے اپنے نفس پر عیب لگالیا۔
زیادہ تر عقلیں چمک دمک یا طمع کی جگہوں پر گرتی ہیں (یعنی جہاں طمع ہوتی ہے، وہاں عقل پھسل جاتی ہے)۔
طمع، سب سے زیادہ ضرررساں ہے۔
طمع، رنج ومحن ہے (یعنی طمع رنج ومحن کا سبب ہوتی ہے)۔
طمع کرنا، غلامی ہے۔
طمع، پریشانی وناداری ہے۔
طمع، ذلیل کرنے والی اور ورع عظمت دینے والا ہے۔
طمع، شر کا نقطہ آغاز ہے (اپنے لئے بھی اور دوسرے کے لیے بھی)۔
طمع تنگ کرنے والی یا آشکار پریشانی ہے۔
طمع جائے ذلت یا ذلت حاضر ہے۔
طمع کے ساتھ ساتھ ذلت ورسوائی ہے۔
طمع، مردوں کو ذلیل کردیتی ہے۔
طمع، دائمی غلامی ہے۔
طمع، حاکم کو ذلیل کردیتی ہے۔

اگر طمع کے مطابق چلو گے تو ہلاکت میں گرو گے۔

طمع کی وجہ سے مردوں کی گردن جھک جاتی ہیں (کیونکہ طمع رکھنے والا، غلام بن جائے گا اور لوگوں کے سامنے اس کا سر جھک جائے گا)۔

طمع، دین دار کا بدترین ہم نشین ہے(کیونکہ یہ آدمی کو مستقل حرام میں مبتلا کرتی ہے اور اس کے دین کو برباد کر دیتی ہے)۔

طمع، کا پھل بدبختی ہے(کہ طمع پرور ہمیشہ رنجیدہ رہتا ہے)۔

طمع کا پھل، دنیا و آخرت میں رسوائی ہے۔

طمع اور حرص کی شدت کو چھوڑ دو، تمہارے لئے ضروری ہے کہ عفت و ورع کو اختیار کرو۔

طمع میں مردوں کی ذلت ہے اور مدتوں کی تباہی امیدوں کے فریب میں ہے۔

طمع چھوڑنا، ورع کا سر ہے۔

بہت سی جھوٹی طماعیں آرزوئیں ہیں، چوری نہیں ہوتی ہیں لہٰذا ان سے فریب نہیں کھانا چاہیئے)۔

طمع کا ارتکاب، مردوں کی گردن کاٹ دیتا ہے(یعنی ذلیل کردیتا ہے یا انہیں ہلاک کر دیتا ہے)۔

طمع، یقین کی تباہی کا سبب ہے۔

طمع، ورع کی بربادی کا باعث ہے۔

طمع کو پارسائی کے ذریعے دفع کرو۔

طمع کا غلام ایسا غلام ہے، جو کبھی آزاد نہیں ہوگا۔

جس نے اپنے نفس کو طمع سے سیراب کیا، اس نے اسے آلودہ کر ڈالا۔

طمع، دین کی تباہی ہے۔

طمع کو ذلت سے ملا دیا گیا ہے۔

جو شخص طمع کو ناامیدی کے عوض فروخت کر دیتا ہے اسے لوگ نہیں دبا سکتے۔

امید کا بہترین مددگار طمع ہے۔

طمع دین کی تیرگی ہے اور اس کی اصلاح و درستی، ورع ہے۔

ہم پست طماعوں اور ایسے عزائم سے خدا کی پناہ چاہتے ہیں کہ جو اسے پسند نہیں ہیں۔

جس چیز میں تمہارا حق نہیں ہے، اس کی طمع نہ کرو(خواہ وہ دنیوی امور ہوں یا اخروی)

خبردار! کہیں طمع تمہیں اپنا غلام نہ بنا لے(لہٰذا دنیا سے بے رغبت رہو)۔

اپنے نفس کو اپنی ضرورت سے زیادہ کی طمع میں مبتلا نہ کرو کہ وہ تم پر اور زیادہ مسلط ہو جائے گا۔

خبردار! طمع تمہیں غلام نہ بنائے کیونکہ خدا نے تمہیں آزاد پیدا کیا ہے۔
طمع کی مانند دین کو اور کوئی چیز برباد نہیں کرتی ہے۔
طمع سے پست کوئی خصلت نہیں ہے۔
طمع سے بڑی کوئی ذلت نہیں ہے۔
تھوڑی طمع زیادہ ورع و پارسائی کو برباد کر دیتی ہے۔
طمع ورع کو اور گناہ تقویٰ کو برباد کر دیتا ہے۔
طمع کی قید سے ناامیدی حاصل کر کے ہی آزادی مل سکتی ہے۔
طمع دو ذلتوں میں سے ایک ہے (ایک ذلت معروف، دوسرے طمع کی ذلت)۔
جو شخص طمع کو اپنا شعار بنالیتا ہے (اور اس کو نہیں چھوڑتا ہے) وہ کبھی پارسا نہیں بن سکتا۔
جو شخص طمع کو اپنا شعار بنالیتا ہے، اسے ناامیدی و محرومی مار ڈالتی ہے (گویا ناامیدی اس کو تلخ گھونٹ پلاتی ہے)۔
جو شخص اپنے نفس سے جھوٹی طمع کی بات کرتا ہے، وہ اس کے عطیہ کی تکذیب کرے گا۔ (یعنی اس کو کچھ نہ ملے گا، اس وقت یہ معلوم ہوگا کہ یہ اس کی خام خیالی تھی۔
جو شخص طمع کی پستیوں سے اپنے نفس کو پاک نہیں کرتا ہے، درحقیقت وہ اپنے نفسکو ذلیل کرتا ہے اور آخرت میں وہ اس سے زیادہ ذلیل وخوار ہوگا۔
قلیل طمع بھی زیادہ ورع کو تباہ کر دیتی ہے۔
زیادہ طمع، پارسائی کی کمی کا پتہ دیتی ہے۔
جس پر طمع مسلط ہوجاتی ہے، وہ ذلیل ہوجاتا ہے۔
جو طمع کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیتا ہے، وہ پارسائی کو گنوا دیتا ہے۔
جس کی طمع بڑھ جاتی ہے، اس کی شکست وریخت کے امکان قوی ہوجاتے ہیں۔
ہر طمع رکھنے والا اسیر (اپنی طمع میں گرفتار) ہے۔
بہت سے طمع کرنے والے (عفو کی وجہ سے) جری ہوجاتے ہیں۔
جو طمع کرتا ہے، وہ ذلیل ہوتا ہے اور زحمت میں مبتلا ہوتا ہے۔
طمع کرنے والا سب سے بڑا ذلیل ہے (یا طمع کرنے والے سے زیادہ ذلیل کوئی نہیں ہے)۔
سب سے زیادہ نادار طمع رکھنے والا ہے۔
تمام لوگوں سے زیادہ ذلیل وہ طمع کرنے والا ہے جو طلب و جستجو میں شکی حریص جیسا ہے۔

طمع پرور، ہمیشہ ذلیل ہوتا ہے۔

طمع پرور، ہمیشہ ذلت کی قید میں ہے۔

سربلندی

کوئی بھی اس کا مخلص نہیں ہوسکتا، جو شخص اپنے بھائیوں کو جلانے کے لیے تکبر کرتا ہے۔

جو شخص لوگوں کو اذیت دینے کے لیے اپنی طاقت واقتدار پر گھمنڈ کرتا ہے، اس سے طاقت واقتدار سلب ہوجاتا ہے۔

تکبر وگھمنڈ گمراہی وجہالت کی زبان ہے۔

جس کو تم نے غلام بنایا ہے، اس کے سامنے گھمنڈ نہ کرو (اور جس کے سامنے گھمنڈ کررہے ہو، وہ تمہارا غلام نہیں ہے)۔

سرشت

باطن کا خراب ہونا بھی ایک بلا ہے کہ یہی مصائب وبلا کا سرچشمہ بن جائے گا۔

سبکی وطیش

کم ظرفی یا غصہ میں آپے سے باہر ہوجانا، زندگی کو مکدر بنا دیتا ہے۔

ظفر

فتح وظفر دوراندیشی سے اور دوراندیشی تجربات سے حاصل ہوتی ہے۔

فتح وظفر کی مٹھاس صبر کی تلخی کو مٹا دیتی ہے۔

فتح وظفر کی زکوٰۃ احسان کرنا ہے۔

وہ شخص ظفریاب نہیں ہوا، جس پر گناہ فتح یاب ہوگیا۔

فتح وظفر کی کلید، صبر کا دامن تھامے رہنا ہے۔

فتح پر بہت زیادہ نہ اتراؤ کیونکہ تم زمانہ کی اس کامیابی سے نہیں بچ سکتے، جو اس نے تم پر حاصل کی ہے (یعنی ممکن ہے کہ تم بہت جلد مغلوب ہوجاؤ اور شکست کھاؤ)۔

فتح وظفر اس شخص کے لیے نہیں ہے، جو صبر نہیں کرتا۔

فتح وظفر گنہگار کی شفاعت کرنے والا ہے (یعنی اس فتح وتسلط کے شکریہ میں اس کو معاف کردینا چاہیے یا گناہ ونفس پر فتح یابی، گنہگار کی نجات کا وسیلہ ہے)۔

ظلم وتعدی

ظلم کرتے وقت اپنے بارے میں خدا کے عدل کو یاد رکھو اور طاقت ورقدرت کے وقت یہ یاد رکھو کہ تم خدا کی قدرت سے باہر نہیں ہو۔

ظلم وتعدی سے بچو کہ وہ خدا کے غضب کو کھینچ لاتی ہے اور نعمت کو سلب کرتی ہے اور مصیبت کا باعث ہوتی ہے۔

ظلم سے دور رہو کہ وہ تمام جرائم سے برا جرم اور بہت بڑا گناہ ہے۔

خبردار! ظلم کے پاس نہ جانا کیونکہ وہ ظلم کرتا ہے، اس کی زندگی تلخ ہوجاتی ہے۔

خبردار ظلم کے پاس نہ جانا کیونکہ وہ مظلوم سے گزر جائے گا اور تمہارے اوپر باقی رہے گا۔

خبردار! سرکشی کے پاس نہ پھٹکنا کہ وہ منہ کے بل گرا دینے میں جلدی کرتی ہے اور سرکشی کرنے والے پر گریہ یا اندوہ طاری کرتی ہے۔

خبردار! ظلم کے پاس نہ جانا کیونکہ یہ بہت بڑا گناہ ہے اور ظالم روزِ قیامت اپنے ظلم کی وجہ سے معذب کیا جائے گا۔

ہوشیار! سرکشی اور تمرد کے پاس نہ جانا کیونکہ خدا سرکش پر عذاب نازل کرنے میں جلدی کرتا ہے، یا اس پر عذاب نازل کرنے کو حلال سمجھتا ہے۔

خبردار! ظلم وستم کی افتادہ (دینوی واخروی ہلاکتوں) اور بے وفائیوں اور رسوائیوں میں نہ پڑنا اور پوشیدہ شر اور برائیوں کے پاس نہ پھٹکنا (یعنی ان برائیوں کے پاس نہ جانا جو تمہاری سرشت میں پوشیدہ ہیں)۔

جان لو کہ یہ بات یقینی ہے کہ ظلم کی تین قسمیں ہیں: (۱) ایک وہ ظلم ہے، جو بخشا نہیں جائے گا۔ (۲) دوسرا ظلم وہ ہے، جس کو بغیر مواخذہ کے نہیں چھوڑا جائے گا۔ (۳) تیسرا ظلم وہ ہے، جو بخشا جائے گا اور اس کی باز پرس نہیں ہوگی۔ جو ظلم بخشا نہیں جائے گا، وہ خدا کا شریک ٹھہرانا ہے خداوند عالم کا ارشاد ہے: ان اللہ لایغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشآء بے شک خدا اس شخص کو معاف نہیں کرے گا، جو اس کا شریک قرار دیتا ہے اور اس کے علاوہ جس کو چاہے گا، بخش دے گا اور جو گناہ بخش دیا جائے گا تو وہ انسان کا بعض غلط عادتوں کی وجہ سے اپنے اوپر ظلم ہے اور جس ظلم کو نظر انداز نہیں کیا جائے گا، وہ بندوں کا ایک دوسرے پر ظلم کرنا ہے وہاں سخت عذاب ہے، چاقو، چھری سے زخم لگانے اور تازیانے لگانے کے جیسا نہیں ہے لیکن اسے حقیر سمجھا جاتا ہے یعنی اس کا عقاب وعذاب کا چھری، چاقو کے زخم سے موازنہ نہیں کیا جاسکتا ہے۔ اس حدیث سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ناقابل بخشش گناہ صرف شرک ہے اور اس کے علاوہ دوسرے گناہ خواہ بندوں پر ظلم ہی ہو، قابل بخشش ہیں کیونکہ ممکن ہے کہ مظلوم کو کسی طرح راضی کرلیا جائے اور وہ اپنے حق سے چشم پوشی کرلے۔ واضح رہے کہ یہ توبہ نہ کرنے کی صورت میں ہے، ورنہ توبہ سے تو شرک بھی معاف کردیا جائے گا کہ جب کافر ومشرک مسلمان ہوجائے گا تو وہ دوسروں کی مانند ہوجائے گا لہٰذا توبہ کے بغیر شرک کے علاوہ خدا جس کو معاف کرنا چاہے گا، معاف کردے گا۔ اس کی بخشش کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ توبہ ہے۔

ظلم وستم کرنا، بدترین خصلت ہے۔
ظلم وعدوان ہر چیز سے پہلے ہلاکت میں ڈالتا ہے۔
بدترین ظلم وہ ہے، جو طاقت کے سبب کیا جاتا ہے۔
بدترین ظلم وتعدی وہ ہے، جو محبت کرنے والوں پر کی جاتی ہے۔
بدترین ظلم، تمہارا حقوق خدا میں رکاوٹ بننا ہے (کیونکہ مہربان خدا نے اس پر اپنا پورا احسان کیا ہے، برخلاف اس مخلوق کے جس نے یا تو احسان نہیں کیا ہے اور اگر کوئی لطف کیا ہے تو وہ قابل موازنہ نہیں ہے)۔
سب سے بڑا ظالم وہ شخص ہے، جو اپنے ساتھ انصاف کرنے والے پر ظلم کرتا ہے (یعنی اس پر ستم روا رکھے، جس نے اس کے ساتھ انصاف کیا ہے)۔
جس چیز کے ذریعے جلد عقاب وبلا نازل ہوتی ہے، وہ سرکشی اور کفرانِ نعمت ہے۔
ظلم، ہر چیز سے پہلے عقاب لاتا ہے۔
ظلم میں اتنی ہی قباحت وبرائی ہے، جتنا عدل میں حسن ودل ربائی ہے (یعنی نیکی میں عدل کا جتنا اونچا مقام ہے، برائی میں اتنا ہی اونچا مقام ظلم ہے)۔
ظلم، عقاب ہے۔
ظلم، نعمت چھین لیتا ہے۔
ظلم، غضب (خدا) کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔
ظلم کا انجام برا ہوتا ہے۔
ستم وسرکشی نعمت کو زائل کر دیتی ہے۔
ظلم نعمتوں کو روک دیتا ہے۔
ستم وسرکشی، عقوبت کو کھینچتی ہے۔
ظلم، آگ (جہنم) کا باعث ہوتا ہے۔
ستم یا سرکشی، ہلاکت کا سبب ہوتی ہے۔
ظلم، پست صفات میں بدترین صفت ہے۔
ظلم، رعیت کی تباہی ہے۔
ظلم وتعدی، طاقت کو گنوا دیتا ہے۔
ظلم، ہلاک کرنے والی تاریکی ہے۔

ستم وسرکشی، ہر چیز سے جلد عقوبت لاتی ہے۔
ظلم، شہروں کو تہس نہس کر دیتا ہے۔
ظلم، اپنے مالک وحامل کو بھی ہلاک کر دیتا ہے۔
ستم وسرکشی، انسان کو ہلاکت میں دھکیل دیتی ہے۔
ظلم ایسا جرم ہے، جس کو فراموش نہیں کیا جا سکتا ہے۔
ظلم یا سرکشی، مردوں کو سر کے بل گرا دیتی ہے اور اجل کو نزدیک کر دیتی ہے (کیونکہ مظلوموں کا انتقام لینے والا منتقم حقیقی ہمیشہ اس کی گھات میں رہتا ہے)۔
جب تمہاری طاقت تمہیں لوگوں پر ظلم کرنے پر ابھارے تو اس وقت اپنی عقوبت پر خدا کی قدرت کو یاد کرو اور یہ سوچو کہ تم نے لوگوں پر جو ظلم کیا ہے، وہ ختم ہو گیا لیکن اس کا عقاب باقی ہے (یعنی جو چاہو ظلم کرو لیکن خدا کی طرف سے اس کی عقوبت کو یاد رکھو)۔
ظلم سے نعمتیں زائل ہو جاتی ہیں۔
ظلم وسرکشی سے، خدا کا انتقام کھینچ آتا ہے۔
بدترین ظلم وہ ہے، جو فرمانبردار و مطیع پر کیا جاتا ہے۔(واضح رہے کہ ہر ظلم برا ہے لیکن مطیع پر کیا جانے والا ظلم بدترین ظلم ہے)۔
آخرت کے سفر کے لیے بدترین زادراہ، بندوں پر ظلم کرنا ہے۔
مستقل ظلم کرنے سے نعمت سلب ہو جاتی ہے اور عقوبت کھینچ آتی ہے۔
ظلم وجور کا عدل سے اور فقر وناداری کا صدقہ سے مداوی کرو (ممکن ہے، حکام وفقرا مخاطب ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ عام لوگ مراد ہوں بنابرایں ظلم کو برطرف کرنے کی دوا عدل اور فقر کا علاج صدقہ ہے)۔
جہالت کا سر ظلم ہے (علامہ خوانساری کہتے ہیں: ظلم بدی کا بدترین اثر ہے، جو جہالت پر مترتب ہوتا ہے، اس لیے اس کو جہالت کا سر کہا گیا ہے)۔
ظلم کرنے والے کو اس کی ہلاکت دبوچ لیتی ہے۔
ظلم کے سوار کو اس کی سواری ہی پٹک دیتی ہے۔
ظلم نفوس کی بدترین خصلتوں میں سے ہے۔
دو چیزیں ہیں، جن کا انجام بخیر نہیں ہوتا ہے، ظلم اور شرم یا حرص کا غلبہ۔
ظلم وجور کا عدل کے ذریعے مداویٰ کرو۔
ظلم کی فرمانبرداری کرنا، ہلاکت کا باعث ہوتا ہے اور یہ بادشاہت کو زائل کر دیتا ہے۔

کمزور ناتواں پر ظلم کرنا، بدترین ظلم ہے۔

مطیع وفرمانبردار پر ظلم کرنا، بہت بڑا جرم ہے۔

بندوں پر ظلم کرنے سے آخرت ومعاد برباد ہوجاتی ہے۔

جو شخص بندوں پر ظلم کرتا ہے، وہ خدا سبحانہ سے دشمنی کا اعلان کرتا ہے۔

آدمی کا دنیا میں ظلم کرنا، آخرت میں اس کی بدبختی ونا کامی کی علامت ہے۔

یتیموں اور بیواؤں پر ظلم کرنے سے عقاب سر پر آتا ہے اور نعمت والوں سے ان کی نعمتوں کو چھین لیتا ہے۔

ظلم وستم میں طغیانی وسرکشی ہے۔

ظلم میں رعیت کی ہلاکت ہے (خواہ یہ ظلم بادشاہوں میں ہو یا دیگر افراد میں)۔

بہت سی نعمتوں کو ظلم چھین لیتا ہے (یعنی ظلم کرنے سے بہت سی نعمتیں سلب ہوجاتی ہیں)۔

ظلم کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ نعمتوں کو آنے سے روک دیتا ہے اور عقوبت کو کھینچ لاتا ہے۔

ظلم وسرکشی کے لیے اتنا ہی کافی کہ وہ نعمت کو چھین لیتی ہے۔

ظلم کرنے پر مصر رہنا، ہر چیز سے زیادہ نعمتوں کے زوال کو دعوت دینے والا اور سزا میں عجلت کرنے والا ہے۔

جس کی ظلم پر تعریف کی جاتی ہے، اس کے ساتھ مکر کیا جاتا ہے۔

جس کا ظلم بڑھ جاتا ہے، اس کی پشیمانی بھی بڑھ جاتی ہے۔

جس نے شمشیر ظلم کو نیام سے باہر نکالا، وہ اسی کے سر میں در آئی (یعنی اس کا سر ہی اس کی میان بنتا ہے)۔

بدترین ظلم وہ ہے، جو شرفا پر کیا جاتا ہے (یا جو شرفا کی طرف سے دوسروں پر کیا جاتا ہے)۔

اپنے ظلم کرنے میں شرفا کو طمع میں نہ ڈالو (ایسا کام نہ کرو کہ وہ ظلم کرنے میں تم سے فائدہ اٹھائیں)۔

اس شخص پر ہرگز دست درازی نہ کرو کہ جس میں اس کو روکنے کی طاقت نہ ہو (کیونکہ ایسے شخص پر ظلم کرنے کا انجام برا ہوتا ہے)۔

اس شخص پر ظلم نہ کرو کہ جس کا مددگار خدا کے سوا کوئی نہ ہو (کہ وہ انتقام لینے والا ہے)۔

جس نے تم پر ظلم کیا ہے، اس کے ظلم کو تم برا نہ سمجھو (یہ نہ سمجھو کہ اس نے تمہیں نقصان پہنچایا ہے) بلکہ حقیقت میں اس نے خود کو نقصان پہنچانے اور تمہیں فائدہ پہنچانے کی کوشش کی ہے اور جو تمہیں خوش کرے، اس کی جزا یہ نہیں ہے کہ تم اس کے ساتھ برا سلوک کرو۔

ظلم جیسی کوئی بدی نہیں ہے۔

ظلم کے زور پر کوئی فتح، فتح نہیں ہے۔

روز بازگشت پر کوئی ایمان نہیں لایا مگر بندوں پر کیے جانے والے ظلم سے دل برداشتہ ہوکر۔

خدا اس شخص کو اپنے عذاب سے محفوظ نہیں رکھتا ہے کہ جس کے ظلم سے لوگ محفوظ نہیں ہوتے ہیں۔

مرد، بیٹے کی موت کو برداشت کر لیتا ہے لیکن ظلم کو نہیں برداشت کرتا ہے (یعنی ظلم کی کسک بیٹے کی موت سے زیادہ المناک ہے لہٰذا اس کو مٹانے کی کوشش کرنا چاہئے)۔

ظلم، دو ہلاک کرنے والوں میں سے ایک ہے۔

ظلم، قدم میں لغزش پیدا کر دیتا ہے، نعمتوں کو چھین لیتا ہے اور امتوں کو ہلاک کر دیتا ہے۔

ظلم، دنیا میں ہلاکت اور آخرت میں منہ کے بل گرنا ہے۔

خبردار! ظلم کے پاس بھی نہ پھٹکنا کیونکہ ظالم کو جنت کی بو بھی نصیب نہ ہوگی۔

ظلم، تاریکی ہے۔

ظلم، عدل کے خلاف ہے۔

جس کا ظلم بڑھ جاتا ہے، اس کا غیظ و غضب بھی بڑھ جاتا ہے (کیونکہ جب وہ اس عمل سے تھک جاتا ہے تو اس کے اعصاب و قویٰ مضمحل ہو جاتے ہیں لہٰذا وہ مستقل طور پر آتش فشاں بنا رہتا ہے)۔

ظلم و ستم (نام و نشان یا اعمال کی جزا کو) مٹانے والا ہے۔

ظلم و ستم، عقوبت و سزا دلانے میں سب سے زیادہ جلدی کرتا ہے۔

ظالم

سب سے بڑا ظالم وہ شخص ہے، جس نے ظلم کی بنیاد رکھی اور عدل کی راہ و رسم کو مٹا دیا۔

ظلم ملامت شدہ ہے (یعنی ملامت کا مستحق یا اس پر ملامت کی جاتی ہے)۔

ظالم سزا کا انتظار کرتا ہے۔

ظلم کرنے والا، روزِ قیامت اپنے ظلم کی وجہ سے منکوب، معذب اور محروب ہوگا (یعنی اس سے خدائی فیض چھین لئے جائیں گے، نیک کام لے لئے جائیں گے)۔

ہر ظالم کے لیے انتقام ہے (یعنی اس سے دنیا و آخرت میں انتقام لیا جائے گا)۔

ہر ظالم کی سزا معین ہے، وہ اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا اور اس کے لیے افتاد ہے، جس سے وہ نہیں بچ سکتا۔

ظالم کے لیے انتقام ہے، خواہ دنیا میں لیا جائے یا آخرت میں۔

ظالم دانتوں سے اپنا ہاتھ کاٹے گا۔ خداوند عالم کا ارشاد ہے: ویوم یعض الظالم علی یدیہ۔

لوگوں میں ظالم کی تین علامتیں ہیں: (۱) اپنے سے اوپر والے کی نافرمانی کرتا کرتا ہے (۲) اپنے سے چھوٹے پر غلبہ کر کے ظلم کرتا ہے۔ (۳) ظالموں کی مدد کرتا ہے۔

جس نے ظلم کیا: اس پر ظلم کیا گیا (یا جو ظلم کرتا ہے، اس پر ظلم کیا جاتا ہے)۔

جس نے ظلم کیا: اس نے اپنا کام بگاڑ لیا۔

جس نے ظلم کیا: اس نے اپنی عمر (کے سلسلہ) کو توڑ ڈالا (یعنی اس کی عمر کم ہوگئی)۔

جس نے ظلم کیا: اسے اس کے ظلم نے ہلاک کر دیا۔

جس نے ظلم کیا: اسے اس کے ظلم نے منہ کے بل گرا دیا (اور اسے ہلاک کر دیا)۔

جس نے ظلم کیا: وہ شکست فاش سے دو چار ہوا۔

جس نے ظلم و سرکشی کو اختیار کیا، اس کی ہلاکت میں تعجیل ہوئی۔

جس نے ظلم کیا: اسے اس کے ظلم نے ہلاک کر دیا۔

جس نے ظلم کیا: اس کی عمر کم ہوئی۔

جو خدا کے بندوں پر ظلم کرتا ہے، خدا اس کا دشمن و مخالف ہوتا ہے نہ کہ اس کے بندے (یا اس کے بندوں کے علاوہ خدا بھی اس کا دشمن و مخالف ہوتا ہے۔ نہج البلاغہ میں مالک اشتر کے نام مکتوب نمبر ۵۳ میں یہ جملہ ومن خاصمہ اللہ ادحض حجتہ اور خدا جس کا دشمن ہوتا ہے، اس کی دلیل کو کچل دیتا ہے)۔

جو بندوں پر ظلم کرتا ہے، خدا اس کا دشمن ہوتا ہے۔

جو ظلم کرتا ہے، اس کی عمر کم ہو جاتی ہے اور اس کا ظلم اسے مار ڈالتا ہے۔

جو ستم کیش ہوتا ہے، خدا اس کی ہلاکت میں تعجیل کرتا ہے (اسے جلد ہلاک کر دیتا ہے)۔

جو ظلم کے واضح راستے پر چلتا ہے (لوگوں پر ظلم کرتا ہے، اس کی زندگی تلخ ہو جاتی ہے) اسے خوشگوار زندگی کی توقع نہیں رکھنا چاہئے۔

ظلم کرنے والے سے انتقام اور سزا کتنی نزدیک ہے؟

سرکشی کا عقاب کتنا بڑا ہے؟

اس شخص کا گناہ کتنا بڑا ہے، جو ظلم کرتا ہے اور حد سے آگے بڑھ جاتا ہے اور تکبر و سرکشی کو اپنا شعار بنا لیتا ہے۔

جو جہنم میں گرنے سے ڈرتا ہے، وہ ظلم نہیں کرتا یعنی جہنم کے عذاب سے ڈرنے والا گناہ نہیں کرتا ہے۔

یہ بہت بعید ہے کہ ظالم خدا کے دردناک عذاب اور اس کے عظیم قہر سے نجات پا جائے۔

بالفرض اگر خدا ظالم کو مہلت بھی دے دے تو بھی اس سے باز پرس نہیں چھوٹے گی، ایک دن اس سے ضرور حساب لیا جائے گا اور خدا اس کی گزرگاہ میں اس کا گھات میں ہے (یعنی جب اس کی مصلحت و حکمت کا تقاضا ہوگا تو اسے ہلاک کرے گا۔ یہ چند روز مہلت تو اسے اس لیے دی ہے تا کہ اسے جو کرنا ہے، وہ کر گزرے)۔

جو حد سے آگے بڑھتا ہے، اس کے دشمن زیادہ ہوتے ہیں۔
ظالم و سرکش کی شکست یقینی ہے۔
ہر ظلم کرنے والے کو توڑ دیا جاتا ہے (ہر ظالم کو شکست ہوتی ہے)۔
باغیوں کے لیے احکم الحاکمین اور صاحبان ضمائر کے ضمیروں کو جاننے والے کی طرف سے تباہی و ہلاکت ہے۔
ظالم قابل نفرین و نفرت ہے خواہ اس کی ملامت کرنے والا اس کے ظلم کا نشانہ بھی نہ بنا ہو اور عدل اس کے برخلاف ہے۔
وہ بہت بڑا ظالم ہے، جو ظلم کو عدل سمجھتا ہے (ظلم کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ عدل ہے)۔
ظالم کی حکومت کے لیے ثبات و بقا نہیں ہے۔
ظالم کی حکومت میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔
حد سے تجاوز کرنے والا دو عذابوں میں سے ایک کا منتظر ہے (دنیوی و اخروی عذاب کا)۔

مظلوم

مظلوم کی بد دعا سے ڈرو! بے شک وہ خدا سے اپنا حق مانگتا ہے اور خدا اس سے بلند ہے کہ اس سے حق طلب کیا جائے اور وہ نہ دے، ضرور دے گا۔
بے شک خدا کے یہاں مظلوم کی نفرین و دعا مقبول و مستجاب ہے، کیونکہ وہ خدا سے اپنا حق طلب کر رہا ہے اور خدا اس سے بلند و برتر ہے کہ وہ حق دار کو حق نہ دے۔
جب تم کسی مظلوم کو دیکھو تو ظالم کے مقابلہ میں اس کی مدد کرو۔
مظلوموں کا جو حق ظلم کے ذریعے لوٹا گیا ہے، خدا نے بر بنائے مصلحت، اس پر مہلت دے دی ہے لیکن اس لئے بغیر نہیں چھوڑے گا بلکہ آخرت میں بھی اس کی تلافی کرے گا۔
کبھی مظلوم کی مدد کی جاتی ہے۔
مظلوم کے مددگار اور ظالم کے دشمن ہو جاؤ (یعنی ہمیشہ مظلوم سے دفاع کرو)۔
جو ظالم سے مظلوم کا حق نہیں لیتا ہے، اس کا گناہ بڑا ہوتا ہے۔
جو شخص ظالم سے مظلوم کے بارے میں باز پرس نہیں کرتا ہے، خدا اس کی طاقت و قدرت کو چھین لیتا ہے۔
مظلوم سے نصرت کتنی قریب ہے۔
مظلوم کا حق مددگار کے بغیر نہیں لیا جا سکتا ہے (علامہ خوانساری لکھتے ہیں: حضرت علی علیہ السلام خود اپنا عذر بیان کرنا چاہتے ہیں کہ جن لوگوں نے آپؑ پر ظلم کیا ہے، ان سے ناصر و مددگار نہ ہونے کی وجہ سے انتقام نہیں لیا جا سکا)۔
مظلوم کا دن (کہ جس روز خدا ظالم سے مظلوم کے بارے میں باز پرس کرے گا) ظالم کے دن سے کہیں زیادہ سخت ہوگا (کیونکہ

یہ چند روز ہیں، جو گزر جائیں گے لیکن وہ بہت طولانی اور انتقام کا دن ہوگا)۔

مظلوم اجر وثواب کے انتظار میں رہتا ہے۔

مظالم

مظالم کو آخرت کے لیے ذخیرہ کرنا اور دنیا میں ان کی تلافی نہ کرنا، قدرت کے زوال کا باعث ہے۔

بندوں کے مظالم گناہوں کا ذخیرہ ہیں۔

ظن

ظن وگمان، کہانت ہے (ممکن ہے کہ گمان کرنے سے نہی مراد ہو کہ کہانت سے روکا گیا ہے اور ممکن ہے کہ مومن کے ظن کی تعریف مراد ہو کہ کہانت کی مانند خفیہ امور کا سراغ لگا لیتا ہے)۔

انسان کا ظن وگمان، اس کی عقل کے مطابق ہوتا ہے (اگر عقل، قوی ہوتا ہے تو ظن و اندازہ قوی اور اگر عقل ضعیف ہوتا ہے تو ظن و اندازہ ضعیف ہوتا ہے)۔

انسان کا ظن وگمان، اس کی عقل کا پیمانہ ہے اور اس کا فعل اس کی اصل کا سچا ترین گواہ ہے۔

صاحبانِ عقل وخرد کا گمان، صحت وصواب سے زیادہ قریب ہوتا ہے (اس کا گمان صحیح ہوتا ہے)۔

جس کا گمان (اپنے زمانہ کے لوگو کے بارے میں) نیک ہوتا ہے، وہ درگزر کرتا ہے۔

جس کا گمان نیک نہیں ہوتا ہے، وہ کاموں میں غور کرتا اور تامل سے کام لیتا ہے۔

(خدا، یا لوگوں کے بارے میں) جس کا گمان نیک ہوتا ہے، اس کی نیت بھی صحیح ہوتی ہے۔

(خدا، یا لوگوں کے بارے میں) جس کا گمان بد ہوتا ہے، اس کا باطن بھی بد ہوتا ہے (ان دونوں روایات کو جمع کیا جا سکتا ہے اور کہا جا سکتا ہے کہ ان کا مفہوم یہ ہے کہ اجتماعی اور سیاسی امور اور چیزوں پر زیادہ خوش بین وخوش فہم نہیں ہونا چاہئے کہ ہر کس و ناکس پر اعتماد کر لیا جائے۔ان دونوں روایات کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کسی سے کوئی ایسا کام سرزد ہوتا ہے ہوا دیکھے اور اپنے نظریہ کے خلاف کوئی چیز دیکھے کہ جسے صحیح سمجھا جا سکتا ہے تو اسے صحیح سمجھے اور سوء ظن نہیں کرنا چاہئے ہاں اگر یہ یقین ہو جائے کہ اس کو صحیح نہیں سمجھا جا سکتا تو دوسری بات ہے)۔

جس کا ظن وگمان بد ہوتا ہے، اس کا باطن ونیت بھی اچھی نہیں ہوتی۔

جو شخص تمہارے بارے میں حسن ظن رکھتا ہے، اس کے حسن ظن کی تصدیق کرو (یعنی اس کے گمان کے مطابق عمل کرو وہ تم سے احسان کی امید رکھتا ہے تو اس پر احسان کرو)۔

جو شخص اپنے بھائی سے متعلق بدظنی کو جھٹلاتا ہے (اور اس کے مطابق عمل نہیں کرتا ہے) وہ صحیح عہد و پیمان والا اور مطمئن دل کا حامل

ہے۔

جس کے خیالات برے ہو جاتے ہیں، وہ اس شخص کو خیانت کار سمجھنے لگتا ہے، جس نے اس سے خیانت نہیں کی ہے (لیکن جس کی امانت داری ثابت نہیں ہے، اس پر اعتماد نہیں کرنا چاہئے۔ اس سلسلہ میں کچھ روایات بھی آئی ہیں)۔

جو شخص خیانت نہ کرنے والے سے بدظن ہو جاتا ہے، وہ اس کے برخلاف اس انسان کے بارے میں حسن ظن رکھتا ہے، جو ایسا نہیں ہے۔

جو شخص حسن ظن کا حامل نہیں ہوتا ہے، وہ ہر ایک سے وحشت کھاتا ہے۔

(عقائد میں) تھوڑا سا ظن، شک کے مترادف ہے (عقائد میں یقین کرنا چاہئے)۔

خدا کی قسم! اللہ کسی مومن کو ایمان لانے کے بعد عذاب نہیں دے گا لیکن بدظنی اور بدخلقی کے سبب عذاب دے گا۔

کسی سے اس کے دہن سے نکلی ہوئی بات سے بدظن نہیں ہونا چاہئے۔ خصوصاً جب تم اسے نیکی پر حمل کر سکو (یعنی جب تم اس جملہ کو صحیح قرار دے سکتے ہو، اس وقت تک اس سے بدظنی کو راہ نہ دو)۔

سوءظن رکھنے والے کا کوئی دین نہیں ہوتا۔

کوئی بندہ خدا کے بارے میں حسن ظن نہیں پیدا کرتا ہے مگر یہ کہ خدا اس کے ساتھ اس کے گمان کے مطابق برتاؤ کرتا ہے۔

جو لوگوں کے بارے میں حسن ظن رکھتا ہے، وہ ان سے محبت پاتا ہے (اس سے سبھی محبت کرتے ہیں)۔

احسان کرنیوالے سے سوءظن رکھنا، بدترین گناہ اور منفور ترین ظلم ہے۔

جو خیانت نہیں کرتا ہے، اس سے سوءظن رکھنا، بدترین کمینگی ہے۔

بدظنی کام بگاڑ دیتی ہے اور انسان کو بدکاری پر آمادہ کرتی ہے۔

سوءظن اپنے ساتھی کو ہلاک اور اس سے دوری اختیار کرنے والے کو کامیاب بنا دیتا ہے۔

جس پر بدظنی غالب آ جاتی ہے، وہ اس کے اور اس کے دوست کے درمیان صلح وصفائی کا راستہ باقی نہیں چھوڑتی ہے۔

حسن ظن، غم کو ہلکا کر دیتا ہے اور گناہ کی پیروی سے نجات دلاتا ہے۔

حسن ظن، بہترین عادت اور بہت بڑا نفع ہے۔

بندہ کا خدا کے بارے میں حسن ظن، اس سے امید کے مطابق ہوتا ہے (یعنی جتنی خدا سے امید ہوگی، اتنا ہی خدا سے حسن ظن ہوگا)۔

حسن ظن، بہترین عادت اور بہت بڑی عطا ہے۔

خدا کے بارے میں، حسن ظن یہ ہے کہ عمل میں خلوص پیدا کرو اور خدا سے امید رکھو کہ وہ لغزشوں کو معاف کر دے گا۔

جس کا گمان نیک ہوتا ہے، وہ بہشت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

جو خدا سے حسن ظن رکھتا ہے، وہ جنت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

خبردار! سوئے ظن نہ کرنا، بے شک سوئے ظن عبادت کو برباد کر دیتا ہے اور گناہ کو بڑا بنا دیتا ہے۔

ظن، شک واضطراب (جس تردد کا ایک پلہ بھاری ہوتا، اسے ظن وگمان اور جس تردد کے دونوں پلہ برابر ہوتے ہیں، اسے شک اور جس میں ایک پلہ ہلکا ہوتا ہے، اسے وہم کہتے ہیں اور اگر کوئی تردد نہیں ہوتا ہے تو اسے یقین کہتے ہیں)۔

صحیح ظن وگمان، صاحبانِ عقل کی عادت ہے۔

ظن غلط راستہ پر اور یقین صحیح سمت میں لے جاتا ہے، اس میں غلطی نہیں ہوتی ہے (مقصد یہ ہے کہ انسان کو عقائد اور دیگر امور میں یقین حاصل کرنا چاہئے، گمان وشک پر اکتفا کرنا صحیح نہیں ہے)۔

دین کی آفت، بدگمانی ہے۔

جب زمانہ اور اہل زمانہ پر صلاح وشائستگی غالب آجاتی ہے اور اس وقت کوئی شخص اس سے بدگمان ہو جاتا ہے کہ جس سے کوئی برائی دیکھنے میں نہیں آئی تو درحقیقت وہ اس پر ظلم کرتا ہے اور حد سے بڑھ جاتا ہے۔

جب زمانہ اور اہل زمانہ پر فساد وتخریب کاری غالب آجاتی ہے اور اس وقت کوئی کسی کے بارے میں حسن ظن نہیں رکھتا تو وہ خود کو ہلاکت میں ڈالتا ہے۔

حسن ظن، راحت قلب اور دین کی حفاظت (کا سبب) ہے۔

بدظنی کے ساتھ کوئی دین نہیں ہے۔

صحیح گمان دورایوں میں سے ایک ہے۔

بزدلی، حرص، بخل اور بری عادتیں ایسی چیزیں ہیں، جو خدا سے بھی بدظن کر دیتی ہیں۔

معاونت

بہترین معاونت (کمک) دوسروں کی مدد کرنا ہے۔

احتیاط

بہترین، دوراندیشی، احتیاط اور پشت مضبوط کرنا (پشت پناہ بنانا) ہے۔

سب سے بڑی طاقت احتیاط ہے۔

جو خدا کو اپنا پشت پناہ سمجھتا ہے، اس کا غصہ (دوسروں کو) عاجز کر دیتا ہے۔

جو شخص اپنے کام میں احتیاط اور دوراندیشی کو بروئے کار لاتا ہے، وہ اپنے مقصد میں کبھی کبھی کامیاب ہو جاتا ہے (یعنی اپنے مقصد میں ہمیشہ کامیاب نہیں ہوتا)۔

ظاہر

ظاہر کا نیک اور صحیح ہونا، باطن کے نیک اور صحیح ہونے کی دلیل ہے۔

ہر ظاہر کا باطن، اسی جیسا ہوتا ہے۔پس جس کا ظاہر پاک ہے، اس کا باطن بھی پاک وصاف ہوتا ہے اور جس کا ظاہر گندہ ہے اس کا باطن بھی گندہ ہوتا ہے(یہ جملہ نہج البلاغہ کے خ ۱۵۳ کا جز ہے۔ یہ خطبہ آپؑ نے اہل بیتؑ کی فضیلت کے بارے میں دیا تھا اس جملہ کے جو معنی ابن ابی الحدید وغیرہ نے بیان کئے ہیں، وہ مناسب وموزوں نہیں ہیں بلکہ آپؑ رہبر (کہ اہل بیتؑ ہی ہیں) کے صفات کے ذیل میں جو بات بیان کرنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ اہل بیتؑ کے ظاہر کا، اخلاق وکردار کے لحاظ سے یا حسن ظاہر کے اعتبار سے، کسی سے موازنہ نہیں کیا جاسکتا ہے اور تمہیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ باطن پیدائشی طور پر ظاہر جیسا ہی ہوتا ہے۔جس طرح ظاہر میں ہم دوسروں سے مختلف ہیں اسی طرح شکل وصورت کے لحاظ سے بھی دوسروں سے ہمارا مقائسہ نہیں کیا جاسکتا۔اسی طرح سیرت و باطن کے اعتبار سے بھی کسی کو ہمارے مقابلہ میں نہیں لا یا جا سکتا، پھر توھم کو دفع کرتے ہیں، ایسا نہ ہو کہ تم یہ کہنے لگو، دوسرے بھی نیک کام انجام دیتے ہیں نماز پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں، جہاد کے لیے محاذ پر جاتے ہیں کیونکہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے: خدا ایک بندہ کو پسند کرتا ہے لیکن اس کے عمل کو پسند نہیں کرتا ہے اور ایک عمل کو دوست رکھتا ہے لیکن اس کے عامل کو دشمن سمجھتا ہے ہوشیار! مدمقابل کی اچھی طرح تحقیق کرلو، جس سرزمین کو گندہ پانی سے سیراب کیا جاتا ہے اس کا درخت بدنما اور اس کا پھل تلخ ہوتا ہے)۔

پیٹھ کا بار ہلکا کرنا

پیٹھ کا بار ہلکا کرنے میں باطن کی مسرت اور قدر ومنزلت کا تحفظ ہے۔

عبودیت

عبودیت کے شرائط کے ساتھ جو قیام کرتا ہے، وہ آزادی کا مستحق واہل قرار پاتا ہے۔

عبادت

خالص عبادت یہ ہے کہ انسان اپنے پروردگار کے علاوہ کسی سے امید نہ رکھے اور اپنے گناہ کے علاوہ کسی چیز سے نہ ڈرے۔

اپنے نفس اور اپنے خدا کے درمیان (راز ونیاز کے لیے) بہترین وقت قرار دو (بہترین اور اچھے اوقات کو اپنے نجی کاموں اور باقی ماندہ وبے کار اوقات کو خدا کی عبادت وطاعت سے مخصوص نہ کرو کہ بندگی وعبودیت کے لیے یہ کام شائستہ نہیں ہے۔شاید عبودیت کے لیے بہترین کام نصف شب میں نماز ادا کرنا ہے)۔

بہترین عبادت، غور کرنا ہے (خدا کی نشانیوں میں غور وفکر کرنا ہے)۔

اعلیٰ ترین عبادت، شکم و شرم گاہ کی حفاظت کرنا ہے۔
عبادت، کامیابی ہے۔
دائمی طور پر عبادت کرنا، سعادت کے حصول میں کامیابی کی دلیل ہے۔
عبادت کی زینت، خشوع ہے۔
عبادت کی خوبی، توکل ہے۔
عبادت کی غرض و غایت، طاعت ہے۔
تنہائی میں خدا کی عبادت کرنا، منفعت کا خزانہ ہے (ممکن ہے، انفراد سے عبادت میں گوئے سبقت لے جانا مراد ہو)۔
جس نے عبادت کو خالص کر لیا، وہ سعادت کے حصول میں کامیاب ہو گیا۔
جو مختصر (کارِ خیر اور عبادت) تم مستقل طور پر انجام دیتے ہو، وہ ان بہت سے امور سے بہتر ہے، جس سے تم تھک جاتے ہو۔
وہ مختصر کام جس کا انجام دینا تمہارے لیے آسان ہو (جس کو تم شوق سے انجام دیتے ہو) وہ ان بہت زیادہ کاموں سے بہتر ہے کہ جس کے اٹھانے کو تم بھاری سمجھتے ہو یا جس کی انجام دہی میں کراہت محسوس کرتے ہو۔
جو مختصر کارِ خیر مستقل طور پر انجام پذیر ہوتا ہے، وہ ان کثیر کاموں سے بہتر ہوتا ہے، جو منقطع ہو جاتے ہیں۔
اس شخص کو عبادت کی ذلت کیسے محسوس ہو سکتی ہے، جو خواہش پورا کرنے سے باز نہیں رہتا ہے۔
وہ شخص عبادت سے بھلا کیسے لذت اندوز ہو سکتا ہے، جس کی توفیق نے اعانت نہ کی ہو؟
تقرب ڈھونڈنے والے کو عبادتِ خدا کی مانند کسی چیز نے خدا سے نزدیک نہیں کیا ہے (یعنی عبادتِ خدا ہی خدا سے قریب کرتی ہے)۔
علم کے بغیر عبادت کرنے والا چکی کے گدھے کی مانند ہے، جو مستقل چلتا رہتا ہے لیکن اس دائرہ سے باہر نہیں نکل پاتا۔
بے شک کچھ لوگوں نے (جنت کے شوق و رغبت میں) خدا کی عبادت کی، یہ تاجروں کی عبادت ہے۔ کچھ لوگوں نے جہنم کے خوف سے خدا کی عبادت کی، یہ غلاموں کی عبادت ہے۔ کچھ لوگوں نے شکر کے لیے اس کی عبادت کی، یہ آزاد لوگوں کی عبادت ہے۔

بندے

جب خدا کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو خدا اس کے دل میں بہترین عبادت کا الہام کر دیتا ہے۔
جب خدا کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو امانت کو اس کا محبوب بنا دیتا ہے۔
جب خدا کسی بندے کو سرفرازی دینا چاہتا ہے تو اسے اپنی محبت میں مشغول کر لیتا ہے (یعنی اسے ان امور کے انجام دینے کی توفیق دیتا ہے، جو خدا کی محبت کا سبب ہوتے ہیں)۔

جب خدا کسی بندے کو اپنا بنانا چاہتا ہے تو اس کے دل میں دیانت داری کا جذبہ پیدا کر دیتا ہے۔

جب خدا کسی بندہ کو برگزیدہ کر لیتا ہے تو اسے اپنی خشیت کا لباس پہنا دیتا ہے (یعنی وہ ہر لمحہ خوف خدا سے سرشار رہتا ہے)۔

جب خدا کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اسے وقار و بردباری سے مزین کر دیتا ہے۔

جب خدا کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اس کے دل میں صدق کا الہام کر دیتا ہے۔

جب خدا کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حق قائم کرنے کے سلسلہ میں اس کی مدد کرتا ہے۔

جب خدا کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اس کی نظر میں مال کو دشمن بنا دیتا ہے اور اس کی امیدوں کو کم کر دیتا ہے۔

جب خدا کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اسے قلب سلیم اور بلند و بہترین اخلاق عطا فرما دیتا ہے۔

جب خدا کسی بندے کو بھلائی سے نوازنا چاہتا ہے تو اسے عقل سلیم اور سیدھے سچے عمل (کی توفیق عطا) کر دیتا ہے۔

جب خدا کسی بندے کو خیر و خوبی دینا چاہتا ہے تو اس کے شکم و شرم گاہ کو پاک صاف بنا دیتا ہے (یعنی وہ بدعملی سے باز رہتا ہے)۔

جب خدا کسی بندے کو خیر دینا چاہتا ہے تو اسے قناعت کا الہام کر دیتا ہے اور اس کے لیے اس کے جوڑے (خواہ مرد ہو یا عورت) کی اصلاح کر دیتا ہے۔

جب خدا کسی بندے کو خیر دینا چاہتا ہے تو اس کے شکم کو حرام کھانے اور اس کی شرم گاہ کو (زنا وغیرہ سے) پاک رکھتا ہے۔

جب خدا کسی بندے کو نیک بنانا چاہتا ہے تو اسے کم گوئی، کم خوری اور کم سونے کا الہام کر دیتا ہے۔

جب خدا کسی بندے کا بھلا چاہتا ہے تو اسے فقیہ و عالم دین بنا دیتا ہے اور اس کے دل میں یقین ڈال دیتا ہے۔

جب خدا کسی بندے کو خیر دینا چاہتا ہے تو اس کے دل میں، قناعت و کفایت شعاری اور عفت و پاک دامنی کا لباس پہننے کا الہام کر دیتا ہے۔

جب خدا کسی بندے کو خیر دینا چاہتا ہے تو اس کے قلب میں میانہ روی، حسن تدبیر کی فکر ڈال دیتا ہے اور اسے غلط اندیشی اور فضول خرچی سے بچا لیتا ہے۔

جب خدا کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اس کے دل میں رشد و ترقی کی فکر ڈال دیتا ہے اور اسے اپنی طاعت کی توفیق مرحمت کر دیتا ہے۔

آپؑ نے ایک شخص کی تعریف کی اور فرمایا: اس کی صلح نفع بخش اور اس کے ظلم سے ڈرا نہیں جاتا ہے، جو کہہ دیتا ہے اسے کر دکھاتا ہے جب اسے حاکم بنا دیا جاتا ہے تو عدل سے کام لیتا ہے۔

آپؑ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا، جس نے آپؑ کی مدح کی تھی: وہ مشتبہ باتوں کو حل کرنے والا، مسئلوں کو سلجھانے والا، گتھیوں کو دفع کرنے والا اور بیابانوں میں رہنمائی کرنے والا ہے (یہ جملہ نہج البلاغہ کے خطبہ ۸۶ میں خدا کے بندوں کی صفات میں بیان ہوا ہے)۔

بہترین بندہ وہ ہے کہ جو نیک کام کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور برا کام کرتا ہے تو استغفار کرتا ہے۔

آپؑ نہج البلاغہ (کے خطبہ ۸۲ جو خطبہ غرا کے نام سے مشہور ہے) میں فرماتے ہیں: یہ بندے ہیں جو اس کے اقتدار کا ثبوت دینے کے لیے وجود میں آئے ہیں اور غلبہ وتسلط کے ساتھ ان کی تربیت ہوئی ہے اور نزاع کے وقت ان کی روحیں قبض کر لی جاتی ہیں۔

اگر بندے اس وقت توقف سے کام لیتے جس وقت انہوں نے نادانی کی تھی تو نہ کافر ہوتے اور نہ گمراہ (مشتبہ چیزوں کے بارے میں اقدام نہ کرتے اور عقائد کا انکار نہ کرتے) گمراہ نہ ہوتے یا گمراہ نہ کرتے۔

جب خدا کسی بندے کو (اس کی بدکرداری کی وجہ سے) پست یا ذلیل کرنا چاہتا ہے تو اس کے لیے علم کا باب بند کر دیتا ہے کیونکہ اس میں اس کی صلاحیت نہیں ہوتی ہے۔

جب خدا کسی بندے کا (اس کی کوتاہی کی بنا پر) برا چاہتا ہے تو اس کی نظر میں مال کو محبوب بنا دیتا ہے اور اس کی امیدوں کا دامن وسیع کر دیتا ہے، یعنی اس کی آرزوؤں میں اضافہ کر دیتا ہے۔

جب خدا کسی بندے سے کسی نعمت کو زائل کرنا چاہتا ہے تو سب سے پہلے اس کی عقل متغیر ہوتی ہے (واضح رہے کہ جس کی عقل جاتی رہے اس پر مصیبت ٹوٹتی ہے) اور اس کے لیے عقل کا فقدان سب سے بڑا المیہ (عقل کا فقدان دنیا و آخرت میں ناکامی کا باعث) ہے۔

بے شک خدا کے نزدیک سب سے بڑا دشمن وہ انسان ہے، جس کو خدا اس کے نفس کے حوالے کر دیتا ہے اور وہ راہِ راست کو چھوڑ کر رہنما کے بغیر راستہ طے کرتا ہے۔

بندہ، بندہ ہی ہے اگرچہ خدا کی قدرت اس کی مدد ہی کرے۔

بندہ کا حسن و جمال، فرمانبرداری ہے۔

نصیحت و نصیحت گیری

نصیحت حاصل کرو تا کہ گناہ سے باز رہو۔

نصیحت وعبرت حاصل کرو تا کہ مطمئن وقانع ہو جاؤ۔

اپنے اگلوں سے عبرت حاصل کرو، قبل اس کے کہ تمہارے بعد آنے والے تم سے نصیحت حاصل کریں۔

عبرتوں سے نصیحت حاصل کرو اور تغیرات وحوادث سے یا مصیبتوں سے عبرت حاصل کرو اور بیم ورجا سے فائدہ اٹھاؤ۔

عمالقہ اور اولاد عمالقہ کہاں ہیں؟ (یہ قوم حضرت نوحؑ کی اولاد میں سے عملیق کی نسل سے ہیں بڑے لحیم شحیم اور طاقت ور ہوتے تھے، ان کی ہلاکتوں اور نابودی سے عبرت لینا چاہیئے)۔

مستکبر و متکبروں کی اولاد کہاں ہیں؟ ان کا نام ونشان بھی باقی نہیں ہے۔

اصحابِ رس (رس شہروں کے باشندے) کہ جنھوں نے انبیاءؑ کو قتل کیا، مرسلین کے نور کو خاموش کیا، وہ کہاں ہیں؟ (اصحابِ رس

صنوبر کے درخت کی پوجا کرتے تھے، ان کے بارہ شہر تھے، جن کے نام اسفند اور اردی بہشت وغیرہ تھے۔ یوں تو ہر شہر میں صنوبر کے درخت کی پوجا ہوتی تھی لیکن وہ اپنے بڑے شہر اسفند میں اجتماعی طور پر پوجا کرتے تھے۔ یہ شہر عبادت کا مرکز اور پائے تخت تھا۔ اس میں صنوبر کا درخت تھا، جس کے نیچے اصحاب رس اپنی قربانیاں اور نذریں رکھتے تھے، درخت کے اندر سے شیطان ان سے باتیں کرتا تھا انہوں نے حد کر دی تھی، خدا نے ان کے پاس ایک نبی بھیجا، اس نے انہیں نصیحت کی، ڈرایا لیکن انہوں نے اس کی بات پر کان نہ دھرے بلکہ نبی کو زندہ کنویں میں دفنا دیا، جس سے ان پر خدا کا عذاب ٹوٹا اور انہیں دردناک عذاب کے ذریعے نابود کر دیا، یہ تھا اصحاب رس کے حالات کا خلاصہ، تفصیل کے خواہاں (بحار الانوار اور حیواۃ القلوب جلد اول ملاحظہ فرمائیں)۔

لشکر کشی کرنے والے اور شہر آباد کرنے والے کہاں گئے؟

وہ کہاں ہیں، جو یہ کہتے تھے، ہم سے بڑا طاقت ور کون ہے اور کثرت کے لحاظ سے ہم سے عظیم کون ہے؟

وہ کہاں ہیں، جن کے آثار بہت اچھے تھے اور کردار کے لحاظ سے بڑے عدل پرور تھے اور بادشاہت بھی بڑی تھی۔

لشکروں کو شکست دینے والے اور ہزاروں کے ساتھ سیر کرنے والے کہاں ہیں؟

ملکوں کو مستحکم کرنے والے، راستہ کھولنے والے، مظلوموں کی فریاد رسی کرنیوالے اور مہمانوں کی ضیافت کرنے والے کہاں ہیں؟

کوشش و جانفشانی کرنے والے ہر طرح سے آمادگی اور تیاری کرنے والے اور کسی بھی چیز میں فروگزاشت نہ کرنے والے کہاں ہیں؟

عمارتیں بنانے والے اور ان کو مضبوط و محکم کرنے، پھر ان میں فرش ڈال کر اسے پھیلانے والے اور اسے ہر طرح سے تیار کرنے والے کہاں ہیں؟

قیصر و کسریٰ اور تبع و حمیر کہاں ہیں؟ (تبع یمن کے بادشاہ کا لقب تھا اور حمیر یمن کے ایک قبیلہ کا مورث اعلیٰ تھا)۔

جس نے ذخیرہ کیا، جمع کیا اور مال پہ مال پاٹ دیا، جس کے نتیجہ میں اس کا مال بہت زیادہ ہو گیا، وہ کہاں ہے؟

جس نے قلعہ و حصار بنا کر اسے محکم کیا اور اس پر طلاکاری کر کے اسے زینت دی، وہ کہاں ہے؟

جس نے مال جمع کیا تو اس کا مال بہت زیادہ ہو گیا، ذخیرہ کیا تو ڈھیر لگ گئے اور اپنے بیٹے کے بارے میں عاقبت اندیشی کی، وہ کہاں ہے؟

وہ کہاں ہیں، جو عمر میں تم سے زیادہ اور تم سے زیادہ آثار والے تھے؟

اپنے لئے کثیر تعداد جمع کرنیوالا اور بڑا لشکر اکٹھا کرنیوالا، بڑی بڑی یادگار بنانے والا کہاں ہے؟

ملوک و کسریٰ کہاں ہیں؟

اصفر و فرعون کی اولاد کہاں ہیں؟ (اصفر روم کے بادشاہ تھے، ان کا جد اصفر بن روم تھا۔ بعض نے یہ لکھا ہے کہ حبشہ کے لشکروں نے

ان پر غلبہ کر کے ان کی عورتوں کو اپنی ہوس کا نشانہ بنایا تو وہ حاملہ ہوگئیں اور ان سے زرد رنگ کے بچے پیدا ہوئے، اسی وجہ سے انہیں اولا داصفر کہتے ہیں)۔

جو دنیا کے چپہ چپہ کے مالک تھے، وہ کہاں ہیں؟

اپنے دشمنوں کو ذلیل کرنیوالے اور ان کی زلفوں اور پیشانیوں کے مالک بننے والے کہاں ہیں؟

جن کی امتیں سلام کرتی تھیں، وہ کہاں ہیں؟

دنیا میں اپنی آخری امید تک پہنچ جانے والے کہاں ہیں؟

بے شک گزر جانے والے، باقی رہنے والوں کے لیے عبرت کے لائق ہیں۔

بے شک آخر آنے والا، اول جانے والے کی جگہ لینے والا ہے۔

بے شک جانے والوں کا چلا جانا رہ جانے والوں کے لیے عبرت ہے۔

عبرت لینا، باعث عبرت وتحفظ ہوتا ہے (یعنی مرور زمانہ اور ظالموں وگنہگاروں کی عاقبت سے عبرت لینا، باعث عصمت وتحفظ ہوتا ہے)۔

زمانہ تمہارے سامنے عبرت پیش کرتا ہے۔

عبرت لینا، راہ یابی (یا منزل مقصود تک پہنچنے) کے لیے مفید ہے۔

جب خدا کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اسے عبرتوں کے ذریعے نصیحت کرتا ہے (یعنی اسے خواب غفلت سے بیدار کر دیتا ہے تا کہ وہ انقلابات سے عبرت حاصل کرلے)۔

تم سے پہلے گزر جانے والوں کے آثار کو عبرت کے طور پر چھوڑا گیا ہے (تا کہ تم ان سے عبرت لے سکو)۔

دائمی طور پر عبرت لینا انسان کو بصیرت کی طرف لے جاتا ہے اور برائیوں سے باز رہنے کا سبب ہوتا ہے۔

میرا ذمہ اس بات کا رہین ہے، جو میں کہتا ہوں اور میں اس کا ضامن ہوں (یعنی میرے قول میں شک کی گنجائش نہیں ہے۔ بے شک جس شخص کو عبرتیں اس کے سامنے کی چیزوں کے ذریعے سزا وعقوبت سے بچنے کے لیے بیدار کرتی ہیں، اسے تقویٰ شبہات میں پڑنے سے باز رکھتا ہے (چہ جائیکہ حرام کے ارتکاب سے)۔

حق میں سے جو کچھ ماضی میں گزرا ہے (جیسے انبیاءؑ، اولیا، اصفیائ، ملوک فراعنہ اور معصیت کار کہ ان کی حقیقت میں کوئی شک نہیں) اس کی تصدیق کرو اور دنیا کے گزرے ہوئے سے عبرت لو کیونکہ ان میں سے بعض، بعض سے مشابہ ہے اور اس کا آخر اس کے اول سے ملحق ہونے والا ہے۔

مدت دراز تک کے لیے عبرت لینا انسان کو احتیاط اور کمر مضبوط کرنے پر ابھارتا ہے۔

ہر نگاہ میں ایک عبرت ہے (اگر کوئی اس سے عبرت لے)۔

ہر عبرت میں بصیرت ہے۔

زمانہ کی گردش میں خلائق کے لیے عبرت ہے یا وہ جائے عبرت ہے۔

جس شخص کا شیوہ عبرت لینا اور جس کی عادت دور اندیشی ہے، وہ کامیاب ہے۔

درحقیقت اس شخص نے عبرت لی ہے، جو دنیا اور اس کی حرام چیزوں سے باز رہے۔

باقی رہنے والوں سے وہی عبرت لیتا ہے، جس نے اگلوں سے عبرت لی ہے۔

ہر دن تمہیں عبرت دیتا ہے بشرطیکہ تم اسے غور وفکر کے ساتھ لگا دو، یعنی اگر تم غور کرو تو ہر دن باعث عبرت ہے۔

صاحبانِ عقل کی عبرت کے لیے وہی کافی ہے، جس کو وہ جان چکے ہیں۔

یقینا عبرتیں تمہیں بلند آواز سے پکار چکی ہیں اور دھمکانے والی چیزوں سے تمہیں دھمکایا جا چکا ہے۔ آسمانی رسولوں (فرشتوں) کے بعد بشر ہی ہوتے ہیں، جو تم تک اللہ کا پیغام پہنچاتے ہیں۔

اگر تم اپنی گزر جانے والی عمر سے (کہ جس سے تم نے کوئی فائدہ حاصل نہیں کیا ہے) عبرت لیتے تو باقی ماندہ عمر کی ضرور حفاظت کرتے۔

جو عبرت لیتا ہے، وہ بچتا ہے (یعنی ظلم وستم اور ایسے چیزوں سے بچتا ہے، جو دوسرے کی عبرت کا باعث ہوتی ہیں)۔

جو زیادہ عبرت حاصل کرتا ہے، اس کی لغزشیں گھٹ جاتی ہیں۔

جو زمانہ کی گردشوں سے عبرت لیتا ہے، وہ غیر (پر ظلم کرنے) سے دوری اختیار کرتا ہے۔

جو غیروں سے عبرت نہیں لیتا ہے (جیسا کہ عبرت لینے والے زمانہ والوں اور اگلے والوں سے عبرت حاصل کرتے ہیں) وہ اپنے نفس کے لیے پشت پناہ نہیں ہو سکتا (یعنی ایسا آدمی احتیاط سے بہت دور ہے)۔

جو عبرتوں سے نصیحت حاصل کرتا ہے وہ (ظلم وستم سے) باز رہتا ہے۔

جو دنوں کی آمد ورفت سے عبرت نہیں لیتا، وہ ملامتوں سے محفوظ نہیں رہتا۔

جس نے حوادث زمانہ سے عبرت حاصل کی، اس نے زمانہ کی صلح وآشتی پر اعتماد نہیں کیا (کیونکہ وہ جانتا ہے کہ ایک روز اس سے الجھنا ہے)۔

جس نے عبرتوں کو پہچان لیا، اس نے اولین میں زندگی بسر کی (اور ان کے نیک وبد سے استفادہ کیا)۔

جس نے دنیا کے انقلابات سے عبرت نہ لی ہو، اس پر وعظ ونصیحت اثر نہیں کر سکتی۔

جو کاموں میں غور وفکر کرتا ہے، وہ ان کے مصداق سے واقف ہو جاتا ہے (کہ حقیقت پائی جاتی ہے یا نہیں؟ نیک ہے یا بد؟ مفید ہے یا مضر؟ ان میں خدا کی رضا ہے یا نہیں؟ سعادت بخش ہے یا بدبخت کرنے والے؟

جو دنیا کے حوادث سے عبرت لیتا ہے، اس کی طمع کم ہو جاتی ہے۔

عبرتیں کتنی زیادہ ہیں اوران سے کتنی کم عبرت لی جاتی ہے۔
جوکسی بھی فعل سے بازنہیں رہتا ہے،اس کے لیےکوئی عبرت نہیں ہے۔
عبرت گیری انسان کوسیدھےراستے کی طرف لے جاتی ہے۔

عتاب وسرزنش

گلہ وشکوہ کرنا،دوستی ومحبت کی حیات ہے(کیونکہ جب کوئی شخص اپنے دوست کی غلطی کودیکھ کراسے سمجھاتا ہےتووہ پھراس خوف سےایسی غلطی نہیں کرے گا کہ دوستی کا سلسلہ منقطع نہ ہوجائےلیکن اگراس غلطی پراسے سرزنش نہ کریں تووہ ایسی غلطیاں کرتا رہے گااورنتیجہ میں دوستی کا سلسلہ منقطع ہوجائے گا)۔
زیادہ سرزنش،شک وتہمت کااعلان کرتی ہے۔
معذرت خواہ کوسرزنش نہیں کی جاسکتی۔
جاہل کوسرزنش نہ کروکہ وہ تمہارادشمن ہوجائے گا۔ہاں عاقل کوسرزنش کروتاکہ وہ تمہارادوست بن جائے(سرزنش اسی صورت میں کی جاسکتی ہے،جب وہ عقلی وشرعی لحاظ سےصحیح ہو،ممکن ہےگلہ کرنامرادہو)۔
زیادہ سرزنش نہ کروکہ اس سے کینہ پیدا ہوتا ہےاوردشمنی کا باب کھلتا ہے۔جس کوخوش کرنے کی تمہیں امید ہو،اس کی خوشنودی حاصل کرو(یعنی اسےخوش کرنے کاذریعہ فراہم کرو)۔
جب سرزنش کروتوکچھ گنجائش چھوڑدو(یعنی سرزنش میں مبالغہ نہ کرواورصلح وآشتی کاراستہ چھوڑدو)۔

آزادکرنا

جب تم کسی غلام کے مالک ہوجاؤتواسےآزادکردو(کہ غلاموں کوآزادکرنے کابڑااجرہے)۔

لغزش

قابل اعتماد انسان کی لغزشوں سےچشم پوشی نہیں کی جاسکتی(کیونکہ اس سےایسی توقع نہیں ہوتی)۔

خودپسندی

وحشت ناک ترین چیزخودپسندی ہے(یالوگ اس سےوحشت کھاتے ہیں یاوہ قبروقیامت میں وحشت کھائے گا)۔
خودپسندی،ہلاکت کاسبب ہے۔
خودپسندی،حماقت ہے۔
خودپسندی،بےوقوفی ہے(کیونکہ یہ حماقت ہی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے)۔

خود پسندی، نادانی کی انتہا ہے۔

خود پسندی، کم عقلی کی دلیل ہے۔

خود پسندی، فراوانی کو روکتی ہے۔

خود پسندی، بڑا نقصان دہ ساتھی ہے۔

خود پسندی، درست اندیشی کی ضد ہے۔

خود پسندی، عقل کو برباد کر دیتی ہے۔

خود پسندی، بڑھتے ہوئے کمال کو روک دیتی ہے۔

نیک کام میں خود پسندی، اسے باطل کر دیتی ہے۔

خود پسندی، شرف و سرفرازی کے لیے آفت ہے۔

خود پسندی، نقص و کمی کو آشکار کر دیتی ہے۔

مرد کی خود پسندی، اس کی حماقت ہے۔

خود پسندی، درست اندیشی کی ضد اور عقلوں کے لیے آفت ہے۔

جب تم یہ چاہو کہ تمہاری نیکیاں لوگوں پر آشکار ہو جائیں تو خود کو بڑا سمجھنا چھوڑ دو (یا انہیں بڑا سمجھنا چھوڑ دو)۔

جب تمہارے اندر تمہارے اقتدار و تسلط کی وجہ سے خود پسندی میں اضافہ ہونے لگے کہ جس سے تم غرور و تکبر میں مبتلا ہو جاؤ تو خدا کی قدرت و بادشاہت کے بارے میں غور کرو حالانکہ تم اس پر قادر نہیں ہو کہ اس سے تمہاری سرکشی میں کمی آئے گی اور تمہیں تیزی سے باز رکھے گی اور تمہاری زائل شدہ عقل کو واپس لوٹا دے گی۔

خود پسندی سے برائیاں اور عیوب ظاہر ہو جاتے ہیں اور ایسا شخص اپنی صلاح کے لیے کبھی قدم نہیں اٹھا سکتا ہے۔

خود پسندی کا پھل، شدید دشمنی ہے۔

جن گناہوں کو تم برا سمجھتے ہو، وہ تمہارے ان نیک کاموں سے بہتر ہیں کہ جن پر تم اتراتے ہو، کیونکہ برے لگنے والے گناہ تمہیں خدا کے نزدیک کرتے ہیں اور دوسرے امور تمہیں خود پسندی میں مبتلا کرتے ہیں۔

جس کو اس کا نفس خود پسند بنا دیتا ہے، اس کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔

جو اپنی ہی رائے کو پسند کرتا ہے، وہ ذلیل و گمراہ ہو جاتا ہے۔

جو اپنی کارکردگی پر اتراتا ہے، اس کا کیا دھرا، اکارت ہو جاتا ہے۔

جس کو اس کا قول خود پسندی میں مبتلا کر دیتا ہے، اس کی عقل گم ہو جاتی ہے۔

جس کی خود پسندی زیادہ ہو جاتی ہے، اس کی نیک اندیشی کم ہو جاتی ہے۔

جس کو اپنا کام بہت بھلا لگتا ہے، وہ اپنا اجر ضائع کر دیتا ہے۔
جس کو اپنے نیک چال چلن پر غرور ہو جاتا ہے، وہ صحیح تدبیر کرنے میں کوتاہی کرتا ہے۔
جو خود پسندی اور سستی و کاہلی کو چھوڑ دیتا ہے، اس پر کسی مکروہ چیز کا حملہ نہیں ہوتا ہے۔
خودرائے تو بس جاہل ہوتا ہے (کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کی رائے ناقص ہے)۔
محاسن و کمالات کو خود بینی کی مانند کسی اور چیز نے نقصان نہیں پہنچایا۔
فرزند آدم کو خود پسندی اور خود بینی سے کیا واسطہ (یہ اسے زیب نہیں دیتا) کیونکہ اس کی ابتدا حقیر نطفہ اور انجام مردار ہے اور وہ ان دونوں حالتوں کے درمیان نجاست کا حامل ہے۔
خود پسندی جیسی کوئی وحشت نہیں ہے (ممکن ہے، مراد یہ ہو کہ لوگ اس سے بھاگتے ہیں کیونکہ وہ خود پسندی کی بنا پر کسی سے مانوس نہیں ہوتا ہے)۔
انسان کی خود پسندی، اس کی کوتاہ فکری کی دلیل اور اس کی عقل کے کمزور وضعیف ہونے کی علامت ہے۔
خبردار! خود پسندی اور اپنی مدح سرائی میں (جو کہ دوسرے کرتے ہیں) مبالغہ کو پسند نہ کرنا کیونکہ یہ شیطان کے لیے بہترین موقعہ ہے۔
خبردار! اپنے نفس پر گھمنڈ نہ کرنا کہ یہ تمہاری خامی کو اور تمہارے خلاف دشمنی کو آشکار کر دے گا (یعنی تمہارے خلاف خالق و مخلوق کی دشمنی ثابت ہو جائے گی)۔
خبردار! اپنے غیر کے اس گناہ کو برا نہ سمجھنا، جس کو اپنے لیے معمولی سمجھتے ہو اور اپنی اس طاعت کو بڑا نہ سمجھنا کہ جس کو غیر کے لیے حقیر سمجھتے ہو۔

خود پسند

خود پسند کے پاس عقل نہیں ہوتی ہے۔
خود پسند کے پاس صحیح رائے نہیں ہوتی ہے (کیونکہ وہ کسی سے مشورہ نہیں کرتا ہے)۔

ناتوانی

جس عجز و ناتوانی کے ساتھ کوئی نیکی ہوتی ہے، وہ اس طاقت وقدرت سے بہتر ہے، جس کی وجہ سے بدکاری کا ارتکاب ہوتا ہے۔
عجز و ناتوانی کو قبول کرنا، خود کو تباہ کرنا ہے۔
عجز و ناتوانی کو قبول کرنا، خود کو ضائع کرنا ہے۔
عجز و ناتوانی کو قبول کرنا، خود کی اور دوسروں کی تباہی کا سبب ہے۔

عجز وناتوانی، بدترین سواری ہے (لہٰذا انسان کو ناتوانی قبول نہیں کرنا چاہئے، اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے جیسا کہ سرکش سواری میں بھی کوئی بھلائی نہیں ہوتی ہے)۔

ناتوانی، باعث ہلاکت ہے۔

ناتوانی، دشمنوں کی طمع میں اضافہ کر دیتی ہے۔(بنا بریں دشمن کے مقابلہ میں کبھی خود کو کمزور ثابت نہ ہونے دیں بلکہ اس کے مقابلہ میں خم ٹھوک کر آئیں تا کہ وہ مایوس ہوجائے)۔

ناتوانی کا نتیجہ مطلب ومقصد میں ناکامی ہے۔

ناتوانی، تمہارا واجبات کو چھوڑنا اور اپنے پاس موجود چیز پر قناعت نہ کرنا اور اس چیز میں مشغول ہونا ہے کہ جس کی تمہارے لئے ضمانت لی گئی ہے۔

عاجز

لوگوں میں سب سے بڑا عاجز وہ ہے، جو حوادث اور مرگ مفاجات کے واقع ہونے کی وقت خود کو سب سے زیادہ محفوظ سمجھے یا ان کی سب سے زیادہ تصدیق کرے۔

عاجز اکثر اپنی مراد کو پالیتا ہے (جب کہ قوی وتوانا ناکام رہتا ہے)۔

ران

ران یا سیرین، دو چہروں میں سے ایک ہے۔

جلد از جلد باز

شر کو دفع کرنے کے علاوہ جلد بازی ہر کام میں مذموم ہے۔

جلد بازی سے بچو کہ یہ پشیمانی کا باعث ہوتی ہے۔

خبردار! عجلت سے کام نہ لینا کیونکہ اس سے مقصد فوت ہوجاتا ہے اور پشیمانی ہوتی ہے۔

جلد بازی سے بچو کہ اس کے ساتھ لغزش ہوتی ہے۔

جلد بازی (یا خود پسندی) لغزش کا باعث ہوتی ہے۔

جلد بازی، راہِ راست تک نہیں پہنچنے دیتی ہے۔

کسی کام میں اس کے مقدور ہونے سے پہلے جلدی کرنا، غم وغصہ کا باعث ہوتا ہے۔

جلد بازی کا نتیجہ لغزش وہلاکتوں میں گرنا ہے۔

کسی کام میں اس کے امکان سے قبل جلدی کرنا، حماقت ہے۔

جلد بازی سے زیادہ لغزش ہوتی ہے۔

جلد بازی سے غلطی ہوتی ہے خواہ وہ اس کام کا مالک یا بادشاہ ہی بن جائے۔

ہوا کے گھوڑے پر سوار (جلد باز) اسے منہ کے بل گرتے ہوئے دیکھتا ہے۔

عجلت میں لغزش ہے۔

جلد بازی میں مذمت ہے۔

جلد باز کی رائے بہت کم صحیح ہوتی ہے۔

جلد باز کی تدبیر بہت کم کامیاب ہوتی ہے یا آرزدہ کی دوستی میں ثبات ودوام نہیں ہوتا ہے۔

ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ جلدی کرنے والا ہلاک نہ ہو۔

جس سے جلدی کا تقاضا کیا جاتا ہے، وہ مہلت طلب کرے گا۔

زیادہ جلد بازی انسان سے لغزش کرادیتی ہے۔

جلد باز کبھی کسی تعریف کرنے والے سے ملاقات نہیں کرتا ہے یعنی سبھی اس کی سرزنش کرتے ہیں۔

جس نے جلدی کی، وہ پھسل گیا۔

جو عجلت سے کام لیتا ہے، وہ ڈگمگاتا ہے۔

جس نے جلدی کی، اس کی لغزشیں بڑھ گئیں۔

جو عجلت (ہوا کے گھوڑے) پر سوار ہوتا ہے، وہ لغزشوں تک پہنچتا ہے (یعنی اس سے لغزش ہوتی ہے)۔

جس نے جلدی کی، وہ اپنی جلد بازی پر پشیمان ہوا۔

جو جلد بازی سے کام لیتا ہے (اور غور وفکر نہیں کرتا ہے) اسے لغزش منہ کے بل گرادیتی ہے۔

جو جلدی پر سوار ہوتا ہے، اس پر ندامت سوار ہوتی ہے۔

جلد باز کسی جگہ نہیں پہنچ پاتا۔

سب سے پشیمان اور زیادہ ملامت والا وہ جلد باز ہے کہ جس کی عقل وقت نکل جانے کے بعد کام کرتی ہے۔

جلدی کرنا چھوڑ دو کیونکہ کاموں میں جلدی کرنے والا اپنے مقصد کو حاصل نہیں کر پاتا ہے اور نہ اس کے فعل کی تعریف کی جاتی ہے۔

جلد باز سے خطا ہوتی ہے اور وہ مقصد تک نہیں پہنچ پاتا ہے یا (غلطی سے) نزدیک ہے۔

معدود، گنا ہوا

ہر معدود ومعین (مدت) گھٹتی ہے (دنیوی زندگی خواہ کتنی بھی دراز ہو گھٹتی رہتی ہے اور اس کی نعمتیں بھی کم ہو رہی ہیں لہٰذا آخرت کی زندگی کی فکر کرنا چاہیئے کہ وہ خود بھی لامتناہی ہے اور اس کی نعمتیں بھی لامتناہی ہے)۔

استعداد

بہترین استعداد وہ ہے کہ جس سے معادو آخرت سنور جائے۔

ہلکے پھلکے ہو جاؤ کہ تمہاری منزل جنت یا جہنم تمہارے سامنے ہے اور قیامت تمہیں پیچھے سے ہنکا رہی ہے۔

سبکبار (ہلکے، پھلکے) ہو جاؤ (یعنی اپنے گناہوں کے بار کو کم کرو) تاکہ اگلے زمانہ کے نیکوکاروں سے ملحق ہو جاؤ کیونکہ تمہارے اول کو تمہارے آخر کا انتظار کرایا جا رہا ہے (تاکہ تم سب جمع ہو جاؤ تو قیامت اور اس کے بعد کے مراحل کا سلسلہ شروع ہو)۔

اپنے سفر کے لیے تیار ہو جاؤ اور برق نجات کو دیکھو (کہ کس کی پیروی میں ہے) اور کارِ خیر کی سواری پر سوار ہو جاؤ (یعنی نیک کاموں میں جدوجہد کرو)۔

غفلت و بے خبری سے باز آؤ اور بیدار ہو جاؤ اور منتقل ہونے کے لیے آمادہ ہو جاؤ اور سفر کے لیے توشہ فراہم کرلو۔

جس نے سفر کے لیے تیاری کرلی ہے، وہ وطن میں خوش وخرم رہتا ہے۔

اپنے اترنے کے دن سے پہلے اپنے لیے منزل کو معین کرلو اور اس پر اترنے سے پہلے اس کو تیار یا نرم کرلو۔

عدل وعادل

عدل، دو سیاستوں میں سے اعلیٰ سیاست ہے۔

عدل، ایمان کا سر اور نیکی جمع کرنے والا ہے۔

عدل، رعیت کا قوام واستحکام اور حکام کا حسن و جمال ہے۔

عدل یہ ہے کہ جب تم پر ظلم کیا جائے تو بھی انصاف کرو اور فضیلت یہ ہے کہ جب تم قادر ہو جاؤ تو معاف کردو۔

عدل کرو تاکہ حاکم بن جاؤ۔

عدل کرو تاکہ مالک بن جاؤ۔

عدڈل کرو تاکہ تمہاری طاقت وقدرت میں دوام واستحکام آجائے۔

رعیت کے بارے میں نیک نیتی تھوڑی طمع اور زیادہ پاک دامنی سے عدل میں مدد لو۔

بہترین عطیہ، عدل ہے۔

بہترین عدل، مظلوم کی مدد کرتا ہے۔

سب سے بڑا عادل وہ ہے، جو اپنے اوپر ظلم کرنے والے کے ساتھ انصاف کرتا ہے۔

بے شک یہ بھی عدل ہے کہ تم فیصلہ و حکم میں انصاف سے کام لو اور ظلم سے پہلو تہی کرو۔

بے شک عدل خدا کا میزان ہے، جس کو اس نے اپنی مخلوق میں قائم کیا ہے اور اسے حق قائم کرنے کے لیے نصب کیا ہے پس اس کے میزان میں اس کی مخالفت نہ کرو اور اس کی سلطنت میں اس سے جنگ نہ کرو۔

بے شک خدا نے عدل و احسان کا حکم دیا ہے اور ظلم و برائیوں سے روکا ہے۔

عدل دل پذیر اور ظلم، راستہ سے ہٹانے والا ہے۔

عدل، گواہی کی روح ہے (یعنی گواہی عدل کے بغیر مردہ ہے، اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا ہے)۔

عدل احکام کی جان ہے (یعنی عدل کے بغیر حکم بے جان ہے، اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا ہے)۔

عدل، بہترین گواہ ہے (کہ اس کے ذریعے سارے حقوق مل جاتے ہیں)۔

عدل، خلائق کی اصلاح کرتا ہے۔

عدل، بادشاہ کی فضیلت ہے (اگر وہ عادل نہ ہو تو دوسروں کے برابر ہے)۔

عدل، سب سے بڑی ثروت مندی ہے۔

خود کو دوسروں کے برابر سمجھنا، عدل ہے۔

عدل، خوش بختی کا معیار ہے اور ظلم باعث ہلاکت ہے۔

عادل ایک رعایت کنندہ ہے، جو دو جزاؤں میں سے ایک کا انتظار کرتا ہے یا دو بہترین جزاؤں میں سے ایک ہے (واضح رہے کہ عدل کے دو معنی مقصود ہیں، ایک ظلم کے مقابل میں ہیں یعنی نیکی کرنا، دوسرے بڑے گناہ اور چھوٹے گناہوں پر اصرار نہ کرنا ہے)۔

سب سے بڑا عادل وہ ہے، جو حق کے ساتھ حکم دیتا ہے (یا حق کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے)۔

سب سے بڑا عادل وہ ہے، جو انتقام پر قادر ہونے کے باوجود انصاف سے کام لیتا ہے اور ان میں سب سے بڑا بردبار وہ ہے، جو طاقت ور ہونے کے باوجود بردباری کا ثبوت دیتا ہے۔

عدل سے برکتیں دو چند ہو جاتی ہیں (مشہور ہے کہ ایک بادشاہ ایک باغ سے گزرا، اس نے باغبان سے کہا: کچھ انار لاؤ اور ان کا عرق نکالو۔ باغبان دو انار لایا، عرق نکالا تو ایک کاسہ ہو گیا۔ اس سے بادشاہ کو تعجب ہوا، اس نے باغبان سے باغ کے لگان کے بارے میں سوال کیا، باغبان نے اس کی مقدار بتا دی، بادشاہ نے سوچا اس لگان میں اضافہ کیا جائے، دوسرے روز وہ پھر اسی طرف سے آیا، اس نے انار کا عرق پینے کی خواہش ظاہر کی تو اس نے باغبان کو دو انار لانے کا حکم دیا، باغبان کئی انار لایا عرق بہت

کم نکلا، بادشاہ نے معلوم کیا، کیا بات ہے پہلی بار دو اناروں سے جتنا عرق نکلا تھا آج اتنے اناروں سے بھی اتنا عرق نہیں نکلا؟ باغبان نے جواب دیا مجھے نہیں معلوم کہ کیا وجہ ہے، لگتا ہے کہ اب بادشاہ کی نیت بدل گئی ہے، بادشاہ نے لگان بڑھانے کا قصد ترک کر دیا اگلے روز بادشاہ نے پھر باغ کا قصد کیا اور انار کے عرق کا تقاضا کیا چنانچہ آج پھر دو اناروں نے چند اناروں کا کام کیا اور ظرف عرق سے بھر گیا، باغبان نے صحیح کہا ہے کہ عدل سے برکتیں دو چند ہو جاتی ہیں۔

عدل سے رعیت کی اصلاح ہو جاتی ہے (کیونکہ جب عدل سے کام نہیں لیا جاتا ہے تو رعیت حملہ آور ہوتی ہے، تباہی پھیل جاتی ہے، مملکت متزلزل ہو جاتی ہے، مملکت کا ثبات جاتا رہتا ہے، پھر اس کو حاصل کرنا بہت مشکل یا محال ہوتا ہے۔

اللہ سبحانہ نے عدل کو لوگوں اور انہیں مظالم و گناہوں سے پاک رکھنے کے لیے اور اسلام کی خاطر ایک کشائش قرار دیا ہے۔

بہترین عدل، خلق کا نظام ہے (یعنی اس کا باعث ہوتا ہے یا حسن عدل خلق کا نظام ہے)۔

بہترین سیاست، عدل ہے (یعنی امر و نہی کو عدل کے مطابق ہونا چاہیے)۔

جو اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے، وہ دوسرے کے حق میں کیوں کر عدل کر سکتا ہے؟

سیاست کرنے کے لیے عدل کافی ہے، یعنی اگر لوگ عدل سے کام لیں تو انہیں کسی سیاست مدارک کی ضرورت نہیں ہوگی۔

تمہاری سواری عدل ہونا چاہئے کیونکہ جو اس کا سوار ہوتا ہے وہ (نیک بختی کا) مالک ہو جاتا ہے۔

جب تک ظلم کا خاتمہ نہیں ہو جاتا، اس وقت تک عدل ثابت نہیں ہوتا (یا کوئی عدل اس وقت تک متمکن نہیں ہوتا، جب تک کہ ظلم رفع دفع نہیں ہو جاتا) جیسا کہ علامہ خوانساری فرماتے ہیں: جب تک لا الٰہ نہیں کہا جائے گا الا اللہ نہیں آئے گا۔

گمان کی بنیاد پر فیصلہ کرنا، عدل نہیں ہے (بلکہ اس کے لیے علم ضروری ہے)۔

جو عدل کرتا ہے، وہ متمکن ہو جاتا ہے۔

جو عدل کرتا ہے، اس کا حکم نافذ ہوتا ہے۔

جو عدل کرتا ہے، اس کی قدر و منزلت بڑھ جاتی ہے۔

جو زیادہ عدل سے کام لیتا ہے، اس کے زمانے کی تعریف کی جاتی ہے (خصوصاً اگر کوئی بادشاہ یا حاکم ہوتا ہے تو لوگ اس کے زمانے کی مدح کرتے ہیں)۔

جو شہروں میں عدل قائم کرتا ہے، خدا اسے رحمت سے نوازتا ہے۔

جس کا ظاہر اس کے باطن کے مطابق ہوتا ہے اور جس کا فعل اس کے قول کے موافق ہوتا ہے، وہی امانت کرتا ہے اور اس کی عدالت ثابت ہو جاتی ہے۔

جو عدل سے کام لیتا ہے، خدا اس کے ملک و سلطنت کو مضبوط و محکم کر دیتا ہے۔

عدل اختیار کرو، زیادہ بخشش کرو تا کہ دو منقبتوں کو حاصل کر سکو (یا اپنا پورا حق لو اور دوسروں کو زیادہ دو تا کہ لین دین کی خوش

اسلوبی کی صفت سے متصف ہو جاؤ)۔

سیاست وکمال عدل تین چیزیں ہیں: دوراندیشی میں نرم، عدل میں آخر تک پہنچانا اور میانہ روی میں احسان کرنا۔

دو چیزیں ایسی ہیں، جس کا ثواب تولا نہیں جا سکتا ہے اور وہ ہے عفو وعدل۔

رعیت کی بھلائی، عدل ہی میں ہے۔

تمہارے لئے ضروری ہے کہ دوست و دشمن کے حق میں عدل سے کام لو اور ثروت مندو ناداری کے زمانہ میں میانہ روی اختیار کرو۔

سب سے بڑا عدل یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کے بارے میں عدل کرے۔

عدل ہی میں احسان ونیکی ہے۔

خلق کی بھلائی، عدل ہی میں ہے۔

سنت وراہِ خدا کی اقتدار حکومتوں کا ثبات وقیام، عدل ہی میں منحصر ہے۔

عدل (اور اس پر عمل پیرا ہونے) میں وسعت وفراخی ہے اور جس پر عدل تنگ ہو جاتا ہے تو اس پر ظلم وستم زیادہ دشوار وتنگ ہوتا ہے۔

عدل کے لوازم میں سے، ظلم سے باز رہنا بھی ہے (علامہ خوانساری فرماتے ہیں: کسی کے صحیح اور ٹھیک ہونے کے لوازم میں سے، اس کا ظلم وستم سے باز رہنا بھی ہے)۔

عدل کے مانند شہر کسی اور چیز سے آباد نہیں ہوں گے۔

کمزوروں کو اپنے عدل سے مایوس نہ کرو (بلکہ تمہارا برتاؤ ایسا ہونا چاہئے کہ کمزور اور طاقت ور تمہارے عدل کا منتظر رہے)۔

ردمظالم سے بڑا کوئی عدل نہیں ہے (یعنی ان چیزوں کو لوٹانا، جو ظلم وتشدد کے ذریعے چھینی گئی ہوں، خواہ خود اس نے چھینی ہوں یا دوسرے نے چھینی ہوں)۔

عدل، زندگی ہے (جب عدل نہیں ہوتا ہے تو لوگ مردہ کی مانند ہوتے ہیں)۔

عدل سے کام لینا، بہترین قضاوت ہے۔

عدل، کامیابی اور منزلت وکرامت ہے۔

عدل، رعیت کو برقرار رکھنے والا ہے۔

عدل، بادشاہ کی فضیلت ہے۔

عدل، امانت وفرماں روائی کا نظام ہے۔

عدل، مضبوط ترین بنیاد ہے۔

عدل، بہترین عادت ہے۔
عدل، اپنے عامل کو مظالم کے قلادے سے محفوظ رکھتا ہے۔
عدل کی آفت قوی اور طاقت ور ظالم ہے (کیونکہ ایسے شخص کے ہوتے ہوئے عدل قائم نہیں ہوسکتا، اس لیے کہ جو بھی عدل قائم کرنا چاہئے گا، اسی کے سامنے یہ ظلم کی چٹان آجائے گی اور نتیجہ میں عدل قائم نہیں ہو سکے گا)۔
جب تمہارا حکم خود تمہارے نفس میں نافذ ہوجائے گا تو لوگ تمہارے عدل کی طرف رغبت کریں گے (یعنی جو شخص اپنے بارے میں عدل کرتا ہے، دوسرے اپنے حق میں اس کے عدل کے منتظر رہتے ہیں)۔
عدل کرنے والوں کی آفت ورع و پاک دامنی کی قلت وکمی ہے۔
عادل کی حکومت، ثابت واستوار ہے۔
بہت سے عادل، ظالم ہیں۔

معتدل راستہ

اس امت کا بہترین امر، معتدل طریقہ ہے (آئمہ کے بارے میں ایسا ہی عقیدہ ہونا چاہئے مثلاً انسان کو یہ عقیدہ رکھنا چاہئے کہ وہ خدا کے خاص بندے ہیں، اس کی مخلوق ہیں، انسانیت کے بلند ترین درجہ پر فائز ہیں، دوسروں سے ان کا موازنہ نہیں کیا جا سکتا، ان کے فضائل بے شمار ہیں، کوئی انسان ان کی منزل کو نہیں پہنچ سکتا ہے) غلو کرنے والا (انہیں خدا سمجھنے والا) اس کی طرف رجوع کرتا ہے اور پیچھے رہ جانے والا اس سے ملحق ہوتا ہے۔

دشمنی اور دشمن

قید و بند میں جکڑا جانا منظور ہے (لیکن) ضد و مخالف کے ساتھ رہنا قبول نہیں ہے۔
دشمنی کی علت، کم توجہی اور بے پروائی ہے۔
اقربا کی عداوت، بچھو کے ڈسنے سے زیادہ اذیت ناک اور تلخ ہوتی ہے۔
زیادہ دشمنی، دلوں کے رنج وغم کا باعث ہوتی ہے۔
جو لوگوں سے دشمنی کرتا ہے، لوگ اس کے دشمن ہوجاتے ہیں۔
جو اپنی دشمنی کا اظہار کرتا ہے، اس کا مکر وحیلہ کم ہوجاتا ہے (لیکن جو پنہاں رکھتا ہے، اس کا فریب زیادہ کارگر ہوتا ہے)۔
جو دشمن پر قابو پالیتا ہے، وہ جدوجہد پر سوار ہوتا ہے (یعنی ہر کام میں سنجیدگی کا مظاہرہ کرتا ہے)۔
جو دشمن کے ساتھ رہتا ہے، اس کا بدن پانی ہوجاتا ہے۔
جو اپنے دشمن کی (اپنے قول وفعل سے) اصلاح کرتا ہے، وہ اپنے ہمدردوں کی تعداد بڑھاتا ہے۔

جوتمہاری پروانہیں کرتا ہے، وہ تمہارا دشمن ہے۔

جواپنے مخالف کے ساتھ رہتا ہے، وہ اپنے عیوب کوآشکار کرتا ہے اوراپنے دل کوتکلیف پہنچاتا ہے۔

جودشمنوں کی خاطرتواضع کرتا ہے، وہ جنگ (یا جنگ کرنیوالے) سے امان میں رہتا ہے۔

جواپنے دشمن کی طرف سے بےخبروبےپرواہوجاتا ہےاسے مکروحیلے ہوشیار کرتے ہیں۔

جولوگوں کی دشمنی کوشیرینی سمجھتا ہے (جسے لوگوں سے جنگ کرنے میں مزہ آتا ہے) وہ ہمیشہ جنگ وقتال کی تکلیف میں رہتا ہے، یا وہ جنگ وقتال کوتلخ سمجھتا ہےتواسے لوگوں سے دشمنی نہیں کرنا چاہئے)۔

جولوگوں سے دشمنی کرتا ہےوہ نتیجہ میں پشیمان ہوتا ہے۔

جوتم سے تمہارے عیوب کوچھپاتا ہےاورپس پشت تمہاری غیبت کرتا ہے، وہ تمہارا دشمن ہے، اس سے پرہیز کرو۔

جودشمنی کرتا ہے، اس کے راستے دشوار ہوجاتے ہیں اوراس پراس کا کام مشکل ہوجاتا ہےاوراس کے بچ نکلنے کاراستہ تنگ ہوجاتا ہے۔

جودشمنوں کی اصلاح کرتا ہے، وہ منزل مقصودتک پہنچ جاتا ہے۔

جس کوتمہیں نقصان پہنچانے میں فائدہ ملتا ہے، وہ کبھی تمہارادوست نہیں ہوسکتا (ہمیشہ دشمن ہی رہے گا)۔

گروہوں نے ایک دوسرے سے نزاع نہیں کی مگران میں سے زیادہ بےوقوف غالب ہوا۔(یعنی جنگ ونزاع میں بےوقوف غلبہ پاتا ہے کیونکہ وہ جھگڑالواورلڑاکوہوتا ہے)۔

خداکے دشمنوں کی حکومت کے زمانہ میں نیک سلوک کرنا،خودکوعذاب خداسے بچانا ہے(کیونکہ خداکاارشادہے کہ خطرہ کے وقت اپنے دشمنوں کے ساتھ بھی بدسلوکی نہ کرو)۔

خداکے دشمنوں سے، ان کی حکومت کے زمانہ میں، جنگ وجہادکرنااورانہیں ان کے اقتدارسے الگ کرنا،حکم خداکوچھوڑنااوردنیا کی بلاؤں میں مبتلا ہونا ہے (اگراس روایت کوآپؑ کی طرف منسوب کرنا صحیح ہوتوآپؑ دوسری جگہ فرماتے ہیں: خدانے ان کی حکومت وقدرت کے لیےایک مدت قراردی ہے، اس سے پہلے وہ زوال پذیرنہیں ہوگی۔ واضح ہے کہ اس صورت میں ان کے خلاف اقدام کرنے میں کوئی فائدہ نہ ہوگااورشکست کےعلاوہ کوئی نتیجہ برآمدنہیں ہوگا)۔

اللہ کی نعمتوں کے دشمن نہ بنو(یا خدانے جوتمہیں نعمتیں دی ہیں، ان کے سبب تم ایک دوسرے کے دشمن نہ بنو) ایک دوسرے پر حسدنہ کروبلکہ اس سے بلندرہو(یہ جملہ نہج البلاغہ کے خطبہ قاصعہ کا جزہے)۔

طاقت وقدرت سے پہلے دشمن سے جنگ نہ کرو(پہلے سازوسامان فراہم کرلو، تب دشمن سے ٹکراؤ)۔

خبردار! دشمن کے نرم رویہ سے تم دھوکا نہ کھانا(یہ تصورنہ کرنا کہ وہ دشمنی چھوڑدے گا) کیونکہ اس کی مثال پانی کی سی ہے، جتنا اسے آگ کے ذریعے گرم کیا جائے گا، اس کا ٹھنڈا کرنا، اتناہی دشوارہوگا۔

دشمن سے اس وقت چھیڑ خانی نہ کرو کہ جب اس کا ستارہ عروج پر ہو (کیونکہ اس کا بخت بیدار ہو گیا ہے اور تم اسے روک نہیں سکتے) اور اس سے اس وقت چھیڑ خانی نہ کرو، جب اس کا مقدر بگڑ گیا ہو (کہ اس کے لیے دنیا کا اس سے منہ پھیرنا ہی کافی ہے) تمہارے کسی اقدام کی ضرورت نہیں ہے۔

اپنے دشمن پر اپنی دشمنی کو آشکار نہ کرو (یا اپنے دشمن کو برا نہ کہو) اور اپنے دوست کی سرزنش نہ کرو، معذرت قبول کرو، خواہ جھوٹی ہی ہو اور طاقت ہوتے ہوئے بھی جواب نہ دو، خواہ تمہارے پاس جواب بھی ہو۔

اگر کسی سے دشمنی بھی ہو جائے، تب بھی اس سے کنارہ کشی نہ کرو (یعنی بالکل قطع تعلقی نہ کرو بلکہ دوستی کے لیے ایک راستہ چھوڑ دو)۔

تمہارے نزدیک سب سے بڑا دشمن اور ان میں سب سے زیادہ دور اس شخص کو ہونا چاہئے کہ جو ان میں سب سے زیادہ تمہارے عیوب کی ٹوہ میں رہتا ہے۔

جو تمہیں دشمن سمجھتا ہے وہ تمہیں (برے کاموں کی ترغیب دلاتا ہے) دھوکا دیتا ہے۔

دشمن کو اس لیے دشمن کہا جاتا ہے کہ وہ تم پر ظلم کرتا ہے بنا برایں وہ شخص تمہارا دشمن ہے، جو تمہارے عیوب اس لئے چھپا کر رکھتا ہے کہ موقعہ پر ان سے فائدہ اٹھائے۔

خدا کے دشمنوں سے قطع تعلقی کرلو اور خدا کے دوستوں سے متصل ہو جاؤ۔

بدترین دشمن وہ ہے، جو بہت گہرا ہو اور جس کی چال بہت زیادہ خفی ہو۔

دشمن کبھی فریب دیتے ہیں۔

جو دشمنی یا ظلم وستم کا بیج بوتا ہے، وہ ضرور نقصان (کی کھیتی) کاٹتا ہے۔

دشمن کے ساتھ احسان و نیکی کرنا، دو کامیابیوں میں سے ایک ہے۔

چارہ سازی میں نرمی کرنا، دستاویز سے زیادہ فائدہ مند ہے۔

اپنے دشمن کے مقابلہ کے لیے طاقت، ساز وسامان جمع کرتے رہو اور موقع کو غنیمت سمجھتے رہو تا کہ کامیاب ہو جاؤ۔

تدبیر و منصوبہ کے لحاظ سے سب سے کمزور دشمن وہ ہے، جو اپنی دشمنی کو آشکار کر دیتا ہے۔

دشمنوں میں سے ایک ہی بہت ہے (یعنی انسان کو کوشش کرنا چاہئے کہ اس کا ایک بھی دشمن نہ ہو کیونکہ ایک دشمن بھی زیادہ ہے)۔

نیک بات اور اچھے افعال سے دشمنوں کی اصلاح کرنا، ان سے ٹکرا کر جنگ کی مصیبت کے بعد ان پر غالب آنے سے زیادہ آسان ہے۔

جو دشمنوں کی اصلاح چاہتا ہے، وہ اپنی مراد کو پالیتا ہے۔

کسی بھی دشمن سے خود کو محفوظ نہ سمجھو، ہر چند وہ شکر (دوستی) کرے۔

خبردار! کسی بھی دشمن کو معمولی نہ سمجھنا ، خواہ وہ کمزور ہی ہو۔

مردوں سے دشمنی کرنا ، نادانوں کا شیوہ ہے۔

جس نے ظلم کی تلوار کھینچی ، وہ اسی تلوار سے مارا گیا (یعنی یہ اس کی خاصیت ہے)۔

دشمنی پکڑنا ، خدائے رحمان کو غضب ناک کرتا ہے اور شیطان کو خوش کرتا ہے اور انسان کو عیب دار بناتا ہے۔

جو بھی دشمنی میں حد سے آگے بڑھا ، اس نے گناہ کیا اور جس نے اس (یعنی دشمن کی گوشمالی) میں کوتاہی کی اس سے خصومت کی گئی (یعنی دشمن نے اس پر غلبہ پالیا لہٰذا دشمن سے ایک حد تک دشمنی کرنا چاہیے ، نہ بہت زیادہ نہ بہت کم)۔

جو خصومت و جدال کرتا ہے ، اس میں خدا کے تقویٰ کی استطاعت نہیں ہوتی ہے۔

(لوگوں سے) مخاصمت مرد کی بے وقوفی کو آشکار کر دیتی ہے اور اس کے حق میں کسی قسم کا اضافہ نہیں کرتی ہے۔

جو حد سے زیادہ تجاوز کرتا ہے ، اس کے دشمن زیادہ ہوتے ہیں۔

ظلم و ستم ، اقتدار کو زائل کر دیتا ہے۔

عذر و معذرت

عذر خواہی سے بے نیاز ہونا ، صدق سے بھی زیادہ کمیاب ہے۔

عذر خواہی ، عذر پذیری کو واجب قرار دیتی ہے (یعنی عذر خواہی کے بعد دوسرے فریق پر عذر قبول کرنا ، واجب ہو جاتا ہے)۔

عذر خواہی کی تکرار و اعادہ گناہ کو یاد دلاتا ہے (یعنی اگر کسی نے کسی کی شان میں کوئی گستاخی کی اور اس پر معذرت کر لی تو اسے چاہیے کہ دوبارہ کوئی ایسا کام نہ کرے ، جس سے پھر عذر خواہی کرنا پڑے کیونکہ مدمقابل کو اس کی پہلی بات یاد آ جائے گی اور وہ آزردہ ہوگا)۔

جو شخص بغیر کسی گناہ کے عذر خواہی کرتا ہے ، وہ اپنے نفس پر گناہ کو ثابت کرتا ہے۔

جو گناہ کا اعتراف کرتا ہے ، وہ عفو و بخشش کا مستحق ہو جاتا ہے۔

جو شائستہ طریقہ سے عذر خواہی کرتا ہے ، وہ عفو و درگزر کا مستحق ہو جاتا ہے۔

جس نے عذر خواہی کی ، درحقیقت اس نے معافی و بخشش طلب کی۔

جس نے معذرت کر لی (گویا) اس نے گناہ نہیں کیا (اور نہ اسے گنا سمجھا چاہیے)۔

عذر خواہی ، بہترین شفیع ہے۔

جو تمہارے لئے یہ پسند کرتا ہے کہ تمہارا کوئی عذر اس کے سامنے نہ آئے ، اس کے سامنے عذر نہ لاؤ (کیونکہ وہ کوتاہی کے اعتراف کے علاوہ اور کسی چیز کو قبول نہیں کرے گا)۔

عذر خواہی سے زیادہ کامیاب ہونے والا کوئی شافع نہیں ہے۔

عذر کی تکرار گناہوں کی یادآوری ہے (یعنی جس سے گستاخی کی وجہ سے عذرخواہی کی جا چکی ہو، اس سے دوبارہ عذرخواہی نہ کرو کہ یہ گزشتہ گناہ کو یاد دلاتی ہے البتہ یہ مخلوق کے لئے ہے، خالق کے لیے نہیں کیونکہ یہ فعل بہت پسندیدہ ہے کہ انسان خدا کے سامنے اپنے گناہوں کو یاد کر کے عذرخواہی کرتا رہے)۔

عذرخواہی (گزشتہ لوگوں کے آثار کا مٹ جانا یا ان سے عبرت لینا) بے دریغ ڈرانے والا ہے۔

جب بھی گناہ کرو، عذرخواہی کرو۔

بہت سے گناہوں کا اقرار ان کی عذرخواہی سے بے نیاز کر دیتا ہے (مثلاً یہ کہے کہ ہاں یہ کوتاہی ہوئی ہے، خطا کار ہوں)۔

زیادہ عذرخواہی گناہوں کو بڑا ظاہر کرتی ہے (مدمقابل یہ سمجھتا ہے کہ اس نے بہت بڑا جرم کیا ہے لہٰذا وہ دیر میں معاف کرے گا)۔

جس کا انکار کم ہے، اس کے پاس نہ جاؤ، خواہ تمہارے بارے میں اس کی عذرخواہی زیادہ ہو لیکن ایسا بھی نہیں ہے کہ تم بری بات کہنے والے کے لئے عذر کی گنجائش دے دو۔ یعنی ایسا کام نہ کرو کہ جس پر معذرت کرنا پڑے یا اگر عذر طلب کیا جائے تو اس کا بھرم رکھو کیونکہ بہت سے افراد تمہارے عذر کو بھی قبول نہیں کریں گے اور تمہارے کردار کو غلط سمجھیں گے۔

آبرو

اموال کے ذریعے اپنی آبرو کو بچاؤ (یعنی جہاں عزت وآبرو خطرہ میں ہو اور اس کی حفاظت کے لئے اموال کی ضرورت ہو تو اس میں دریغ نہ کرو)۔

پست اخلاق اور غلط و برے مقاصد سے اعراض کی مانند کسی چیز سے آبرو محفوظ نہیں رہتی ہے۔

اپنا مال خرچ کر کے اپنی آبرو کو بچاؤ۔

عزت وآبرو کو گھٹا کر مال ودولت کو بڑھانا، بہت بڑی پستی ہے (آبرو لٹا کر مال جمع کرنا، بڑی ذلیل حرکت ہے)۔

اموال کو خرچ کرنے سے دین وعزت میں اضافہ وکمال پیدا ہوتا ہے اور یہ بہت بڑا عطیہ ہے۔

اپنی عزت وآبرو کو اپنے مال کے ذریعے بچاؤ تا کہ معزز ومکرم ہو جاؤ، احسان کرو تا کہ تمہاری خدمت کی جائے، بردبار بن جاؤ تا کہ مقدم ہو جاؤ۔

عزت وآبرو کا کمال، مال خرچ کرنے میں اور دین کی بھلائی دنیا کو چھوڑ دینے میں ہے (یعنی اگر کوئی عزت وآبرو چاہتا ہے تو اسے مال خرچ کرنا چاہئے اور اگر دین چاہتا ہے تو دنیا کی طمع چھوڑ دینا چاہئے)۔

عزت وآبرو جس طرح مال خرچ کرنے سے محفوظ رہتی ہے، اس طرح کسی اور چیز سے محفوظ نہیں رہتی ہے۔

اپنی آبرو کو ہر شخص کی بحث کا موضوع نہ بناؤ (یعنی ہر طرح اس کی حفاظت کرو)۔

جو اپنی آبرو کو داؤ پر لگا دیتا ہے، وہ ذلیل ہو جاتا ہے۔

جو اپنی آبرو تج دیتا ہے، اسے حقیر سمجھا جاتا ہے۔

جو اپنی آبرو کی حفاظت کرتا ہے اس کی تعظیم کی جاتی ہے۔

جو اپنی آبرو کو عظیم سمجھتا ہے (اور اپنی آبرو کی قدر و قیمت سمجھتا ہے) اس کی نظر میں مال کی وقعت نہیں رہتی ہے۔

معرفت

معرفت حیرانی اور اس سے تہی دامن ہونا اندھا پن ہے (یعنی جو خدا کو کامل طور سے پہچاننا چاہتا ہے اسے حیرت کے علاوہ اور کچھ نہیں ملے گا اور معرفت کا نہ ہونا ضلالت و گمراہی کا باعث ہے۔

بہترین معرفت انسان کا اپنے کو پہچاننا ہے (کیونکہ وہ نفس کی معرفت سے مبدا و معاد کے بہت سے حالات کا سراغ لگا لے گا اور نتیجہ میں اپنے فریضہ پر عمل پیرا ہو جائے گا)۔

لوگوں میں سے اپنے نفس کی معرفت، اس شخص کو سب سے زیادہ ہے، جو اپنے رب سے سب سے زیادہ ڈرتا ہے (چونکہ خوف کا تعلق معرفت سے ہے لہٰذا خدا کی معرفت جتنی زیادہ ہوگی، اتنا ہی اس کا خوف زیادہ ہوگا)۔

وہ شخص زمانہ کا سب سے بڑا عارف ہے، جو اس کے حوادث سے تعجب نہیں کرتا ہے (کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ تو زمانہ کی ریت ہے، کبھی ترقی ہے، کبھی تنزلی ہے، کبھی دوستوں کی انجمن ہے تو کبھی بیکسی و تنہائی ہے۔

معرفت، دل کا نور ہے۔

معرفت، معاصی و پست صفات کو چھوڑ کر، پاکیزگی حاصل کرنا ہے۔

معرفت، برتری کی دلیل ہے۔

معرفت کا پھل، اس دارِ فانی سے دل ہٹانا ہے۔

بہت سی معرفتیں گمراہی کی طرف لے جاتی ہیں (مثلاً جب معرفت کے مطابق عمل نہ کیا جائے تو اس وقت نادانی اس سے بہتر ہے یا کسی میں اس کے تحمل کی قوت نہ ہو جیسے اعتقادی و فلسفی مسائل)۔

(خدا شناسی کی دلیلوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ) ارادوں کے ٹوٹنے سے (اکثر ایسا ہوتا ہے کہ آدمی کسی کام کا پختہ ارادہ کر لیتا ہے اور پھر خود بخود ارادہ بدل جاتا ہے تو ظاہر ہے کوئی ایسی طاقت ہے، جس نے انسان کے ارادہ کے بغیر اس کے عزم کو بدل دیا ہے) اور اس شخص کی گرہوں کے کھلنے سے، سختی و بلا کے ٹلنے اور دفع ہونے سے کہ جس نے نیت کو (خدا کے لئے) خالص کر لیا ہے، خدا پہچانا جاتا ہے۔

معرفت کا کمال، خوف خدا ہے۔

انتہائی معرفت یہ ہے کہ انسان خود کو پہچان لے۔

انسان کی معرفت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے نفس کو پہچان لے۔

جس چیز سے معرفت نتیجہ خیز ہوتی ہے، وہ علم کی تحقیق ہے (یعنی مذاکرہ ومباحثہ کرے)۔
جس کی معرفت صحیح ہوتی ہے، اس کا نفس وہمت دارِفانی سے منہ موڑ لیتا ہے۔
عالم کی معرفت دین ہے کہ جس کے ذریعے خدا کی عبادت ہوتی ہے، اسی کے ذریعے انسان اپنی حیات میں طاعت کو اور مرنے کے بعد کے لئے اچھی باتوں کو کسب کرتا ہے۔
کم معرفت، دنیا سے بے رغبتی کا باعث ہوتی ہے (یا عمل کے فاسد ہونے کا باعث ہوتی ہے کیونکہ معرفت ناقص ہے)۔
اہل معرفت کی ملاقات دلوں کی بہار اور حکمت (صحیح علم) سے فائدہ حاصل کرنا ہے۔
جو معرفت رکھتا ہے، وہ (حرام چیزوں سے) باز رہتا ہے۔
جو خدا کو پہچانتا ہے، اس کے لئے سزاوار ہے کہ وہ اس چیز کی طرف رغبت کرے جو کہ خدا کے پاس ہے۔
جو خدا کو پہچانتا ہے، وہ ہرگز بدبخت و ناکام نہیں ہوسکتا۔
جو خدا کی معرفت کے حصول میں (قرآن وسنت اور عقل کی قطعی دلیل کو چھوڑ کر) رائے وقیاس اور ذاتی نظریہ پر اعتماد کرتا ہے، وہ گمراہ ہوجاتا ہے اور اس کے امر پراگندہ ہوجاتے ہیں (یعنی اس کی عقل وفکر صحیح کام نہیں کرتی ہے)۔
خدا کی معرفت، بلندترین معارف ہے۔
جو شخص اللہ سبحانہ کی معرفت رکھتا ہے، اس کو چاہئے کہ وہ خدا کے خوف ورجا سے اپنے دل کو خالی نہ کرے۔
جس نے خدا کی معرفت حاصل کرلی، وہ (اپنے نفس کو محفوظ رکھنے اور خدا سے مناجات کرنے کے لئے) گوشہ نشینی اختیار کرتا ہے۔
جو خدا کو پہچان لیتا ہے، اس کی معرفت کامل ہوجاتی ہے۔

عارف

ہر عارف، غم زدہ ہے۔
ہر عارف (دنیا سے) ناخوش ہے۔
جو شخص خود اپنے نفس ہی کو نہیں پہچانتا ہے، وہ دوسرے کو کیسے پہچان سکتا ہے؟
عارف تو وہی ہے کہ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اور اس کو آزاد کردیا اور اس کو ہر اس چیز سے پاک کرلیا، جو اس کو اس سے دور کرتی ہے اور ہلاک کردیتی ہے۔
صاحب معرفت کا چہرہ تو بشاش اور خنداں ہوتا ہے لیکن اس کا دل محزون وغمگین ہوتا ہے۔

عزت وعزت والا

جس شخص کو خدا کی طرف سے عزت ملتی ہے، اس کو کوئی بادشاہ بھی ذلیل نہیں کرسکتا ہے۔

جس کو غیر خدا کے وسیلہ سے عزت ملتی ہے، وہ ذلیل ہو جاتا ہے۔

جو غیر خدا سے عزت حاصل کرتا ہے، اسے عزت ہلاک کر دیتی ہے۔

جو حق کے غیر باطل طریقہ سے یا غیر خدا سے عزت طلب کرتا ہے، وہ ذلیل ہو جاتا ہے۔

جو غیر حق کے وسیلہ سے عزت پاتا ہے، خدا اس کو حق کے ذریعے ذلیل کر دیتا ہے۔

کوئی عزت نہیں ہے مگر (خدا اور رسولؐ اور امامؑ کی) فرمانبرداری میں۔

معزز تو بس وہی ہے کہ جس کو خدا کی اطاعت و فرمانبرداری کے ذریعے عزت ملی ہے۔

جب بھی عزت طلب کرو، اطاعت خدا کے ذریعے طلب کرو۔

اس شخص کو کبھی عزت نہیں مل سکتی کہ جس کے ہمسایہ ذلیل ہوتے ہیں (مرحوم خوانساری فرماتے ہیں: جو اپنے ہمسایہ کو ذلیل کرتا ہے، اسے کبھی عزت نہیں مل سکتی)۔

عزت، انتقام نہ لینے میں ہے (یعنی جب انتقام لینے کی طاقت ہو اور انتقام نہ لے تو معزز ہوتا ہے)۔

ہر وہ عزت، ذلت ہے کہ دین جس کی تائید نہ کرے۔

گوشہ نشینی

دنیا والوں کو چھوڑ کر گوشہ نشینی اختیار کرنا، نیکی و اصلاح کو جمع کرنا ہے۔

جس نے گوشہ نشینی اختیار کی، وہ محفوظ رہا (کیونکہ زیادہ تر لوگ دنیا پرست ہیں اور ان کے ساتھ معاشرت معصیت سے خالی نہیں ہے)۔

جو (دنیا والوں کو) آزما لیتا ہے، وہ گوشہ نشین ہو جاتا ہے۔

جو (دنیا سے) کنارہ کش ہو جاتا ہے، اس کے زہد کو چار چاند لگ جاتے ہیں۔

جو تنہائی اختیار کرتا ہے، اس کی پاک دامنی و ورع محفوظ رہتا ہے (کیونکہ زیادہ تر گناہ لوگوں سے گھل مل جانے سے ہوتے ہیں)۔

جو دنیا والوں سے کنارہ کش ہو جاتا ہے وہ ان کے شر سے محفوظ رہتا ہے (کیونکہ اکثر گناہ لوگوں سے گل مل جانے کے سبب ہوتے ہیں)۔

گوشہ نشینی، بہترین عبادت ہے۔

جو لوگوں کو چھوڑ کر گوشہ نشینی اختیار کر لیتا ہے، وہ اپنے دین کو بچا لیتا ہے۔

جو لوگوں سے قطع تعلق کر لیتا ہے، وہ خدا سے مایوس نہیں ہوتا ہے۔

لوگوں سے کنارہ کشی ہی میں سلامتی و خیریت ہے۔ اگرچہ آیات و روایات اور شرع کے لحاظ سے لوگوں سے تعلق توڑ کر تنہائی اختیار کرنا مذموم ہے کہ یہ عمل ان احکام کے منافی ہے جو مشورہ، مومنین سے ملاقات، احسان وصلہ رحم، امر بالمعروف، نہی عن المنکر،

صدقات، علم کی ترغیب، شادی بیاہ، مومنین کے ایک دوسرے پر حقوق، ان کی آپسی نشست و برخاست، ان کی حاجت روائی، اسلام سے دفاع، جہاد اور آئین، اسلام سے متعلق آئے ہیں چونکہ اکثر افراد جھوٹ، غیبت، تہمت، سوء ظن اور حسد ایسے گناہوں سے بچنے کی کوشش نہیں کرتے ہیں اس لئے گوشہ نشینی میں انسان کی سلامتی بیان کی گئی ہے۔ درحقیقت یہ عمل ایک قسم کا ارشاد و رہنمائی ہے قانون نہیں ہے لہٰذا اگر کوئی شخص خود کو محفوظ رکھ سکتا ہے تو اسے چاہئے کہ تنہائی کو چھوڑ کر معاشرے میں آئے اور اس کی ضرورتوں کو پورا کرے اگر معاشرہ کی ضرورت کے باوجود تنہائی اختیار کرے گا تو بہت بڑے گناہ کا مرتکب ہوگا۔ چنانچہ روایت ہے کہ جو شخص صبح کو اٹھے اور مسلمانوں کے امور کو اہمیت نہ دے، وہ مسلمان نہیں ہے، ایسی روایات بہت زیادہ ہیں، جن سے ان کی جگہ پر بحث کی جائے گی۔

تنہائی عبادت کرنے والوں کی راحت ہے (کیونکہ دوسروں کی وجہ سے ان کے کام میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے اور وہ عبادت سے قاصر رہتے ہیں)۔

جس نے غم والم سے بچنے کے لیے گوشہ نشینی اختیار کر لی تو اس کے لیے یہی کافی ہے۔

ہمیشہ تنہا رہنا، لوگوں کے ساتھ نشست و برخاست رکھنے سے زیادہ محفوظ ہے، کیونکہ لوگوں سے گھل مل کر رہنے والا بہت کم گناہوں سے محفوظ رہتا ہے۔

گوشہ نشینی، تقویٰ کا حسن و جمال (حصار) ہے۔

تنہائی، فراست والوں کی بہترین عادت ہے۔

عزم

جو شخص اپنے عزم و ارادہ کو دوسروں پر ظاہر کر دیتا ہے، وہ اپنی دوراندیشی کو باطل و بے کار کر دیتا ہے۔

جس کا ارادہ برا اور غلط ہوتا ہے، اس کا تیر اسی کی طرف لوٹتا ہے (یعنی اس کی بدی اسی کی طرف چلتی ہے، جو اپنے بھائی کے لئے کنواں کھودتا ہے، وہ خود اس میں گرتا ہے)۔

جس چیز میں تمہیں کوئی رشد و صواب نظر نہ آئے، اس کا ارادہ نہ کرو۔

اس عزم و ارادہ میں کوئی بھلائی نہیں ہے کہ جس میں دوراندیشی نہ ہو۔

تنگ دستی

تنگ دستی اخلاق کو برباد کر دیتی ہے اور ہمنشینوں کو پراگندہ کر دیتی ہے۔

تنگ دستی ملامت و سرزنش ہے۔

تنگ دستی اخلاق کو برباد کر دیتی ہے۔

معاشرت

با فضیلت لوگوں کی معاشرت میں دلوں کی زندگی ہے۔

تمہاری وجہ سے تمہارے رفیق اور دوست سب سے زیادہ بدبخت نہ ہوں۔

اس شخص کو اپنے پاس سے نہ بھگاؤ کہ جس کا فراق تمہیں گوارا نہ ہو (بلکہ اس کے ساتھ نیک سلوک کرو)۔

جو شخص برے ہم نشین کے ساتھ لوگوں سے میل جول کرتا ہے، وہ دشمن کی خاطر تواضع کرے گا۔

باقی رکھو، تمہارے لئے باقی رکھا جائے گا (ممکن ہے، یہ مراد ہو کہ لوگوں کی بدگوئی نہ کیا کرو اپنی حالت پر باقی رہو گے)۔

شدت و سختی کو نرمی کے ساتھ مخلوط کردو اور اس وقت تک نرمی کرتے رہو، جب تک موافق و سازگار ہے۔

اپنے دل کو تمام لوگوں کے ساتھ احسان و مہربانی کرنے کا خوگر بناؤ اور ان پر کسی قسم کا ظلم نہ کرو، ان کے لئے تلوار نہ بنو (کہ تمہاری طرف سے انہیں کوئی نقصان پہنچے)۔

اپنے بھائی کی عدم موجودگی میں اس کا ذکر اسی چیز کے ذریعے کرو کہ جس کے لئے تم پسند کرتے ہو کہ اس کے ساتھ تمہارا ذکر کیا جائے اور جو چیز اس کو پسند نہ ہو، اسے نہ چھیڑو اور اس چیز کو چھوڑ دو، جس کے آشکار ہونے کو تم اپنے لئے پسند نہیں کرتے۔

جس چیز کو تم غیر کے لئے غلط و نازیبا سمجھتے ہو، اس کو اپنے لئے بھی غلط و نازیبا سمجھو اور لوگوں کے لئے اسی چیز کو پسند کرو، جس کو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو۔

کم آمیزی (معمولی میل و جول) دین کو محفوظ رکھتی ہے اور برے لوگوں کی ہم نشینی سے آرام میں رکھتی ہے۔

عام لوگوں خصوصاً ان لوگوں کو اپنی، اپنے اہل و عیال اور اپنے خاص افراد کی طرف سے انصاف فراہم کرو، جن سے تم کچھ چاہتے ہو اور دوست و دشمن کے ساتھ عدل کرو۔

جس نے تمہارے ساتھ محکم دوستی کی ہے یا تم سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملا ہے تم بھی اس کے ساتھ محکم دوستی کرو یا اس کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آؤ اور جو تم سے عذر خواہی کرے، اس کے عذر کو قبول کرلو اور جو تمہارے ساتھ بدسلوکی کرے تم اس کے ساتھ نیک سلوکی کرو۔

حرمتوں کا خیال رکھو اور اہل مروت کی طرف رغبت کرو کہ حرمتوں کی رعایت اور ان کا پاس و لحاظ رکھنا، نیک خصلت پر دلالت کرتا ہے اور صاحبانِ مروت کی طرف رغبت کرنا بلند ہمتی کو آشکار کرتا ہے۔

اپنے سے چھوٹے پر رحم کرو، تم سے بڑا تم پر رحم کرے گا اور اس کی غفلت و فراموشی کو اپنی غفلت و فراموشی پر اور اس نے جو تمہاری نافرمانی کی ہے، اس کا موازنہ جو خدا کی اس نافرمانی سے کرو، جو تم نے کی ہے اور یہ خیال رکھو کہ جس طرح تم اپنے پروردگار کی رحمت کے نیازمند ہو، اسی طرح وہ تمہاری مہربانی کا محتاج ہے۔

نیک منش اور خوبیوں کے حامل لوگوں سے متصل ہو جاؤ، ان کا دامن نہ چھوڑو اور انہیں اس شرط پر راضی کرو کہ وہ تمہاری مدح و

ستائش میں مبالغہ نہیں کریں گے، کیونکہ زیادہ زیادہ مبالغہ فریب کھانے سے قریب کردیتا ہے اور ایسی بات سے خوش ہونا، خدا کو اپنا دشمن بنانا ہے۔

خود کو اپنے اور غیر کے درمیان ترازو قرار دو اور اس کے لیے وہی پسند کرو، جو اپنے لئے پسند کرتے ہو اور جو اپنے لئے نہیں پسند کرتے، اسے دوسروں کے لئے بھی پسند نہ کرو اور جس طرح تم یہ چاہتے ہو کہ تم پر احسان کیا جائے، اسی طرح تم بھی احسان کرو اور جس طرح تم یہ پسند کرتے ہو کہ تم پر ظلم نہ کیا جائے اسی طرح تم بھی ظلم نہ کرو۔

لوگوں سے اسی طرح مصاحبت اختیار کرو، جس طرح تم یہ چاہتے ہو کہ وہ تمہاری ہم نشینی اختیار کریں۔

خبردار! برے لوگوں کی صحبت اختیار نہ کرنا کہ ان کی مثال آگ کی سی ہے، جو بھی اس کے پاس جاتا ہے، اسے جلا کر خاک کر دیتی ہے۔

خبردار! لوگوں کے عیوب و گناہوں کی ٹوہ میں رہنے والوں کی ہم نشینی اختیار نہ کرنا کیونکہ ان کے ساتھ رہنے والا بھی ان سے محفوظ نہیں رہ سکے گا۔

خبردار! اس چیز کے پاس نہ جانا، جو تمہارے پروردگار کو غضب ناک اور لوگوں کو ناخوش کرتی ہو، کیونکہ جو شخص اپنے پروردگار کو ناراض و غضب ناک کرتا ہے، وہ خود کو ہلاکت میں ڈالتا ہے اور جو لوگوں کو وحشت میں ڈالتا ہے، وہ آزادی و حریت سے الگ ہو جاتا ہے۔

خبردار! ایک دوسرے سے قطع تعلقی نہ کرنا اور ایک دوسرے سے منہ نہ موڑنا اور امر بالمعروف اور نھی عن المنکر سے دست کش نہ ہونا۔

تمہاری محبت کا زیادہ مستحق اور تمہاری محبت کے لائق وہ شخص ہے، جس نے تمہیں نہ چھوڑا ہو (ہمیشہ تمہارے ساتھ رہتا ہو)۔

بہترین سیرت یہ ہے کہ تم لوگوں کے ساتھ اس طریقہ سے پیش آؤ، جس طریقہ سے تم لوگوں کا اپنے ساتھ پیش آنا پسند کرتے ہو۔

بدترین سیرت یہ ہے کہ تم لوگوں سے عدل و انصاف کی توقع رکھو لیکن ان کے ساتھ انصاف نہ کرو۔

لائق ترین انسان کہ جس سے تمہیں محبت کرنا چاہئے وہ ہے کہ جس کا نفع و فائدہ تمہارے لئے اور ضرر، دوسرے کے لئے ہو (یعنی وہ تمہاری دنیا و آخرت کو نقصان نہ پہنچاتا ہو اور اس سے تمہیں کبھی کوئی نقصان نہ پہنچتا ہو)۔

بے شک بہترین زینت و فیشن اور نیک سلوک وہ ہے کہ جس کے ذریعے تم لوگوں میں گھل مل جاؤ، جو تمہیں ان کے درمیان حسین و جمیل بنا دے اور تمہارے خلاف ان کی زبان نہ کھلنے دے۔

بجائے محرومیت کے اپنی طرف رغبتوں کو برقرار رکھو (یعنی اگر لوگوں کو تم سے امید ہے تو انہیں ناامید نہ کرو)۔

مرد اپنے عہد کا بیٹا ہے یعنی ابن الوقت ہے (جب تک شرع کے خلاف نہ ہو زمانہ والوں کے ساتھ رہو اور ممکن ہے کہ آپؑ کی مراد یہ ہو کہ لوگ ابن الوقت ہیں، لہٰذا لڑائی جھگڑوں میں بہت غور و فکر سے کام لینا چاہئے کہ کبھی وہ دائیں بازو کی جماعت میں چلے

جاتے ہیں کبھی بائیں بازو کی جماعت میں شامل ہو جاتے ہیں، ہر بلانے والے کے پیچھے چل دیتے ہیں، جدھر کی ہوا ہوتی ہے، ادھر ہی مڑ جاتے ہیں)۔

اچھی معاشرت کے ذریعے محبت و دوستی محکم ہوتی ہے۔

اچھے روابط اور حسن معاشرت کے ذریعے ہم نشین ایک دوسرے سے مانوس ہوتے ہیں۔

حسن معاشرت سے رفاقت و دوستی میں استحکام پیدا ہوتا ہے۔

بدترین رشتہ دار وہ رفیق ہے، جو کینہ رکھتا ہے۔

حسن معاشرت، محبت و دوستی کو محکم مضبوط کر دیتی ہے۔

لوگوں سے ان کے اخلاق کے ساتھ ملو اور ان کے کردار میں ان سے جدا ہو جاؤ (یعنی جب بھی انہیں غلط کام کرتے ہوئے دیکھو تو تم بظاہر تو ان کے ساتھ رہو لیکن عمل میں ان کے ساتھ نہ رہو۔علی بن یقطین اس کا واضح نمونہ ہے)۔

لوگوں سے اس طرح گل مل جاؤ کہ اگر مر جاؤ تو وہ تم پر روئیں اور اگر کہیں چلے جاؤ تو وہ تمہارے آنے کے منتظر رہیں۔

زبان اور جسم کے ساتھ لوگوں سے گھل مل جاؤ لیکن اپنے دلوں اور اعمال کے ذریعے ان سے جدا ہو جاؤ۔

بہت سے رشتہ دار اور ساتھی دوست نہیں ہوتے (لہٰذا انسان کو احتیاط سے کام لینا چاہئے، اپنے راز کو پنہاں رکھ کر اس کو دوست نہیں سمجھنا چاہئے)۔

امتحان کے وقت انسان یا عزت پاتا ہے یا ذلیل ہوتا ہے (جب امتحان ہوتا ہے، تب معلوم ہوتا ہے کہ باعزت ہے یا ذلیل)۔

اہل فضل کے ساتھ نشست و برخاست رکھتا کہ نیک بخت اور ہوشیار بن جاؤ۔

صاحبانِ عقل کے ساتھ معاشرت رکھنے سے دل آباد اور باغ باغ ہوتے ہیں۔

جاہل سے قطع تعلقی عقل مند کی رفاقت و ہم نشینی کے برابر ہے۔

عقل مند تم سے اس وقت الگ ہوگا، جب تمہارے اندر تعلقات کو برقرار رکھنے کی صلاحیت نہیں پائے گا (یعنی اگر وہ صلاحیت دیکھتا تو تم سے جدا نہ ہوتا)۔

لوگوں سے انہیں کے اخلاق وہ عادات کے ساتھ ملتے رہو تا کہ ان کی ضرر رسانی سے محفوظ رہو۔

آشناؤں کی کثرت، باعث رنج و محن ہے اور لوگوں کے ساتھ گھل مل جانا آزمائش ہے (کیونکہ ہر شخص سماجی ذمہ داریوں کو پورا نہیں کر سکتا)۔

جس کے ملنے والوں کی کثرت ہو جاتی ہے، اس کا اعتماد گھٹ جاتا ہے یا اس کی حفاظت کے امکان کم ہو جاتے ہیں۔

جو لوگوں کے ساتھ نشست و برخاست کرتا ہے، وہ ان کے جملوں کا شکار ہوتا ہے۔

جو لوگوں کے ساتھ نشست و برخاست کرتا ہے، اس کا ورع و پاک دامنی کم ہو جاتی ہے۔

جس کی معاشرت اچھی ہوگی، اس کا حلقہ احباب وسیع ہوگا۔

جو لوگوں سے چشم پوشی کرتا ہے (اور معمولی بات پر نکتہ چینی نہیں کرتا ہے) وہ ان کی رفاقت سے لذت اندوز ہوتا ہے۔

جس کی زندگی تمہیں فائدہ نہ پہنچا سکے، اسے مردہ سمجھو۔

اپنے طرز معاشرت کو سنوارو! سختیوں پر صبر کرو اور انصاف کی صلاحیت کو بروئے کار لاؤ۔

لوگوں کے لئے وہی چیز پسند کرو، جو اپنے لئے پسند کرتے ہو تاکہ مسلمان رہ سکو۔

عاشق

درحقیقت شہوتوں نے اس کی عقل کو چیر ڈالا ہے، یعنی عقل کو بے کار کر دیا ہے اور اس کے دل کو مردہ بنا دیا ہے اور اس کے نفس کو اس پر فریفتہ کر دیا ہے (یہ نہج البلاغہ خ ۱۰۸ میں ہے)۔

خدا سے تمسک

جو خدا سے تمسک کرتا ہے، خدا اسے نجات دیتا ہے۔

جو خدا سے وابستہ ہو جاتا ہے، اسے شیطان نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

جو خدا سے تمسک کرتا ہے، اس کا مطلب حاصل ہو جاتا ہے۔

اپنے نفس کو تمام امور میں خدا کی پناہ میں دے دو کہ تم اسے محکم پناہ گاہ کی پناہ میں دو گے۔

اپنے تمام حالات میں خدا سے تمسک کرو، بے شک تم نے اس سے تمسک کیا ہے، جو غالب اور زبردست روکنے والا ہے (یعنی تمہیں تمام آفات بلاؤں سے محفوظ رکھے گا)۔

تمہارے لئے ضروری ہے کہ تم ہر کام میں خدا سے تمسک کرو کہ وہ ہر چیز سے محفوظ رکھے گا۔

تحفظ و تمسک

نفس کو گناہ سے باز رکھنا بھی ایک نعمت ہے۔

جس کے دل میں گناہوں سے بچنے کا الہام کر دیا گیا، وہ لغزشوں سے بچ گیا۔

گناہوں سے معذور ہونا بھی عصمت ہے۔

ہلاکت

بہت سی ہلاکتیں خواہش و طلب کے تحت ہوتی ہیں۔

ہلاکتوں پر سوار ہونا، کم عقلی اور حماقت کی دلیل ہے۔

بہت سے لوگ بلاؤں سے بچ جانے کے بعد ہلاک ہوتے ہیں (لہٰذا سلامت بچ جانے کے بغرغرور نہیں کرنا چاہئے بلکہ خدا کی بارگاہ میں شکرادا کرنا چاہئے)۔

جس جذبات کے عواطف وجذبات زیادہ ہوتے ہیں، اس کے آشنا بھی زیادہ ہوتے ہیں۔

تعظیم

جوتمہارے زیادہ مال کی بناپر تمہاری تعظیم کرتا ہے، وہ ناداری کے زمانہ میں تمہیں حقیر سمجھے گا۔

اس وقت تک کسی کی تعظیم نہ کرنا، جب تک اس کے علم ومعرفت کا پتہ نہ لگالینا۔

عفت وپاک دامنی

پاک دامین اور پرہیزگاری نفس کو بچاتی ہے اور اسے پستی میں گرنے سے بازرکھتی ہے۔

عفت، شہوت کو کمزور کرتی ہے۔

دنیا سے بے رغبتی ہی عفت وپارسائی ہے۔

عفت (اصل) سب سے افضل جواں مردی ہے۔

غیرحلال چیزوں سے باز رہنا، بہترین عادت ہے۔

عفت وپاک دامنی، ذہین لوگوں کی خصلت ہے۔

عفت وپاک دامنی، ہرنیکی کا سرہے۔

جو چیزیں لوگوں کے پاس ہیں، ان کی طرف توجہ نہ دیناہی عفت اور بلند ہمتی ہے۔

پاک دامن لوگ شرفا سے بھی بلند مرتبہ ہیں۔

پاک دامنی سے اعمال پاک ہوتے ہیں یاان میں اضافہ ہوتا ہے۔

مرد کا تاج اس کی پاک دامنی اوراس کی زینت اس کی انصاف پروری ہے۔

پاک دامنی کا پھل (خودکوعذاب سے) بچانا ہے۔

پاک دامنی کاثمر، قناعت ہے۔

پاک دامنی بلندمرتبہ لوگوں کی عادت ہے۔

پاک دامنی قناعت کا سبب ہے۔

تمہارے لئے پاک دامنی ضروری ہے کہ وہ بہترین ہم نشین ہے۔

تمہارے لئے ضروری ہے کہ قناعت وپاک دامنی اختیارکرو کیونکہ جوانہیں اختیار کرلیتا ہے، اس پرزندگی کے اخراجات آسان ہو

جاتے ہیں۔

تمہارے لئے پاک دامنی ضروری ہے کہ یہ شرفا کی بہترین خصلت ہے۔

خبردار! کبھی عفت وامانت داری سے دست بردار نہ ہونا کیونکہ یہ دونوں ان چیزوں سے برتر ہیں، جن کو تم چھپاتے ہو اور ان سے بہتر ہیں، جن کو تم ظاہر کرتے ہو اور ان سے افضل ہیں، جن کو تم ذخیرہ کرتے ہو۔

بقدر شرم وحیا پاک دامنی ہوتی ہے (یعنی جتنی شرم وحیا ہوتی ہے، اتنی ہی پاک دامنی ہوتی ہے)۔

مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے جو لذتوں کے برے انجام کو جانتا ہے کہ (حرام کاموں سے) کیسے باز نہیں رہتا؟

جس طرح تم (دنیوی یا اخروی نعمتوں کی) خواہش رکھتے ہو، اسی طرح پاک دامن و پارسا بھی رہو۔

وہ شخص کبھی عفت و پاک دامنی سے آراستہ نہیں ہوسکتا، جو اس چیز کی خواہش کرتا ہے، جسے نہیں پاتا۔

جس کو عفت وقناعت کا تحفہ دیا گیا، اس سے عزت نے جدا نہ ہونے کی قسم کھائی ہے۔

پاک دامنی و پارسائی کے ساتھ کوئی بے چارگی نہیں ہے (یعنی پاک دامنی درحقیقت ثروت مندی ہے)۔

جو گناہوں سے باز رہتا ہے، اس کی کمر گناہوں کے بارے میں ہلکی ہو جاتی ہے اور خدا کے نزدیک اس کی قدر ومنزلت بڑھ جاتی ہے۔

جس کے اطراف (یعنی اعضاء وجوارح) پاک و پارسا ہوتے ہیں، اس کے اوصاف نیک وبلند ہوتے ہیں۔

تم میں زیادہ پاک دامن وہ ہے، جو زیادہ باحیا ہے۔

بے شک خدا پاک دامن، باحیا، پرہیزگار اور راضی بارضا رہنے والے کو دوست رکھتا ہے۔

عافیت

جب عافیتیں دائمی ہوتی ہیں تو مجہول ہو جاتی ہیں (یعنی ان کی قدر نہیں کی جاتی) اور جب ختم ہو جاتی ہیں تو ان کی قدر معلوم ہوتی ہے۔

بے شک دین ودنیا کی عافیت، بہت بڑی نعمت ہے اور ایک عظیم عطیہ ہے۔

عافیت، خوشگوار ترین نعمت ہے۔

عافیت سے خوشگوار زندگی نہیں ہے۔

عافیت سے افضل کوئی لباس نہیں۔

ہر عافیت کی انتہا بلا پر ہوئی ہے (یعنی کوئی نعمت ہمیشہ رہنے والی نہیں ہے)۔

عافیت، دو لباسوں میں سے بہترین ہے۔

عافیت ہی کے ذریعے زندگی کی لذت محسوس ہوتی ہے۔

عافیت (بلاؤں سے حفاظت وسلامتی) مکمل ترین لباس ہے۔

عافیت کا دائمی ہونا خوشگوار ترین اور افضل ترین حصہ ہے۔

خدا سے یہ سوال کرو کہ وہ تمہیں خواہشوں کی فریب دہی اور دنیا کے فتنوں سے عافیت میں رکھے۔

عفو و بخشش

معاف کرنے میں جلدی کرنا بلند مرتبہ لوگوں کا اخلاق ہے۔

معاف کر دینا، دو عظیم فضیلتوں میں سے (ایک) ہے (ایک انتقام لینے پر قادر ہونا دوسرے معاف کر دینا)۔

معاف کر دو تا کہ تمہاری مدد کی جائے۔

معاف کر دو تا کہ تمہیں معاف کر دیا جائے (یا کم سخن ہو جاؤ تا کہ تمہاری مثال کم ملے، یا برداشت کرو تا کہ تمہارے لئے برداشت کیا جائے، لیکن یہ معنی اس صورت میں ہوں گے جب لام کو تشدید کے ساتھ پڑھا جائے گا)۔

جو تمہارے ساتھ بدسلوکی کرے تم اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور جس نے تم پر ظلم کیا ہے، اس کو معاف کر دو۔

اپنے دوست کی لغزش سے چشم پوشی کرلو تا کہ تمہارے دشمن تمہیں پاک و نیک سمجھیں۔

جو تمہیں غضب ناک کرے، اس کو اس چیز کی خاطر معاف کر دو جو تمہیں پسند آتی ہے (یعنی خدا کی خوشنودی اور آخرت کی جزا کے لیے)۔

لغزش کو معاف کر دو، حد اٹھالو اور جس چیز کو تمہارے سامنے واضح طور پر بیان نہ کیا گیا ہو، اس سے درگزر کرو (ممکن ہے، عبارت سے لفظ شبہ حذف ہو گیا ہو، یعنی جو حدیں خدا نے مقرر کی ہیں، انہیں شبہ کے ذریعے دفع کرو)۔

لوگوں کے عذر کو قبول کرلو تا کہ تمہیں ان کے بھائی ہونے کا فائدہ حاصل ہو جائے اور ان سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملو تا کہ ان کے کینوں کو خاموش کر سکو۔

مروت والوں کی لغزشوں سے درگزر کرو کیونکہ ان سے جو بھی درگزر کرتا ہے، خدا کا ہاتھ اس کو بلند کرتا ہے۔

معاف کر دینا، بہترین احسان ہے۔

گناہوں سے درگزر کرنا، دشمن پر فتح پانا ہے۔

معذرت قبول کرنا، عقل (مندی) کی دلیل ہے۔

عفو و بخشش شرافت و نجابت کی دلیل ہے۔

معاف کر دینا، ہر نیک کام کا تاج ہے۔

بہت سے گناہ ایسے ہیں کہ جن کی سزا و عقوبت کی مقدار گنہگار کو ان پر تنبیہ کرنا ہے (مثلاً کسی سے یہ کہا جائے دیکھو! میں نے تمہارے بارے میں یہ سنا ہے خبردار! اب نہ سنوں)۔

اس چیز پر اصرار نہ کرو کہ جس کے بعد گناہ ہوتا ہے (انتقام لینے سے بچو اور درگزر کرنا اپنی عادت بنالو (یہ روایت باب ذنوب میں بھی بیان ہوئی ہے)۔

طاقت ہوتے ہوئے معاف کر دینا، عذاب خدا سے بچنے کی (ذریعہ) ڈھال ہے۔

جب تمہارے اوپر ظلم کیا جائے تو معاف کر دو۔

عفو و درگزر کے ذریعے رحمت نازل ہوتی ہے (یعنی دوسروں کو کوتاہی سے چشم پوشی کرنا رحمت خدا کے نزول کا باعث ہوتا ہے)۔

طاقت وقدرت کے باوجود درگزر اور دولت (یا حکومت) کے ساتھ احسان کرو تاکہ تمہاری عظمت و بزرگی کامل ہوجائے۔

لغزشوں سے درگزر کرو اور منہ کے بل گرنے کے امکانات کو کم کر دو تاکہ تمہارے درجات بلند ہوجائیں۔

گناہوں کو اپنی بخشش کے سایہ میں چھپا لو، خصوصاً صاحبانِ مروت کے گناہوں کو چھپا لو۔

دوسروں کے گناہوں سے تغافل کرو (یعنی جانتے ہوئے غافل بن جاؤ) تاکہ تمہارا کام قابل تعریف ہوجائے۔

جب تک دین میں رخنہ نہیں پڑتا ہے یا اسلام کے تسلط میں سستی نہیں آتی ہے۔ نیکی کو جزا کے عوض دیتے رہو اور لوگوں کے گناہوں سے درگزر کرتے رہو۔

لوگوں سے چشم پوشی کرنے کو اپنا شیوہ بنالو اور کسی کے ساتھ ایسا سلوک نہ کرو، جو اسے پسند نہ ہو۔

انتقام لینا چھوڑ دو کیونکہ یہ اقتدار رکھنے والے یا قوی وطاقت ور انسان کا بدترین فعل ہے اور جس نے اپنے نفس کو انتقام لینے سے بلند جانا، اس نے یقینا تمام فضیلتوں کو سمیٹ لیا۔

کمالِ قدرت کے وقت ہی عفو و بخشش کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے (ورنہ ناتوانی اور کمزوری کے زمانہ میں عفو کی کوئی فضیلت نہیں ہے)۔

کم نظر انداز کرنا، بدترین عیب ہے اور انتقام لینے میں عجلت کرنا، بہت بڑا گناہ ہے۔

مجرم کے عذر کو قبول کرنا، کرم اور نیک خصائل کا لازمہ ہے۔

گنہگار کی شفاعت کرنا ہی کامیابی کے لیے کافی ہے (اب انتقام کی ضرورت نہیں ہے)۔

جب بھی تمہارے اندر طاقت و توانائی آجائے تو بہترین طریقہ سے معاف کر دو اور جب مالک بن جاؤ عدل سے کام لو۔

اپنی طاقت وقدرت کے زمانہ میں درگزر کرنے والے، تنگی و سختی کے زمانہ میں سخاوت کرنے والے اور خود ضرورت مند ہوتے ہوئے ایثار کرنے والے بن جاؤ تاکہ تمہاری فضیلت (یا فضائل) کامل ہوجائیں۔

جو کسی کے گناہوں اور جرائم سے درگزر کرتا ہے، گویا وہ ساری فضیلتوں کو جمع کرتا ہے۔

جو عفو و درگزر کے ذریعے احسان نہیں کرتا ہے، وہ انتقام کے ذریعے بدی کرتا ہے (واضح ہے کہ انتقام بری اور عفو اچھی بات ہے)۔

جوتوبہ کوقبول نہیں کرتا ہے، اس کا گناہ بڑا ہوتا ہے (یعنی اخلاق کی رو سے اس نے اپنا فرض پورا نہیں کیا ہے)۔

جرم وگناہ سے چشم پوشی کرنا بھی دین ہی ہے۔

قدرت وطاقت کے ہوتے ہوئے عفوودرگزر کرنا کتنی اچھی بات ہے۔

اس نے گناہ سے درگزر نہیں کیا ہے کہ جس نے اس پر سرزنش کی ہے (یعنی جس نے خطا کو معاف کر دیا، اسے ناراض نہیں رہنا چاہئے)۔

عفووبخشش کے ذریعے گناہوں کا علاج کرنا، شریف لوگوں کا اخلاق ہے۔

خبردار! معاف کرنے کے بعد پشیمان نہ ہونا اور انتقام وعقوبت لینے پر خوش نہ ہونا۔

سزاوعقوبت سے پہلے گناہ نہ کرو اور عفووبخشش کے لئے گنجائش چھوڑ دو اور اس کے ذریعے اجروثواب حاصل کرو (اگر انتقام لینے میں عجلت سے کام لیا تو ثواب کے حصول میں کامیاب نہیں ہوسکو گے)۔

کوئی بردباری معاف کر دینے کی مانند نہیں ہے۔

طاقت وقدرت رکھنے والے کا معاف کر دینا، ہر چیز سے بہتر ہے۔

فضیلت میں کوئی چیز اس بدی کے برابر نہیں ہوسکتی کہ جس کو معاف کر دیا گیا ہو۔

مجھے وہ آدمی بہت بھلا لگتا ہے، جو اپنے اوپر ظلم کرنے والے کو معاف کر دیتا ہے اور اس کے ساتھ صلہ رحم کرتا ہے کہ جس نے اس سے قطع رحم کیا تھا اور اس کو عطا کرتا ہے، جس نے اس کو محروم کیا تھا اور برائی کا بدلہ بھلائی اور احسان سے دیتا ہے۔

لوگوں کو اپنے عفوودرگزر سے اسی طرح مالا مال کر دو، جس طرح تمہیں یہ پسند ہے کہ خدا تمہیں معاف کر دے اور جس کو تم نے معاف کر دیا، اس پر پشیمان نہ ہونا۔

جو تم سے محبت کرتا ہے، اس کا احترام کرو یا اس کے ساتھ احسان کرو اور اپنے دشمن کو معاف کر دو کہ اس سے تمہاری فضیلت کامل ہو جائے گی۔

طاقت وقدرت رکھنے والے کا سب سے اچھا کردار عفووبخشش ہے۔

لوگوں کو معاف کر دینا تو بس اسی شخص کے شایان شان ہے، جو سزاوعقوبت دینے پر زیادہ قدرت رکھتا ہے۔

وہ شخص رحم کئے جانے کا زیادہ مستحق ہے، جو اس کا زیادہ محتاج ہے۔

اپنے حق کو لینے سے بہتر یہ ہے کہ اس سے چشم پوشی کرلو۔

بہترین بلندی وفرازی یہ ہے کہ طاقت ور معاف کر دے اور نادار ومحتاج عطا کر دے۔

طاقت رکھتے ہوئے دوسروں کی کوتاہیوں سے چشم پوشی کرنا، بہترین عفو ہے۔

اس شخص کو خدا کی معرفت سب سے زیادہ حاصل ہے، جو لوگوں کو سب سے زیادہ معاف کرتا ہے، خواہ ان کے لیے کوئی عذر بھی نہ

پاتا ہو۔

بے شک برائی کے بدلے نیکی و احسان کرنا اور درگزر کر کے گناہوں کو چھپانا،۔بہترین فضائل بلند ترین صفات اور قابل تعریف خصائل ہیں۔

بے شک جو شخص اسے عطا کرتا ہے، جس نے اس کو محروم رکھا تھا اور اس شخص کے ساتھ صلۂ رحم کرتا ہے، جس نے قطع رحم کیا تھا اور اس کو معاف کر دیتا ہے، جس نے اس پر ظلم کیا تھا۔اس کے لئے خدا کی طرف سے پشت و پناہ اور مددگار رہوتا ہے (یعنی خدا اس کے ہمدرد و طرفدار پیدا کر دیتا ہے، جو ہر موقع پر اس کی مدد کرتے ہیں یا خدا ہی اس کی مدد کرتا ہے)۔

لغزشوں سے چشم پوشی کرنا، ایک فضیلت ہے۔

بخش دینا، بہت بڑا احسان ہے۔

دوسروں کی خطاؤں سے درگزر کرنا، طاقت و قدرت کا حسن ہے (یعنی طاقت کے ہوتے ہوئے معاف کرنا ضروری ہے، ورنہ ناتوانی کی حالت میں معاف کرنے کی کوئی فضیلت نہیں ہے)۔

عفو و بخشش، شرف و بلندی کا باعث ہوتی ہے۔

عفو و بخشش، طاقت و قدرت کی زکوٰۃ ہے۔

عفو، بہترین احسان ہے۔

عفو، بہترین انتقام ہے۔

درگزر کرنا یہ ہے کہ انسان اس ظلم کو معاف کر دے، جو اس پر کیا گیا ہے اور جس چیز سے اسے غیظ آتا ہے، اس پر بردباری سے کام لے۔

دوسروں کی خطاؤں سے درگزر کرنا، بہترین عادت و اخلاق ہے۔

جس چیز کو تم نے نہیں پہچانا، اس کو پہچانی ہوئی چیز کے لیے اور جس چیز کو نہیں جانا، اس کو جانی ہوئی چیز کے لیے ہبہ کر دو۔

جب تمہارے اوپر ظلم کیا جائے تو درگزر کرو۔

لوگوں میں حاجت روائی کا سب سے زیادہ مستحق وہ شخص ہے کہ جو طالب عفو و بخشش ہے۔

خبردار! سزا دینے میں جلدی نہ کرنا کہ ایسا کرنے والا خدا کی نظر میں دشمن ہے اور ردوبدل سے نزدیک ہے۔

انجام کار

ہر کام کا ایک انجام ہوتا ہے، خواہ وہ تلخ ہو یا شیریں (لہٰذا انجام پر نظر رکھنا چاہئے)۔

جو انجام و عواقب کا انتظار کرتا ہے، وہ محفوظ رہتا ہے۔

جو انجام و عواقب پر نظر رکھتا ہے، وہ محفوظ رہتا ہے۔

جوانجام پر نظر رکھتا ہے، وہ مصیبتوں سے محفوظ رہتا ہے۔

جوانجام کو مدنظر رکھتا ہے، وہ ہلاکتوں سے محفوظ رہتا ہے۔

جوانجام کا انتظار کرتا ہے، (اور اچھا نتیجہ دیکھنا چاہتا ہے) وہ صبر کرتا ہے۔

جوعواقب وانجام کو مدنظر رکھتا ہے، وہ مصیبتوں سے محفوظ رہے گا۔

جب تم کسی کام کا ارادہ کرو تو اس کے برے انجام سے دور رہو۔

انجام پر نظر رکھو، ہلاکتوں سے محفوظ رہو گے۔

عواقب وانجام میں شفا یا آرام مخفی ہے۔

اختتام وعواقب کا معیار وہ چیز ہے، جس سے خدا کی خوشنودی ظاہر ہوتی ہے۔

عاق

(والدین کو آزار پہنچانا ہی عاق نہیں ہے بلکہ) حقوق کو ضائع کرنا بھی ایک قسم کا عاق ہے۔

عقل

عقل ایسا عظیم شرف ہے، جو کبھی کہنہ وفرسودہ نہیں ہوتا ہے۔

عقل ایسی خصلت ہے، جو علم اور تجربہ سے بڑھتی اور نکھرتی ہے۔

عقل اور علم دونوں ہم نشین ہیں نہ ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں اور نہ ان میں کوئی تباین ودشمنی ہے۔

عقل بے نیاز کرنے والا دوست اور دنیا وآخرت میں شرف وبرتری کی انتہا ہے۔

عقل، بہترین زینت اور علم بلندترین مزیت ہے۔

عقل، علم کی جڑ اور فہم کا محرک ہے۔

عقل منفعت، علم سرفرازی اور صبر سختی ومصائب (کو دفع کرنے کا ذریعہ) ہے۔

عقل مومن کا دوست، علم اس کا وزیر، صبر اس کے لشکر کا سالار اور عمل اس کا خدمت گزار ہے (واضح ہے کہ دوست اپنے دوست کی بھلائی ہی چاہتا ہے اور اسی کی طرف اس کی رہنمائی کرتا ہے اور علم اس کے بھاری بوجھ کو اٹھتا ہے اور صبر جس کا سالار ہے، وہ کامیابی سے ہمکنار ہوگا اور عمل اس کی تربیت کے لیے معین ہوا ہے)۔

عقل کاروانِ الٰہی کا سالار اور ہوا وہوس شیطان کے لشکر کا رہبر اور نفس ان دونوں کے درمیان گھسنے والا ہے پھر ان میں سے جو بھی کامیاب ہوجاتا ہے، نفس اسی کے ساتھ ہوجاتا ہے۔

عقل اور شہوت ایک دوسرے کی ضد ہیں اور علم، عقل کی تائید کرنے والا ہے اور ہوا وہوس شہوت کو آراستہ کرنے والی ہے اور نفس

ان دونوں کے درمیان محل نزاع ہے، پھران دونوں میں سے جو غالب آجاتا ہے نفس اسی کی طرف ہوجاتا ہے۔

عقل مند ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ تم میانہ روی اختیار کرو اور اسراف نہ کرو اور وعدہ کرو تو اس کی خلاف ورزی نہ کرو اور غصہ آجائے تو بردباری سے کام لو۔

عقل مندی یہ ہے کہ تم وہی کہو، جو جانتے ہو اور جو کہتے ہو، اس پر عمل کرو۔

عقل ہدایت کرتی ہے اور نجات دلاتی ہے اور جہالت و نادانی گمراہ کرتی ہے اور ہلاک کردیتی ہے۔

عقل ایسا دوست ہے کہ جس کی تعریف کی گئی ہے۔

سیدھا راستہ عقل سے طلب کرو اور ہوا و ہوس کی مخالفت کرو تاکہ کامیاب ہوجاؤ۔

اپنی عقل کو قابو میں رکھو (یعنی ہوا و ہوس کے غلبہ سے اس کو مختل نہ ہونے دو، یا اس کو علم سے آراستہ کرو) اور اپنے فعل کے مختار رہو اور اپنے نفس سے جہاد کرو اور اپنی کوشش کو آخرت کے لیے صرف کرو۔

کہاں ہیں وہ عقلیں، جنہوں نے ہدایت کے چراغ روشن کئے ہیں؟ (یا وہ عقلیں کہاں ہیں، جو ہدایت کے چراغوں کے ساتھ ہیں)۔

افضل ترین عقل، حق تک رسائی ہے۔

اعلیٰ ترین نعمت، عقل ہے۔

اول عقل محبت کرنا ہے (کہ دوستی و محبت کے ذریعے انسان اپنے بہت سے مقاصد حاصل کرسکتا ہے)۔

سب سے افضل عقل، ادب ہے (لوگوں کے درمیان شرع و سنن اور مستحسن آداب کی رعایت کرنا ہے)۔

سب سے افضل عقل، لہو ولعب سے اجتناب کرنا ہے۔

افضل ترین عقل، انسان کا اپنے نفس کو پہچاننا ہے، پس جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا، وہ عقل مند ہوگیا، جس نے اس کو نہیں پہچانا وہ گمراہ ہوگیا۔

سب سے بڑی عقل مندی، عبرت لینا ہے اور سب سے بڑی دور اندیشی، مدد حاصل کرنا اور پشت پناہ بنانا ہے اور سب سے بڑی حماقت، فریب کھانا ہے۔

مرد کا افضل ترین حصہ و نصیب اس کی عقل ہے اگر وہ ذلیل ہوتا ہے تو اس کی عقل اسے عزت دیتی ہے اور اگر گرتا ہے تو عقل اسے اٹھاتی اور بلند کرتی ہے اور اگر گمراہ ہوتا ہے تو اسے ہدایت کرتی ہے، بولتا ہے تو اسے مستحکم اور صحیح کرتی ہے تاکہ غلطی نہ کرے۔

بے شک خداوند عالم اس عقل کو جو غلطی و خطا سے محفوظ ہوتی ہے اور صحیح عمل کو دوست رکھتا ہے۔

بے شک خدا نے جس کو سیدھی اور پختہ عقل اور سیدھا، سچا کردار عطا کیا ہے گویا اس پر نعمتوں کو آشکار کردیا ہے اور اس پر بہت احسان کیا ہے۔

عقل وفراست، زینت ہے اور حماقت و بے وقوفی، عیب ہے۔
عقل، زیرکی ونزدیکی ہے اور حماقت و بے وقوفی، غربت ودوری ہے۔
عقل، شفا ہے اور حماقت و بے وقوفی، بدبختی ہے۔
عقل، عطیہ ہے لیکن آداب حاصل کئے جاتے ہیں۔
عقل، انسان کی فضیلت ہے۔
عقل، حق کا پیامبر ہے۔
عقل، ٹوٹا ہوا یا چھوٹا ہوا دوست ہے۔
عقل، ہر کام کی اصلاح کرنے والی ہے۔
صحیح عقل دھوکا نہیں کھاتی ہے۔
عقل، فہم وادراک کا داعی ہے۔
عقل وشعور، مضبوط ترین بنیاد ہے۔
عقل، افضل ترین اعتماد کی جانے والی چیز ہے (یعنی انسان کو اپنی عقل پر امید رکھنا چاہئے، اس سے سمجھ کر اقدام کرنا چاہئے)۔
عقل، غور وفکر کو سنوارتی ہے۔
عقل، خیر ونیکی کا سرچشمہ ہے۔
تجربات کو محفوظ رکھنا ہی عقل ہے۔
عقل، بہترین زیور وزینت ہے۔
عقل، گناہوں سے دور رہنے کا سبب ہوتی ہے۔
عقل، علم کا مرکب وسواری ہے۔
عقل، تیز کاٹنے والی تلوار ہے۔
عقل، باشرف فضیلت ہے۔
عقل، ایسا نو بہ نو لباس ہے، جو پرانا نہیں ہوتا ہے۔
عقل، برائی سے پاک رکھتی ہے اور نیکی کا حکم دیتی ہے۔
عقل جہاں بھی ہو، الفت دینے والی اور الفت کی جانے والی ہے۔
عقل، درخت ہے اور سخاوت وحیا اس کے پھل ہیں۔
عقل، اس کے لئے زینت ہے، جس کو دی گئی ہے۔

عقل غربت میں بھی قریب ہے (یعنی عقل مندر بت میں بھی اجنبی نہیں ہے کیونکہ وہ حالات سے نمٹنا جانتا ہے)۔

عقل، بلند و بالا درجات پر پہنچنے کا ذریعہ ہے (یعنی عقل مند ہی ترقی کر سکتا ہے)۔

بے شک جب میں کسی مرد میں کوئی محکم نیک خصلت دیکھتا ہوں تو میں اسے اس خصلت کی بنا پر اٹھا لیتا ہوں (یعنی اس پر اپنی عنایت نچھاور کر دیتا ہوں) اور اسی نیک خصلت کی بنا پر اس کے دوسرے ناپسند افعال کو بخش دیتا ہوں لیکن اس کی بے وقوفی اور بے دینی کو معاف نہیں کروں گا کیونکہ دین سے جدا ہونا، امن و امان سے جدا ہونا ہے اور خوف کے ساتھ زندگی خوشگوار نہیں رہتی ہے اور عدم عقل، عدم حیات ہے (اور جہاں ایسا ماحول ہو، وہاں کے افراد مردہ ہیں لہٰذا) مردہ لوگوں کے ساتھ زندگی نہ گزارو۔

تم اپنی عقل کے لحاظ سے تولے اور پرکھے جاؤ گے (عقل جتنی زیادہ ہوتی ہے، اتنی ہی قدر و قیمت ہوتی ہے لہٰذا اس میں عقل کے ذریعے اضافہ کرو)۔

گناہ سے بچنا، نتائج پر نظر رکھنا اور دور اندیشی سے کام لینا ہی عقل ہے۔

عقل کی آفت، خود پسندی ہے (کیونکہ خود پسند اپنی عقل کو سب کی عقلوں سے زیادہ تصور کرتا ہے، اسی لیے اس کی خود پسندی اس کی عقل کے لیے آفت ہے)۔

جب عقل کامل ہو جاتی ہے تو سخن کوتاہ ہو جاتا ہے۔

جب عقل کامل ہو جاتی ہے تو شہوت گھٹ جاتی ہے (انسان کی عقل اسے اس کے مفاد و منافع کی طرف لے جاتی ہے)۔

عقل کے ذریعے، حکمت کی تہہ سے علوم حقہ کے دقیق مسائل کو نکالا جاتا ہے۔

عقل کے ذریعے، نیکیاں حاصل ہوتی ہیں۔

عقل کے ذریعے، خلق کی صلاح و بھلائی ہوتی ہے۔

عقل کی فراوانی سے، بردباری کی فراوانی ہوتی ہے۔

عقلوں کے ذریعے، علوم کی بلندیاں حاصل ہوتی ہیں (لہٰذا آدمی کو عقل سے کام لینا چاہئے اور کاہلی سے دور رہنا چاہئے)۔

غیر اہم کاموں کو چھوڑنے سے تمہاری عقل کامل ہوتی ہے (یعنی تمہاری عقل کامل ہونے کی دلیل ہے)۔

عقل کے ذریعے نفس کمال حاصل کرتا ہے۔

ہر کام کی صلاح و بھلائی عقل کے ذریعے ہوتی ہے۔

عقل (یا عمل) کا کمال اس کو کامل کرنے میں ہے۔

انسان کی پاکیزگی اس کی عقل ہے (یعنی لباس کو صاف ستھرا رکھنا ہی پاکیزگی نہیں ہے بلکہ اپنی عقل سے کام لینے میں پاکیزگی بھی ہے)۔

عقل کا پھل، استقامت ہے (یعنی ہر معاملہ میں حق پر ثابت رہنا)۔

عقل ثمرہ، حق کے ساتھ رہنا اور اس سے جدا نہ ہونا ہے۔

عقل کا میوہ، نیک لوگوں کی ہم نشینی ہے۔

عقل کا پھل، نجات کے لئے عمل کرنا ہے۔

عقل کا ثمرہ، لوگوں کی خاطر کرنا ہے۔

عقل کا میوہ، سچ بیانی ہے۔

عقل کا پھل، دنیا سے دشمنی اور خواہش کا قلع قمع کرنا ہے۔

تین چیزوں: (۱) مال (۲) حکومت (۳) مصیبت کے ذریعے لوگوں کی عقلوں کا امتحان لیا جاتا ہے (جب انسان کو یہ تینوں یا ان میں سے کوئی ایک حاصل ہو جاتا ہے تو اکثر افراد بدل جاتے ہیں اور خود کو بھول جاتے ہیں)۔

تین چیزیں صاحبانِ عقل کی عقل پر دلالت کرتی ہیں اور وہ ہیں: (۱) نمائندہ (۲) کتاب (خط ونوشتہ) (۳) ہدیہ (ان تین چیزوں سے ان کے بھیجنے والے کی عقل کے مال و نقص کا پتہ لگایا جا سکتا ہے کہ جتنے بہترین نمائندہ، نامہ اور ہدیہ ہوگا، بھیجنے والا اتنا ہی بڑا اعلمند ہوگا، کیونکہ یہ چیزیں ایسی ہیں تو ان کا بھیجنے والا بھی ایسا ہی ہوگا)۔

عقل کا حسن، ظاہر و باطن کا جمال ہے۔

حسن عقل، بہترین پیش رو ہے۔

عقل کی حقیقت (اور دنیوی و اخروی امور کے انجام کے بارے میں سوچنا) خدا کی اس تقدیر پر خوش رہنا ہے، جو اس پر گزر رہی ہے۔

شہوت میں جکڑی ہوئی یا شہوت کی مریض عقل پر حکمت سے مستفید ہونا حرام ہے۔

عقل کا معیار، دنیا سے جدا ہونا اور آخرت سے متصل ہونا ہے۔

عقل کی حفاظت، ہوا و ہوس کی مخالفت اور دنیا سے روگردانی میں ہے۔

عقل، خدا کا بہترین عطیہ ہے۔

انسان کی عقل کی دلیل، اس کی بات ہے (یعنی انسان کی بات سے اس کی عقل کا اندازہ ہو جاتا ہے)۔

عقل کا زوال، حاصل نہ ہونے والی چیز کی خواہش اور شہوت کی پیروی کرنے میں ہے۔

اپنی عقل کو ادب کے ذریعے ایسے ہی روشن کرو جس طرح آگ لکڑی سے روشن ہوتی ہے۔

خوش و غمی کے زمانہ میں عقل کے وقار کو آزمایا جاتا ہے۔

عقل کی فراوانی نجات بخشتی ہے۔

چھ چیزوں کو: (۱) ہمراہی (۲) لین دین (۳) حکومت (۴) معزولی (۵) بے نیازی (۶) درویشی کے ذریعے مردوں کی عقلوں

کو پرکھا جاتا ہے۔

چھ چیزوں کو: (۱) بردباری (۲) خوف کے وقت صبر (۳) کسی چیز کی خواہش کے وقت میانہ روی (۴) ہر حال میں تقوائے الٰہی (۵) بہترین خاطر تواضع (۶) کم بحث ومباحثہ (جدال) سے لوگوں کے عقلوں کو آزمایا جاتا ہے۔

عقل کی صلاح، ادب ہے۔

ہر شخص کا دوست، اس کی عقل ہے اور اس کا دشمن، اس کی جہالت ہے۔

عقل کی گمراہی انسان کو راہِ راست سے دور کر دیتی ہے اور معاد کو برباد کر دیتی ہے (لہٰذا انسان کو چاہئے کہ وہ عقل کو عقل مندوں کے افکار و خیالات پر پرکھے اور اپنے افکار و خیالات پر اعتماد نہ کرے)۔

عقل کی گمراہی، بہت سخت گمراہی ہے اور جہالت کی رسوائی، بہت شدید رسوائی ہے (یا عقل کی لغزش، بہت سخت لغزش ہے)۔

تمہارے لئے عقل (اور اس کے مقتضی کے مطابق عمل کرنا) بہت ضروری ہے کیونکہ کوئی مال بھی اس سے زیادہ سودمند نہیں ہے۔

آزمائش (یا تردد) کے وقت مردوں کی عقل ظاہر ہوتی ہے۔

فی البدیہہ بات کہنے سے مردوں کی عقل آزمائی جاتی ہے (یعنی بات کہنے سے پہلے سوچا جائے پھر زبان پر لائی جائے)۔

طمع وامیدوں کے فریب دینے کے وقت، نادانوں کی عقلیں فریب کھاتی ہیں اور ان کی عقلوں کی آزمائش ہوتی ہے۔

لوگوں کی خاطر و مدارات کرنا، عقل مندی کی دلیل ہے۔

مردوں کی عقل اور اس کا نظام، اس کا ادب اس کا قوام اور اسے لغزشوں سے بچنے والا ہے اور اس کی صداقت اس کا پیشوا ہے اور اس کا شکر تمام وکمال ہے۔

دانشوروں کی عقل، ان کے قلم کے آس پاس ہوتی ہے (یعنی ان کی تحریر ان کی عقل کا پتہ دیتی ہے)۔

انسان کا انتہائی فضل وکمال، اس کی عقل ہے۔

سب سے بڑی عقل مندی، اپنی نادانی کا اقرار ہے۔

عقل کی عادت وخصلت انسان کو عدل کرنے پر ابھارتی ہے۔

عقل کی فطرت برے کام سے روکتی ہے۔

جو عقل غضب وشہوت کی مریض ہوتی ہے، وہ حکمت سے فائدہ نہیں اٹھا سکتی۔

عقل، عیوب کا پردہ ہے۔

عقل کو گنوا دینا، بدبختی ونا کامی ہے۔

دھوکا سے بدبختی ونا کامی ہے۔

عقل کی فضیلت دنیا سے بے رغبتی میں ہے۔

کبھی تنہا عقل گمراہ ہوجاتی ہے (یعنی اپنے کاموں میں دوسروں سے مشورہ کرنا چاہئے)۔

بہت سے ذلیلوں کو ان کی عقل معزز و محترم بنا دیتی ہے۔

بہت سی عقلیں ہوا وہوس کی تابع ہوتی ہیں (یعنی ان عقلوں پر ہوا وہوس غالب ہوتی ہے)۔

عقل کے لئے غنی ہونا ہی کافی ہے۔

انسان کی عقل کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مطالب وخواہش میں اجمال سے کام لے اور راہِ اعتدال سے نہ ہٹے۔

تمہاری عقل کی طرف سے تمہارے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اس نے تمہارے لئے گمراہی سے ہدایت کو جدا و آشکار کر دیا ہے۔

تمہیں اپنی عقل کی بات ماننے والا اور اپنی خواہش کو پس پشت ڈالنے والا ہونا چاہئے۔

جیسے جیسے انسان کی عقل زیادہ ہوتی جاتی ہے، اسی تناسب سے خدا کی قضا وقدر پر اس کا ایمان قوی ہوتا ہے اور ہلاکت خیز حوادث کو خاطر میں نہیں لاتا ہے۔

عقل کا ماحصل اذیت وآزار کو روکے رکھنا ہے۔

کسی بھی کام کی کیفیت عقل کی کمیت ومقدار پر دلالت کرتی ہے، بنا بر ایں اس کے لئے اچھی چیز اختیار کرو اور اس کے لئے زیادہ احتیاط سے کام لو (یعنی بہت زیادہ غور وفکر کے بعد کوئی کام انجام دینا چاہئے)۔

عقل کا ماحصل عبرت لینا اور احتیاط سے کام لینا ہے اور جہالت ونادانی کا نتیجہ غفلت وفریب کھانا ہے۔

انسان کا کمال، اس کی عقل اور اس کی قدرت وقیمت، اس کی فضیلت ہے۔

عقل ہی انسان کا کمال ہے۔

ہر چیز کی ایک انتہا اور غایت ہوتی ہے، انسان کی انتہا، اس کی عقل ہے۔

ہر چیز کی زکوٰۃ ہے اور عقل کی زکوٰۃ جاہلوں (کی بات) کو برداشت کرنا ہے۔

عقل اس وقت تک زینت نہیں پاسکتی، جب تک کہ بردباری اس کا وزیر نہ بن جائے۔

اگر عقل صحیح ہو تو ہر انسان مہلت (حیات) کو ضرور سمجھ لے گا (اور اپنی عمر کو بے کار نہیں گزارے گا)۔

جو شخص عقل سے مدد طلب کرتا ہے، وہ اس کی مدد کرتی ہے۔

جو شخص عقل سے مدد طلب کرتا ہے، وہ اسے راہِ راست پر لگا دیتی ہے۔

جس کی عقل کم ہوتی ہے، اس کی بات بھی بری ہوتی ہے (علامہ خوانساری فرماتے ہیں: اس سے بات کرنا بھی غلط ہے)۔

جس کے پاس عقل نہ ہو، اس سے امید نہ رکھو۔

جس کی عقل کامل ہوجاتی ہے، وہ خواہشوں اور شہوتوں کو حقیر وذلیل سمجھتا ہے۔

نادانوں پر رحم کھانا، عقل کے مضبوط ومحکم ترین اسباب میں سے ہے۔

عقل کا وفور اور اس کی فراوانی، نعمتوں کے کامل و تمام ہونے کا عکاس ہے۔

اسراف سے دوری اور حسن تدبیر کا تعلق بھی عقل ہی سے ہے۔

زیور علم سے آراستہ ہونا، بہترین عقل ہے۔

خلائق کی صلاح عقل ہے۔

ہر انسان کی عقل پر ہر اس چیز سے استدلال کیا جاتا ہے، جو اس کی زبان پر جاری ہوتی ہے۔

ہر مرد کی عقل پر، اس کی بہترین بات سے اور اس کے پاک حسب پر، اس کے نیک کردار سے استدلال کیا جاتا ہے۔

ہر مرد کی عقل پر، اس کے زیادہ وقار، حسن تحمل اور اس کے بلند حسب و نسب پر، اس کے نیک کردار سے استدلال جاتا ہے۔

جس کی عقل اس کی ہوا و ہوس پر غالب آجاتی ہے، وہ کامیاب ہوجاتا ہے۔

جس کی ہوا و ہوس اس کی عقل پر غالب آجاتی ہے، وہ ذلیل ہوجاتا ہے۔

جو عقل کو گنوا دیتا ہے، ذلت اس سے آگے نہیں بڑھتی ہے (یعنی وہ ضرور ذلیل ہوتا ہے)۔

جس کو اس کی عقل بٹھا دیتی ہے، اسے اس کی جہالت اٹھاتی ہے (کہا جاتا ہے کہ جہاں فرزانگی کام نہیں کرتی، وہاں دیوانگی کام آتی ہے) علامہ خوانساری فرماتے ہیں: یہ صحیح نہیں لگتا کہ جس کو عقل نہ اٹھا سکے اس کو نادانی اٹھا دیتی ہے۔

خدا کے نزدیک عارف، عقل اور دنیا سے بے رغبت نفس کے سوا کوئی چیز پاک یا زیادہ نہیں ہوتی ہے۔

جس عقل کے ساتھ علم ہو اور جس علم کے ساتھ حلم ہو اور جس حلم کے ساتھ طاقت و قدرت ہو، اس سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے۔

مرد کی عقل پر اس کی عفت و پاک دامنی اور قناعت سے آراستگی کے ذریعے استدلال کیا جاتا ہے۔

عقل، جیسی کوئی ثروت مندی نہیں ہے۔

تجاہل عارفانہ جیسی کوئی عقل نہیں ہے۔

عقل اور ہوا و ہوس، یکجا نہیں ہوسکتی۔

عقل سے زیادہ نفع بخش، کوئی مال نہیں ہے۔

عقل سے زیادہ زینت بخش کوئی جمال نہیں ہے۔

عقل سے افضل کوئی نعمت نہیں ہے۔

عقل اسے دھوکا نہیں دیتی ہے، جو اس سے نصیحت طلب کرتا ہے۔

اس عقل میں کوئی بھلائی نہیں ہے کہ جس کے ساتھ حلم نہ ہو۔

عقل کی کمی سے زیادہ سخت کوئی مرض نہیں ہے۔

جو عقل مند نہیں ہے، وہ دین دار نہیں ہے۔

جو کسی عاقل کو گنوا دیتا ہے، وہ اپنی ہی کم عقلی کا ثبوت دیتا ہے۔

جو اپنی ہوا و ہوس پر اپنی عقل کو ترجیح دیتا ہے، اس کی کوشش سنور جاتی ہے۔

جو اپنی عقل کا مالک ہوتا ہے، وہ حکیم (حکمت والا) ہے۔

جو اپنی عقل سے عبرت لیتا ہے، وہ عارف و آگاہ ہو جاتا ہے۔

جس کی عقل مضبوط و قوی ہو جاتی ہے، وہ عبرت لیتا ہے۔

روزِ قیامت کے لئے توشہ فراہم کرنا، عقل کی دلیل ہے۔

نپی تلی بات کہنا، عقل مندی کی دلیل ہے۔

عدل کے مطابق عمل کرنا، عقل مندی کی دلیل ہے۔

عقل کی مانند فضائل کو کوئی چیز بھی حسین نہیں بناتی۔

خدا نے اپنے بندوں کے درمیان عقل سے افضل کوئی چیز تقسیم نہیں کی ہے۔

خدا نے اپنے بندوں کے درمیان عقل سے افضل کوئی چیز تقسیم نہیں کی ہے۔

خدا نے کسی انسان کو عقل ودیعت نہیں کی ہے مگر یہ کہ ایک دن اس کے ذریعے اسے نجات عطا کرے گا۔

ہر کام کا معیار، عقل ہے۔

عقل کے ساتھ حلم میں اضافہ ہوتا ہے۔

انسان کا امتیاز، اس کی عقل ہے اور اس کا جمال، اس کی مروّت ہے۔

جو اپنے پاس موجود عقل سے عاجز ہو تو وہ غائب والوں کی عقل سے زیادہ عاجز ہے اور وہ کون ہے کہ جس کا غائب کمیاب ہو؟ (خوانساری مرحوم فرماتے ہیں: مراد انسان کا اشیا کے حقائق کی معرفت و شناخت سے عاجز ہونا ہے اور یہ بھی احتمال دیا ہے کہ ہوسکتا ہے صوفیوں کی رو مراد ہو لیکن جو بھی نہج البلاغہ کا خطبہ ۱۱۹ ملاحظہ کرے گا، اسے معلوم ہو جائے گا کہ آپؑ کی مراد دوسری چیز ہے۔ وہاں اہل بیتؑ کے صفات بیان کے بعد فرمایا ہے: اعملوا الیوم تذخر لہ الذخائر وتبلی فیہ السرائر ومن لا ینفعہ حاضر لبہ فعازبہ عنہ اعجز وغائبہ اعوز واتقوا نارا الخ یعنی اس دن کے لیے عمل کرو، جس دن کے لیے ذخیرے فراہم کئے جاتے ہیں اور جس میں باطنی امور اور نیتوں کو جانچا پرکھا جائے گا اور جس کو اس کی عقل ہی فائدہ نہ پہنچائے جو کہ اس کے پاس ہے تو اسے دوسروں کی عقلیں کیا فائدہ پہنچا سکیں گی جو کہ اس سے دور اور اوجھل ہیں اور آگ سے ڈرو!

عاقل

عقل مند وہ ہے، جس نے اپنی زبان کو بند کر لیا ہے۔

عقل مند وہ ہے، جو گناہوں کو بخشش کے ذریعے چھپاتا ہے۔

عقل مند وہ ہے، جس نے اپنی شہوت کو چھوڑ دیا ہے اور اپنی دنیا کو اپنی آخرت کے لئے فروخت کر دیا ہے۔

عقل مند زبان نہیں کھولتا ہے مگر ضرورت کے وقت یا اپنے حق پر حجت قائم کرنے کے لئے۔

عقل مند وہ ہے، جو گناہوں سے پرہیز کرے اور عیوب سے پاک رہے۔

عقل مند وہ ہے، جو سوائے ذکر خدا کے اپنی زبان کو بند رکھتا ہے۔

عقل مند وہ ہے، جو پروردگار کی اطاعت کی خاطر اپنی خواہشوں کو ٹھکرا دیتا ہے۔

عقل مند وہ ہے، جو اپنے احسانات کو سنوارتا ہے اور اپنی کوشش کو اس کے مناسب موقع محل پر صرف کرتا ہے۔

عقل مند وہ ہے، جو خاموش ہوتا ہے تو غور کرتا ہے اور بولتا ہے تو ذکر خدا کرتا ہے اور دیکھتا ہے تو عبرت حاصل کرتا ہے۔

عقل مند وہ ہے، جو اپنی رائے کو مہتم کرتا ہے اور ہر اس چیز پر اعتماد نہیں کرتا، جس کو اس کا نفس اس کے لئے سنوارتا ہے۔

عاقل وہ ہے، جو پست مرتبہ وفائی دنیا سے بے رغبت رہتا ہے اور اعلیٰ و بلند مرتبہ دائمی جنت کی طرف راغب ہوتا ہے۔

عقل مند وہ ہے جو چیزوں کو ان کی جگہ پر رکھتا ہے اور جاہل اس کے خلاف کرتا ہے۔

عقل مند جب جان لیتا ہے تو عمل کرتا ہے اور جب عمل کرتا ہے تو خلوص کے ساتھ کرتا ہے اور خلوص اختیار کرتا ہے تو گوشہ نشین ہو جاتا ہے (یعنی برے لوگوں سے جدا ہو جاتا ہے)۔

عقل مند وہ ہے، جو اپنی زبان کو غیبت سے محفوظ رکھتا ہے۔

عقل مند اپنے کام میں کوشاں رہتا ہے اور امید کو کم کرتا رہتا ہے۔

عقل مند وہ ہے، جو اپنی ہوا و ہوس پر غالب آ جاتا ہے اور اپنی آخرت کو اپنی دنیا کے عوض فروخت نہیں کرتا ہے۔

عقل مند وہ ہے جس کو کھٹور پن حد سے آگے نہ بڑھنے دے اور کمزوری وضعف خاموش نہ بیٹھنے دے۔

عقل مند وہ ہے، جو غصہ ہونے، رغبت کرنے اور خوف کھانے کی حالت میں اپنے نفس کا مالک رہتا ہے۔

عقل مند اپنے نفس سے ان چیزوں کے بارے میں باز پرس کرتا ہے، جو اس پر واجب ہیں اور ان چیزوں کے بارے میں باز پرس نہیں کرتا ہے، جو اس کے حق میں ہوتی ہیں (یعنی اس کے نفس سے کوتاہی ہوتی ہے تو اسے زجر و توبیخ کرتا ہے اور اس کے نفس پر جفا ہوتی ہے تو وہ درگزر کرتا ہے)۔

عقل مند وہ ہے کہ جس نے اپنے نفس کو ان چیزوں میں تباہ و برباد نہیں کیا، جو اس کے لئے مفید نہیں تھیں اور اس چیز کو ذخیرہ نہیں کیا، جو اس کے ساتھ رہنے والی نہیں تھی۔

عقل مند وہ ہے، جو ان چیزوں پر غلبہ پا لیتا ہے جن سے اس کی ہوا اکھڑ سکتی ہے۔

عقل مند وہ ہے، جو خدا کی قدرت کے سامنے سراپا تسلیم ہوتا ہے اور دور اندیشی سے کام لیتا ہے۔

عقل مند وہ ہے کہ جس نے اپنی عقل کے ذریعے ہوا و ہوس کو کچل دیا ہے۔

عاقل ہو جاؤ سمجھ جاؤ گے۔

جان لو کہ عاقل وہی ہے، جو اپنی صحیح فکر کے ذریعے رایوں کا استقبال کرتا ہے اور کاموں کے انجام کو سوچتا ہے۔

تم میں سب سے زیادہ عقل مند وہ ہے، جو تم میں زیادہ فرمانبرداری کرتا ہے۔

سب سے زیادہ عقل مند وہ ہے کہ جو عقل مندوں کی فرمانبرداری کرتا ہے۔

اگر تم عقل مند کی طرف اشارہ کرو گے تو حقیقت میں ملامت کے سبب اسے رنجیدہ کرو گے۔

نیک بخت ترین اور سعادت مند ترین انسان وہ ہے، جو عاقل ہے۔

لوگوں میں وہ زیادہ عقل مند ہے، جو زیادہ باحیا ہے۔

عقل مند ترین انسان احسان و نیکی کرنے والا اور خوف کھانے والا ہے۔

لوگوں میں عقل مند ترین انسان وہ ہے، جو لوگوں کا زیادہ عذر قبول کرتا ہے (انتقامی جذبہ نہیں رکھتا ہے)۔

لوگوں میں عقل مند ترین انسان وہ ہے، جو ان میں پست خصلت وصفت سے سب سے زیادہ دور ہے۔

عقل مند ترین انسان وہ ہے، جو ان میں خدا کا سب سے بڑا اطاعت گزار ہے۔

عقل مند ترین انسان وہ ہے، جو خدا سے زیادہ قریب ہے۔

عقل مند ترین انسان وہ ہے، جو اپنے عیوب کے لئے بصیر اور دوسروں کے عیوب کے لئے نابینا ہوتا ہے۔

عقل مند ترین انسان وہ ہے، جو نادانوں سے انتقام لینے میں سکوت سے آگے نہیں بڑھتا ہے۔

لوگوں کے درمیان وہ سب سے بڑا عقل مند ہے، جو اپنے معاش کے مقدر ہونے کے لحاظ سے سب سے بہتر اور اپنی معاد کی اصلاح کو سب سے زیادہ اہمیت دیتا ہے۔

سب سے بڑا عقل مند وہ ہے کہ جس کے صحیح اور حقیقت پر مبنی کام لہو ولعب اور کھیل کود پر غالب آ گئے ہیں یا اپنی عقل کے ذریعے وہ خواہش کو دبا دیتا ہے۔

عقل مند ترین انسان وہ ہے، جو حق کے لئے خاکسار ہے اور اپنی طرف سے معاف کر دیتا ہے اور حق کے وسیلہ سے عزت پاتا ہے یا حق کو عزیز رکھتا اور اس کو قائم کرنے میں اور اس پر اچھی طرح عمل کرنے میں عار نہیں محسوس کرتا ہے۔

لوگوں میں عقل مند ترین انسان وہ ہے، جو ان میں عواقب پر سب سے زیادہ نظر رکھتا ہے۔

بے شک عقل مند طمع کے ذریعے فریب نہیں کھاتا ہے۔

بے شک عقل مند ترین انسان وہ ہے کہ جس کی عقل حق کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور جس کی رائے میں بالیدگی و افزائش ہو اور اسی لئے اس کی رائے محکم و استوار اور کردار قابل تعریف ہوتا ہے۔

عقل مند صرف ادب کے ذریعے نصیحت حاصل کرتا ہے (یعنی تعلیم و تفہیم سے سمجھ جاتا ہے) جب کہ چوپائے پٹائی ہی سے سمجھتے

ہیں۔
عقل مند وہ ہے، جو آج ہی اپنی عقل کی فکر کرتا ہے اور اپنے نفس کو آزاد کرنے اور اس کام کو انجام دینے کی کوشش کرتا ہے، جو اس کے لئے ضروری ہے اور اس سے مفر نہیں ہے۔
عقل مند کے لئے مناسب ہے کہ وہ اس دنیا میں موت سے ہوشیار رہے (یعنی اس کے لئے تیاری کرنے میں کوتاہی نہ کرے) اور اس جہان میں پہنچنے سے پہلے (کہ جہاں موت کی آرزو کرے اور موت نہ آئے) بھرپور تیاری کرے۔
دارِ بقا کی طرف بڑھنا اور دارِ فنا سے اعراض کرنا اور جنت الماویٰ کا شوق رکھنا، صاحبانِ عقل کی عادت ہے۔
عقل مند کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی آخرت کے لئے پہلے ہی روانہ کردے اور اپنا مسکن و مکان آباد کرے یا تعمیر کرے۔
عقل مند اپنے ہی جیسے سے محبت والفت کرتا ہے۔
انسان اس کا دوست ہوتا ہے، جس کو جانتا ہے (یعنی جس کو جان لیتا ہے، اس سے محبت کرتا ہے)۔
عقل مند اپنی لذت کا دشمن ہوتا ہے (کیونکہ ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ لذت میں گناہ کا مرتکب نہ ہو)۔
عقل مند وہ ہے، جو اپنی زبان کو (اسی طرح) بند رکھتا ہے (جس طرح اونٹ کے زانو کو باندھ دیا جاتا ہے)۔
عقل مند کمال کا متلاشی رہتا ہے اور جاہل مال ڈھونڈتا ہے۔
عقل مند اپنے نفس کو دباتا ہے نتیجہ میں بلند ہوتا ہے۔
عقل مند (آخرت کے لئے) غمگین ورنجیدہ رہتا ہے۔
عقل مند، اپنے کام کو محکم یا واضح واستوار رکھتا ہے۔
اشارہ، کنایہ میں کوئی بات کہنا عقل مند کے لئے ملامت سے بھی زیادہ سخت ہے (مشہور ہے کہ عقل مند کے لئے اشارہ کافی ہے)۔
عقل مند وہ ہے، جس کو تجربے اور آزمائش نصیحت کرتی ہیں۔
عقل مند وہ ہے، جس نے اپنے شہوت کو کچل ڈالا ہے۔
عقل مند اپنی بارانِ بخشش کو برساتا رہتا ہے۔
عقل مند، اپنے عمل پر اعتماد کرتا ہے اور جاہل اپنی امید پر بھروسہ کرتا ہے۔
عقل مند وہ ہے، جو غیر سے عبرت حاصل کرتا ہے (یعنی اپنے حالات کا مطالعہ کرتا ہے اور موازنہ کرنے کے بعد عبرت حاصل کرتا ہے)۔
عقل مند وہ ہے کہ جس کے افعال اس کے اقوال کی تصدیق کریں۔
عقل مند جہاں پہچان لیتا ہے، وہیں رک جاتا ہے (یعنی حق سے آگے نہیں بڑھتا ہے خواہ دشمن ہی کہے)۔

عقل مند وہ ہے، جو اس چیز کو اہمیت نہیں دیتا ہے، جس پر جاہل جان دیتا ہے۔

عقل مند تو بس وہی ہے، جس کو تجربے عبرت دیتے ہیں۔

عقل مند تو بس وہی ہے کہ جس نے کینوں کو نکال پھینکا ہو۔

جس وقت عقل مند جوان ہوتا ہے، اسی وقت اس کی عقل بھی جوان ہوتی ہے۔

عقل مند کی لغزش کی طرف اشارہ، اس کے لئے سرزنش سے کہیں زیادہ تکلیف دہ ہوتا ہے (کیونکہ وہ کنایہ کے ذریعے تمام چیزوں کو سمجھتا ہے، اس لئے کھلم کھلا بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اشارہ ہی کافی ہے)۔

عقل مند کی ثروت ودولت اس کا علم وعمل ہے۔

حب علم، حسن حلم اور حق سے جدا نہ ہونا، عقل وخرد کے فضائل میں سے ہے۔

عقل مند کے لئے ضروری ہے کہ وہ معاد کی خاطر جدوجہد کرے اور زیادہ سے زیادہ توشہ فراہم کرے۔

عاقل کے شایان شان ہے کہ وہ اپنی خواہش پر، اپنے دشمن پر، غلبہ پانے سے پہلے غلبہ حاصل کرے (کیونکہ خواہش بھی ایک دشمن ہے)۔

عقل مند کی دولت کی مثال دلہا کی سی ہے، جو وصال کا مشتاق رہتا ہے (یعنی اس کی دولت اس سے جدا نہیں ہوگی)۔

صاحب عقل نہیں کھلتا ہے اور اس کی عقل ظاہر نہیں ہوتی ہے مگر برداشت کرنے، نیکی کرنے اور احسان کرنے سے کھلتا ہے۔

عقل مند کی رغبت حکمت کی طرف ہوتی ہے اور نادان کی خواہش حماقت میں ہوتی ہے۔

عاقل (یا عالم) کی لغزش بہت بھیانک ہوتی ہے (اس سے بچنا چاہئے کہ اس کا خطرہ زیادہ اور معاشرہ میں بہت معیوب سمجھی جاتی ہے)۔

عقل مند کی لغزش گہرا زخم لگاتی ہے (لہٰذا عاقل کو اپنی اور دوسروں کی عزت بچانے کی کوشش کرنا چاہئے)۔

عقل مند کی سلطنت اس کے مناقب کو نشر کرتی ہے۔

کم خواہش اور کم غفلت، صاحبانِ عقل کی عادت ہے۔

دارِ بقا کی طرف بھڑنا اور دارِ فنا سے روگردانی کرنا اور جنت الماویٰ کا اشتیاق رکھنا، صاحبانِ عقل وخرد کا شیوہ ہے۔

عقل مند کا سینہ اس کے اسرار کا صندوق ہے۔

عاقل کا گمان، جاہل کے یقین سے بہتر ہے (کہ وہ فکر وتعقل کی بنا پر ہوتا ہے اور یہ نادانی کی بنیاد ہوتا ہے)۔

عقل مند کی دشمنی، جاہل کی دوستی سے بہتر ہے۔

عاقل کی بے نیازی اس کے علم کے سبب ہوتی ہے (یعنی اگر وہ مال سے تہی دست ہو لیکن علم سے سرشار ہو تو خود کو مالدار تصور کرتا ہے)۔

عقل منداپنی حکمت کی بنا پر غنی ہوتا ہے اوراس کی قناعت کی بنا پر اس کی عزت ہوتی ہے۔

عقل مند کی برائی وقباحت، جاہل کی اچھائی ونیکی سے بہتر ہوتی ہے۔

ہر عقل مند غمگین (یا محزون) رہتا ہے (کیونکہ وہ دنیا کی ناپائیداری کو دیکھتا اور آخرت کی فکر میں رہتا ہے)۔

اپنے دین کے سلسلہ میں غافل رہو اور اپنی دنیا کے معاملہ میں جاہل نہ رہو۔

عاقل کی غذا کلام وسخن اور جاہل کا جواب خاموشی ہے۔

عقل مند کے ہر کام میں ایک حسن یا احسان ہوتا ہے۔

عقل مند کی ہر بات میں شرف وفراست ہوتی ہے۔

عقل مند کے ہر کام میں ریاضت کشی ہے (ہر کام میں خدا کی رضا حاصل کرنے اور خواہش نفس کو ٹھکرانے کی کوشش کرنا چاہئے)۔

تین وقعوں، معاد کی طرف یا اپنی زندگی کے منصوبے میں ردوبدل یا غیر حرام میں لذت اندوزی کے علاوہ قدم اٹھانا عقل مند کے شایان شان نہیں ہے۔

جو کھیل تماشے سے شغف رکھتا ہے اور نشاط وطرب پر مرتا ہے، وہ عقل مند نہیں ہے۔

جو عقل رکھتا ہے، وہ (تھوڑے سے غور وفکر کے بعد ہی اپنی نجات کی راہ کو) سمجھ لیتا ہے۔

جو عقل مند ہوتا ہے، وہ پاک دامن ہوتا ہے۔

جو عقل مند ہوتا ہے، وہ (خدا یا ان لوگوں سے) معذرت چاہتا ہے (جن کے حق میں کوتاہی کی ہے)۔

جو عقل مند ہوتا ہے، وہ بخشش کرتا ہے۔

جو عقل مند ہوتا ہے، وہ قناعت کرتا ہے۔

جو عقل مند ہوتا ہے، وہ خاموش رہتا ہے۔

جو عقل سے کام نہیں لیتا ہے، وہ ذلیل ہوجاتا ہے، اس کی تعظیم نہیں ہوتی ہے۔

جو عقل مند ہوتا ہے، وہ زیادہ عبرت لیتا ہے۔

جس کی عقل کم ہوتی ہے، اس کا کھیل تماشہ زیادہ ہوتا ہے۔

جو عقل مند ہوتا ہے، وہ گزشتہ کل سے عبرت حاصل کرتا ہے اور اپنے نفس کے لئے محتاط رہتا ہے۔

جس کی عقل، اس کی شہوت وخواہش پر اور حلم وبردباری، اس کے غیظ وغضب پر غالب آجاتی ہے، حسن سیرت اسی کے لئے زیب دیتا ہے۔

جو یہ سمجھتا ہے کہ وہ خواب غفلت سے بیدار ہوگیا ہے تو اسے سفر کے لئے تیار، منزل آباد کرنے کے لئے مستعد رہنا چاہئے۔

جس کی باگ ڈور اس کی عقل کے اختیار میں نہ ہو، وہ وعظ ونصیحت سے کوئی فائدہ نہیں اٹھاسکتا۔

جس کے پاس اس کو سنوارنے والی عقل نہ ہو وہ عظمت نہیں پا سکتا۔
جس کی عقل کامل نہیں ہوتی ہے، وہ حوادث سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔
مرد کی عقل کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ وہ ان تمام چیزوں کے بارے میں لب کشائی نہیں کرتا ہے، جن کا اسے علم ہوتا ہے (ممکن ہے، اس سے فساد بھڑک اٹھے یا لوگ انہیں قبول نہ کریں)۔
یہ بھی عقل مند کا حق ہے کہ وہ اپنے دشمن سے پہلے اپنی خواہش پر غلبہ پاتا ہے۔
یہ بھی عقل مند کی شان ہے کہ وہ اپنی بدعملی اور بدسیرتی کو اپنی بدبختی اور نحوست شمار کرتا ہے۔
تمہارا اپنی عقل کے لئے محتاط رہنا ہی تمہاری عقل مندی کی دلیل ہے۔
جس نے اپنی امیدوں کو بڑھالیا ہے، وہ عقل مند نہیں ہے۔
کوئی عقل مند جھوٹ نہیں بولتا اور مومن زنا نہیں کرتا۔
عقل مند کی مروت اس کا دین ہے اور اس کا ادب اس کا حسب ہے۔
عقل مند نصف تحمل اور نصف تغافل ہے (یعنی لوگوں کی باتوں کو برداشت کرتا ہے اور ان کی خطاؤں سے چشم پوشی کرتا ہے)۔
عقل مند نادار نہیں ہے (کیونکہ اس کے پاس سب سے اچھا مال موجود ہے)۔
کوئی عقل مند فریب خوردہ نہیں ملے گا۔
عقل مند سے بڑا کوئی دلیر نہیں ہے۔
اس کو عقل مند کہنا مناسب نہیں ہے کہ جس کو غضب و شہوت نے مغلوب کر دیا ہو۔
عقل مند کے لئے یہی بہتر ہے کہ وہ کسی حال میں بھی اپنے پروردگار کی اطاعت اور جہاد بالنفس سے خالی نہ رہے۔
عقل مند کے لئے سزاوار ہے کہ وہ معاد (آخرت) کے لئے کام کرے اور روح نکلنے اور اپنی قبر میں جانے سے پہلے زیادہ سے زیادہ توشہ فراہم کرے۔
عقل مند کے لئے سزاوار ہے کہ اپنی آخرت کے لئے پہلے سے ہی (نیک اعمال کا ذخیرہ) بھیج دے اور اپنی اقامت گاہ کو آباد کرے۔
عقل مند کے لئے سزاوار ہے کہ اپنے مال کے ذریعے لوگوں سے مدح وستائش حاصل کرے اور اپنے نفس کو مانگنے اور سوال کرنے سے بچائے۔
عقل مند کے لئے یہی بہتر ہے کہ وہ جاہل سے اسی طرح گفتگو کرے، جس طرح طبیب (ڈاکٹر) مریض سے گفتگو کرتا ہے۔
عقل مند کے لئے سزاوار ہے کہ علما اور نیک افراد کی صحبت میں زیادہ سے زیادہ بیٹھے اور شریر و بدکار لوگوں کی ہم نشینی سے پرہیز کرے۔

عقل مند کو چاہئے کہ وہ خود کو دولت کے نشہ، طاقت کے نشہ، علم کے نشہ، معرفت کے نشہ اور جوانی کی مستی سے خود کو محفوظ رکھے کیونکہ یہ سب گندی ہوائیں ہیں، یہ عقل کو زائل کرتی ہیں اور وقار کو گھٹا دیتی ہے۔

عقل مند کے لئے سزاوار ہے کہ تعلیم دیتے وقت غصہ نہ کرے اور خود تعلیم لیتے وقت ننگ و عار نہ سمجھے۔

ہر انسان کی زبان سے نکلا ہوا سخن اس کی عقل کا پتہ دیتا ہے۔

ہر شخص کی عقل کا پتہ اس کی زبان دیتی ہے اور اس کی فضیلت پر اس کا بیان دلالت کرتا ہے۔

وہ شخص مجھے بھلا معلوم ہوتا ہے، جو اپنی عقل کو زبان سے زیادہ سمجھتا ہے لیکن اپنی زبان کو عقل سے زیادہ نہیں سمجھتا۔

عقل مند کی اطاعت کرو تا کہ فائدہ پاؤ۔

اکثر عقل مند بھی راہِ راست کو نہیں دیکھ پاتا ہے (پس عقل پر گھمنڈ نہیں کرنا چاہئے بلکہ قضا و قدر کے سامنے تسلیم ہونا چاہئے)۔

علت و معلول

یقیناً فروع (شاخیں) اصول (جڑوں) کی طرف اور معلول اپنی علتوں اور جزئیات اپنی کلیات کی طرف پلٹتی ہیں (علامہ خوانساری مرحوم فرماتے ہیں: جس کا اصل و نسب پاکیزہ ہوگا، وہ خود بھی پاکیزہ ہوگا یا ہر شخص اپنی طینت کی طرف پلٹتا ہے کیونکہ طینت مختلف ہوتی ہیں یا نتائج مقدمات کی طرف پلٹتے ہیں۔ اگر مقدمات صحیح تو نتائج بھی صحیح ہوتے ہیں اور اگر صحیح نہیں ہوتے تو نتائج بھی صحیح نہیں ہوتے)۔

عالم بالا

آپؑ سے عالم بالا، عالم مجردات (جو کہ عامل اجسام و مادیات سے بلند ہیں) کے بارے میں دریافت کیا گیا۔ آپؑ نے فرمایا: یہ صورتیں ہیں جو مادہ (یعنی مقدار و شکل اور حجم سے خالی ہیں اور قوت و استعداد سے بلند ہیں (جیسا کہ بشر میں متصور ہیں) ان پر نورِ خدا کی چھوٹ پڑی تو چمک اٹھے اور ان پر آشکار ہوا تو وہ جگمگانے لگے، ان پر نور افشانی کی تو وہ درخشاں ہو گئے۔ ان کی ہویت و تشخص میں اپنی مثال و شباہت القا کی پھر ان کے ذریعے اپنے افعال کو ظاہر کیا (ممکن ہے، اس سے یہ مراد ہو کہ انہیں اپنی مانند مجرد بنایا اور ان کے سپرد مخلوق کا کام کیا جیسے کہ حضرت عیسیٰؑ کے ذریعے پرندوں کو وجود بخشا یا ممکن ہے، یہ مراد ہو کہ وہ خدا کے اخلاق سے آراستہ ہیں) اور انسان کو نفس ناطقہ والا خلق کیا اگر انسان اپنے نفس کو علم و عمل کے ذریعے پاکیزہ بنالیتا ہے تو درحقیقت وہ ان کی علتوں کے گوہر سے مشابہ ہو جاتا ہے۔ (حکما کے بقول مقدس عقلیں موجودات کی ایجاد میں واسطے ہیں اور ان کی علتیں انہیں پر منتہی ہوتی ہیں) اور جب اس کا مزاج (یعنی حرارت، برودت، تری و خشکی میں) معتدل ہو (اور اضداد سے جدا ہو) تو وہ سات محکم آسمانوں کے ساتھ شریک ہو جاتا ہے یا وہ سات محکم آسمانوں کے ساتھ شریک ہو جائے گا کہ وہ خیرات کا سرچشمہ ہے۔

علم

علم،حق کی طرف ہدایت کرتا ہے۔

علم،عقل کا چراغ اور برتری کا منبع ہے۔

علم،جہل کا قاتل اور نجابت وشرافت کا کسب کرنے والا ہے۔

عمل کے بغیر علم وبال ہے۔

علم،ایسا عظیم خزانہ ہے،جوکبھی فنا نہیں ہوگا۔

علم،دوحیاتوں میں سے ایک ہے۔

علم،دوانیسوں میں سے افضل ہے۔

علم،دوجمالوں میں سے بہترین جمال ہے۔

خدا کا علم ومعرفت،افضل ترین علم ہے۔

علم،عظیم میراث اور عام نعمت ہے۔

علم،آدمی کوحیرت وشش وپنج میں ڈوبنے سے بچاتا ہے۔

علم،عقل پر دلالت کرتا ہے لہٰذا جس کے پاس علم ہے،وہ عقل بھی رکھتا ہے۔

علم،نفس کوزندگی دینے والا،عقل کوروشن کرنیوالا اور جہل کو مارڈالنے والا ہے۔

علم،حکمت کا پھل اور نپا تلا چال چلن اس کی شاخ ہے۔

علم،اس کے لئے بڑا شرف ہے،جس کے لئے قدیم نہ ہو۔

علم،اس سے زیادہ ہے کہ اس کا احاطہ کیا جائے پس ہر علم میں سے اس کا بہترین حصہ لے لو۔

علم،حاکم ہے اور مال محکوم ہے۔

علم،اس چیز کی طرف تمہاری رہنمائی کرتا ہے کہ جس کا تمہیں خدا نے حکم دیا ہے اور دنیا سے بے رغبتی کی طرف تمہارے راستہ کو آسان بناتا ہے۔

علم،مال سے بہتر ہے،علم تمہاری حفاظت کرتا ہے اور مال کی حفاظت خود تمہیں کرنا پڑتی ہے۔

علم،عمل سے متصل ہے پس جوعلم حاصل کرلیتا ہے،وہ عمل کرتا ہے۔

علم،عمل کوصدا دیتا ہے اگر اس کی آواز پر لبیک کہتے توفبہا،ورنہ وہ اسی وقت چلا جاتا ہے۔

علم،تمہاری ہدایت کرتا ہے اور عمل تمہیں آخری مقصد تک پہنچاتا ہے۔

علم،اولین رہنما ہے اور معرفت آخری منزل ہے۔

علم کی دو قسمیں ہیں: مطبوع و مسموع، علم مطبوع اس وقت تک فائدہ نہیں پہنچاتا ہے جب تک کہ اس کا مسموع نہیں ہوتا ہے۔

عالم بنو تاکہ بول سکو

علم طلب کرو تاکہ علم میں اضافہ کر سکو۔

علم حاصل کرو کیونکہ اگر تم مالدار ہو تو وہ تمہیں زینت دے گا اور اگر نادار ہو تو تمہارے اخراجات کو پورا کرے گا۔

تم سب علم طلب کرو تاکہ سیدھا اور صحیح راستہ پا جاؤ۔

تم علم کسب کرو تاکہ وہ تمہارے لئے زندگی کسب کرے۔

اس چشمہ سے پانی لو، جس کی تیرگی سے پاک وصاف کیا گیا ہے (یعنی انسان کو انبیاءؑ و آئمہ علیہ السلام سے علم حاصل کرنا چاہئے کہ وہ سہو و نسیان سے پاک ہیں یا ان لوگوں سے علم لینا چاہئے، جو ان کے طریقہ پر چلتے ہیں اور انہوں نے انہیں مقدس ہستیوں کے چشمہ علم سے اپنی پیاس بجھائی ہے۔

علم حاصل کرو تاکہ اس کے ذریعے پہچانے جاؤ اور اس پر عمل کرو تاکہ اس کے اہل میں ہو جاؤ (ممکن ہے، آپؑ کی مراد یہ ہو کہ علم طلب کرنے میں اتنا اہتمام کرو کہ اس کے ذریعے شہرت پا جاؤ نہ کہ سستی و کاہلی کے ساتھ پڑھو اور جب تک علم کے مطابق عمل نہیں کرو گے، علما میں شامل نہیں ہو گے اگر چہ بظاہر علما میں تمہارا شمار ہو گا لیکن حقیقت میں اہل علم وہی ہیں، جو علم پر عمل کرتے ہیں)۔

اس شخص کو علم حاصل کرنے میں ہرگز شرم نہیں کرنا چاہئے کہ جو علم نہیں رکھتا ہے کیونکہ ہر انسان کی اتنی ہی قیمت ہے، جتنا اس کا علم ہے۔

دیکھو! جس شخص سے سوال کیا جائے اور وہ نہ جانتا ہو تو اسے ''میں نہیں جانتا'' کہنے میں کوئی شرم نہیں کرنا چاہئے۔

سب سے زیادہ نفع بخش وہ علم ہے، جس پر عمل کیا جائے۔

بہترین علم وہ ہے، جس کے ساتھ عمل ہو۔

بلند ترین علم وہ ہے، جو اعضاء و جوارح سے آشکار ہو (یعنی اس پر عمل کیا جائے)۔

سب سے غالب وہ آدمی ہے، جو اپنے علم کے ذریعے اپنی خواہش پر غلبہ پاتا ہے۔

تمہارے لئے بہترین علم وہ ہے کہ جس کے سبب تمہارا عمل قبول کیا جائے۔

تمہارے اوپر اس چیز کا علم حاصل کرنا زیادہ واجب ہے کہ جس پر عمل کے بارے میں تم سے سوال کیا جائے گا (یہ وہ علوم ہیں، جو واجب عینی یا واجب کفائی ہیں۔ دیگر علوم کا حاصل کرنا بہتر ہے لیکن لازمی نہیں ہے)۔

تمہارے اوپر اس علم کا حاصل کرنا زیادہ لازم ہے کہ جو تمہارے دین کی اصلاح کی طرف تمہاری رہنمائی کرے اور تمہارے لئے اس کی خرابی کو بیان کرے۔

نتیجہ و عاقبت کے لحاظ سے وہ علم زیادہ قابل تعریف ہے، جو دنیا میں تمہارے عمل میں اور آخرت میں (خدا سے) قربت میں

اضافہ کرے۔

بے شک اعلیٰ ترین علم سکون اور بردباری ہے۔

بے شک آگ میں کمی واقع نہیں ہوتی ہے لیکن سوختہ ولکڑی نہ ملنے کی صورت میں بجھ جاتی ہے۔اسی طرح علم سے اقتباس کرنے سے اس میں کمی واقع نہیں ہوتی ہے لیکن علما کے بخل کرنے سے علم ختم ہوجاتا ہے۔

بے شک خدا مال تو دوست اور دشمن دونوں کو دیتا ہے لیکن علم صرف دوست ہی کو دیتا ہے۔

بے شک علم ہدایت ورہنمائی کرتا ہے اور نجات عطا کرتا ہے اور جہالت ونادانی گمراہ کرتی ہے اور ہلاکت میں ڈالتی ہے۔

علم، بلند کرتا ہے۔

علم، سمجھنے سے حاصل ہوتا ہے (یعنی اس کا سننا کافی نہیں ہے بلکہ اس کی تہہ تک) پہنچنا ضروری ہے۔

علم،خزانہ ہے۔

علم،عزت ہے اور طاعت حفاظت ہے۔

علم، رہنما ہے۔

علم، تمہیں نجات دیتا ہے اور جہالت، تمہیں ہلاک کرتی ہے۔

علم، بزرگی وعظمت ہے اور نادانی وجہالت، گمراہی ہے۔

علم، حیات اور ایمان،نجات ہے۔

علم، جائے عظمت وبزرگی ہے اور جہالت، جائے گمراہی یا علم عظمت دینے والا اور جہالت، گمراہ کرنے والی ہے۔

علم، پناہ گاہ ہے (ورنہ عمل کے بغیر علم نہیں ہے)۔

علم،عمل کے ساتھ ہے (ورنہ عمل کے بغیر علم نہیں ہے)۔

علم، جہالت کو مار ڈالتا ہے (یعنی وہ علم جہالت کو ختم کرتا ہے، جس کے ساتھ دلیل برہان اور عمل ہوتا ہے، ورنہ ان سے خالی علم جہالت کو ختم نہیں کرسکتا ہے۔بہت سے عالم ہیں لیکن عمل میں جاہلوں سے بھی بدتر ہیں)۔

علم، کرم کی زینت یا سرمایہ کی زینت ہے۔

علم،حلم کا پیشوا ہے یا علم حلم کو جذب کرتا ہے۔

علم،عظیم ترین بلندی ہے۔

علم،عقل کا چراغ ہے (یعنی علم کے بغیر عقل ہمیشہ صحیح راستہ پر نہیں چلتی ہے یا علم ایسا چراغ ہے کہ جس کو عقل نے روشن کیا ہے)۔

علم، بہترین دلیل ورہنما ہے۔

علم، قابل قدر اور عظیم سرمایہ ہے۔

علم، بہت بڑا خزانہ ہے۔

علم، زندگی اور شفا ہے۔

علم، آفات کو مانع ہے۔

علم، بہت بڑی کامیابی ہے۔

علم، عظیم ترین ماحصل وکمائی ہے۔

علم، حلم کی سواری ہے۔

علم، ہر نیکی کی بنیاد ہے۔

علم، عقل کا عنوان وعلامت ہے۔

علم، معرفت کا نتیجہ ہے (یا علم معرفت کے وجود کا منبع ہے)۔

علم، فکر وخیال کی تقویت کرتا ہے (یعنی اس میں پختگی پیدا کرتا ہے)۔

علم، بہترین رہنما ہے۔

علم، افضل ترین ہدایت ہے۔

علوم ادبا کی تفریح گاہ ہے۔

علم، حلم وبردباری کی اصل واساس ہے۔

علم، جہل کا قاتل ہے۔

علم، فہم کو بلانے والا ہے۔

علم کی کوئی انتہا نہیں ہے (انسان خواہ کتنا ہی بڑا عالم ہو جائے پھر بھی بہت سے مجہولات رہ جاتے ہیں اور بشر کو ان کے حاصل کرنے کی ضرورت ہے)۔

علم، بہت زیادہ ہے اور عمل بہت کم ہے۔

علم، عظیم ترین خزانہ ہے جو ختم نہیں ہوگا۔

علم، راہِ حق میں اس شخص کے لئے استقامت ہے، جو اس پر عمل کرتا ہے۔

سارا علم حجت ہے (یعنی علم کے سبب انسان سے باز پرس ہوگی) مگر یہ کہ اس پر عمل کیا جائے۔

علم، ایسا جمال ہے، جو مخفی نہیں ہے اور ایسا رشتہ ہے، جو منقطع نہیں ہوتا ہے یا علم کے ساتھ ایسا جمال ہے، جو ماند نہیں پڑے گا اور ایسا رشتہ ہے جو سب پر عیاں ہے۔

علم، مالداروں کی زینت اور ناداروں کی ثروت ہے (چونکہ علم نے مالدار اور نادار کو ان کے مناسب فریضہ سے آگاہ کر دیا ہے لہٰذا

ثروت مندی اور ناداری انہیں منحرف نہیں کرے گی)۔

لوگ بس اس لئے علم سے رغبت نہیں رکھتے ہیں کہ وہ زیادہ تر دیکھتے ہیں کہ علم حاصل کر کے اس پر عمل کرنے والے بہت کم ہیں (خبردار! ایسا نہ ہو کہ علم حاصل کر کے اس پر عمل نہ کرو کہ اس سے دوسرے مایوس ہوجاتے ہیں اور جب وہ عالم کو علم کے مطابق عمل کرتے نہیں دیکھتے تو وہ دین و علم سے بیزار ہوجاتے ہیں، سبھی عالم کو علم کے مطابق عمل پیرا دیکھنا چاہتے ہیں)۔

علم کی آفت، اس پر عمل نہ کرنا ہے۔

جب تم علم کو سن کر سمجھ لو تو اس کو نااہل سے چھپاؤ (یا اس کی حفاظت کے لئے بہت زیادہ کوشش کرو یا اس کو رواج دینے کے لئے کافی جانفشانی کرو) اور اسے کھیل تماشے سے مخلوط نہ کرو (یعنی اسے سہل نہ جانو) کہ دل اسے ذہن کے ذریعے باہر نکال دیں گے۔

جب تم علم سے فائدہ حاصل کرنا چاہو تو اس پر عمل کرو اور اس طرح کافی غور و خوض کرو کہ دل اسے محفوظ کرلیں۔

جب آدمی کا علم زیادہ ہوجاتا ہے تو اس کا ادب بھی زیادہ ہوجاتا ہے اور اسے اپنے پروردگار کا خوف بھی زیادہ ہوجاتا ہے۔

علم کے ذریعے معرفت پہچانی جاتی ہے۔

علم، زندگی کا سبب ہے (یا اس سے حیات ابدی اور آخرت کی نجات نصیب ہوتی ہے)۔

علم کے ذریعے ٹیڑھا و کج (راستہ بھی) سیدھا ہوجاتا ہے۔

علم سکھانا ہی اس کو زکوٰۃ ہے (یعنی سکھانے سے علم میں اضافہ ہوتا ہے)۔

علم کے ذریعے بردباری کا درجہ ملتا ہے۔

مکمل علم یہ ہے کہ اس پر عمل کیا جائے یا اس کو استعمال کیا جائے۔

تمام علم یہ ہے کہ اس کے اقتضا کے مطابق عمل کیا جائے۔

علم پر عمل نہ کرنے والا عمل کی جزا پر اعتماد نہیں رکھتا ہے (کیونکہ اگر وہ ثواب سے مطمئن ہوتا تو اپنے علم پر عمل کرتا)۔

علم کا پھل، خدا کی معرفت ہے۔

علم کا میوہ، عبادت ہے۔

علم کا ثمر، اس پر عمل کرنا ہے۔

علم کا پھل، زندگی کے لئے اس پر عمل کرنا ہے۔

علم کا میوہ عمل کو خالص کرنا یا عمل میں خلوص پیدا کرنا ہے۔

علم کی ثروت نجات دلاتی اور باقی رکھتی ہے۔

علم کا جمال اس کو پھیلانا اور اس کا پھل اس پر عمل کرنا اور اس کی حفاظت اسے اس کے اہل کے سپرد کرنا ہے۔

بہترین علم وہ ہے، جو نفع بخش ہوتا ہے۔

بہترین علم وہ ہے، جو تمہاری اصلاح کرے۔

بہترین علم وہ ہے، جس کے ساتھ عمل ہو۔

بہترین علم وہ ہے، جس کے ذریعے راستہ پانے میں تم اپنی اصلاح کرو اور بدترین علم وہ ہے کہ جس سے تم اپنی معاد کو برباد کرو۔

ہر علم سے اس کا بہترین (حصہ) لے لو کہ شہد کی مکھی اچھے سے اچھے شگوفے سے عرق چوستی ہے اور اس سے دو نفیس جوہر پیدا ہوتے ہیں، ان میں سے ایک میں لوگوں کے لئے شفا ہے اور دوسرے سے روشنی کی جاتی ہے۔

علم، فضائل کا سر ہے۔

بہت سے علم تمہیں گمراہی کی طرف دھکیل دیتے ہیں۔

علم کو زکوٰۃ اس کی نشر کرنا ہے (علم کا نشر کرنا، اس میں اضافہ کا باعث ہوتا ہے)۔

علم کی زکوٰۃ اسے مستحق کو (تعلیم) دینا اور اس پر عمل کرنے کے سلسلہ میں بدن کا تھکانا ہے۔

علم کی زینت، بردباری ہے۔

علم، خوف خدا کا باعث ہے۔

تمہارے لئے جس چیز کا علم حاصل کرنا ضروری ہے اور جس سے ناواقفیت میں تم معذور نہیں ہو، اس کے متعلق سوال کرو (اسے حاصل کرو)۔

بدترین علم وہ ہے، جس سے تم اپنے سیدھے راستہ کو خراب و فاسد کرتے ہو۔

بدترین علم وہ ہے، جس پر عمل نہ کیا جائے۔

دو چیزوں کی انتہا تک رسائی ممکن ہے (اور وہ ہیں) علم و عمل۔

علم کی برائی لاف زنی اور ڈینگیں مارنا ہے۔

تمہارے لئے علم حاصل کرنا ضروری ہے کہ یہ عظیم و معزز میراث ہے۔

منافق کا علم اس کی زبان پر ہوتا ہے (وہ اس پر عمل نہیں کرتا ہے)۔

مومن کا علم اس کے عمل میں ہوتا ہے (یعنی مومن اپنے علم پر عمل کرتا ہے)۔

بلاعمل والا علم، ایسا ہی ہے جیسا بغیر پھل کا درخت۔

جس علم پر عمل نہ ہو، وہ ایسا ہی ہے جیسے چلہ کے بغیر کمان۔

جس علم سے کوئی نفع نہ ہو، وہ اس دوا کی مانند ہے، جس کا کوئی اثر نہ ہو۔

جو علم تمہاری اصلاح نہ کرے، وہ گمراہی ہے اور جو مال تمہیں نفع نہ دے، وہ وبال ہے۔

جس علم پر عمل نہ ہو، وہ بندہ پر خدا کی حجت ہے۔

علم کا انجام، حسن عمل ہے۔

علم کا بلند ترین مقصد، اللہ سبحانہ کا خوف ہے۔

علم کی غایت، وقار اور حلم ہے۔

علم کی فضیلت اس پر عمل کرنا ہے (عمل کے بغیر انسان کے لئے وبال ہے)۔

''میں نہیں جانتا'' کہنا، نصف علم ہے۔

وہ کم علم کہ جس کے ساتھ عمل ہو، وہ اس زیادہ علم سے بہتر ہے، جس کے ساتھ عمل نہ ہو۔

علم، بہانہ بازوں کے بہانوں کو قطع کر دیتا ہے (علم کے بعد وہ اپنے لئے بہانہ نہیں ڈھونڈ سکتے ہیں)۔

ہر وہ علم جس کی عقل تائید نہ کرے، وہ ظلالت و گمراہی ہے۔

علم کے سوا ہر چیز خرچ کرنے سے کم گھٹتی ہے۔

کمیاب ہونے کی صورت میں ہر چیز کی عزت واہمیت بڑھ جاتی ہے، سوائے علم کے کہ اس کی عزت واہمیت زیادہ ہونے کے بعد بڑھتی ہے۔

ہر ظرف، اس میں رکھی جانے والی چیز کے سبب تنگ ہوجاتا ہے لیکن علم کا ظرف کشادہ ہوتا ہے۔

علم کے لئے بلندی ورفعت ہی کافی ہے۔

جیسے، جیسے انسان کا علم زیادہ ہوتا جاتا ہے، اسی لحاظ سے اپنے نفس پر اس کی توجہ بڑھ جاتی ہے اور اس کی اصلاح کی ریاضت کے لئے کوشش کرتا ہے۔

جس طرح علم انسان کی ہدایت کرتا اور اس کو نجات دلاتا ہے، اسی طرح اس کی جہالت اس کو گمراہ کرتی ہے اور ہلاکت میں ڈالتی ہے۔

علم کا حصول، دنیا سے بے رغبتی میں ہے۔

علم کا کمال، حلم و بردباری ہے اور حلم کا کمال تحمل کرنا ہے۔

علم کا کمال، اس پر عمل کرنا ہے۔

طالب علم کے لئے دنیا میں عزت اور آخرت میں کامیابی ہے۔

علم اس وقت تک ثمر بخش نہیں ہوسکتا، جب تک کہ اس کے ساتھ حلم و بردباری نہ ہو۔

علم کو وہی سمیٹ سکتا ہے، جو تحقیق و درس خوانی میں مسلسل محنت کرتا ہے۔

زبانِ علم، صدق بیانی ہے (یعنی ہر شخص کے علمی مراتب کو اس کی راست گوئی سے سمجھا جاسکتا ہے)۔

جس چیز سے علم (یا انسان) کا وقار و دبدبہ بڑھتا ہے، وہ تصور وفہم ہے۔

جوعلم سے سیدھا راستہ طلب کرتا ہے، وہ اس کی رہنمائی کرتا ہے۔
جوعلم کے ساتھ خلوت نشین ہوجاتا ہے، اسے کوئی تنہائی وحشت میں نہیں ڈالتی ہے۔علم جس کی ہدایت نہ کرسکے، اسے جہالت گمراہ کردیتی ہے۔
جوعلم پر عمل کرتا ہے، وہ آخرت (دنیا وآخرت) میں اپنی مراد کو پالیتا ہے۔
جوشخص علم کا حریص ہوتا ہے، درحقیقت وہ اپنے اوپر احسان کرتا ہے۔
جوعلم کو چھپاتا ہے، گویا وہ جاہل ہے۔
جو اپنے علم کی مخالفت کرتا ہے، اس کا جرم وگناہ بڑا ہوتا ہے۔
جس کا علم اس کی عقل سے زیادہ ہوتا ہے، وہ اس کے لئے وبال ہوتا ہے(علم وعقل دونوں کو برابر ہونا چاہئے تاکہ انسان کے لئے مفید ہوں)۔
جوعلم کی تہہ تک پہنچ جاتا ہے، وہ حکمتوں کے چشموں سے لوٹ آتا ہے یا جوشخص علم کی انتہا ومقصد کو گم کردیتا ہے، اسے حکمتوں کے چشموں سے روک دیا جاتا ہے۔
جوعلم کے گھاٹ سے سیراب ہوتا ہے، وہ بردباری کا پیراہن پہن لیتا ہے۔
جو کثرت سے علم کا مباحثہ وتحقیق کرتا ہے، وہ علم وآموختہ کو فراموش نہیں کرتا ہے اور (اس کی مدد سے) اس کو بھی سمجھ لیتا ہے، جس کو نہیں جانتا ہے۔
جو حاصل کئے ہوئے علم میں غور وفکر کرتا ہے، وہ اپنے علم کو محکم ومضبوط کرتا ہے اور اس کو بھی سمجھ لیتا ہے، جس کو نہیں سمجھ سکا تھا۔
جوعلم کے ذریعے مال کسب نہ کرسکا، اس نے علم کے وسیلہ سے جمال کسب کرلیا۔
جس نے علم پر عمل نہیں کیا، علم اس پر حجت ووبال ہے۔
علم کا کمال یہ ہے کہ علم کے اقتضا کے مطابق عمل کیا جائے۔
اشرف ترین وبلند ترین علم وہ ہے، جو حلم وبردباری کے زیور سے آراستہ ہو۔
جوعلم کو زندہ کرتا ہے، اسے موت نہیں آتی ہے (نہیں مراد وہ شخص، جس نے علم کو زندہ کیا)۔
علم اتنا کسی چیز سے نہیں بڑھتا ہے، جتنا اس پر عمل کرنے سے نمو پاتا ہے۔
جس نے نہیں سمجھا ہے، وہ کسی کو علمی فائدہ نہیں پہنچا سکتا اور جو بردبار نہیں ہے، وہ بردباری کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔
علم کا معیار (اور اس کی فضیلت وبقا کا سبب) اس کا نشر کرنا ہے۔
علم کا معیار، اس پر عمل کرنا ہے۔
علم کا درس ومباحثہ علما کی لذت ہے (حقیقی علما وہی ہیں، جن کو درس ومباحثہ میں ہی لذت ملتی ہے)۔

علم کی مجالس، غنیمت اور نفع بخش ہیں۔

مرد کو اس کا علم وحلم ہی زینت دیتا ہے۔

بہترین ہم نشین، علم وحلم ہے۔

ایمان کا بہترین ساتھی، علم ہے۔

ایمان کا بہترین رہنما، علم ہے۔

جس کو نہیں جانتے، اس سے دشمنی نہ کرو کیونکہ زیادہ علم اس چیز میں ہے، جس کو تم نہیں جانتے۔

علم جیسا کوئی ذخیرہ نہیں ہے (کیونکہ وہ مال کے برعکس خود اپنے حامل واہل کی حفاظت کرتا ہے)۔

علم جیسا کوئی شرف نہیں ہے (کہ وہ آدمی کو درجہ کمال پر پہنچا دیتا ہے)۔

علم جیسا کوئی شب میں افسانہ کہنے والا نہیں ہے (کیونکہ افسانہ گوئی آدمی کو خدا سے دور کر دیتی ہے اور اس کی عمر زائل ہو جاتی ہاور علم اس کو خدا سے قریب کر دیتا ہے اور اس کی عمر کو بابرکت بنا دیتا ہے)۔

کوئی بھی خزانہ علم سے زیادہ نفع بخش نہیں ہے۔

علم سے بڑی کوئی عزت نہیں ہے۔

علم سے زیادہ کامیاب دلیل نہیں ہے۔

علم تو بس صاحبانِ علم ہی سے لیا جا سکتا ہے (لہٰذا ہر کس و ناکس سے علم نہیں سیکھنا چاہئے)۔

توفیق (خدا) کے بغیر کوئی علم بھی نفع بخش نہیں ہے۔

جسم کے عیش وآرام کے ساتھ علم حاصل نہیں ہوسکتا۔

پارسائی وپاک دامنی کے بیر علم پاکیزہ نہیں ہوسکتا۔

علم کو وہی جمع کر سکتا ہے، جو اپنے درس و بحث کو طول دیتا ہے (اور مدتوں درس پڑھتا اور درس دیتا ہے)۔

جس کے پاس بصیرت نہیں ہے، اس کے پاس علم نہیں ہے۔

علم وصاحبانِ علم کو احمق وجاہل ہی حقیر سمجھے گا۔

تھوڑا علم بھی زیادہ جہل کی نفی کر دیتا ہے۔

مرد علوم وعقلوں کے لحاظ سے ایک دوسرے پر برتری رکھتے ہیں، نہ کہ مال ونژاد سے۔

علم، عمل کا محتاج ہوتا ہے۔

علم، حلم وبردباری کا محتاج ہوتا ہے۔

علم، تحمل وبرداشت کا محتاج ہوتا ہے۔

علم کی اطاعت اور جہالت کی نافرمانی کرو، کامیاب ہو جاؤ گے۔

علم، بلندترین ہدایت ہے۔

عالم

عالم وہ ہے، جس کے اقوال کی صحت وصداقت کی گواہی اس کے افعال دیتے ہیں۔

جاہلوں کی کثرت کے سبب علما غریب واجنبی ہیں۔

عالم وہی ہے، جو علم سے سیر نہ ہو اور خود اس کی بھوک وخواہش کو نہ دبائے۔

عالم، جاہل کو پہچانتا ہے کیونکہ پہلے وہ بھی نادان تھا۔

مکمل عالم وہ ہے، جو خدا کے بندوں کو اس کی رحمت کی امید رکھنے سے منع نہ کرے اور خدا کی تدبیر و عذاب سے محفوظ قرار نہ دے۔

عالم و متعلم (استاد و شاگرد) اجر میں شریک ہیں اور ان دونوں کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

علما و دانشور اخلاق کے لحاظ سے سب سے زیادہ پاک اور طمع کی ریشہ دوانی کرنے میں سب سے کم ہیں۔

عالم، مردوں کے درمیان زندہ ہے۔

خبردار! علما کو کم نہ سمجھنا کہ یہ چیز تمہیں عیب دار بنا دے گی اور تمہارے بارے میں بدظنی و بداندیشی پیدا کر دے گی۔

تم میں بڑا عالم وہ ہے، جو تم میں زیادہ خوف (خدا) رکھتا ہے۔

انبیاء کی قربت کے مستحق تو وہی لوگ ہیں، جو ان کی لائی ہوئی چیزوں کے سبب بڑے عالم ہیں۔

لوگوں میں سب سے بڑا عالم وہ ہے، جو حصول علم کے لئے ان میں سب سے زیادہ حریص ہے (جو بھی علم حاصل کرنے میں زیادہ حریص ہوگا وہ سب سے بڑا عالم ہوگا)۔

لوگوں میں اس شخص کو خدا کا علم سب سے زیادہ ہے، جو خدا سے سب سے زیادہ ڈرتا ہے۔ (کیونکہ خوف وخشیت بھی علم ہی کا نتیجہ ہے، جتنا علم بڑھتا ہے اتنا ہی خوف خدا بڑھتا ہے۔ قرآن مجید میں خداوند عالم کا ارشاد ہے: انما یخشی اللہ من عبادہ العلموا (سورۂ فاطر: ۲۸) ''خدا سے صرف علما ہی ڈرتے ہیں'')۔

لوگوں کے درمیان خدا کے بارے میں وہ سب سے زیادہ جانتا ہے، جو خدا کی قضا و فیصلہ پر سب سے زیادہ راضی رہتا ہے۔

علم کے اعتبار سے لوگوں کے درمیان وہ سب سے عظیم ہے، جو ان میں خوف خدا کے لحاظ سے زیادہ سخت ہے (واضح رہے کہ جتنا علم زیادہ ہوتا ہے، اتنا ہی خدا کا خوف بڑھتا ہے)۔

وہ شخص سب سے زیادہ خدا کی معرفت رکھتا ہے، جو سب سے زیادہ خوف خدا رکھتا ہے۔

بندوں میں تکبر کرنے والے عالم کو خدا سخت دشمن سمجھتا ہے۔

تقصیر وکوتاہی کرنے والے علما بہت بڑے گنہگار ہیں۔
موت کے وقت بے عمل علما سب سے زیادہ پشیمان ہوں گے۔
سب سے بڑا عالم وہ ہے، جس کے یقین کو شک زائل نہ کر سکے (اس کے عقائد کو دلیل و برہان پر قائم ہونا چاہئے تا کہ شک انہیں زائل نہ کر سکے)۔
خدا کا علم اس شخص کو سب سے زیادہ ہے، جو سب سے زیادہ خدا سے طلب کرتا ہے (واضح رہے کہ جب انسان کو یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ ترقی، احسان، نعمت، کمال تک رسائی اور عزت و ذلت اس کے ہاتھ میں ہے تو وہ ہر چیز کو اسی سے طلب کرتا ہے، یہاں تک کہ آٹے میں نمک کو بھی اسی سے مانگتا ہے)۔
بے شک علم کی روایت کرنے والے بہت زیادہ ہیں اور اس کی رعایت کرنے والے بہت کم ہیں۔
پیغمبروں کی قربت کے وہ لوگ زیادہ مستحق ہیں، جو ان میں اس چیز کو زیادہ جاننے والے (یا زیادہ عمل کرنے والے) ہیں جس کو وہ لائے ہیں۔
عالم اپنے علم کے سبب، بزرگ اپنے سن کے باعث اور احسان کرنے والے اپنے احسان کے سبب اور بادشاہ اپنی بادشاہت کے باعث محترم و معزز ہوتے ہیں۔
علما لوگوں پر حاکم ہیں (لہٰذا لوگوں کو ان کی اطاعت کرنا چاہئے)۔
عالم زندہ ہے، خواہ مر گیا ہو (کہ عام و خاص میں اس کا نام زبان زد رہتا ہے، مرکزوں میں اس کے افکار پر عمل ہوتا ہے، اس کی کتابوں سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں، انہیں چیزوں کے ذریعے وہ زندہ رہتا ہے یا خدا کے نزدیک زندہ ہے جیسا کہ شہید زندہ ہے)۔
عالم وہ ہے، جو اپنی قدر و منزلت کو پہچانتا ہے۔
عالم اپنے قلب و ضمیر سے دیکھتا ہے (یعنی غور و فکر کرتا ہے) اور جاہل اپنی آنکھ اور اس کے تل سے دیکھتا ہے اور عبرت کا لحاظ نہیں رکھتا ہے۔
عالم وہی ہے، جو علم سیکھنے سے نہیں تھکتا ہے۔
جب تک شب و روز (کا سلسلہ جاری) ہے علما زندہ ہیں (یعنی ان کا نام باقی رہے گا اور ان کے آثار باقی رہیں گے یا جب تک دنیا باقی ہے علما بھی باقی ہیں)۔
علم کو چھپانے والے کو صحیح نتیجہ پر پہنچنے کا یقین نہیں ہوتا ہے (کیونکہ جب تک بحث نہیں کرے گا اور اپنے خیالات کا اظہار نہیں کرے گا، اس پر خطا و صواب واضح نہیں ہو سکے گا)۔
عالم تو بس وہی ہے کہ جس کا علم اسے پاک دامنی، تقویٰ، دنیا سے بے رغبتی اور جنت الماویٰ سے شیفتگی کی دعوت دیتا ہے۔

جب ریاست ومنصب، علماء کی آفت ہے۔

جب تم کسی عالم کو دیکھو تو اس کے خدمت گار بن جاؤ۔

مبارک ہو، مبارک ہو، اس عامل کو کہ جس نے علم حاصل کیا تو خود کو (گناہوں اور ناپسند صفات سے) باز رکھا تو وہ خون اور مرگ مفاجات سے ڈرا اور اس کے لئے تیار رہا اگر اس سے پوچھا جاتا ہے تو اظہار کرتا ہے اور اس کو چھوڑ دیا جاتا ہے تو خاموش رہتا ہے۔ اس کی بات جچی تلی اور اس کی خاموشی جواب سے عاجز ہونے کی بنا پر نہیں ہوتی ہے۔

علما کی ہم نشینی وصحبت اختیار کرو تا کہ نیک بخت وکامیاب ہو جاؤ (کہ علم تمہیں خدا تک پہنچادے گا)۔

علما کی ہم نشینی اختیار کرو، اس سے تمہارے علم میں اضافہ ہوگا۔

عالم کا جمال، اپنے علم پر عمل کرنے میں ہے۔

علما کے پاس نشست وبرخاست کرو تا کہ تمہارے علم میں اضافہ ہو جائے اور تمہارا ادب سنور جائے اور تمہارا نفس پاک ہو جائے۔

علما کے ساتھ رہو تا کہ تم بینا ہو جاؤ۔

بہت سے علما کو ان کا علم مار ڈالتا ہے (کیونکہ وہی علم مفید ونفع بخش ہوتا ہے، جس کے ساتھ عمل ہوتا ہے)۔

اکثر علم کا دعویٰ کرنے والا عالم نہیں ہوتا ہے (پس علم کا دعویٰ کرنے والے کو اس وقت تک عالم نہیں سمجھنا چاہئے، جب تک معلوم نہ ہو جائے)۔

بہت سے علما فائدہ اٹھانے والے نہیں ہیں (کہ وہ اپنے علم پر عمل نہیں کرتے ہیں)۔

عالم کا رتبہ تمام رتبوں سے بلند ہے۔

ایک عالم کی لغزش، عالم وجہانوں کو فاسد وبرباد کر دیتی ہے (کیونکہ پوری امت کی آنکھیں اسی کے قول وعمل پر لگی رہتی ہیں لہٰذا وہ اسی کی پیروی کریں گے)۔

عالم کی لغزش، کشتی کے ٹوٹنے کی مانند ہے کہ وہ تو غرق ہوتی ہی ہے، اپنے ساتھ دوسروں کو بھی لے ڈوبتی ہے۔

عالم کی لغزش، بہت بڑا ظلم ہے (برخلاف نادان کی لغزش کے کہ اس کا عذر سنا جائے گا)۔

عالم کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس چیز کا علم حاصل کرے کہ جس کو نہیں جانتا ہے اور جس کا علم حاصل کر چکا ہے، اس کو لوگوں کو سکھائے۔

عالم کے لئے ضروری ہے کہ جو اس نے سیکھا ہے، پڑھا ہے، اس پر عمل کرے، اس کے بعد اس کا علم حاصل کرے، جس کو نہیں جانتا ہے۔

عالم دشمن، جاہل مددگار سے بہتر ہے (کیونکہ عالم کی دشمنی علم کی روشنی میں ہوتی ہے، جس میں کوئی ضرر نہیں ہوتا، برخلاف جاہل کی مدد کے کہ وہ جہالت کے ساتھ ہوتی ہے، اس سے ضرر ونقصان پہنچتا ہے)۔

ہر عالم (خدا سے) ڈرنے والا ہے۔

کتنے ہی عالم، فاسق و فاجر ہیں اور کتنے ہی عابد جاہل ہیں۔ فاسق و فاجر علما اور جاہل عابدوں سے بچو (دونوں ہی نقصان دہ ہیں کیونکہ جب لوگ عالم کو مشاہدہ کے خلاف عمل کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو جھوٹا سمجھتے ہیں۔ اسی طرح جاہل و نادان عابد کہ اس کی راہ وروش کا تعلق جہالت سے ہے۔ اپنے خیال میں کبھی وہ دین کی خدمت کرے گا لیکن لاشعوری طور پر دین پر ضرب لگاتا ہے، جب وہ نماز یا قرآن پڑھتا ہے تو جاہلوں کی طرح پڑھتا ہے۔ اس لئے وہ بھی دین پر ضرب لگاتا ہے۔

عالم کی جہالت و نادانی کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اس کا عمل اس کے علم کے منافی ہو۔

تم یا بولنے والے عالم، یا سن کر حفظ کرنے والے بنو خبردار! ان کا تیسرا نہ بننا (یعنی معاشرہ میں تیسری قسم ایجاد نہ کرنا)۔

حق کے عالم اور اس پر عمل کرنے والے بنو تاکہ خدا تمہیں نجات دے۔

اگر صاحبانِ علم اس کو حق کے ساتھ حاصل کرتے (اور خدا کے لئے اس کو استعمال کرتے) تو یقینا خدا اور اس کے فرشتہ انہیں دوست رکھتے لیکن انہوں نے دنیا کے لئے علم حاصل کیا، جس سے وہ خدا کی نظر میں دشمن ہو کر ذلیل ہو گئے۔

جو علم حاصل کر لیتا ہے وہ (خدا سے یا بطورِ مطلق) نیک سوال کرتا ہے۔

جو علم حاصل کرتا ہے، وہ عمل کرتا ہے (پھر اگر کوئی علم کے مطابق عمل نہ کرے، درحقیقت وہ یا عالم نہیں ہے یا اس کا علم بے فائدہ ہے)۔

جس نے علم حاصل کیا (یا عمل کیا) اس نے ہدایت پائی۔

جس نے علم کو ضائع کیا (اور اس پر عمل نہ کیا) اس نے طمانچہ کھایا۔

جس نے عالم کی تعظیم و توقیر کی درحقیقت اس نے اپنے رب کی تعظیم و توقیر کی۔

جو خلا میں اپنے علم کا خیال نہیں رکھتا ہے، اس کا علم اسے ملا میں رسوا کرتا ہے۔

جو علم کی انتہا تک پہنچنے کا دعویٰ کرتا ہے، درحقیقت وہ اپنی انتہائی جہالت کو آشکار کرتا ہے (صرف خدا ہی عالم مطلق ہے اور رسولؐ کی اس عظمت کے باوجود خدا حکم دیتا ہے کہ کہو: رب زدنی علما (طہٰ: ۱۱۴) ''پروردگار! میرے علم میں اضافہ فرما'')۔

ہر عالم کا فرض ہے کہ وہ ورع و پاک دامنی کے ذریعے خود کو محفوظ رکھے اور طالب علم کے لئے علم کو صرف کرے۔

تمہارے علم کی فضیلت یہ ہے کہ اپنے علم (عمل) کو کم سمجھو (کیونکہ معلومات کی بہ نسبت مجہولات زیادہ ہیں، اسی طرح علم کی بہ نسبت عمل)۔

جس نے اپنے علم کے مطابق عمل نہ کیا، وہ عالم نہیں ہے۔

اس شخص کو کس چیز نے بڑا بنا دیا کہ جو اپنے علم پر عمل نہیں کرتا ہے۔

خداوند عالم جاہل سے یہ باز پرس نہیں کرے گا کہ تم نے علم حاصل کیوں نہیں کیا بلکہ عالم سے باز پرس ہوگی کہ تم نے تعلیم کیوں نہیں

دی ؟ (یعنی عالم کا تعلیم دینا جاہل کے تعلیم لینے پر مقدم ہے اور عالم کی ذمہ داری بڑی ہے (اور روزِ قیامت عالم سے سوال ہوگا کہ تعلیم کیوں نہیں دی پھر جاہل سے باز پرس ہوگی کہ تم نے علم کیوں حاصل نہیں کیا یا روزِ اول خدا نے پہلے عالم سے تعلیم دینے کا عہد لیا اور پھر جاہل سے تعلیم لینے کا عہد لیا ہے)۔

دو اشخاص کے علاوہ کسی نے میری کمر نہیں توڑی ہے، بے باک عالم اور جاہل عبادت گزار وہ بے باکی کی وجہ سے لوگوں کو حق سے دور کرتا ہے اور یہ عبادت کے ذریعے لوگوں کو اپنے باطل کی طرف دعوت دیتا ہے (لوگ اس کی عبادت کو دیکھ کر فریب کھاتے ہیں)۔

علما کا آپس میں بحث و مباحثہ (یا باریک بینی و موشگافی کرنا) ان کے لئے نتیجہ بخش ہوتا ہے اور ان کے لئے فضائل کسب کرتا ہے۔

اموال کو ذخیرہ کرنے والے جیتے جی ہلاک ہو گئے اور علما باقی ہیں، جب تک کہ شب و روز باقی ہیں، ان کے بدن ختم ہو چکے ہیں لیکن ان کی صورتیں یا ان کے افکار و نظریات دلوں میں موجود ہیں۔

کسی بھی عالم کو حقیر نہ سمجھو خواہ وہ حقیر ہی ہو (یا علم کے لحاظ سے مثلاً کسی نے کم مدت تک علم حاصل کیا ہے یا مادی وسائل کے لحاظ سے کہ اس کے پاس دنیوی جاہ و حشم کم ہے)۔

عالم کی لغزش سے زیادہ سخت کوئی لغزش نہیں ہے۔

کوئی عالم اس وقت عالم نہیں ہو سکتا، جب تک کہ وہ اپنے بڑے پر حسد نہ کرے اور اپنے سے کم علم والے کو چھوٹا نہ سمجھے اور اپنے علم پر دنیوی گرد و غبار نہ بیٹھنے دے۔

مناسب یہ ہے کہ مرد کا علم اس کی گویائی اور بولنے سے زیادہ ہو اور اس کی عقل اس کی زبان پر غالب ہو۔

عام لوگوں کا المیہ، بدکار عالم ہے۔

تعلیم و تعلّم

عقل کو پاک کرنے میں تعلیم سب سے بڑی مددگار ہے۔

تعلیم دو تا کہ عالم بن جاؤ، عزت و احترام کرو تا کہ محترم بن جاؤ (یعنی خود کو تہذیب و اخلاق اور پرہیزگاری کے ساتھ محترم و معزز بناؤ تا کہ خدا کے یہاں بھی تمہارا مرتبہ بلند ہو جائے یا خود کو ان چیزوں سے بچاؤ، جو خفت و خواری کا باعث ہوتی ہیں، جیسے بخل و حسد و حرص وغیرہ تا کہ لوگوں کی نظر میں محترم بن جاؤ)۔

اس شخص کے ساتھ انکساری سے پیش آؤ کہ جس سے تم نے علم حاصل کیا ہے اور جس کو تم نے علم دیا ہے، تکبر کرنے والے علما میں سے نہ ہونا اور دیکھو تمہاری جہالت کو تمہارے علم کے برابر نہیں ہونا چاہئے۔

علم حاصل کرو، اگر تم غنی ہو تو وہ زینت بخشے گا اور نادار ہو تو تمہارے اخراجات کا ضامن ہوگا اور تمہیں کج روی و بے صبری سے بچائے گا۔

علم اس سے حاصل کرو، جو علم رکھتا ہے اور اپنا علم اس کو تعلیم دو، جو نادان ہے۔ جب تم ایسا کرو گے تو یہ تمہیں وہ چیز سکھا دے گا، جس کو تم نہیں جانتے اور تم اپنے کسب کردہ علم سے کافی فائدہ حاصل کرو گے۔

نااہل کو علم سکھانے والا، اس پر ظلم کرنے والا ہے۔

علم حاصل کرو تا کہ اس کے ذریعے پہچانے جاؤ اور اس کے مطابق عمل کرو تا کہ اہل علم میں سے ہو جاؤ (یعنی جو شخص اپنے علم پر عمل نہیں کرتا ہے، اس کو عالم نہیں کہا جا سکتا)۔

متعلّم

جب تم بولنے والے عالم نہ ہو تو حفظ کرنے والے سامع بن جاؤ۔

طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ وہ تحصیل علم میں خود کو زحمت میں ڈالے اور تعلیم حاصل کرنے میں تھکن کو پاس نہ آنے دے اور حاصل کئے ہوئے علم کو زیادہ تصور نہ کرے۔

جس نے علم حاصل کرنے کی کوشش کی، وہ عالم بن گیا۔

جو تعلیم نہیں لیتا، وہ نادان رہتا ہے۔

جس نے عمل کرنے کے لئے علم حاصل کیا، اسے اس کی کساد بازاری وحشت زدہ نہیں کرے گی۔

جس نے کم سنی میں علم حاصل نہیں کیا، وہ بزرگی میں آگے نہیں بڑھا (یہ جو ہم دیکھتے ہیں کہ بعض اشخاص لوگوں کے رہبر بن جاتے ہیں تو یہ اس لئے بن جاتے ہیں کہ انہوں نے بچپنے میں سنجیدگی و کوشش سے علم حاصل کیا تھا)۔

جس نے تعلیم و تعلّم (سیکھنے اور سکھانے) کی زحمت پر صبر نہیں کیا، وہ جہالت کی ذلت میں باقی رہا۔

جو علم حاصل کرنے کے لئے اپنے نفس کو مشقت میں نہ ڈالے، وہ گو یا سبقت حاصل نہیں کر سکتا۔

جو علم نہیں رکھتا ہے، اسے علم حاصل کرنے میں کوئی ذلت نہیں محسوس کرنا چاہئے۔

جاہلوں سے ان چیزوں کو بیان نہ کرو، جنہیں وہ نہیں جانتے کہ وہ تمہیں جھٹلائیں گے (پھر تمہارے علم کا تمہارے اوپر ایک حق ہے اور اس کا حق یہ ہے کہ اسے مستحق کو دو اور غیر مستحق کو نہ دو)۔

تکبر کرنے والا، کبھی عالم نہیں بن سکتا۔

عمر

جس عمر میں خدا نے انسان کو معذور قرار دیا ہے، وہ ساٹھ سال (کی عمر) ہے۔

جس عمر میں انسان اپنی پوری طاقت حاصل کرتا ہے (اور عقل میں پختگی آجاتی ہے) وہ چالیس سال ہے (قرآن مجید میں ہے: حتی اذا بلغ اشدہ وبلغ اربعین سنۃ (احقاف: ۱۵) اور جناب یوسف علیہ السلام کے حالات میں مرقوم ہے: ولما

بلغ اشدہ اتینہ حکما و علما (یوسف:۲۲)۔

ان چیزوں میں عمر ضائع کرنے سے بچو کہ جو تمہارے لئے باقی نہیں رہیں گی اور عمر کا جو حصہ گزر جاتا ہے، وہ واپس نہیں لوٹتا ہے (یعنی انسان کو باقی نہ رہنے والی چیزوں میں عمر نہیں گنوانا چاہئے بلکہ اخروی کاموں میں کھپانا چاہئے کہ وہی انسان کے کام آئیں گی)۔

بے شک تمہاری عمر سعادت و کامیابی کا مہر ہے لہٰذا تم اسے خدا کی اطاعت میں صرف کرو۔

یقینا تمہاری سانس تمہاری عمر کے اجزا ہیں لہٰذا انہیں اس کی اطاعت میں فنا کرو (کہ وہ تمہیں تمہارے رب سے قریب کردے گی)۔

تمہاری عمر تو بس وہی لمحہ ہے، جس میں تم ہو (اس کے بعد کا دوسرے سے تعلق ہے لہٰذا موقع کو غنیمت سمجھو)۔

بے شک تمہاری عمر اتنی ہی ہے، جتنی تمہاری سانسیں اور انہیں شمار کرنے والا مقرر ہے۔(ہر سانس کو غنیمت سمجھو کسی بیہودہ کام میں صرف نہ کرو)۔

عمروں کو تباہ و خراب کرنے میں رات دن عجلت کناں ہیں۔

یقینا تمہاری گزری ہوئی عمر ایک وعدہ ہے، جو پورا ہو چکا ہے (یا گزرا ہوا وقت ہے) اب اس میں کوئی کام انجام نہیں دیا جا سکتا ہے اور آنے والی عمر ایک آرزو ہے (معلوم نہیں کہ پوری ہو گی یا نہیں؟) اور جس لمحہ میں ہو، وہی کام کا وقت ہے (لہٰذا اسے ہاتھ سے نہیں جانا چاہئے)۔

بے شک عمر کی مدت و مقصود کو پل جھپکنا بھی کم کرتا ہے اور ساعت و ثانیہ بھی اس کو منہدم کرتا ہے لہٰذا کم مدت قابل قدر ہے (اس میں آخرت کے لئے کوشش کرنا چاہئے)۔

یقینا نقصان اور دھوکے میں وہ ہے، جو عمر کے لحاظ سے نقصان و دھوکے میں ہے اور قابل رشک وہ ہے، جس نے اپنی عمر کو اپنے پروردگار کی اطاعت میں صرف کیا ہے۔

عمر تو بس گئی ہوئی سانسیں ہیں۔

اس عمر پر کیسے خوش ہوا جا سکتا ہے کہ جس کو ساعتیں کم کر رہی ہوں؟

جو چیز کبریت احمر (سرخ یاقوت یا خالص سونے) سے بھی زیادہ کمیاب ہے، وہ مومن کی باقی ماندہ عمر ہے۔

جس کی عمر طویل ہو جاتی ہے، اس کے مصائب و مشکلات میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے (کہ ہر لمحہ انسان پر ایک نئی مصیبت ٹوٹتی ہے)۔

جس کی عمر طویل ہوتی ہے، وہ عزیزوں اور دوستوں کا غم اٹھاتا ہے (یعنی وہ اس کے سامنے مر جاتے ہیں)۔

جس نے اپنی عمر کو اس چیز کے لئے کھپا دیا کہ جو اس کو نجات دلانے والی نہیں تھی، اس نے اصلی مقصد کو ضائع کر دیا۔

تمہارے زمانہ کا کوئی لمحہ نہیں گزرتا مگر یہ کہ تمہاری عمر کا حصہ ختم ہوتا ہے۔
اپنی عمر کو کھیل کود میں ضائع نہ کرو کہ دنیا سے نامراد، ناامید جاؤ گے (یعنی پھر اخروی نعمتوں کی امید نہ رکھ سکو گے)۔
رات، دن کی مسلسل آمد و رفت کے ساتھ عمر کے لئے بقا نہیں ہے۔
اپنی باقی ماندہ عمر کی قدر تو نبی یا صدیق ہی کر سکتا ہے۔
عمر کو لحظات و لمحات ختم کر دیتے ہیں۔
عمر کو عبادت و طاعت کے علاوہ، تباہ کرنے سے پرہیز کرو۔

آبادکاری

بادشاہ کا ظلم آبادکاری اور عمران کے لئے آفت ہے۔

فکرِ عمیق

جو عمیق فکر کرتا ہے، وہ حق کی طرف جانے میں سستی نہیں کرے گا یا حق سے دوری اختیار نہیں کرے گا۔

اعمال

علم کے بغیر عمل گمراہی ہے۔
نیک عملی اعلیٰ ترین زادِ راہ ہے۔
فرمانِ خدا پر عمل کرنا، بڑا نفع بخش، سچی زبان زیادہ آراستہ اور زیادہ کامیاب ہے۔
دنیا میں بندوں کے اعمال آخرت میں ان کا نصب العین ہے (دنیا میں بندے جو اعمال بجا لائیں گے، وہ آخرت میں ان کے سامنے ہوں گے)۔
خدا کے نزدیک فضیلت و برتری نیک اعمال میں ہے، نہ کہ شائستہ باتوں میں۔
اس شخص کا علم میں کوتاہی کرنا کہ جو خدا پر اعتماد نہیں رکھتا ہے، نقصان و زیاں ہے۔
نفس کا ان چیزوں میں مشغول ہونا، جو موت کے بعد ساتھ چھوڑ دیں گی، عمل کی بہت بڑی کمزوری ہے۔
علم پر عمل کرنا، تمام نعمت میں سے ہے (یعنی مکمل نعمت ہے)۔
باتیں محفوظ کی جا چکی ہیں اور باطنوں کو آزما لیا گیا ہے اور ہر شخص اپنے کئے ہوئے کا رہین ہے۔
بہترین و نیک ترین ہمنشین عمل صالح ہے۔
عمل کرو تا کہ ذخیرہ ہو جائے۔

علم کے مطابق عمل کروتا کہ غنیمت پاؤ۔
اپنے عمل کو اپنا دوست اور اپنی امید کو اپنا دشمن سمجھو۔
اس شخص کی طرح عمل کرو جو یہ جانتا ہے کہ خدا اس کی بدی اور نیکی کی جزا دے گا۔
اپنے عمل میں کوشاں رہو، دوسرے کے خزینہ دار نہ بنو۔
علم پر عمل کروتا کہ نیک بخت و کامیاب ہو جاؤ۔
جب جان لو تو عمل کرو۔
عمل کرو، عمل ہی نفع بخش ہے، دعا سنی جاتی ہے اور توبہ بلند ہوتی ہے (مرنے کے بعد ان میں سے کسی کو انجام نہیں دیا جا سکتا)۔
ہر اس عمل سے اعراض کرو، جس کی تمہیں ضرورت نہ ہو اور جو چیز تمہارے لئے آخرت میں ضروری ہے، اس میں خود کو مشغول کرو۔
اس دن کے لئے عمل بجالاؤ، جس دن کے لئے ذخیرے جمع کئے جاتے ہیں، جس دن سارے اسرار آشکار ہو جائیں گے۔
جب تک دنیا میں باقی ہو اور نامہ اعمال کھلا ہوا ہے اور توبہ کا باب کھلا ہوا ہے، روگرداں کو نہیں بلایا گیا ہے اور گنہگار امیدوار ہے یا اس کو عمل کے ختم ہونے تک کی مہلت دی گئی ہے، مہلت تمام نہیں ہوئی ہے، عمل کر لو کہ پھر مدت کم ہو جائے گی اور باب توبہ بند کر دیا جائے گا۔
ہر اس عمل سے بچو کہ جس کے انجام دینے والے سے اس کے بارے میں سوال کیا جائے تو شرمندہ ہو اور اس کا انکار کرو۔
ہر اس عمل سے بچو پرہیز کرو، جس کو خفیہ طور پر کیا جاتا ہے اور کھلم کھلا کرنے میں شرم محسوس ہوتی ہے۔
ہر اس عمل سے بچو کہ جس کا بجالانے والا، اپنے نفس کے لئے اس سے خوش ہوتا اور عام مسلمانوں کے لئے اس کو پسند نہیں کرتا ہے۔
برے اعمال اور امیدوں کے فریب اور آرزوؤں کے منقطع ہونے اور اچانک موت آنے سے ہوشیار رہو۔
خبردار! برا فعل انجام نہ دینا کہ وہ تمہارے ذکر کو برا بنا دے گا اور تمہارے گناہ میں اضافہ کر دے گا۔
دیکھو! اس کام سے بچنا کہ جو آزاد کو تم سے متنفر کر دے یا تمہاری قدر و منزلت گھٹا دے یا تمہاری طرف کسی برائی کو کھینچ لائے یا اس کے سبب قیامت میں سخت گناہ لے کر جاؤ۔
کیا اپنے سکت و دشوار دن سے پہلے کوئی اپنے نفس کے لئے عمل کرنے والا نہیں ہے؟
آگاہ ہو جاؤ اور عمل کرو، جب کہ تمہاری زبانیں آزاد بدن تندرست اور اعضا نرم ہیں اور واپسی میں وقت ہے اور فرصت و مہلت ہے۔ فوت ہونے اور موت آنے سے پہلے اس کے آنے کو ضروری سمجھو اور اس کے آنے کے انتظار میں نہ بیٹھے بلکہ اس کے آنے سے پہلے پوری تیاری کر لو، اس کے بعد کچھ نہیں ہو سکے گا۔
ہوشیار! خدا کے بندو! عمل کرو کہ ابھی تمہارا دم نہیں گھٹا ہے اور بدن میں ہدایت و رشد کی گھڑی میں روح جاری ہے۔ بدن کی

راحت، مہلت اور قوت ارادہ باقی ہے، توبہ کا وقت ہے، گناہ کے لئے وسعت تنگی و دشواری سے قبل اور عمل سے روکے جانے یا اجل آنے اور بدن سے روح نکلنے اور غائب منتظر (ملک الموت) کے آنے سے پہلے اور قادر و توانا خدا کی گرفت سے پہلے عمل کرلو۔

آگاہ ہوجاؤ کہ تم امید کے دنوں میں ہو، اس کے بعد اجل ہے پھر جس نے اپنی امید کے زمانے میں اپنی اجل سے قبل عمل کیا تو اس کو اس کے عمل نے فائدہ پہنچایا اور اس کی اجل اسے نقصان نہ پہنچا سکی۔

کہاں ہیں وہ لوگ، جنہوں نے اعمال کو خدا کے لئے خالص کرلیا اور ذکر خدا کی جگہ (اپنے دلوں) کو پاک کرلیا۔

بہترین اعمال، طاعت ہے۔

بلند ترین عمل وہ ہے کہ جس میں اخلاص کو بروئے کار لایا گیا ہو۔

بہترین عمل وہ ہے، جس کے ذریعے رضائے خدا کا قصد کیا گیا ہو (یعنی قربتہ الی اللہ کے قصد سے انجام دیا گیا ہو)۔

نفع بخش ترین ذخیرہ، صالح اعمال ہیں۔

لوگوں میں وہ شخص سب سے زیادہ انبیاءؑ سے نزدیک ہے، جو اس چیز پر سب سے زیادہ عمل پیرا ہے، جس کا اسے حکم دیا گیا ہے۔

بہترین فعل، برائی سے باز رہنا ہے۔

سچی ترین بات وہ ہے، جس کو زبان حال بیان کرے (یعنی اس پر عمل کیا جائے گا)۔

بہترین بات وہ ہے، جس کی تصدیق نیک کردار اور اچھے افعال کریں۔

بلند ترین اعمال وہ ہیں، جو حق کے ساتھ ہوں۔

بہترین افعال وہ ہیں، جو حق کے موافق ہوں اور بلند ترین بات وہ ہے، جو صدق کے مطابق ہوتی ہے۔

عمل، باطن کا عنوان ہے۔

عمل، مومن کا شعار ہے (یعنی عمل اس کے ساتھ رہتا ہے، جس طرح اندرونی لباس اس سے چپکا رہتا ہے)۔

عمل، کامل ترین خلف و جانشین ہے۔

عمل راجح ورع (یا پارسائی و پاک دامنی سنگیں ہے)۔

عمل، یقین کرنے والے کا ساتھی ہے۔

آدمی کے ساتھ سوائے عمل کے اور کچھ نہیں جاتا ہے (بنا برایں انسان کو ایسا کام کرنا چاہئے جو قبر میں اس کے ساتھ رہے)۔

دنیا میں اعمال، آخرت میں تجارت ہے (آدمی کو دنیا میں ایسا کام کرنا چاہئے، جس کا آخرت میں کوئی خریدار ہو)۔

طاعت خدا پر عمل کرنا، سب سے زیادہ نفع بخش ہے۔

نیک کردار و افعال، بلند ہمت کا پتہ دیتے ہیں۔

سب عمل گرد وغبار ہے، سوائے اس کے جس کو خلوص کے ساتھ بجالایا گیا ہو۔

اگر تم کام کرنے والے ہو تو ایسا کام کرو، جو روزِ قیامت تمہیں نجات دلائے، جس دن اعمال پیش کئے جائیں گے۔

تمہارے عمل میں سے ہرگز کچھ قبول نہیں کیا جائے گا مگر وہ جس کو تم نے خلوص کے ساتھ انجام دیا ہو گا اور اس میں اپنی خواہش اور دنیا کے اسباب کو مخلوط نہیں کیا ہوگا۔

مرنے کے بعد تمہیں ہرگز کوئی چیز فائدہ نہیں پہنچا سکے گی، سوائے اس عمل صالح کے جو کہ تم نے پہلے بھیج دیا ہو، پس عمل صالح کا توشہ فراہم کرو۔

بے شک تم نے آخرت کے لئے ایسا عمل نہیں کیا ہے (ساتھ لیا ہے) جو صبر و رضا اور خوف و رجا سے زیادہ نفع بخش ہو۔

بے شک تمہیں تمہارے اعمال کی جزا دی جائے گی اور تم انہیں کے مرہون ہو۔

یقیناً تم کو انہیں اعمال کی جزا دی جائے گی، جو تم نے پہلے بھیج دیئے ہیں اور جو تم نے پہلے بھیجا ہے، اسی کے مرہون ہو۔

بے شک تم اس چیز پر عمل کرنے کے زیادہ نیاز مند ہو، جو تم جانتے ہو نہ کہ ان چیزوں کا علم حاصل کرنے کے کہ جن کو تم نہیں جانتے ہو (یعنی انسان کو اپنے علم پر عمل کرنا چاہئے کہ یہ علم حاصل کرنے اور عمل نہ کرنے سے افضل ہے)۔

بے شک تم اپنے عمل کو صحیح کرنے یا اس کا اہتمام کرنے کے زیادہ نیاز مند ہو، بہ نسبت زبان صحیح کرنے اور اس کو اہمیت دینے کے (یعنی تمہیں عمل کی تصحیح پر زیادہ توجہ دینی چاہئے زبان کی تصحیح پر نہیں)۔

بے شک تم مال حاصل کرنے کی بہ نسبت، نیک و صالح اعمال کسب کرنے کے زیادہ محتاج ہو۔

بے شک تم اس چیز کا اہتمام کرنے کے زیادہ محتاج ہو، جو تمہارے ساتھ آخرت میں رہے گی، نہ کہ ان چیزوں کا اہتمام کرنے کا جو دنیا میں تمہارے ساتھ رہیں گی۔

یقیناً تمہیں تمہارے اعمال کی جزا دی جائے گی، لہٰذا سوائے نیک کام کے اور کوئی کام انجام نہ دو۔

اگر تم نیک اور صالح اعمال کو غنیمت سمجھتے ہو تو آخرت میں اپنی آخری امید کو بھی حاصل کرلو گے۔

آدمی کو بس اسی چیز کی جزا دی جائے گی، جو وہ پہلے بھیج چکا ہے اور وہ اس پر وارد ہوگا، جو اس نے پیش کیا ہے۔

عمل کا المیہ اور اس کی آفت، اخلاص کو چھوڑ دینا ہے (یعنی اعمال میں دوسرے محرکات کو شامل کرنا ہے)۔

اعمال کے لئے آفت و المیہ، عمل کرنے والوں کی ناتوانی و سستی ہے (ہر کام طاقت ہی سے انجام پاتا ہے، خواہ وہ کام نجی یا اجتماعی یا قومی و حکومتی ہو، لہٰذا سستی و ناتوانی نہیں ہونی چاہئے، ورنہ کام مکمل طریقہ سے انجام نہیں پائے گا)۔

عمل کی آفت، بے کاری ہے۔

جب غور و فکر کر چکے تو انجام دے (یعنی ہر کام سے پہلے غور و فکر کرنا چاہئے)۔

نیک افعال پر بہترین مدح ہوتی ہے (جیسا کہ خدا کا ارشاد ہے: لیبلو کم ایکم احسن عملا ملک:۲)

نیک اعمال سے شائستہ اور بہترین ایمان پر استدلال کیا جاتا ہے، یعنی بہترین عمل، بہترین ایمان کی دلیل ہے۔

عمل کے ذریعے ثواب ملتا ہے، سستی و کاہلی کے ذریعے نہیں۔

حسن عمل سے علم کا پھل چنا جاتا ہے، نہ کہ حسن قول (بھلی بات) سے۔

عمل سے جنت ملتی ہے، امید و آرزو نہیں ہے۔

نیک اعمال سے درجات بلند ہوتے ہیں۔

کام میں تاخیر کرنا، کاہلی و سستی کی دلیل ہے۔

عمل کو صاف و خالص کرنا، اس کی انجام دہی سے بھی زیادہ سخت ہے (یہ تو ممکن ہے کہ بہت سے لوگ عمل کو انجام دے دیں، لیکن اس کو کسی دوسری غرض سے مخلوط نہ کرنا، ہر ایک کے قبضہ کی بات نہیں ہے، صرف خدا کے لئے کوئی کام انجام دینا بہت دشوار ہے)۔

قابل تعریف افعال اور ایسی خصلتوں کی طرف سبقت کرو، جو فضیلت کا باعث ہوتی ہیں اور صدق بیانی اور مال کے انفاق میں ایک دوسرے پر سبقت کرو۔

عمل کا پھل وہ اجر ہے، جو خدا عطا کرتا ہے۔

عمل صالح کا پھل ایسا ہی ہوتا ہے، جیسی اس کی اصل (یعنی اس کا پھل صالح ہوتا ہے)۔

برے عمل کا پھل، اس کی اصل کی مانند ہوتا ہے (نیک ہے تو نیک، برا ہے تو برا)۔

تمہارے عمل کا ثواب تمہارے عمل سے افضل و زیادہ ہے (کیونکہ ثواب میں دوام ہے اور عمل کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے اور انسان کو جو جزا ملتی ہے، وہ عمل سے کہیں زیادہ ہوتی ہے مثلاً صدقہ دینا اور احسان کرنا)۔

عمل کا ثواب اس میں کی جانے والی مشقت کے مطابق ملتا ہے (مشقت جتنی زیادہ ہوگی، اتنا ہی ثواب زیادہ ملے گا)۔

عمل (یا علم) کا ثواب تمہیں دائمی بنا دے گا، فرسودہ نہیں ہونے دے گا، تمہیں باقی رکھے گا، فنا نہیں ہونے دے گا۔

اس عمل کو ہمیشہ غنیمت سمجھو، جس کے ثواب کے لئے دوام و ثبات ہو۔

ان اعمال کو سدا غنیمت سمجھو، جو جہنم سے نجات اور جنت میں جانے کا باعث ہوتے ہیں۔

عمل کا ثواب ہی عمل کا پھل ہے۔

نیک کردار و افعال، حلالی ہونے کا پتہ دیتے ہیں۔

خدا نے ہر عمل کی جزا مقرر کی ہے اور ہر چیز پر حساب رکھا ہے اور ہر مدت کے لئے ایک نوشتہ رکھا ہے۔

نیک عمل، بہترین ذخیرہ اور بہترین ساز و سامان ہے۔

نیک افعال، نیک اقوال کا مصداق ہوتے ہیں (یعنی اگر اقوال پر عمل ہوگا تو ان کا دوسروں پر اثر ہوگا، ورنہ نہیں)۔

تمہارے بہترین اعمال وہ ہیں، جو تمہارا فرض ادا کر دیں۔

بہترین عمل وہ ہے، جو شکر کو کسب کرے (خدا کی طرف سے یا بندوں کی جانب سے یا دونوں کی طرف سے)۔

بہترین عمل وہ ہے، جو دین کی اصلاح کرے۔

بہترین عمل وہ ہے کہ جس میں اخلاص ہو۔

بہترین عمل وہ ہے، جس کو نرمی و انکساری نے سنوار دیا ہو۔

بہترین عمل وہ ہے، جو لازمی امور کو پورا کر دے۔

تمہارا بہترین عمل وہ ہے کہ جس کے ذریعے تم روزِ جزا کی اصلاح کرتے ہو اور تمہارا بدترین عمل وہ ہے کہ جس کے سبب اپنی قوم و ملت کو تباہ کرتے ہو۔

بہترین عمل، خوف و رجا کا مساوی ہونا ہے۔

خدا رحم کرے اس شخص پر، جس نے اجل کی طرف سبقت کی اور اپنی قیام گاہ اور اپنی کرامت کی منزل کے لئے نیک اعمال انجام دیئے۔

بہت سے اعمال کو نیت خراب کر دیتی ہے (مثلاً کسی کارِ خیر کو ریا اور شہرت کے لئے انجام دے)۔

تم اپنے بہت ہی مختصر عمل کو بہت بڑا سمجھنے لگتے ہو (ایسا نہیں کرنا چاہئے)۔

بات سے زیادہ کام (کرنا) بہترین فضیلت ہے اور کام سے زیادہ بات (کرنا) بدترین صفت ہے۔

بد کرداری، پست قوم سے ہونے کی دلیل ہے۔

بدترین افعال وہ ہیں، جو گناہوں کی طرف لے جائیں۔

بدترین افعال وہ ہیں، جو احسان کو برباد کر دیں (یعنی ایسا کام انجام دے، جس سے احسان ختم ہو جاتا ہے)۔

جس عمل کی لذت ختم ہو جاتی ہے اور اس کا گناہ باقی رہ جاتا ہے اور جس عمل کی زحمت ختم ہو جاتی ہے اور اجر و ثواب باقی رہتا ہے، دونوں کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟

عمل کی صلاح، نیت کی صلاح میں مضمر ہے۔

فعل کی درستی، مرد (آدمی) کو زینت بخشتی ہے۔

دو صفتیں ایسی ہیں کہ خدا انہیں کے ذریعے اعمال کو قبول کرتا ہے اور وہ ہیں، تقویٰ و اخلاص۔

عمل کے بغیر، مراتب و درجات کو طلب کرنا جہالت ہے۔

تمہارے لئے ضروری ہے کہ عمل صالح انجام دو کہ وہ جنت میں جانے کے لئے تمہارا توشہ ہے۔

تمہارے لئے ضروری ہے کہ ہمیشہ کام کرتے رہو، فرحت و نشاط کے وقت بھی اور سستی اور کاہلی کے وقت بھی۔ (ممکن ہے، واجب عمل مراد ہو کیونکہ مستحب امور کے لئے تاکید ہے کہ انہیں فرحت و نشاط ہی کے وقت انجام دیا جائے سستی کے وقت نہیں)۔

تمہارے لئے ضروری ہے کہ نیک کام انجام دو اور ان کی طرف سبقت کرو اور دیکھو تمہارا غیر، ان کے لئے تم سے زیادہ مستحق نہ بن جائے۔

مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے، جو یہ جانتا ہے کہ اعمال کے لئے جزا ہے اور پھر بھی وہ اپنے عمل کو نہیں سنوارتا ہے۔

جاہل کا عمل، وبال اور اس کا علم گمراہی ہے۔

دارِ بقا کے لئے عمل انجام دینا، نجات و کامیابی حاصل کرنا ہے۔

عمل کی فضیلت، اس میں اخلاص پیدا کرنا ہے۔

ہر شخص وہی کاٹتا ہے، جو بوتا ہے اور جو کرتا ہے، اسی کی جزا پاتا ہے۔

ہر شخص وہی دیکھے گا، جو اس نے کیا ہے اور اسی کی جزا پائے گا، جو اس نے انجام دیا ہے۔

کارِ خیر انجام دینے کے لئے نیک عادت ہی کافی ہے۔

جب تم عمل کو خالص کر لوگے "یا خلوص کے ساتھ عمل انجام دوگے" تو آخرت میں اپنی امید کو پاؤ گے۔

جیسا کرو گے، ویسا پاؤ گے (یا جیسی جزا دو گے، ویسی جزا پاؤ گے)۔

ہر عمل کی ایک جزا ہے لہٰذا ایسا عمل انجام دو، جو باقی رہے اور جو فنا ہو جائے، اسے چھوڑ دو۔

تمہارے نزدیک معتمد ترین ذخیرہ، عمل صالح ہونا چاہئے۔

اگر علم صحیح نہیں ہوگا تو عمل بھی خالص نہیں ہوگا (یعنی صحیح علم کو عمل کا سرچشمہ ہونا چاہئے)۔

اس وقت تک عمل پاک نہیں ہوسکتا یا اس میں اضافہ نہیں ہوسکتا، جب تک کہ اس کے ساتھ علم نہیں آجاتا۔

جو عمل کرتا ہے، وہ (اس عمل یا موت کا) مشتاق ہوتا ہے۔

جو عمل کرتا ہے، اس کی قوت بڑھ جاتی ہے۔

جو عمل میں کوتاہی کرتا ہے اس کی سستی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

جو معاد کے لئے عمل کرتا ہے، وہ صحیح راستہ پانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

جو شخص اپنی مرضی کے مطابق کام کرتا ہے، اسے مصیبت یا بدی کا سامنا کرنا پڑتا ہے (یعنی ہر کام میں غور کرنا چاہئے)۔

جو عمل میں سست ہوتا ہے، اس کو نسب آگے نہیں بڑھا سکتا (صرف کام ہی انسان کو کہیں پہنچا سکتا ہے اور بس)۔

جس نے عمل کو خالص کر لیا، اس کی امید ضائع نہیں ہوئی (یعنی اس نے اپنے مقصد کو حاصل کر لیا)۔

جس نے طاعت خدا پر عمل کیا، وہ خدا کا پسندیدہ ہو گیا۔

جس نے اپنے عمل کو سنوار لیا، اس نے اپنی امید کو پالیا۔

جس نے اخلاص کے ساتھ عمل انجام دیا ہوگا، اس کی جزا سنور جائے گی۔

جو نیک کام انجام دے گا، اس کی جزا بھی نیک ہوگی۔

جس نے خدا کے احکام وفرامین پر عمل کیا، اس نے جزا حاصل کر لی۔

جس نے خدا کی طاعت پر عمل کیا، وہ مالک ہوگیا۔

جس نے اپنے افعال وکردار کو سنوار لیا، اس نے اپنی عقل کی فراوانی کا اظہار کیا (یعنی نیک کردار ہونا، اس کی عقل مندی کی دلیل ہے)۔

جس نے طاعت خدا پر عمل کرنا چھوڑ دیا، اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔

جو اپنے عمل کو پسند نہیں کرتا ہے، یہ بات اسے بہتر عمل انجام دینے پر مجبور کرے گی۔

جس کا عمل سنور گیا، وہ خدا سے اپنی مراد پا گیا۔

جو گناہوں سے محفوظ رہا، وہ آخرت میں اپنی امید پا گیا۔

جو اپنے اعمال کی انجام دہی میں عاجز وناتواں ہے، وہ ترقی نہیں کر سکتا۔

جو (خدا وآخرت کے لئے) عمل انجام نہیں دیتا ہے خدا اسے اندوہ وغم میں مبتلا کر دیتا ہے اور خدا کو اس کی ضرورت نہیں ہے کہ جس کے نفس اور مال میں اس کا حصہ نہ ہو۔ عمل کا کمال یہ ہے کہ اس میں اخلاص ہو۔

بہترین عمل وہ ہے، جو جنت کا باعث اور جہنم سے نجات دلائے۔

جس نے اپنے عمل کو بدنما بنا لیا، اس نے کوئی اچھائی اور نیکی نہیں کی۔

انسان اپنے نفس پر کتنا راست گو ہے اور اس پر اس کے فعل سے زیادہ کون سی دلیل ہے؟ (یعنی انسان کی نیکی وبدی کو اس کے کردار واعمال سے سمجھا جا سکتا ہے)۔

تم خاک کے لئے پیدا نہیں کئے گئے ہو حالانکہ جو تم نے بنایا ہے، وہ خراب ہو جائے گا اور جو کچھ جمع کیا ہے، وہ چلا جائے گا اور جو کام بھی کیا ہے، وہ روزِ قیامت کے لئے نامہ اعمال میں ثبت ہو جائے گا۔

عمل کا معیار، اس میں اخلاص ہے۔

حسن عمل (آخرت کے لئے) بہترین زادِ راہ ہے۔

معاد اور واپسی کے لئے عمل کرنا، بہترین آمادگی ہے۔

جس نے دارِ بقا کے لئے کام کیا، وہ اپنے مقصد وامید میں کامیاب ہو گیا۔

ایسا کام نہ کرو کہ جس سے تمہارے دامن پر دھبہ لگ جائے۔

ایسا کام نہ کرو کہ جس سے نام اور آبرو پر حرف آئے۔

ایسا تیر نہ مارو کہ جس کو لوٹا نہ سکو (آدمی کو ایسا کام کرنا چاہئے، جس سے صحیح معنوں میں عہدہ برآ ہو سکے)۔

اس گرہ کو نہ کھولو کہ جس کو مضبوط باندھنے سے تم عاجز ہو (ہر کام سے پہلے اس کے انجام کے بارے میں غور کرو اگر اس کو انجام دینے کی طاقت ہو تو ہاتھ لگاؤ)۔

عمل صالح جیسی کوئی تجارت نہیں ہے (کہ اس کا منافع دائمی ہے)۔

نیک عمل سے زیادہ نفع بخش کوئی ذخیرہ نہیں ہے۔

اس کام میں کوئی بھلائی نہیں ہے کہ جس کے ساتھ علم نہ ہو۔

کسی کام میں کوئی بھلائی نہیں ہے مگر یہ کہ اس کے ساتھ علم ہو۔

اس شخص کے لئے کوئی جزا نہیں ہے کہ جس کا کوئی عمل نہیں ہے۔

صالح نیت ہی سے، عمل صالح بن سکتا ہے۔

تقویٰ کے ساتھ عمل کم نہیں ہے اور وہ کیسے کم ہو سکتا ہے، جو قبول ہوتا ہے۔

انسان نیک عمل کی انجام دہی سے دم نکلتے وقت تک بے نیاز نہیں ہو سکتا۔

علم کے مطابق عمل کرنا وہی چھوڑتا ہے، جس کو اس کے ثواب میں شک ہوتا ہے۔

علم پر وہی عمل کرتا ہے، جس کو اجر و ثواب میں اضافہ کا یقین ہوتا ہے۔

کوئی بھی کام کرنے والا عمل صالح میں اضافہ کرنے سے مستغنی نہیں ہو سکتا (بلکہ ہمیشہ عمل صالح کرتے رہنا چاہئے)۔

عمل میں کوئی بھلائی نہیں ہے مگر یقین و ورع کے ساتھ (یعنی عمل میں یقین و ورع ہی سے وزن پیدا ہوتا ہے)۔

ضروری ہے کہ مرد کے افعال، اس کے اقوال سے بہتر ہوں (اس کے اقوال کو اس کے افعال سے بہتر نہیں ہونا چاہئے)۔

انسان اپنے فعل کے ذریعے آزمایا جاتا ہے، قول (بات) کے ذریعے نہیں۔

مرد کے لئے زیب نہیں دیتا کہ اس کا عمل، اس کے علم سے کم ہو اور اس کا فعل، اس کے قول سے عاجز ہو۔

عمل سے دست کش ہونے والا، اس کے ثواب پر یقین نہیں رکھتا ہے۔

ہر شخص وہی کاٹتا ہے، جو بوتا ہے۔

زبان حال، زبان مقال سے زیادہ سچی ہوتی ہے۔

جہالت کی حالت میں عمل کرنے والا اس راہ گیر کی مانند ہے، جو غیر راستہ پر چلتا ہے۔ چنانچہ وہ جتنا زیادہ راستہ طے کرتا ہے، اتنا ہی اپنی منزل سے دور ہوتا ہے۔

نیکی (حاصل کرنے) میں وہی شخص کامیاب ہوتا ہے، جو اس پر عمل کرتا ہے۔

علم پر عمل کرنے والا ایسا ہی ہے، جیسا واضح و عیاں راستہ پر چلنے والا۔

خدا کے یہاں، دنیا کے لئے دین پر عمل کرنے والے کی جزا جہنم ہے۔

بے شک تم بلاغت اقوال سے زیادہ، صالح اعمال کے محتاج ہو (کہ اس پر اجر وثواب ملتا ہے)۔

عمل صالح کے ذریعے اپنے میزان کے پلہ کووزنی کرو۔

بلندترین عمل وہ ہے، جس کونفوس پسندنہیں کرتے (اور انسان اس کوخدا کے لئے انجام دیتا ہے)۔

بدترین عمل وہ ہے، جوتمہاری معادکوبربادکردیتا ہے۔

بلندترین عمل، ایمان کوخالص کرنا، ورع کی صداقت اوریقین رکھنا ہے۔

بے شک مومن کا یقین اس کے عمل میں اورمنافق کا شک، اس کے عمل میں نظرآتا ہے۔

دنیا سے رغبت کے ساتھ، کوئی عمل بھی آخرت کے لئے سودمندنہیں ہوسکتا۔

اعمال، علم وآگاہی کے ساتھ ہیں (یعنی صحیح عمل وہی ہے، جوعلم وآگہی کے ساتھ انجام پذیر ہو)۔

اعمال، نیتوں کا پھل ہے (جیسی نیت ہوتی ہے، ویساہی عمل ہوتا، جس قسم کا درخت ہوتا ہے، اسی قسم کا اس کا پھل ہوتا ہے)۔

معاملہ

اس شخص سے لین، دین نہ کروکہ جس سے تم اپنا حق نہ لے سکو۔

اندھاپن اوراندھا

تمام لوگوں سے زیادہ اندھا وہ ہے، جو ہماری محبت وفضیلت سے اندھا رہا اور بلاوجہ ہم سے دشمنی کوآشکارکیا۔ ہاں ہمارا اتنا قصور ہے کہ ہم نے اس کوحق کی طرف دعوت دی اور ہمارے غیر نے اس کوفتنہ ودنیا کی طرف دعوت دی چنانچہ انہوں نے دنیا کو اختیار کرلیا اور ہمارے دشمن ہوگئے۔

اکثر اندھا بھی اپنے مقصد تک پہنچ جاتا ہے (کیونکہ مقصد کے حصول کے لئے بینائی شرط نہیں ہے بلکہ یہ توجہ ومعرفت سے اور کبھی اتفاقاً حاصل ہوجاتا ہے)۔

جواپنے سامنے (قیامت واجل) کی چیزوں سے اندھا ہوتا ہے، وہ اپنے پہلو میں شک بوتا ہے (جس کے نتیجہ میں آرزو زیادہ اور گناہ فراواں ہوتے ہیں)۔

عیب جو

عیب جواورلوگوں کی کمزوریوں کی ٹوہ میں رہنے والے کی خوشنودی اس منزل پر ہے، جس کوحاصل نہیں کیا جاسکتا (یعنی ہرگز اس تک پہنچ نہیں سکتا کیونکہ وہ کسی بھی عیب اور دنیا کی کسی بھی چیز پراکتفانہیں کرے گا بلکہ دوسرے عیب اور دوسری چیز کی طرف بڑھ جائے گا)۔

عنصر

جس کی اصل وعنصر اور سرشت خبیث و پلید ہوتی ہے، اس کی بزم بھی پلید ہوتی ہے۔
جس کی اصل اور ذات اچھی ہوتی ہے، اس کی ہم نشینی ومجالست بھی اچھی ہوتی ہے۔
نسل ونژاد کی شرافت میں سے، بلند اخلاق بھی ہے۔

سختی

سختی کرنا کم عقلی (کی دلیل اور اس) کا سر ہے۔
سختی کے سوار (سخت مزاج) کے مقصد کا حصول دشوار ہوتا ہے۔
جو سختی وتندی کرتا ہے، وہ پشیمان ہوتا ہے۔
جو سختی کرتا ہے، وہ شرمندہ ہوتا ہے۔

غیر ضروری

تمہارا اس چیز کو اہمیت دینا، جو تمہارے لئے ضروری نہیں ہے، گمراہ کرنے والی بات ہے۔
اس چیز میں مشغول نہ ہونا، جو تمہارے لئے ضروری نہیں ہے اور جو چیز تمہارے لئے کافی ہے، اس سے زیادہ کی تکلیف نہ اٹھانا اور اپنی پوری طاقت اس چیز میں صرف کرنا، جو تمہیں نجات عطا کرے۔
جو چیز تمہارے لئے ضروری نہیں ہے، اسے چھوڑ دو اور اپنی پوری ہمت اس چیز پر صرف کرو، جو تمہیں نجات دے۔
خوش نصیب ہے وہ شخص، جو اپنی ہمت اس چیز میں صرف کرے، جو اس کے لئے ضروری ہے اور اپنی پوری کوشش اس چیز میں صرف کرے، جو اسے نجات دلائے۔
جو اپنی اہم وضروری چیز کو اہمیت نہیں دیتا ہے، وہ غیر ضروری چیز میں پھنس جاتا ہے۔
جو غیر ضروری موضوع پر بحث کو طول دیتا ہے، درحقیقت وہ خود کو معرض سرزنش میں قرار دیتا ہے۔
عظیم ترین زحمت وتکلیف، تمہارا اس چیز کو اہمیت دینا ہے، جو تمہارے لئے ضروری نہ ہو۔
جو غیر ضروری چیز میں مشغول ہوتا ہے، اس کے ہاتھ سے نفع بخش ترین چیز نکل جاتی ہے۔
جو اس کام میں مشغول ہوتا ہے، جو اس کے لئے ضروری نہیں ہے، اس کو اس کا فائدہ نہیں ملتا ہے۔

کج شدہ

کبھی کج شدہ چیز بھی سیدھی ہو جاتی ہے۔

عادت

عادت پر غلبہ وقابو پانا، بہترین عبادت ہے (کیونکہ اس کے لئے بہت قوی ارادہ درکار ہے۔ (عادت وخصلت پر غلبہ وقابو پانا، ہر شخص کے قبضہ کی بات نہیں ہے۔خوانساری مرحوم فرماتے ہیں: اس شخص نے عبادت کرنے کی عادت ڈال لی تھی اور اکثر اوقات اسے اس کے وقت پر بجالاتا تھا)۔

عادت، فطرت ثانیہ ہے (عادت گویا خلقت کا جزبن جاتی ہے)۔

عادت ایک دشمن ہے، جو انسان کی مالک ہوجاتی ہے اور اس کو اپنا غلام بنالیتی ہے۔

ریاضت اور نفس کو رام کرنے کی آفت، عادت کا جڑ پکڑنا ہے (جب انسان کو کسی چیز کی عادت ہوجاتی ہے تو پھر اس کے لئے ریاضت کرنا مشکل ہوجاتا ہے)۔

عادت پر غلبہ پانے سے (انسان) بلند مقامات پر پہنچ جاتا ہے۔

فضول بات یا کام، بہت بری عادت ہے۔

اپنی عادتوں کو چھوڑ دو تا کہ تم پر طاعات آسان ہوجائیں۔

جو عادتوں کی پیروی کرتا ہے (یعنی عادتوں کو ترک نہیں کرتا) وہ بلند درجات پر نہیں پہنچ سکتا۔

عادت کی ہر انسان پر سلطنت ہے (کوشش کرنا چاہئے کہ ہر عادت غالب نہ آئے)۔

جو شخص (ہر کام میں) مذاق کو اپنی عادت بنالیتا ہے، اس کی سنجیدگی وحقیقت پسندی نہیں پہچانی جاتی (یعنی اگر کسی کام کو سنجیدگی سے بھی انجام دیتا ہے تو لوگ اسے بھی مذاق ہی تصور کرتے ہیں)۔

معاد اور قیامت

خوش نصیب ہے وہ شخص، جو معاد کو یاد کرے اور زیادہ توشہ فراہم کرے۔

وہ شخص خوش قسمت ہے، جو معاد کو یاد کرے اور احسان یا نیکی کرے۔

تمہارے لئے ضروری ہے کہ معاد کو سنوارنے کے لئے کوشش کرے۔

درحقیقت قیامت نے اپنے چہرے سے نقاب اٹھادی ہے اور اس کی علامت اس شخص کے لئے ظاہر ہوگئی ہے، جو اسے فراست سے سمجھتا ہے۔

قیامت اپنے زلزلوں کے ساتھ قریب آگئی ہے اور مرگ وفنا کے اونٹوں کو (ہر دروازہ پر) بٹھادیا ہے۔

درحقیقت اب وہ قبروں سے مقام حساب کی طرف چلے گئے اور اب ان پر حجت (جیسے انبیاء واوصیاء کی شہادت وغیرہ) قائم ہوگئی ہے۔

جس نے (اپنی) معاد کی اصلاح کر لی، اس نے کامیابی کا راستہ پالیا۔

جو معاد کا یقین رکھتا ہے، وہ زیادہ زادِراہ لیتا ہے۔

معاد کی صلاح و بھلائی، حسن عمل میں ہے۔

قیامت کے ہول اور خوف کو دیکھنے سے، کوتاہی کرنے والوں کی پشیمانی میں اضافہ ہوگا۔

اپنی معاد کی اصلاح میں تمہارا مشغول ہونا، تمہیں جہنم کے عذاب سے نجات دلائے گا۔

عوام

عام لوگوں سے علیحدہ رہنا، بڑی مردانگی ہے (عام لوگوں سے دور رہنا بھی ہمت کی بات ہے)۔

اعانت

تم مدد کرو، تمہاری مدد کی جائے گی۔

اپنے بھائی کی ہدایت میں اس کی مدد کرو۔

تم جیسی مدد کرو گے، ویسی ہی تمہاری مدد کی جائے گی۔

کسی کمزور کے خلاف، کسی طاقت ور کی مدد نہ کرو۔

جو شخص مسلمان کے خلاف مدد کرتا ہے، درحقیقت وہ اسلام سے بیزار ہے۔

مدد طلب کرنا

جو شخص کمزور و ناتواں سے مدد طلب کرتا ہے، وہ اپنے ضعف و ناتوانی کو ظاہر کرتا ہے۔

جو شخص غیر مستقل (مزاج) سے مدد طلب کرتا ہے، وہ اپنا کام خراب کرتا ہے۔

جو شخص اپنی حاجت روائی میں اپنے دشمن سے مدد طلب کرتا ہے، وہ اپنی حاجت سے دور ہو جاتا ہے (یعنی اپنی امید حاصل نہیں کر پاتا ہے)۔

جو خدا سے مدد طلب کرتا ہے، خدا اس کی مدد کرتا ہے۔

تمہارے لئے ضروری ہے کہ خدا سے مدد طلب کرو۔ اپنی ہر توفیق اور ہر بدگمانی میں یا ہر اس بری صفت کے ترک کرنے میں کہ جو تم کو شبہ میں داخل کر دے یا تمہیں گمراہی کے سپرد کر دے، خدا سے لو لگاؤ اور اسی کی طرف رغبت کرو۔

جو صاحبان عقل سے مدد طلب کرتا ہے (مشورہ میں، خواہ آداب و معارف میں) وہ سیدھے اور صحیح راستہ پر گامزن ہوتا ہے۔

مدد لینا

(خدا کی طرف سے) اتنی ہی مدد آتی ہے، جتنی ضرورت ہوتی ہے۔

خرچ کے مطابق خدا کی طرف سے مدد ملتی ہے۔

جو شخص تمہارے پاس آئے تو تمہارے لئے ضروری ہے کہ اس کی مدد کرو۔

عہد اور اس کو پورا کرنا

بے وفاؤں کے ساتھ وفا کرنا، اللہ سبحانہ کی نظر میں بے وفائی ہے۔

وفاداری، امانت کی ہمزاد اور اخوت کی زینت ہے۔

لوگوں کی حرمت وعزت کا خیال رکھنا، وفاداری اور صاحبانِ رحم کی سرپرستی کرنا، مروت ہے۔

بے شک وفا صدق کی ہمزاد ہے اور میری نظر میں اس سے زیادہ بچانے والی کوئی سپر نہیں ہے (کہ انسان کو دنیوی واخروی آفتوں سے محفوظ رکھتی ہے)۔

وفاداری، نجابت وفراست کی دلیل ہے۔

وفا، صدق بیانی کی ہمزاد ہے (یعنی یہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتی ہیں)۔

وفا، شریفوں کی عادت ہے۔

وفا، دین کے وفور اور قوت امانت کی علامت ہے۔

اگر تمہارے اور تمہارے دشمن کے درمیان کوئی ایسی بات ہو جائے کہ جس کے ذریعے تم صلح کر سکتے ہو اور اس پر پابند رہنے کا لباس پہن سکتے ہو تو اپنی وفاداری کے عہد کی حفاظت کرو اور امانت داری میں اپنی ذمہ داری کا خیال رکھو اور اپنے نفس کو اپنے کئے ہوئے عہد کے درمیان سپر قرار دو۔

عہد کی آفت، کم رعایت کرنا ہے۔

وفا کی آفت، بے وفائی ہے۔

جب وعدہ کرو تو اسے پورا کرو۔

جب پیمان کرو تو اسے پورا کرو۔

اچھی وفا سے لوگ پہچانے جاتے ہیں۔

حسب خلائق، وفا ہے۔

وفاداری کے ذریعے اپنے عہد و پیمان کی حفاظت کرو، تاکہ تمہیں نیک جزا نصیب ہو۔

خانہ وفا (وعدہ وفائی اور عہد پورا کرنا) کبھی شریف لوگوں سے خالی نہیں ہوتا ہے (یعنی ہمیشہ معزز ہی وفادار ہوتا ہے گویا وفاداری ایک گھر ہے، جس میں شریف ہی ساکن ہوتا ہے) اس میں لیئم و بدبخت ساکن نہیں ہوتا ہے۔

وفاداری، الفت ومحبت کا سبب ہوتی ہے۔

عہد وفا کرنا، بلند مرتبہ لوگوں کی روش ہے۔

تمہارے لئے لازمی ہے کہ وفاداری اختیار کرو کیونکہ یہ زیادہ محفوظ رکھنے والی ڈھال ہے۔

وفا، عقل کا زیور اور شرافت وفراست کی دلیل ہے۔

وفا، تمام عادتوں سے افضل ہے۔

وفاداری، عظمت وکرامت، محبت ومہربانی ہے۔

وفاداری، صفا کی دلیل ہے۔

وفا، سرداری کا قلعہ ہے۔

وعدہ کرنا ایک بیماری ہے اور اس سے شفا پانا وعدہ وفا کرنا ہے۔

جس سے میں نے وعدہ کیا ہے، وہ اپنے بستر پر رات بھر اس لئے مضطرب و پریشان رہتا ہے کہ صبح ہو تو اپنی حاجت میں کامیابی حاصل کرے اور میں اپنے بستر پر اس کے پاس جانے اور اس کے وعدہ کو پورا کرنے کے شوق میں اور اس خوف سے کہ وعدہ وفائی میں کوئی چیز مانع نہ ہو جائے، اپنے بستر پر اس سے زیادہ پریشان رہتا ہوں کیونکہ وعدہ خلافی شریف لوگوں کا شیوہ نہیں ہے۔

وعدہ کا معیار (وکمال) اس کی وفا کرنا ہے۔

بہترین اخلاق، وفاداری ہے۔

صدق کا بہترین ساتھی، وفا ہے اور تقویٰ کا بہترین ساتھی، ورع و پاک دامنی ہے۔

امانت کا بہترین ساتھی، وفا ہے۔

بلند مرتبہ لوگوں کا وعدہ، نقد و تعجیل ہے (یعنی وہ بہت جلد وعدہ وفا کرتے ہیں)۔

لیئم و بدبخت اپنے وعدہ میں تاخیر کرتا ہے اور بہانہ بازی سے کام لیتا ہے۔

ایسا وعدہ نہ کرو کہ جس کو تم پورا نہ کر سکو۔

جس چیز کو پورا کرنے کی تمہارے اندر طاقت نہ ہو، اس کے ضامن نہ بنو۔

جس کو وفا کرنے کی تمہارے اندر طاقت نہ ہو، اس کا ہرگز وعدہ نہ کرو۔

جو وعدہ خلافی کرتا ہے، وہ عہد کا پابند نہیں ہے۔

وعدہ پورا کرو اور نذر وفا کرو۔

جس نے اپنا وعدہ پورا کیا، اس نے اپنے کرم کو آشکار کر دیا۔

جو اپنے عہد کا پاس ولحاظ کرتا ہے، وہ وفادار ہے (حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں خدا فرماتا ہے: وابرھیم الذی وفی (النجم: ۳۷)
''اور ابراہیمؑ نے پورا وعدہ وفا کیا'')۔

جس نے وفا کو سنوار لیا اور اچھے طریقے سے وفاداری کی وہ (دوستی کے لئے) منتخب کئے جانے کے لائق ہے۔

وعدہ، دو غلامیوں میں سے ایک ہے۔

وعدہ وفائی، دو آزادیوں میں سے ایک ہے۔

شائستہ طریقہ سے منع کرنا، اس دراز مدت وعدہ سے بہتر ہے (جس سے انسان کو انتظار کی زحمت اٹھانا پڑے)۔

وعدہ وفائی، شرافت و بلندی کی دلیل ہے۔

دوستی کا خلوص اور وعدہ وفائی، بہترین عہد و پیمان میں سے ہے۔

عہد و پیمان کی میخوں کو مضبوطی سے پکڑ لو (یعنی ان کا پورا پاس ولحاظ رکھو)۔

اس شخص کے عہد و پیمان پر اعتماد نہ کرو کہ جس کا کوئی دین نہیں ہے۔

اس شخص کے لئے کوئی عہد و پیمان نہیں ہے جس کے پاس وفا نہیں ہے۔

اس شخص کے عہد و پیمان پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا ہے کہ جس کے پاس عقل نہیں ہے۔

تم قرآن کے عہد و پیمان پر اس وقت تک عمل نہیں کر سکتے، جب تک کہ اس کو نہ پہچان لو کہ جس نے اسے پس پشت ڈال رکھا ہے۔

عہد خدا سے جو تنگی و سختی لازم آئی ہے، وہ تمہیں اسے توڑنے کی دعوت نہ دے، کیونکہ ایسی تنگی کو برداشت کرنے کی جس سے نجات کی توقع اور اس کے بہترین انجام کی امید ہو تو وہ تمہارے لئے بے وفائی سے کہیں بہتر ہے۔

بلند ترین و شریف ترین قصد و خیال، عہد و پیمان کی رعایت اور اعلیٰ ترین خصلت، صلہ رحمی ہے۔

بے شک عہد پورا کرنا، ایمان کا جز ہے۔

یقیناً عہد قیامت تک گردنوں میں طوق ہیں، پھر جو انہیں جوڑے گا تو خدا بھی اس پر نظر رکھے گا اور جو انہیں توڑے گا تو خدا اسے رسوا کرے گا اور جو انہیں سبک سمجھے گا تو یہ عہد اس کی شکایت اس سے کرے گا، جس نے ان کی تاکید کی ہے اور اس کی حفاظت کا خلق سے اقرار لیا ہے۔

اپنے عہد کے سلسلہ میں ہرگز بے وفائی نہ کرو اور پیمان شکنی نہ کرو اور اپنے دشمن سے حیلہ و مکر نہ کرو، درحقیقت اللہ سبحانہ نے اس کے عہد و پیمان کے لئے حفاظت کا انتظام کیا ہے۔

اعلیٰ ترین خصلت، عہد و پیمان کی رعایت ہے۔

عہد و پیمان کو وفا کرنا، اعلیٰ ترین عادت ہے۔

اس شخص نے خدا پر یقین نہیں کیا، جس نے اپنے عہد و پیمان کا پاس ولحاظ نہ رکھا۔

جو وفاداری کے گھاٹ اور چشموں پر پہنچتا ہے، وہ صفا کے جام سے سیراب ہوتا ہے۔

جس کے دل میں وفا جاگزیں ہوگئی، لوگ اس کی بے وفائی سے محفوظ ہو گئے۔

عہد پورا کرنا، ایمان کی دلیل ہے۔

عہد و پیمان پورا کرنا، مکمل مروت ہے۔

اعلیٰ اسلام، عہد و پیمان کو پورا کرنا ہے۔

وفا کتنی اچھی اور جفا کتنی بری بات ہے۔

اس نے وعدہ پورا نہیں کیا کہ جس نے اس میں تاخیر کی۔

عہد و پیمان کو پورا کرنا، کرم کی زینت ہے۔

جو عہد و پیمان کو توڑتا ہے، وہ مذمت کسب کرتا ہے۔

ہر عہد شکن کے لئے ایک شبہ ہوتا ہے (ورنہ وہ اسے پورا کرتا)۔

عیب اور نقص

یہ سب سے بڑا عیب ہے کہ جو بات تمہارے اندر ہے، اس کو غیر کے لئے عیب سمجھو۔

سب سے کمزور آدمی وہ ہے، جو اپنے نفس سے نقص کو دور کر سکتا ہو لیکن دور نہ کرے۔

بے شک لوگوں میں عیب ہوتے ہیں لہٰذا جو عیب پوشیدہ ہیں، انہیں آشکار نہ کرو، کیونکہ اللہ سبحانہ نے اس پر حلم سے کام لیا اور اس کو رسوا نہیں کیا ہے پس جہاں تک ممکن ہو شرم (کی باتوں) کو چھپاؤ کہ خدا ان چیزوں کو چھپائے گا، جن کو تم چھپانا چاہتے ہو۔

قریب ہے کہ دلوں کی گہرائیاں پوشیدہ عیوب کو پا جائیں (یعنی لوگ یہ خیال نہ کریں کہ خفیہ طور پر جو گناہ کئے ہیں، انہیں کوئی نہیں جانتا ہے ایسا نہیں بلکہ کبھی خداوند عالم ان خفیہ گناہوں سے دلوں کو مطلع کر دیتا ہے)۔

(دوسروں کے) عیب میں غور کرنا بھی عیب ہے۔

مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے، جس سے یہ کہا جائے کہ اس کے اندر بدی ہے اور وہ خود جانتا ہے کہ اس کے اندر بدی نہیں ہے تو وہ اس پر کیسے غصہ کرتا ہے (انسان کو چاہئے کہ وہ دوسرے کی نصیحت و یاددہانی سے رنجیدہ نہ ہو)۔

مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے کہ جس کو اس خوبی سے متصف کیا جاتا ہے کہ جس کے بارے میں وہ جانتا ہے کہ وہ خوبی اس کے اندر نہیں ہے تو وہ اس سے کیسے خوش ہوتا ہے؟

عیب دار اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ وہ لوگوں کے عیوب کی تشہیر کریں تا کہ خود ان کے عیوب کے لئے ایک عذر ہو جائے (اور معاشرے میں ان پر انگشت نمائی نہ ہو)۔

مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے کہ جو لوگوں کے عیوب کو برا سمجھتا ہے جب کہ اس کے نفس کے اندر سب سے زیادہ عیب ہیں اور وہ نہیں دیکھتا ہے۔

محب کی آنکھیں محبوب کے عیوب سے اندھی اور اس کی برائی سننے سے اس کے کان بہرے ہوتے ہیں (یعنی دوستی اس میں مانع ہوتی ہے محبت، محبوب کے ہر فعل کو حق اور اس کے بارے میں سنی ہوئی برائی کو نیکی تصور کرتا ہے)۔

سخاوت و پرہیزگاری، عیوب کا پردہ ہے۔

مرد کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ لوگوں کے عیوب کو چھوڑ کر اپنے عیوب میں مشغول رہے (یعنی جب انسان اپنے عیوب میں مشغول ہوگا تو پھر اس کے پاس اتنا وقت نہیں بچے گا کہ وہ دوسروں کی اصلاح میں مشغول ہو)۔

دوسروں کے عیب سے واقف آدمی کو (دوسرے کے عیب پر انگشت نمائی سے) اس کا علم روکتا ہے کہ وہ جانتا ہے، اس کے نفس کے اندر کیا عیب ہے۔

تمہیں اپنے نفس کے عیب کا علم، لوگوں کے عیوب کو بیان کرنے سے باز رکھے گا۔

تمہارے نزدیک اس شخص کو برگزیدہ ہونا چاہئے، جو تمہارے عیب کی طرف تمہاری زیادہ رہنمائی کرے اور تمہارے نفس کے خلاف (اور اس کی اصلاح کے سلسلہ میں) تمہاری مدد کرے۔

تمہارے نزدیک اس شخص کو زیادہ محبوب ہونا چاہئے، جو تمہاری ہدایت کے مرکزوں (اور راہِ صدق) کی طرف رہنمائی کرے اور تمہارے عیوب سے پردہ ہٹائے (اور تمہیں بتائے)۔

ایسا نہیں ہے کہ ہر عیب آشکار ہو جائے (انسان کو اپنے عیب کو مدنظر رکھنا چاہئے یا دوسروں پر صرف ان کے عیب نہ دیکھنے کی وجہ سے اعتماد نہیں کرنا چاہئے اور اپنے عیوب کو دوسروں پر آشکار نہیں کرنا چاہئے کہ ان کا چھپانا ضروری ہے)۔

اگر کسی شخص میں عیب و نقص ہے اور وہ اپنے عیب سے واقف ہے تو وہ ضرور اس کو برا سمجھے گا (مگر افسوس کہ نہ جاننے کی صورت میں انہیں برا نہیں سمجھتا)۔

جو عیب کو ڈھونڈتا ہے، اسے مل جاتا ہے۔

جس نے تمہیں تمہارا عیب دکھایا، درحقیقت اس نے تمہیں نصیحت کی۔

جو اپنے اندر کے عیب کو جان لیتا ہے، اسے اپنے بھائی سے چھپاتا ہے۔

جو تم سے تمہارا عیب بیان کرتا ہے، وہ تمہارا دوست ہے۔

جو تمہارے عیب (دیکھتے ہوئے بھی) چھپائے، وہ تمہارا دشمن ہے۔

جو تمہیں تمہارے عیب سے آگاہ کرے، وہ تمہاری عدم موجودگی میں تمہاری حفاظت کرے گا (وہ تمہاری غیبت نہیں کرے گا اور جو تمہارا عیب بیان کرے گا، وہ تمہارا دفاع کرے گا)۔

جوتمہارے عیوب کے سلسلہ میں کسی ردعمل کا اظہار نہ کرے، وہ تمہاری عدم موجودگی میں تم پر عیب لگائے گا۔
جو اپنے نفس کے عیب دیکھنے لگتا ہے، وہ کسی اور پر عیب نہیں لگاتا ہے۔
جو لوگوں کے عیوب کی تلاش میں رہتا ہے، اس کو اپنے نفس سے ابتدا کرنا چاہئے (پہلے اپنے عیوب تلاش کرے اگر نہ ملیں تو دوسروں کے عیوب تلاش کرے)۔
جو لوگوں کے عیوب کو برا اور انہیں اپنے لئے اچھا سمجھتا ہے، وہ احمق ہے۔
جس فعل کو (انسان) خود انجام دیتا ہے اور اسی کو دوسروں کے لئے غلط سمجھتا ہے تو وہ کم عقل احمق ہے۔
انسان کا سب سے بڑا عیب یہ ہے کہ اس پر اس کا عیب مخفی ہو (اور وہ اپنے عیب سے واقف نہ ہو)۔
تم میں سے کوئی بھی اپنے بھائی سے مل کر اس کے ناپسند عیوب کو اس خوف سے بیان نہیں کرتا ہے کہ وہ بھی تمہارے ایسے ہی عیوب بیان کرے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ تم دنیا کی محبت اور آخرت سے چشم پوشی پر ایک دوسرے کے لئے مخلص ہو گئے ہو۔
جس نے تمہارے عیوب کو (تمہاری عدم موجودگی میں) بیان کر دیا، اس نے تمہارے غیب کا خیال نہیں رکھا۔
اس شخص نے تمہیں نصیحت کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی کہ جس نے تمہارے عیب کی طرف تمہاری رہنمائی کی اور تمہارے عیب کی حفاظت کی (یعنی تمہاری عدم موجودگی میں تمہاری عزت بچائی)۔
انسان کو اپنے عیوب کی معرفت، نفع بخش ترین معرفت ہے۔
خبردار! لوگوں کے عیوب کی ٹوہ میں نہ پڑو کیونکہ اگر تم عقل رکھتے ہو تو تمہارے بھی عیوب ہیں، وہی تمہیں مشغول کر لیں گے چہ جائیکہ کسی پر عیب لگاؤ۔
جو تم خود کرتے ہو، اس کے بارے میں دوسرے پر عیب نہ لگاؤ اور جس گناہ کی تم اپنے نفس کو اجازت دیتے ہو، اس پر دوسرے کو سرزنش نہ کرو۔
لوگوں کی جستجو میں پڑنا، بہت بری عادت ہے۔
لوگوں کے عیوب کی ٹو میں رہنا، بدترین عیب اور بدترین گناہ ہے۔
جو اپنے بھائی کا پردہ فاش کرتا ہے، وہ اپنے گھر (یا اولاد) کے عیب کو آشکار کرتا ہے۔
جو لوگوں کے عیوب کی تلاش میں رہتا ہے، خدا اس کے عیوب کو طشت از بام کر دیتا ہے۔
جو اپنے ہمسایہ کے راز کی ٹوہ میں رہتا ہے، اس (کے اسرار) کا پردہ فاش ہو جاتا ہے۔
جو اپنے غیر کے اسرار کی تلاش میں رہتا ہے، خدا اس کے اسرار کو آشکار کر دیتا ہے۔
جو پوشیدہ عیوب کی ٹوہ میں رہتا ہے، خدا اس کو دلوں کی محبت سے محروم کر دیتا ہے۔
اگر تمہارے بھائی کی کوئی بات تمہیں معلوم ہو جائے تو اسے چھپاؤ۔ اس لئے کہ تم اپنے باطن کو خود جانتے ہو (تم یہ نہیں چاہتے کہ

رازفاش ہوجائے)۔

جہاں تک ہوسکے پردہ پوشی کرو،لوگوں کے عیوب کو چھپاؤ کہ اللہ سبحانہ تمہارے اس عیب کو چھپائے جس کو تم مخفی رکھنا چاہتے ہو۔

لوگوں کا سب سے بڑا دشمن،عیب جو اوران کی ٹوہ میں رہنے والا ہے۔

سرزنش

جوکہ(دوسروں کو)کسی بات پرسرزنش کرتا ہے،وہ خوداس میں مبتلا ہوتا ہے۔

زندگی

پاکیزہ ترین زندگی وہ ہے،جوقناعت میں بسر ہو۔

زندگی کے اعتبار سے بدترین انسان، حاسد ہے(ہمیشہ اندوہ وغم میں زندگی بسر کرتا ہے)۔

خوشگوارترین زندگی،فضول خرچی سے بچنا ہے۔

زندگی کے اعتبار سے وہ شخص بہت اچھا ہے کہ جس کے فاضل میں لوگ زندگی گزارتے ہیں(یعنی لوگ اس کے اضافی وفاضل خرچ میں زندگی بسر کرتے ہیں)۔

زندگی کے لحاظ سے وہ شخص سب سے زیادہ آرام میں ہے،جس کو خدا نے قناعت عطا کی ہو اوراس کے لئے اس کے جوڑے کی اصلاح کردی ہو۔

بے شک اس شخص کی زندگی تمام لوگوں سے زیادہ خوشگوار ہے،جو اس چیز سے خوش ہے جو خدا نے اس کی قسمت میں رکھی ہے۔

یقیناً اس شخص کی زندگی تمام لوگوں سے زیادہ بہتر ہے کہ جس کی زندگی میں لوگوں کی اچھی زندگی بسر ہوتی ہے۔

موت قبول ہے،پستی وذلت نہیں(ذلت کی زندگی سے عزت کی موت بہتر)۔

موت قبول ہے،ذلت ورسوائی نہیں۔

چھوٹا ہونا قبول ہے،ذلیل ہونا نہیں۔

زندگی کی بھلائی،صحیح تدبیر میں ہے۔

زندگی کا دارومدار حسن تقدیر میں ہے اوراس کا معیار حسن تدبیر ہے۔

جوزندہ ہے،وہ مرے گا(یعنی حیات کے بعد موت ہے)۔

جوزندہ رہتا ہے(طویل عمر پاتا ہے)وہ احباب کا غم اٹھاتا ہے(یا جس نے عیش ونوش میں زندگی گزاری اوردوسروں کی پروانہ کی،وہ دوستوں کو گنوادیتا ہے)۔

جلدمرنا،بدبختی کی زندگی سے بہتر ہے۔

زندگی، شیریں اور تلخ ہوتی ہے۔

زندگی یا اس کے وسائل واسباب کی آفت، سوئے تدبیر ہے۔

تین صفتوں: کینہ، حسد اور بدخلقی والے کے لئے زندگی نہیں ہے۔

زندگی کا حسن و جمال، قناعت ہے۔

اس کی زندگی خوشگوار نہیں ہے، جس کے ساتھ دشمن ہو۔

معیشت میں کفاف حسن تقدیر، اسراف میں کوشش کرنے سے بہتر ہے۔

عیش و آرام کو انتخاب کرنا، منفعت کے اسباب کو قطع کرنا ہے۔

چشم اور چشم پوشی

نظر جھکائے رکھنا، مرد ہونے کی علامت ہے۔

نظر جھکانا، زیادہ دیکھنے سے بہتر ہے۔

نظر جھکانا، اعلیٰ ترین تقویٰ ہے۔

نظر جھکانا، کمالِ زیرکی ہے۔

جس نے نظر جھکالی، اس نے اپنے دل کو آرام پہنچایا۔

جس نے اپنی آنکھیں جھکالیں، اس کا افسوس کم ہوگیا اور وہ ہلاک وتلف ہونے سے بچ گیا۔

بہترین ورع، آنکھیں جھکانا ہے۔

بہترین شہوتوں کو لٹانا، آنکھوں کو جھکانا ہے۔

آنکھوں کو جھکالینا ہی مروت ہے۔

جو تغافل نہیں کرتا اور کاموں سے چشم پوشی نہیں کرتا ہے، اس کی زندگی صاف وخالص ہوتی ہے۔

جو اپنی آنکھوں کو آزاد چھوڑ دیتا ہے، وہ اپنی موت کو اپنی طرف بلاتا ہے (اور معنوی طور پر ہلاک ہوجاتا ہے)۔

آنکھیں دل کی نگہبان ہیں (رائد، اس شخص کو کہتے ہیں، جس کو صحرانشین کوچ کرنے سے پہلے آگ بھیجتے تھے تا کہ وہ ہرے بھرے علاقہ کا سراغ لگائے)۔

آنکھیں، دل کا قاصد ہیں (وہ موجودات کو دیکھتی ہیں تا کہ دل کو عبرت ہو)۔

آنکھیں، دلوں کی جاسوس ہیں۔

آنکھیں، شیطان کا جال ہیں (وہ انہیں کے ذریعے شکار کرتا ہے)۔

جب آنکھیں شہوت وخواہش ہی کو دیکھتی ہیں تو دل انجام کو دیکھنے سے قاصر رہتا ہے۔

خوش نصیب ہیں وہ آنکھیں، جوراہِ خدا میں بند ہونا چھوڑ دیں اور طاعت خدا کے لئے راتوں کو بیداری رہتی ہیں۔

بیشک صبح، دو آنکھوں کے لئے روشن ہوتی ہے (ممکن ہے، مطلب کا واضح ہونا مراد ہو، کہا جاتا ہے، یہ تو اظہر من الشّمس ہے۔ روز روشن سے بھی زیادہ واضح ہے اور ممکن ہے کہ راہِ حق کی روشنی مراد ہو یعنی جو شخص بصیرت و آگاہی رکھتا ہے اور اس کا دماغ کام کرتا ہے تو وہ واضح راستہ کو دیکھ لیتا ہے)۔

زمانہ کے خاروں سے اپنی آنکھیں بند کرلو، ورنہ خوش نہ رہ سکو گے۔

گوشۂ چشم سے دیکھنا، فتنہ کا نقیب ہے۔

اعضا و جوارح میں سے کوئی بھی آنکھوں سے زیادہ کم شکر گزار نہیں، لہٰذا ان کے مطالبوں کو پورا نہ کرو کہ وہ تمہیں یادِ خدا اور اس کے ذکر سے غافل کر دیں گی۔

آنکھوں سے دیکھنا

آنکھوں سے دیکھنا (کہ جس سے یقین حاصل ہو جاتا ہے) خبر کی مانند نہیں ہے (خبر میں صدق و کذاب کا احتمال پایا جاتا ہے، خبر جھوٹی بھی ہوسکتی ہے اور سچی بھی۔ انسان کو چاہئے کہ جو کام بھی انجام دے، اسے یقین پر مبنی ہونا چاہئے، سنی سنائی باتوں کی بنیاد پر نہیں)۔

مددگار

ذلیل یا ذلیل کرنے والے مددگار میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔

عاجز ہونا

بدترین عجز و ناتوانی، دل تنگی ہے (کیونکہ اگر کوئی مصائب و مشکلات کی وجہ سے دلبرداشتہ ہو کر، ناامید ہو جاتا ہے تو وہ مشکلات میں شکست کھاتا ہے کہ جہاں شکست نہیں کھانا چاہئے، عاجز اس کے برخلاف ہے اگر وہ ناتوانی کے سبب اپنے کام میں کامیاب نہ ہو تو معذور ہے)۔

گونگا ہونا، گمراہی اور بولنے میں عجز ہونے سے بہتر ہے (کیونکہ گونگا پن ظاہری عیب اور عجز باطنی عیب ہے)۔

بولنے میں ناتواں ہونے کی علامت یہ ہے کہ بحث و مناظرہ کے وقت کلام میں تکرار کرنا اور بات کہتے وقت زیادہ خوش ہوتا ہو۔

ناتوانی کے ہوتے ہوئے، کوئی بیان نہیں ہے (بلکہ بیان اور فصاحت و بلاغت کو علم کے ساتھ ہونا چاہئے)۔

عجز و ناتوانی، سینہ کی تنگی ہے۔

عاقبت

جس قلیل کی عاقبت بخیر اور قابل تعریف ہو، وہ اس زیادہ سے بہتر ہے کہ جس کا انجام ضرر رساں ہو۔رشک شدہ

مغبوط (اس شخص کو کہتے ہیں کہ جس کے پاس بہت سی نعمت ہو اور دوسرے اس کے برابر نعمت حاصل کرنے کی تمنا کریں لیکن یہ نہ چاہئیں کہ اس سے نعمت چھن جائے) اور قابل رشک تو وہی ہے کہ جس کا یقین محکم ہو (مال دنیار کھنے والا نہیں)۔

بہت سے رشک شدہ ایسے ہیں کہ لوگ اس کی فراخی کے ساتھ بسر ہونے والی زندگی پر رشک کرتے ہیں، حالانکہ یہ ان کے لئے تکلیف دہ ہوتا ہے (لیکن لوگ نہیں جانتے کہ کیا ہر علم ومنصب اور مال ودولت انسان کے لئے نفع بخش ہوتا ہے؟ بلکہ اکثر بدبختی و ناکامی کا سبب ہوتا ہے لہٰذا اس پر رشک نہیں کرنا چاہئے)۔

بہت سے رشک شدہ لوگ ایسے ہیں، ان کی جیسی نعمت کی آرزو کی جاتی ہے حالانکہ وہ آخرت میں ہلاک ہونے والوں میں سے ہوں گے۔

مغبون

مغبون (جس نے دھوکا کھایا اور اپنے مال کو کم قیمت پر فروخت کیا یا زیادہ قیمت پر خریدا) وہ شخص ہے کہ دنیا سمیٹنے میں مشغول رہے اور آخرت سے بے بہرہ رہے۔

مغبون وہ ہے کہ جس کا دین فاسد وخراب ہو۔

مغبون وہ ہے کہ جس نے جنت عالیہ کو پست وحقیر گناہ کے عوض فروخت کر دیا ہو۔

اس شخص سے زیادہ نقصان اٹھانے والا کون ہے کہ جو خدا کو اس کے غیر کے عوض فروخت کرتا ہے؟

کند ذہنی وغفلت

کند ذہنی، گمراہی ہے۔

کند ذہنی کو، زیرکی سے بدل دو (یہاں اختیاری تبدیلی مراد ہے کیونکہ فطری کند ذہنی کو تبدیل نہیں کیا جاسکتا)۔

انسان کی کند ذہنی کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ لوگوں کے عیوب پر نظر رکھے اور اس کے عیوب اس کو نظر نہ آئیں (یعنی وہی عیب اس کے اندر ہیں لیکن انہیں اپنے لئے برا نہیں سمجھتا ہے)۔

بدترین خصلت، کند ذہنی اور کم فہمی ہے۔

بے وفائی

بے وفائی خواہ کسی کے ساتھ ہو، بری بات ہے لیکن صاحبانِ اقتدار و سلطنت کے ساتھ بے وفائی بہت بری بات ہے (یا بے وفائی خواہ کوئی بھی کرے، بری بات ہے لیکن صاحبانِ اقتدار و سلطنت کریں تو بہت غلط بات ہے)۔

بے وفائی اور خیانت کاری گناہ کو بڑا کر دیتی ہیں اور قدر و منزلت پر داغ لگا دیتی ہیں۔

بے وفائی سے بچو کہ یہ بدترین خیانت ہے اور بیوفا دھوکے باز، خدا کے نزدیک حقیر ذلیل ہے۔

بدترین بے وفائی، راز فاش کرنا ہے۔

بے وفائی، پست لوگوں کی عادت ہے۔

بے وفائی، گناہوں کو کئی گنا کر دیتی ہے (مثلاً اگر کسی کے پاس امانت رکھی جائے اور ادائیگی کے وقت وہ نہ دے اور خیانت کرے تو ایسے شخص پر بے وفائی کا بھی گناہ ہے اور غصب کا بھی، یا بے وفائی زیادہ گناہوں کا سبب ہے)۔

بے وفائی سے دور رہو کہ وہ قرآن سے دور ہے (یعنی بے وفائی قرآن کے احکام سے دور ہے اور اگر ''قرآن'' پڑھا جائے کہ جس کے معنی رفیق کے ہیں تو یہ مفہوم ہوگا کہ بے وفائی اچھی رفاقت سے دور ہے)۔

مرد کا بے وفائی کرنا (باعث) رسوائی ہے یا اس کے لئے گالی کھانے کا مقام ہے۔

نیکی کرنے، شر سے روکنے اور بے وفائی کی عادت سے باز رہنے والا بن جاؤ۔

جو بے وفائی کرتا ہے، اس کی بے وفائی اسے منفور برا بنا دیتی ہے۔

وہ شخص بے وفائی نہیں کرے گا، جو واپسی یا محل بازگشت کا یقین رکھتا ہے۔

جو بیوفائی کرتا ہے، اسی لائق ہے کہ اس کے ساتھ وفا نہ کی جائے۔

زیادہ بے وفائی و خیانت کرنے والے کا کوئی ایمان نہیں ہوتا ہے۔

بے وفا کے ساتھ دوست کی ہم نشینی باقی نہیں رہتی ہے۔

بے وفا کے ساتھ بے وفائی کرنا خدا کے نزدیک وفاداری ہے۔

بے وفائی، دو خیانتوں میں سے بدترین ہے۔

سب سے پہلے اس شخص کو سزا ملے گی کہ جس سے تم نے کوئی عہد کیا ہے اور اس کے ساتھ وفا کرنا چاہتے ہو اور وہ تمہارے ساتھ بے وفائی کا قصد رکھتا ہے۔

فریب

خبردار! تمہیں معمولی سی رکاوٹ اور کوئی مانع، فریب نہ دے یا تمہیں تھوڑی سی وقتی مسرت، ڈگمگا نہ دے۔

غرور کو جمع کرنا، دشمن کے پہلو میں سونا ہے۔

خوش نصیب ہے وہ شخص کہ جس کو فریب کا قاتل قتل نہ کرے (یعنی جو خود کو اس سے بچاتا ہے)۔

مرد کے فریب کھانے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ہر اس چیز پر اعتماد کر لیتا ہے، جس کو اس کا نفس اس کے لئے سنوار دیتا ہے۔

آپؑ نے، اس شخص کے بارے میں فرمایا کہ جس کی آپ نے تعریف کی، اس کو فریب کے قاتلوں نے قتل نہیں کیا (اور اس نے شیطان اور اپنے نفس سے فریب نہیں کھایا) اس پر امور مشتبہ نہیں ہوئے۔

جس نے فریب کے جھوٹ پر اعتماد کیا، اس نے امور کے انجام کے بارے میں غور نہیں کیا اور خوش حالی کے جھوٹ کی طرف جھک گیا۔

جس نے مہلت سے فریب کھایا، وہ موت کے چنگل میں پھنس گیا۔

فریب کھانے کے لئے نادانی کافی ہے۔

جو اپنے اوپر گھمنڈ کرتا ہے، وہ اپنی تدبیر میں کوتاہی کرتا ہے (چونکہ مغرور ہے لہذا دشمن و حوادث سے بے خبر ہے)۔

جو شخص زمانہ کی صلح پر مغرور ہوتا ہے (یا اس کے فریب میں آتا ہے) وہ سخت ترین رنج و محن میں مبتلا ہوتا ہے۔

اللہ سبحانہ پر مغرور ہونا یہ ہے کہ انسان گناہ سے دست کش نہ ہو اور مغفرت کی امید نہ چھوڑے۔

غفلت کے ساتھ کوئی دور اندیشی نہیں ہے۔

زمانہ پر اعتماد جیسی، کوئی غفلت نہیں ہے (کہ انسان یہ خیال کرے کہ زمانہ ہمیشہ سازگار رہے گا)۔

کبھی فریب خوردہ بھی محفوظ رہتا ہے (یعنی بظاہر فریب کھایا ہے)۔

بہت سے فریب خوردہ لوگوں نے اپنی تعریف و ستائش سے فریب کھایا ہے۔

بہت سے فریب خوردہ، پردہ میں ہیں۔

ہر فریب خوردہ، نجات یافتہ نہیں ہے اور نہ ہی ہر طالب محتاج ہے (ممکن ہے کہ حرص کی وجہ سے مانگتا ہو)۔

غصب

گھر میں غصبی پتھر بھی، اس کی خرابی و تباہی کا باعث ہوتا ہے۔

غضب، غضب کرنے والے کو عذاب میں دھکیل دیتا ہے اور اس کے عیوب کو آشکار کر دیتا ہے۔

غضب و غصہ ایک بھڑکی ہوئی آگ ہے، جو اسے پی جاتا ہے، وہ آگ کو بجھا دیتا ہے اور جو اسے اس کی حالت پر چھوڑ دیتا ہے تو وہ سب سے پہلے اسی کو جلاتی ہے۔

غضب، کینوں کو یا پوشیدہ کینوں کو ابھارتا ہے۔

خبردار! غصہ نہ کرنا کہ اس کا آغاز جنون اور اس کا انجام پشیمانی ہے۔

صحیح اور سیدھے راستہ پر گامزن ہونے میں سب سے زیادہ قوی وہ ہے، جو غصہ نہیں کرتا ہے۔

بہترین ملکیت کہ انسان جس کا مالک ہوتا ہے، غصہ کا مالک ہونا ہے (کہ اس پر قابو پا کر اسے دبا دے)۔

اپنی خوشی کے لئے کچھ غصہ سے بچا لو (یعنی اگر کسی پر تمہیں غصہ آ جائے تو اس کے ساتھ ایسا سلوک کرو کہ اگر اس سے دوستی کر و تو تمہیں شرمندگی نہ ہو) اور جب اڑ و تو شکر گزار کی مانند اتر و۔

غضب وغصہ کی تندی وحدت سے خود کو بچاؤ اور غصہ پینے اور بردباری کے ذریعے اس سے جنگ کرنے کی تیاری کرو۔

غضب وغصہ سے بچو کہ جلا دینے والی آگ ہے۔

سب سے افضل وہ ہے کہ جو غصہ کو پی جائے اور انتقام کی طاقت رکھتے ہوئے بردباری سے کام لے۔

انسان کے لئے سخت ترین دشمن اس کا غصہ وغضب اور اس کی شہوت ہے، جو ان دونوں پر مسلط ہو جاتا ہے وہ بلند مرتبہ پر فائز ہو جاتا ہے اور اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

غضب وغصہ اوچھے پن اور سبکی کی سواری ہے۔

غضب اوچھی حرکتوں کو ابھارتا ہے۔

غضب، دلوں کی آگ ہے۔

غضب، شر ہے اگر اس کا حکم مانو گے تو وہ تمہیں ہلاک کر دے گا۔

غضب دشمن ہے، اسے اپنے نفس کا مالک نہ بناؤ۔

غضب وغصہ، عقل کو خراب کر دیتا ہے اور درست اندیشی (یا ثواب) سے دور کر دیتا ہے۔

اگر غصہ کی تیزی کی اطاعت کرو گے تو وہ تمہیں ہلاکت تک پہنچا دے گا۔

جب تمہارے اوپر غضب وغصہ غالب آ جائے تو بردباری اور وقار کے ذریعے اس پر غلبہ حاصل کرو۔

زیادہ غیظ وغضب سے کم ظرفی ثابت ہوتی ہے۔

بدترین ساتھی غصہ ہے، وہ عیوب کو آشکار، بدی کو قریب اور خوبی کو دور کر دیتا ہے۔

غضب وغصہ کا خاموشی اور شہوت وخواہش کا عقل سے مداوی کرو۔

غصب کو بردباری کے ذریعے پلٹانا اور غصہ چھوڑنا علم کا پھل ہے۔

غضب کو بردباری اور حلم کے ذریعے پلٹا دو۔

غضب کے مطابق عمل کرنا، ہلاکت کا سبب ہے۔

غضب کا مقابلہ حلم وبردباری کے ذریعے کرو اور اپنے ہر کام کے نتیجہ کو قابل تعریف بناؤ۔

غضب کی آگ کی چنگاری، ہلاکت کے ارتکاب پر ابھارتی ہے۔

حلم و بردباری کے ذریعے غضب وغصہ کا مقابلہ کرو۔

غیظ وغضب کی فرمانبرداری کرنا، گناہ وپشیمانی یا گناہ وپشیمانی کا باعث ہے۔

جو اپنے غضب وغصہ پر غالب آ گیا، وہ شیطان کے مقابلہ میں فتح یاب ہو گیا۔

جس پر اس کا غصہ غالب آ گیا، اس پر شیطان فتح پا گیا۔

غضب وغصہ میں ہلاکت ہے (غضب کرنے والے کے لئے بھی اور دوسروں کے لئے بھی، دنیا میں بھی آخرت میں بھی)۔

زیادہ غصہ، اپنے اہل (غصہ کرنے والے کو عیب دار بنا دیتا ہے اور اس کے عیوب کو آشکار کر دیتا ہے۔

غصہ نہ کرنے، جلد رجوع کرنے اور عذر قبول کرنے والے بن جاؤ۔

شیطان کے پاس، غضب وغصہ اور عورت سے بڑا جال نہیں ہے (وہ انہیں دونوں سے لوگوں کا شکار کرتا ہے)۔

جس کا غصہ وغضب زیادہ ہوتا ہے، لوگ اس سے ملول رہتے ہیں یا وہ خود ملول ہوتا ہے۔

جو اپنے غصہ وغضب کو آزاد چھوڑ دیتا ہے، اس کی موت جلد آتی ہے۔

جس پر، غضب غالب آ جاتا ہے، وہ ہلاکت سے محفوظ نہیں ہے۔

جس پر غصہ غالب آ جاتا ہے، وہ خود کو معرض ہلاکت میں پہنچاتا ہے۔

جس نے اپنے غصہ کی نافرمانی کی، اس نے بردباری کی اطاعت کی۔

جس نے اپنے غصہ کی اطاعت کی، اس کے تلف وتباہی نے عجلت کی (یعنی وہ جلد ہلاکت ہوا)۔

جس کا غصہ وغضب زیادہ ہوتا ہے، اس کی رضا مجہول رہتی ہے (یعنی اگر وہ کسی دن کسی کام سے خوش بھی ہوتا ہے تو اس کی خوشنودی کا اعتماد نہیں ہوتا ہے)۔

جو اس شخص پر غضب ناک ہوتا ہے کہ جس کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے، وہ کافی مدت تک رنجیدہ رہتا اور اپنے نفس کو عذاب کرتا ہے۔

جس پر اس کا غصہ وشہوت غالب آ جاتا ہے، وہ چوپایوں کے زمرہ میں ہے۔

جو اس شخص پر غضب ناک ہوتا ہے کہ جس کو نقصان نہ پہنچا سکے، وہ اپنے غصہ میں مر جاتا ہے (لہٰذا اسے برداشت کرنا چاہئے)۔

(نہج البلاغہ کلمات حکمت: ۱۵۸ میں بھی مذکور ہے) میں اپنے غصہ کو کس وقت شفا بخشوں، اس وقت جب مجھے غصہ آئے یا اس وقت جب میں انتقام لینے سے عاجز ہوں۔ یہاں تک کہ مجھ سے کہا جائے کہ اگر صبر کرتے تو بہتر تھا یا اس وقت جب مجھ میں انتقام لینے کی طاقت ہو اور مجھ سے کہا جائے اگر معاف کر دیتے تو اچھا ہوتا؟

تمہارے غضب کو تمہاری بردباری پر غالب نہیں ہونا چاہئے۔

جلد غصہ نہ کرو کہ یہ جلد غصہ کرنا تمہارے اوپر مسلط ہو جائے گا (اور اس کی عادت ہو جائے گی)۔

غضب وغصہ کے ساتھ ادب نہیں ہوتا ہے۔

غضب وغصہ سے زیادہ پست کوئی نسب نہیں ہے۔
غضب کی عزت، ذلت کے عذر کے برابر نہیں ہو سکتی۔

طلب مغفرت

استغفار کرو تا کہ تمہیں روزی دی جائے۔
بہترین توسل (یا صلہ رحمی) خدا سے مغفرت طلب کرنا ہے۔
مغرفت طلب کرنا، گناہوں کو دھو دیتا ہے۔
خدا سے مغفرت طلب کرنا، گناہوں کی دوا ہے۔
مغفرت طلب کرنے کی جزا عظیم ہوتی ہے اور اس کا ثواب جلد ملتا ہے۔
حسن استغفار گناہوں کو پاک کر دیتا ہے۔
اگر لوگ اس وقت توبہ کر لیں کہ جس وقت نافرمانی کرتے ہیں اور ایسا نہ کرنے کا ارادہ کر لیں تو نہ ان پر عذاب کیا جائے اور نہ وہ ہلاک ہوں۔
جس کو مغفرت طلب کرنیکی توفیق دی گئی، وہ مغفرت سے محروم نہیں رہے گا۔
جو خدا سے مغفرت طلب کرتا ہے، وہ مغفرت پاتا ہے۔
استغفار بہترین وسیلہ ہے۔
استغفار سے زیادہ کامیاب کوئی شفیع نہیں ہے۔
وہ شخص مغفرت نہیں پاسکتا ہے، جو برائی کا نیکی سے موازنہ کرتا ہے (یعنی جو برائی کو نیکی کے برابر سمجھتا ہے)۔

غفلت و بے خبری

دلوں کی غفلت کے ساتھ آنکھوں کی بیداری سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا ہے۔
غفلت و بے خبری فریب کماتی ہے اور ہلاکت سے نزدیک کر دیتی ہے۔
غفلت سے بچو کہ یہ قوت ادراک اور حسن کو برباد کر دیتی ہے۔
غفلت اور مہلت سے فریب کھانے سے بچو (انسان یہ سمجھ لیتا ہے کہ ابھی وقت ہے، انجام دوں گا) کیونکہ غفلت عمل کو برباد کر دیتی ہے اور اجل امیدوں کو قطع کر دیتی ہے۔
غفلت و بے خبری گمراہی اور فریب کھانا نادانی ہے۔
غفلت، باعث شادمانی ہے (غافل ہمیشہ بے فکر رہتا ہے)۔

غفلت و بے خبری، ضرر رساں ترین دشمن ہے۔

غفلت و بے خبری، احمقوں کی عادت ہے۔

غفلت و بے خبری، دوراندیشی کی ضد ہے۔

غفلت، نفوس کی گمراہی اور بدبختی کی علامت ہے۔

دائمی بے خبری، بصیرت کو زائل کر دیتی ہے۔

غفلت وغرور کا نشہ، شراب کے نشہ سے بھی زیادہ دیر میں اترتا ہے۔

غفلت سے بیداری کے ساتھ جنگ کرو (یا غفلت کو بیداری کے ذریعے رفع کرو)۔

مجھے صاحبانِ عقل کے توشہ فراہم نہ کرنے اور روز بازگشت سے غافل رہنے پر تعجب ہوتا ہے۔

غفلت میں آرام کرنا، فریب کھانے کی مانند ہے۔

ہائے! اس غافل کے حال پر حسرت وافسوس کہ جس پر اس کی عمر حجت ہو جائے اور اس کا زمانہ اسے بدبختی تک پہنچا دے یا اسے تادیب کرے۔

اے سننے والے! غفلت سے ہوش میں آجا اور جلد بازی کو چھوڑ دے اور اپنی کمر کو کس لے اور (بدعاقبت سے) الگ ہو جا اور اپنی قبر کو یاد کر کہ وہ تمہاری گزرگاہ ہے۔

غفلت و بے خبری کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ گمراہی ہے۔

آدمی کی غفلت کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنی ہمت کو اس میں صرف کرے، جو اس کے لیے مفید نہیں ہے۔

آدمی کی غفلت و بے خبری کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنی عمر کو اس چیز میں ضائع کرے کہ جو اس کو نجات نہ دلائے۔

جو افل ہو جاتا ہے، وہ نادان ہے (یعنی دنیا، موت اور حساب سے غافل نہیں ہونا چاہئے)۔

غافل ومغلوب

مجھے اس غافل و بے خبر پر تعجب ہوتا ہے، جس کو موت تیزی سے طلب کر رہی ہے۔

جس کی غفلت طولانی ہو جاتی ہے، اس کی ہلاکت میں تعجیل ہوتی ہے۔

جس پر غفلت مسلط ہو جاتی ہے، اس کا دل مردہ ہو جاتا ہے۔

جو زمانہ کے حوادث سے غافل رہتا ہے، اس کو موت بیدار کرتی ہے۔

وائے ہو اس شخص پر کہ جس پر غفلت غالب ہو جائے اور کوچ کرنے کو بھلا دے اور کسی قسم کی تیاری نہ کرے۔

غافل کا کوئی کام نہیں ہے (کیونکہ اس کا دل حاضر نہیں رہتا ہے)۔

غالب

کبھی مغلوب، غالب ہوجاتا ہے۔

جو اپنے سے بڑے سے مقابلہ کرتا ہے، وہ مغلوب ہوتا ہے (زمانہ کے سرکشوں کو جان لینا چاہئے کہ وہ کسی سے مقابلہ کررہے ہیں)۔

خدا کے علاوہ ہر غالب، مغلوب ہے۔

غلبہ چاہنا

جس شخص میں دفاع کرنے کی طاقت نہ ہو، اس پر غلبہ پانے کی کوشش نہ کرو۔

غلط

انسان کا ایسے شخص کے بارے میں غلط خیال قائم کرنا کہ جو اس سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملتا ہے، بہت بڑا جرم ہے۔

خیانت

بدترین چیز جو دلوں میں اتر جاتی ہے، وہ خیانت ہے۔

دھوکا و کینہ

دھوکا باز اور دوغلی چال چلنے والے کی زبان میٹھی اور دل تلخ ہوتا ہے۔

ذلیل ترین و بدترین دھوکے باز آئمہؑ کے ساتھ دوغلی چال چلنے والا ہے۔

لوگوں میں سب سے بڑا دھوکے باز وہ ہے، جو اپنے نفس کو سب سے زیادہ دھوکا دیتا ہے اور ان میں سب سے زیادہ اپنے پروردگار کی نافرمانی کرتا ہے (کیونکہ اس کا نقصان ہر حال میں اسی کو اٹھانا ہے)۔

دوغلا پن، سرکشوں کی عادت ہے۔

کینہ توزی اور دوغلا پن، بدی کا بیج ہے۔

کینہ اور دوغلا پن، دلوں کی بیماری ہے۔

دوغلا پن، گالی کھانے کا سبب ہوتا ہے۔

کینہ توزی یا دھوکا دہی نیکیوں کو برباد کردیتی ہے (واضح رہے کہ ہمارے نقطہ نظر سے احباط کفر کے علاوہ کسی اور موضوع میں صحیح نہیں ہے اگر اس سلسلہ میں کوئی روایت ملے جیسی مذکورہ روایت تو اس کو مبالغہ پر حمل کرنا چاہئے اور اگر حمل نہ ہوسکے تو یہ کہنا

چاہئے کہ اس سے اسی جیسی نیکیاں ختم ہو جائیں گی نہ کہ اس سے قوی، کیونکہ طاعت و معصیت میں بھی درجات ہیں۔تفصیل کے شائقین علم کلام کی کتابیں ملاحظہ فرمائیں)۔

دوغلا پن، بدترین مکر و حیلہ ہے۔

دوغلا پن، بخیلوں یا بدکرداروں کا اخلاق ہے۔

دوست کے ساتھ دوغلی چال چلنا اور عہد کو پورا نہ کرنا، عہد کی خیانت ہے۔

جو لوگوں کو ان کے دین کے بارے میں دھوکا دیتا ہے، وہ خدا اور رسولؐ کا دشمن ہے۔

جو شخص دشمنی میں دھوکا دیتا ہے، اس کو سرزنش نہ کرو اور نہ اس کو ملامت کرو (کیونکہ دشمن سے اسی کی توقع ہوتی ہے)۔

غم

غم، نفس کو بے چین کرتا اور وسعت کو سمیٹتا ہے (کشادگی کو ختم کرتا ہے)۔

غم، بدن کو خراب کر دیتا ہے (لہٰذا اس سے پرہیز کرنا چاہئے سوائے اس غم کے جو راہِ خدا میں ہو)۔

حزن، دلوں کی بیماری ہے (غم و حزن کو پاس نہیں آنے دینا چاہئے کہ دل بیمار ہو جائے گا)۔

حزن و ملال، مومنین کا شعار ہے۔

غم و اندوہ، بدن کو پانی بنا دیتا ہے۔

غم و اندوہ، واپس نہیں پلٹا تا ہے (لہٰذا ہاتھ سے نکل جانے والی چیز کا غم نہیں کرنا چاہئے)۔

جتنی لذت ہوتی ہے، اتنا ہی غم و غصہ ہوتا ہے۔

جو غصہ کے گھونٹ کو پی لیتا ہے (اس پر صبر کرتا ہے) وہ موقعوں کو پا لیتا ہے۔

غم، دو بڑھاپوں میں سے ایک ہے (طبیعی بڑھاپا اور عارضی بڑھاپا)۔

اپنے اوپر پڑنے والے غموں کو قوت صبر اور حسن یقین کے ذریعے جھٹک کر پھینک دو (اور جان لو کہ خداوند کریم اس کی تلافی اجر عظیم کے ذریعے کرے گا)۔

غم، بدن کو پگھلا دیتا ہے۔

غم، نفس کی بیماری ہے۔

ہمت و حوصلہ کے مطابق غم ہوتا ہے (یعنی جتنا حوصلہ بلند ہوتا ہے، اتنا غم ہوتا ہے)۔

بت سے مغموم و محزون لوگوں کو ان کا غم، ابدی مسرت سے ہمکنار کر دیتا ہے (مثلاً آخرت کا غم)۔

جس کا غم زیادہ ہوتا ہے، اس کا حزن دائمی ہوتا ہے۔

غم، ذخیرہ کے برابر ہوتا ہے۔

ہرغم کے لئے فرج وکشائش ہے۔

جوزیادہ غوروفکرکرتا ہے(مثلاً غم کودل پر لئے رہے،اس سے نجات پانے کی کوشش نہ کرے)اس پرغم وحسن غلبہ کرلیتا ہے۔

جس کاغم زیادہ ہوجاتا ہے،اس کا بدن بیمار ہوجاتا ہے۔

جواپنے ہرغم کوآخرت کے لئے قرار دیتا ہے،وہ اپنی امید حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔مخلوق سے بے نیازی

جس سے چاہو بے نیاز ہوجاؤ اوراس کے مثل ہوجاؤ۔

جولوگوں سے بے نیاز ہونا چاہے گا،خدااس کو بے نیاز کردے گا۔

جولوگوں سے بے نیاز ہوجاتا ہے،وہ اپنے اہل وعیال کے نزدیک معزز ہوجاتا ہے اورجوان کا دست نگر ہوتا ہے،وہ ان کی نظر میں ذلیل وحقیر ہوجاتا ہے۔

جس سے تم بے نیاز ہوئے ہو،وہ اس سے بہتر ہے کہ جس کے تم محتاج ہو(کیونکہ پہلے والے سے تمہیں کوئی رنج نہیں پہنچے گا جب کہ دوسرے سے رنج پہنچے گا)۔

ثروت منداورثروت

مالداروہ ہے،جوقناعت کے ذریعے بے نیاز ہوتا ہے۔

مالداروہ ہے،جوقناعت سے کام لیتا ہے۔

دولت مند(یادولت مندی)سفرمیں بھی،وطن میں ہے۔

مالدارکواس کی جہالت نیچے لے آتی ہے اورعلم نے نادارکو بلند کردیتا ہے۔

بہت سے مالدار''نقد''سے بھی زیادہ ذلیل ہیں(نقد بحرین میں ایک قسم کی بھیڑ ہے،جس کے پاؤں چھوٹے اورچہرہ بدشکل ہوتا ہے،اس کوذلیل سمجھا جاتا ہے)۔

بہت سے مالدار،فقیروں سے بھی زیادہ بے چارے ہوتے ہیں(اس لحاظ سے آخرت میں بدبخت اوردنیامیں زیادہ مشکلوں میں مبتلارہتے ہیں یااس اعتبار سے کہ وہ اس سے بھی زیادہ محتاج ہیں)۔

مالداروں میں سے کم لوگ ایسے ہیں،جواپنے بھائیوں کی مالی مددکرتے ہیں اوران کی حاجت روائی کرتے ہیں۔

بہت سے ثروت مندوں(ان کے نہ دینے کی وجہ)سے بے نیازی ہوجاتی ہے۔

مالدار پرایک چیز یہ بھی واجب ہے کہ وہ فقیروں پراپنا مال خرچ کرنے میں بخل نہ کرے۔

اس شخص کو مالدار نہ سمجھو کہ جو اپنے مال سے استفادہ نہ کرے۔

اس مالدار سے بڑا گنہگار کوئی نہیں ہے، جو کہ اپنے مال میں سے کسی محتاج کو کچھ نہ دے۔

غیر خدا کے سبب مالدار ہونا، پریشانی و بدبختی ہے۔

مال کے نشہ سے خدا کی پناہ طلب کرو کیونکہ یہ ایسی مستی ہے کہ جس سے افاقہ آسان نہیں ہے۔

تم میں سب سے بڑا مالدار وہ ہے، جو سب سے زیادہ قناعت کرنے والا ہے۔

سب سے بڑی دولت مندی، عقل ہے (کیونکہ جس کے پاس عقل ہے، اس کے پاس سب کچھ ہے۔ کہا گیا ہے: اے اللہ! جس کو تو نے عقل دے دی، اس کو سب کچھ دے دیا اور جس کو عقل نہ دی، اس کو کچھ نہیں دیا)۔

بلند ترین بے نیازی، تمناؤں کو چھوڑنا ہے۔

بہترین بے نیازی و استغناوہ ہے، جس سے عزت و آبرو کی حفاظت ہوتی ہے۔

سب سے بڑا مالدار وہ ہے، جو حرص میں اسیر نہ ہو۔

سب سے بڑی بے نیازی، قناعت اور ناداری و مفلسی کے زمانہ میں صبر کرنا ہے۔

ثروت مندی سے سرکشی پیدا ہوتی ہے۔

ثروت مندی، غیر سید کو بھی سید بنا دیتی ہے (یعنی ثروت مندی چھوٹے کو بڑا بنا دیتی ہے)۔

فقر و غنی مردوں کے جوہر اور ان کے اوصاف و ذات کو آشکار کرتے ہیں (یعنی یہ دونوں آزمائش کا وسیلہ ہیں)۔

مالدار بھائی وہ ہے، جو قناعت کو اپنا بنا لیتا ہے۔

ثروت مندی پر فخر کرنا، فقر و ناداری کا بیج بونا ہے۔

ثروت مندی کی آفت، بخیلی ہے (کہ یہ ثروت مندی کو بے اہمیت بنا دیتی ہے اور دنیا و آخرت کی تباہی کا سبب ہوتی ہے)۔

بہترین بے نیازی، نفس کا بے نیاز ہونا ہے۔

بہت سی ثروت مندی، دائمی فقر و ناداری کو ساتھ لاتی ہے۔

خوش حال زندگی کی زکوۃ، ہمسایوں پر احسان کرنا اور عزیزوں کے ساتھ صلہ رحم کرنا ہے۔

دو چیزوں کی قدر وہی جانتا ہے، جس سے وہ چھن جاتی ہیں اور وہ ہے، ثروت مندی و طاقت۔

اپنے نفس کو ان چیزوں سے باز رکھنا کہ جو لوگوں کے پاس موجود (جیسے دولت مندی) ہے۔

ثروت مندی کا فریب، غرور اور گھمنڈ کا باعث ہوتا ہے۔

مال و دولت کو ہاتھ سے دینا، زیرک لوگوں کے لئے غنیمت اور احمقوں کے لئے حسرت ہے۔ (کیونکہ ذہین آدمی جانتا ہے کہ آخرت کی ثروت مندی، اس سے زیادہ اہم ہے اور دنیا فانی ہے، اس کے خزانے ختم ہو جائیں گے)۔

مکمل ثروت مندی (خدا کے دیئے ہوئے پر) قناعت کرنا اور اس پر راضی رہنا ہے۔
جو بغیر مال کے ثروت مندی، بغیر سلطنت کے عزت اور قبیلہ کے بغیر کثرت چاہتا ہے، اس کو چاہئے کہ خدا کی معصیت کی ذلت سے اس کی طاعت کی عزت کی طرف آئے، یہ سب وہاں مل جائیں گی۔
وہ شخص مالدار ہو گیا کہ جو لوگوں کی چیزوں سے ناامید، خدا کی عطا پر قانع اور اس کی قضاوقدر پر راضی ہو گیا۔
ثروت مندی وکشائش وفراخی پر نہ اتراؤ، فقر و بلا پر غمگین نہ ہو کیونکہ سونے کو آگ کے ذریعے پرکھا جاتا ہے اور مومن کو بلا کے ذریعے آزمایا جاتا ہے۔
خدا کے ذریعے بے نیاز ہونا، سب سے عظیم ثروت مندی ہے۔
جو خدا کے سبب دنیا سے بے نیاز نہ ہو، اس کا کوئی دین نہیں ہے۔
ثروت مندی تو بس قناعت ہی کے ساتھ ہے۔
سوءِ تدبیر کے ساتھ کوئی ثروت مندی نہیں ہے۔

مظلوم کی فریادرسی

مظلوم کی فرادرسی، عذاب خدا سے (بچنے کے لئے) قلعہ بن جائے گی (یعنی اس کے ذریعے عذاب خدا سے محفوظ رہو گے)۔
مظلوم کی فریاد کو پہنچنا، بڑی گناہوں کا کفارہ ہے۔
سب سے بڑی نیکی، مظلوم کی فریادرسی کرنا ہے۔
جتنا ثواب مظلوم کی فریادرسی سے ہوتا ہے، اتنا کسی اور چیز پر نہیں ہوتا۔

غیبت

غیبت سننے والا، دو غیبت کرنے والوں میں سے ایک ہے (جیسا کہ روایات میں بیان ہوا ہے، غیبت یہ ہے کہ انسان کسی کی عدم موجودگی میں ایسی بات کہے کہ اگر وہ سنے تو اسے صدمہ ہو)۔
خبردار! غیبت نہ کرنا کہ وہ تمہیں خدا اور لوگوں کی نظر میں دشمن بنا دے گی اور تمہارے اجر وثواب کو برباد کر دے گی۔
سب سے خطرناک آدمی، غیبت کرنے والا ہے۔
خدا کے نزدیک سب سے بڑا دشمن، غیبت کرنے والا ہے۔
خدا بے شک ذکر غیبت (کسی کو برائی کے ساتھ یاد کرنا) بدترین بہتان ہے۔
غیبت، بدترین بہتان ہے۔
غیبت، منافق کی علامت وپہچان ہے۔

غیبت کرنا، عاجز ناتواں کی سعی ہے۔

غیبت، جہنم کے کتوں کی خوراک ہے (ممکن ہے، جہنم کے کتوں سے مراد غیبت کرنے والے ہوں یا غیبت کرنے والے، جہنم کے کتوں کی خوراک ہیں یا خود غیبت، جہنم کے کتوں کی غذا میں تبدیل ہوجاتی ہے یا اس کے مغفور ہونے میں مبالغہ مقصود ہے)۔

غیبت سننے والے، غیبت کرنے والے کی مانند ہیں۔

غیبت سننے والا، غیبت کرنے والوں میں سے ایک ہے۔

غیبت سننے والا، غیبت کرنے والے کا شریک ہے۔

جو لوگوں کی غیبت کرنے کا حرص ہوتا ہے، اسے گالی دی جاتی ہے۔

غیبت سننے والا، غیبت کرنے والے کی مانند ہے۔

اپنے نفس کو غیبت کا عادی نہ بناؤ کیونکہ اس کی عادت والے کا جرم بہت سنگین ہوتا ہے۔

تھوڑی غیبت (بھی) بہتان (یا جھوٹ) ہے۔

(یہ نہج البلاغہ کے خطبہ ۱۴۰ کا ٹکڑا ہے کہ جس میں آپؑ نے لوگوں کو غیبت سے روکا ہے) اے خدا کے بندے! ایک دم کسی پر گناہ کا عیب نہ لگاؤ، ہوسکتا ہے کہ خدا نے اسے بخش دیا ہو اور اپنے چھوٹے گناہ سے مطمئن نہ رہو، ہوسکتا ہے اس پر تمہیں عذاب دیا جائے۔

غیب

غیب میں تعجب ہے (اس جملہ میں کئی احتمال ہیں: (۱) ہوسکتا ہے اس سے حضرت بقیۃ اللہ الاعظم ارواحنا لہ الفداء کی غیبت مراد ہو۔ (۲) آئندہ کے حوادث جیسے قتل عثمان وغیرہ۔ (۳) مستقبل کے امور پر خوش ہونا۔ (۴) عالم مجردات۔ (۵) علوم غیبی۔ (۶) ممکن ہے، تصحیف ہوگئی صحیح ''العتب'' ہو جس کے معنی غصہ کی وجہ سے ملامت و سرزنش کرنا ہے یعنی تعجب ہے کہ عقل مند غصہ کرتا ہے)۔

غیرت

تمہارے لئے ضروری ہے کہ جہاں غیرت کا موقعہ نہ ہو، وہاں غیرت نہ کرو کیونکہ یہ تندرستی سے بیماری کی طرف اور قلق و اضطراب سے محفوظ و بری نفس کو، قلق و اضطراب کی طرف بلاتی ہے۔

مرد کی غیرت کی دلیل، اس کی عفت و پاک دامنی ہے۔

مرد کی غیرت ہی اس کا ایمان ہے۔

عورت کی غیرت (کہ شوہر کے نکاح کرنے سے ناراض ہوتی ہے) ظلم و گناہ ہے۔

مرد کی غیرت اتنی ہی ہے، جتنا وہ ننگ و عار سمجھتا ہے۔

مومن کی غیرت اللہ سبحانہ کے لئے ہے (ننگ و تعصب انہی چیزوں میں ہونا چاہئے کہ جن سے خدا خوشنود ہوتا ہے)۔

گمراہی

عاقبت کے لحاظ سے سب سے بدترین چیز گمراہی ہے (کیونکہ وہ آدمی کو دنیا و آخرت میں بدبخت بنا دیتی ہے)۔

گمراہی ایک فریب و غفلت ہے (اور گمراہ خدا آخرت سے غافل ہے)۔

جو سرکشی کے ساتھ معاملہ کرتا ہے، اسے جزا دی جاتی ہے۔

وائے ہو اس پر کہ جو گمراہی میں اپنی انتہا کو پہنچ چکا ہو اور راہِ راست کی طرف نہ پلٹے۔

گمراہی کے ساتھ کوئی ورع نہیں ہے (پارسائی ہدایت کے ساتھ ہے)۔

انتہا

جو اپنی مطلوب و محبوب منزل تک پہنچ جاتا ہے، اسے اس چیز تک پہنچنے کی بھی توقع رکھنا چاہئے کہ جس کو وہ دوست نہیں رکھتا ہے۔

فالِ نیک

کارِ خیر کو نیک شگون سمجھو، تاکہ کامیاب ہو جاؤ۔

فتنہ

فتنہ و آشوب (مال ذخیرہ کرنے) کے ساتھ زحمت ہے۔

فتنہ میں اونٹ کے اس دو سالہ بچے کی مانند ہو جاؤ، جس کے تھن نہیں ہوتے کہ دوھ لیا جائے اور ایسی پشت نہیں ہوتی ہے کہ سوار ہوا جائے۔

جو فتنہ کی آگ بھڑکاتا ہے، وہ خود بھی اس کا ایندھن بنتا ہے۔

سب سے بڑا رنج والم فتنوں کا دائمی ہونا ہے (لہٰذا فتنوں کو ختم کرنے یا کم کرنے کی کوشش کرنا چاہئے)۔

اپنی جان کی قسم، فتنہ کی آگ میں مومن ہلاک ہو جاتا ہے (چونکہ مظلوم و بے کس ہے) اور غیر مسلم و غیر مومن محفوظ رہتا ہے (کہ اس کے مددگار رہوتے ہیں یا وہ خود اپنا دفاع کر سکتا ہے)۔

مفتون

ایسا نہیں ہے کہ ہر مفتون کو سرزنش کی جاتی ہے۔

جواں مردی

جواں مردی، خرچ کی ہوئی عطا ہے اور روکی ہوئی اذیت ہے۔
انسان نے کسی ایسی چیز سے زینت نہیں پائی کہ جو جواں مردی وفتوت سے زیادہ حسین وخوبصورت ہو۔
جواں مردی کا نظام، بھائیوں کی لغزشوں کو برداشت کرنا اور ہمسایوں کا خیال رکھنا ہے۔

گنہگار

گناہ (یا گناہوں کا مرتکب ہونا) ایک ذلیل گھر ہے، جو اپنے ساکنوں کو کسی بھی آفت سے نہیں بچاتا ہے اور جو اس میں پناہ لیتا ہے، اس کی حفاظت نہیں کرتا ہے۔
خبردار! گناہوں کے مرکز پر نہ جانا کہ وہ خدائے رحمن کو غضب ناک کرنے والے اور آگ کو بھڑکانے والے ہیں۔
گناہ یا زنا کا ارتکاب، کفار کا شیوہ ہے۔
بے شک فاسق بڑا ظالم اور بے وفا ہے۔
گنہگار آشکار کرنے والا ہے (خواہ کتنی ہی پوشیدہ جگہ انجام پائے، وہ خدا پر آشکار ہے یا عنقریب آشکار ہو جائیں گے یا فاجر وہ ہے، جو کھلم کھلا گناہ کرتا ہے)۔
فاسق کی غیبت (غیبت) نہیں ہے (البتہ ان گناہوں کے بارے میں کہ جن کو وہ کھلم کھلا انجام دیتا ہے یا جن کی تشہیر کی اسے پروا نہیں ہوتی ہے، ورنہ جیسا کہ اپنے محل پر بیان ہو چکا ہے، فاسق کی غیبت کلی طور پر مستثنیٰ کی گئی ہے)۔
زناکار (یا گناہوں کے حریص) کو کوئی خوف نہیں ہوتا ہے یا تقیہ کسی حرام کو اس کے لئے حلال نہیں کرتا ہے (مجبوری کی حالت میں مردار کھانے کی طرح اس کے لئے جائز قرار نہیں دیتا ہے)۔
بدکاروں کی حکومت، نیک لوگوں کے لئے ذلت کا سبب ہے۔
گنہگار فاسق سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو۔
فاسق سے قطع تعلق کرنا، غنیمت ہے (کہ وہ ہر لمحہ انسان کو گناہ پر ابھارتا ہے اور تعلق قطع کرنے سے انسان گناہوں سے محفوظ رہتا ہے)۔
بدکاری یا دروغ گوئی کے ساتھ کوئی ثروت مندی نہیں ہے۔
جو شخص گنہگار کو پہچانتا ہے، اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اچھے کام انجام نہ دے۔
گناہ یا زنا کو فاش کرنے والا، اس کے انجام دینے والے کی مانند ہے۔

گالی

فحش کلامی، گالی اور جھوٹ سے پرہیز کرو کہ یہ دونوں قائل کو عیب دار بنا دیتے ہیں۔

تمہارے اپنے سے بڑے کو گالی دینا، ہلاک کرنے والے نادانی ہے (ممکن ہے، سخت انتقام لیا جائے یا خدا انتقام لے)۔

تمہارے اپنے سے چھوٹے کو گالی دینا، عیب دار بنا دینے والی نادانی ہے۔

تمہارا اپنے ہم رتبہ کو گالی دینا، دو مرغوں کی منقار سے لڑنے اور دو کتوں کے لڑنے کی مانند ہے کہ دونوں زمی یا رسوا ہونے کے بعد ہی ایک دوسرے کو چھوڑتے ہیں اور یہ بافہم لوگوں کا کام اور عقل مندوں کا طریقہ نہیں ہے (ممکن ہے، وہ تم سے زیادہ بردبار ہو کہ نتیجہ میں تم سے زیادہ باوقار اور مکرم ہو اور اس طرح تم اس سے پست و ناقص ہو)۔

جو گالی دیتا ہے، وہ گالی کھاتا ہے۔

جس کی فحش کلامی یا نادانی و بے صبری بڑھ جاتی ہے، اسے پست و رذیل سمجھا جاتا ہے۔

مکرم و معزز، ہرگز گالی نہیں دیتا۔

گالی بکنے والے سے بڑا بے حیا کوئی نہیں ہے۔

بے شک گالی اور گالی بکنا، اسلام کے عادات میں سے نہیں ہے۔

جو گالی دیتا ہے، وہ اپنے حاسدوں کو شفا بخشتا ہے (کہ وہ اس کے سبک ہونے سے خوش ہوتے ہیں)۔

کوئی بردبار بھی گالی نہیں دیتا ہے (غصہ والا ہی ہمیشہ گالی دیتا ہے لہٰذا بردبار بننے کی کوشش کرنا چاہئے)۔

دو اشخاص ایک دوسرے کو گالی نہیں دیتے مگر یہ کہ ان میں سے زیادہ لئیم و بدبخت غالب آجاتا ہے (کیونکہ یہ کام لئیم و بدبخت کی خصوصیات میں سے ہے)۔

فخر و مباہات

فرزند آدمی (آدمی) کس چیز پر فخر کرسکتا ہے، جب کہ اس کا آغاز نطفہ اور اس کا انجام مردار ہے۔ وہ اپنے نفس کو رزق نہیں دے سکتا اور اپنی موت کو دفع نہیں کرسکتا ہے (یعنی اس میں اس کی طاقت نہیں ہے)۔

جس حال اور مرتبہ پر تم کسی آلہ کے بغیر پہنچ گئے ہو، اس پر فخر نہ کرو اور اس مرتبہ پر ہرگز فخر نہ کرو کہ جو تم کو اچانک و اتفاقاً مل گیا ہے کیونکہ کوئی اتفاق قائم کرتا ہے، اس کو استحقاق منہدم کر دیتا ہے۔

فخر کرنے سے بڑی کوئی حماقت نہیں ہے۔

بہتر ہے کہ بلند ہمتی، عہد و پیمان کی پابندی اور کرم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے میں ایک دوسرے پر فخر کیا جائے نہ کہ بوسیدہ ہڈیوں اور پست خصلتوں پر۔

فخر کرنے اور اترانے کا سرچشمہ فرومائیگی ہے (ورنہ بلند مرتبہ آدمی کسی بھی چیز پر فخر نہیں کرتا ہے)۔
خبردار! خدا کی عظمت کے بارے میں اس سے جنگ نہ کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر سرکش کو ذلیل کیا ہے اور ہر خود پسند اور تکبر کرنے والے کو رسوا کیا ہے۔

کشائش اور انتظارِ کشائش

جس تنگ چیز میں حرج ہے، وہ اس چیز سے زیادہ نزدیک ہے کہ جس میں فرج وکشائش ہے (یعنی فرج وکشائش اس وقت حاصل ہوتی ہے کہ جس میں تنگی ہوتی ہے)۔
فرج وکشائش اس وقت زیادہ نزدیک ہوگی، جب امر دشوار ہو جائے گا۔
جب رخنوں کا باب بند ہو جائے گا تو کشائش کے آفاق نمودار ہوں گے۔
جس وقت سختیاں اپنی انتہا کو پہنچ جائیں گی، اس وقت کشائش کی امید ہے۔
صبر کے ساتھ انتظارِ فرج، عبادت کا عنوان ہے۔
انتظار اور امید فرج رکھنا، دو راحتوں میں سے ایک ہے (ان میں سے ایک خود کشائش ہے، دوسرے اس کی امید و آرزو ہے)۔

فرحت ومسرت

کتنی ہی فرحت کی خوشی اسے دائمی غم واندوہ تک پہنچا دیتی ہے (جیسے کوئی شخص گناہ پر خوش ہو)۔
آنیوالی چیز کے لئے خوش نہ ہو۔
اپنے غیر کے گرنے پر خوشی نہ مناؤ کیونکہ تم نہیں جانتے کہ زمانہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کرے گا (ممکن ہے، تم بھی گرو اور دوسرے تمہارے اوپر ہنسیں)۔
غیر کی خطا وغلطی پر ہرگز خوشی نہ مناؤ کیونکہ تم ہمیشہ درستی وثواب کے مالک نہیں رہو گے۔

خدا کی طرف سبقت کرو

خدا کی طرف بڑھو، اس سے بھاگو نہیں کہ وہ تمہیں پانے والا ہے اور تم اسے ہرگز عاجز نہیں کر سکتے۔

موقعہ اور اس کا ہاتھ سے نکلنا

ایسا نہیں ہے کہ ہر غائب (وہر مسافر) لوٹ آئے (ممکن ہے، یہ مراد ہو کہ موقعہ سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھاؤ جیسا کہ نہج البلاغہ کے خطبہ ۳۱ میں امام حسن علیہ السلام کو آپؑ کی وصیت سے معلوم ہوتا ہے)۔
جو اچانک موقعہ سے فائدہ اٹھا لیتا ہے، وہ مکدر وبدمزہ ہونے سے بچ جاتا ہے۔

جوخوشگوار پانی کے گھاٹ پر پہنچے کہ اس سے سیراب ہو اور اسے غنیمت نہ سمجھے (یعنی اس سے سیراب نہ ہو) اسے عنقریب پیاس لگے گی، پھر وہ اسے ڈھونڈے گا لیکن اسے نہیں پائے گا (ممکن ہے، آپؑ نے اپنی منزلت وشخصیت کی طرف اشارہ فرمایا ہو کہ ابھی میں تمہارے درمیان ہوں، میرے علوم سے استفادہ کرلو ممکن ہے، بعد میں تمہیں علوم ومعرفت کی تشنگی محسوس ہو اور تم مجھے نہ پاؤ)۔

کتنے ہی لوگوں کو ہاتھ سے نکلے ہوئے تک پہنچنے کا موقعہ ہی ہاتھ نہیں آتا ہے (انسان کو موقعہ سے فائدہ اٹھانا چاہئے اور کارِ خیر کی انجام دہی میں کوتاہی نہیں کرنا چاہیے)۔

اکثر جلد کوشش کرنے والے نے نجات پالی اور سست رفتار ڈھونڈنے والے میدان ہی میں رہ گئے (یعنی اپنی سست رفتاری کی وجہ سے منزل مقصود تک نہیں پہنچے)۔

وقت کا لوٹنا اور اس تک پہنچنا، بہت بعید ومشکل ہے۔

وقت کو اس کے امکان کے وقت ناگہانی طور پر درک کرلو کیونکہ اس کے ہاتھ سے نکل جانے کے بعد تم اسے نہ پاسکو گے۔

دم گھٹنے سے پہلے سانس لے لو (یعنی جب تک جان ہے موقعہ کو غنیمت سمجھو اور اس سے استفادہ کرلو) اور جانکنی کے عالم سے پہلے اطاعت کرو۔

دنوں کی مہلت سے استفادہ کرو اور اسے غنیمت سمجھو۔ اسلام کی سرحدوں کی حفاظت کرو اور موت کے اچانک آنے پر سبقت کرو۔

خدا رحم کرے اس آدمی پر کہ جس نے مہلت وموقعہ کو غنیمت سمجھا اور عمل کی طرف سبقت کی اور خوف کے مارے کمر کس لی۔

وقت جلد گزر جاتا ہے اور دیر میں پلٹتا ہے (لہٰذا اس سے فائدہ اٹھالینا چاہئے کہیں ہاتھ سے نہ نکل جائے اور کبھی نہ پلٹے)۔

اوقات اور ساعت عمر کو گھٹا رہے ہیں اور موت ونابودی سے نزدیک کررہے ہیں (ان کی قدر کرنا چاہئے، کہیں اچانک یہ آواز نہ سنی جائے کہ فلاں مرگیا)۔

اترنے اور نازل ہونے سے پہلے اپنے لئے منزل کا انتخاب کرلو اور منزل پر پہنچنے سے پہلے اسے آراستہ کرلو۔

اپنی وسعت وفراخی کے زمانے کو بلا کے زمانہ کے لئے ذخیرہ قرار دو (ممکن ہے، یہ مراد ہو کہ دنیا سے آخرت کے لئے توشہ فراہم کرلو یا یہ کہ فراخی کے زمانے میں لوگوں پر احسان کرو تا کہ تمہاری تنگ دستی کے زمانہ میں وہ تمہارا خیال رکھیں)۔

فرصت ایک مقابلہ ہے (جو جھپٹ لے جائے، وہی کامیاب ہے)۔

وقت وموقعہ کا ہاتھ سے نکل جانا، باعث رنج ومحن ہے۔

فرصت ایک غنیمت ہے۔

موقعہ کا ہاتھ سے نکلنا، جلانے والی حسرت ہے۔

جو وقت ہاتھ سے نکل گیا، وہ واپس نہیں آتا ہے۔

وقت گنوانا،غم وحسرت کا باعث ہوتا ہے۔
خوشی وعیش کا زمانہ بہت جلد گزر جاتا ہے۔
فرصت واوقات، بادلوں کی مانند گزر جاتے ہیں۔
جب وہ چیز نہ ملے کہ جس کو تم چاہتے ہو تو اسے طلب کرو، جو دستیاب ہو (وقت سے فائدہ اٹھاؤ، مایوس نہ ہو یا یہ خدا کا فیصلہ ہے، اس پر راضی رہو)۔
جب بھی فرصت ملے اسے غنیمت سمجھو کیونکہ وقت ضائع کرنا، باعث رنج والم ہے۔
نیک اوقات کو غنیمت سمجھو کہ یہ بادلوں کی طرح گزر جاتے ہیں۔
اوقات کا ہاتھ سے نکل جانا، شدید ترین اندوہ والم کا باعث ہوتا ہے۔
بے شک تمہاری گزری ہوئی کل منتقل ہو چکی ہے اور آنے والی کا یقین نہیں ہے پس جس وقت میں تم ہو، اس کو غنیمت سمجھو اور عمل کرو۔
فرصت کے اوقات بادل کی مانند گزر جاتے ہیں پس جہاں تک ممکن ہو، ابوابِ خیر میں ان سے استفادہ کرو، ورنہ پشیمان ہو گے۔
کسی بھی چیز کے فوت ہونے کا ثمرہ، پشیمانی ہے۔
ہر چیز کے لئے فوت ہے (یعنی ہر چیز نایاب ہو جائے گی)۔
(مقصد) فوت ہونے سے حسرت ہی ہوتی ہے۔
فوت ہونے جیسی کوئی حسرت نہیں ہے (علامہ خوانساری مرحوم فرماتے ہیں: یہاں موت مراد ہے)۔
مدت اور وقت ختم ہونے کے بعد تیاری وآمادگی سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا ہے۔
تمہاری گذشتہ کل تمہارے ہاتھ سے نکل چکی ہے اور آئندہ مبہم ہے (کہ اس کی بقا یقین نہیں ہے) اور تمہارا وقت مغتنم ہو گا لہٰذا اس میں طاقت کے مطابق سبقت کرو اور خبردار! زمانہ پر اعتماد نہ کرنا۔
فرصت وموقعہ کا ہاتھ سے نکلنا، باعث حسرت وملامت ہوتا ہے۔
ہر وقت (میں سے کچھ) ہاتھ سے جانے والا ہے۔
کبھی فرصت اور نصیب ہاتھ آ جاتا ہے (لہٰذا اس سے مایوس نہیں ہونا چاہیے)۔
تم اس چیز کو ہرگز نہ پا سکو گے کہ جو تم سے لے لی جائے گی لہٰذا (فضیلت وسعادت کے) حصول کے لئے نیک کوشش کرو۔
ایسا نہیں ہے کہ ہر فرصت ہاتھ آ جائے۔
جو فرصت سے پہلو تہی کر لیتا ہے اور اس سے استفادہ نہیں کرتا ہے، اس کو وقت کا فوت ہونا عاجز کر دیتا ہے۔
جو شخص موقعہ کو اس کے وقت سے پیچھے ہٹا دیتا ہے، اسے اس کے فوت ہو جانے سے مطمئن رہنا چاہئے۔

جو موقعہ کو غنیمت سمجھتا ہے، وہ حسرت واندوہ سے محفوظ رہتا ہے۔

ایسا نہیں ہے کہ غائب واپس لوٹ آئے (آپؑ نے اپنے فرزند حضرت امام حسن علیہ السلام کو جو وصیت فرمائی ہے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ عبارت فرصت سے مربوط ہے۔ علامہ خوانساری مرحوم نے اس کے جو معنی بیان کئے ہیں، وہ مراد نہیں ہے۔ وصیت ۳۱: نہج البلاغہ)۔

جو تاخیر کرتا ہے (اور وقت گنوا دیتا ہے) وہ خود کو نائج سے منع کرتا ہے۔

واجبات ومستحبات

جو شخص واجب ومستحب نماز کے ساتھ خدا سے قریب ہونے والا ہے، اس کا نفع دوگنا ہے۔

بے شک اللہ سبحانہ نے تمہارے اوپر کچھ چیزیں واجب کی ہیں، انہیں ضائع نہ کرو اور تمہارے لئے کچھ حدیں قائم کی ہیں، ان سے آگے نہ بڑھو اور بعض چیزوں سے تمہیں روکا ہے، لہٰذا ان کی حرمت کو پامال نہ کرو اور بعض چیزوں کو بیان نہیں کیا ہے (نہ ان سے روکا ہے اور نہ انہیں واجب کیا ہے یاد رکھو! انہیں فراموشی کی وجہ سے اس حال میں نہیں چھوڑا ہے (بلکہ) مصلحت کی بنا پر اس حال میں رکھا ہے، لہٰذا تم ان کی زحمت نہ اٹھاؤ (اپنی رائے سے انہیں اپنے لئے واجب یا حرام نہ قرار دو، بلکہ ان کی اصل (اباحہ) پر باقی رہنے دو)۔

بے شک جس شخص نے خود کو اس چیز سے ہٹا کر جس کی اس کے لئے ضمانت لی گئی ہے، اس چیز میں مشغول کر لیا، جو اس پر واجب کی گئی ہے اور جو نفع، ضرر، اس کے لئے خدا کی طرف سے مقرر ومقدر ہوا ہے، اس پر راضی رہا تو عافیت میں اس کی سلامتی اور نفع کے لحاظ سے خوش حالی اور مسرت میں اس کی غنیمت ہے۔

بے شک اگر تم نے فرائض کو چھوڑ کر نوافل کے فضائل کو انجام دیا (کہ جس سے واجب چھوٹ جائے یا نقص کے طور پر انجام پائے یا فضیلت کا وقت گزر جانے کے بعد انجام پائے) تو جو فضیلت بھی تم حاصل کرو گے، وہ اس واجب کو پورا نہیں کر سکے گی کہ جس کو تم تباہ کر رہے ہو۔

جب نوافل فرائض کو نقصان پہنچائیں، تو انہیں چھوڑ دو۔

تمہارے لئے اس امر کی دیکھ بھال ضروری ہے کہ جس کے ضائع کرنے میں تم معذور نہ ہو۔

واجبات کو انجام دینا، بہترین کرامت ہے۔

فرائض کی ادائیگی جیسی کوئی عبادت نہیں ہے (ممکن ہے کہ تمام واجبات مراد ہوں اور ممکن ہے کہ خصوصاً نماز مراد ہو)۔

جب نوافل فرائض کو نقصان پہنچائیں تو اس وت ان کے بجالانے میں کوئی فضیلت نہیں ہے۔

فرائض کے وقت میں نافلہ کی قصا نہ کرو، پہلے فریضہ کو ادا کرو، اس کے بعد جو تمہارے سامنے آئے (جو چاہو) نماز پڑھو (اس کی تفصیل فقہی کتابوں اور مراجع کے رسالہ عملیہ میں ملاحظہ فرمائیں اور اس کے احکام ان سے اخذ کریں)۔

تفریط

تفریط، (عبادت اور ضروری کاموں کی انجام دہی میں کوتاہی) سے بچو کہ یہ سرزنش کا باعث ہوگا۔

تفریط، (کارِ خیر میں کوتاہی) ایک طاقت ور مصیبت ہے۔

تفریط و کوتاہی کا ثمرہ، ملامت ہے۔

تفریط کو دور اندیشی کے ذریعے دفع کرو۔

بے کاری

بے کاری سے جہل و ہوس اور لذت اندوزی کے خیالات پیدا ہوتے ہیں۔

بے کاری سے جہل کی طرف ذہن جاتا ہے۔جدائی اور تفرقہ

جدائی سے بچتے رہنا (کیونکہ لوگوں سے بالکل علیحدگی) اور ان سے الگ تھلگ رہنا شیطان کی طرف سے ہے۔

تمہارے لئے جدائی سے پرہیز کرنا ضروری ہے کیونکہ حق والوں سے جدائی اختیار کرنا، ایسے ہی شیطان کا لقمہ و حصہ بنتا ہے، جس طرح گلہ سے الگ ہوجانے والی بھیڑ، بھیڑیے کا لقمہ بن جاتی ہے۔

دو، دوستوں کے درمیان، جدائی ڈالنے کی کوشش کرنا، بری عادت ہے۔

ہر اجتماع کے لئے جدائی ہے۔

جماعت کے ساتھ رہو اور جدائی سے پرہیز کرو (کیونکہ مسلمانوں کی ساری ترقیاں اتحاد کے تحفظ اور جماعت کے ساتھ رہنے سے ہوئی ہیں)۔

افترا

دعویٰ کرنے (اور ڈینگیں مارنے) والا ہلاک اور افترا باندھنے والا مایوس ہوگیا۔

فساد

جس کو فساد خوش کرتا ہے، اسے معاد غمگین کرے گا۔

برباد کرنے اور بگاڑنے میں کوئی بھلائی نہیں ہے (کہ انسان دنیا بنانے کے لئے اپنی آخرت کو برباد کرے)۔

جس کی خدا سے ٹھن جائے، وہ کسی سے بھی صلح نہیں کرسکتا (جس کا معاملہ خدا سے بھی صحیح نہ ہو، اس کی کسی سے نہیں بن سکتی)۔

اس چیز کو فاسد و خراب نہ کرو، جس کی صلاح درستی تمہارے لئے اہم ہے۔

کاہلی وسستی

کاہلی یا خوف وناتوانی، ایک منقصت وسستی ہے۔

سستی وکاہلی کی بیماری کا علاج، ارادہ وعزیمت اوراپنی غفلت وبےخبری کا، اپنی آنکھ کی بیداری سے علاج کرو۔

فضیحت ورسوائی

رسوائی اورفضیحت کا ننگ، شیرینی کی لذت کومکدر کردیتا ہے(پس چندلحظوں کی لذت کے لئے کسی معصیت کا ارتکاب نہ ہوکہ اس سے رسوائی ہوگی)۔

فضائل ورذائل

اپنے نفس کوفضائل (جوصات فضیلت کا باعث ہوتے ہیں ان کوکسب کرنے پر) مجبور کروکیونکہ تم رذائل کے عادی ہوچکے ہو۔

فضیلتوں کی طرف بڑھنا، نجات بخش مشکل ہے۔

تمہاری فضیلت، تمہارے علم کا اورتمہارا کرم، تمہارے احسان کا پتہ دیتا ہے۔

جب تم حرام چیزوں سے دست کش ہوجاؤ اورشبہات سے پرہیز کرنے لگو اورفرائض کو بجالاؤ اورنوافل کوانجام دینے لگوتوسمجھوکہ تم نے دین میں فضائل کوکامل کرلیا۔

فضیلت کا سرا اوراس کا عروج، غصہ وقابو رکھنا اورشہوت کوختم کردینا ہے۔

پے درپے سختیوں کے پیش آنے سے انسان کے فضائل آشکار ہوتے ہیں۔

مردکی عقل کی دلیل، اس کی عقل اوراس کا حسن خلق ہے۔

فضائل کی انتہا، عقل ہے(یعنی سب سے بڑی فضیلت عقل ہے)۔

فضائل کی انتہا، علم ہے۔

انسان کی فضیلت اوراس کا کمال، اس کی عقل سے پہچانا جاتا ہے۔

فضیلت، حسن کمال اورنیک افعال سے ہے، نہ کہ مال کی کثرت اوراعمال ومنصب کی عظمت سے۔

فضیلت وبرتری (کارِخیر کی) عادت کے غلبہ سے ہے یاعادت کے غالب ہونے سے(یعنی اگرانسان غلط کام کرنے کا عادی ہو اورمسلسل گناہ کرتارہے تواسے اس وقت فضیلت حاصل ہوگی، جب وہ اس عادت پرغلبہ پائے گا)۔

مردکا فخر، اس کے فضل سے ہے، نہ کہ اس کی اصل ونسل سے۔

انسان کی فضیلت، احسان کرنے میں ہے۔

جس نے اپنے غضب وغصہ پر قابو پالیا، وہ فضیلت پانے میں کامیاب ہوگیا اور اپنی شہوت کی منہ زوریوں کا مالک ہوگیا۔
مرد کی فضیلت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے نفس کو حقیر تصور کرے۔
فضائل کا کمال، خصلتوں کا شرف ہے (جو شخص ساری فضیلتوں کو حاصل کرنا چاہتا ہے، اس کو اخلاق کی بلند ترین صفت کا حامل ہونا چاہئے)۔
انسان کی دو خصلتیں ہیں اور وہ ہیں: عقل و منطق (قوت گویائی) عقل کے ذریعے وہ فائدہ حاصل کرتا ہے اور گویائی کے وسیلہ سے دوسروں کو فائدہ پہنچاتا ہے۔
انساب، باپوں اور ماؤں کے سبب ہی نہیں ہے (کہ اس پر فخر کیا جائے) بلکہ قابل تعریف فضائل کے ذریعے ہے۔
جس کے فضائل کم ہوتے ہیں، اس کے وسائل کمزور ہوتے ہیں۔
بہترین فضیلت، گنہگار کے عذر کو قبول کرنا ہے۔
مرد کی فضیلت یہ ہے کہ اس نے جو برداشت کیا ہے، اس کا احسان نہ جتائے۔
بہترین فضائل، احسان کرنا اور احسان کو وسعت دینا ہے۔
فضائل کے حصول سے دشمن منہ کے بل گر پڑتا ہے۔
فضیلت یہ ہے کہ آزاد پر احسان کرو اور اہل خیر کے ساتھ نیکی کرو۔
زبان کی حفاظت کرنا اور احسان کرنا، انسان کی سب سے بڑی فضیلت ہے۔
تم خود کو فضائل سے متصف کرو اور رذائل (پست صفات) سے بیزاری اختیار کرو۔
اعلیٰ ترین فضائل، پسندیدہ چیزوں کو خرچ کرنا اور راہِ خدا میں دینا اور حاجت مند کی حاجت روا کرنا اور طلب کرنے میں میانہ روی اختیار کرنا ہے۔
اعلیٰ ترین فضائل، اس شخص کے ساتھ صلہ رحمی کرنا ہے، جس نے قطع رحمی کیا ہے اور منہ موڑنے والے سے انس کرنا اور مہلکہ میں گرنے والے کا ہاتھ پکڑنا ہے۔
اہل فضل کی فضیلت کو صاحبانِ فضیلت ہی پہچانتے ہیں۔
تمہاری فضیلت پر تمہارے عمل سے اور تمہارے کرم پر تمہاری عطا سے استدلال کیا جائے گا۔

فضول

بدترین چیز کہ جس میں مرد اپنا وقت صرف کرتا ہے، وہ فضول کام ہے، جو کسی کام نہ آسکے۔
عقلوں کی تباہی، فضول کی طلب میں ہے۔
جو زیادہ طلبی سے باز رہتا ہے، اس کی رائے کو عقل معتدل بنا دیتی ہے (اور سے پسند کرتی ہے)۔

جو فضول میں مشغول ہوتا ہے، اس کے ہاتھ سے اہم امور نکل جاتے ہیں، جس کی ضرورت ہوتی ہے۔ زیرکی

زیرکی، بصیرت ہے (یعنی اگر بصیرت نہ ہو تو آدمی حق و باطل کے درمیان فرق نہیں کر سکتا)۔

زریرکی، راہِ حق پانے کا سبب ہوتی ہے۔

کھونا

کھو دینا (یا نہ پانا) غم و اندوہ کا سبب ہوتا ہے۔

ناداری

ناداری، مومن کی بھلائی، ہمسایوں کے حسد سے اطمینان، بھائیوں کی چاپلوسی اور بادشاہوں سے راحت دینے والی ہے۔

بے شک فقر و ناداری نفس کے لئے ذلت یا نفس کی غفلت، عقل کے لئے حیرانی اور غموں کی کھینچ کر لانے والی ہے۔

فقر و ناداری سے نسیان بڑھتا ہے۔

فقر (صبر و رضا کے ساتھ) ایمان کی زینت ہے۔

قبر، فقر سے بہتر ہے (ناداری نقصان کا سبب اور اس پر صبر نہیں ہو سکتا، اس سے بہتر موت)۔

جس ناداری کے ساتھ قرض ہو، وہ سرخ موت (یا بہت بڑی) بدبختی ہے۔

فقر و ناداری، ذہین و زیرک آدمی سے دلیل و حجت کی صلاحیت بھی چھین لیتی ہے۔

ناداری (کے ساتھ انسان) وطن میں بھی غربت (میں) ہے (یعنی نادار مسافر کی مانند ہے)۔

شدید قسم کی ناداری، رسوا کن بے نیازی سے کہیں بہتر ہے۔

ناداری اور ثروت مندی، خدا کے سامنے پیش ہونے کے بعد ہے (یعنی یہ تو آخرت میں معلوم ہوگا کہ کون بے نیاز تھا اور کون نیاز مند)۔

فقر سے محبت ورع کو کسب کرتا ہے۔

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ناداری، دائمی ثروت مندی میں بدل جاتی ہے (یعنی آخرت کی یا اس دنیا کی بے نیازی سے بدل جاتی ہے اور صبر و استقامت اور تقویٰ کی پابندی کا باعث ہوتی ہے)۔

فقر کا ضرر، ثروت مندی کے گھمنڈ و غرور سے بہتر ہے۔

نفس کا فقیر ہونا، بدترین فقر ہے۔

ہر فقر و ناداری کا مداوی کیا جا سکتا ہے (یعنی اس کی تلافی ہو سکتی ہے) لیکن عقل کی مفلسی کا کوئی علاج نہیں ہے۔

جس نے اپنے فقر کا اظہار کیا، اس نے اپنی قدر و منزلت کو گھٹا دیا۔

فقر و ناداری کی زحمت (گوارا ہے لیکن) پرخوری کی ذلت (گوارا) نہیں۔

حسن تدبیر کے ساتھ کوئی ناداری و مفلسی نہیں ہے (جیسا کہ سوئے تدبیر کے ساتھ کوئی بے نیازی نہیں ہے)۔

بلیغ ترین شکوہ و شکایت وہ ہے، جو خود مشکل و بلا سے ظاہر ہو (خوانساری مرحوم فرماتے ہیں: شکای سے مراد فقر ہے، ظاہر ہے کہ درویشی و فقیری کے لئے زبان کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اسے زبان حال بیان کر دیتی ہے، جو فقر سے زیادہ بلیغ ہے)۔

جس کم و قلیل چیز کی حاجت ہوتی ہے، وہ اس زیادہ چیز سے بہتر ہے کہ جس کی ضرورت نہ ہو۔

غربت میں (یعنی غیر وطن میں زندگی گزارنا) عار نہیں ہے، عار تو بس وطن میں ناداری کی زندگی بسر کرنے میں ہے۔

جو جھوٹ موٹ میں درویش و فقیر بنتا ہے، وہ حقیقت میں فقیر بن جاتا ہے۔

فقر و پریشانی کا اظہار کرنا، فقر و ناداری کو کھینچ لاتا ہے۔

قرض کے ساتھ فقر، بہت بڑی بدبختی ہے۔

فقیر

راضی فقیر، ابلیس کے جال سے نجات پانے والا اور غنی، اس کے جال میں پھنسنے والا ہے۔

خدا کے نزدیک سب سے بڑا دشمن، تکبر کرنے والا فقیر، بوڑھا زنا کار اور بدکار عالم ہے۔

بہت سے لوگ کم عقلی اور حماقت کی وجہ سے متکبر فقیر ہیں۔

آخرت میں مستغنیٰ و نیاز ترین انسان وہ ہوگا، جو دنیا میں سب سے زیادہ نادار و فقیر تھا۔

نادار و فقیر، وطن میں بھی اجنبی و غریب (یا ذلیل) ہوتا ہے۔

فقیر و نادار، اپنے شہر میں بھی مسافر و غریب ہے۔

فقیروں کے پاس بیٹھو تاکہ تم شکر میں اضافہ کر سکو (جب تم انہیں نعمتوں سے محروم دیکھو گے تو نعمتوں کی قدر کرو گے اور طبیعی طور پر شکر خدا ادا کرو گے کہ اس نے تمہیں فقیر نہیں بنایا ہے)۔

اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ فقیر، ثروت مند سے بے نیاز ہوتا ہے (یا اپنے نصب پر راضی ہونے کے لحاظ سے یا آخرت میں اپنے حصہ و نصب کی وجہ سے)۔

فقیر کی ثروت مندی، اس کی قناعت ہے۔

بہت سے فقیر ایسے ہیں کہ لوگ ان کے نیاز مند ہوتے ہیں۔

بہت سے فقیر، غنی ہیں اور بہت سے غنی، فقیر ہیں (یا اقتصاد کے لحاظ سے یا حرص و طمع کے اعتبار سے)۔

جس پر فقر و ناداری غالب آ جاتی ہے، اسے چاہئے کہ "لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم" زیادہ سے زیادہ پڑھے۔

فقیر پر یہ بھی واجب ہے کہ مجبوری و ناچاری کے بغیر سوال نہ کرے (مجبور ہو جائے تو سوال کرے)۔

خوش نود، فقرا دنیا اور آخرت کے بادشاہ ہیں۔

سب سے بڑا فقیر وہ ہے، جو فراخی و ثروت مندی کے باوجود، خود کو تنگی میں رکھے اور اس کو غیر کے لئے چھوڑ جائے۔

کتنے ہی فقیر، شیر سے بھی زیادہ ہیبت ناک ہوتے ہیں (یعنی ان کی ہیبت دل میں بیٹھ جاتی ہے)۔

فقیہ وفقہا

فقیہ اور مکمل فقیہ وہ ہے، جو لوگوں کو خدا کی رحمت سے مایوس نہ کرے اور خدا کی رحمت سے ناامید نہ کرے۔

فقہا کی آفت والمیہ یہ ہے کہ وہ خود کو لغزشوں سے محفوظ نہ رکھیں۔

جب کوئی بلند مرتبہ آدمی فقیہ ہو جاتا ہے تو وہ فروتنی اختیار کرتا ہے۔

جب کوئی پست درجہ کا آدمی فقیہ ہو جاتا ہے تو سرکشی کرتا ہے (یا علم کی وجہ سے بلند ہو جاتا ہے)۔

جب تم فقیہ بنو تو دین خدا کے فقیہ بنو۔

فکر و مفکر

غور و فکر کرو، بصیرت پا جاؤ گے، بینا ہو جاؤ گے۔

عقل کی اصل اور جڑ، غور کرنا اور اس کا میوہ (دنیا و آخرت کی آفات سے) محفوظ رہنا ہے۔

لغزشوں سے محفوظ رہنے کا راز، کام شروع کرنے سے پہلے غور کرنے میں اور بولنے سے پہلے سوچنے میں ہے۔

بے شک جس شخص نے دل کی آنکھ سے دیکھا، اس نے بصارت سے کام لیا ہے اور اس کا پہلا کام یہ ہے کہ وہ اپنے کام کے بارے میں غور کرے کہ اس میں فائدہ ہے یا نقصان؟ اگر اس میں اس کا فائدہ ہوتا ہے تو اسے کر گزرتا ہے اور اگر اس میں اس کا نقصان ہوتا ہے تو اس سے باز رہتا ہے۔

غور رو فکر، ہدایت کرتی ہے اور صدق، نجات بخشتا ہے۔

غور و فکر کرنا، عبادت ہے۔

غور و فکر کرنے سے حق کا راستہ ملتا ہے اور غفلت سے وہ گم ہو جاتا ہے۔

غور و تدبر، عقل کو روشن کرتا ہے۔

تدبیر اور جائزہ کار فکر کا فائدہ ہے۔

فکر، راہِ راست کی طرف ہدایت کرتی ہے۔
غور وفکر، پرہیز گاروں کی تفریح گاہ ہے۔
فکر، فائدہ مند حکمت ہے۔
فکر، صاف وشفاف آئینہ ہے (بس یہ دیکھنا چاہئے کہ اس سے کس طرح فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے)۔
فکر، عقلوں کی جلا اور روشنی ہے۔
خدا کی نعمتوں کے بارے میں غور کرنا، بہترین عبادت ہے (یہ خدا کی معرفت اور اس کی دوستی کا وسیلہ قرار پائے گا)۔
حکمت سے خالی چیزوں کے بارے میں غور کرنا، رکیک و پوچ خواہش ہے (روایات میں خدا و امام کی معرفت کو حکمت کہا گیا ہے اور بعض روایات میں امام کی معرفت اور گناہوں سے پرہیز کو حکمت کہا گیا ہے اور بعض حدیثوں میں فقہ دین کو حکمت کے نام سے یاد کیا گیا ہے مختصر یہ کہ صحیح علم کو حکمت کہا گیا ہے)۔
کارِ خیر کے بارے میں غور کرنا (آدمی کو) اسی کارِ خیر کی طرف بلاتا ہے (یعنی یہ سبب ہوتا ہے کہ انسان نیک کام کرے)۔
کام کے انجام وعواقب کے بارے میں غور کرنے سے (آدمی) ہلاکت سے محفوظ رہتا ہے۔
جب تم اپنے تمام امور میں پہلے غور وفکر کرو گے تو تمہارے ہر کام کا انجام ونتیجہ اچھا ہوگا۔
غور کرنے سے رائے، صحیح ہو جاتی ہے۔
بار بار غور کرنے سے شک، برطرف ہو جاتا ہے۔
غور کرنے سے امور کی تاریکی، چھٹ جاتی ہے۔
بار بار غور کرنے سے کام کا انجام ونتیجہ صحیح رہتا ہے۔
انجام ونتائج کے بارے میں غور کرنے سے (انسان) ہلاکت سے محفوظ رہتا ہے۔
باقی (آخرت) کو فانی (دنیا) سے جدا کرنا، بلند نظری میں شمار ہوتا ہے۔
عزم وارادہ کرنے سے پہلے غور کرو اور اقدام کرنے سے پہلے مشورہ کرو اور اس میں داخل ہونے سے پہلے تدبر کرو (ممکن ہے کہ آپؑ یہ فرمانا چاہتے ہوں: انسان کو چاہئے کہ وہ کام سے پہلے غور کرے، پھر مشورہ کرے، پھر اس تک پہنچنے کے طریقہ کار کے بارے میں سوچے بلکہ مشورہ کے بارے میں بھی غور کرے کہ نیک مشورہ دیا ہے یا نہیں؟)
تمہارا غور وفکر کرنا، تمہیں بصیرت سے نوازے گا اور تمہیں عبرت لینے کی صلاحیت عطا کرے گا۔
(ہر کام میں) غور وفکر کرنے کا پھل، ہر خرابی سے محفوظ رہنا ہے۔
مستقل طور پر غور کرنا اور احتیاط سے کام لینا، انسان کو لغزشوں سے محفوظ رکھتا ہے اور نعمتوں کی تبدیلی سے نجات دیتا ہے۔
خدا رحم کرے اس شخص پر کہ جس نے غور کیا اور عبرت لی اور عبرت لینے کے بعد بینا ہو گیا۔

غور وخوض کا سر،فکر وتامل سے کام لینا ہے۔
عمل سے پہلے غور کرو،لغزش سے نجات پاؤ گے۔
فعل سے پہلے غور کرو تا کہ جوتم کر رہے ہو،اس پر تمہیں سرزنش نہ کی جائے۔
سست آدمی کا غور کرنا،اس کے ناآگاہ جلدی کرنے سے بہتر ہے۔
زیادہ غور وفکر سے انجام وعاقبت،قابل تعریف ہوجاتے ہیں اوراس سے کاموں کی خرابیوں کی تلافی ہوجاتی ہے۔
بہت زیادہ غور کرنے سے تدبیر کا انجام وعاقبت سنور جاتی ہے۔
زیادہ غور کرنے سے مشورہ دینے والے کی رائے میں اعتدال آجاتی ہے۔
تمہارے لئے ضروری ہے کہ غور وفکر کرو کیونکہ یہ گمراہی سے نجات دلانے اوراعمال کو صحیح کرنے والا ہے۔
عقل مند کی فکر،ہدایت ہے۔
جاہل کی فکر،گمراہی ہے۔
تھوڑی دیر غور وفکر کرنا،طولانی عبادت سے بہتر ہے۔
تمہارے فکر،راہِ راست کی طرف تمہاری ہدایت کرے گی اور تمہیں معاد کی اصلاح کی طرف لے جائے گی۔
مرد کی فکر،آئینہ ہوتی ہے،جو اس کے عمل کے حسن و جمال کو اس کی برائی سے جدا کر کے دکھاتی ہے۔
فکر وتفہیم کی تکرار،درس وبحث کی تکرار سے کہیں زیادہ فائدہ مند ہے۔
تمہارا اطاعت کے بارے میں غور کرنا،تمہیں اس پر عمل کرنے پر ابھارے گا۔
تمہارا گناہ و نافرمانی کے بارے میں سوچنا،تمہیں اس میں مبتلا ہونے پر مجبور نہ کرے گا (انسان کو ہمیشہ خدا کی طاعت کے بارے میں غور کرنا چاہئے نہ کہ معصیت کے بارے میں)۔
(چند جملوں کے بعد مولاؑ فرماتے ہیں:) لوگو! غور کرو اور صحیح طریقہ سے دیکھو،عبرت لو اور آخرت کے لئے توشہ فراہم کرو،تا کہ کامیاب و نیک بخت ہوجاؤ۔
پہلے اندازہ لگاؤ،پھر کاٹو (جیسے درزی) غور کرو،پھر بولو،آشکار کرو (پہلے شریعت کے احکام کو جان لو) پھر ان پر عمل کرو۔
جس کا پیٹ ہمیشہ بھرا رہتا ہے،اس کی فکر کیسے صحیح ہوسکتی ہے؟
غور وفکر کے لئے،راہ راست پر چلنا ہی کافی ہے۔
ایسا نہیں ہے کہ جو بھی تیر مارتا ہے،وہ نشانہ پر بیٹھتا ہے (یعنی ایسا نہیں ہے کہ غور وفکر کا نتیجہ ہمیشہ صحیح ہوتا ہے بلکہ کبھی اس کے برخلاف بھی ہوتا ہے۔واضح رہے کہ یہ جملہ آپؑ کی حضرت امام حسن علیہ السلام کو وصیت سے ماخوذ ہے۔نہج البلاغہ:۳۱)۔
جو بھی (مبدا و معاد اور قضا یا حوادث کے بارے میں) غور کرتا ہے،وہ عبرت لیتا ہے۔

جو اپنی فکر کو طول دیتا ہے (یعنی زیادہ سوچتا ہے) اس کی نظر سنور جاتی ہے۔

جس کا تفکر و تدبر زیادہ ہوتا ہے، اس کی عاقبت سنور جاتی ہے۔

جس کے غور و فکر کا سلسلہ طولانی ہو جاتا ہے، اس کی بصیرت سنور جاتی ہے۔

جو غور و فکر سے کام لیتا ہے، اس کا جواب صحیح ہوتا ہے۔

جس نے کام سے پہلے غور کیا، اس کے زیادہ کام صحیح ہوتے ہیں۔

جس کی فکر کمزور ہو جاتی ہے، اس کے فریب کھانے کے امکان زیادہ ہوتے ہیں۔

جس نے ذات خدا کے بارے میں غور کیا، وہ زندیق ہو گیا (وہ خدا کے وجود کا منکر ہو جاتا ہے کیونکہ بشر کا دماغ اس سے کہیں چھوٹا ہوتا ہے کہ اس میں ذات خدا کی حقیقت سمائے)۔

جس نے انجام و عواقب کے بارے میں غور کیا، وہ ہلاکت سے محفوظ رہا۔

جس کے افکار و خیالات، گناہوں میں غوطہ زن رہتے ہیں، وہ اسے انہیں کی طرف بلاتے ہیں۔

جس کی فکر زیادہ تر لذت والی چیزوں میں غرق رہتی ہے، اس پر لذتیں غالب آ جاتی ہیں۔

جو غور کرتا ہے، وہ انجام و نتائج کو (پہلے ہی) دیکھ لیتا ہے۔

جو اپنی فکر کی آنکھوں کو بیدار رکھتا ہے، وہ اپنی ہمت کی حقیقت تک پہنچ جاتا ہے۔

جس نے عظمت خدا کے بارے میں غور کیا، وہ خاموش ہو گیا (یا متحیر ہو گیا)۔

جس کے پاس فکر و شعور ہوتا ہے، اس کے لئے ہر چیز میں عبرت ہوتی ہے۔

جو اچھے طریقے سے غور و فکر کرتا ہے، وہ ذلیل نہیں ہوتا ہے (کیونکہ ساری مشکلات صحیح طریقہ سے غور و فکر نہ کرنے کی وجہ سے سامنے آتی ہیں)۔

(حقائق و معارف میں) غور و فکر جیسی، کوئی عبادت نہیں ہے۔

فکر جیسی، کوئی رشد و ہدایت نہیں ہے۔

وہ کسی فکر کا حامل نہیں ہے، جو عبرت نہیں لیتا ہے۔

انجام و عواقب کے بارے میں غور کرنے سے ناشگوار حوادث سے محفوظ رہتا ہے۔

فکر، دو ہدایتوں میں سے ایک ہے۔

آسمانوں اور زمین کے ملکوت کے بارے میں غور کرنا مخلصوں کی عبادت ہے۔

کام شروع کرنے سے پہلے اس کے بارے میں غور کرنا، لغزش سے بچاتا ہے۔

غور کرنا، عبرت کا باعث ہوتا ہے، لغزش سے بچنے اور پشت قوی کرنے کا باعث ہوتا ہے۔

غور کرو، تاکہ فائق وممتاز ہو جاؤ۔

غور وفکر (انسان کو) راہِ راست کی ہدایت کرتا ہے۔

فلاح وکامیابی

وہ شخص کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا کہ جس کو نقصان پہنچانے والی چیزیں ہی خوش کرتی ہوں۔

وہ شخص کامیاب ہے، جو پروں سے پرواز کرتا ہے (یعنی جس کے انصار واعوان ہیں)، یا مطیع ہو جاتا ہے تو آرام پاتا ہے۔

خدا کے سپرد

جس نے اپنا معاملہ خدا کے سپرد کر دیا، خدا اسے راہِ راست پر لگا دیتا ہے۔

سمجھنا

سمجھنا، ذہانت وزیرکی کے ساتھ ہے (یعنی اگر زیرکی وذہانت نہ ہو تو انسان کچھ بھی نہیں سمجھتا)۔

سمجھنا، علم کی نشانی ہے۔

جس نے سمجھنا چاہا، وہ سمجھ گیا۔

جو سمجھ لیتا ہے، وہ اور زیادہ سمجھنا چاہتا ہے۔

جو سمجھ لیتا ہے، وہ علم کی تہہ میں اترنا جانتا ہے (کہ علم کی تہہ میں اترنا کتنا مشکل ہے اور اس کی تہہ تک پہنچنا، کسی کے قبضہ کی بات نہیں ہے یا اس کی تہہ تک پہنچ سکتا ہے)۔

جس کو خدا کی طرف سے فہم وشعور نہیں ملتا ہے (یعنی خدا اس کی معصیت کی وجہ سے اس کے حال پر چھوڑ دیتا ہے) وہ واعظ کی نصیحت سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا ہے۔

جس کے پاس فہم وشعور ہے، وہ نادار نہیں ہے (کیونکہ فہم وشعور آدمی کو مالدار اور حامل فضائل بنا دیتا ہے)۔

قبور

قبرستان سے گزرو (یا قبرستان کی ہمسائیگی اختیار کرو) تاکہ عبرت حاصل کر سکو۔

بہترین سسرال قبر ہے (کیونکہ نیک وصالح افراد تمام غموں سے نجات پر اپنی لذتوں کو حاصل کر لیتے ہیں، جس طرح دلہن، دولہا کے پاس پہنچ کر ہر چیز کو بھول جاتی ہے۔ روایت میں بھی آیا ہے کہ جب میت کو قبر میں رکھتے ہیں، تو اگر وہ صالح ہوتا ہے تو اس سے کہا جاتا ہے ''دلہن کی طرح سو جاؤ'')۔

استقبال اُمور

جو کاموں کے استقبال کے لئے جاتا ہے (اور غور وفکر کے بعد انجام دیتا ہے) وہ بینا ہو جاتا ہے۔

خدا کی طرف رخ کرنا

اگر خدا کی طرف رخ کرو گے اور اس کی طرف آؤ گے تو (اپنی سعادت ونیک بختی کی طرف) توجہ کرو گے اور اگر اس سے روگردانی کرو گے تو (اسی کامیابی وسعادت سے) روگردانی کرو گے۔

خدا کی طرف رخ کرنے میں خوشتیں برطرف ہو جاتی ہیں۔

اچھا انتخاب (امام، ساتھی، دوست یا مشغلہ کا) آزاد لوگوں پر احسان ہے اور اپنے لئے بہت سے پشت پناہ بنانا ہ اور یہ کامیابی کی طرف سبقت کرنا ہے۔

ہر آگے بڑھنے کے لئے پیچھے پلٹنا ہے، ہر اقبال کے لئے ادبار ہے (آج دنیا تمہاری طرف بڑھ رہی ہے کل تم سے منہ پھیر لے گی)۔

اقبال مندی (اور تمہاری طرف دولت کے رخ کرنے) کی ایک علامت، مردوں پر احسان کرنا ہے۔

اقبال مندی کی علامتوں میں سے ایک نپی تلی باتیں کرنا اور کردار کی نرمی بھی ہے۔

راہِ خدا میں جان دینا

بے شک بہترین موت (راہِ خدا میں) قتل ہونا ہے، قسم اس ذات کی، جس کے قبضہ میں میری جان ہے، میرے لئے بستر پر مرنے سے تلوار کی ہزار ضربتیں آسان ہیں۔

نیچے اُترنا

جو گرد ابوں اور بپھرے ہوئے دریا میں اترتا ہے وہ ڈوب جاتا ہے (حوادث کے وقت آدمی کو غور وفکر کرنا چاہئے، خطرہ نہیں مول لینا چاہئے بلکہ انجام کار کو مدنظر رکھنا چاہئے)۔

قدرت واقتدار

کمزور غلام پر تسلط پانا، قدرت وتوانائی کا لازمہ ہے (یا پست گوگوں کے اقتدار میں ایسا ہوتا ہے)۔

طاقت وتوانائی، اچھی اور بری عادتوں کو آشکار کر دیتی ہے (مثلاً جب طاقت نہیں ہوتی تو اس وقت جود وسخا اور بخیلی وکنجوسی ظاہر نہیں ہوتی ہے، یا جب تک کسی کے اندر گناہ کی طاقت نہیں ہوتی تو اس کے ارتکاب یا ترک کرنے کا پتہ چلتا ہے)۔

قدرت وطاقت کی آفت، احسان نہ کرنا ہے (لوگ احسان کے بندے ہوتے ہیں)۔

اقتدار کی آفت، ظلم اور حد سے تجاوز کرنا ہے۔

طاقت وقدرت، غیظ وغضب کو خاموش کر دیتی ہے (یعنی وہ طاقت رکھتے ہوئے بھی انتقام نہیں لیتا ہے اور جب گناہ پر قدرت رکھتا ہے تو اس سے گناہ صادر نہیں ہوتا ہے)۔

جب قدر وطاقت زیادہ ہوجاتی ہے تو شہوت کم ہوجاتی ہے (ممکن ہے، یہ مراد ہو کہ جب انسان کمزور ہوتا ہے تو اسے کسی بھی چیز کی زیادہ خواہش ہوتی ہے لیکن جب قدرت وطاقت ہوتی ہے اور چیز موجود ہوتی ہے تو پھر پروا نہیں رہتی ہے)۔

جب ثروت وقدرت کم ہوجاتی ہے تو عذر و بہانہ جوئی بڑھ جاتی ہے (ممکن ہے کہ مراد یہ ہو کہ ہر زمانہ میں طاقت ور و ثروت مند رہنے کی کوشش کرنا چاہئے تا کہ عذر کی ضرورت پیش نہ آئے۔

قدرت وطاقت کی زکوۃ یہ ہے کہ انصاف سے کام لیا جائے۔

طاقت وقدرت رکھنے والے بہترین کاموں میں سے یہ بھی ہے کہ جب اسے غصہ آئے تو بردباری سے کام لے۔

قدر و منزلت

جو اپنی قدر و منزلت سے ناواقف ہوتا ہے، وہ اپنی حد سے آگے بڑھ جاتا ہے۔

جو اپنی قدر کی حد میں رہتا ہے (چادر سے زیادہ پاؤں نہیں پھیلاتا ہے) لوگ اس کی عزت کرتے ہیں۔

جو اپنی حد سے آگے بڑھتا ہے، لوگ اسے ذلیل سمجھتے ہیں۔

جو اپنے پاؤں رکھنے کی جگہ ہی سے واقف نہیں ہوتا ہے (اپنی قدر وحیثیت کو نہیں جانتا ہے) وہ اپنی پشیمانی کے محرکات سے پھسل جاتا ہے۔

جو شخص اپنی حیثیت پر اکتفا کرتا ہے (اور افراط وتفریط سے کام نہیں لیتا ہے) اس کی قدر و منزلت ہمیشہ باقی رہتی ہے۔

جو اپنی قدر و منزلت ہی کو نہیں جانتا ہے، وہ ہر قدر سے ناواقف ہوتا ہے (وہ دوسروں کو بھی اپنے ہی جیسا تصور کرے گا)۔

جو اپنی قدر کو جانتا ہے، وہ لوگوں کے درمیان ضائع (ورسوا) نہیں ہوگا۔

جو شخص اپنی قدر و منزلت کو جانتا ہے، وہ ہلاک نہیں ہوتا ہے۔

جو اپنی حد سے آگے بڑھتا ہے، وہ عقل مند نہیں ہے۔

بندے کے لئے کتنی بہترین چیز ہے کہ وہ اپنی قدر وحیثیت کو پہچانتا ہے اور اپنی حد سے آگے نہیں بڑھتا ہے۔

جس نے اپنی قدر وحد کو نہیں پہچانا، وہ ہلاک ہوگیا۔

ایسا کام نہ کرو، جس سے تمہاری قدر و منزلت کم ہوتی ہے۔

حد سے آگے بڑھنے سے بڑی کوئی نادانی نہیں ہے۔

وہ شخص عقل مند نہیں ہے کہ جو اپنی حد سے آگے بڑھتا ہے۔
خدا رحم کرے اس شخص پر کہ جس نے اپنی قدر و حیثیت کو جان لیا اور اپنی حد سے آگے نہ بڑھا (یعنی لوگوں سے ایک اندازہ کے مطابق تعلقات رکھے، اس سے آگے نہیں بڑھا)۔
(ہر امر میں اپنی حد و حیثیت کا لحاظ رکھو، یہاں تک کہ مجالس میں داخل ہونے میں بھی) مجلس میں بلند ترین جگہ تک پہنچنے میں جلدی نہ کرو کیونکہ جس جگہ سے تمہیں بلند جگہ پر لے جائے، وہ اس جگہ سے بہتر ہے، جہاں سے تمہیں نیچے اتارا جائے (بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ اگر مجلس میں بلند جگہ پر بیٹھیں گے، تو لوگوں کی نظروں میں بڑے بن جائیں گے، لیکن انہیں یہ خبر نہیں ہوتی کہ ان کی جو مختصر حیثیت ہے، وہ بھی ختم ہو جائے گی)۔

اقدام کرنا

اس چیز کا اقدام نہ کرو، جس سے تمہیں عاجز ہونے کا خوف ہو۔
اس دروازے کو بند نہ کرو کہ، جس کو تم کھول نہ سکو۔

پیروی

جب تم بلند ہو جاؤ تو اس شخص کی فکر نہ کرو، جو نادانوں میں سے تم سے پست ہے لیکن علما میں جو تم سے بلند ہو، اس کی پیروی کرو (یعنی انسان کو یہ دیکھنا چاہئے کہ نیک صفات اور اخلاق حسنہ میں اس سے بلند کون ہے، جو بلند ہو اس کی پیروی کرنا چاہئے)۔
اگر تمہاری عقل کسی چیز کو درک نہ کر سکے تو اس چیز میں کہ جسے تم نہیں سمجھ سکے ہو، عاقل کی پیروی کرو۔

قرآن

قرآن، دو ہدایتوں میں سے افضل ہے (ایک خدا کے نمائندوں کی ہدایت، دوسرے خود قرآن کی ہدایت)۔
اچھے طریقہ سے قرآن کی تلاوت کیا کرو کہ وہ زیادہ نفع بخش یا بہترین قصہ ہیں اور اس سے شفا طلب کرو کہ یہ سینوں کی شفا ہے۔
اس نور کی پیروی کرو، جو خاموش نہیں ہوگا اور اس چہرہ کی اقتدا کرو، جو پرانا نہی ہوگا اور اس کی پیروی کرتے ہوئے اس کے امر کے سامنے سراپا تسلیم ہو جاؤ کیونکہ اس کے امر کے تسلیم کرنے کے ساتھ ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔
بہترین ذکر قرآن ہے، اس کے وسیلہ سے سینے کشادہ اور وسیع ہوتے ہیں اور ضمیر روشن ہوتے ہیں۔
بے شک قرآن کا ظاہر حسین وانیق اور اس کا باطن عمیق ہے (یعنی اس کے علوم و معارف کی تہہ تک بڑے سے بڑا عالم بھی نہیں پہنچ سکتا ہے) اس کے عجائب ختم نہیں ہوں گے اور اس کے غرائب تمام نہیں ہوں گے (یعنی انسان جتنی زیادہ کوشش کرے گا، ہر روز

اور ہر دفعہ اس سے نئی بات سمجھے گا) تاریکی نہیں چھٹے گی مگر اس (قرآن) کے ذریعے!

بے شک یہ قرآن ایسا نصیحت کرنے والا ہے کہ فریب نہیں دیتا ہے اور ایسا ہدایت کرنے والا ہے، جو گمراہ نہیں کرتا ہے اور ایسا بیان کرنے والا ہے، جو جھوٹ نہیں بولتا ہے۔

قرآن کی آیتوں میں غور کرو اور اس سے عبرت لو کہ یہ بلیغ ترین عبرت ہے۔

قرآن پڑھنا سیکھو کہ یہ دلوں کی بہار ہے اور اس کے نور سے شفا طلب کرو، بے شک یہ سینوں کے لئے شفا ہے۔

قرآن کی رسی کو تھام لو اور اس کی نصیحت کو قبول کرو، اس کے حلال کو حلال اور اس کے حرام کو حرام سمجھو اور اس کے واجب کو واجب اور اس کے احکام پر عمل کرو۔

قرآن کا جمال ''بقرۂ'' اور ''آل عمران'' ہیں (منقول ہے کہ ان دونوں سوروں کو ''زہراوین'' کہتے ہیں یعنی روشن سورے۔ مرحوم خوانساری فرماتے ہیں: یہ کمال بلات کے لحاظ سے ہے)۔

آپ نے قرآن کے بارے میں فرمایا: یہ شفاعت کرنے والا ہے، جس کی شفاعت قبول کی جائے گی اور ایسا کہنے والا ہے کہ جس کی تصدیق کی گئی ہے (تفسیر صافی کے مقدمہ میں اور دیگر کتابوں میں رسولِ اکرمؐ کا ایک خطبہ نقل ہوا ہے، اس میں آیا ہے کہ (ماحل مصدق) یعنی جس نے اس پر عمل نہیں کیا ہے، وہ خدا سے اس کی شکایت کرے گا لہٰذا بعض افراد نے اس کے معنیٰ ''جدال و بحث کرنے والا دشمن'' لکھے ہیں۔

قرآن کا ظاہر خوش نما اور اس کا باطن عمیق ہے (انسان کا ذہن اس تک نہیں پہنچ سکتا ہے)۔

تمہارے لئے ضروری ہے کہ اس قرآن سے تمسک کرو اور اس کے حلال کو حلال اور اس کے حرام کو حرام سمجھو اور اس کے محکم (یعنی ان آیتوں پر جن کے معنی روشن ہیں) پر عمل کرو اور متشابہ (جن آیات کے معنی واضح نہیں ہیں اور ان میں کئی احتمال پائے جاتے ہیں) کو ان کے عالم کے لئے چھوڑ دو کیونکہ وہ تمہارے اوپر گواہ ہے اور تمہارے توسل کرنے کے لئے بہترین چیز ہے۔

قرآن میں تم سے پہلے والوں کی بھی خبر ہے اور تمہارے بعد والوں کی بھی خبر ہے اور تمہارے درمیان جو حکم لگے گا، وہ بھی ہے (آپؑ کے کلام سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ خدا کی حجت، نبیؐ اور امامؑ، ماضی، حال و مستقبل کے تمام حالات سے مطلع تھے کیونکہ وہ قرآن کے عالم تھے اور قرآن میں سارے حالات موجود ہیں)۔

قرآن کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ راہِ راست کی طرف دعوت دینے والا ہے۔

شب میں تمہارا نمائندہ و ترجمان، قرآن کو ہونا چاہئے۔

قرآن کے بعد کسی کو کسی لائحہ عمل کی احتیاج نہیں ہے اور نہ کوئی قرآن سے پہلے اس سے بے نیاز ہو سکتا ہے۔

جو قرآن کی تلاوت سے مانوس ہو گیا، اس کو دوستوں کی مفارقت، وحشت میں نہیں ڈال سکتی ہے۔

جس نے قول خدا (قرآن) کو رہنما بنا لیا تو سیدھے راستہ اور محکم چیز کی طرف اس کی ہدایت کی گئی۔

قیامت کے دن قرآن جس کی شفاعت کرے گا، اس کے حق میں قرآن کی شفاعت قبول کی جائے گی اور جس کی قرآن شکایت کرے گا، اس کی تصدیق کی جائے گی۔

وہ شخص ایمان نہیں لایا کہ جس نے قرآن کے حرام کئے ہوئے کو حلال سمجھا، مسلمان و مومن کو قرآن کے حرام کو حرام اور اس کے حلال کو حلال سمجھنا چاہئے۔ ان لوگوں کی مانند نہیں ہونا چاہئے، جو قرآن کے حلال ''متعہ'' کو حرام سمجھتے ہیں۔ یہ لوگ درحقیقت ایمان ہی نہیں لائے ہیں۔

جو بھی اس قرآن کا ہم نشین ہوا، وہ ہدایت کو بڑھا کر اور گمراہی کو گھٹا کر اس سے جدا ہوا ہے۔

قرآن کے بارے میں فرماتے ہیں: قرآن اس کے لئے نور ہے، جس نے اس سے روشنی طلب کی اور جس نے اس سے دشمنی کی، اس کا گواہ ہے اور جس نے اس کے ذریعے حجت قائم کی، اس کے لئے کامیابی ہے اور جس نے اس کی حفاظت کی، اس کے لئے علم ہے اور فیصلہ کرنے والے کے لئے حکم ہے۔

قرآن کی توصیف کے بارے میں فرماتے ہیں: قرآن وہ چیز ہے کہ جس کے سبب خواہشیں باطل کی طرف نہیں جھکتی ہیں اور نہ شبہ و فکر و خیال مشتبہ ہوتے ہیں (کیونکہ قرآن ہر جگہ حق و باطل کو ایک دوسرے سے جدا کرتا ہے)۔

قرآن کی توصیف میں فرماتے ہیں: وہ فصل (یعنی حق کو باطل سے جدا کرنے والا) ہے ہزل (مذاق نہیں) ہے، وہ عدل کے راستہ کو بیان کرنے والا، فضیلت کا حکم دینے والا، خدا کا مضبوط سلسلہ اور اس کیرسی ہے، حکمت والے کا ذکر اور اللہ کی وحی ہے، جو ہر طرح سے محفوظ ہے (خدائے امین کی وحی ہے) محکم رسی ہے، دلوں کی بہار، علم کے چشمے اور یہ صراط مستقیم ہے، جو اس کی پیروی کرتا ہے، اس کے لئے ہدایت ہے اور اس کے لئے زیور ہے، جو اس سے آراستہ ہوتا ہے اور اس کے لئے تحفظ ہے، جو اس سے وابستہ ہوتا ہے اور جو اس سے تمسک کرتا ہے، اس کے لئے ذریعہ ہے۔

قرآن کے لئے کسی اور سے ہرگز شفاعت طلب نہ کرنا کیونکہ یہ ہر درد کے لئے شفا ہے۔

(یہ نہج البلاغہ کے خطبہ ۱۸ کا جز ہے، اس میں آپؑ نے علما کے فتوے میں اختلاف کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا ہے (نہ اس کے عجائبات کم ہونے والے ہیں اور نہ اس کے لطائف تمام ہونے والے ہیں اور شبہات اسی کے ذریعے روشن ہوتے ہیں)۔

اہل قرآن خدا کے اہل اور اس کے خواص ہیں۔

قریب

کبھی قریب، دور ہو جاتا ہے (خواہ دنیوی چیز ہو یا اخروی اور ممکن ہے کہ اس سے قریبی مراد ہو کہ وہ دور ہو جاتا ہے)۔

تقربِ خدا

خدا کا تقرب اس سے سوال کرکے اور لوگوں سے بے نیاز ہو کر حاصل ہوتا ہے۔

اپنا گلہ وشکوہ اس سے کرو، جو تمہیں مالدار بنانے پر قادر ہے۔
خداوند عالم کا تقرب حاصل کرو کہ خدا ان لوگوں کو قریب کر لیتا ہے، جو اس کا تقرب ڈھونڈتے ہیں۔
سجود، رکوع اور اس کی عظمت کے سامنے خضوع وخشوع کر کے اس کا تقرب حاصل کرو۔
سجود و رکوع ہی خدا سے نزدیک کرتے ہیں۔

گناہ کا اعتراف

کتنا لائق وشریف ہے وہ شخص، جو اپنے پروردگار کی معرفت رکھتا ہے اور اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہے (یہ مغفرت کا بہترین ذریعہ ہے)۔
گنہگار کا بہترین شفاعت کرنے والا، خود اس کا اقرار (گناہ) ہے۔
اعتراف واقرار، گناہ کو عذر خواہی سے زیادہ محو کرنے والے ہیں۔
عفو و درگزر، اقرار کے ساتھ عذر خواہی سے زیادہ ثمر بخش ہوتا ہے (گنہگار اپنے اقرار سے یہ سمجھتا ہے کہ میں نے یہ کام کیا ہے اور اس کی تلافی کے لئے حاضر ہوں)۔
گناہ کا اعتراف گنہگار کی شفاعت کرنے والا ہے۔
معذرت خواہی، خود اعترافِ گناہ ہے۔

خدا کو قرض دینا

جو خدا کو قرض دیتا ہے، خدا اس کو (اس کی) جزا دیتا ہے۔
تمہارے ثروت مند ہونے کے زمانہ میں اگر کوئی تم سے قرض طلب کرے تو تم اسے غنیمت سمجھو تا کہ وہ اسے تمہاری تنگ دستی (قیامت) کے دن ادا کرنے کا اقرار کرے (اور خدا اس کی تلافی کرے)۔

دق الباب

جو مستقل طور پر دق الباب کرتا ہے اور لجاجت کرتا ہے اس کے لئے دروازہ کھل جاتا ہے (بنابریں ناامید نہیں ہونا چاہئے، خصوصاً بارگاہِ خدا سے کہ وہاں سے ضرور جواب آئے گا)۔

نصیب وحصہ

سب سے بڑا حصہ (وخوش قسمتی) بدن کی صحت وتندرستی ہے۔
بہترین قسمت، قناعت اور اجسام کی صحت ہے۔

غنی ترین انسان وہ ہے، جو خدا کی تقسیم پر راضی رہے۔

خدا نے بندوں کا حصہ مقرر کر دیا ہے، اس سے دنیا کا وزن و نظام ٹھہرا ہوا ہے، ورنہ دنیا اپنے رہنے والوں کے ساتھ ختم ہوگئی ہوتی (یعنی دنیا کا نظام کچھ اس طرح ہے کہ حکمت و مصلحت کے مطابق ہر موجود کو اس کا حصہ مل رہا ہے، اس سے ذرا بھی مختلف نہیں ہوتا ہے)۔

جو خدا کی بخشش اور اس کی تقسیم پر اعتماد کرتا ہے، وہ رزق و روزی کے بارے میں اسے مہتم نہیں کرتا ہے۔

اپنے سال بھر کے غم و اندوہ کو اپنے (آج کے) دن پر نہ لادو، کیونکہ ہر روز تمہارے لئے وہی کافی ہے، جو تمہارے لئے مقدر ہو چکا ہے، پھر اگر ایک سال تمہاری عمر کا ہے تو خدا عنقریب اس حصہ کو تم تک پہنچا دے گا، جو اس نے تمہارے لئے مقدر کر دیا ہے اور اگر تمہاری عمر باقی نہیں رہی تو اس چیز کے لئے کیوں فکر کرتے ہو، جو تمہارے لئے نہیں ہے۔

سنگ دِلی

سنگ دلی کو نرم دلی اور رقت کے ساتھ برطرف کرنا چاہئے۔

عظیم ترین بدبختی سنگ دلی ہے۔

کوئی پستی بھی سنگ دلی سے زیادہ سخت نہیں ہے۔

مقاصد

وہ شخص ضائع ہو گیا کہ جس کا مقصد، غیر کے لئے ہو (علامہ خوانساری مرحوم نے نفرین کا بھی احتمال دیا ہے، اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ ضائع ہو جاتا ہے)۔

جس کا مقصد برا اور غلط ہو، اس کے وارد ہونے کا ٹھکانہ بہت برا ہوگا۔

اعتدال و میانہ روی

میانہ روی (کہ نہ فضول خرچی ہو اور نہ کنجوسی) سے کم بھی زیادہ ہو جاتا ہے۔

میانہ روی، تھوڑے میں اضافہ کر دیتی ہے۔

میانہ روی، سال کا آدھا خرچ ہے (کیونکہ سال کی نصف آمدنی ہوگئی ہے)۔

میانہ روی و اعتدال کی آفت، بخیلی ہے۔

(زندگی کے) امور میں میانہ روی اختیار کرو کیونکہ جو میانہ روی اختیار کرتا ہے، اس پر مخارج آسان ہو جاتے ہیں۔

ہمارا طریقہ و شیوہ، میانہ روی اور ہماری سیرت، راہِ حق پر قائم رہنا ہے۔

تمہارے لئے میانہ روی ضروری ہے کیونکہ جو میانہ روی سے اعراض کرتا ہے، وہ ظلم کرتا ہے اور جو میانہ روی اختیار کرتا ہے، وہ عدل کرتا ہے۔

تمہارے لئے ضروری ہے کہ میانہ روی اختیار کرو کہ وہ اچھی زندگی میں سب سے زیادہ مددگار ہے اور ہرگز کوئی مرد اس وقت تک ہلاک نہیں ہوتا ہے، جب تک کہ اپنی خواہش کو اپنے دین پر مقدم نہیں کرتا ہے۔

تمہارے لئے کھانے کی چیزوں میں میانہ روی اختیار کرنا ضروری ہے کیونکہ وہ اسراف، فضول خرچی سے دور، بدن کے لئے صحت بخش اور عبادت میں بہترین مددگار ہے۔

میانہ روی کی غرض وغایت، قناعت ہے۔

جو چیز بھی میانہ روی پر اضافہ ہوگی، وہ اسراف ہے۔

جو میانہ روی اختیار کرتا ہے، وہ ہلاک نہیں ہوتا ہے۔

میانہ روی اور اعتدال میں کوئی نقصان نہیں ہے (بلکہ اسراف میں تلف ہے)۔

جو میانہ روی کو اچھا نہیں سمجھتا ہے، اس کو فضول خرچی نابود کردیتی ہے۔

جو میانہ روی اختیار کرتا ہے، اس کے اخراجات آسان و ہلکے ہوجاتے ہیں۔

جو ثروت مندی کے زمانہ میں میانہ روی اختیار کرتا ہے، درحقیقت وہ زمانہ کے مصائب کے لئے آمادہ ہوتا ہے۔

جو میانہ روی اور اعتدال پسندی کو اپنا ساتھی بنالیتا ہے، وہ ہمیشہ ثروت مند رہتا ہے۔ میانہ روی اس کے فقر وضرورت کی تلافی کرتی ہے۔

فضول خرچی کے بغیر سخاوت بھی میانہ روی اور بغیر تلف کے مردانگی ہے۔

میانہ روی میں ہلاکت نہیں ہے۔

جس پر اکتفا کی جاتی ہے، وہی کفایت کناں ہے (یعنی دنیا سے اتنا ہی لینا کافی ہے، جس سے کام چل جائے، زیادہ کے چکر میں پڑنا باعث رنج ومحن ہے)۔

میانہ روی کو تمہاری سواری اور سراہِ راست کو تمہاری خواہش ہونا چاہئے۔

تقصیر اور تقصیر کرنے والا

تقصیر وکوتاہی کرنے والے کی زبان چھوٹی ہوتی ہے (لیکن جس کا دامن گناہ سے پاک ہوتا ہے وہ بلاخوف وجھجک بولتا ہے)۔

جو تقصیر وکوتاہی کرتا ہے (اور کاموں میں بے پروائی کرتا ہے) وہ عیب وار بن جاتا ہے (یا اسے عیب دار سمجھا جاتا ہے)۔

جو شخص اپنی امید وآرزو کے زمانہ میں اجل کے آنے میں کوتاہی کرتا ہے (اعمال انجام نہیں دیتا ہے، وہ اپنی عمر کو ضائع کرتا ہے اور اس کو موت نقصان پہنچاتی ہے (کہ جس کی تلافی نہیں کرسکتا ہے)۔

قصاص

تلوار شگاف ڈالنے والی اور دین ملانے والا ہے۔ دین نیکی کا حکم دیتا ہے اور تلوار برائی سے روکتی ہے۔ خداوند عالم فرماتا ہے: ولکم فی القصاص حیاۃ (بقرہ:۱۷۹) ''تمہارے لئے قصاص میں حیات ہے''۔ اس روایت سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ معاشرہ کی زندگی دو چیزوں ''فتق ورتق'' سے وابستہ ہے اگر دونوں میں سے ایک نہ ہوگا تو اس میں خلل پڑے گا۔

قصاص کو خون کی حفاظت کے لئے (واجب کیا ہے تا کہ کوئی بھی ظلم و تعدی نہ کرے) اور حدود قائم کرنے کو اس لئے واجب کیا ہے تا کہ حرام کو اہمیت دی جائے (تا کہ لوگ یہ سمجھ لیں کہ یہ بڑا گناہ ہے اور اس سے پرہیز لازمی ہے)۔

قضاوقدر

روزِ قیامت شدید ترین عذاب اس شخص پر ہوگا، جو خدا کی قضاوقدر پر راضی نہ ہوگا۔

بے شک خداوند عالم اپنی قضا کے مطابق امور کو جاری کرتا ہے، اس (اندازہ) پر نہیں کہ جس سے تم خوش ہو۔

(نہج البلاغہ میں اس طرح ہے: اعلموا علما یقینا ''پورے علم کے ذریعے اسے جان لو'') خداوند کریم نے کسی بندے کے لئے خواہ اس کی تدبیر کتنی ہی سخت ہو اور اس کی طلب و جستجو کتنی ہی شدید ہو (یا اس کی تدبیر کتنی ہی عظیم اور اس کی طلب کتنی ہی سخت اور اس کا حیلہ کتنا ہی محکم ہو اور اس کی ترکیبیں کتنی ہی قوی ہوں، اس سے زیادہ رزق قرار نہیں دیا ہے جتنا تقدیر الٰہی میں اس کے لیے مقرر ہو چکا ہے اور کسی بندے کے لیے اس کی کمزوری و بے چارگی کی وجہ سے لوحِ محفوظ میں اس کے مقررہ رزق تک پہنچنے میں رکاوٹ نہیں ہے۔ اس حقیقت کو سمجھنے والا اور اس پر عمل کرنے والا منفعت کی راحتوں میں تمام لوگوں سے آگے ہے اور اسے نظر انداز کرنے والا اور اس میں شک و شبہ کرنے والا سب لوگوں سے زیادہ نقصان سے دوچار ہے (کلمہ حکمت: ۲۶۵ اس میں دو سطروں کے بعد ملاحظہ فرمائیں)۔ بہت سے وہ ہیں' جنہیں نعمتیں ملی ہیں اور وہ نعمتوں کی بدولت رفتہ رفتہ عذاب کے قریب جا رہے ہیں اور بہت سے لوگوں کے ساتھ فقر و فاقہ لگا ہوا ہے پس اسے سننے والے! شکر زیادہ اور جلد بازی کم کر اور جو تیرے رزق کی حد ہے' اس پر ٹھہر جاؤ۔

خدا کی مقرر کردہ تقدیر' مخلوق کے اندازہ اور تدبیر کے خلاف جاری ہوتی ہے۔

خدا کا فیصلہ بچنے والے پر غالب آئے گا (یعنی اگر خدا کی طرف سے کسی چیز کا حتمی فیصلہ ہو گیا تو پھر انسان خواہ کتنی ہی احتیاط کرے اور کتنا ہی بچے' اس سے باہر نہیں جا سکے گا۔ کبھی حکم خدا کسی چیز پر موقوف ہوتا ہے مثلاً اگر صدقہ دے دے گا یا صلہ رحمی کرے گا یا فلاں سفر پر نہیں جائے گا تو خدا اس کی اجل کو روک دے گا' اس پر بلا نازل نہیں کرے گا لیکن اگر ان میں سے کسی پر بھی عمل نہ کرے تو آ جائے گی)

خدا کی قضاوقدر پر اعتماد کرنا' زیادہ آرام بخش ہے۔

خدائی مقدارت اور فیصلوں کو طاقت وغلبہ سے نہیں بدلا جا سکتا ہے (خدا کے فیصلوں کے سامنے طاقت ور اور کمزور سب برابر ہیں)

عظمت و بزرگی کی آفت' خدا کا حکم وقضا ہے (یعنی جب خدا کا فیصلہ ہو گیا تو پھر بڑے سے بڑا انسان بھی کوئی بڑا کام انجام نہیں دے سکے گا' جیسے بخشش کرنا)۔

جب خدا کی قدر نازل ہو جاتی ہے تو پھر بچاؤ اور تحفظ باطل ہو جا تا ہے (یعنی پھر کوئی تدبیر کام نہیں آتی ہے اور قدر اپنا کام کرتی ہے)۔

جب خدا کی قدر نازل ہو جاتی ہے تو تدبیر و چارہ باطل ہو جا تا ہے۔

جب خدا کی تقدیر کو ٹالا نہ جا سکتا ہو تو حراست وحفاظت باطل ہو جاتی ہے۔

خدا نے ہر چیز کیلئے ایک اندازہ مقرر فرمایا ہے اور ہر اندازہ کیلئے ایک مدت معین کر دی ہے۔

خدا کی قضاوقدر میں صاحبانِ عقل وخرد کیلئے عبرت ہے۔

(خدا کی صفات کے بارے میں فرمایا: اس کا حکم' محکم اور اس کا علم' استوار ہے (یعنی اس کے علم وتقدیر میں شک نہیں کیا جا سکتا ہے)۔

ہر چیز میں تدبیر کی جا سکتی ہے' سوائے (خدا کی) قضا کے۔

وہ شخص قضا سے کیسے خوش ہو سکتا ہے کہ جس کا یقین استوار نہ ہو۔

جو (خدا کی) تقدیروں پر غالب آنے کی کوشش کرتا ہے' وہ اس پر غالب آ جاتی ہیں۔ (ہوسکتا ہے کہ یہ مراد ہو کہ کاموں میں کوششوں کے ذریعے خدا فیصلوں اور تقدیروں کو نہیں بدلہ جا سکتا ہے بلکہ ہمیشہ خدا کی تقدیریں ہی غالب رہیں گی)۔

جو خدا کی قضاوقدر پر یقین رکھتا ہے' وہ پیش آنے والی چیزوں کی پروا نہیں کرتا ہے (کیونکہ جانتا ہے کہ یہ خدا کی حکمت ومصلحت کا اقتضا ہے)۔

جو خدا کی قضاوقدر پر راضی رہتا ہے' اس کیلئے خوف وحذر دشوار نہیں ہوتے ہیں۔

قضاوقدر کا رنج ومحن' خیالات کی بلندیوں پر سبقت لے جائے گا (یعنی کوشش کرنے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا)۔

قدر (وقضا) پر اعتماد' غم واندوہ کو بہترین دفع کرنے والا ہے۔

قدر (وقضا) کا نزول' ہر خوف واحتیاط پر سبقت لے جائے گا (یعنی قضاوقدر کے نزول کے بعد کوئی بھی کام وتدبیر فائدہ مند ثابت نہ ہوگی)۔

قدر کا نزول' آنکھوں کو اندھا کر دیتا ہے (اس کے تدبیر واحتیاط سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا ہے)۔

اختیار وتدبیر کے برخلاف قضاوقدر اندازہ کے مطابق جاری ہوتے ہیں۔

بدترین امور، خدا کی قضاوقدر پر راضی نہ ہونا ہے۔

آپؑ نے قضاوقدر کے بارے میں معلوم کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا: یہ ایک تاریک راستہ ہے اس پر نہ چلو، گہرا سمندر ہے اس میں نہ اترو اور خدا کا راز ہے، اس کو جاننے کی زحمت نہ اٹھاؤ (بے شک اس کو سمجھنا بہت مشکل اور اس کو حل کرنا دشوار ہے لہٰذا ہم اس سے مناسب موقع پر بحث کریں گے۔ شیخ صدوق ومفید (قدس سرہما) اور دیگر حکما نے اس سے بحث کی ہے۔ شائقین ان کی کتابیں ملاحظہ فرمائیں)۔

خدا کی تقدیر احتیاط پر غالب آجاتی ہے (یعنی کوئی بھی چیز خدا کی تقدیر پر غلبہ نہیں کر سکتی، خواہ انسان کتنی ہی احتیاط کرے عذاب نازل ہوتا ہے)۔

قاضیوں کا المیہ وآفت طمع ہے۔

بدترین قاضی وہ ہے، جو ظلم کے ساتھ فیصلے کرتا ہے۔

آپؑ نے اس شخص کے بارے میں کہ جس کی مذمت کی تھی (یعنی اس قاضی (جج) کی جس میں قضاوت کی اہلیت ولیاقت نہیں تھی اور قاضی بن بیٹھا تھا) فرمایا: اندھا ہے اور اندھیروں پر بہت سوار ہونے والا ہے، جاہل ہے اور جہالت پر بہت سوار ہونے والا ہے، اپنے نفس پر ظلم کرنے والا ہے، اپنے نفس کو زینت دینے والا ہے، رنگ بدلنے والا یا ایک حالت سے دوسری حالت میں تبدیل ہونے والا ہے اور باطل ولا طائل بات کہنے والا ہے۔

جو بھی اپنے فیصلوں میں ظلم کرے گا، اس کی حکومت ختم ہو جائے گی۔

خدا سے علیحدگی

جس نے خدا کو چھوڑ کر غیر خدا سے امید وابستہ کی وہ بد بخت ہو کر زحمت میں پھنس گیا۔

بیٹھنے والا

بہت سے ایسے ہیں، جن کو بیٹھنے والا بہت بھلا معلوم ہوتا ہے (ممکن ہے اخروی مطالب سے بے پروا بیٹھنے کی مذمت مقصود ہو اور ممکن ہے، دینوی مطالب میں بسیار طلبی کی مذمت مراد ہو)۔

انبیاء کی پیروی

اس شخص کی کامیابی کتنی عظیم ہے کہ جس نے انبیاءؑ کے اثر کی پیروی کی ہے۔

دل

جو دل دنیا کا شیفتہ وفریفتہ ہے، اس پر حرام ہے کہ اس میں تقویٰ جاگزین ہو (کیونکہ تقویٰ اور دنیا سے عشق ومحبت کے درمیان

منافات ہے)۔

تم ان دلوں (اوران کی خواہشوں) سے جنگ کرو کیونکہ وہ بہت جلد بھکنے والے اور پھسلنے والے ہیں (یا بہت جلد ہلاکت میں بڑ جاتے ہیں)۔

دلوں کا غم (اوران کا خدا کیلئے مغموم رہنا) گناہوں کو پاک کرتا ہے۔

دل تقویٰ سے خالی ہوتا ہے تو اس کو دنیا کے فتنے پر کر دیتے ہیں۔

اپنے دل کو یقین کے ذریعے رام کرواوراسے فناو نابودی سے مطمئن کرواور دنیا کی مصیبتوں سے اسے بصارت وبینائی دو۔

دلوں کی زینت ایمان کا اخلاص ہے۔

بدترین دل وہ ہیں' جو ایمان میں شک کرتے ہیں۔

خوش قسمت ہیں وہ لوگ' جن کے دل خدا کیلئے ٹوٹ گئے ہیں۔

خوش قسمت ہے وہ شخص کہ جس نے اپنے دل کو غوروفکراور زبان کو ذکر میں مشغول کرلیا ہو۔

خوش نصیب ہے وہ شخص کہ جس کے دل کے ساتھ یقین کی خنکی وٹھنڈک ہو(یعنی اس کے دل میں کسی قسم کا شک نہ ہو)۔

اپنے دلوں کو گناہوں کی آلودگیوں سے پاک کروتا کہ تمہارے حسنات میں اضافہ ہوجائے۔

جسم کی لمبائی چوڑائی کوئی فائدہ نہیں دے گی (جب دل عقل وشعوراورخوفِ خدا سے خالی ہو)۔

اے لوگو! سنواور یاد کرلواور ہمہ تن گوش ہوجاؤ کہ سمجھ سکو(یہ جملہ نہج البلاغہ کے خطبہ ۲۲۹) کے آخر سے ماخوذ ہے)۔

(آپؑ علما نما لوگوں کی مذمت میں فرماتے ہیں) صورت تو انسان ہی کی ہے لیکن دل حیوان کا ہے۔

احمق کا دل اس کے منہ کے اندر رہتا ہے اور عقل مند کی زبان اس کے دل میں ہوتی ہے(یعنی بے وقوف پہلے بات کہہ دیتا ہے اس کے بعد غور کرتا ہے لیکن عقل مند پہلے غور کرتا ہے پھر کچھ کہتا ہے)

احمق کا دل اس کی زبان کے پیچھے ہوتا ہے اور عقل مند کی زبان اس کے دل کے پیچھے ہوتی ہے۔

بندوں کے پاک دل خدا کے محل نظر ہیں پھر جو بندہ اپنے دل کو پاک کرلیتا ہے خدا' اس کی طرف نگاہ کرتا ہے(اوراس میں ہدایت اورعلوم ومعارف کے نور کے چمکا دیتا ہے)۔

دلوں کیلئے بری عادت یادداشتیں ہیں (مستقل طور پر گندے خیالات کی طرف دوڑتے ہیں) اور عقل انہیں اس سے منع کرتی ہیں۔

تمہارے دل کو خدا کیلئے جھکنا چاہئے پھر جس کا دل جھک جاتا ہے' اس کے تمام اعضاو جوارح جھک جاتے ہیں۔

درحقیقت اس انسان کے اندر ایک (گوشت کا) ٹکڑا لٹکا دیا گیا ہے۔ یہ اس میں عجیب ترین چیز ہے' اسی کو دل کہتے ہیں۔ اس میں حکمت کا مواد ہے(جو انسان کے فضائل کا سرچشمہ ہے) اوراس کی ضد ہیں (جو ناپسند اخلاق کا سرچشمہ ہیں) پھر اگر اس (دل)

پر غیر خدا سے امید کی پرچھائی آ جائے تو اسے طمع رسوا کر دے گی اور اگر اسے طمع ابھارے گی تو حرص ہلاک کر دے گی اور اگر اس کی زمام ناامیدی کے ہاتھ میں آ جائے گی (یعنی خدا کی بخشش سے ناامید ہو جائے گا) تو اسے افسوس کھا جائے گا اور اگر غضب اس پر طاری ہو جائے گا تو اس کا غصہ اور ناخوشی شدید ہو جائے گی اور اگر خوشی اس کی مدد کرے گی تو (ذلت وخفت سے) محفوظ رہنے کو فراموش کر دے گا اور اگر اس پر (غیر خدا کا) خوف غالب ہو جائے گا تو یا اس پر ہراس چھا جائے گا تو وہ ہر کام چھوڑ بیٹھے گا اور اگر امن وامان اس کیلئے وسیع وعریض ہوگا (یعنی ہمیشہ خود کو محفوظ سمجھے گا) تو غفلت اسے مدہوش کر دے گی (کہ اب حفاظت کی کوئی ضرورت نہیں ہے) اور اگر اس پر کوئی مصیبت پڑے گی تو بے قراری واضطراری اسے ذلیل کر دے گی، اگر وہ مال حاصل کرے گا تو ثروت مندی اسے سرکش بنا دے گی اور اگر فقر وفاقہ اسے ڈسنے لگے تو سختی وبلا اسے مشغول کرے گی (اور روزی روٹی کی فکر بھی چھوڑ دے گا) اور اگر بھوک اسے زحمت میں ڈال دے گی تو ناتوانی اسے بٹھا دے گی اور اگر اس کی شکم سیری حد سے بڑھ جائے گی تو شکم پری اسے تھکا دے گی۔ مختصر یہ کہ ہر تقصیر (تفریط) اس کو نقصان پہنچانے والی اور ہر افراط اسے فاسد کرنے والی ہے۔

(علامہ خوانساری نے مندرجہ بالا جملوں کو ایک دوسرے کے مقابل قرار دیا ہے اور اسے افراط وتفریط قرار دیا ہے اور فرمایا ہے: صرف ایک جملہ ایسا ہے، جس کا مقابل نہیں ہے اور وہ ہے ''اگر اس پر کوئی مصیبت پڑے گی تو بے قراری اسے ذلیل کر دے گی''۔ علامہ موصوف نے ابن ابی الحدید پر اعتراض کیا ہے کہ انہوں نے کہا: ان جملوں میں سے ہر ایک کا ایک مستقل مطلب ہے، ان میں تضاد وتناقض نہیں ہے۔ علامہ موصوف نے پہلے جملہ کو غیر خدا سے امید میں افراط قرار دیا ہے اور اس کو طمع وحرص کا سرشمہ جانا ہے اور فرمایا ہے کہ تیسرے جملہ میں یہ تفریط ہے کہ رحمت خدا سے ناامید ہو، ان میں حکمت حد وسط ہے چوتھے جملہ میں افراط اور پانچویں جملہ میں تفریط ہے یعنی ناراضگی ورضامندی، چھٹے جملہ میں خوف کا غلبہ، ساتویں جملہ میں امن اور نویں جملہ میں ثروت مندی میں افراط ہے، دسویں جملہ میں ناداری کے وقت تفریط ہے، گیارھویں جملہ میں بھوک کے وقت ناتوانی اور بارھویں میں شکم سیری کے وقت ثقل وسنگینی ہے۔ اس اعتبار سے آٹھواں جملہ بغیر ضد کے رہے گا ممکن ہے کہ اس کی ضد کو راوی بھول گیا ہو)۔

جس کا دل مردہ ہوگا، وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

جس کے دل میں خدا سے متعلق علم جاگزیں ہوگا، اس میں غیر خدا سے بے نیازی واستغنیٰ جاگزیں ہو جائے گا۔

بہرا ہو گیا (یا بہرے ہو جائیں) وہ دل، جن کیلئے حفظ کرنے والے کان نہیں ہیں۔

قلب سلیم سے سیدھے معنی ہی صادر ہوتے ہیں (یعنی جس کا دل صحیح ہوتا ہے، وہ صحیح سالم کام انجام دیتا ہے)۔

جو دل (خدا کیلئے) خاشع نہ ہو اور جو آنکھ آنسو نہ بہائے اور جو علم نفع بخش نہ ہو، اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔

بے شک دلوں کیلئے برے افکار وخیالات ہیں کہ جن سے عقلیں روکتی ہیں (لہٰذا عقل کی پیروی کرنا چاہئے)۔

بے شک یہ دل ظرف ہیں، ان میں سب سے بہتر وہ ہے، جو علوم ومعارف کو زیادہ جمع کرنے والا اور ان کی) زیادہ نگہداشت کرنے

والا ہو۔

بے شک یہ دل ایسے ہی تھک جاتے ہیں' پس ان کیلئے نئی نئی حکمتیں تلاش کرو (کیونکہ نفس و دل معارف کو سننے سے تھکان کو بھول جاتے ہیں)۔

بے شک دلوں کیلئے خواہشیں' کراہت اور آگے بڑھنا اور پیچھے ہٹنا ہے (یعنی کبھی دل مائل ہوتے ہیں اور کبھی اچاٹ) پس جب وہ مائل ہوں تو ان کی خواہشوں کی طرف توجہ کرو کیونکہ جب دل پر زبردستی کی جاتی ہے تو وہ اندھا ہو جاتا ہے۔

دل حکمت کا چشمہ اور کان کے اترنے کی جگہ ہیں (یعنی حکمت دل سے ابلتی ہے اور کانوں میں اتر جاتی ہے)۔

اپنے دل کو موعظہ کے ذریعے زندہ رکھو اور دنیا سے بے رغبتی کے سبب اسے مار ڈالو اور یقین کے ذریعے اس کی تقویت کرو اور موت کے ذکر سے اسے قابو میں رکھو اور اس کے فنا ہونے سے مطمئن رہو اور دنیا کی مصیبتوں سے اسے بینا بنا دو۔

جان لو کہ ناداری و تہی دامنی بھی ایک بلا ہے اور ناداری سے زیادہ سخت بدن کا مرض ہے اور بدن کے مرض سے زیادہ شدید دل کی بیماری ہے۔

کہاں ہے وہ دل' جو خدا کیلئے ہبہ کر دیئے گئے' جو مستقل خدا کی یاد میں مشغول رہتے تھے اور طاعت خدا سے بندھے ہوئے تھے۔

خیانت و دوغلی چال کے لحاظ سے سخت ترین دل کینہ توز کا دل ہے۔

اعلیٰ ترین دل وہ ہے' جو فہم و ادراک سے معمور ہو گیا ہو۔

بے شک دل کبھی مائل ہوتے ہیں کبھی اچاٹ (یعنی دلوں کی مختلف کیفیتیں ہوتی ہیں' کبھی فکر و تامل اور عبادت و نیک کام کی طرف راغب ہوتے ہیں اور کبھی کاہل و سست ہوتے ہیں) جب وہ مائل ہوں تو ان کی نوافل اور مستحب عبادتوں پر ابھارو اور جب اچاٹ ہوں تو صرف فرائض کی انجام وہی پر اکتفا کرو (کہ زبردستی انجام دلانے پر وہ اندھے ہو جائیں گے)۔

دل زبان کا خزینہ دار ہے۔ زبان اسی کو بیان کرتی ہے' جو دل میں ہوتا ہے۔

دل' فکر کا مصحف ہے (یعنی جو خیال میں آتا ہے' وہ دل پر نقش ہو جاتا ہے)۔

دل قفل ہیں اور ان کی کنجی سوال کرنا ہے (ممکن ہے دل سے مراد وسائل کا دل ہو اور ممکن ہے مسئول کا' جس سے پوچھا گیا ہے' اس کا دل ہو یعنی جب تک سوال سامنے نہیں آتا ہے اس وقت تک انسان دوسرے کے دل سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا ہے اور نہ انسان کا دل علم سے پر ہو سکتا ہے مختصر یہ ہے کہ اس کا راستہ سوال کرنا ہے)۔

جوان کا دل تو بس ایسا ہی ہے' جیسے خالی زمین (علوم و معارف میں سے) جو چیز بھی اس میں ڈالی جاتی ہے' وہ اسے قبول کر لیتا ہے۔

مردوں کے دل وحشی ہیں' جو انہیں مانوس کر لیتا ہے' وہ اس کے پاس آ جاتے ہیں۔

قلیل وکثیر

دائمی قلیل، منقطع ہونے والے کثیر سے بہتر ہے (خواہ عبادت ہو یا احسان کرنا یا علم حاصل کرنا ہو)۔

کم ہونا منظور ہے، ذلیل ہونا منظور نہیں ہے۔

کم ترین چیز

(لوگوں کے درمیان) کم ترین چیز صدق وامانت ہے۔

کم ہونا

جو (علم وعمل یا انصار ومددگار کے لحاظ سے) کم ہوتا ہے، وہ ذلیل ہوجاتا ہے۔

قنوت

طویل قنوت وسجود (آدمی کو) عذاب جہنم سے نجات دلاتے ہیں۔

ناامیدی

مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے جو ناامید ہوجاتا ہے جب کہ اس کے ساتھ نجات ہے اور وہ استغفار ہے۔

(رحمت خدا سے) ناامیدی نے، اپنے اہل کو قتل کر ڈالا ہے۔

(رحمت خدا سے) ہر ناامید ہونے والا، مایوس ہے

قناعت وقناعت کرنے والا

قناعت کرنے والا طمع کی آفتوں سے نجات یافتہ ہے۔

قناعت کرو، عزت پاؤ گے۔

جو تمہیں دیا جائے اس پر قناعت کرو تاکہ کفایت شدہ ہوجاؤ۔

اپنے دین اور کی حفاظت سلامتی کے لیے اپنی دنیا میں سے کچھ قناعت کرو تاکہ مومن کو دنیا سے تھوڑی خوراک ہی قانع بنا دیتی ہے۔

لوگوں پر غنی ترین اور جب سے بڑا مالدار انسان وہ ہے اور جو قناعت کرتا ہے جب تک کہ قناعت کرتا ہے بندہ زآداز ہے آزاد وہ بندہ جس نے طمع نہ کی ہو۔

قناعت پریشانی کی علامت یا اس کی مددگار ہے۔

قناعت، باقی رہنے والی عزت ہے۔

بے فکرترین انسان قناعت کرنے والا ہے۔

قناعت، پرہیزگاروں کی علامت ہے۔

قناعت،خوشگوارترین زندگی ہے۔

قناعت،عزت وثروت مندی ہے۔

قناعت ایسی تلوار ہے' جو کند نہیں ہوتی ہے(یعنی قناعت تمام آرزوؤں اور طمع ورنج کو قطع کر دے گی)۔

قناعت' ثروت مندی کا سر ہے۔

قناعت' آدمی کو عزت کی طرف لے جاتی ہے۔

قناعت وطاعت' دونوں ہی ثروت وعزت کا باعث ہوتی ہیں۔

قناعت پارسائی ہے(کہ اس کے ہوتے ہوئے انسان حرام کی طرف قدم نہیں اٹھاتا ہے' کم ہی پر اکتفا کر لیتا ہے)۔

قناعت ایک نعمت ہے(کہ انسان کو رنج ومحن سے نجات دلاتی ہے)۔

قناعت عزت ہے(کیونکہ جب لوگوں سے چشم پوشی ہوتی ہے تو آدمی معزز ومحترم ہوتا ہے)۔

قناعت کرنے والا غنی ہے' خواہ وہ بھوکا اور ننگا ہو(کیونکہ صابر تہی دست خود کو غنی ظاہر کرتا ہے اور کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتا ہے)۔

حرص کے غلبہ کے ساتھ کوئی قناعت نہیں ہے۔

اگر قناعت کروگے تو عزت پاؤگے۔

بے شک طلب میں حرص کی بہ نسبت تم قناعت کے ساتھ کم رزق کے محتاج ہو(کیونکہ قناعت زحمت کو ختم کرتی ہے اور حرص سے زحمت بڑھتی ہے)۔

یقیناً اگر تم قناعت کروگے تو ثروت جمع کروگے اور تم پر دینوی زندگی کا بار ہلکا ہو جائے گا۔

جب تم روزی سے محروم ہو تو قناعت کرو۔

جب تم ثروت مندی کے خواہاں ہو تو اسے قناعت کے ذریعے حاصل کرو۔

قناعت کے وسیلہ سے عزت ملتی ہے۔

قناعت کا میوہ' ثروت مندی ہے۔

قناعت کا پھل کسب وکمائی پر اعتدال (اس میں افراط تفریط نہ ہو) اور لوگوں سے سوال کرنے کو برا سمجھنا ہے۔

قناعت کا ثمرہ' (خدا اور لوگوں کے نزدیک) عزت ہے۔

حسن قناعت کا تعلق پاک دامنی سے ہے۔

تمہارے لیے اتنی ہی قناعت کافی ہے کہ تم اس چیز پر اکتفا کرو، جو چیز تمہاری قسمت میں لکھی ہے۔

جو چیز غیر کے ہاتھ میں ہے، اس کے طلب کرنے سے بہتر یہ ہے کہ تم اس کی حفاظت کرو، جو تمہارے پاس ہے۔

خوش نصیب ہے وہ شخص، جس نے اپنی قسمت کو اپنا شعار بنالیا ہے اور اسراف وفضول خرچی سے اجتناب کیا ہے۔

خوش نصیب ہے وہ شخص، جو عقاب سے ڈرا (روز) حساب کیلئے عمل کیا، پاک دامنی کے ساتھ رہا اور کفالت کناں روزی پر قانع رہا اور اللہ سبحانہ سے خوش رہا۔

تمہارے لئے صرف ضروری ہے کہ اپنی قسمت پر راضی رہو کیونکہ فاقہ اور بے چارگی کو دفع کرنے کیلئے کوئی چیز بھی اس سے بہتر نہیں ہے۔

جتنی پارسائی و پاک دامنی ہوتی ہے، اتنی ہی قناعت ہوتی ہے۔

قناعت میں غنا و ثروت مدنی ہے۔

ثروت مندی، قسمت پر راضی ہونے کے ساتھ ہے۔

ہر قناعت کرنے والا پاک دامن ہے۔

قناعت کیلئے بادشاہی کافی ہے (یا مالک ہونا کافی ہے)۔

قناعت کرنے والے بن جاؤ غنی ہو جاؤ گے۔

قناعت اس وقت تک نہیں پائی جاسکتی، جب کہ حرص ختم ہو نہیں جاتی۔

جس شخص نے اپنی پائی ہوئی کم چیز پر اکتفا نہیں کی، وہ قناعت کے زیور سے آراستہ نہیں ہوا۔

جو قناعت کرتا ہے، وہ مالدار ہو جاتا ہے (مادی اعتبار سے بھی اور معنوی لحاظ سے بھی، حقیقی معنوں میں مستغنی وہی ہے، جو لوگوں کا محتاج نہ ہو)۔

جس نے قناعت کی وہ سیر ہو گیا۔

جو قناعت کی طرف رغبت کرتا ہے (یا جو خود کو قانع ظاہر کرتا ہے) وہ قانع ہو جاتا ہے۔

جس نے قناعت کی، وہ غمگین نہیں ہوا۔

جو قناعت کرتا ہے، اس کی عبادت سنوار جاتی ہے۔

جس نے قناعت کی، اس کی طمع کم ہو گئی۔

جو خدا کی تقسیم پر قانع رہا، وہ بے نیاز ہو گیا۔

جو شخص اس پر قناعت نہیں کرتا ہے کہ جو اس کیلئے مقدر ہوا ہے، وہ رنج اٹھاتا ہے۔

جس نے قناعت کو حاصل نہیں کیا' اس کو مال غنی نہیں کرسکتا۔

جس نے قناعت گز رجائے اسے مال غنی نہیں کرسکتا (ایسا لگتا ہے کہ یہ حدیث ۵۴ ہی ہے لفظ عدم' عدت سے بدل گیا ہے)۔

جو خدا کے (دیئے ہوئے) رزق پر قناعت کرتا ہے' وہ مخلوق سے بے نیاز ہوجا تا ہے۔

جس کو قناعت بخش دی جاتی ہے' قناعت اس کو (اس کی عزت کو) محفوظ رکھتی ہے۔

جس کا نفس قانع ہوتا ہے' وہ محتاجی کے زمانہ میں بھی معزز ہوتا ہے۔

جس نے قناعت کی اس کی' (لوگوں سے) مانگنے کی ذلت سے کفایت وحفاظت کی گئی۔

جو قناعت کے ساتھ رہتا ہے (اور اس سے جدا نہیں ہوتا ہے) اس سے فقر و بے چارگی زائل ہوجاتی ہے۔

جو آخرت کی نعمت کی طرف راغب ہوتا ہے' وہ تھوڑی دنیا پر قانع ہوجا تا ہے۔

جو خدا کی تقسیم پر راضی رہا' وہ دنیا سے مستغنی ہوگیا۔

جو قلیل پر اکتفا کرتا ہے' وہ کثیر سے بے نیاز ہوجا تا ہے۔

قناعت کے زیور سے آراستہ ہونا' اعلیٰ خصلتوں میں سے ہے۔

قناعت سے جدا نہ ہونا بھی بلند ہمتی ہے۔

کتنی اچھی بات ہے کہ انسان کم چیز پر قناعت کرے اور زیادہ بخشش کرے۔

قناعت کرنا' بہترین حصہ ہے۔

قناعت کرنا' بہترین اخلاق ہے۔

جس کو قناعت سے نوازا گیا' وہ عزت پا گیا۔

قناعت جیسا کوئی خزانہ نہیں ہے۔

قناعت' دو ثروت مندیوں میں سے ایک ہے۔

قناعت دو عفتوں میں سے اعلیٰ ہے۔

جان لو کہ قناعت اور شہوت پر غلبہ پانا' بہت بڑی پارسائی ہے۔

نفس کی اصلاح کرنے میں قناعت بہت بڑی مددگار ہے۔

بے شک قناعت دولت مندی ہے۔

قناعت' غنی کردیتی ہے۔

قناعت کرنے والا غنی ہے۔

اپنی قسمت پر جس کی خوشی زیادہ ہوتی ہے (لوگوں کے سامنے) اس کی فروتنی کم ہوجاتی ہے۔

جس نے قناعت کی‘ اس نے عزت پائی اور غنی ہو گیا۔
قناعت کرنے والے سے بڑا معزز کوئی نہیں ہے۔
اپنی قسمت پر راضی رہنا‘ خدا کی تقدیر و فیصلہ پر راضی ہونے کی دلیل ہے۔
اپنی قسمت سے راضی رہنے کی عزت‘ خضوع کی ذلت سے بہتر ہے۔
نصیب پر خوش ہونے جیسی کوئی بے نیازی نہیں ہے۔

ذخیرہ کیا ہوا یا کمایا ہوا مال

کمایا ہوا مال‘ رنج و ہموم ہے۔
ذخیرہ کیا ہوا یا کمایا ہوا مال‘ (آرام و چین کو) چھین لینے والا ہے۔
جو مال کمایا گیا ہے‘ (یا ذخیرہ کیا گیا ہے) وہ حزن و اندوہ کو کھینچ لاتا ہے۔
کمایا ہوا یا ذخیرہ کیا ہوا مال‘ اندوہ و آلام کا سرچشمہ ہے۔
کمایا ہوا یا ذخیرہ کیا ہوا مال‘ حوادث کی لوٹ ہے۔
کلفتوں کی برطرف کرنا‘ ذخیرہ شدہ مال سے کہیں بہتر ہے۔
جتنی کمائی ہوتی ہے یا جتنا ذخیرہ و اندوختہ ہوتا ہے‘ اتنے ہی غم و آلام ہوتے ہیں۔
کمائے ہوئے مال کا نتیجہ اور میوہ حزن و ملال ہے۔

قول و کلام

بات کہنا دو بری عادتوں‘ زیادہ گوئی اور کم گوئی کے درمیان ہے۔ زیادہ گوئی بیہودہ بات کہنا ہے اور کم گوئی عاجز ہونا ہے (ایک اندازہ کے مطابق بولنا چاہئے)۔
زیادہ بولنا‘ حکیم کو بھی ڈگمگا دیتا ہے اور بردبار کو تھکا دیتا ہے۔ پس زیادہ نہ بولو کہ (دوسروں کو) دل تنگ و بے چین کرو گے۔ اور کم گوئی سے کام نہ لو کہ ذلیل ہو جاؤ گے (بولنے میں اعتدال سے کام لو)۔
خاموش رہو گے تو کلام تمہارا اسیر رہے گا اور لب کشائی کرو گے تو تم اس کے اسیر ہو جاؤ گے۔ (پس جہاں تک ہو سکے لب کشائی نہ کرو اس سے عہدہ برا ہونا‘ بہت مشکل کام ہے)۔
کلام کی مثال دوا کی سی ہے‘ جس کا تھوڑا نفع بخش اور زیادہ مار ڈالنے والا ہے۔
بات کم کیا کرو تا کہ ملامت سے محفوظ رہو۔
اپنی باتوں کو کم کراؤ ملامت سے محفوظ رہو گے۔

خبردار! کوئی نازیبا اور بری بات نہ کہنا کہ وہ دلوں میں غصہ کی آگ کو بھڑکاتی ہے۔

خبردار! زیادہ باتیں نہ کرنا کہ زیادہ بات کرنے سے زیادہ لغزش ہوتی ہے' باعث حزن وملال ہوتا ہے۔

خبردار! فضول بات نہ کہنا کہ وہ تمہارے پوشیدہ عیوب کو آشکار کردے گی اور تمہارے سوئیہوئے دشمنوں کو تمہارے خلاف بھڑکا دے گی۔

خبردار! بری بات نہ کہنا کہ اس سے تمہارے پاس پست لوگ جمع ہو جائیں گے اور بلند مرتبہ وشریف لوگ تم سے کنارہ کش ہو جائیں گے۔

خبردار! اس موضوع سے بحث نہ کرنا کہ جس کے طریقہ سے تم واقف نہ ہو اور جس کی حقیقت کو نہ جانتے ہو کیونکہ تمہاری بات تمہاری عقل پر دلالت کرتی ہے اور تمہاری عبارت تمہاری معرفت کا پتہ دیتی ہے۔ پس جس چیز پر تم محفوظ ہؤاس میں زبان درازی نہ کرو اور جس بات کو تم مستحسن سمجھوُاس میں اختصار سے کام لو کہ تمہارے لئے یہی بہتر ہے اور تمہاری فضیلت وبرتری کیلئے بہترین رہنما ہے۔

عمل کے بغیر قول نفع بخش نہیں ہوتا ہے۔

سب سے زیادہ سچی بات وہ ہے' جو حق کے مطابق ہو (اس میں کمی' بیشی نہ ہو)۔

بہترین قول وہ ہے' جس کی تصدیق کردار کرے (یعنی اس پر عمل ہو زبانی جمع خرچ نہ ہو)۔

لوگوں میں انبیاء سے وہ شخص زیادہ مشابہ ہے' جو زیادہ حق گوئی سے کام لیتا ہے اور عمل میں زیادہ صبر کرتا ہے۔

بندوں میں سے وہ خدا سے زیادہ قریب ہے۔ جو ان میں زیادہ حق کہنے والا ہے' خواہ وہ بات کی خلاف ہی ہو اور ان میں سب سے زیادہ حق پر عمل کرنے والا ہے' خواہ اسے ناپسند ہی ہو۔

ضرورت سے زیادہ بات کہنا' لولنے میں عاجز ہونے سے زیادہ منفور ہے۔

بہترین تیراندازی' صحیح بات کہنا ہے۔

بہترین بات وہ ہے' جس کو حسن نظام زینت بخشے اور اسے ہر خاص وعام سمجھے۔

سب سے بڑی بلاغت وہ ہے کہ جس سے معنی آسان ہو جائیں اور اس کے اختصار میں حسن ہو (یعنی مختصر ہونے کے ساتھ اس کا سمجھنا آسان ہو)۔

اشرف ترین قول سچی بات ہے۔

بہترین کلام وہ ہے' جس کو کان باہر نہ نکالیں اور جس کا سمجھنا ذہنوں یا افہام کو نہ تھکائے (یعنی کلام کو ایسا ہونا چاہئے' جو حلق سے اتر جائے اور اس کا سمجھنا آسان ہو)۔

بے شک نرم کلام اور سلام کرنا' عبادت ہے۔

بے شک کردار سے زیادہ بات کرنا' قبیح ہے اور کردار کا بات سے زیادہ ہونا' زینت ہے۔

پست لوگوں کا طریقہ بری بات کہنا ہے (وہ ہمیشہ دوسروں کو بری بات کہتے ہیں)۔

بری بات کو سننے والا' کہنے والے کا شریک ہے (مگر اسے ایسی بات کہنے سے منع کرے)۔

بدزبانی' اقدار و مروت کو عیب دار بنا دیتی ہے۔

بدزبانی' قدر و قیمت کو گھٹا دیتی ہے اور اخوت کو برباد کر دیتی ہے۔

بدترین بات وہ ہے کہ جس کا بعض حصہ اس کے دوسرے میں نقص پیدا کرے (یعنی ایک روز ایک بات کہے اور دوسرے دن اس کے برخلاف کہے)۔

بدترین روایت (یا خواب) وہ ہے کہ جس میں زیادہ جھوٹ ہو۔

مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے' جو ایسی بات کہتا ہے کہ جو نہ اس کی دنیا میں اسے فائدہ دے اور نہ آخرت میں اس کیلئے اجر و ثواب لکھا جائے۔

جس چیز کو تم نہیں جانتے' اس کے بارے میں لب کشائی کرنا چھوڑ دو اور جس کے ذمہ داری تمہیں نہیں دی گئی ہے' اس کے بارے میں بولنا چھوڑ دو اور جس کی گمراہی کا خوف ہو' اس راستہ کو چھوڑ دو۔

بہت سی باتیں بہت زیادہ زخم لگانے والی ہیں (یعنی ان سے دل زخمی ہوتے ہیں: جراحات السنان لها التيام ولا يلتام ماجرح اللسان ''سنان و نیزہ کے زخم تو بھر جاتے ہیں لیکن زبان کا لگا ہوا زخم ہمیشہ ہرا رہتا ہے'')۔

بہت سی باتیں' تلوار کی مانند کاٹنے والی ہیں۔

بہت سی باتیں' نعمتوں کو چھین لیتی ہیں۔

بہت سی باتیں' موت کو کھینچ لاتی ہیں (یعنی کسی انسان کے قتل کے باعث ہوتی ہیں)۔

بہت سی باتیں، جملہ سے بھی زیادہ سخت ہوتی ہیں۔

بہت سے فتنوں کو (زبان سے نکلا ہوا) جملہ ہی بھڑکاتا ہے۔

بہت سی باتوں کو جواب' خاموشی ہے۔

بہت سی باتوں سے خاموشی' بہتر ہے۔

بہت سی جنگیں ایک ہی لفظ کی وجہ سے چھڑ جاتی ہیں (پس آدمی کو ہمیشہ سوچ سمجھ کر بولنا چاہئے)۔

بہت سی باتیں تیر سے زیادہ در آنے والی ہوتی ہیں۔

پہلے غور کرو پھر زبان کھولو تاکہ لغزش سے محفوظ رہ سکو۔

کبھی لب کشائی بھی ضرر رساں ہوتی ہے (یا کبھی کچھ کہنا بھی باعث ضرر ہوتا ہے)۔

کم گوئی عیوب کو چھپاتی اور گناہوں کی گھٹاتی ہے۔

کم گوئی عیب کو چھپاتی اور لغزش سے بچاتی ہے۔

بولنا کم کردو اور امیدوں کو گھٹادو۔

بہت سی جنگیں ایک ہی لفظ (کے سبب) سے چھڑ جاتی ہے۔

اکثر ایک ہی لفظ نعمت کو سلب کر لیتا ہے (یعنی نعمت کے فقدان وتباہی کا باعث ہوتا ہے)۔

زیادہ بات کرنے سے سننے والا ملول ہو جاتا ہے۔

زیادہ بات کرنا' برادران کو ملول کر دیتا ہے۔

کثرتِ کلام اس کے حاشیوں کو وسعت دے دیتا ہے اور اس کے معنی کو کم کر دیتا ہے' نہ اس کی ہر بات کا جواب دیتا ہے۔

جو کم سخن ہو جاتا ہے اس کے گناہ کم ہو جاتے ہیں (کیونکہ زیادہ گناہ زبان ہی کی وجہ سے ہوتے ہیں)۔

جو کم سخن ہو جاتا ہے۔ اس کا عیوب باطل ہو جاتا ہے (یعنی کا کا عیب آشکار نہیں ہوتا ہے)۔

جو مناسب بات کہتا ہے' وہ ناپسند بات سنتا ہے۔

جو اپنی بات کو صحیح کر لیا ہے' وہ (اپنی) عظیم فضیلت پر دلیل لاتا ہے۔

جس کو بات کرنے کا سلیقہ آجاتا ہے' کامیابی اس کے قدم چومتی ہے۔

جس کی بات بگڑ جاتی ہے' اس کی ملامت وسرزنش زیادہ ہو جاتی ہے۔

جس کی بات کے ساتھ شرم وحیا ہوتی ہے' ہلاکت وتباہی اسکے کردار سے جدا ہوتی ہے (یعنی وہ ایسا کام نہیں کرتا ہے' جو باعث ہلاکت ہو)۔

جو زیادہ بولتا ہے' اس کی بات زیادہ رکیک و پوچ ہوتی ہے۔ جس کا کھیل زیادہ ہوتا ہے' اس کی بے وقوفی زیادہ ہوتی ہے۔

جو اچھی بات کہتا یا بری بات کو برداشت نہیں کرتا ہے' وہ اچھی بات نہیں سنتا ہے۔

جس کی بات اچھی نہیں ہوتی' اس کی قسمت ونصیب بھی اچھا نہیں ہوتا ہے۔

سخن کی زراعت کی جگہ دل ہے اور اس کو سپرد کرنے کی جگہ فکر ہے (کہ انسان اس کے صحت وسقم کا جائزہ لے) اور اس کے تقویت کرنے والی عقل ہے' اس کو آشکار کرنے والی زبان ہے' حروف اس کا جسم ہیں معنی اس کی روح ہیں' اعراب اس کا زیور ہیں اور اس کا نظام درستی ہے۔

ایسی بات ہرگز نہ کہو کہ جس کا جواب تمہیں برا لگے۔

ایسی بات نہ کہو کہ جس جھٹلائے جانے کا تمہیں خوف ہو۔

ہر وہ بات نہ کہو' جو تم جانتے ہو کہ نادانی کیلئے یہی کافی ہے۔

یہ نہ دیکھو کہ کس نے کہا (بلکہ) یہ دیکھو کہ کیا کہا ہے۔
ایسی بات نہ کہو کہ جو تمہارے گناہ کو بھاری کر دے۔
جو بات تم نہیں جانتے اس کے بارے میں زبان نہ کھولو کیونکہ زیادہ تر حق اس چیز میں ہوتا ہے' جس کو تم نہیں پہچانتے (پس صرف سن کر کسی بات کا اثبات ونفی نہ کرو)۔
جو تم سنتے ہوا سے دوسروں سے بیان نہ کرو کہ تمہاری کم عقلی وحماقت کیلئے یہی کافی ہے۔
جو خبریں تمہیں دی جاتی ہیں تم اس سب کی تردید نہ کرو کہ تمہاری حماقت کیلئے اتنا ہی کافی ہے۔
ایسی بات ہرگز نہ کہو کہ جو تمہاری خواہش کے مطابق ہو' خواہ تم نے مذاق کے طور پر فضول ہی کہہ دی ہو کہ اس مذاق و بیہودہ گوئی سے لوگ تمہیں چھوڑ دیں گے اور فضول گوئی تمہارے خلاف شر کو ہوا دے گی۔
جب لب کشائی کا موقعہ محل نہ ہو تو اس وقت ہرگز لب کشائی نہ کرو (کہ اس سے رسوائی کے علاوہ اور کسی کی ہدایت نہ کرو)۔
بہت زیادہ باتیں نہ کیا کرو، ورنہ رنجیدہ وملول کرو گے اور افراط سے کام نہ لیا کرو، ورنہ (نظروں سے) گر جاؤ گے۔
جو نہ کر سکو' اس کو ہرگز نہ کہو کہ اس صورت میں عجز و ناتوانی سے خالی نہیں ہو تم اس سے اور اس ملامت سے دامن نہیں بچا سکو گے کہ جو تم اس کے کسب کرو گے۔
جو تم نہیں جانتے' اس کے بارے میں زبان نہ کھولو۔ بے شک اللہ سبحانہ نے ہر عضو کے اوپر کچھ فرائض کو واجب قرار دیا ہے کہ جن کے ذریعے وہ تم پر حجت قائم کرے گا۔ (انہیں فرائض میں سے زبان کی حفاظت کرنا بھی ہے)۔
خلق خدا جو تمہیں کہتی ہے وہ تمہیں برا نہیں لگنا چاہئے کیونکہ جو وہ کہتے ہیں اگر یہ حقیقت ہے تو یہ گناہ ہے' جس کی عقوبت وسزا میں عجلت کی گئی ہے اور اگر حقیقت ان کے قول کے برخلاف ہے تو یہ ایک نیکی ہے' جس کو تم نے انجام نہیں دیا ہے۔
رات میں لکڑی جمع کرنے واے اور سیلاب کے کوڑا کرکٹ کو جمع کرنے والے کی مانند باتیں نہ کرو (کہ وہ ہر خشک وتر اور اچھی' بری چیز کو جمع کرتا ہے' تم اپنے کلام کے بارے میں اچھی طرح غور کرو تا کہ اس میں رطب و یابس جمع نہ ہوں)۔
وہ بات نہ کہو' جس کو تم نہیں جانتے کہ نتیجہ میں تم ان چیزوں کے بیان کرنے میں بھی متہم ہو گے' جن کو تم جانتے ہو۔
اپنے کردار کی بدی سے وہی شخص ڈرتا ہے' جو اپنے قول وبیان کی بدی سے ڈرتا ہے۔
نیک قول تو صرف نیک عمل ہی سے مکمل اور پورا ہوتا ہے۔
الفاظ' معانی کے قالب ہیں (یعنی الفاظ کے استعمال میں اچھی طرح غور وفکر کرنا چاہئے)۔
مرد کا بیان' اس کی قوتِ قلب کی خبر دیتا ہے (یعنی انسان کی بات سے اس کے دل کے قوی وکمزور ہونے کا پتہ لگایا جا سکتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ڈرنے والے لوگ کنایہ میں یا آہستہ بات کہتے ہیں)۔
بولو پہچانے جاؤ گے' انسان اپنی زبان کے نیچے چھپا ہوا ہے۔

اچھی بات کہنا، عقل کی فراوانی کی دلیل ہے۔

برتن میں جو ہے، اس کی حفاظت اسی طرح ہو سکتی ہے کہ اس کا منہ سختی سے بند کر دیا جائے (یہ جملہ نہج البلاغہ میں حضرت امام حسن علیہ السلام کو آپؑ کی وصیت کے ذیل میں آیا ہے۔ یہ ضرب المثل بھی ہے۔ چنانچہ "مجمع الامثال" میں بھی اس کی طرف اشارہ ہوا ہے۔

بات میں ثابت قدمی (اور غور و فکر کے بعد بات کہنے میں استقامت) منہ کے بل گرنے اور لغزش سے محفوظ رکھتا ہے۔

حق بات کہنا، عاجز ہونے اور خاموشی سے بہتر ہے (اگر حق نہ کہا جا سکے تو پھر عجز و خاموشی بہتر ہے)۔

اگر تم اپنے نفس کو سلامت اور اپنے عیوب کو مخفی رکھنا چاہتے ہو تو اپنی باتوں کا سلسلہ کم کر دو اور زیادہ خاموش رہو تا کہ تمہاری فکر وسیع و عمیق اور تمہارا دل روشن ہو جائے اور لوگ تمہارے ہاتھ سے سالم و محفوظ رہیں۔

جو بات میں نے نہیں کہی ہے، اس کو رد کرنے میں، میں زیادہ طاقت ور ہوں بہ نسبت اس بات کے، جو میں نے کہی ہے (یعنی انسان نے جو بات نہیں کہی ہے، اس سے وہ مطمئن ہے۔ اس سلسلہ میں اس پر کوئی الزام نہیں آ سکتا ہے۔ اس کے برخلاف جو بات کہی ہے، اس سے دامن بچانا بہت مشکل۔ پس جہاں تک ہو سکے کوئی بات نہ کہے)۔

یقیناً تم سے تمہارے اقوال کے بارے میں باز پرس ہو گی لہٰذا سوائے نیک بات کے اور کچھ نہ کہو۔

نقل کرنے کا المیہ، جھوٹی حکایت کرنا ہے۔

خبر دینے کی آفت جھوٹ بولنا ہے۔

کلام کی آفت اسے طول دینا ہے۔

جو بات بھی کہو سچ کہو۔

جب بھی کوئی خبر دو سچ دو۔

جب کلام میں کمی ہو جاتی ہے تو صحیح بات زیادہ کہی جاتی ہے (کیونکہ سوچ سمجھ کر کہی جائے گی)۔

جو بات کہو، اس پر اس وقت خوش رہو، جب وہ خطا سے خالی ہو۔

بات کم کرو اور امیدوں کو کوتاہ کرو اور ایسی بات نہ کہو، جو تمہیں گنہگار بنا دے یا تم سے آزادی چھین لے۔

ہر اس قول و فعل سے بچو، جس سے آخرت و دین برباد ہوتا ہو۔

بہترین قول، صحیح بات ہے۔

تم نیک گفتار و نیک کردار بن جاؤ کیونکہ مرد کی بات اس کی فضیلت اور اس کا فعل، اس کی عقل کی کیلئے دلیل ہے۔

مرد کا کلام، اس کی عقل کا معیار ہے۔

تمہاری بات تمہارے نامۂ اعمال میں تمہارے خلاف ثبت و محفوظ کر دی گئی ہے لہٰذا تم اس چیز کے بارے میں بات کہو، جو تمہیں

خدا سے نزدیک کردے اور اس چیز کے بارے میں لب کشائی نہ کرو، جو تمہیں ہلاکت میں ڈال دے۔
عقل کم ہو جاتی ہے تو فضول گوئی بڑھ جاتی ہے۔
جب تم گفتار کی سنوار لو تو پھر عمل کو بھی سنوارو! تا کہ اس کے ذریعے تم زبان کی برتری اور احسان کی فضیلت کو جمع کر سکو۔
جب کہنے والے کی بات کی نیت کے مطابق ہوتی ہے (یعنی حقیقت پر مبنی ہوتی ہے تو اس میں چال بازی نہیں ہوتی ہے، خود بھی اس پر عمل کرتا ہے) تو سننے والے کا دل اسے قبول کر لیتا ہے۔ اگر اس کی نیت کے خلاف ہوتی ہے تو اس کے دل میں اس کی اچھی جگہ نہیں ہوتی ہے (یعنی اس کلام کی اس کے دل میں گنجائش نہیں ہوتی ہے اور دل قبول نہیں کرتا ہے)۔
بات کہنے میں میانہ روی (نہ زیادہ بات کرنے، نہ کم یا عدل کے ساتھ بات کہے، حق کشی نہ کرے) سے بزرگی ثابت ہوتی ہے۔
جو زیادہ باتیں کرتا ہے، اس سے لوگ اکتا جاتے ہیں۔
جب تم بات کہنے میں مغلوب ہو جاؤ (یعنی بحث کے ذریعے مدمقابل پر غالب نہ آسکو) تو تمہارے لئے ضروری ہے کہ سکوت پر غالب آؤ (یعنی ایسے موقعہ پر سکوت اختیار کر لو، ایسا نہ ہو کہ دوسرے کی خاموشی تمہاری خاموشی پر غالب آجائے)۔
مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے، جو اس چیز کے بارے میں لب کشائی کرتا ہے کہ جس کو اگر اس کے حوالے سے نقل کیا جائے تو اسے نقصان پہنچائے اور اس کے حوالے سے نقل نہ کیا جائے تو وہ اسے کوئی نفع نہ پہنچائے۔
ہر موقعہ محل کیلئے ایک مخصوص بات ہوتی ہے (کسی بات کو ہر جگہ نہیں کہا جا سکتا ہے)۔
کلام کیلئے بہت سی آفتیں ہیں (لہٰذا غور و فکر کے بعد ہی کہنا چاہئے)۔
کوئی بات بھی اس وقت تک مفید ثابت نہیں ہو سکتی ہے، جب تک کہ کردار سے متصل نہ ہو جائے۔
جو زیادہ بولتا ہے یا زیادہ کام کرتا ہے، وہ تھک جاتا ہے (اس سے دوسرے اکتا جاتے ہیں)۔
جس کی بات نرم ہو جاتی ہے، اس کی محبت ثابت ہو جاتی ہے (یا لوگوں پر اس کی محبت واجب ہو جاتی ہے)۔
جو زیادہ بات کرتا ہے، وہ زیادہ گرتا یا اس میں زیادہ غلطی ہوتی ہے (یا اس کی بات زیادہ ترر کیک ہوتی ہے)۔
جو اپنی بات کا جائزہ لیتا ہے (یہ دیکھتا ہے کہ اس میں حق کتنا ہے اور باطل کتنا ہے) اس سے غلطی کم ہوتی ہے۔
جو زیادہ بولتا ہے ناممکن ہے کہ اس میں غلطی نہ ہو۔
جو شخص یہ جانتا ہے کہ اس سے اس کے بولنے کا حساب لیا جائے گا، اس کو کم بات کرنا چاہئے (قرآن میں آیا ہے: **مایلفظ من قول الالدیہ رقیب عتید**۔ ق:۱۸ ''وہ کوئی بات منہ سے نہیں نکالتا ہے مگر اس کے پاس ایک نگہبان موجود رہتا ہے'')
بدترین قول، بیہودہ بات ہے۔
بہت زیادہ بات کرنا، دوسروں کو ناراض کرنا ہے۔
بات (کہنے سے پہلے اس) میں غور و فکر کرنا (آدمی کو) لغزش سے بچاتا ہے۔

بہترین کلام وہ ہے' جو اکتاہٹ میں نہ ڈالے اور مراد کو ظاہر کر دے۔
بہترین کلام' سچائی ہے۔
جو باتیں تمہارے لئے اہمیت کی حامل نہ ہوں' ان کو چھوڑ دو' بے محل بات نہ کہو کیونکہ بسا اوقات ایک ہی بات نعمت کو چھین لیتی ہے اور ایک ہی لفظ خونریزی کا سبب ہوتا ہے (بنابرایں زبان پر قابو رکھنا چاہئے)۔

استقامت

راہِ راست پر ثابت قدم رہنا' سلامتی ہے۔
استقامت سے زیادہ' بہتر کوئی راستہ نہیں ہے۔
استقامت سے زیادہ' محفوظ و سالم طریقہ و راستہ نہیں ہے۔
اس شخص کا دل کیسے سیدھا سچا ہوسکتا ہے کہ جس کا دین ہی سیدھا' سچا نہ ہو؟
جو استقامت کو اختیار کر لیتا ہے (اور اس سے جدا نہیں ہوتا ہے) وہ سلامت رہتا ہے۔

امر خدا کو قائم کرنا

خدا کے فرمان کو کوئی قائم نہیں کر سکتا' مگر وہ جو (دینی امور میں) سستی نہ کرے' دھوکا نہ دے اور جس کا طمع و فریب نہ دے۔

قوی

طاقتور وہ ہے' جس نے لذت کا قلع قمع کر دیا ہو (یعنی لذت کی اس نے مغلوب کر دیا ہو' یا وہ لذت سے مغلوب نہ ہوا ہو)۔
طاقتور کی آفت و المیہ' دشمن کو کمزور سمجھنا ہے (کیونکہ جب تک خود کو صحیح طریقہ سے مسلح نہیں کرے گا' خود فریبی میں مبتلا رہے گا اور نتیجہ میں مغلوب ہو جائے گا)۔
جب تم قوی ہو (یعنی قوی ہونا چاہو) تو خدا کی فرمانبرداری کیلئے قوی ہو (اور اس سلسلہ میں اپنی پوری طاقت لگا دو) تکبر
تکبر' گناہوں میں مبتلا ہونے کی دعوت دیتا ہے۔
تکبر' ہلاک کرنے والی عادت ہے' جو اس کے ذریعے زیادہ طلب کرتا ہے' وہ کم ہو جاتا ہے (یعنی جو بڑا بننا چاہتا ہے' وہ حقیر ہو جاتا ہے)۔
تکبر دلوں سے مار ڈالنے والے زہر کی مانند جنگ کرتا ہے۔
فخر کے (ساتھ) ظاہر ہونے والوں کو کچل دو (یا فخر فروشوں کو مغلوب و ذلیل کر دو) اور تکبر کی چمک دمک کو (روند ڈالو) کو روکو (شاید یہ تشبیہیں اس لئے دی ہیں کہ تکبر و غرور ایک ستارہ کی مانند طلوع و بلندی رکھتے ہیں اور انسان کے اندر بلندی ایجاد کرتے

ہیں اور اس کے اندر ظاہر ہوتے ہیں)۔
تکبر سے بچو کہ یہ سرکشی کا سرچشمہ اور مہربان خدا کی نافرمانی ہے۔
تمہارے لئے تکبر سے بچنا ضروری ہے کیونکہ یہ بہت بڑا گناہ ہے اور دردناک یا پست ترین عیب اور شیطان کا زیور ہے۔
خدا کے بندوں پر تکبر کرنے سے پرہیز کرو کیونکہ خدا خدا ہر مغرور کو شکست دیتا ہے۔
بدترین عادت تکبر ہے (کیونکہ یہ خدا کی ناراضگی اور دنیا کی دشمنی کا سبب ہوتا ہے)۔
سب سے زیادہ پست و ذلیل انسان وہ ہے' جو خود کو بڑا سمجھتا ہے۔
تکبر آدمی کو پست کر دیتا ہے۔
تکبر' بلند مرتبہ کو پست کر دیتا ہے۔
تکبر' فرومائیگی کو ظاہر کرتا ہے۔
تکبر' بدترین عیب ہے (تکبر کا بدترین ہونا ظاہر ہے کیونکہ جو خدا کے مقابل تکبر کرتا ہے' وہ ہر قسم کا گناہ کر سکتا ہے ممکن ہے اس لحاظ سے بدترین عیب نہ ہو بلکہ خاص جہت سے ہو جیسا کہ بعض صفات کا برتر ہونا بھی ایسا ہی ہے)۔
تکبر کرنا' عین حماقت اور بے وقوفی ہے۔
تکبر کے ذریعے عزیز و معزز بننا ذلت ہے۔
دنیا پر تکبر کرنا' پست فطرتی اور کم آگاہی ہے۔
تکبر' تباہی و تلف کی اساس ہے۔
تکبر کرنا اور سر ابھارنا ابلیس کا جال ہے (خود شیطان بھی تکبر ہی کی وجہ سے ذلیل ہوا ہے۔ تکبر نے عزازیل' ابلیس) کو ذلیل کیا اور لعنت کے زندان میں قید کر دیا)۔
اگر تم تکبر کرو گے تو خدا تمہیں پست کر دے گا۔
شرافت و بزرگی کی آفت تکبر کرنا ہے۔
تکبر کرنے سے (خدا کی) دشمنی وجود میں آتی ہے۔
زیادہ تکبر سے (دنیوی اور اُخروی) نقصان ہوتا ہے۔
مرد کا تکبر اسے ذلیل و پست کر دیتا ہے۔
پست آدمی کا تکبر لوگوں کو اس کی بے احترامی کی دعوت دیتا ہے (لامحالہ لوگ اسے ذلیل سمجھیں گے)۔
تکبر کرنے کا پھل گالی (کھانا) ہے۔
بدترین خصلت تکبر ہے۔

عقل کی بدترین آفتوں میں سے تکبر بھی ہے۔

تکبر کا مقابلہ فروتنی کے ذریعے کرو۔

(یہ جملہ نہج البلاغہ کے خطبہ قاصعہ میں بیان ہوا ہے) پس خدا سے ڈرو! اے خدا کے بندو! خدا سے ڈرو کہ تم کبر کی ردا کو اپنی روانہ بنالو کیونکہ یہ شیطان کا بڑا جال ہے' جس کے ذریعے وہ دلوں کا شکار کرتا ہے (اور کسی طرح دلوں میں اتر جاتا ہے) جس طرح مار ڈالنے والا زہر۔

تکبر کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ تباہ و برباد کرتا ہے (اور نیک اعمال کو باطل کر دیتا ہے)۔

تکبر کیلئے پست ہونا ہی کافی ہے۔

اگر خدا اپنی مخلوق میں سے کسی کو تکبر کی اجازت دیتا تو اپنے انبیاء کو اس کی اجازت دیتا لیکن اس نے ان کیلئے تکبر کو پسند نہیں کیا بلکہ ان کیلئے فروتنی و خاکساری کو پسند فرمایا ہے۔

جو تکبر کرتا ہے' اسے توڑ دیا جاتا ہے۔

بدترین تکبر' مرد کا اپنے عزیزوں اور اپنے جسموں پر تکبر کرتا ہے۔

جس طرح تکبر سے دشمنی کھینچ کر آتی ہے' اس طرح کسی چیز سے نہیں کھینچتی ہے (تکبر خدا و خلق خدا کی دشمنی کا سبب ہوتا ہے)۔

ہرگز منہ نہ پھیرو! (جیسا کہ بعض لوگ دوسروں سے منہ پھیر لیتے ہیں) اور نرم مزاجی اختیار کرو اور جس خدا نے تمہیں بلند کیا ہے' اس کیلئے فروتنی و خاکساری اختیار کرو۔

تکبر کے ساتھ کوئی مدح و ستائش نہیں ہے۔

تکبر سے بدترین کوئی اخلاق نہیں ہے۔

جو شخص خدا کو پہچانتا ہے' اسے یہ زیب نہیں دیتا ہے کہ تکبر کرے (اور بڑا بنے)۔

متکبر

ظالم متکبر کو اس کے گناہ ہلاک کر دیتے ہیں۔

مجھے تکبر کرنے والے پر تعجب ہوتا ہے کہ کل وہ نقطہ تھا اور کل مردار ہو جائے گا۔

کبھی تکبر کرنے والا' ذلیل و رسوا ہو جاتا ہے۔

ہر تکبر کرنے والا' حقیر ہے۔

متکبر کا کوئی دوست نہیں ہوتا ہے۔

جو تکبر کرتا ہے' اس کی تحقیر ہوتی ہے (لوگ اسے حقیر و پست سمجھتے ہیں)۔

جو تکبر کرتا ہے' دشمن سمجھا جاتا ہے] لوگ اسے دشمن خیال کرتے ہیں)۔

جو لوگوں پر تکبر کرتا ہے' وہ ذلیل ہو جاتا ہے (خدا کے نزدیک بھی اور لوگوں کی نظر میں بھی)۔

جو اپنے سے چھوٹے پر ظلم کرتا ہے' وہ شکست کھاتا ہے (اسے توڑ دیا جاتا ہے)۔

جو بھی تکبر کرنے والا ہوتا ہے' وہ تلف ونقصان کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتا ہے۔

جو تکبر کرتا ہے' وہ خدا اسے حقیر و چھوٹا کر کے پست کر دیتا ہے۔

جو کبر و زیادتی کا لباس پہن لیتا ہے' وہ فضیلت وعظمت کا لباس اتار دیتا ہے۔

تکبر کسی نے نہیں کیا مگر پست آدمی نے۔

تکبر کرنے والے کا عمل پاک نہیں ہوتا ہے۔

تکبر نہیں کرتا ہے مگر پست مرتبہ گمنام۔

خط و کتابت

خط' دو گفتگو کرنے والوں میں سے ایک ہے (یعنی ایک وہ جو خط لکھ رہا ہے' دوسرا وہ جس کو لکھ رہا ہے)۔

جب تو کوئی نوشتہ چکو (خواہ کتابت ہو یا خط وغیرہ) تو اسے بند کرنے (اور روانہ کرنا) سے پہلے ایک مرتبہ دیکھ لو (ہوسکتا ہے کہیں کوئی غلطی ہوگئی ہو) کیونکہ تم اپنی عقل پر مہر لگاؤ گے (اسے تمہاری عقل کو اندازہ لگایا جائے گا' جتنی زیادہ غلطیاں ہوں گی' اتنے ہی بے وقوف سمجھے جاؤ گے)۔

آدمی کا نوشتہ' اس کی عقل کی علامت اور اس کے فضل وکمال کی دلیل ہے۔

آدمی کی تحریر' اس کے فضل وکمال اور اس کی نجابت وشرافت کا پیمانہ ہے۔

کتاب بہترین بات کرنے والا ہے۔

کتاب (لکھنے والے کی قصد و نیت کا) بہترین ترجمان ہے (اس کے دل میں جو بھی دوستی' دشمنی اور خلوص' نفاق ہوگا وہ اس کی تحریر سے معلوم ہو جائے گا ایسا ہی جملہ زبان کے متعلق بھی بیان ہوا ہے)۔

کتابیں علما کا چمن اور باغ ہیں۔

جو کتابوں سے تسلی پاتا ہے (اور کتابوں سے مانوس ہو جاتا ہے) اس سے کوئی تسلی نہیں چھوٹتی ہے (وہ فکر وغم سے آزاد ہمیشہ خوش رہتا ہے)۔

چھپانا

چھپانا' راز بیان کرنے کا معیار ہے (جب تک کسی کو چھپانے والا نہ پاؤ اسے راز نہ بتاؤ)۔

زیادہ باتیں کرنا

زیادہ بولنے کے ساتھ خستگی وملال ہوتا ہے۔

جو زیادہ بولتا ہے' اسے چھوڑ دیا جاتا ہے (یعنی دوسرے اس سے پہلوتہی کرتے ہیں)۔

جو زیادہ بولتا ہے' اسے لوگ پسند نہیں کرتے۔

جو زیادہ بات کرتا ہے' اس سے زیادہ لغزش ہوتی ہے۔

جو زیادہ بولتا ہے' اس کی زیادہ ملامت کی جاتی ہے۔

جو کسی کام کو زیادہ کرتا ہے' وہ اسی کے ذریعے پہچانا جاتا ہے (اس لئے نیک کام کو اختیار کرو)۔

زیادہ سمجھنا

تمہارا اس چیز کو زیادہ سمجھنا کہ جو تمہارے لئے باقی نہیں رہے گی اور تم اس کیلئے نہیں رہو گے' بہت بڑی نادانی ہے۔

جھوٹ

جھوٹ' اپنے ہم نشین وساتھی کو نابود کر دیتا ہے اور جو اس سے دور رہتا ہے' اسے نجات دلاتا ہے۔

جھوٹ' دنیا میں ننگ وعار ہے اور آخرت میں جہنم کا عذاب ہے۔

جھوٹ' بدترین عادت ہے۔

جھوٹ بولنا' خیانت ہے۔

جھوٹ' ہلاک کر دیتا ہے۔

دشمن کا جھوٹ بولنا' سچ کے مترادف ہے (بنابرایں سچ بولنے والے کو جھوٹ بولنے والے کا رفیق نہیں ہونا چاہئے یا سچ بولنے والے کو کبھی جھوٹ نہیں بولنا چاہئے)۔

جھوٹ بولنا' ایک رسوا کن عیب ہے۔

جھوٹ کا ایمان سے کوئی ربط نہیں ہے اس کیلئے' وہ اجنبی ہے (لہٰذا ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے ہیں)۔

جھوٹ' ذلت وخیانت (یا ندامت) ہے۔

جھوٹ' آدمی کو عیب دار بناتا ہے۔

جھوٹ' لوگوں کی غیبت کا سبب ہوتا ہے۔

جھوٹ' اخلاق کیلئے ننگ وعار ہے۔

جھوٹ' ہر چیز کو تباہ کرنے والا ہے (واضح رہے کہ اس سے کچھ مواقع مستثنیٰ ہیں' جیسا کہ علم اخلاق کی کتابوں میں بیان ہوا ہے' مثلاً جنگ میں جھوٹ بولنا' دو آدمیوں کے درمیان میل جول کرانے کیلئے جیسے کسی کی جان بچانے کیلئے جھوٹ بولنا' کچھ اور مواقع بھی ہیں کہ اگر کوئی ''توریہ'' کر سکے تو بہتر ہے۔''توریہ'' کے معنی یہ ہے کہ لفظ سے وہ معنی مراد نہ لیں' جو مخالف سمجھ رہا ہے مثلاً اگر کوئی کہے کہ اگر تم اپنے دین و مذہب کو برا نہیں کہو گے تو میں تمہیں مار ڈالوں گا تو وہ دین کو برا کہے لیکن کافروں کا دین مراد لے)۔

جھوٹ بولنا' تمہیں ہلاک کر دے گا' خواہ اس سے تم محفوظ ہی کیوں نہ ہو۔

بدترین چیز بہتان یا جھوٹ بولنا ہے۔

جھوٹ بولنا' آدمی کو منافق بنا دیتا ہے (یعنی جھوٹ بولنے سے ایمان چلا جاتا ہے)۔

جھوٹ' زبان کا عیب ہے۔

جھوٹ بولنا اور خیانت کرنا شرفا کے اخلاق میں سے نہیں ہے۔

جھوٹ خدا کے قانون سے تکلم و گویائی کو ہٹانا ہے (یعنی خدا نے تکلم کے قانون کی بنیاد صداقت پر رکھی ہے پس جو جھوٹ بولتا ہے' وہ قانون کی خلاف ورزی کرتا ہے اور خدا کے دستور کے خلاف چلتا ہے)۔

منافق جھوٹ کے ذریعے زینت پاتے ہیں (جھوٹ بول کر دوسروں کی نظر میں اچھے بنتے ہیں)۔

بدترین گفتار جھوٹ ہے (کیونکہ تمام گناہوں کی جڑ ہے)۔

جھوٹ بولنے کا پھل دنیا میں ذلت اور آخرت میں عذاب ہے۔

جھوٹ سے بچتے رہو کہ یہ ایمان سے الگ ہے (یعنی جھوٹے کے پاس ایمان نہیں ہوتا ہے)۔

جھوٹ کی بیماری بدترین بیماری ہے (کیونکہ دنیا میں بے عزتی اور آخرت میں باعث عذاب ہے) اور عزیز و قریبی کی لغزش شدید ہوتی ہے (کہ ایسے آدمی سے کسی کو لغزش کی توقع نہیں ہوتی ہے)۔

جھوٹ کا انجام' ملامت و ندامت ہے۔

جھوٹ' قدر و قیمت کی بربادی کا باعث ہوتا ہے۔

(یہ جملہ نہج البلاغہ کے کلمہ حکمت ۲۴۴ سے ماخوذ ہے) جھوٹ کے ترک کرنے کو صدق کے بلند مرتبہ ہونے کے لیے (واجب کیا ہے تا کہ لوگ جھوٹ بولنے کے عادی نہ ہو جائیں)۔

کبھی انسان ایسی چیز کے لئے جو اس نے انجام نہ دی ہو، اپنے خلاف اس وقت جھوٹ بولتا ہے جب سخت بلا میں مبتلا ہوتا ہے۔

زیادہ جھوٹ بولنا، غیبت و بدگوئی کا باعث ہوتا ہے۔

انسان کا زیادہ جھوٹ وبلنا، اس کی قدر و قیمت کو گھٹا دیتا ہے۔

زیادہ جھوٹ دین کو برباد کردیتا ہے اور گناہ کو عظیم کردیتا ہے۔

دروغ گوئی کا اسلام کے اخلاق سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

صاحبانِ فضیلت کے لئے جھوٹ کتنی بری بات ہے۔

جھوٹ بولنا، علم کا نقص ہے اور جد وجہد کا نقص کھیل، کود ہے (کیونکہ جب عالم جھوٹ بولتا ہے یا جو شخص ایک کام کو کھیل سمجھتا ہے، لوگ اسے عالم وسنجیدہ نہیں سمجھتے ہیں)۔

کذب ومروت، ایک ساتھ جمع نہیں ہوتے ہیں۔

جھوٹ سے بدتر کوئی عادت نہیں ہے۔

(لوگوں کے درمیان) زیادہ چیز جھوٹ اور خیانت ہے۔

جھوٹا

بہت زیادہ جھوٹ بولنے والا اپنی بات میں مہتم ہوجاتا ہے، خواہ اس کی دلیل ٹھوس ومحکم اور اس کا لب ولہجہ سچا ہی ہو۔

بہت زیادہ جھوٹ بولنے والا اور مردہ برابر ہے کیونکہ زندہ کو مردہ پر یہ فضیلت ہے کہ اس پر اعتماد کیا جاتا ہے (اور مردہ پر اعتماد نہیں جاتا) پس اگر اس پر (زندگی میں) اعتماد نہ کیا جائے تو اس کی حیات باطل ہوجاتی ہے۔

بہت زیادہ جھوٹ بولنے والا اور بے حیا بھلائی ودرستی سے زیادہ دور ہے۔

جھوٹ بولنے والا، ذلیل وخوار ہے۔

جھوٹ بولنے والا گہرے کنویں اور ذلت ورسوائی کے دہانے پر ہے (اگر اس کی تلافی نہیں کرے گا تو اس میں گرے گا)۔

جھوٹ بولنے پر سرزنش کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ تم کو اس کا علم ہے کہ تم جھوٹے ہو۔

بہت زیادہ جھوٹ بولنے والا، امانت دار نہیں ہوسکتا ہے اور بہت بڑا بدکار وفاسق، عہد وپیمان کا تحفظ نہیں کرسکتا ہے۔

جس نے جھوٹ بولا، اس نے اپنی مروت ومردانگی کو برباد کرلیا۔

جس کا جھوٹ بہت زیادہ ہوتا ہے، اس کی تصدیق نہیں کی جاتی۔

جو جھوٹ بولنے میں مشہور ہوجاتا ہے، اس کی سچی بات بھی تسلیم نہیں کی جاتی۔

جس کا جھوٹ زیادہ ہوجاتا ہے، اس کی قدر وقیمت گھٹ جاتی ہے۔

جو جھوٹ کے ذریعے پہچانا جاتا ہے، اس پر کم اعتبار کیا جاتا ہے۔

جس نے جھوٹ سے اجتناب کیا، اس کی باتوں کی تصدیق کی گئی۔

جھوٹ بولنے والے کی ذلت کے لئے یہی کیا کم ہے کہ یہ اس شخص کے سامنے بھی قسم کھاتا ہے، جو اس سے قسم کا مطالبہ نہیں کرتا ہے۔

بہت زیادہ جھوٹ بولنے والے کے پاس شرم نہیں ہوتی۔

بہت زیادہ جھوٹ بولنے والوں کی بات میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔

بہت زیادہ جھوٹ بولنے والوں کے علم میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔

بہت زیادہ جھوٹ بولنے والوں میں کوئی خوبی نہیں ہے اور نہ جھوٹے علما میں کوئی بھلائی ہے۔

جھوٹا اپنے جھوٹ سے تین چیزیں حاصل کرتا ہے: (۱) اپنے اوپر خدا کا غضب (۲) لوگوں کا اسے ذلیل سمجھنا (۳) فرشتوں کی اس سے دشمنی۔ فیاضی وشرافت

معزز وشریف ہونا، نیک خصلت اور پستی سے پرہیز ہے۔

کرم، سخاوت کرنا اور وعدہ وفائی کرنا ہے۔

فیاضی اور کرم دوسروں کو خود پر مقدم کرنا ہے۔

بہترین فیاضی وکرم، دوسروں کو خود پر مقدم کرنا ہے۔

کرم کے اعلیٰ مراتب میں سے، ایثار ہے۔

بلند ترین کرم نعمتوں کو مکمل کرنا ہے (یعنی کسی پر کرم کرنے میں کسی چیز کی کمی نہ چھوڑے، مکمل طور پر احسان کرے)۔

کرم ایک فضل ہے اور وفاداری شرافت ہے۔

کرم وفیاضی، خیر کا چشمہ ہے۔

جود وسخا، اعلیٰ قسم کی سواری ہے۔

کرم وفیاضی، بہترین عادت ہے۔

کرم، حسد سے بیزار ہے۔

کرم (دوسروں کے) گناہوں کو برداشت کرنا ہے (کہ ان سے انتقام نہ لے)۔

بہترین بخشش وفیاضی وہی ہے، جو جزا کی توقع کے بغیر کی جائے (دینے والے کو صرف خدا سے جزا طلب کرنا چاہئے)۔

احسان جتنا کر نعمتوں اور بخششوں کو مکدر و برباد کرنا، احسان نہیں ہے۔

نعمت کو مکمل کرنا بھی کرم ہے۔

نیک خصلت (بھی) کرم ہی ہے۔

مکمل کرم وفیاضی نعمتوں کو مکمل کرنا ہے (یعنی ان میں کمی نہ چھوڑنا ہے)۔

عہد وپیمان کو پورا کرنا (بھی) کرم ہے۔

بہترین کرم، گنہگار پر احسان کرنا ہے (کہ اس سے درگزر کریں)۔

نیک جزا دینے میں جلدی کرنا، کرم وفیاضی کی علامتوں میں سے ہے۔

احسان کرنا اور بخشش کرنا بھی کرم ہے۔

نیک جزا میں عجلت کرنا، کرم کا کمال ہے۔

یہ بھی کرم ہے کہ تمہارے ساتھ جو برا سلوک ہوا ہے، اس سے تم درگزر کرو۔

فیاضی بہترین صبر ہے۔

کرم، اس بار کو اٹھانا ہے، جس کا اٹھانا انسان کے اوپر واجب ہے (واجبات یعنی جیسے خمس نکلنا، زکوٰۃ دینا اور واجب نفقات کو پورا کرنا)۔

کرم، آبرو کو مال پر ترجیح دینا ہے (یعنی اگر عزت ومال کا مسئلہ آجائے تو مال کو عزت پر قربان کردینا چاہیئے)۔

کرم، عزیز سے بھی زیادہ مہربان ہے (انسان کو کریم وفیاض بننے کی کوشش کرنا چاہیئے)۔

کرم وفیاضی، زبان پر قابو رکھنا (اور اسے گالی گلوچ وفحش وبیہودہ بات کہنے سے باز رکھنا) اور احسان کرنا ہے۔

فیاضی بلند ہمتی کا نتیجہ ہے۔

کرم تو بس گناہوں سے پاک رہنا ہی ہے۔

بے شک فیاضی بہت زیادہ بخشش کرنے اور حاجت مند کی حاجت پورا کرنا ہے۔

فیاضی کا پھل، صلہ رحمی ہے۔

کرم وفیاضی کا نظام، مسلسل احسان کرنا اور بھائیوں کی مالی مدد کرنا ہے۔

مرد کے کرم پر اس کے چہرہ پر شگفتگی وبشاشت اور اس کے احسان سے استدلال کیا جاتا ہے۔

کریم وفیاض

کریم وفیاض تو وہ ہے، جو حرام چیزوں سے اجتناب کرے اور عیوب سے پاک ہو۔

فیاض وسخی وہ ہے کہ جو اسے میسر ہو، اسی کو بخش دے۔

درگزشت کرنے والا وہ ہے، جو برائی کا بدلہ احسان سے دیتا ہے۔

بلند مرتبہ انسان ان چیزوں کو خود سے دور رکھتا ہے، جس پر پست مرتبہ فخر ومباہات کرتے ہیں۔

جب بلند مرتبہ آدمی سے کوئی چیز زبردستی لے لی جاتی ہے تو بھی احسان کرنا نہیں چھوڑتا ہے اور جب اس سے مہربانی کا تقاضا کیا جاتا ہے تو نرم برتاؤ کرتا ہے۔

جب بلند مرتبہ انسان انتقام لینے پر قادر ہوتا ہے تو درگزر کرتا ہے اور جب مالک ہوتا ہے تو سخاوت وبخشش کرتا ہے اور جب اس سے کوئی سوال کیا جاتا ہے تو پورا کرتا ہے۔

کریم وفیاض ننگ و عار کو قبول نہیں کرتا ہے اور ہمسایہ کا اکرام کرتا ہے۔

بلند مرتبہ انسان اپنے نیک افعال کو اپنے اوپر قرض سمجھتا ہے کہ جس کو ادا کرنا چاہئے۔

بلند مرتبہ آدمی نے جو بھی احسان کیا ہے، اس کی نیک جزا سے خود بلند سمجھتا ہے (یعنی کریم جزا کا انتظار نہیں کرتا ہے)۔

جب صاحب جود وسخا کو آپ سے کوئی حاجت ہوتی ہے، وہ تمہیں اس سے معاف رکھتا ہے (آپ سے طلب نہیں کرتا ہے اور جب تم اس کے محتاج ہوتے ہو تو وہ تمہاری کفایت کرتا ہے (اور تمہاری حاجت روائی کرتا ہے)۔

کریم وفیاض طاقت وقدرت رکھنے کے باوجود معاف کر دیتا ہے اور اپنی حکومت وامارت میں عدل سے کام لیتا ہے، اپنی برائی پر قابو رکھتا ہے اور احسان کرتا ہے۔

خدا کے نزدیک کریم شادمان اور مثاب ہے اور لوگوں کی نظر میں محبوب وبارعب ہے۔

کریم وہ ہے، جو اپنی عزت کو اپنے مال کے ذریعے محفوظ رکھتا ہے اور پست وحقیر اپنی آبرو کے ذریعے اپنا مال بچاتا ہے۔

کریم سے اس وقت بچو، جب اس کی اہانت کرو اور بردبار سے اس وقت بچو، جب تم اسے زخم لگاؤ اور دلیر سے اس وقت بچو، جب تم اسے کوئی تکلیف پہنچاؤ (اگرچہ کریم وبردبار اور شجاع ہیں لیکن جب ان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو جاتا ہے تو پھر وہ انتقام لینے پر مجبور ہو جاتے ہیں)۔

جب کریم وشریف بھوکا ہو تو اس کی سطوت وغلبہ سے بچو اور کمینہ کے غرور وگھمنڈ سے اس وقت بچو، جب وہ شکم سیر ہو (بھوکے شریف اور شکم سیر کمینہ سے بچو)۔

کریم وشریف سے بچو، جب اس کو گرا دیا جائے اور لئیم وپست آدمی کے غصہ سے بچو، جب وہ بلندی پر پہنچ جائے۔

کریم تغافل کرتا ہے اور فریب کھاتا ہے (یعنی جان بوجھ کر غافل بنا رہتا ہے اور جانتے ہوئے فریب کھاتا ہے اگرچہ یہ ممکن ہے کہ وہ فریب کھائے مثلاً کوئی شخص آئے اور کہے میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے اور وہ تحقیق کے بغیر بخشش دے حالانکہ سائل جھوٹا ہے)۔

نیک وشریف لوگ روح ونفس کے لحاظ سے صابر ہوتے ہیں۔

کریم وشریف (اخلاق یا) بندگی کو سنوارتے ہیں۔

کریم وفیاض وہ ہے، جو اپنے احسان سے ابتدا کرے نہ کہ طلب احسان کرے (نہ کہ احسان کا خواہش مند رہے)۔

کریم کم چیز کا بھی شکر ادا کرتا ہے اور بدکردار وپست لوگ عظیم نعمت کا کفران کرتے ہیں۔

کریم وفیاض وہ ہے، جو مانگنے سے پہلے عطا کر دے (جس کی عطا سوال پر سبقت کرے)۔

جب کریم وشریف وعدہ کرتا ہے تو اسے وفا کرتا ہے اور ڈرتا ہے تو بخش دیتا ہے (ہمارا عقیدہ ہے کہ خدا وعدہ خلافی نہیں کرے گا لیکن عذاب کے بارے میں جو وعدہ کیا ہے اسے پورا کرنا ضروری نہیں ہے)۔

جب کریم خوش وکشائش کی زندگی گزارتا ہے تو حاجت روا کرتا ہے اور جب تنگ دست ہوتا ہے تو دوسرے کے اوپر بار نہیں بنتا ہے (حتی الامکان دوسروں کو ہی فائدہ پہنچاتا ہے)۔

جب انسان کی اصل شریف ومعزز ہوتی ہے تو اس کا غائب وحاضر معزز وبے آزاد ہوتا ہے۔

کریم وشریف آدمی کی دولت، اس کے فضائل ومناقب کو ظاہر کرتی ہے۔

کریم وشریف نیک خو، نعمتیں دینے والا اور صلۂ رحمی کرنے والا ہے۔

کریم آدمی کی فتح مندی نجات کا باعث ہوتی ہے (وہ اپنے دشمن کو معاف کر دیتا ہے جب کہ پست مرتبہ ایسا نہیں کرتا ہے)۔

گراں قدر وباشرف لوگوں کا فتح پانا، بخشش واحسان ہے۔

کریم افراد کا سایہ (لطف واحسان) وسیع اور خوشگوار ہے)۔

اپنے نفس پر ایثار کرنا (دوسروں کو ترجیح دینا) کریم لوگوں کے جوہر کو آشکار کرتا ہے۔

کریم لوگوں کی عات بخشش ہے۔شرفا کی عادت اچھا اور نیک احسان کرنا ہے۔

اگر تم کریم وشریف کو رسوا کرو تو اس سے ہوشیار رہو (کیونکہ اسے بے عزتی واہانت برداشت نہیں ہے، وہ اس کا انتقام لینے پر مجبور ہوگا) اور اگر کمینہ وپست آدمی کی عزت کرو تو اس سے بچتے رہو (کہ وہ نیکی کا بدلہ برائی سے دیتا ہے) اور بردبار سے ہوشیار رہو اگر تم اس کو تنگ کرتے ہو (بردبار کا غصہ بہت سخت ہوتا ہے)۔

نیک کام کی طرف سبقت کی فضیلت کریم وشریف افراد کے لئے ہے۔

جس نے تمہارا اکرام واحترام کیا اگر تم کریم وفیاض ہو تو اس نے یقیناً تمہیں رنج وزحمت میں ڈال دیا (کیونکہ تمہیں اس کا ممنون ہونا پڑے گا اور یہ تمہارے لئے گراں ہے) اور اگر تم بردبار ہو تو اس شخص نے یقیناً تمہیں راحت پہنچائی، جس نے تمہاری اہانت کی (کیونکہ تم اس کے احسان مند ہوئے، صرف اہانت کا رنج ہے، جو بردباری کے ذریعے برطرف ہو جائے گا)۔

یقیناً مجھے کریم کی معرفت وشناخت پر جتنی زیادہ مسرت ہوتی ہے، اتنی گراں قیمت گوہر ملنے سے نہیں ہوتی۔

احسان کرنے میں تاخیر کرنا، کریم افراد کی عادت نہیں ہے (جب وہ احسان کرنا چاہتے ہیں تو پھر تاخیر نہیں کرتے)۔

انتقام لینے میں جلدی کرنا، کریم وفیاض لوگوں کی عادت نہیں ہے

کریم وفیاض کے لئے پست درجے کے لوگوں کے ساتھ رہنے سے احسان کو اپنا شیوہ بنانا بہتر ہے۔

کریم کی لذت کھلانے میں اور کمینوں کی لذت کھانے میں ہے۔

کریم کا بلندترین فعل اس چیز سے تغافل کرنے میں ہے، جس کو وہ جانتا ہے۔

کرم کرنا، کریم لوگوں کی عادت ہے۔

کریم، کسی سے وحشت نہیں کھاتا ہے۔

کریم افراد ہمیشہ اپنے آباواجداد کی (نیک واعلیٰ) خصلتوں کی طرف بڑھتے ہیں۔

کریم کولوگوں میں عطاواحسان کرنے میں مسرت ہوتی ہے اور کمینوں کو بدسلوکی میں مزاملتا ہے۔

کریم، کینہ توزنہیں ہوتا ہے۔

وہ شخص نام کرم کا مستحق نہیں ہوسکتا، جو مانگنے سے عطانہیں کرتا ہے۔

(کوئی آدمی بھی) اس وقت تک خودکومعزز وکرم نہیں کرسکتا، جب تک کہ اپنے مال کوحقیر نہیں سمجھے گا۔

کریم وہ ہے، جواحسان کرتا ہے۔

کریم کی خصلت یہ نہیں ہے کہ وہ ننگ وعار کالباس (یعنی کریم ایسا کام نہیں کرسکتا جواس کے لئے باعث ننگ ورسوائی ہوتا ہے)۔

کریم کشادہ رواورلئیم خام وناپختہ ہے۔

عظمت وبزرگی

جس کوعظمت وبزرگی سیدھانہ کرسکے، اسے اہانت سیدھا کرے گی۔

عظمت وبزرگی جس کی اصلاح نہ کرسکے، اہانت اس کی اصلاح کرتی ہے (بنابریں انسان کواپنی دولت وحشمت کے زمانہ میں اپنی قدرکوپہچاننا چاہئے اورظلم وتعدی نہیں کرنا چاہئے)۔

خداجس کوزیادہ عظمت وبزرگی عطا کردیتا ہے، اسے چاہئے کہ لوگوں کازیادہ اکرام واحترام کرے۔

پستی ورسوائی جسکی پرورش کرتی ہے (یعنی جو پست مرتبہ تھااورذلت کاعادی ہوگیا تھا) وہ بلندی پرپہنچنے کے بعدسرکشی کرتا ہے۔

اقدار

جب تم بلندامورنیک خصلتوں کی طرف راغب ہو،توحرام سے پرہیزکرو۔

نیک کام اورشائستہ صفات کی طرف سبقت کرواورقرضوں کوبرداشت کرنے (لوگوں کے قرضوں کواپنے ذمہ لینے) میں جلدی کرو اوراس شخص کی حاجت روائی میں کوشش کرو، جوسوراہاہے کہ اس سے دنیاوآخرت میں تمہاری جزاسنورجائے گی اورتم خدا کی طرف سے عظیم عطاپاؤ گے۔

نیک کام کرنے پرمداومت کرو، بوجھ اٹھاؤیابڑے قرضوں کوبرداشت کرو(انہیں ادا کرکے قرض داروں کوقرض سے نجات دلاؤ) تاکہ تم غنیمت کے سرکنڈوں کواکھاڑسکو (اگلے زمانہ میں گھوڑ دوڑ کے مقابلہ میں سرکنڈے نصب کئے جاتے تھے، جوسوارسب سے پہلے سرکنڈے کواکھاڑلیتا تھا، وہ تمغہ حاصل کرلیتا تھا)۔

بہترین بلندی، دوسروں کوخودپرمقدم کرنا ہے۔

دن کے آخری حصہ میں (کہ جب اکثریت کام کاج سے دست کش ہوکرآرام کرنے کے لئے تیار ہوتی ہے) تم بلندیوں اور

فضیلتوں کے حصول کی سیر کرو اور رات کے ابتدائی حصہ میں (کہ جس میں زیادہ تر لوگ سو جاتے ہیں) تم اس شخص کی حاجت روائی کا اہتمام کرو، جو سو رہا ہے (یا صبح سویرے کہ جب حاجت مند محو خواب ہے، لوگوں کی حاجت روائی کے لئے کوشش کرو)۔

تمہارے لئے نیک خصلتوں کا حصول اور مردوں پر احسان کرنا ضروری ہے (کہ اس سے تم کسی برائی میں مبتلا نہیں ہوگے اور تمہاری عظمت و منزلت میں اضافہ ہوگا)۔

بلندیوں کی انتہا ایثار ہے کہ انسان دوسروں کو خود پر مقدم کرتا ہے

بزرگی و عظمت کی انتہائی بلندی، دوسروں کے قرضوں کو اپنے ذمہ لینا ہے اور مہمانوں کی ضیافت کرنا ہے۔

بہترین بلندی، احسان کو وسعت دینا ہے۔

حرام چیزوں سے پرہیز کرنا، بہترین بزرگی ہے۔

بلندیاں اور بزرگی کامل نہیں ہوئی ہیں مگر پاک دامنی اور ایثار سے۔

مکارم (بلندیاں) تو انہیں کاموں میں ہیں، جن کو انسان کی طبیعت مکروہ سمجھتی ہے۔

مکروہ

جس مکروہ کام کا انجام قابل تعریف ہوتا ہے، وہ تمہارے اس مجبوب کام سے بہتر ہوتا ہے، جس کا انجام قابل مذمت ہوتا ہے (بنا برایں عاقبت کو سنوارنے کی کوشش کرنا چاہئے تا کہ عاقبت قابل تعریف ہوجائے)۔

کمائی اور کمایا ہوا مال

پاکیزہ ترین کمائی، حلال کمائی ہے۔

بدترین کمائی، حرام کی کمائی ہے (مال دوسروں کے لئے جمع کیا ہے، جب کہ اس کا گناہ اس کے حساب میں لکھا جائے گا)۔

خطرات مول لینے والا ہی مال کماتا ہے (یعنی انسان کے اندر ضرر وزیاں (نقصان) کو برداشت کرنے کی ہمت ہونی چاہئے تا کہ مال کما سکے)۔

جو حرام مال کماتا ہے، وہ گناہوں کا ذخیرہ کرتا ہے۔

کسالت

جس کی کاہلی و سستی دائمی ہوتی ہے، اس کی امید بر نہیں آتی۔

اپنے امور میں کاہل و سست آدمی پر اعتماد نہ کرو۔

بدحالی

جواپنی بدحالی کا اپنے غیر سے اظہار کرتا ہے، وہ ذلیل ورسوا ہونے کے لئے راضی ہوگیا ہے۔

خدا کے نزدیک کوئی عمل اتنا مجبور نہیں ہے کہ جتنا کسی کا کسی کی بدحالی کو برطرف کرنا محبوب ہے۔

غصہ کو برداشت کرنا

غصہ کو برداشت کرنے والا تو وہی ہے، جو اپنے کینوں کو موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے (اور کسی کی طرف سے کوئی بات دل میں نہیں رکھتا ہے)۔

غصہ پی جاؤ تا کہ اس سے تمہاری بردباری میں اضافہ ہوجائے۔

غصہ کو برداشت کرنا، بردباری کا پھل ہے۔

غصہ پی جانا،حلم وبردباری کا سر ہے۔

خوش نصیب ہے وہ شخص، جو اپنے غصہ کو پی جاتا ہے اور اس کو آزاد نہیں چھوڑتا ہے اور اپنے نفس کی نافرمانی کر کے اسے ہلاکت سے بچاتا ہے۔

کتنے ہی غصہ کے گھونٹ اس سے زیادہ سخت وشدید چیز کے خوف سے پیے جاتے ہیں۔

جس نے اپنے غصہ کو پی لیا، اس نے اپنے حلم کو کامل کرلیا۔

غصب کے وقت غصہ کو پی جایا کرو اور طاقت وحکومت کے وقت معاف کردیا کرو تا کہ تمہاری عاقبت سنور جائے۔

کفرانِ نعمت اور ناشکرے

کرفان نعمت کرنے والے پر احسان کرنا، بہت بڑا جرم ہے (کیونکہ وہ احسان کرنے والے کی بھی قدر نہیں کرتا ہے اور نعمت کو بھی نامناسب جگہ خرچ کرتا ہے)۔

کفرانِ نعمت اس (نعمت) کو زائل کرنے والا اور اس کا شکر اس کو برقرار رکھنے والا ہے۔

کفرانِ نعمت، قدموں کو ڈگمگا دیتا ہے اور نعمتوں کو چھین لیتا ہے (کیونکہ کفرانِ نعمت سے انسان راہِ خدا پر ثابت قدم نہیں رہتا ہے، اس کے قدم ڈگمگا جاتے ہیں اور وہ نقصان وخسارہ اٹھاتا ہے)۔

کفرانِ نعمت، ملامت وپستی ہے اور احمق کی ہم نشینی شوم ونحس ہے۔

کفرانِ نعمت، اس کو زائل کرنے والے ہے۔

نعمت کا انکار کرنیوالا، خدا کے فضل کا منکر ہے۔

کفرانِ نعمت، انتقاموں کو نیچے کھینچتا ہے۔
نعمت کا انکار کرنیوالا، خالق ومخلوق (دونوں) کے نزدیک قابل مذمت ہے۔
کفرانِ نعمت کا توفیق سے کوئی تعلق نہیں ہے (بلکہ یہ بے توفیقی ہے)۔
کفر کے ساتھ کوئی نعمت نہیں ہے (کفر کی وجہ سے انسان سے نعمت سلب کر لی جائے گی یا در حقیقت وہ نعمت نہیں بلکہ نقمت ہے)۔
بے شک کفرانِ نعمت ملامت اور جاہل کی ہم نشینی شوم ونا مبارک ہے۔
نعمتوں کو کفارانِ (نعمت) چھین لیتا ہے۔
نعمتوں کی مصیبت والمیہ، کفران (نعمت) ہے۔
نعمتوں کی تبدیلیوں کا باعث کفران (نعمت) ہے۔
کفرانِ نعمت میں اس کا زوال ہے۔
جو نعمتوں کا انکار کرتا ہے، اس پر عقوبتیں نازل ہوتی ہیں۔

کافر

کافر، مکار، پست، جہالت کے ذریعے فریب خوردہ اور مغبون ہے۔
دنیا کافر کی جنت، موجودہ نعمت اس کا مصد، موت اس کی بدبختی اور آتش جہنم، اس کا انجام ہے۔
کافر، فاسق اور نادان ہے۔
کافر، تندخو اور بدکردار و بدرفتار ہے۔
کافر، فریب کار، منحرف، سنگ دل اور خیانت کار ہے۔
کافر کا انجام، جہنم کی آگ ہے۔
کسی کافر نے کفر نہیں کیا مگر یہ کہ وہ جاہل ہو گیا یا اس نے اپنے طبیعی عقل سے کام نہیں لیا۔
کافر کی ساری تگ و دو اس کی دنیا کے لئے ہے اور اس کی انتھک کوشش دنیا کی خاطر ہے اور اس کا انجام و خاتمہ اس کی خواہش ہے۔

کفر

کفر، ذلت ورسوائی ہے۔

کفر کا مقابلہ ایمان کے ساتھ کرو (یا کفر کو ایمان کے ذریعے کچل دو)۔

کفر، نقصان ہے۔

باز رہنا

جو چیزیں لوگوں کے پاس ہیں ان سے باز رہنا، سخاوتوں میں سے ایک ہے۔

بے شک حیرانی پریشانی کے وقت خوددار رہنا، خوف وہراس کے راستوں پر گامزن ہونے سے بہتر ہے۔

(حرام کاموں سے) باز رہنے جیسی پارسائی نہیں ہے۔

کفاف

بقدر ضرورت چیزوں پر راضی رہنا، اسراف وفضول خرچی میں کوشش کرنے سے بہتر ہے۔

بقدر ضرورت چیزوں پر راضی ہونا، (یعنی جس پر اکتفا کر سکتا ہے) پاک دامنی کی طرف لے جاتا ہے۔

خوش نصیب ہے وہ شخص، جس نے پاک دامنی سے زینت پائی اور بقدرِ ضرورت اشیا پر (یعنی جن کیہوتے ہوئے کسی کا محتاج نہ ہو) راضی ہوگیا۔

جو بقدرِ ضرورت اشیاء پر قناعت کرتا ہے، یہ فعل اسے پاک دامنی کی طرف لے جائے گا۔

جس نے بقدرِ ضرورت اشیا پر اکتفا کی، اس نے آسائش میں تعجیل کی اور آسائش اور خوش حال ترین زندگی میں داخل ہوگیا ہے۔

کوئی شخص بھی بقدر ضرورت روزی طلب کرنے اور کفایت کناں توشہ لینے سے بے نیاز نہیں ہے۔

مکافات

جس نے تم پر احسان کیا ہے، اس کو جزا دینے میں اپنا ہاتھ بڑھاؤ اگر تمہارے اندر جزا دینے کی استطاعت نہ ہو تو یہ جزا اس کا شکریہ ادا کرنے سے کم نہ ہو۔

عوض وجزا دینا آزادی ہے (یعنی احسان کے ذریعے جو غلامی وجود میں آئی ہے، اس کے ذریعے وہ زائل ہوجائے گی)۔

جس نے کسی احسان کی تلافی کرنے کا عزم بالجزم کیا، درحقیقت اس نے اس کی تلافی کردی۔

جس نے بدی کا بدلہ نیکی سے نہ دیا ہو، وہ شرفا میں سے نہیں ہے۔

گنہگار کو احسان کے ذریعے جزا دینا بھی ایمان کا کمال ہے۔

سب سے زیادہ اس شخص کو سزا دی جائے گی، جس نے نیکی کا بدلہ برائی سے دیا ہو۔

جب تمہارا ہاتھ جزا دینے سے قاصر ہو تو تم اپنی زبان سے شکریہ ادا کردو (ممکن ہے یہ مراد ہو کہ خدا کا شکر ادا کرو کہ اس نے تمہیں

تلافی کرنے کی استطاعت نہیں دی ہے کیونکہ بہت کم لوگ ایسے ہیں، جو جزا دیتے ہیں، نظر انداز کر جاتے ہیں اور ممکن ہے، نیک امور کی تلافی کرنا مراد ہو یعنی اگر تم احسان کا بدلہ احسان نہ کر سکو تو زبان کے ذریعے شکریہ ادا کر کے اس کی تلافی کر دو)۔

تمہاری جانب جس طرف سے بھی پتھر آئے، اسے ادھر ہی لوٹا دو کیونکہ تمہاری بدی کی تلافی بدی ہی سے ہوگی (یہ حدیث اس جگہ کے لئے ہے، جہاں چشم پوشی اور درگزر کرنا نقصان سے خالی نہ ہو)۔

کفایت

جس کی کارکردگی اچھی ہوتی ہے، حاکم زمانہ اس سے محبت کرتا ہے۔

جو لیاقت و اہلیت کے بغیر بلند مقام ومنصب پر پہنچ جاتا ہے، اسے قصور کے بغیر برطرف کر دیا جاتا ہے۔

جس کی کارکردگی اور استعداد اچھی ہوتی ہے، وہ حکومت وولایت کا مستحق ہو جاتا ہے۔

تکلیف

جو تمہیں ایسی چیز کی تکلیف دے، جو تمہاری طاقت سے باہر ہو، درحقیقت اس نے اپنی نافرمانی کا فتویٰ دیا ہے۔

تکلف کرنا، منافقوں کی عادت ہے۔

بے شک خدا نے اپنے بندوں کو مختار بنا کر حکم دیا اور انہیں ڈراتے ہوئے روکا ہے، انہیں آسان تکلیف دی ہے اور سخت و دشوار سے بچایا ہے وہ انہیں مختصر (نیک کام) پر زیادہ اجر دیتا ہے، اس کی نافرمانی اس لئے نہیں ہوتی کہ وہ مغلوب ہو گیا ہے اور نہ اس کی اطاعت اس لئے ہوتی ہے کہ اس نے مجبور کر رکھا ہے (بلکہ یہ کام تو بندے اپنے اختیار سے کرتے ہیں) اس نے انبیاءؑ کو تفریح کے لئے نہیں بھیجا ہے اور نہ کتاب کو عبث و بے فائدہ اتارا ہے اور نہ زمین وآسمان اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، اس کو بے کار پیدا کیا ہے۔ یہ تو ان لوگوں کا خیال ہے، جو کافر ہو گئے ہیں، افسوس ہے ان پر جنہوں نے کفر اختیار کیا آتش جہنم کے عذاب سے۔

(جب آپؑ جنگ صفین سے لوٹ آئے تو ایک شامی نے آپؑ سے سوال کیا: کیا شام والوں سے جنگ کے لئے ہمارا جانا، خدا کی قضاوقدر سے تھا؟ آپؑ نے فرمایا: اس خدا کی قسم، جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور انسان کو پیدا کیا۔ ہم نے کوئی قدم نہیں رکھا اور کسی درے میں نہیں اترے لیکن خدا کی قضاوقدر کے ساتھ۔ شامی نے معلوم کیا: تو پھر اس سفر کی زحمتوں کا کوئی اجر نہیں ملے گا کیونکہ ہم اپنے ارادہ واختیار سے نہیں گئے تھے؟ آپؑ نے فرمایا: خدا نے تمہارے آنے جانے کے اجر کو عظیم قرار دیا ہے اور اس میں تم مجبور بھی نہیں تھے۔ شامی نے کہا: یہ کیسے ہو سکتا ہے جب کہ قضاوقدر ہی سے ہمیں موت آئے گی؟ امام علیہ السلام نے ایک طویل بیان کے بعد فرمایا: شاید تم نے حتمی ولازمی قضاوقدر کو سمجھ لیا ہے، اگر ایسا ہوتا تو جزا وسزا صحیح نہیں ہوتی اور جنت کی خوشخبری اور جہنم کی آگ سے ڈرانے کے کوئی معنی نہ ہوتے۔ اس کے بعد آپؑ نے مندرجہ بالا جملے بیان کئے)۔

متکلم

متکلم اور بات کہنے والے کے لئے (زمان ومکان کے لحاظ سے کچھ مخصوص) اوقات ہوتے ہیں۔
(یہ جملے آپؑ نے اس شخص کے لئے فرمائے تھے، جس نے اپنے او پر گھمنڈ کیا تھا اور بہت بڑی بات کہہ دی ہے) آپؑ نے فرمایا: درحقیقت تم نے پر نکلنے سے پہلے پرواز کی اور بچپنے ہی کے زمانہ میں اونٹ کی آواز بلند کی ہے۔اس جملہ میں آپؑ نے اسے بچہ اور چھوٹا قرار دیا ہے۔

کامل

کامل وہ ہے، جس کی کوشش اس کی تفریح ومذاق پر غالب آجائے۔

کمال

کمال تین چیزوں: (۱) مصیبتوں پر صبر (۲) مطالب میں پارسائی (۳) حاجت مند کی حاجت روائی میں ہے۔
کمال، دنیا میں نایاب ہے۔
اس وقت تک تم کمال کو حاصل نہیں کر سکتے، جب تک کہ نقص سے بلند نہ ہو جاؤ۔
اپنے نقصان کو محسوس کرنا، بھی انسان کا کمال اور اس کی بڑی فضیلت ہے (یا ہمیشہ اپنے نفس کو ناقص سمجھنا ہے)۔

مکر

جو مکر و چال بازی سے اس کے وجود میں آنے سے پہلے احتراز نہ کرے، اسے اس کے ناگہاں سامنے آنے پر افسوس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا (پہلے ہی سے اس کا حل سوچ لینا چاہئے)۔

زیرک وذہین

زیرک وذہین آدمی کی اصل اور اس کی بنیاد، اس کی عقل ہے اور اس کی مروت، اس کی حقیقت ہے اور دین داری، اس کا حسب ہے۔
زیرک وذہین وہ ہے، جس کا آج کل سے بہتر ہو اور وہ اپنے نفس پر ملامت کا دروازہ بند کر دے۔
زیرک وہ ہے کہ جس نے اپنے فضائل ک زندہ کیا اور اپنے شہوت وخواہش کا قلع قمع کر کے اپنی پست صفات کا خاتمہ کر دیا۔
زیرک وہ ہے، جو اپنے غیر سے غافل رہے اور اپنے نفس کے لئے بہت زیادہ تقاضا کرنے والا ہو۔
زیرک وہ ہے، جو اپنی خواہش کی لگام کا مالک ہو۔

زیرک وہ ہے، جس نے شرم کو اپنا لباس اور حلم و بردباری کو اپنی زرہ بنالیا۔

سب سے زیادہ ذہین وزیرک وہ ہے، جس نے اپنی دنیا سے دشمنی کی اور اس سے اپنی امید توڑ دی اور اس سے اپنی طمع وامید کو پلٹا لیا ہے۔

بے شک زیرک وہی لوگ ہیں، جنہوں نے اپنی دنیا سے دشمنی کی اور اس کے حسن وشادابی سے چشم پوشی کی اور اس سے اپنے دلوں کو ہٹالیا اور دارِ باقی کے شیفتہ ہو گئے۔

بے شک زیرک وہی ہے کہ جو اپنے شہوت وخواہش کا روکنے والا اور انتقام کے وقت آپے سے باہر نہ ہونے والا اور غصہ پر قابو پانے والا ہے۔

زیرک کا دوست، حق اور اس کا دشمن باطل ہے۔

زیرک تو بس وہی ہے کہ جب کوئی اس کے ساتھ برائی سے پیش آئے تو وہ اس کے لئے استغفار کرے اور جب اس سے کوئی بدی سرزد ہوجائے تو نادم وپشیمان ہو۔

زیرک وذہین آدمی کے لئے ہر چیز میں عبرت ہوتی ہے۔

زیرکی وذہانت اللہ سبحانہ سے خوف، حرام چیزوں سے پرہیز اور معاد کو سنوارنا ہے۔

تم میں سب سے زیادہ زیرک وہ ہے، جو سب سے بڑا پارسا ہے۔

عظیم ترین زیرکی تقویٰ ہے۔

زیرک آدمی کا عزم وارادہ اور اس کی کوشش، آخرت کی اصلاح وتعمیر اور اس کے لئے توشہ لینے میں ہوتی ہے۔

زیرک وہ ہے، جو اپنی آرزوؤں کو کم کرتا ہے (اس کی امیدیں کم ہوتی ہیں)۔

زیرک وہ ہے کہ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اور اپنے اعمال کو خالص کرلیا۔

انسان کی زیرکی کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اپنے عیوب کو جانے۔

انسان کی زیرکی کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنی حاجتوں میں میانہ روی اختیار کرے اور اپنے مطالب میں اختصار واجمال سے کام لے (یعنی اعتدال کا دامن نہ چھوڑے)۔

آدمی کی زیرکی کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنی خواہش پر غلبہ پائے اور خرد کا مالک بن جائے۔

آدمی کی زیرکی کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے عیوب سے واقف ہوجائے اور اپنے مطالب میں میانہ روی اختیار کرے۔

لا الٰہ الا اللہ

(یہ جملہ نہج البلاغہ کے خطبہ ۲ سے ماخوذ ہے جو کہ آپؑ نے صفین سے واپس آنے کے بعد خدا کی حمد اور اس کی وحدانیت کی شہادت وغیرہ کے سلسلہ میں دیا تھا، فرماتے ہیں) لا الہ الا اللہ ایمان کا لازمہ، احسان کا کھولنے والا، مہربان خدا کی خوشنودی اور

شیطان کو دفع کرنا ہے (یا خدا کی خوشنودی اور شیطان کو دور کرنے کا وسیلہ ہے)۔

بخیلی یا پستی

بخیلی یا پستی، حمد و ثنا پر مال کی محبت کو مقدم کرنا ہے۔
پستی تمام فضائل کی ضد اور تمام رذالتوں اور برائیوں کا لب لباب ہے۔
سب سے بڑی پستی، قابل مذمت کی تعریف کرنا ہے۔
بدکرداری یا بخیلی، پستی کی بنیاد ہے۔
بدکرداری یا بخیلی، مذمتوں کو جمع کرنے والی ہے۔
بخیلی یا بدی، دھوکے کا باعث ہوتی ہے۔
پستی مردوں پر مال کو ترجیح دینا ہے (یعنی مردوں کی آبرو کو مال پر قربان کر دینا ہے)۔
بخیلی یا پستی، قبیح و بری بات ہے، اسے اپنا لباس نہ بناؤ۔
بخیلی یا پستی کی علامتوں میں سے، سزا میں جلد کرنا ہے۔
بخیلی یا پستی کی علامتوں میں سے، عہد و پیمان کو پورا نہ کرنا ہے۔
پستی کی علامتوں میں سے بری ہمسائیگی بھی ہے (یعنی نیک شریف ہمسایہ ثابت نہ ہونا)۔
بدترین پستی، نیک لوگوں کی غیبت کرنا ہے۔
یہ سب سے بڑی پستی و دنائیت ہے کہ مرد مال کو بچالے اور اپنی آبرو کو لٹا دے۔
یہ سب سے بڑی پستی ہے کہ مرد خود کو بچالے اور عورت کو حوالے کر دے۔
بدخلقی بھی پستی ہے۔

فرومایہ

جب پست مرتبہ اپنے انداز سے زیادہ بلندی پر پہنچ جاتا ہے تو اس کے حالات بدل جاتے ہیں۔
جب پست مرتبہ سے مہربانی کا تقاضا کیا جاتا ہے تو جفا کرتا ہے اور جب اس پر سختی کی جاتی ہے تو نرمی کرتا ہے۔
پست مرتبہ، اپنے ہی جیسے کی پیروی کرتا ہے اور اپنے ہی مثل کی طرف مائل ہوتا ہے۔
پست مرتبہ انسان سے نیکی کی امید نہیں کی جاسکتی اور اس کے شر سے محفوظ نہیں رہا جا سکتا ہے اور اس کی آفتوں سے امان میں نہیں رہا جاسکتا ہے۔
لئیم و پست مرتبہ، ننگ و عار کا لباس پہن لیتا ہے اور آزاد لوگوں کو آزار پہنچاتا ہے۔

پست مرتبہ انسان اپنے کئے ہوئے احسان کو قرض تصور کرتا ہے اور اس کو واپس لینا چاہتا ہے۔

جب پست مرتبہ تمہارا محتاج و نیاز مند ہوتا ہے تو تمہیں زحمت و تکلیف میں مبتلا کرتا ہے اور جب تم اس کے نیاز مند ہوتے ہو تو تمہیں رنجیدہ کرتا ہے۔

جب تم پست مرتبہ کی عزت کرو اور جب تم فرومایہ کو خود پر مقدم کرو اور جب خسیس (کمینہ) کو بلند کرو تو اس سے ہوشیار رہو (یعنی انہیں مکرم و محترم اور مقدم و بلند نہیں کرنا چاہئے کیونکہ ان میں اس کی صلاحیت نہیں ہوتی، وہ خود کو بھول جائیں گے)۔

پست و کمینہ خصلت انسان اس چیز کا بدلہ لینے میں اپنی ہمت کو بلند کرتا ہے، جس میں اس پر ظلم کیا گیا ہے۔

خبردار! پست و کمینہ خصلت انسان پر اعتماد نہ کرنا کیونکہ جو اس پر اعتماد کرتا ہے، وہ اسے چھوڑ دیتا ہے (اس کی مدد نہیں کرتا ہے)۔

دشوار ترین مقصد اس چیز کا طلب کرنا ہے، جو پست مرتبہ اور کمینہ خصلت انسان کے پاس ہو۔

پست مرتبہ اور بدکردار لوگ، بدن کے لحاظ سے بڑے ہی صابر ہیں (لیکن نفس و روح کے اعتبار سے عاجز و ناتواں ہیں)۔

پست و کمینہ خصلت انسان کے پاس مروت نہیں ہوتی۔

پست و بخیل آدمی، حیا نہیں کرتا ہے۔

پست مرتبہ اور کمینہ خصلت انسان، زیادہ احسان جتاتا ہے۔

پست مرتبہ انسان میں جب طاقت ہوتی ہے تو گالی دیتا ہے اور وعدہ کرتا ہے تو وفا نہیں کرتا۔

پست مرتبہ جب کوئی چیز بخشتا ہے تو (جس کو وہ چیز دی ہے، اس سے) کینہ کرتا ہے اور جب اسے کوئی چیز دی جاتی ہے تو انکار کرتا ہے۔

جب تم پست مرتبہ و بخیل لوگوں کے پاس جاؤ تو یہ بہانہ بناؤ کہ میں روزہ سے ہوں (یعنی توریہ کرو کہ کھانا کھانے سے باز رہوں گا کیونکہ وہ پست مرتبہ اور بخیل آدمی ہے (لہٰذا اس کے مال حرام سے افطار نہ کرنا بظاہر یہ صحیح نہیں لگتا)۔

پست و کمینہ خصلت، جب اپنے مرتبہ سے زیادہ اونچے منصب پر پہنچ جاتا ہے تو اس کے حالات ہی بدل جاتے ہیں۔

جب پست و لئیم انسان تمہاری زیادہ تعظیم کرے تو اس کو زیادہ ذلیل کرو (ممکن ہے مقصد یہ ہو کہ اس نے یہ تعظیم خدا کے لئے نہیں کی ہے بلکہ شہوانی محرک کی وجہ سے کی ہے اور ممکن ہے یہ بھی ایک مکر ہو)۔

پست و کمینہ انسان کی حکومت و دولت اس کی برائیوں اور عیوب سے پردہ اٹھا دیتی ہے۔

پست مرتبہ لوگوں کی حکومت شرفا کی ذلت و رسوائی کا باعث ہوتی ہے۔

کمینے لوگوں کی حکومت زمانہ کی آفت و مصیبتوں میں سے ایک ہے۔

پست لوگوں سے بھلائی چاہنے والا محروم رہتا ہے۔

پست مرتبہ کی کامیابی و فتح مندی (خود اس کو اور مفتوح دونوں کو) ہلاکت میں ڈال دیتی ہے (اس کے برخلاف کریم و شریف

کامیابی پر اکتفا کرتا ہے، اس کی تلافی کا ارادہ نہیں کرتا ہے)۔

پست وکمینے لوگوں کی فتح، تکبر وسرکشی ہے۔

پست لوگوں کا سایہ (احسان ولطف) تاریک وسنگین ہے۔

پست مرتبہ اور کمینہ آدمی کی عادت، نیکی کے عوض بدی کرنا ہے۔

پست مرتبہ اور کمینے لوگوں کی عادت (خدا اور لوگوں کے احسان کا) انکار کرنا ہے۔

پست مرتبہ اور کمینوں کی عادت، غیبت وبدگوئی ہے۔

پست وجاہل لوگوں کی عادت، شرفا وآزاد منش لوگوں کو تکلیف پہنچانا ہے۔

پست مرتبہ وکمینہ کی عزت اور اس کا بلندی پر پہنچنا (خود اس کے اور دوسروں کے لئے) ذلت ہے اور عقل کی گمراہی سخت ترین گمراہی ہے۔

پست مرتبہ احمق سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے (یعنی اس کی ہم نشینی اختیار نہ کرو)۔

کریم وشریف آدمی کی ناداری وتہدستی، پست وکمینہ کی ثروت مندی سے بہتر ہے۔

پست مرتبہ لوگوں کا ناپید ہونا، لوگوں کے لئے باعث آرام ہے۔

پست مرتبہ جتنا بلند ہوتا ہے، اسی تناسب سے لوگ اس کی نظر میں حقیر ہوتے ہیں، کریم وشریف اس کے برخلاف ہیں (یعنی اس کا مرتبہ جتنا بلند ہوتا ہے، وہ لوگوں کی اتنی ہی زیادہ عزت واحترام کرتا ہے)۔

جو پست وکمینہ ہو گیا، اس کی ولادت بدبخت ومنحوس ہوگئی (ممکن ہے یہ مراد ہو کہ اس کی پیدائش برے زمانہ میں ہوئی ہے، جو ایسا پست مرتبہ وجود میں آیا ہے۔ علامہ خوانساری فرماتے ہیں: ظاہر یہ ہے کہ پیدائش کے وقت کا اثر پیدا ہونے والے کے لیئم وپست ہونے میں ہے)۔

جس شخص کو پست آدمی سے کوئی واسطہ پڑا ہے، درحقیقت وہ رسوا ہو گیا ہے۔

سنگ دلی پست مرتبہ لوگوں کا اخلاق ہے۔

جس کے ساتھ پستی ہے، وہ مذمت شدہ ہے۔

کریم وشریف آدمی کا منع کرنا، لیئم وپست مرتبہ آدمی کے عطا کرنے سے بہتر ہے۔

لیئم وپست مرتبہ انسان پر اس کے فعل شنیع، بدخلقی اور مذموم بخل سے استدلال کیا جاتا ہے۔

اشتباہ والتباس

احکام کو انبیاءؑ وآئمہؑ کے ذریعے واضح کرنے کے بعد کوئی چیز باقی نہیں رہتی سوائے خلط کرنے کے (اس طرح کہ حق کو باطل سے جدا نہ کیا جاسکے)۔

دودھ

دودھ،دوگوشتوں میں سے ایک ہے۔

جھگڑالو

جھگڑالو کی کوئی رائے ونظر نہیں ہوتی ہے(یعنی ایسے آدمی کی رائے صحیح نہیں ہوتی ہے لہٰذا اس سے مشورہ نہیں کرنا چاہئے)۔
جھگڑالو کی کوئی تدبیر نہیں ہوئی ہے۔
کسی بھی محفل میں جھگڑالو آدمی سے بحث نہ کرنا (کہ اس کا کوئی فائدہ نہ ہوگا،اس سے کدورت پیدا ہوگی)۔
ضدی جھگڑالو کی کوئی رائے نہیں ہوتی ہے (کیونکہ وہ صرف اپنی بات کو منوانا چاہتا ہے،خواہ وہ حق ہو یا باطل)۔

لجاجت و جھگڑا

لجاجت اپنے سوار کو منہ کے بل گرا دیتی ہے۔
لجاجت اور باطل پر اٹل رہنے کا نتیجہ،جنگ اور دلوں کی کینہ پروری ہوتی ہے۔
لجاجت اور اپنی ہی باطل پر اٹل رہنا،دنیا و آخرت میں بہت زیادہ ضرر رساں ہے۔
ناپسند لجاجت و کٹ حجتی سے بچو کہ یہ جنگ کا باعث ہوتی ہے۔
خصومت ولجاجت نامسعود ہیں۔
لجاجت وخصومت (یا لوگوں سے دشمنی) کرنا برائی کا بیج بونا ہے۔
لجاجت،نفس کو عیب داری بناتی ہے۔
لجاجت وہٹ دھرمی،جنگوں کو بھڑکاتی ہے۔
لجاجت،اپنے سوار کو بے بس کر دیتی ہے۔
لجاجت،(اور خصومت رکھنا) ہلاکت کی علامت ہے۔
لجاجت،نقصان دہ ہے اور اپنے پیچھے نقصانات لاتی ہے۔
لجاجت،فکر وارادہ کو خراب و فاسد کر دیتی ہے(وہ دشمن پر غالب آنا چاہتا ہے لہٰذا اس کے لئے ہر ذریعے استعمال کرتا ہے اگر وہ کبھی حق بھی کہتا ہے تو اسے بھی بے اعتبار بنا دیتا ہے)۔
لجاجت،انسان کے دامن میں ایسی چیز ڈال دیتی ہے،جس کی اسے ضرورت نہیں ہوتی ہے)۔
لجاجت (دشمنی و باطل پر رہنے) کا پھل،ہلاکت ہے۔

لجاجت کا سوار (یعنی لجاجت کرنے والا) بلا کا ذمہ دار ہے۔

لجاجت کرنا، جنگ کا سبب ہے۔

کبھی لجاجت اور باطل پر استقامت ایسی چیز لے آتی ہے کہ جس کی انسان کو ضرورت نہیں ہوتی۔

لجاجت سے زیادہ سرکش کوئی سواری نہیں ہے (کہ وہ آدمی کو بہت جلد ہلاکت میں ڈال دیتی ہے)۔

سوال میں اصرار کرنا

مانگنے میں اصرار کرنا، محروم ہونے کا محرک ہے (البتہ مخلوقات سے سوال کرنے میں اصرار کرنے میں ایسا ہوتا ہے لیکن بارگاہ خدا میں انسان کو اصرار و الحاح کرنا چاہیئے کہ جتنا زیادہ اصرار کرے گا، دعا اتنی ہی مقبولیت سے قریب ہوگی)۔

سوال کرنے میں اصرار کرنا ہی محروم ہونے کے لئے کافی ہے۔

زیادہ اصرار کرنا (حاجت روائی یا عطا کو) روکنے کا باعث ہوتا ہے۔

آدمی کا زیادہ اصرار اس کے محروم ہونے کا سبب ہوتا ہے۔

جو مانگنے میں زیادہ اصرار کرتا ہے، وہ محروم رہتا ہے۔

جو مانگنے میں اصرار کرتا ہے، وہ دل تنگ ہوتا ہے۔

جو سوال میں اصرار کرتا ہے، وہ محروم ہوتا ہے۔

جو اپنے سوال میں اصرار کرتا ہے، اس کا اصرار اس کی طرف محرومیت کو کھینچ لاتا ہے۔

فتنہ و فساد کا زمانہ

جو زمانہ کو پہچان لیتا ہے (کہ حکومت کے لئے ساز گار نہیں ہے) وہ (اس سے سفر کرنے کی) تیاری اور توشہ کی فراہمی سے غافل نہیں رہتا ہے۔

جس کو زمانہ کے حوادث و مصائب بٹھا دیتے ہیں (اور اسے ناتواں کر دیتے ہیں) اسے کریم و شریف لوگوں کی مدد کھڑا کرتی ہے۔

دنوں میں اوقات و ساعات اور مہینوں میں دن اور سال میں مہینے اور عمر میں سال کتنی جلدی کرتے ہیں (یعنی یہ کتنی جلد گزر جاتے ہیں پس عمر اس طرح گزر جاتی ہے اس کو رائیگاں نہ جانے دو، بلکہ اس سے فائدہ اٹھاؤ)۔

دن تمہاری عمروں کے خط و صحیفے ہیں پس اپنے بہترین اعمال کو ان میں دائمی بنا دو (یا ان کو اپنے بہترین اعمال کے ذریعے مجلد کر دو)۔

ساعات و اوقات آفتوں کے پنہاں ہونے کی جگہ ہیں (یعنی اوقات سے فائدہ حاصل کرنا چاہیئے تا کہ عمر بے کار نہ گزرے اور عمل خیر نہ چھوٹ جائے)۔

ساعتیں عمروں کو غارت کرتی ہیں (لہٰذا اوقات کی قدر کرنا چاہئے تا کہ تلف نہ ہوں)۔

دن تجربات کا فائدہ دیتے ہیں (زمانہ کے گزرنے کے ساتھ ساتھ جو انقلابات رونما ہوتے ہیں، وہ تجربہ آموز اور آزمائشوں کے لئے مفید ہیں)۔

ساعتیں، عمروں کو گھٹاتی ہیں۔

ایام پوشیدہ اسرار اور بھید کو آشکار کر دیتے ہیں (یعنی اگر کوئی عمر بھر ذلت و رسوائی سے بچنا چاہتا ہے، اسے چاہئے کہ بدی نہ کرے)۔

تم اتنے ہی ہو جتنے معین دن چنانچہ جو دن بھی تمہارے اوپر گزرتا ہے، وہ تمہارے بعض حصہ کو اپنے ساتھ لے جاتا ہے۔ پس طلب و جستجو میں سہل انگاری سے کام لو اور کمائی میں میانہ روی سے۔

صدیوں کو تو حرکات و سکون کے تسلسل نے ہلاک کر دیا ہے (یعنی سو سال، نوے سال، اسی سال، ستر سال، ساٹھ سال، پچاس سال، تیس سال، بیس سال یا دس سال گزرنا آدمی کی ہلاکت کا باعث ہوتا ہے)۔

سنیچر اور جمعرات کی صبح بابرکت ہے (یعنی تجارت و سفر اور نیا کاروبار شروع کرنے کے لئے نیک ہے) چنانچہ رسولِ اکرمؐ سے منقول ہے: اللھم بارك لامتی فی بکورھا یوم سبتھا وخمیسھا۔

عادل (حاکم و بادشاہ) کا زمانہ بہترین زمانہ ہے۔

یقیناً تمہاری عمر کے اجزا ہیں پس کسی وقت کو اپنے لئے صرف نہ کرو مگر اس چیز میں، جو تمہیں نجات بخشے۔

ہر وقت کے لئے ایک کام ہے (لہٰذا کسی وقت کو فضول نہ گزرنے دو)۔

لوگوں پر ایک ایسا دور آئے گا کہ جب قرآن کے نقوش اور اسلام کا صرف نام باقی رہے گا۔ اس وقت مسجدیں تعمیر و زینت کے لحاظ سے آباد ہوں گی لیکن ہدایت کے اعتبار سے ویران و خالی ہوں گی (نہج البلاغہ میں یہ اضافہ ہے کہ ان میں ٹھہرنے والے اور انہیں آباد کرنے والے تمام اہل زمین سے بدتر ہوں گے، وہ فتنوں کا سرچشمہ اور گناہوں کا مرکز ہوں گے)۔

لوگوں پر ایک ایسا دور آئے گا کہ جس میں چغل خور و حیلہ باز ہی مقرب ہوگا اور گنہگار و مجرم کو ہوشیار و ذہین سمجھا جائے گا، انصاف کرنے والے کو کمزور و ناتواں خیال کیا جائے گا، صدقہ کو تاوان تصور کیا جائے گا اور صلۂ رحم کو احسان گمان کیا جائے گا اور عبادت کو لوگوں پر فخر و مباہات کا وسیلہ سمجھا جائے گا، ان پر خواہشوں کا غلبہ ہوگا اور ان کے درمیان ہدایت گم ہو جائے گی۔

(یہ جملہ نہج البلاغہ کے خطبہ ۱۰۷ کا جز ہے۔ یہ خطبہ آپؑ نے اپنے عہد کے لوگوں یا آخری زمانہ کے لوگوں کے حالات کے بارے میں دیا تھا) حالات کا اونٹ خاموش ہونے کے بعد پھر بلبلانے لگے گا (فتنہ و سرکشی کا دور دورا ہوگا۔ حق کی طرف بلانے والے بہت کم ہوں گے۔ زمانہ ایسے پھاڑ کھانے کے لئے تیار ہوگا، جیسے گزند پہنچانے والا درندہ (اور بے پناہ خونریزی ہوگی)۔

اس ذات کی قسم جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور انسان کو پیدا کیا، تم پر ایک گروہ ضرور ظاہر ہوگا، جو قرآن کی تاویل کے سلسلہ میں ایسے

ہی سروں پر ماریں گے جیسے (حضرت) محمدؐ نے اس کی تنزیل کے سلسلہ میں ابتدا کی تھی، یہ ہے آخری زمانہ میں تمہارے لئے خدا کا حکم ہے۔

(یہ جملہ نہج البلاغہ کے خطبہ ۲۲۹ سے ماخوذ ہے اور ملاحم جنگ وفتن سے مخصوص ہے) اور فتنہ کی جو آگ تمہارے سامنے بھڑک رہی ہے اس میں بے تامل نہ کود پڑو اور اس کے آشکار راستہ سے کنارہ کرو اور درمیانی راہ کو اس کے لئے خالی کردو (تا کہ فتنے تمہیں اپنی لپیٹ میں نہ لے سکیں گے)۔

یہ جملہ نہج البلاغہ کے خطبہ ۱۳۸ میں بیان ہوئے ہیں جو کہ ملاحم اور حضرت قائم علیہ السلام کے ظہور کے بارے میں ارشاد فرمائے تھے: وہ خواہش نفس کو ہدایت کی طرف موڑ دیں گے جب کہ لوگوں نے ہدایت کو خواہش نفس کی طرف پلٹا دیا ہوگا اور رائے وفکر کو قرآن کی طرف پلٹا دیں گے جب کہ لوگوں نے قرآن کو رائے پر پلٹا دیا ہوگا۔

(یہ جملہ اس خطبہ کا جز ہے جو کہ آپؑ نے رسول اکرمؐ کے اوصاف و رہبری کے موضوع اور حجاج بن یوسف کے ابھرنے اور لوگوں پر مسلط ہونے اور ان لوگوں کی مذمت میں کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا جیسا کہ نہج البلاغہ کے خطبہ ۱۱۵ میں فرمایا ہے) جو تمہیں یاد دلایا تھا، اسے تم بھول گئے اور جن چیزوں سے تمہیں ڈرایا گیا تھا، ان سے تم نڈر ہو گئے، اس طرح تمہارے خیالات بھٹک گئے اور تمہارے امور درہم برہم ہو گئے۔

(یہ کلام آپؑ نے نہج البلاغہ کے خطبہ ۱۲۹ میں اپنے زمانہ والوں کی مذمت میں فرمایا تھا) کیا تم اس فقیر کے علاوہ کہ جو فقر میں مراجا رہا ہے یا اس ثروت مند کے سوا کہ جو نعمتوں پر خدا کا شکر نہیں ادا کرتا، کفرانِ نعمت کرتا ہے یا اس بخیل کے علاوہ کہ جو اپنے مال کو زیادہ کرنے کے لئے حق خدا میں بخل کرتا ہے یا اس سرکش کے سوا کہ جس کے کان حکمت موعظت کو سننے کے لئے بہرے ہو گئے ہیں، کسی اور کو دیکھتے ہو؟

(آپؑ کا یہ کلام نہج البلاغہ کے خطبہ ۱۶ میں تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ درج ہے۔ یہ خطبہ آپؑ نے اس وقت دیا تھا، جب لوگوں نے عثمان کی بیعت کر لی تھی) فرماتے ہیں: اس ذات کی قسم، جس نے حضرت محمدؐ کو حق کے ساتھ بھیجا یقیناً تم تہ و بالا کئے جاؤ گے (کہ ایک بار پھر حق کی اور میری پیروی سے باہر نکل جاؤ گے) اور اس طرح چھانے جاؤ گے، جس طرح چھلنی سے کسی چیز کو چھانا جاتا ہے (تا کہ نیک و بد ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں یا چھلنی میں دوبارہ گھل مل جاؤ) اور اس طرح خلط ملط کئے جاؤ گے، جس طرح (چمچے سے پتیلی) اسی طرح تہ و بالا ہوتے رہو گے۔ یہاں تک کہ تمہارے ادنیٰ، اعلیٰ، اور اعلیٰ ادنیٰ ہو جائیں گے اور جو آگے تھے، وہ پیچھے چلے جائیں گے۔

رعیت کی صلاح نہیں ہو سکتی مگر عدل سے۔

آپؑ سے عرض کیا گیا، کوفہ والے (جو کہ آپؑ کی رعیت ہے) ان کی صلاح تو آپؑ کی تلوار ہی سے ہو سکتی ہے۔ آپؑ نے فرمایا: اگر ان کی اصلاح میری خرابی سے ہوتی ہے تو خدا انکی اصلاح نہیں کرے گا (خلاصہ اگر میں تلوار کھینچ لوں تو ان کی اصلاح ہو جائے گی

لیکن بظاہر مسلمان، امام کے تابع ہیں لہٰذا ان پر تلوار کھینچنا جائز نہیں ہے۔پس وہ اسی حال میں باقی رہیں گے)۔

رعیت کی آفت و مصیبت فرماں روا کی نافرمانی میں ہے۔

بہت بڑے مالدار کو زمانہ نے حقیر فقیر بنا دیا ہے (لہٰذا بہت زیادہ مال پر گھمنڈ نہیں کرنا چاہئے)۔

تم اپنی حالت پر کیسے باقی رہ سکتے ہو، جب کہ زمانہ بدلنے میں لگا ہوا ہے؟

جو زمانہ کو برا کہتا ہے اور اسے قصوروار ٹھہراتا ہے، اس کا یہ مشغلہ طولانی ہو جاتا ہے۔

لوگوں نے کسی چیز کو اچھی اور پاکیزہ نہیں کہا مگر یہ کہ زمانے ان کے لئے برا دن چھپا کے رکھا تھا (کہ جس سے اس کی خوبصورتی و خوش حالی ختم ہو جاتی ہے اور اس کی جگہ غم واندوہ لے لیتا ہے)۔

بے شک تم ایسے زمانہ میں زندگی گزار رہے ہو کہ جس میں حق کہنے والے بہت کم اور صداقت سے زبان کند اور حق کے ساتھ رہنے والا ذلیل، اس زمانہ والے گناہ و معصیت پر جھکے ہوئے، مکر و نفاق کے ساتھ ایک دوسرے سے صلح کرنے والے، ان کے جوان بدخلق و بدتمیز، ان کے بوڑھے گنہگار، ان کے عالم منافق، ان کے قاری دین سے خارج، نہ ان کا چھوٹا اپنے بزرگ کی تعظیم کرتا ہے اور نہ ان کے ثروتمند افراد اپنے نادار بھائیوں کے اخراجات برداشت کرتے ہیں۔

تمہیں عنقریب مجھے برا کہنے اور مجھ سے بیزاری اختیار کرنے پر مجبور کیا جائے گا (دیکھو اس وقت) تم مجھے برا کہہ دینا لیکن مجھ سے بیزاری نہ کرنا (اس اور دیگر روایات جیسے "اما السبت فسبونی فانه لی زکاة ولکم نجاة و اما البرأت فمد والاعناق" سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جان کی حفاظت کے لئے انسان تقیہ کرتے ہوئے مجبوری کی حالت میں اولیائے خدا کو برا کہہ سکتا ہے لیکن اگر ان سے بیزاری کا تقاضا ہو تو نظامِ اسلام کی حفاظت کے لئے جان دے دینا چاہئے، تقیہ کرنا جائز نہیں ہے)۔

ہم نے اس زمانہ میں صبح کی ہے کہ جس میں حق کی مخالفت ہوتی ہے اور کفرانِ نعمت ہوتا ہے۔اس میں نیک لوگوں کو گنہگار سمجھا جاتا اور ظالم اس میں حد سے زیادہ ظلم کرتے ہیں۔

درحقیقت لوگوں نے گنہگاری پر ایک دوسرے سے بھائی چارہ قائم کر لیا ہے اور دین داری کے معاملہ میں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے ہیں اور جھوٹ بولنے کے لئے ایک دوسرے کے دوست بن گئے ہیں اور صداقت کے لئے ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے ہیں۔

خدا سے اس شخص کی مانند ڈرو کہ جس نے بدن کو تعب وکلفت میں ڈال دیا ہو اور نماز شب نے اس کی تھوڑی بہت نیند کو بھی بیداری سے بدل دیا ہو اور (ثواب وبشارت کی) امید میں اس کی دوپہریں پیاس میں گزرتی ہیں۔

(یہ جملہ جیسا کہ نہج البلاغہ کے خطبہ ۸۷ میں ہے، اس کلام کا تتمہ ہیں جو آپؑ نے بیان فرمایا تھا) تعجب ہے اور مجھے کیسے تعجب نہ ہو، ان گروہوں کی خطاؤں پر، جنہوں نے اپنے دین کی حجتوں میں اختلاف پیدا کر رکھے ہیں، جو نہ نبیؐ کے نقش قدم پر چلتے ہیں، نہ

وصی کے عمل کی پیروی کرتے ہیں، نہ غیب پر ایمان لاتے ہیں، نہ عیب سے دامن بچاتے ہیں، مشکوک چیزوں پر عمل کرتے ہیں اور اپنی خواہشوں (کی دنیا) میں چلتے پھرتے ہیں ان کے نزدیک بس وہی چیز اچھی ہے، جس کو وہ اچھا سمجھتے ہیں اور وہی چیز بری ہے، جس کو وہ برا جانتے ہیں، مشکل گتھیوں کو سلجھانے کے لئے انہوں نے اپنے نفسوں پر اعتماد کرلیا ہے اور مشتبہ چیزوں میں اپنی رائے پر بھروسہ کرلیا ہے گویا ان میں سے ہر شخص اپنا امام ہے اور اس نے اپنی جگہ جو فیصلہ اپنی رائے سے کرلیا ہے، اس کے بارے میں یہ خیال کرتا ہے کہ اسے قابل اطمینان ذریعوں سے حاصل کیا ہے۔

درحقیقت تم کفر سے اسلام کی طرف ہجرت کرنے کے بعد اعرابی، بدو ہوگئے اور دوست بننے کے بعد گروہوں میں تقسیم ہوگئے ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ تمہارے درمیان سے (خدا یا موت کو) یاد کرنے والے اور یاد دلانے والے اٹھ گئے ہیں اور بھلانے والے اور خود بھول جانے والے باقی رہ گئے ہیں۔

یقیناً تمہیں ہلاکت کی زمام نے کھینچا ہے اور گندگی کے قفل تمہارے دلوں پر لگا دیئے گئے (کہ اب ان کا کھلنا آسان نہیں ہے)۔

حقیقت یہ ہے کہ تم محبت دنیا اور آخرت کو چھوڑنے پر ایک دوسرے کے دوست ہوگئے ہو۔

یقیناً تم میں سے ایک کا دین (آپؐ نے کسی شخص کو معین نہیں کیا تاکہ رسوا نہ ہو) زبان کا ذائقہ بن کر رہ گیا ہے (یعنی دل میں جاگزیں نہیں ہوا ہے) بالکل اسی شخص کی مانند کہ جس نے اپنا فریضہ انجام دے دیا ہو (اب اس پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے اور خود کو ذمہ دار نہیں سمجھتا) لیکن اپنے مولا کی رضا حاصل نہ کی ہو۔

درحقیقت فتنوں کے دریا کی موجیں تہ نشین ہوچکی ہیں اور بدعتیں سنتوں کی جگہوں پر آ گئی اور جہالت میں چھپ گئی ہیں اور لوگوں نے علم سے کنارہ کشی کرلی ہے۔

زمانہ اپنی بخشش روک لے تو مایوس نہ ہونا اور عطا کرے تو اس پر اعتماد نہ کرنا اور اس سے بہت زیادہ ڈرو! (کیونکہ اس کے مائل ہونے کا کوئی اعتبار نہیں ہے، وہ کبھی آدمی کو مصیبتوں میں مبتلا کردیتا ہے)۔

بے شک زمانہ باقی رہ جانے والوں کو بھی بہالئے جارہا ہے، جس طرح گزشتہ لوگوں کو بہالے گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو منہ پھرا کر چلے گئے ہیں، وہ واپس نہیں لوٹیں گے اور جس میں دوام ہے، وہ اس میں باقی نہیں رہیں گے۔ ان کے آخر کے ساتھ بھی وہی ہوگا، جو ان کے اول کے ساتھ ہو چکا ہے۔ اس کے امور ایک دوسرے پر سبقت لے جانے والے ہیں اور ہلاکت و بدبختی سے جدا نہیں ہوں گے۔

زمانہ نے اپنی کمان کے چلہ میں تیر رکھ لیا ہے اور اس کا نشانہ خطا نہیں کرتا ہے اور اس کے زخم نہیں بھرتے ہیں۔ یہ تندرست کو بیماری اور نجات یافتہ کو ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔

زمانہ الفتوں کو پراگندہ کرنے پر معین و مامور ہے (گویا خدا نے اسے اس کام پر مامور کررکھا ہے کہ لوگوں کو ایک دوسرے سے جدا

کر دے)۔

ایک ساعت کی ذلت زمانہ بھر کی عزت کے برابر نہیں ہوسکتی ہے (لحہ بھر کی بے عزتی زندگی بھر کی عزت پر بھاری پڑتی ہے)۔

زمانہ کے ساتھ اس وقت تک نرمی کا برتاؤ کرو جب تک کہ وہ تمہارا مطیع ہے یا جب تک تم اس پر سوار ہو اور اس سے زیادہ کی امید میں کسی چیز کو ہلاک نہ کرو (یعنی تمہارے پاس جو مال ہے، اسے بلند منصب حاصل کرنے کی غرض سے تلف نہ کرو کیونکہ یہ معلوم نہیں ہے کہ زمانہ تمہیں دے گا یا نہیں)۔

حقیقت یہ ہے کہ زمانہ نے اپنا شکریہ اس شخص پر لازم وواجب کیا ہے، جو اپنی امیدوں کو پا گیا ہے (ہاں جو محروم رہتا ہے، وہ مدح وثنا نہیں کرتا ہے)۔

زمانہ جسموں کو فرسودہ اور امیدوں کو ہرا کر رہا ہے، موت کو قریب لا رہا ہے اور آرزوؤں کو دور کر رہا ہے۔

زمانہ کے دو دن ہیں: ایک دن تمہارے حق میں اور دوسرا تمہارے خلاف ہے، پس جو تمہارے حق میں ہے، اس میں تم خوشی نہ مناؤ اور سرکشی نہ کرو اور جو تمہارے خلاف ہے اس میں صبر وشکیبائی سے کام لو۔

زمانہ کی دو حالتیں ہیں: ہلاک کرنا اور بخش دینا پھر جس کو وہ ہلاک کر دیتا ہے، وہ واپس نہیں آتا ہے اور جو بخش دیتا ہے، اس کے لئے بقا نہیں ہے۔

بے شک زمانہ ایسا دشمن ہے کہ جس سے دشمنی نہیں کی جاسکتی اور ایسا حاکم ہے کہ ظلم نہیں کرتا ہے اور ایسا جنگ کرنے والا ہے کہ اس سے جنگ نہیں ہوتی ہے اور نہ اس سے جنگ کی جاسکتی ہے۔

جس نے زمانہ سے دشمنی کی، زمانہ نے اسے زمین پر دے مارا اور جس نے اس سے صلح کی وہ سالم ومحفوظ رہا (زمانہ اور اہل زمانہ کی یہی کیفیت ہے)۔

ظالم (بادشاہ وحاکم) کا زمانہ، بدترین زمانہ ہے۔

ہر دن اپنے کل کی طرف کھینچتا ہے (ممکن ہے کل سے مراد قیامت ہو کہ ہر دنی جزا قیامت ہی میں معلوم ہوگی یا یہ مراد ہو کہ ہر روز کل کی طرف بڑھ جاتا ہے لیکن معلوم نہیں کہ تم زندہ رہو گے یا نہیں؟ لہٰذا موقع کو غنیمت سمجھو)۔

ساعتوں سے آفتیں پیدا ہوتی ہیں (جو لحہ بھی گزرتا ہے ممکن ہے، اس میں کوئی آفت آجائے لہٰذا خدا سے پناہ طلب کرتے رہنا چاہئے)۔

زمانہ کی کوئی ضمانت وذمہ داری نہیں ہے (بلکہ یہ خود ہماری کوتاہی ہوگی)۔

زمانہ کے انقلابات سے کوئی بھی امان میں نہیں ہے اور نہ کوئی زمانہ کے مصائب سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

جو شخص زمانہ کو پہچانتا ہے، اس کے لئے مناسب ہے کہ حوادث وتغیرات سے خود کو محفوظ نہ سمجھے۔

(حکومت وحاکم کی) فرمانبرداری رعیت کی ڈھال اور عدل کرنا حکومت کی سپر ہے۔

(آپؑ اپنے ہمعصروں سے گلہ کرتے ہیں جیسا کہ نہج البلاغہ کے مشہور خطبہ غرا میں بیان ہوا ہے) دل اپنے صحیح اور سیدھے راستہ سے غافل اور اپنے حصہ سے بے پروا ہیں اور اپنے میدانِ مقابلہ کو چھوڑ کر دوسرے میدان میں دوڑاتے ہیں گویا ان کے علاوہ کوئی اور مراد و مخاطب ہے گویا ان کے لئے دنیا سمیٹ لینا صحیح راستہ ہے۔

(اسی خطبہ کا تتمہ ہے) یہ کتنی شفا بخش نصیحتیں ہیں بشرطیکہ پاکیزہ دل، سننے والے کے کان اور مضبوط راویں سے ٹکرائی (یعنی تعجب ہے کہ لوگ انہیں سننے کے لئے تیار نہیں ہیں اور اگر یہ ان کے ساتھ ہوتی ہیں تو ان کے دل الٹے، کان بہرے اور رائیں پوچ ہیں، افسوس کا مقام ہے)۔

(آپؑ کے اس کلام کا تتمہ ہے، جس میں آپؑ نے آئندہ کے حالات کی خبر دی ہے کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا جس میں ان کے درمیان قرآن کے نقوش باقی رہیں گے اور اسلام کا نام باقی بچے گا...... یہاں تک کہ فرماتے ہیں) انہیں سے فتنے پھوٹ پڑیں گے، ان کی طرف گناہ ڈھلیں گے، جو ان (گناہ اور فتنہ) سے باہر ہوگا اسے ان میں دھکیل دیا جائے گا اور جو پیچھے رہ جائے گا، اسے ان کی طرف ہنکایا جائے گا۔

(یہ نہج البلاغہ کے خطبہ ۱۶ کا تتمہ ہے، جو آپؑ نے مدینہ میں اپنی بیعت کے وقت مدینہ میں ارشاد فرمایا تھا) اگر اس زمانہ میں باطل زیادہ ہوگیا ہے تو ایسا پہلے سے ہوتا رہا ہے اور اگر حق کم ہوگیا ہے تو بسا اوقات ایسا بھی ہوا ہے اور ممکن ہے کہ وہ اس کے بعد باطل پر چھا جائے گا اگرچہ ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ کوئی چیز پیچھے ہٹ کر آگے بڑھ آئے۔

درحقیقت اہل شر آشکار ہوگئے ہیں اور اہل خیر چھپ گئے ہیں، جھوٹ بہت زیادہ اور سچ بہت کم ہوگیا ہے۔

(ممکن ہے کہ یہ جملہ آپؑ نے اس وقت فرمایا ہو، جب خلافت اپنے صحیح مدار پر آگئی تھی) زمانہ اپنی روش کی طرح گردش میں ہے، اسی طرح جس طرح اس دن سے گردش میں ہے، جس دن خدا نے زمین و آسمان کو پیدا کیا تھا (علامہ خوانساری نے احتمال دیا ہے کہ ممکن ہے کہ یہ روایت پیغمبر اکرمؐ سے منقول ہو اور آپؑ نے حجۃ الوداع میں فرمایا ہو، کیونکہ مشرکین ماہ ذی الحجہ کو پیچھے ہٹا دیتے تھے اور دو ماہ میں حج کرتے تھے اور دو سال میں وہ ماہ ذی الحجہ میں حج کرتے تھے اور دوسرے میں ماہ محرم میں حج کرتے تھے۔ ہر سال ایسے ہی کرتے تھے، یہاں تک حجۃ الوداع انجام پایا اور ماہ ذی الحجہ میں ہی حج ہوا۔ آنحضرتؐ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا اور اس میں یہی مضمون بیان کیا اور فرمایا: نسیئ میں ہر دو ماہ میں حج میں تاخیر کرنا باطل قرار پایا۔

یقیناً برائی و بدی میں اضافہ ہوگیا۔ اس کی اتنی کثرت ہوگئی ہے کہ شرم و حیا کم ہوگئی ہے۔

درحقیقت جھوٹ بہت زیادہ بولا جانے لگا اور گنے چنے لوگ ہی قابل اعتماد بچے ہیں۔

(یہ کلام نہج البلاغہ کے خطبہ نمبر ۱۰۷ کا جز ہے جو کہ آپؑ نے رسولِ اکرمؐ کے اوصاف سے متعلق اور لوگوں کی مذمت میں دیا تھا) کیا ہوگیا میں تمہیں بے جان پیکر، بے روح کے بدن اور بے پیکر کی روح اور ایسے عابد دیکھ رہا ہوں، جن کے لئے نجات و فلاح نہیں ہے اور بے منافع تجارت کرنے والا محسوس کر رہا ہوں (یعنی تمہاری یہ حالت کیوں ہے پیغمبر اکرمؐ سے استفادہ کیوں نہیں

کرتے ہو؟)

زمانہ اپنے ساتھی وہم نشین سے بھی خیانت کرتا ہے اور اسے خوش نہیں کرتا ہے (مرحوم خوانساری فرماتے ہیں: یہ کلمات آپؑ نے زمانہ والوں کے طریقہ اوران کے تخیلات کے مطابق فرمائے ہیں جو کہ زمانہ کی مدحت ومذمت کرتے ہیں اوراس کی تحقیق کی بنا پر نہیں)۔

جب زمانہ خراب وفاسد ہوجاتا ہے تو لیئم وکمینے بڑے بن جاتے ہیں۔

زمانہ میں تغیرات یا عبرتیں ہیں (یعنی زمانہ سے عبرت حاصل کرنا چاہئے)۔

جوزمانہ (کے حصول) میں مشغول ہوا (اوراس پراعتماد کیا) زمانہ نے اس سے خیانت کی اور جس نے اس کو بڑا کیا، اس نے اسے ذلیل کیا (زمانہ کی طرف امور کی نسبت مجازی ہے، جیسے پرنالہ بہتا ہے جب کہ پرنالہ نہیں پانی بہتا ہے)۔

جھگڑا

جولوگوں سے جھگڑا کرتا ہے، اس کے دشمن زیادہ ہوتے ہیں۔

لذت

لذت، بہلانی ہے (باطل لذت میں انسان یہ خیال کرتا ہے کہ سنہرا موقعہ لیکن وقت گزرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ یہ فریب کے سوا اور کچھ نہ تھا)۔

لذات، مفسدات ہیں (لذتیں تباہ وخراب کرنے والی ہیں)۔

لذت، آفات ہیں (انہیں کی وجہ سے انسان دنیوی اوراخروی ہلاکتوں میں گرتا ہے)۔

لذتوں کا شیفتہ ہونا، آفتوں کا سر ہے۔

بہت سی لذتوں میں موت ہے۔

ایسے لوگ بہت کم ہیں، جولذت کے حریص ہوئے اوراس کی وجہ ہلاک نہ ہوئے ہوں۔

بہت سی پست لذتیں بلند درجات تک پہنچنے میں رکاوٹ بنتی ہیں۔

کسی بھی شخص نے دنیا سے کوئی لذت نہیں اٹھائی مگر یہ کہ وہ قیامت کے دن رنجیدہ ہوگا (البتہ یہ ناجائز لذتوں کے لئے ہے یا ان مشروع وجائز لذتوں کے لیے ہے، جو اخروی نعمتوں تک پہنچنے میں مانع ہوتی ہیں اگر ان لذتوں سے سرشار نہ ہوتا تو اخروی نعمتوں سے مالا مال ہوتا)۔

باقی نہ رہنے والی لذت میں کوئی بھلائی وبہتری نہیں ہے۔

فنا ہونے والی خواہش میں کوئی لذت نہیں ہے۔

معصیت کی لذت، آتش جہنم سے بچانے میں وفا نہیں کرسکتی۔

لذت کی مٹھاس وشیرینی، آفات کی تلخیوں کے مقابلہ میں نہیں ٹھہرتی ہے۔

معصیت کی لذت، آخرت کی رسوائی اور دردناک عقوبتوں کے مقابلہ میں نہیں ٹھہرسکتی ہے۔

جولذت پشیمانی اورخواہش رنج والم کا باعث ہوتی ہے، اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔

ہرلذت کے ساتھ اسکے زوال کواور ہرنعمت کے ساتھ اس کے منتقل ہونے کواور ہر بلا کے ساتھ اس کی کشائش کو یاد رکھو کہ یہ عمل نعمتوں کو بقاودوام اورشہوت نابود کرنے والا ہےاوراترانے کوکم کرنے والا ہےاورفرج وکشائش کونزدیک کرنے والا اورغم واندوہ کو برطرف کرنے اورامید پانے کے لئے بہت موزوں ہے۔

زبان

زبان، ایک معیار (ترازو کے پلہ کی مانند) ہے، جس کوعقل وزنی بناتی ہے اور جہالت ونادانی اسے سبک کردیتی ہے۔

اس طرح زبان کی حفاظت کرو، جس طرح تم اپنے سونے اور روپیہ کی حفاظت کرتے ہو۔

اپنی زبان کی لغزش سے اپنے سر کی حفاظت کرواور اسے عقل ودوراندیشی، تقویٰ اورخرد کے ذریعے قابو میں رکھو۔

قبل اس کے تمہاری زبان تمہاری قید کوطول دے اورتمہارے نفس کو ہلاکت میں ڈالے تم اپنی زبان کو بند کرلو کیونکہ جو زبان صحیح اور سیدھے راستہ سے ہٹ جاتی ہے اور جواب دینے میں جلدی کرتی ہے، اس کی قید کوطول دینا زیادہ مناسب ہے۔

زبان سے ہوشیار رہو کہ یہ ایسا تیر ہے، جوخطا کرتا ہے۔

خبردار! تم اپنے بھائی کی غیبت وبدگوئی میں اپنی زبان کو اپنی سواری قرار نہ دینا یا ایسی بات نہ کہنا، جوتمہارے خلاف حجت ہو جائے اورتمہارے ساتھ براسلوک کرنے کے لیے دوسروں کے لیے ایک بہانہ ثابت ہو۔

جان لوکہ زبان انسان ہی کا ٹکڑا ہے۔

آگاہ ہوجاؤ کہ خداوند عالم لوگوں کے درمیان لسان صدق جس شخص کو (سچی زبان) عطا کرتا ہے، اس کے لیے وہ اس مال سے بہتر ہے، جس کو ناشکرے کے لئے بطورِ میراث چھوڑے۔

بے شک تمہاری زبان تم سے اس چیز کا تقاضا کرے گی، جس کا تم نے اسے عادی بنایا ہوگا (اگر گالی دینے کا عادی بنایا ہوگا تو وہ گالی بکے گی اور نیک بات کہنے کا عادی بنایا ہوگا تو نیک بات کہے گی)۔

زبان دلوں کی ترجمانی ہے (گویا دل کچھ اس طرح بات کہتا ہے کہ جسے لوگ نہیں سمجھ پاتے ہیں، اس کے لئے مترجم کی ضرورت ہے اور وہ زبان ہے)۔

زبان اپنے مالک کے لئے بہت زیادہ سرکش ہے۔

زبان عقل کی ترجمان ہے (یعنی وہ جو بھی کہے، اسے عقل کی زبان ہونا چاہئے)۔

انسان اپنی زبان کے نیچے چھپا ہوا ہے۔

زبان درندہ ہے اگر اسے آزاد چھوڑ دو گے تو زخمی کر دے گا۔

زبان انسان کا پیمانہ اور اس کا معیار ہے۔

زبانیں ان چیزوں سے پردہ ہٹاتی ہیں، جن کو ضمائر پوشیدہ رکھتے ہیں (اور ان میں جو خوب و بد پوشیدہ ہوتا ہے، اسے آشکار کر دیتی ہے)۔

انسان کی بلا اس کی زبان میں ہے (اس کی وجہ سے وہ بلا میں گھرتا ہے)۔

سنان کی تیزی جوڑ و بند کو کاٹتی ہے اور زبان کی تیزی عمر کی مدتوں کو قطع کرتی ہے (کبھی زبان انسان کی موت کا سبب ہوتی ہے)۔

زبان کی تیزی اور اس کا کاٹ سنان کی تیزی اور اس کی کاٹ سے زیادہ تیز ہوتی ہے۔

اکثر اوقات زبان انسان کے خلاف بولتی ہے (اس لئے بولنے سے پہلے اچھی طرح غور و فکر کر لینا چاہئے)۔

لغزش زبان، سنان سے زیادہ کاری زخم لگاتی ہے۔

لغزش زبان، نیزہ کی انی سے زیادہ سخت زخم لگاتی ہے۔

لغزش زبان، سخت ترین ہلاکت ہے (کیونکہ اس کی تلافی بہت کم ہوتی ہے)۔

زبان کا قابو میں رکھنا، عظمت اور بزرگی ہے اور اس کو آزاد چھوڑنا ہلاکت ہے۔

زبان سے زخم لگانا، نیزہ مارنے سے زیادہ اندوہناک ہے۔

اپنی زبان کو حسن کلام کا عادی بناؤ تاکہ سرزنش سے محفوظ رہو۔

برائی یا احسان کے پھیلانے میں زبان بہت کم انصاف کرتی ہے۔

اپنی زبان کو سیدھا اور قابو میں رکھو تاکہ محفوظ رہو۔

ہر انسان سے اس کی زبان اور ہاتھ کے گناہ و جرم کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

کتنے ہی خون ایسے ہیں، جن کو دہن اور منہ نے بہایا ہے۔

کتنے ہی انسانوں کو زبان نے ہلاک کیا ہے۔

عقل مند کی زبان، اس کے دل کے پیچھے ہوتی ہے (عقل مند پہلے غور کرتا ہے، پھر زبان کھولتا ہے لیکن احمق کا دل اس کی زبان کے پیچھے ہوتا ہے)۔

جاہل کی زبان، اس کی ظاہر و باطنی موت کی کنجی و کلید ہے۔

تمہاری زبان تم سے اس چیز کی خواہش کرے گی، جس کا تم نے اسے عادی بنایا ہے (اگر بیہودہ گوئی کا عادی بنایا ہے تو بیہودگی اور اگر ذکر و دعا اور علم کا خوگر بنایا ہے تو ذکر و دعا کا تقاضا کرے گی)۔

آپؑ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا، جس کی آپؑ نے مذمت کی تھی: اس کی زبان تو شہد کی مانند میٹھی ہے لیکن اس کا دل کینہ کا اسیر و قیدی ہے۔

نیک آدمی کی زبان (خدا کے دائمی) ذکر کی شیفتہ ہوگئی ہے۔

اگر تم اپنی زبان کو روک کر رکھو گے تو وہ تمہیں نجات دے گی اور اگر اسے آزاد چھوڑ دو گے تو وہ تمہیں ہلاک کر دے گی۔

تمہاری زبان تم سے اس چیز کی استدعا کرے گی کہ جس کی تم نے اسے عادت ڈالی ہوگی اور تمہارا نفس تم سے اسی چیز کا تقاضا کرے گا، جس سے تمہیں الفت ہوگی۔

جس کی زبان میٹھی ہوتی ہے، اس کے بہت سے دوست ہو جاتے ہیں۔

جو اپنی زبان کی حفاظت کرتا ہے، وہ خود کو معزز و مکرم کرتا ہے۔

جو اپنی زبان پر قابو نہیں رکھتا ہے، وہ پشیمان ہوتا ہے۔

جو اپنی زبان کو بند رکھتا ہے، وہ پشیمانی سے محفوظ رہتا ہے۔

جو اپنی زبان کو صحیح رکھتا ہے، وہ اپنی عقل کو زینت دیتا ہے۔

جو زبان کو اپنا امیر و حاکم بنا لیتا ہے، وہ اپنی موت کا فیصلہ کرتا ہے۔

جو اپنی زبان کو روکے رکھتا ہے، وہ ندامت سے محفوظ رہتا ہے۔

جو اپنی زبان کو بے مہار چھوڑ دیتا ہے، وہ اپنی کم عقلی کو ظاہر کرتا ہے۔

زبان کی حفاظت کرنا، جزِ ایمان ہے۔

جس نے اپنی زبان کی حفاظت نہیں کی، اس نے اپنا عہد ایمان وفا نہیں کیا (ایسے آدمی کا ایمان معرض خطر و تلف میں ہے)۔

اگر زبان نہ ہو تو انسان ایک تراشی ہوئی صورت یا ایک جانور ہے۔

قلب انسان کے لئے زبان سے زیادہ جذب کرنے والی کوئی چیز نہیں ہے اور نفس کے لئے شیطان سے زیادہ فریب دینے والا نہیں ہے (لہٰذا دونوں ہی سے خدا کی پناہ طلب کرنا چاہئے۔ شیطان دل کو فریب دیتا ہے اور آدمی کو گناہ کی طرف دھکیل دیتا ہے۔ اسی طرح زبان سخت دلوں کو نرم کرتی ہے۔ مشہور ہے کہ اچھی و میٹھی زبان تو سانپ کو بل سے باہر لے آتی ہے)۔

تم اپنی زبان کو اس چیز میں استعمال کرو کہ جس میں تمہارے لئے اجر و ثواب لکھا جائے اور تمہاری طرف سے اس کی نشر و اشاعت ٹھیک ہو۔

اپنی زبان کی تیزی کو اس ذات (خدا اور رسولؐ اور ائمہؑ بلکہ استاد و معلم) کے خلاف استعمال نہ کرو کہ جس نے تمہیں گویا کیا اور اپنے قول کی بلاغت کو اس کے خلاف نہ استعمال کرو کہ جس نے اس کو صحیح کیا ہے، ان پر اعتراض نہ کرو، ان کی بے احترامی نہ کرو اور ہمیشہ ان کا احترام کرو۔

زبان کی لغزش مملوک ہوگی (اور کوئی ان کا مالک نہ ہوگا)۔
انسان کے لئے زبان کی حفاظت اور احسان کرنے سے زیادہ نتائج بخش کوئی چیز نہیں ہے۔
یہ زبان اپنے مالک کے لئے بہتر سرکشی کرنے والی ہے۔

مہربانی

جس کو بلا میں مبتلا کرنے کے تم سبب بنے ہو، تمہارے اوپر واجب ہے کہ اس کے علاج میں تم اس پر مہربانی کرو (مہربانی کے ساتھ کوشش کرو اور اسے برطرف کرو)۔

بیہودہ بات

بہت سی بیہودہ باتیں برائی کو کھینچ لاتی ہیں (یعنی شر و بدی کا باعث ہوتی ہیں لہٰذا ان سے پرہیز کرو)۔

ملاقات

نیک اور اچھی ملاقات، اخوت کے رشتہ کو مضبوط کرتی ہے۔
حسن ملاقات، دو فتحوں میں سے ایک ہے۔

لقاء اللہ

جو خدا کی ملاقات کا مشتاق ہے، اسے دنیا کو بھلا دینا چاہیے۔

اشارہ

جو مشارہ پر اکتفا کرتا ہے، وہ تصریح سے بے نیاز ہو جاتا ہے (عقل مند کے لئے اشارہ کافی ہے)۔ ملامت وعتاب
ملامت کرنے میں حد سے گزر جانا، آتش لجاجت کو بھڑکانا ہے۔
بدترین چیز جاہلوں کی ملامت و سرزنش ہے (لیکن اس کے سبب، انسان کو کام سے ہاتھ نہیں کھینچنا چاہیے اور اسے ان سنی کر دو)۔
جب مذمت کرو تو اسی پر اکتفا کرو (جو یقینی ہے)۔
بہت سے ملامت شدہ ایسے ہیں، جن کا کوئی گناہ نہیں ہے (ممکن ہے، اس پر افترا باندھا گیا ہو)۔
زیادہ لغزشوں و غلطیوں اور ڈگمگا جاتے وقت زیادہ سرزنش ہوتی ہے (آدمی کو یہ کوشش کرنا چاہیے کہ کم لغزش ہو، ورنہ اس پر ملامت کی جائے گی)۔
کبھی ملامت فائدہ مند ثابت ہوتی ہے۔

سرزنش عقوبتوں میں سے ایک ہے۔
مکرو سرزنش کرنا، زدوکوب کی تکلیف سے بھی شدید ہوتی ہے۔
زیادہ سرزنش کرنے سے دلوں میں دشمنی پیدا ہوتی ہے اور دوستوں کو پراگندہ کردیتی ہے۔
جو شخص (لوگوں کو) زیادہ سرزنش کرتا ہے، اس کا ننگ و عار بھی زیادہ ہوجاتا ہے (کیونکہ خلق اسے برا کہتی ہے، جس سے اسے تکلیف ہوتی ہے)۔
سرزنش کرنے والا (کسی کو) سرزنش نہ کرے، سوائے اپنے نفس کے (کہ وہی ملامت کا مستحق ہے)۔

لہوولعب

لہوولعب، پختہ ارادہ کو برباد کردیتا ہے۔
کھیل کود سے بچو کہ تمہیں بے کار نہیں پیدا کیا گیا ہے کہ تم کھیلتے پھرو اور تم کو بے کار نہیں چھوڑا گیا ہے کہ بکواس کرتے پھرو (بلکہ تم کو عبادت و بندگی کے لئے خلق کیا گیا ہے اور تمہارا حساب ہوگا)۔
وہ شخص خیر و صلاح سے بہت دور ہے، جو کھیل و تماشے کا حریص ہے۔
لہوولعب کا آغازِ دلچسپ اور آخرت جنگ ہوتی ہے۔
وہ شخص کامیابی سے بہت دور ہے، جو کھیل، تماشے اور خوش طبع کا حریص ہے۔
لہوولعب، جہالت کا نتیجہ اور اس کا پھل ہے۔
لہوولعب، حماقت کی غذا ہے۔
بہت سے لہوولعب، آزاد انسان کو وحشت میں ڈالتے ہیں (یعنی اس کو انسان سے جدا کردیتا ہے لہٰذا اس سے بچنا چاہئے)۔
بدترین چیز کہ جس سے عمر ضائع ہوتی ہے، لہوولعب ہے۔
جس کا لہوولعب زیادہ ہوجاتا ہے، اسے حماقت سمجھا جاتا ہے۔
جس کا لہوولعب زیادہ ہوجاتا ہے، اس کی عقل کم ہوجاتی ہے۔
جس پر لہوولعب کا غلبہ ہوجاتا ہے، اس کی سنجیدگی باطل ہوجاتی ہے (یعنی اس کے سنجیدہ کام کو بھی مذاق و کھیل سمجھا جاتا ہے)۔
لہوولعب کے مرکز، ایمان کو برباد کردیتے ہیں۔
عقل و لہوولعب، جمع نہیں ہوسکتے۔
جو شخص کھیل کا شوقین اور لہوولعب کا شیفتہ ہے، وہ کبھی بھی نجات نہیں پاسکتا ہے۔

رات اور دن

رات اور دن باقی رہ جانے والوں کو ختم کرنے اور گزشتہ لوگوں کے آثار مٹانے کے لئے سنجیدگی سے کام کر رہے ہیں۔
بے شک رات اور دن، تمہاری تمام حاجتوں کا احاطہ نہیں کر سکتے ہیں پس تم انہیں کام اور اپنی آسائش کے درمیان تقسیم کرلو۔
بے شک رات اور دن، تمہارے اندر عمل کر رہے ہیں (یعنی تمہیں بوڑھا اور ناتواں بنا رہے ہیں) لہٰذا تم بھی ان میں کام کرو، وہ تم سے کچھ لے رہے ہیں، تم بھی ان سے کچھ لے لو۔ یعنی ہر وقت مصروف رہو، ان سے فائدہ اٹھاؤ اور عمر کو بیہودہ طریقہ سے نہ گزارو)۔
رات دن کی گردش، آفتوں کے پنہاں ہونے کی جگہ اور پراکندگی کی محرک ہے۔
گردشِ ایام ایک خواب ہے اور اس کی لذتیں آلام ہیں اور اس کی بخششیں بیماریاں ہیں۔
جس پر شب و روز گزرتے ہیں، اسے پرانہ و کہنہ کردیتے ہیں۔
بے شک رات اور دن، جس کے سواری ہیں، اسے ضرور لے جایا جائے گا، خواہ وہ کھڑا ہی ہو اور مسافت طے کرے گا اگرچہ مقیم ہی ہو (یعنی اسے توجہ رکھنا چاہئے کہ انسان کی عمر بے اختیار گزر رہی ہے، اس سے غافل نہیں رہنا چاہئے)۔

نرمی اور نرم خوئی

نرم پہلو (یعنی فروتن ہونے بدمزاج نہ) ہونے کے سبب نفوس آرام لیتے ہیں۔
ناتوانی کے بغیر نرم ہوجاؤ اور تندمزاجی کے بغیر سخت رہو۔
جو نرم اور خوش مزاج ہوتا ہے، اس کی دوستی ثابت و استوار ہوتی ہے۔
جس کی لکڑی نرم ہوتی ہے، اس کی شاخیں گنجان ہوتی ہیں (یعنی نرم مزاج آدمی کے دوست اور احباب زیادہ ہوتے ہیں)۔
جس کا حاشیہ و کنارہ نرم ہوتا ہے، نرم مزاج ہوتا ہے (وہ اپنی قوم سے دائمی محبت حاصل کرتا ہے)۔
جو شخص اپنے زیردست افراد کے ساتھ نرمی سے پیش نہیں آتا ہے، وہ اپنی مراد کو نہیں پہنچتا ہے۔
اپنا پہلو نرم کرو (لوگوں کے ساتھ نرمی و مہربانی سے پیش آؤ) اور خدا کے لیے متواضع ہوجاؤ تاکہ وہ تمہیں بلند کردے۔
تم اپنے پہلو کو نرم کرو کیونکہ جو اپنے پہلو کو نرم کرتا ہے، وہ اپنی قوم کی دائمی محبت سے سرشار ہوتا ہے۔

عظمت و بزرگی

عظمت و بزرگی تو بس یہ ہے کہ تم قرض و تاون میں عطا کرو اور جرم و گناہ معاف کردو۔

وہ شخص کبھی عظمت نہیں پاسکتا کہ جس سے ستائش وتعریف الگ ہے (یعنی اس نے کسی پر احسان نہیں کیا ہے، جو اس کی ستائش کا سبب بنے)۔

اس شخص نے ستائش نہیں پائی، جس سے حمد وستائش جدا ہو (کیونکہ وہ کسی پر احسان ونیکی نہیں کرتا ہے، جو نیکی کا مستحق قرار پائے)۔

اس شخص نے شرف وعظمت نہیں پائی، جس سے سنجیدگی یا (ثروت مندی) وکوشش چھوٹ گئی۔

اندوہ وبلا

بے شک اندوہ وبلا کے لئے مدت (مقرر) ہے کہ اس سے گزرنا لازمی ہے بس اس کے ختم ہونے تک تم سوجاؤ (یعنی اس کے رفع دفع ہونے کی کوشش نہ کرو کہ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا) کیونکہ اس کے ختم ہونے سے چارہ سازی کرنے سے اس میں اضافہ ہی ہوگا۔

یقیناً اندوہ وبلا کا ایک وقت ہوتا ہے اور اس کی ایک انتہا ہوتی ہے، اس لئے صبر کرنا چاہئے، یہاں تک کہ اس کی مدت ووقت ختم ہو جائے اور اس کے ختم ہونے سے پہلے کوشش کرنا، اس میں اضافہ کا باعث ہے۔

اندوہ وبلا دنیا کی ہجرت کے ساتھ ہیں۔

اندوہ وبلا کو دنیا کی مصیبت کے ساتھ کر دیا گیا ہے۔

مدح وثنا

لاف زنی اور تعریف وستائش میں مبالغہ کرنے سے خود کو بچاؤ کیونکہ یہ دل میں بدبودار ہوا ہے۔

خبردار! کسی کو اس چیز سے متصف نہ کرنا، جو اس کے اندر نہ ہو کیونکہ اس کا عمل اپنی صفت کو ظاہر کر دے گا اور اس سے تمہاری تکذیب ہوگی۔

بدترین صدق، انسان کا خود اپنی تعریف کرنا ہے۔

بے شک تمہاری مدح کرنے والا تمہاری عقل کو فریب دینے والا ہے اور جھوٹی تعریف اور غلط ستائش کے ذریعے تمہیں دھوکا دینے والا ہے پھر اگر تم نے اس سے اپنی عطا وبخشش کو روک لیا ہے اور (اب بھی) اس پر احسان نہیں کرو گے تو وہ ہر برائی کو تم سے منسوب کرے گا اور تمہاری طرف ہر گندی صفت کی نسبت دے گا۔

کسی کی مدح وثناء میں مبالغہ کرنا تکبر کو وجود بخشتا ہے اور اسے فریب سے نزدیک کر دیتا ہے۔

جب تم (کسی کی) مدح کرو، اختصار کے ساتھ کرو (کیونکہ زیادہ مدح لاف زنی کے ساتھ ہوتی ہے)۔

جب متقین میں سے کسی ایک کی پاکیزگی کے لحاظ سے تعریف کی جاتی ہے تو جو اس کے بارے میں کہا جاتا ہے، وہ اس سے ڈرتا

ہے اور کہتا ہے میں اپنے نفس کو دوسروں کی نسبت زیادہ جانتا ہوں اور میرا پروردگار میرے نفس کو مجھ سے بہتر جانتا ہے۔ اے اللہ! جو یہ کہتے ہیں، مجھ سے اس کی باز پرس نہ کرنا اور مجھے اس سے بلند و افضل قرار دے، جس کا یہ گمان کرتا ہے۔

برے اور شریر لوگوں کو پاک قرار دینا بہت بڑا گناہ ہے (کیونکہ یہ بہت بڑا جھوٹ ہے اور شریر لوگوں کی سرکشی کا موجب ہے)۔

مدح میں مبالغہ پسندی (یعنی یہ تمنا رکھنا کہ تعریف کرنے والا حد سے زیادہ اس کی تعریف کرے) اور خود مدح شیطان کے لئے سنہری موقع ہے (کیونکہ مدح کرنے والا ضرور جھوٹ بولے گا اور ممدوح خود پسندی میں مبتلا ہو کر حق تعالیٰ کو بھول جائے گا۔ علامہ خوانساری نے سورۂ آل عمران کی آیت ۱۸۸ سے شاہد پیش کیا ہے)۔

بہترین مدح وستائش وہ ہے، جو نیک لوگوں کی زبان سے ہوتی ہے (کیونکہ ان کے قول میں جھوٹ اور لاف زنی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ہے)۔

بدترین تعریف وہ ہے، جو بدکاروں کی زبان سے ہوتی ہے۔

بغیر استحقاق کے مدح کی خواہش کرنا، کوتاہ فہمی اور کم عقلی ہے۔

کتنے ہی مفتون اپنی تعریف وستائش کے سبب آزمائشوں میں مبتلا ہوئے ہیں (یعنی خود بینی کی وجہ سے اس سے صحیح اندازہ گیری کی صلاحیت سلب ہو جاتی ہے، وہ یہ سوچتا ہے کہ میں اس لائق ہوں کہ لوگ میری تعریف کریں)۔

زیادہ تعریف کرنا چاپلوسی ہے۔ یہ تکبر کو وجود دیتی ہے اور فریب کھانے سے قریب کر دیتی ہے۔

تعریف کرنے والا جس کی تعریف کرتا ہے، اس پر اس کا عوض ہے کہ عطا میں سے نیک جزا یا بخشش میں عطا (یعنی یا اس سے پہلے ہی دے دی گئی ہو یا بعد میں دی جائے)۔

جو تمہاری مدح کرتا ہے، وہ تمہیں ذبح کرتا ہے (شاید آپؑ نے یہ اس لئے فرمایا ہے کہ اس سے خود بینی میں مبتلا ہو جاؤ گے گویا اس نے تمہاری انسانیت سعادت کو ذبح کر ڈالا ہے)۔

جس نے اس چیز کے ذریعے تمہاری مدح سرائی کی کہ جو تمہارے اندر نہیں ہے، اس لئے مناسب ہے کہ وہ اس چیز میں تمہاری مذمت کرے، جو تم میں نہیں ہے۔

جس کی اس چیز کے ذریعے تعریف کی جائے کہ جو اس میں نہیں ہے گویا اس کا مذاق اڑایا گیا ہے۔

جو تمہاری اس چیز میں تعریف کرے، جو تمہارے اندر نہیں ہے تو یہ تعریف تمہاری مذمت ہے، اگر تم سمجھتے ہو۔

عیب دار چیزوں میں سے بدترین چیز، پست مرتبہ لوگوں کی تعریف کرنا ہے۔

اس چیز کی مدح و تعریف کرنے والا کہ جو اس کے اندر نہیں ہے، درحقیقت اس کا مذاق اڑانے والا ہے۔

جو چیز تمہارے اندر نہیں ہے، اس کے ذریعے تمہاری تعریف کرنے والا، درحقیقت تمہارا مذاق اڑانے والا ہے (کہ اس کی کوئی غرض ہے) پھر اگر تم نے اس کی غرض کو بخشش و عطا کے وسیلہ سے پورا نہ کیا تو وہ تمہارے عیوب میں مبالغہ کرے گا۔

مرداور آدمی

مرداس مرتبہ پر (ہوتا) ہے، جب اپنے نفس کورام کرکے اس کی فرمانبرداری سے آگے نکل جاتا ہے پھر اگر اسے پاک رکھتا ہے تو پاک ہوجاتا ہے اور اگر اسے آلودہ کردیتا ہے تو آلودہ ہوجاتا ہے۔

مرداس مرتبہ میں ہے، جو اپنے نفس کے لئے منتخب کرتا ہے اگر اسے بچالیتا ہے تو وہ بلند ہوتا ہے اور اگر اسے نہیں بچا پاتا ہے تو پست ہوجاتا ہے۔

مرد اپنے دو چھوٹوں، قلب وزبان کے ذریعے (مرد) ہے (یعنی ان دونوں کی بنا پر اس کی قدر و قیمت ہے) اگر وہ جنگ کرتا ہے تو وہ دل اور اس کی قوت کے ذریعے جنگ کرتا ہے اور بات کہتا ہے تو فصاحت وزبان سے کہتا ہے (مختصر یہ انسان کہ عمدہ فضائل گوشت کے انہیں دو ٹکڑوں کی بنا پر ہے)۔

مرد تین موقعوں پر بدل جاتا ہے: بادشاہوں کی قربت، امارت و ناداری کے بعد ثروت جو ان تینوں موقعوں پر نہ بدلے وہ صحیح عقل اور اچھی عادت والا ہے۔

مرد کی قدر ومنزلت اس کی ذہانت وفطانت سے ہے، نہ کہ اس کی صورت سے۔

مرد کا معیار اس کی ہمت کے مطابق ہوتا ہے، نہ کہ اس کے ذخیرہ کے مطابق۔

مرد اپنی ہمت کے مطابق انسان ہوتا ہے۔

مرد اپنے دل کے مطابق ہوتا ہے (جیسے صفا علوم معارف، دلیری، شجاعت اور نیک بینی)۔

مرد کی قدر و قیمت، اس کی زبان کے مطابق ہوتی ہے۔

مرد کا حسب، (اور اس کی قابل فخر چیز) اس کا مال اس کا کرم اور اس کا دین ہے۔

مرد کا حسب، اس کی عقل اور اس کی مروت، اس کی نیک خلقی وخوش اخلاقی ہے۔

مرد کا حسب، اس کا علم اور اس کا جمال، اس کی عقل ہے۔

مرد کی اصل کی دلیل وعلامت اس کا کردار ہے (یعنی انسان کے کردار سے اس کی بزرگی وپستی ظاہر ہوجاتی ہے)۔

ہر آدمی کی قیمت اتنی ہی ہے، جتنا وہ جانتا ہے۔

ہر آدمی کی قیمت، اس کی عقل ہے۔

انسان کی قدر و قیمت اتنی ہی ہے، جتنا اس کا فضل واحسان ہے۔

ہر آدمی کی قدر و قیمت وہی چیز ہے، جو اسے سنوار دے (یعنی اگر اسلامی آداب کو نیک تصور کرتا ہے تو اس کے اندازہ کے مطابق ہے اور لہو ولعب کو اچھا سمجھتا ہے تو اسی کے مطابق ہے، اسے عدل، ظلم، علم وجہل ہے)۔

ہر آدمی ایک عقل یا ایک حاجت ہوتی ہے (یا ہر کام کا ایک سلیقہ قرینہ ہوتا ہے)۔

ہر انسان کی خوبی، بدی اس کی اصل وحسب کی پاکیزگی وقلیدی پر اس کے کردار سے استدلال کیا جاتا ہے۔

جب انسانکی نیکیاں اس کی بدیوں سے زیادہ ہوں تو وہ کامل ہے اور جب اس کی نیکیاں اور بدیاں مساوی ہوں تو وہ پرہیزگار ہے (کہ اس نے خود کو ہلاکت سے محفوظ رکھا ہے) اگر اس کی بدیاں اس کی نیکیوں سے زیادہ ہوں تو یہ ہلاک کرنے والا ہے (گویا انسان تین حصوں میں تقسیم ہے: کامل متمسک اور ہلاک)۔

ہر آدمی کسی کے مطابق بھی حسن زن نہیں رکھتا ہے کیونکہ وہ ہر ایک کو اپنے جیسا ہی سمجھتا ہے۔

بدترین مردوہ ہے، جو اپنے دین کو غیر کی دنیا کے لئے فروخت کردے (بہت سے لوگ ایسے ہیں، جو اپنی ذاتی غرض کے لئے خدا، قیامت اور حساب وکتاب کو یاد کئے بغیر دوسرے کے مقام ومنصب کے لئے آسانی سے اپنا دین فروخت کردیتے ہیں)۔

کبھی (عقل مندو کامل) مرد بھی فریب کھاتے ہیں۔

مرد کو اس کی بات کے لحاظ سے پرکھا جاتا ہے اور اس کے کردار وعقل سے اس کی قیمت مقرر ہوتی ہے پس ایسی بات کہو، جس سے وہ وزنی ہوجائے اور ایسا کردار بناؤ یا ایسا کام کرو، جس سے وہ گراں قیمت ہوجائے۔

ہر مرد کی قیمت کا پتہ اس کا علم اور اس کی عقل دیتی ہے (جتنا زیادہ علم وخرد ہوگا، اتنی ہی زیادہ اس کی قیمت ہوگی)۔

ہر مرد سے اس کے ملک یمین (یعنی جو چیز اس کے قبضہ میں ہے اور اس کا ملک ہے) اور اس کے عیال کے بارے میں سوال کیا جائے گا (کہ ان کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا ہے)۔

مروّت

مروت یا انسانیت ہے کہ مرد اس چیز سے اجتناب کرے، جو اس کے دامن پر داغ لگائے اور اس چیز کو کسب کرے، جو اسے زینت بخشے۔

مروت (یا آدمیت) حکومت میں عدل کرنا، طاقت ہوتے ہوئے معاف کردینا اور معاشرہ والوں کی مالی مدد کرنا (یا تنگ دستی کے زمانے میں مالی مدد کرنا) ہے۔

مروت احسان کرنا اور مہمان کی ضیافت کرنا ہے۔

مروت ایک ایسا نام ہے، جو تمام فضائل ومحاسن کو سمیٹے ہوئے ہے۔

بہترین مروت، حسن اخوت ہے (یعنی مکمل طریقے سے اخوت کے حقوق کا لحاظ و پاس کرے)۔

بہترین مروت کی حفاظت کرنا اور اس سے متعلق لازمی چیزوں کی رعایت کرنا۔

مروت کی اصل حیا ہے اور اس کا پھل عفت ہے۔

بلندترین مروت غصہ پر قابو رکھنا اور شہوت کو ختم کردینا ہے۔

بہترین مروت ومردانگی بھائیوں کی کوتاہیوں کو برداشت کرنا ہے (ان پر صبر کرے اور انتقام نہ لے)۔

بہترین مروت، مرد کا اپنی آبرو کو باقی و محفوظ رکھنا ہے (یعنی معمولی چیز پر عزت کا سودا نہ کرے)۔
اول مروت خدا کی اطاعت اور اس کا آخر، پست صفات سے پاک رہنا ہے۔
اول مرووت کشادہ روی اور اس کا آخر، لوگوں سے محبت کرنا ہے۔
اول مروت شگفتہ روی اور اس کا آخر، دوستی و محبت کو دائم رکھنا ہے۔
بہترین مروت حیا اور اس کا پھل، عفت و پاک دامنی ہے۔
بہترین مروت اور برادران کی مالی مدد کرنا ہے اور (زندگی کے قطع میں) انہیں اپنے برابر قرار دینا ہے۔
مروت وعدہ وفا کرنا ہے۔
مروت و مردانگی، بری صفات سے اجتناب کرنا ہے۔
پریشانی و بیماری کو چھپانا بھی مردانگی ہے (اس لئے کہ مخلوق سے شکایت کرنا خدا سے شکایت ہے اور اس کو چھپانا، اس پر صبر کرنا، اپنے رب سے شکوہ نہ کرنا ہے)۔
مروت و آدمیت ہر دشنام و گالی سے علیحدہ و بیزار ہے۔
مروت (آدمی کو) نیک کاموں پر ابھارتی ہے۔
گناہوں سے پاکیزگی جیسی کوئی مروت نہیں ہے۔
مروت قناعت کرنا ہے اور اذیتوں کو برداشت یا آرائش کرنا ہے۔
مروت و مردانگی ہر پستی کو روکتی ہے۔
مروت ہر پست اور باعث ملامت چیز سے پرہیز کرنا ہے۔
مروت و مردانگی فحش و بے وفائی سے بیزار ہے۔
تین چیزوں: (۱) نظر جھکائے رکھے (۲) آواز دھیمی رکھنے (۳) میانہ روی اختیار کرنے میں، مروت ہے۔
تین چیزوں: (۱) بے مانگے عطا کرنا (۲) عہد کے بغیر وفا کرنا (۳) کمی و تنگدستی کے باوجود سخاوت کرنا، مروت کو جمع کرنے والی ہے۔
تین چیزیں: (۱) تنگ دستی کے باوجود سخاوت (۲) طاقت و توانائی کے ہوتے ہوئے تحمل (۳) لوگوں سے سوال نہ کرنا، مروت ہے۔
مکمل مروت یہ ہے کہ جس کام کو کھلم کھلا کرنے میں تمہیں شرم محسوس ہوتی ہے، اسے تم چھپ کر انجام دو۔
دو خصلتیں ایسی ہیں کہ ان میں ساری مروت سمٹی ہوئی ہے: مرد کا اس چیز سے بچنا کہ جس سے اس پر حرف آئے اور اس چیز کا حاصل کرنا کہ جو اسے زینت بخشے۔

مروت اتنی ہی ہوتی ہے، جتنی شرافت نفس ہوتی ہے۔

جو شخص اپنے دوستوں سے کئے ہوئے عہد و پیمان کی رعایت نہیں کرتا اور دشمنوں کے ساتھ عدل نہیں کرتا، وہ کبھی مروت و مردانگی سے متصف نہیں ہوسکتا۔

اگر مروت سخت نہ ہوتی اور اس کا بوجھ زیادہ نہ ہوتا تو پست لوگ (بلند مرتبہ افراد کے لئے) ایک رات باقی نہ چھوڑتے (کیونکہ اس کی خوبی سب پر عیاں ہے) لیکن اس کا خرچ اور بوجھ زیادہ ہے اور اس کا اٹھانا مشکل ہے لہٰذا پست لوگوں نے اس سے روگردانی کرلی ہے اور نیک منش افراد نے اس کو اٹھالیا ہے۔

خدا کی خوشنودی کے لئے طاقت سے زیادہ کام انجام دینا بھی مروت ہے (واضح یہ روایت ان روایات کے منافی نہیں ہے، جن کی دلالت اس بات پر ہے کہ جب تمہارا نفس مستحبی عمل کی طرف راغب نہ ہو تو اس وقت اسے چھوڑ دینا زیادہ مناسب ہے)۔

نظر جھکا لینا اور میانہ روی اختیار کرنا، بھی مروت ہے۔

خدا کی بندگی اور حسن تقدیر، بھی مروت ہے۔

حرام سے پاک رہنا، مروت کی شرطوں میں سے ہے۔

مکمل مروت یہ ہے کہ تم اپنے نفس سے حیا کرو۔

مروت بہترین دین ہے اور اس دین میں کوئی بھلائی نہیں ہے، جس میں مروت نہیں ہے۔

مکمل مروت، پستی و پست صفات سے بچنا ہے۔

بہترین مروت، صلۂ رحم ہے۔

بلندترین مروت، دوراندیشی کی رعایت حفاظت کرنا ہے۔

مکمل ترین مرووت یہ ہے کہ تم اپنے حق کو فراموش کردو اور تمہارے اوپر جو حق ہے، اسے یاد رکھو۔

مروت یہ بھی کہ جب تم سے سوال کیا جائے تو تم تکلیف و زحمت برداشت کرلو اور جب تم دوسروں سے سوال کرو تو سہل انگاری سے کام لو۔

یہ بھی مروت ہے کہ میانہ روی اختیار کرو اور اسراف نہ کرو اور وعدہ کرو تو خلاف ورزی نہ کرو۔

یہ بھی مروت ہے کہ بھائیوں کے جرم (و گناہوں) کو تحمل کرو (یعنی ان کا انتقام نہ لو)۔

کسی آدمی نے مروت سے زیادہ بھاری بوجھ نہیں اٹھایا ہے (مروت کا حق ادا کردینا بہت مشکل ہے)۔

مروت ثروت مندی اور مالداری کے ساتھ ہی ظاہر ہوتی ہے۔

مرد کی مروت، اس کی عقل کے برابر ہوتی ہے۔

مرد کی مروت، اس کی زبان کی صداقت میں ہے۔

مرد کی مروت، اپنے بھائیوں کی لغزشوں کو برداشت کرنا ہے۔

مروت کا معیار، زبان کی صداقت اور احسان کرنے میں ہے۔

مروت کا نظام طاعت خدا پر اپنے بھائی سے جنگ کرنے اور اسے خدا کی نافرمانی سے روکنے اور سے (اس گناہ پر) بہت ملامت کرنے میں ہے (خواہ اس کی ملامت و سرزنش تمہارے لئے سخت دشوار ہو)۔

مروت کامل نہیں ہوسکتی مگر عقل مندی کی (کیونکہ وہ عقل سے کام لیتا ہے اور مردانگی کے فوائد حاصل کر لیتا ہے)۔

گناہوں سے دامن بچانے جیسی کوئی مروت نہیں ہے۔

جس کے پاس ہمت نہیں ہے، اس کے پاس مروت نہیں ہے۔

مروت کامل نہیں ہوسکتی مگر احسان کے جنایات کے متحمل ہونے سے (انسان احسان کر کے برائیاں حاصل کرتا ہے)۔

کثرت حیا، احسان و بخشش اور اذیت واذا رنہ پہنچانے سے (انسانکی) مروت و مردانگی پر استدلال کیا جاتا ہے۔

عطا واحسان کرنے اور احسان نہ جتانے سے مرد کی مروت پر استدلال کیا جاتا ہے۔

بیماری

بیماری، بدن کی قید ہے۔

دو چیزوں: بیماری اور قریبی نادار کو ننگ و عار نہیں سمجھنا چاہئے۔

جو اپنی بیماری کو طبیب سے پوشیدہ رکھتا ہے، وہ اپنے بدن سے خیانت کرتا ہے۔

جو اپنے پوشیدہ مرض چھپائے رکھتا ہے، طبیب اس کا علاج کرنے سے قاصر رہتا ہے۔

بیماری، دو قیدیوں میں سے ایک ہے۔

جنگ وجدال

جنگ وجدال، بدی کا بیج ہے۔

دین میں بحث وجدال (جو حق وانصاف کے لئے نہیں بلکہ اپنے مدمقابل پر غلبہ پانے اور خود بڑا بننے کے لئے کیا جائے وہ) دین کو برباد و فاسد کر دیتا ہے۔

جدل و بحث کا پھل، دشمنی ہے۔

دشمنی کا سبب زیادہ بحث وجدل کرنا ہے۔

چھ اشخاص سے بحث نہیں کی جا سکتی: (۱) احکام شرع کے عالم سے (کیونکہ اس سے بحث کا مطلب حق کا انکار ہے) (۲) رئیس سے (کہ وہ جو چاہے گا، کرے گا) (۳) پست مرتبہ انسان سے (کیونکہ وہ مدمقابل کی عزت کا خیال نہیں کرے گا، جو زبان پر

آئے گا، کہہ دے گا)(۴) گالی بکنے والے سے(۵) عورت (۶) بچے سے (ان کا جو حال ہے، وہ بھی معلوم ہے)۔
جو زیادہ بحث و اعتراض کرتا ہے (یعنی اس طرح بحث کرتا ہے کہ اس کا مبنی یقینا مقدمات نہیں ہوتے ہیں) وہ اشتباہ و غلطی سے محفوظ نہیں ہے۔
جو اپنے نفس کو فضول گوئی اور بحث اور مکابرہ کرنے کا عادی بنا لیتا ہے، وہ اس کام کا عادی ہو جاتا ہے (اور یہ بہت بری عادت ہے)۔
جو شخص جنگ و جدل کو اپنی عادت بنا لیتا ہے، وہ اپنی رات صبح نہیں کر سکتا ہے (یعنی جہل و بدبختی کی شب ہی میں باقی رہے گا)۔
جو زیادہ باطل بحث کرتا ہے، وہ ہمیشہ حق سے اندھا رہے گا (یعنی حق کو نہیں دیکھ سکے گا)۔
جو شخص کم عقل و نادان سے بحث کرتا ہے، وہ عقل مند نہیں ہے۔
زیادہ بحث کرنے والے سے کوئی محبت نہیں ہوتی ہے۔

مزاح

مزاح و خوش طبعی ایک جدائی ہے، جس کے بعد کینہ آتا ہے۔
خبردار! ایسی بات نہ کہنا، جو خندہ آور ہو خواہ اسے تم دوسرے سے نقل کرو۔
زیادہ مزاح کم عقل و نادانی ہے۔
مزاح کرنا چھوڑ دو کہ یہ کینہ کا بیج ہے (ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ مزاح رنجش و کینہ کا سبب نہ ہو)۔
کم بردباری و زیادہ مزاح، حماقت ہے۔
بہت زیادہ مزاح و مسخرہ پن، رعب وداب کو ختم کر دیتا ہے۔
زیادہ مزاح قدر و منزلت کو ختم کر دیتا ہے اور دشمنی کا باعث ہوتا ہے (اس سے رنجش بڑھتی ہے)۔
ہر چیز کا ایک بیج ہوتا ہے اور مذاق و مزاح دشمنی کا بیج ہوتا ہے۔
جو مذاق و مزاح کرتا ہے، لوگ اسے حقیر سمجھتے ہیں (لوگ اس کا احترام نہیں کرتے ہیں)۔
جو زیادہ مزاح کرتا ہے، اسے جاہل و نادان سمجھا جاتا ہے۔ جو زیادہ مزاح کرتا ہے، اسے احمق سمجھا جاتا ہے۔
جو زیادہ مزاح کرتا ہے، اس کا رعب و وقار نہیں رہتا۔
جس کا مزاح زیادہ ہو جاتا ہے (یعنی جو زیادہ مزاح کرنے لگتا ہے) اس کا وقار گھٹ جاتا ہے۔
جس کا مزاح زیادہ ہو جاتا ہے (یعنی جو زیادہ مزاح کرنے لگتا ہے) وہ کینہ اور سبک سمجھنے والے سے خالی نہیں رہتا ہے (یعنی مزاح کرنے والے کا ہمیشہ کینہ ور اور سبک سمجھنے والوں سے پالا پڑتا ہے)۔
جس نے بھی مزاح کیا، اس نے عقل کو ایسے ہی پھینک دیا، جس طرح لعاب دہن کو تھوک دیا جاتا ہے۔

شریف انسان سے مذاق ومزاح نہ کرو کہ اس کے دل میں تمہاری طرف سے کینہ پیدا ہوجائے گا۔
اپنے دوست سے ہرگز مزاح نہ کرو کہ وہ تمہارا دشمن ہوجائے گا اور دشمن ہی نہیں بلکہ تمہیں ہلاکت کردے گا۔

راہ روی

جدھر تمہیں تمہاری راہ ورسم لے جائے تم ادھر جاؤ (اپنا راستہ نہ بدلو جیسے لوگوں کا طور طریقہ ہو، ویسی ہی روش اختیار کرو لیکن شرط یہ ہے کہ ان کا طور طریقہ غلط نہ ہو کیونکہ راستہ بدلنے سے زیادہ نقصان ہوگا۔ ممکن ہے عبارت یوں رہی ہو: امش بك انك یعنی اپنے مرضی کا علاج کرو، جو تم سے خاکساری کرتا ہے، وہ تمہیں اذیت نہیں دیتا ہے۔

ٹال مٹول کرنا

ٹال مٹول کرنا اور احسان جتنا دونوں ہی احسان کو دشوار بناتے ہیں۔
ٹال مٹول کرنا، دومنع میں سے ایک ہے۔
ٹال مٹول کرنا (مدمقابل کے لئے) عذاب جاں ہے۔

فریب

فریب ودھوکا دہی دونوں ایمان سے دور ہیں۔
خبردار! مکروفریب کے پاس نہ جانا کیونکہ مکر مذموم عادت ہے۔
مکروحیلہ، سرزنش اور فریب دھوکا دہی نامسعود ہے۔
مکروحیلہ، سرکش لوگوں کی عادت ہے۔
مکر کنجوس یا پست افراد کی خصلت ہے۔
جو تمہیں امانت دار سمجھتا ہے، اس کے ساتھ مکر کرنا کفر ہے (یعنی حق پوش کفر کی مانند ہے اس لئے اسرار کو محفوظ رکھنا چاہئے اور امانت میں خیانت نہیں کرنا چاہئے)۔
زیرکی وذہانت کی مصیبت وآفت مکروحیلہ ہے۔
حیلے سے بچنا، حکمت کا عروج ہے۔
بہت سے حیلہ گروں کو ان کا حیلہ ہلاک کردیتا ہے۔

مکر خدا

جو خدا کے مکر اور اس کی تدبیر سے محفوظ ہوگا، وہ ہلاک ہوجائے گا۔

جومکر خدا سے محفوظ ہوگا، وہ شر سے جا ملے گا۔

مکر کرنے والا

شیطان، بہت بڑا مکار اور فریب کار ہے۔

بڑا مکار و فریب کار، انسان کی صورت میں شیطان ہوتا ہے۔

جومکر وحیلہ سے کام لیتا ہے، اس کا مکر اس کو نشانہ بناتا ہے (قرآن مجید میں ارشاد ہے: ولا یحیق المکر السیی الا باھلہ ''برا مکر، مکر کرنے والے ہی پر نازل ہوتا ہے'')۔

جو لوگوں کے ساتھ کرتا ہے، خدا اس کے مکر کو (طوق بنا کر) اس کی گردن میں ڈال دیتا ہے۔

مکار و حیلہ باز، امانت دار نہیں ہوتا۔

برا مکر کسی کو نشان نہیں بناتا مگر اپنے اہل کو (یعنی مکر کرنے والے کو)۔

چاپلوسی

خبردار! تملق و چاپلوسی کے پاس نہ جانا کیونکہ یہ ایمانداروں کا شیوہ نہیں ہے۔

چاپلوسی انبیائؑ کا اخلاق نہیں ہے۔

جس کی چاپلوسی زیادہ ہوجاتی ہے، اس کی شگفتہ روئی نہیں پہچانی جاتی۔

تم سے بس وہی محبت کرے گا، جو تمہاری چاپلوسی نہیں کرتا ہے اور تمہاری تعریف بس وہی کرتا ہے، جو تمہیں نہیں سناتا ہے (کیونکہ چاپلوس وہ ہے کہ جو مدح و تعریف کرکے ممدوح کو سناتا ہے اور ایسا صرف چاپلوسی کی وجہ سے کرتا ہے)۔

بادشاہان و سلاطین

ظالم بادشاہ اور بدکردار عالم، از راہ اذیت پہنچانے میں سے زیادہ سخت ہیں۔

بادشاہ سے احتیاط و ہوشیاری، دوست سے خاکساری و کشادہ روئی کے ساتھ اور دشمن کے ساتھ اس طرح رہو، جو تمہاری طرف سے اس پر حجت ہوجائے (اس طرح کہ جو بھی تمہارے طریقہ کو دیکھے، وہ تم ہی کو حق پر بتائے)۔

بے شک بادشاہ روئے زمین پر خدا کا امین ہے اور شہروں اور بندوں کے درمیان عدل قائم کرنے والا ہے اور لوگوں کو معصیت و ظلم سے باز رکھنے والا ہے۔

ظالم بادشاہ، بے گناہ کو ڈراتا ہے (کیونکہ ان میں سے ہر ایک، ایک دوسرے کے خلاف ہوتا ہے لہٰذا ظالم یہ چاہتا ہے کہ بے گناہ اس کے راستہ پر چلے، اس لئے اسے ڈراتا ہے)۔

براحاکم، برا کہنے والے پر احسان کرتا ہے (اور اسے اپنی گود میں پالیتا ہے)۔

بادشاہوں کی مصیبت وآفت، بدسلوکی وبدطینتی ہے۔

وزیروں کا المیہ، ان کی بدباطنی ہے۔

بزرگوں اور روسا کا المیہ ان کی کمزور سیاست ہے کیونکہ قوم کا زمام دار رعیت کو اسی وقت راستہ پر لگا سکتا ہے، جب وہ یقین واعتماد کی قوت رکھتا ہو اور یہ سمجھتا ہو کہ کس طرح سلوک کرنا چاہیئے، اس کے علاوہ رعیت کی اصلاح نہیں ہوسکتی ہے)۔

بادشاہت وسلطنت کا المیہ، رعیت کی حمایت میں سستی کرنا ہے۔

جب تم مالک یا بادشاہ بن جاؤ تو نرمی کرو۔

جب بادشاہ (یا اس کی بادشاہت) کی بنیاد وعدالت پر استوار اور عقل کے ستونوں پر قائم ہوتی ہے تو خدا اپنے دوستوں کی مدد کرتا ہے اور دشمنوں کو ذلیل کرتا ہے۔

جب تمہیں بادشاہ زیادہ قریب کرلے (خواہ وہ عادل ہو یا ظالم) تو تم اس کی زیادہ تعظیم کرو (کیونکہ اگر عادل ہے تو تعظیم کرنا ہی تمہارا فریضہ ہے اور ظالم ہے تو اس کی بے دادگری کی بنا پر اس کا احترام کرو، ورنہ وہ درندوں کی مانند نقصان پہنچائے گا۔ ایسے ظالم کے پاس نہیں جانا چاہیئے، حرام ہے۔ ہاں! اگر مصلحت کا تقاضا ہو تو جائے، جیسے علی بن یقطین ہارونرشید کے دربار میں گئے تھے)۔

بادشاہوں کے پاس محبت ووفا نہیں ہوتی۔

ناپائیدار بادشاہت جو منتقل وزائل ہوجائے گی، وہ حقیر ہے (پس انسان کو ایسی بادشاہت کے حصول کی کوشش کرنی چاہیئے، جو دائمی ہو)۔

بادشاہوں سے بے نیازی بہترین بادشاہت ہے۔

بادشاہ پر جرأت کرنا، جلد ہلاک کرنے والا ہے (ایسے کام کا طبعی نتیجہ یہی ہے لیکن اس روایت میں نہیں معلوم ہوتا کہ اس سلسلہ میں دوسروں کا کیا فرض ہے، اس کا حکم دوسرے طریقہ سے حاصل کرنا چاہیئے)۔

بادشاہت کی زینت، عدل قائم کرنا ہے۔

بادشاہوں کا غضب، موت کا پیغام ہے۔

بادشاہ (اور حلم وزمامدار) کی فضیلت شہروں کو آباد کرنے میں ہے۔

بادشاہوں اور خیانت کاروں کی محبت بہت کم باقی رہتی ہے۔

ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ بادشاہوں اور آزردہ لوگوں کی دوستی دائم وثابت رہے (یعنی جو دوستی ومحبت کو برقرار رکھنا چاہتا ہے، وہ محبوب کو آزردہ نہیں کرتا ہے)۔

رعیت کے دل ولی وحاکم کے خزانہ دار ہوتے ہیں، پس وہ ان میں عدل وظلم میں سے جس کو بھی امانت رکھے گا، اسی کو پائے گا۔

خدا کے یہاں عادل بادشاہ اور نیکی کرنے والے مرد سے عظیم کسی کا ثواب نہیں ہے۔

جو بادشاہ ہوجاتا ہے، وہ مستقل مزاج ہوجاتا ہے (یعنی اس کی مستقل رائے ہوتی ہے)۔

جو اپنی سلطنت کے زمانہ میں تکبر کرتا ہے (وہ خود کو لوگوں کی نظر میں) چھوٹا قرار دیتا ہے یا اپنی سلطنت کو حقیر سمجھتا ہے۔

جس کا ظلم بڑھ جاتا ہے، اس کی سلطنت ختم ہوجاتی ہے۔

جس کی بادشاہی ظالم ہوتی ہے (یا اپنے غلام پر ظلم کرتا ہے) اس کی ہلاکت عظیم ہوتی ہے۔

جس سے اس کا وزیر خیانت کرتا ہے، اس کی تدبیر بے کار ہوجاتی ہے۔

جو تمہارے کوڑے سے ڈرتا ہے، وہ تمہاری موت کی تمنا کرتا ہے۔

جو تمہارے احسان (اور نیک کردار) پر اعتماد کرتا ہے، وہ تمہاری سلطنت کے زوال سے ڈرتا ہے۔

جس نے بھی (رعیت میں سے) بادشاہ پر جرأت کی، درحقیقت اس نے اپنی بے عزتی کو دعوت دی۔

جو اپنے بادشاہ سے خیانت کرتا ہے، اس کی امان باطل ہوجاتی ہے (یعنی پھر اسکے غضب کا نشانہ بنتا ہے۔ ایسے امور اگرچہ قہری ہیں لیکن اس سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ اگر بادشاہ ظالم ہو تو بھی خاموش رہنا لوگوں کا فریضہ ہے!)۔

جو اپنی سلطنت میں عدالت سے کام لیتا ہے، وہ مددگاروں سے بے نیاز ہوجاتا ہے۔

جو اپنی سلطنت کے بارے میں ڈرتا ہے، وہ اپنی دشمنی کو کم کردیتا ہے (تاکہ کوئی اس کی حکومت کے لئے خطرہ نہ بنے)۔

جو (حاکم و بادشاہ) اپنی رعیت پر ظلم کرتا ہے، خدا اس سے اس کی سلطنت چھین لیتا ہے اور اس کی نابودی میں عجلت فرماتا ہے۔

جو اپنے ملک (وسلطنت) میں ظلم کرتا ہے، لوگ اس کی ہلاکت کی آرزو کرتے ہیں۔

جو ظلم کی تلوار کھینچتا ہے، اس سے قدرت وسلطنت چھین لی جاتی ہے۔

جو ادب کے بغیر بادشاہ کی خدمت طلب کرتا ہے، وہ سلامتی سے ہلاکت کی طرف بڑھتا ہے۔

جو اپنی سلطنت میں ظلم کرتا ہے اور اپنے ظلم کو بڑھا لیتا ہے، خدا اس کے محل کو منہدم کردیتا ہے اور اس کے ارکان کو تہس نہس کردیتا ہے۔

جس نے اپنی سلطنت میں عدل سے کام لیا اور احسان کیا، خدا اس کی شان وشوکت کو دوبالا کردیتا ہے اور اس کے مددگاروں کو قوی وغالب بنادیتا ہے۔

جو اپنی سلطنت کے ذریعے اپنے دین کی خدمت کرتا ہے، ہر بادشاہ اس کا مطیع وفرمانبردار ہوتا ہے۔

جو اپنے دین کو اپنی سلطنت وحکومت کا خادم بنادیتا ہے، ہر انسان اس کی (حکومت کی) طمع کرے گا۔

جو بادشاہ کے تقرب وخدمت میں مشغول رہتا ہے، وہ بھائیوں کے لئے خالی نہیں رہتا ہے۔

بادشاہ کا ایک حق یہ بھی ہے کہ اسے اپنے لشکر سے اپنے نفس کی تربیت کرنا چاہئے۔

بادشاہوں سے جنگ نعمتوں کو سلب کر لیتی ہے۔

وزرائے سو (برے اور بدقماش وزیر) ظالموں کے مددگار اور گنہگاروں کے بھائی ہوتے ہیں۔

حکام جور امت کے بدترین افراد اور پیشواؤں کے دشمن ہیں۔

اپنے (عادل) بادشاہ کے پاس سے پراگندہ نہ ہونا (اور اس کی اطاعت سے روگردانی نہ کرنا) کہ نتیجہ میں تمہارے کام کا انجام مذموم ہوگا (کیونکہ جب امت اپنے امام کی فرمانبرداری نہیں کرے گی تو امام ملک کا نظام نہیں چلا سکے گا اور اسے دشمن سے نہیں بچا سکے گا)۔

بادشاہوں کے پاس ہرگز زیادہ نہ جایا کرو کیونکہ اگر تم ان کے مصاحب وفریق بن گئے تو وہ تمہیں ملول کریں گے اور اگر تم انہیں نصیحت کرو گے (یا ان کے ساتھ خلوص برتو گے) تو تمہیں دھوکا دیں گے (اور تمہارے ساتھ دوغلی چال چلیں گے)۔

بادشاہوں کے ساتھ گھلنے ملنے کی طرف رغبت نہ کرو کہ وہ سلام کا جواب دینے کو بھی بہت بڑی بات سمجھتے ہیں اور عقاب وسزا میں گردن مارنے کو بھی کم سمجھتے ہیں۔

بادشاہ سے اس وقت نہ ملو، جب وہ امور کے بحران کی وجہ سے تشویش میں مبتلا ہو کیونکہ دریا میں اتنا سکون وٹھہراؤ نہیں ہوتا ہے کہ جو اس کا سوار محفوظ رہ سکے تو پھر جس وقت ہواؤں کا رخ معلوم نہ ہو اور موجیں بپھری ہوئی ہوں تو اس وقت کیسے محفوظ رہ سکے گا؟

خبردار! بادشاہوں کی دوستی کی ہرگز طمع نہ کرنا کہ وہ تمہارے آرام کے زمانے میں بھی تم کو وحشت میں ڈال دیں گے اور جب تم ان سے بہت نزدیک ہو گے تو بھی وہ تم پر رحم نہیں کریں گے (یعنی وہ کسی وقت بھی قابل اعتماد نہیں ہیں)۔

جس جگہ سے بادشاہ گزر جاتا ہے یا جس جگہ بادشاہ ظلم کرتا ہے، وہ کبھی آباد نہیں ہوسکتی۔

جب بادشاہ کی نیت وارادہ بدل جاتا ہے تو زمانہ بدل جاتا ہے (یعنی جب تک وہ عدل قائم رکھتے ہیں، خدا اپنی نعمتوں سے نوازتا رہتا ہے لیکن محض ان کی ظلم کی نیت سے نعمتیں متغیر ہو جاتی ہیں (اغبان اور عرق انار وبادشاہ کی نیت والی داستان اس کا ثبوت ہے)۔

جب بادشاہ خونخوار وسفاک اور غضب ناک ہو جاتا ہے تو شیطان تسلط پا جاتا ہے (شیطان کے لئے بہترین موقعہ غضب وغصہ کا وقت ہے کہ اس وقت ہر ایک آدمی خود کو قابو میں نہیں رکھ پاتا ہے اور گناہ ہو جاتا ہے)۔

بادشاہ کا (بادشاہ کو) طلب کرنا (اور ناحق حکومت میں ان کی مدد کرنا) شیطان کا مکر وحیلہ ہے۔

بادشاہ کا عدل کرنا، رعیت کی زندگی اور خلق کی بھلائی ہے۔

امرا میں سے بدترین وہ ہے، جو اپنی ہوا وہوس ہی کا اسیر ہو۔

امرا میں سے بدترین اسیر وہ ہے جس کی رعیت پر ظلم کیا جائے (خوہ وہ خود ظلم کرے یا اس کے ہوتے ہوئے ان پر ظلم

کیا جائے)اور ممکن ہے کہ ظلم فعل معروف ہو۔

بادشاہ کا مصاحب ورفیق ایسا ہی ہے جیسے شیر کا سوار، لوگ اس کے مرتبہ اور شان کی آرزو کرتے ہیں حالانکہ اپنے مرتبہ کو وہی بہتر جانتا ہے(کہ کتنا پرخطر ہے)۔

سلطنت میں شریک ہونا، بدنظامی وتنزلی کی طرف لے جاتا ہے۔

بادشاہوں کی طرف سے ملنے والی منزلت، رنج ومحن کی کلید ہے اور فتنہ وآزمائش کا بیج ہے(اکثر اوقات اس کی خدمت میں حاضر رہنا پڑتا ہے، اس کے ہر حکم کو تعمیل کرنا پڑتا ہے اور چونکہ اس میں ہر کام کو انجام دینے کی طاقت نہیں ہے لہٰذا انجام دینے سے قاصر رہے گا)۔

بادشاہوں میں سب سے افضل، عادل بادشاہ ہے۔

بادشاہوں میں سب سے افضل بادشاہ وہ ہے، جو نفس کے لحاظ سے سب سے بڑا پارسا ہو(یعنی وہ زیادہ پاک دامن ہو)۔

بادشاہوں میں(اخلاق کے اعتبار سے)سب سے افضل بادشاہ وہ ہے، جس کا عدل تمام لوگوں کے لئے ہو۔

باعزت ترین حاکم وہ ہے کہ جس پر اس کی خواہش حکمرانی نہ کرے۔

جلیل القدر بادشاہ وہ ہے، جو اپنے نفس کا مالک ہو اور عدل کو فروغ دیتا ہو۔

تمام بادشاہوں سے افضل بادشاہ وہ ہے، جس کا فعل ونیت نیک ہو اور وہ اپنی رعیت کے ساتھ عدل کرتا ہو۔

حالات کے لحاظ سے وہ بادشاہ بہت اچھا ہے، جس کی شادمانی میں لوگوں کی زندگی اور ان کی شادمانی ہو اور رعیت کو اپنے عدل سے نہال کرے کہ اس کا عدل سب پر سایہ گستر ہو جائے۔

جس شخص سے دور رہنا مناسب ہے، وہ ظالم بادشاہ، طاقت ور دشمن اور بے وفا دوست ہے۔

عقل مندترین بادشاہ وہ ہے، جو اپنے ترس کو رعیت کے لئے اس چیز سے تادیب کرتا ہے، جو اس سے چھوٹ جاتی ہے اور ان کی طرف سے ان پر حجت ہوتی ہے(یعنی ان کی حجت کے لئے گنجائش نہیں چھوڑتا ہے، کمزور وبے کس لوگوں کی فریاد کو پہنچتا ہے اور ہر شخص سے اس کی حیثیت کے مطابق سلوک کرتا ہے، مختصر یہ کہ ان کے درمیان عدل قائم کرتا ہے)اور رعیت کو اس چیز سے تادیب کرتا ہے، جو اس پر اس کی حجت سے ثابت ہوتا ہے۔

بادشاہ(اگر دین دار وعادل ہوتے ہیں تو)دین کے حامی ہوتے ہیں۔

بادشاہ کا تاج، اس کا عدل ہے(اگر اس میں عدل ہوتا ہے تو وہ سردار ہے اور نہیں ہوتا تو معاشرہ کا بدترین فرد ہے)۔

بادشاہ پر لازم ہے کہ وہ اپنے لشکر سے پہلے اپنے نفس کو تادیب کرے۔

بہترین امیر وحاکم وہ ہے، جو اپنے نفس کا امیر ہے(یعنی اس کا نفس اس کے حکم کے تابع ہے)۔

بہترین بادشاہ وہ ہے، جس نے ظلم کو ختم کر دیا اور عدل کو حیات بخشی ہے۔

بادشاہ کا کمزور وسست ہونا رعیت کے لئے اس کے ظلم سے زیادہ سخت ہے (کیونکہ اس کے ظلم کا نتیجہ یہ ہوگا کہ زمام سلطنت اس کے ہاتھ سے نکل جائے گی لیکن اس کی سستی سے پورا نظام ہی تباہ ہوجائے گا)۔

سلطنت کی زکوٰۃ ستم دیدہ لوگوں کی فریاد کو پہنچنا ہے (یعنی یہ اس کی پاکیزگی کا باعث ہوتا ہے)۔

بدترین بادشاہ وہ ہے، جو عدل کی مخالفت کرتا ہے (یعنی عدل سے کام نہیں لیتا ہے)۔

بدترین وزیر وہ ہے، جو بدترین وشریر لوگوں کے وزیر ہوتے ہیں۔

بادشاہوں کی نظر میں اپنے مرتبہ ومنزلت کو محفوظ رکھو اور اس بات سے ڈرتے رہو کہ جس چیز نے ان کی نظر میں بلند کیا ہے، کہیں وہ تمہیں ان کی نظر میں نہ گرادے۔

(تجربہ کار وامین) کارمندوں کے ذریعے جو کام انجام پذیر ہوتے ہیں، ان میں استقامت واستحکام ہوتا ہے۔ مالک اشترؒ

جب آپؑ کو مالک اشترؒ کی وفات کی خبر ملی تو آپؑ نے فرمایا: (مالکؒ دنیا سے اٹھ گئے ! کون مالکؒ ؟) اگر پہاڑ تھے تو یقینا کوہِ گراں تھے، جس پر کوئم پرداز نہیں پہنچ سکے اور کوئی پرندہ پر نہ مار سکا۔

اشترنخی کے بارے میں فرمایا: وہ اللہ کی تلوار ہے، جو چلانے سے کند نہیں ہوتی، نہ اس سے اس کی تیزی میں فرق آتا ہے اور نہ کوئی بدعتی فریفتہ کر سکتا ہے (کہ وہ اس کے پیچھے پیچھے چلے) اور کوئی گمراہ انہیں نہیں بہکا سکتا ہے۔

فرشتہ

بے شک انسان کے ساتھ دو فرشتہ ہیں، جو اس کی حفاظت کرتے ہیں پھر جب اس کی اجل آجاتی ہے تو اسے چھوڑ دیتے ہیں، بے شک اجل وموت اس کی مضبوط ومحفوظ رکھنے والی سپر ہے۔

آپؑ نے فرشتہ کے متعلق فرمایا، وہ ایمان کے اسیر وگرفتار ہیں (اس کے بند میں جکڑے ہوئے ہیں) جس سے انہیں عدول و میلان آزاد نہیں کراسکتا (یعنی وہ ہمیشہ باایمان رہیں گے) مذکورہ کلام نہج البلاغہ کے خطبہ اشباح میں درج ہے۔

بندہ

بہت سے بندے ایسے ہیں، جن کی جدائی کی طاقت نہیں ہے (کہ ان کا سلوک نیک ہے مرحوم خوانساری نے یہ احتمال دیا ہے کہ یہ ملول ہوگا یعنی بہت سے لوگ ایسے ہیں، جن کا وجود تھکان وکوفت کا سبب ہوتا ہے لیکن ان سے جدا نہیں ہوا جا سکتا لہٰذا اس پر صبر کرنا چاہئے)۔

ملکہ

جو نیک وبہترین ملکہ (نیک اخلاق وطریقہ) پیدا کرتا ہے، وہ ہلاکت سے محفوظ رہتا ہے۔

افسردہ

ملول وافسردہ کے لئے اخوت نہیں ہے۔
ملول کے لئے مروت نہیں ہے(ممکن ہے، یہ مراد ہو کہ جو کسی سے ملول ورنجیدہ ہو جاتا ہے وہ آدمیت کی رعایت نہیں کرتا ہے)۔
کسی ملول سے خود کو محفوظ نہ سمجھو، خواہ کسی احسان ہی سے آراستہ ہو(کیونکہ آزردہ دل کو موہ لینا بہت مشکل ہے) کہ بجلی کی چمک تاریکیوں میں ڈوب جانے والے کے لئے بے فائدہ ہوتی ہے۔
کسی بھی ملول ورنجیدہ کے لئے اخوت نہیں ہے۔
ملول کا کوئی دوست نہیں ہوتا ہے۔

آزردگی

بادشاہی یا آزردگی، اخوت کو تباہ کرتی ہے۔

ناممکن

ہر ناممکن کام کا حصول اور اس تک رسائی دشوار ہوتی ہے(علامہ خوانساری فرماتے ہیں: بظاہر یہ مراد ہے کہ جب کوئی کسی دست کاری یا حرفہ کو سیکھ لیتا ہے تو اسے چھوڑ کر دوسرے حرفہ میں مشغول نہیں ہوا جا سکتا لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپؑ امامت کے رتبہ و منزلت سے دفاع کر رہے ہیں کہ تم جیسے لوگوں کے لئے اس تک رسائی ناممکن ہے تو اس کے لئے خود کو زحمت میں مبتلا نہ کرو۔ مشہور روایت: "العلم نور یقذفه الله فی قلب من یشاء" حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس شخص سے فرمایا تھا، جو منصب امامت پر پہنچنے کی آرزو رکھتا تھا)۔

احسان جتانا

احسان جتانا، نعمت کو تاریک وسیاہ کر دیتا ہے۔
احسان جتانا، احسان ونیکی کو برباد کرتا ہے۔
احسان جتانا، احسان کو سبک کر دیتا ہے۔
احسان جتانا، احسان کو فاسد وخراب کر دیتا ہے۔
احسان جتانا، احسان کو تباہ کر دیتا ہے۔
ملامت وسرزنش، احسان جتانے کے ساتھ ہے۔
احسان جتا کر خود کو کریم ثابت کرنا، پستی ہے۔

سخاوت کا المیہ، احسان جتانا ہے۔

احسان جتانے سے احسان مکدر ہو جاتا ہے۔

زیادہ احسان جتانے سے، احسان تیرہ و تاریک ہو جاتا ہے (خود احسان میں اس کا شائبہ ہوتا ہے، دینے والے کے چہرہ کا تاثر بدل جائے تو تکلیف ہوتی ہے، اگر احسان جتایا جائے تو کیا حال ہوگا)۔

احسان جتانا، صاف و خالص احسان کو تیرہ کر دیتا ہے۔

جس نے احسان کر کے جتا دیا، اس نے مروت پر ظلم کیا۔

احسان جتانے کی قباحت و برائی، احسان پر ظلم ہے۔

زیادہ احسان جتانا، احسان کو مکدر کر دیتا ہے۔

جو احسان کر کے جتاتا ہے، وہ اپنے شکریہ کو قلم زد کرتا ہے (یعنی کوئی اس کا شکریہ نہیں ادا کرے گا)۔

جو احسان کر کے جتاتا ہے، وہ اپنے کئے کو اکارت کرتا ہے۔

جو احسان کر کے جتاتا ہے، گویا اس نے احسان نہیں کیا ہے۔

جو احسان کر کے جتاتا ہے، وہ اپنے احسان کو برباد کرتا ہے۔

احسانات کو جتانے جیسی چیزیں برباد کر دیتی ہیں۔

عطا و بخشش کو اس نے گوارا نہیں سمجھا، جس نے احسان جتا دیا۔

جس نے احسان کر کے جتا دیا، اس نے احسان کو کامل نہیں کیا۔

جس نے بہت زیادہ احسان جتایا، اس نے اپنے احسان کو خوشگوار و شیریں نہیں بنایا۔

صدقہ دینے والے کا گناہ، اس کے اجر و ثواب پر غالب آ جاتا ہے۔

احسان جتانے والے کا کوئی احسان نہیں۔

(احسان) جتانے کے ساتھ کوئی احسان نہیں ہے۔

احسان کر کے جتانے والے کے لئے کوئی لذت نہیں ہے۔

احسان جتانے سے بدتر کوئی خصلت نہیں ہے۔

اے احسان کرنے والے! احسان کر کے نہ جتاؤ کیونکہ احسان و نیکی کو احسان جتانے کا عیب و برائی باطل کر دے گی۔

خبردار! احسان کر کے جتانا نہیں کہ جتانے سے احسان مکدر ہو جاتا ہے۔

موت

موت تمہارے سایہ سے زیادہ تمہارے ساتھ اور تم سے زیادہ تمہاری مالک ہے (بہت سے ایسے بھی ہیں، جو خود اپنے مالک نہیں

ہیں لیکن موت کی ملکیت کچھ ایسی ہے کہ جس سے کوئی بھی فرار نہیں کر سکتا ہے)۔

ہمیشہ موت کو اور اس چیز کو یاد کرو، جہاں تم کو مرنے کے بعد پہنچنا ہے مگر یہ کہ اس سے اچھی طرح عہدہ برآ ہو۔

موت اور اس چیز کو زیادہ یاد کیا کرو، جس پر اچانک تمہارا خاتمہ ہوگا اور مرنے کے بعد جس کی طرف تمہیں کھینچا جائے گا (یاد کرتے رہو) یہاں تک کہ تمہیں ایسے موت آئے کہ تم نے اس کے لئے سلاح اور اسباب جمع کر لیا ہو اور اس کے لئے کمر کو کس لیا ہو، تم پر اچانک نہ آئے کہ تمہیں مغلوب کر لے۔

موت کے لئے تیار ہو جاؤ، بے شک اس نے تمہارے اوپر سایہ ڈال دیا ہے (یا وہ تمہیں دیکھ رہی ہے)۔

موت کی پکار کو اپنے کان سے سنو قبل اس کے کہ موت تمہیں طلب کرے اور اپنی آواز سنائے۔

لذتوں کو خراب کرنے (لذتوں کو تلخیوں میں بدلنے) والی اور خواہشوں کو مکدر کرنیوالی اور متفرق و پراگندہ ہونے والی کو یاد کرو۔

موت سے ہوشیار رہو اور اس کے لئے اچھی تیاری کرو تا کہ تم اپنی جائے بازگشت میں نیک بخت ہو جاؤ۔

ہوشیار! کم زادِ راہ نہ ہو اور اپنے جانے کے لئے زیادہ تیاری کرو۔

کیا روح نکلنے سے کوئی اپنے پروردگار سے ملاقات کرنے کے لئے تیاری کرنے والا نہیں ہے۔

مومن کے لئے بہترین تحفہ موت ہے (کہ اس کے ذریعے مصائب و آلام سے نجات پاتا ہے اور خدا کی لامحدود نعمتوں سے سرشار ہوتا ہے)۔

موت سے زیادہ سخت وہ چیز ہے کہ جس سے رہائی کے لئے موت کی تمنا کی جائے (ممکن ہے، اس عبارت میں اہل جہنم کے حالات بیان کئے گئے ہیں کہ وہ یہ دعا کریں گے: خدا ہمیں موت دے دے تا کہ ہمیں نجات مل جائے۔ جواب ملے گا: انکم کثون ''تم ہمیشہ عذاب میں رہو گے''۔ اس روایت سے موت کی سختی بھی سمجھ میں آتی ہے اور ایسا ہی ہونا چاہئے کیونکہ موت مومن کے لئے تحفہ ہے لیکن دوسروں کے لئے بہت سخت ہے)۔

بے شک جو روئے زمین پر چلتا ہے، وہ اس کے پیٹ میں رہے گا۔

بے شک ایک چیز کے بارے تم نہیں جانتے کہ وہ ناگہاں اور اچانک گر پڑے گی، اس کے گرنے سے پہلے ہی اس کے لئے تیار ہو جاؤ۔

آپؑ نے اس گروہ سے کہ جس کا ایک آدمی مر گیا تھا، اس طرح فرمایا: یقیناً یہ امر (موت و جدائی) ایسا نہیں ہے کہ جس نے تمہیں سے ابتدا کی تم ہی پر ختم ہو جائے گا۔ حقیقت یہ ہے، تمہارے مرنے والے دوست نے سفر کیا ہے پس موت کو اس کا ایک سفر سمجھو پھر اگر وہ آ جائے تو کوئی بات نہیں، ورنہ تم اس کے پاس پہنچو گے (یعنی تمہیں بھی موت آئے گی اور تم اس سے ملحق ہو گے)۔

بیشک آنے والا کامیابی یا بدبختی کے ساتھ آتا ہے، بے شک وہ ذخیرہ میں اضافہ کا مستحق ہے تا کہ نیک بختی کے ساتھ آئے۔

بے شک جس غائب کو رات، دن (جن کی تجدید ہوتی رہتی ہے) فنا کر رہے ہیں، یا جس کے لئے حدی خوانی کر رہے ہیں (حدی،

ایک ترانہ یا صدا جس کو شتربان اپنے اونٹوں کو تیز چلانے کے لئے پڑھتا ہے) وہ جلدی واپس لوٹنے کا سزاوار ہے (موت و قیامت کے لئے تیاری کرو اور ان کے غائب ہونے سے آدمی کو غافل نہیں ہونا چاہئے کہ وہ یک بیک آ جائے گی)۔

بے شک تمہارے سامنے لمبی مسافت و شدید مشقت والا راستہ ہے اور تمہارے لئے نیک طلبی اور کفایت کناں زادِراہ کے فراہم کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے۔ بے شک ہمارا ''انا للہ'' کہنا، اس بات کا اقرار ہے کہ ہم کسی کی ملکیت ہیں اور ہمارا ''وانا الیہ رجعون،' اپنے نفسوں کے لئے اس بات کا اقرار ہے کہ ہلاک ہونا ہے۔

بے شک تمہارے سامنے ایک دشوار ترین عقبہ ہے، جس پر سبک بار (کم وزن والے) زیادہ بار والوں سے بہتر ہوں گے اور اس پرسست رفتاری سے چلنے والے تیز چلنے والوں سے زبوں حال ہوں گے، بے شک اس سے ڈھلتے ہی تمہارے اترنے کی جگہ یا جنت ہے یا جہنم۔

یقیناً یہ موت تیزی سے طلب کرنے والی ہے (جلدی سے ہر ایک کے پاس پہنچ جاتی ہے) مقیم اس سے نہیں بچ سکتا اور جو اس سے گتا ہے، وہ اسے عاجز نہیں کر سکتا (بلکہ جہاں بھی جائے گا، وہ اس کے پیچھے پیچھے جائے گی اور دبوچ لے گی)۔

بے شک موت میں اس شخص کے لئے آرام و راحت ہے، جو شہوت کا غلام اور خواہشوں کا اسیر ہے کیونکہ جتنی طویل اس کی عمر ہوگی، اتنے ہی اس سے گناہ ہوں گے اور وہ اپنے نفس پر بڑا ظلم کرتا ہے۔

بے شک موت میں ایسی بھیانک سختیاں ہیں کہ جن کو بیان نہیں کیا جا سکتا ہے اور نہ اہل دنیا کی عقلیں اسے سمجھ سکتی ہیں۔

بے شک موت کو تمہاری پیشانیوں سے ٹانک دیا گیا ہے اور دنیا کو تمہاری پشتوں سے باندھ دیا گیا ہے (یعنی دنیا رو بہ زوال ہے اور تم فنا کی طرف بڑھ رہے ہو، کچھ ہی دیر بعد موت کی نیند سو جاؤ گے)۔

بے شک موت ایسا زائر و ملاقات کرنیوالا ہے کہ جس سے محبت نہیں کی جا سکتی اور ایسا کم کرنے، توڑنے یا پہنچانے والا ہے کہ جو مطلوب نہیں ہے اور ایسا جنگ کرنے والا ہے جو مغلوب نہیں ہوگا۔

قافلہ بہت تیز رفتار ہے (قافلہ بہت جلد روانہ ہونے والا ہے، لہٰذا جلد سے جلد تیاری کرو)۔

موت، راحت بخش ہے (البتہ نیک لوگوں کے لئے)۔

قیامت یا موت قریب ہے۔

مرنا، وقت کا فوت ہونا ہے (لہٰذا وقت سے پہلے آمادگی کر لینا چاہئے)۔

موت، غافل رفیق یا نگہبان ہے (جب تک حکم خدا نہ پہنچے، وہ غافل ہے یا وہ نگہبان واچانک آتی ہے)۔

موت، آخرت کا دروازہ ہے۔

سفید بال ہونا، موت کا پیغام ہے۔

موت، آخرت کے اولین مراتب میں سے ہے (یعنی مرتے ہی حساب شروع ہو جاتا ہے)۔

موت، قبول ذلت و پستی نہیں۔

موت، دارِ فنا سے جدائی اور دار بقا کی طرف سفر ہے۔

بے شک تم لقمہ اجل ہو، اس سے بھاگنے والا اس سے بچ نہیں سکتا، وہ یقینا آئے گی۔

بے شک تمہارے پیچھے ایک بہت تیز ڈھونڈنے والا لگا ہوا ہے اور وہ موت ہے، لہٰذا اس سے غافل نہ رہو۔

یقینا تم موت کا شکار ہو اگر تم کھڑے ہو گے تو تمہیں پکڑ لے گی اور اگر تم اس سے بھاگو گے تو وہ تمہیں دبوچ لے گی۔

جب موت سر پر آجاتی ہے تو امیدیں رسوا ہو جاتے ہیں (یعنی پھر امیدیں ہیچ ہو جاتی ہیں)۔

جب تم گہاں موت کے آنے سے محفوظ نہ ہو تو اس کے آنے کے لئے تیاری نہ کرنا، عجز و ناتوانی ہے (اور عجز و ناتوانی مذموم ہے)۔

اموات، امیدوں کو منقطع کر دیتی ہے۔

جب تم (دنیا سے) پشت کئے ہوئے اور موت تمہاری طرف رخ کئے ہو تو ایک دوسرے سے کتنی جلد ملاقات ہوگی!!!

جب تمہارے پاس موت کی زیادہ خبریں آئیں (جب تمہارے پاس ایک کے بعد دوسرے کے مرنے کی خبر آئے یا موت کے پیغام رساں، نگاہوں کا کمزور ہونا، بالوں کا سفید ہونا، پیروں میں درد ہونا وغیرہ زیادہ ہوں) تو یہ تمہاری موت کی خبر دے رہے ہیں (یعنی کچھ دنوں کے بعد تمہاری موت کی خبر گشت کرے گی)۔

جو موت کے لئے تیاری اور مہلت کو غنیمت سمجھنا چھوڑ دیتا ہے، وہ موت کے حملہ سے بے خبر ہے۔

چل کھڑے ہو کہ تمہیں جلد لے جایا جائے گا اور مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ کہ اس نے تمہارے اوپر سایہ ڈال دیا ہے۔

ذکر موت، اسباب کو حقیر و ہیچ بنا دیتا ہے۔

بہت سے ایسے ہیں، جن کو پانی کے ذریعے اوچھو لگ جاتا ہے یا اس کے پینے والے کا سیراب ہونے سے پہلے ہی دم گھٹ جاتا ہے۔

موت (سعادت و کمال کے) چھوٹ جانے کا سبب ہے۔

اپنے نفسوں کو بہشت کی نعمتوں کا اتنا مشتاق بناؤ کہ موت کو پسند اور زندگی کو دشمن سمجھنے لگو (موت کا سنتے ہی افسردہ نہ ہو اور خدا کے پیغام سے افسردہ نہ ہو جاؤ بلکہ اس طرح موت کے معتقد ہو جاؤ گے، تمہارا شمار اس کے حساب کرنے والوں میں ہو جائے گا انسان اس طرح زندگی گزارے کہ دنیا سے زیادہ موت کو چاہے)۔

مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے، جو موت کو بھلا دیتا ہے کہ وہ مرنے والے کو دیکھتا ہے؟

مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے، جو اپنے نفس اور عمر میں کمی ہوتے ہوئے دیکھ رہا ہے اور پھر مرنے کے لئے تیاری نہیں کرتا ہے۔

مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے، جو موت کے ناگہاں آنے سے ڈرتا ہے پھر بھی (گناہوں سے) باز نہیں آتا۔

موت کا غائب زیادہ مستحق ہے کہ اس کا انتظار کیا جائے اور نزدیک ترین (پیش) آنے والا ہے۔

موت میں شادمانی یا رشک ہے۔
ہر نفس میں موت ہے (قولِ خدا ہے: **کل نفس ذائقة الموت** ''ہر نفس موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے'')۔
موت میں نیک بختوں کے لئے راحت ہے۔
کبھی موت، جلدی آتی ہے۔
ہر موت متوقع، آنے والا ہے (ہر وہ چیز آنے والی ہے، جس کا انتظار کیا جاتا ہے)۔
ہر آنے والا، قریب ہے (یعنی موت و قیامت سے غافل نہیں ہونا چاہیئے)۔
ہر نزدیک، فریب ہے۔
ہر مرد، موت سے ملاقات کرنے والا ہے۔
وہ کیسے محفوظ رہ سکتا ہے؟ اس کی طالب موت ہے!
تم کیسے موت کو فراموش کرتے ہو، جب کہ اس کے آثار (بالوں کی سفیدی، دوسروں کا مرنا، ضعیفی و ناتوانی) تمہیں اس کی یاد دلا رہے ہیں؟
ہر طلوع کرنے والا غروب ہوگا (یعنی خدا کے علاوہ کوئی چیز باقی نہیں رہے گی)۔
ہر نفس کے لئے موت ہے۔
ہر زندہ کے لئے موت ہے (خدا کے علاوہ)۔
نفوس کے لئے موت ہے (اس سے ہر ایک کو گزرنا ہے)۔
موت سے کوئی مالدار بھی اپنے کثیر مال کے سبب نجات نہیں پا سکتا ہے (یعنی موت کی خرید و فروخت نہیں ہوتی ہے)۔
کوئی نادار اپنی ناداری کی وجہ سے ہرگز موت سے محفوظ نہیں رہے گا۔
اگر موت خریدی جاتی تو اسے ثروت مند خرید لیتے (تاکہ ہمیشہ دنیا میں خوش رہیں)۔
جو مر جاتا ہے، وہ فوت ہو جاتا ہے (پھر وہ عمل کرنے والوں کے درمیان نظر نہیں آئے گا پس جب تک زندہ ہے پوری کوشش سے عمل کرے)۔
جس کو سفر (اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے کا) یقین ہے، اسے کوچ کرنے کے لئے تیاری کرنا چاہیئے۔
جو یقین کی نظر سے موت کو دیکھے گا، وہ اسے نزدیک ہی دیکھے گا۔
موت کوت کو امید کی نظر سے دیکھے گا، وہ اسے دور دور دیکھے گا۔
جو موت کو یاد رکھتا ہے، وہ امید کو بھول جاتا ہے۔
جو سفر (آخرت) کی دوری کو یاد کرتا ہے، وہ (اس کے لئے) تیاری کرتا ہے۔

جوموت کوزیادہ یادکرتا ہے، وہ دنیا کے فریب سے نجات پا تا ہے۔

جس سے موت کا تیرخطا کرتا ہے، اسے بڑھاپا قید کرتا ہے۔

جس کی نظر میں موت رہتی ہے، وہ نیکیوں کی طرف سبقت کرتا ہے۔

جواپنی دونوں آنکھوں کے سامنے موت کی تصویرکشی کرلیتا ہے، کارِدنیا اس کے لئے آسان ہوجاتا ہے۔

جواکثر موت کا ذکر کرتا ہے، وہ دنیا (کے مال) سے اتنے پرراضی ہوجاتا ہے، جواس کے لیے کافی ہو۔

جواکثر موت کو یاد کرتا ہے، دنیا کی طرف اس کی رغبت کم ہوجاتی ہے۔

جوموت کو یاد کرتا ہے، وہ دنیا (کے مال میں) سے تھوڑے پرراضی ہوجاتا ہے۔

جس پرموت کومقرر کردیا گیا ہے، وہ اس کی بیخ کنی کردیتی ہے اورفنا کردیتی ہے۔

وہ موت سے نجات نہیں پاسکتا ہے، جواس کوطلب کرتا ہے (دنیاباقی رہنے کی جگہ نہیں ہے موحتماً آئے گی)۔

موت کووہ شخص اپنی جگہ نہیں اتارتا ہے، جوآنے والے کل کواپنی اجل سمجھتا ہے (ہرآن انسان کوموت کو یادرکھنا چاہئے)۔

جس شخص نے ایمان وتقویٰ کواپنے دل کا شعار بنالیا ہے، اس کے لئے موت کتنی مفید ہے۔

آخرکی تباہیوں سے میرے لئے دنیا کی ہلاکت آسان ہے (یہ جملہ آپؑ نے اس وقت فرمایا، جب لوگوں نے قتل عثمان کے بعد بیعت کی۔لوگوں نے پؑ کے ساتھ ایسا سلوک کیا کہ آپؑ کو جنگ کے لئے اٹھنا پڑااور یہ جملہ فرمایا۔نہج البلاغہ خطبہ ۵۳)

ہم موت کے مددگار ہیں اور ہماری جانیں ہلاکت کی زد پر ہیں تو ہم کہاں سے بقا کی امید کرسکتے ہیں جب کہ ان دن ورات نے کسی کوفراغت سے نہیں نوازا ہے اورکسی عمارت کو بلند نہیں کیا ہے مگر (یہ حملہ آور جو بنایا ہے، اسے گرادیتے ہیں اور جو پراگندگی نے جمع کیا ہے، اسے بکھیر دیتے ہیں)۔

یہ اس کلام کا تتمہ ہے، جوآپ نے خطبہ غرا میں بیان کیا ہے۔اس خطبہ میں انسان کے بدن کی خلقت اورخدا کی نعمتوں کا ذکر کیا ہے۔یہاں تک کہ فرماتے ہیں: کیا یہ مدت بقاوالے فنا کی گھڑیاں دیکھ رہے ہیں؟ جب زوال وانتقال نزدیک اورکوچ قریب ہوگا۔

(خطبہ غرا میں یہ فرماتے ہیں) توکیا تمہارے قریبی عزیزوں نے موت کوتم سے دفع کردیا ہے یا رونے والیوں نے تمہیں کوئی فائدہ پہنچادیا ہے؟

یہ عبید ہے کہ جوموت کوطلب کرے اوروہ اس سے چھوٹ جائے (یا جس کے پیچھے موت ہووہ بچ جائے)۔

موت کو گلے لگانے والا عمل چھوڑ دیتا ہے اورامید وآرزوکو ذلیل کردیتا ہے (یعنی جب تک آدمی زندہ رہتا ہے، عمل کرسکتا ہے یا امیدوآرزوکرسکتا ہے)۔

موت پر واردہونے والا، مہلت کونابودکردیتا ہے اوراجل کوقریب کرلیتا ہے اورامید کو بٹھا دیتا ہے (یعنی پھرآرزونہیں کرتا ہے)۔

موت جیسا کوئی آرام پہنچانے والا (مومن کے لئے) نہیں ہے۔
موت کسی بھی ہلاک ہونے والی چیز کو نہیں چھوڑے گی (سب کو ہلاک کر دے گی)۔
کوئی آنے والا، موت سے زیادہ قریب نہیں ہے۔
کوئی غائب، موت سے جلد آنے والا نہیں ہے (کہ اس کا آنا یقینی ہے)۔
اپنی موت سے بھاگنے والے پر ملامت نہیں کی جا سکتی۔
(یہ جملہ معمولی فرق کے ساتھ نہج البلاغہ کے کلمہ حکمت ۱۶ میں بھی نقل ہوا ہے کہ تمام امور قضا وقدر کے تابع ہیں) تمام امور تقدیر (خدا کے فیصلہ) کے سامنے سرنگوں ہیں۔ یہاں تک کہ کبھی تدبیر کے نتیجہ میں بھی موت آجاتی ہے۔
جو شخص اپنے سفر کرنے کی سرعت کو جانتا ہے، اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنے انتقال کے لئے بہترین انتظام و تیاری کرے۔
موت قبول ہے، ذلت و رسوائی قبول نہیں ہے۔
ہر زندہ کو موت آئے گی۔

مردے

مرجانے والوں کی برائی نہ کرو کہ گناہ کے لئے یہی کافی ہے۔

مال وثروت

مال اپنے مالک کو دنیا میں معزز کرتا ہے لیکن خدا کے نزدیک ذلیل کرتا ہے۔
مال اپنے مالک کو اس وقت عزت سے نوازتا ہے، جب وہ اسے خرچ کرتا ہے اور جب اس میں کنجوسی کرتا ہے تو وہ اسے ذلیل کر دیتا ہے۔
مال واولاد (بیٹے) دنیوی زندگی کی زینت ہیں جب کہ عمل صالح آخرت کی کھیتی ہے۔
مال اپنے مالک کو دنیا میں بلند کرتا ہے اور آخرت میں گرا دیتا ہے۔
مال اپنے مالک کے لئے وبال ہے مگر وہ جس کو پہلے بھیج دے۔
مال نفس کی آزمائش وفتنہ اور مصیبتوں کی تباہی ہے۔
مال خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے اور علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے۔
اپنی ضرورت بھر مال روک لو اور اضافی کو اس دن کے لئے بھیج دو، جس دن تمہیں ضرورت ہوگی۔ خبردار! اس چیز کو نہ چھپانا، جس میں لوگوں کے لئے نمونہ ہے اور اس چیز کو نہ چھپانا یا اس چیز سے غافل نہ رہنا، جو دیکھنے والوں کے لئے آشکار ہے کیونکہ وہ تم سے تمہارے غیر کے لئے لے جائے گی (یعنی مال کو اپنے کھانے ہی سے محفوظ نہ کرو اور اسے چھپاؤ نہیں کیونکہ وہ تمہارے

مرنے یا حکومت عدل کے حکم سے تم سے تمہارے غیر کے لئے لے لیا جائے گا۔ بزرگوں نے کچھ نادر احتمال دیئے ہیں: ممکن ہے، وہ چیزیں مراد ہوں، جن میں سب شریک ہوتے ہیں اور کسی سے مقصوص نہیں ہوتی ہیں، جیسے مباح پانی، صحرا کی گھاس اور جنگل کی لکڑیں۔ اس بنا پر آپؑ نے ایسی چیز سے منع فرمایا ہے یا وہ ہدیہ مراد ہے کہ جو سب کے سامنے دیا جائے اور سب پر واضح ہو یا واجبات جیسے زکوٰۃ کو چھپانے سے منع کیا ہے، لوگوں کو دکھا کر دی جائے تا کہ دوسرے بھی اقتدار کریں)۔

بہترین مال وہ ہے، جس کے ذریعے سے آزاد لوگوں کو غلام بنایا جاتا ہے یعنی جب تم کسی پر احسان کرو گے تو گویا اسے غلام بنالو گے۔ چنانچہ مشہور ہے: الانسان عبید الاحسان ''انسان احسان کا غلام ہے'')۔

بہترین مال وہ ہے، جس کے ذریعے مردوں کو غلام بنایا جائے۔

پاکیزہ ترین مال وہ ہے، جو حلال طریقہ سے حاصل کیا جائے۔

نفع بخش ترین مال وہ ہے، جس سے واجبات انجام پذیر ہوں (جیسے زکوۃ خمس اور حج و دین وغیرہ)۔

پاکیزہ ترین مال وہ ہے، جس سے آخرت خریدی جائے۔

پاکیزہ ترین مال وہ ہے، جو حلال ذریعے سے حاصل ہوا ہو۔

بہترین مال وہ ہے کہ جس کا تم پر اچھا اور نیک اثر ہو (یعنی اسے کارِ خیر میں خرچ کیا ہو کہ اس سے انسان پر اچھا اثر ہوتا ہے)۔

بہترین مال وہ ہے کہ جس سے حقوق ادا کئے جائیں۔

بے شک تمہارا مال تمہاری زندگی میں تمہاری تعریف و ستائش کرنے والا ہے اور مرنے کے بعد مذمت کرنے والا ہے (لوگ کہتے ہیں بہت کم چھوڑا ہے، سب کھا پی کر گئے ہیں، یا خود کچھ نہیں کھایا ہے، ان کے حلق سے ہی نہیں اترتا تھا بنابرایں بہتر یہ ہے کہ صاحب مال اسے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائے اور دوسروں کے لئے کم چھوڑے)۔

یقیناً مرد اس پروارد ہوگا، جو اس نے آگے بھیج دیا ہے اور جو جمع کر کے (دوسروں کے لئے) چھوڑ دیا ہے، اس پر پشیمان ہوگا۔

بے شک اللہ سبحانہ نے انبیاءؑ اور مالداروں کے مال میں فقیروں کی خوراک واجب کی ہے پس کوئی فقیر بھوکا نہیں رہتا مگر یہ کہ مالدار اس کی روزی خوراک کو روک لیتا ہے اور اس پر خدا جواب طلب کرے گا۔

بے شک روزِ قیامت اس شخص کو زیادہ حسرت وندامت ہوگی، جو حرام طریقہ سے مال کسب کرے اور اس کو اس شخص کے لئے چھوڑ دے، جو اس کی طاعت خدا میں خرچ کرے، پس یہ جنت میں اور وہ جہنم میں جائے گا۔

یقیناً جب کوئی مر جاتا ہے تو لوگ کہتے ہیں: کیا چھوڑا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں: کیا بھیجا ہے؟ خدا تمہارے آبا پر رحم کرے، اپنے مال میں سے کچھ آگے بھیج دو تا کہ تمہارے لئے ذخیرہ ہو جائے، سب کچھ چھوڑ کر نہ جاؤ کہ تمہارے اوپر سنگین بار ہو جائے۔

بہترین مال وہ ہے، جو شکر و سپاس کا باعث ہو اور اجر و ثواب کو واجب کردے۔

بے شک بہترین مال وہ ہے، جو تمہارے لئے ذخیرہ یا میراث چھوڑے اور تمہارے لئے ستائش و اجر و ثواب حاصل کرے۔

یقیناً بہترین مال وہ ہے کہ جس کے ذریعے آزاد غلام بن جائے اور تم اس کے ذریعے اجر وثواب کے مستحق قرار پاؤ۔

بے شک تمہارا مال تم تمام لوگوں کو بے نیاز نہیں کر سکتا الہٰذا تم اسے مستحق لوگوں ہی کو دو۔

مال حساب ہے (یعنی روزِ قیامت اس کا حساب لیا جائے گا)۔

مال عاریت ہے (یعنی عنقریب اپنے وقت پر چلا جائے گا)۔

یقیناً جو مال تمہارے ہاتھ میں ہے تم سے پہلے اس کا مالک کوئی اور تھا اور تمہارے بعد وہ کسی دوسرے کی طرف منتقل ہو جائے گا تم تو بس دو مردوں میں سے ایک کے لئے جمع کرنے والے ہو یا اس مرد کے لئے کہ جو تمہارے جمع کئے ہوئے کو طاعت خدا میں صرف کرے گا اور اس چیز کے ذریعے نیک بخت ہو جائے گا، جس کے سبب تم بد بخت ہوئے تھے اور یا اس شخص کے لئے کہ جو تمہارے اس مال میں کہ جو تم خدا کی معصیت میں جمع کیا تھا تصرف وعمل کرتا ہے اور تمہارے ذخیرہ کے سبب بد بخت ہو جاتا ہے اور ان دونوں میں سے ایک میں بھی یہ اہلیت نہیں ہے کہ تم ان کو خود پر مقدم کرو اور اس کے لئے اپنی پشت پر گناہ کا بار اٹھاؤ (پس مال دنیا سے دل نہ لگاؤ اور اپنے جیتے جی اسے راہِ خدا میں خرچ کرو)۔

مال کو حوادث برباد کر دیتے ہیں۔

مال، خوش حالی وکامرانی (یا وارثوں کی تسلی) کا سبب ہے۔

مال، غیر قوی کو بھی قوی بنا دیتا ہے (اگرچہ وہ کمزور ہے)۔

مرد مال کو بخشتے ہیں یا کسب کرتے ہیں لیکن مال مردوں کو نہیں بخشتا ہے اور انہیں کسب نہیں کرتا ہے (مختصر یہ کہ انسان کو مرد تلاش کرنا چاہئے نہ کہ مال کو مال مردوں کا محصول ہے لیکن مرد مال کا محصول نہیں ہیں)۔

مال فاسق وتاجر اور نافرمان لوگوں کا بادشاہ ہے۔

مال، خوشیوں کا سرمایہ ہے۔

مال، امیدوں کی تقویت کرتا ہے۔

مال، مردوں کے جوہر اور ان کے صفات کو ظاہر کرتا ہے (کہ وہ سخی ہے یا کنجوس متکبر ہے یا خاکسار)۔

مال، عاقبت وانجام کو برباد کر دیتا ہے اور امیدوں کو وسیع کر دیتا ہے۔

مال فتنوں کا سبب اور حوادث کا اچکا ہوا ہے (یعنی جلد ہی ہاتھ سے نکل جاتا ہے)۔

مال، رنج وتعب کو دعوت دینے والا اور زحمت وتکلیف کی سواری ہے۔

مال، جب تک تم سے جدا نہ ہو جائے گا، تمہیں فائدہ نہ پہنچائے گا (اگر کار خیر میں خرچ ہوگا تو فائدہ مند ہے، ورنہ نقصان ہی نقصان ہے)۔

تمہارے مال میں تمہارا وہی ہے، جو تم نے اپنی آخرت کے لئے آگے بھیج دیا ہے اور جو تم نے چھوڑ دیا ہے، وہ وارث کا ہے۔

جب تم مال جمع کر چکے تو اس میں تم غیر کے وکیل ہو، وہ اس مال کے ذریعے کامیاب و نیک بخت ہو جائے گا اور تم اس کے ذریعے بدبخت و ناکام ہو جاؤ گے۔

جب تم نے اپنے مال کو اپنی آخرت کے لئے بھیج دیا اور اپنے قائم مقام پر اللہ سبحانہ کو خلیفہ قرار دیا تو جو تم نے بھیج دیا، اس کے سبب نیک بخت ہو گئے اور خدا بھی اس پر بہترین جانشینی کرے گا کہ جس کو تم نے اپنا قائم مقام بنایا ہے۔

خطرات مول لینے سے اموال حاصل ہوتے ہیں (لیکن انسان نیک اعمال کیوں انجام نہیں دیتا کہ اس میں کوئی خطرہ نہیں ہے)۔

دنیا کی ثروت آخرت کی فقیری و مفلسی ہے (لیکن وہ مال جو حرام طریقہ سے کمایا گیا ہو اور غلط راستوں میں خرچ ہوا ہو)۔

مال کی کثرت ہلاک کر ڈالتی ہے اور سرکش بنا دیتی ہے اور نابود کر دیتی ہے۔

حب مال فتنوں کا اور حب جاہ و منصب سخت رنج و محن کا سبب ہے۔

حب مال، عافیت کو برباد کر دیتی ہے۔

مال کی محبت امیدوں کی تقویت کرتی ہے اور اعمال کو برباد کر دیتی ہے۔

مال کی محبت، دین کو کمزور اور یقین کو تباہ کر دیتی ہے۔

تمہارا بہترین مال وہ ہے، جو تمہاری عزت بچائے۔

بہترین مال وہ ہے، جو آزاد کو غلام بنائے (انسان احسان کا غلام ہے)۔

بہترین مال وہ ہے، جو نیک کردار میں انسان کی مدد کرے۔

تمہارا بہترین مال وہ ہے، جو تمہاری کفایت کرے (یا تمہارے لئے کافی ہو جائے، نہ کم ہو، نہ تم مشقت میں پڑو اور نہ اتنا زیادہ ہو کہ سرکشی کا سبب بن جائے)۔

اپنے عمدہ و نفیس اموال میں سے انہیں امور میں خرچ کرو کہ جن کے ذریعے تمہارا رب تمہارے بلند اعمال کو بلند تر کرتا ہے۔

بہت سے لوگ اس کے لئے جمع کرتے ہیں کہ ان کا شکریہ ادا نہیں کرتا۔

مال کی زکوۃ، اس کے ذریعے لوگوں پر احسان کرنا ہے۔

بدترین مال وہ ہے، جو مذمت کو کسب کرتا ہے (مذمت کا سبب ہوتا ہے)۔

بدترین مال وہ ہے، جو اپنے مالک کو بے نیاز نہ کرے۔

بدترین مال وہ ہے، جس میں سے راہِ خدا میں خرچ نہ ہو اور جس کی زکوٰۃ نہ دی گئی ہو۔

بدترین مال وہ ہے، جس سے خدا کا حق نہ نکالا گیا ہو۔

صاحب مال، رنجیدہ ہے (کیونکہ مال زحمت و مشقت کے بغیر حاصل نہیں ہوتا ہے لہٰذا اس کے خرچ کرنے میں تکلیف اور اس کی حفاظت میں زحمت ہوتی ہے) اور بدی کے ذریعے غلبہ پانے والا مغلوب ہے۔

تھوڑا (مال) کافی اور اس کثیر (مال) سے بہتر ہے، جس سے سرکشی پیدا ہوتی ہے۔

قلیل (مال) نجات دلانے والا، اس کثیر (مال) سے بہتر ہے، جو ہلاکت میں ڈالتا ہے۔

(اپنے مال کے) بعض حصہ کو آگے بھیج دو تا کہ تمہارے لئے (باقی) رہے، سب کچھ (یہیں نہ چھوڑ دو کہ اس سے تمہارا نقصان ہوگا)۔

بہت سے مال جمع کرنے والے، عنقریب اسے چھوڑ جائیں گے۔

اکثر گھاٹے، نفع بخش ہوتے ہیں (کہ اس کے تھوڑا ہونے میں نفع ہے، جو اس کو دے دیا گیا ہے) اور مزید میں نقصان ہے۔

مال کی کثرت وفراوانی دلوں کو مردہ بنادیتی ہے اور گناہوں کو بھلا دیتی ہے۔

اپنے مال کے لئے متبرع ہوجاؤ اور دوسرے کے مال کے لئے پرہیز گار ہوجاؤ۔

تمہارا وہ مال ضائع نہیں ہوا ہے کہ جس نے تمہیں نصیحت کی ہے (یعنی تم نے اسے صحیح راستہ میں خرچ کیا ہے اور اگر تلف ہوا ہے تو اس نے تمہیں نصیحت کی ہے) اور تمہارے لئے شکر کو جمع کیا ہے (کہ تم محفوظ رہے یا دوسرے تمہارا شکریہ ادا کرتے ہیں)۔

اس شخص نے مال کسب نہیں کیا ہے کہ جس کی اس (مال) نے اصلاح نہیں کی۔

اس شخص کو مال نہیں ملا کہ جس نے اس کو خرچ نہیں کیا (وہ اس کے لئے مال نہیں بلکہ وبال ہے)۔

تمہارا وہ مال ضائع نہیں ہوا کہ جس نے تمہاری آبرو کو بچایا ہے۔

تمہارا وہ مال ضائع نہیں ہوا کہ جس نے تمہارا فرض پورا کیا ہے۔

جس مرد (آدمی) نے بھی ناحق اپنا مال دیا یا نااہل کے ساتھ احسان کیا، اس کو خدا نے ان کے شکر سے محروم کردیا اور ان کی محبت غیر کے لئے ہے۔

جو مال خرچ کرتا ہے، وہ (دوسروں کو) غلام بنالیتا ہے۔

جو کسی مال کو غیر حلال طریقے سے حاصل کرتا ہے، وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے۔

جو لوگوں کو نفع پہنچانے کے لئے مال جمع کرتا ہے، لوگ اس کی اطاعت کرتے ہیں اور جو اپنے لئے جمع کرتا ہے، لوگ اسے ضائع کردیتے ہیں۔

جس کے نزدیک مال ہی سب کچھ ہوتا ہے، اس کی نظر میں لوگ ذلیل وحقیر ہوتے ہیں (وہ خود اور دوسروں کو مال پر قربان کردے گا)۔

جو راہِ خدا میں اپنا مال خرچ کرتا ہے، خدا اس (مال) کا جانشین کرنے کے لئے تعجیل کرتا (یعنی اس کی تلافی کردیتا ہے)۔

جو اس شخص کو اپنا مال نہیں دیتا ہے کہ جو اس کی تعریف کرتا ہے، وہ ایسے شخص کو وارث بناتا ہے، جو اس کی تعریف نہیں کرتا ہے۔

جو غیر حلال طریقے سے کوئی مال حاصل کرتا ہے، وہ اسے بے جا خرچ کرے گا۔

جو (اپنے مال کو نیک کام میں خرچ نہ کرے) نہ چھوڑے حالانکہ اس کی تعریف کی جاتی ہے (یعنی اس کے احسان وانفاق کی وجہ سے لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں) وہ (اپنا مال) ایسی حالت میں چھوڑتا ہے کہ لوگ اس کی مذمت کرتے ہیں (مرنے کے بعد مال چھوڑ جاتا ہے، لوگ اس لئے اس کی مذمت کرتے ہیں کہ دوسروں کے لئے مال چھوڑ گیا)۔

جو اپنا مال اپنی آخرت کے لئے آگے نہ بھیجے کہ ماجور ہو تو وہ اسے گنہگار ہو کر چھوڑتا ہے۔

جس کے مال کو حوادث برباد کر دیں، وہ اسے ہوشیار رہنے کا فائدہ پہنچاتے ہیں (یعنی یہ چیز اس بات کا سبب ہوتی ہے کہ آئندہ غور وفکر سے کام لے اور بے پروانہ رہے)۔

نیک کام کے علاوہ اپنا مال خرچ نہ کرو۔

اپنا مال معاصی میں ضائع نہ کرو کہ خدا کی بارگاہ میں بلا عمل حاضر ہو گئے۔

(یہ کلام نہج البلاغہ کے کلمہ حکمت ۴۰۸ سے منقول ہے، جو آپؑ نے اپنے فرزند حضرت امام حسن علیہ السلام سے فرمایا تھا) دنیا کی کوئی چیز ہرگز اپنے پیچھے نہ چھوڑو کیونکہ تم دو میں سے ایک کیلئے چھوڑو گے۔ ایک وہ جو اس مال کو خدا کی اطاعت میں صرف کرے گا اور وہ مال جو تمہاری بدبختی کا باعث تھا وہ اس کے لئے نیک بختی کا سبب ہوگا یا وہ جو اسے خدا کی معصیت میں خرچ کرے گا، وہ تمہارے جمع کئے ہوئے مال کی وجہ سے بدبخت ہوگا اور اس میں تم خدا کی معصیت میں اس کے مددگار ہو گے اور ان دونوں میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہے کہ اسے اپنے نفس پر ترجیح دو۔

مدح اور مال کی محبت جمع نہیں ہوتی ہے۔

مال میں کوئی فخر نہیں مگر جود وسخا کے ساتھ۔

جو (تھوڑا مال) کفایت کناں ہو، وہ اس زیادہ سے بہتر ہے، جس سے سرکشی پیدا ہوتی ہو۔

مال ودولت اپنے مالک کی غلطی وخطا کو بھی درست وثواب بنا دیتی ہے اور ثواب ودرستی کی ضد خطا ہے۔

میلان وتمایل

ہر چیز، اپنی ہی جنس کی طرف جھکتی ہے اور مائل ہوتی ہے (عالم، عالم کی طرف اور جاہل، جاہل کی طرف)۔

ہر مرد، (یا انسان) اپنے ہی جیسے کی طرف مائل ہوتا ہے۔

ہر پرندہ، اپنے جیسے پرندوں میں اترتا ہے۔

زکاوت وزیرکی

زکاوت وزیرکی، جود اور پیمانِ وفا کرنے سے آراستہ ہونے میں ہے۔

شرافت وزکاوت تو بس ذلتوں سے بےزاری میں ہے۔

شریف یا ذہین وزیرک لوگوں کی عادت، سخاوت وتحمل اورعفوو بردباری ہے۔

شرافت وفضیلت کا عنوان لوگوں پر احسان کرنا ہے۔

شرافت میں سے یہ بھی ہے کہ آدمی اپنا مال خرچ کرے اور اپنی عزت کو بچائے۔

یہ بھی فضیلت وشرافت کی دلیل ہے کہ انسان عدل کے طریقہ پر عمل کرے۔

انسان کی شرافت پر، اس کی کم گوئی سے اور اس کی فضیلت پر، اس کے زیادہ تحمل سے استدلال کیا جاتا ہے۔

بیداری

تم اس جماعت میں ہوجاؤ کہ جن کو پکارا گیا تو وہ بیدار ہو گئے۔

دلوں کی غفلت کے ساتھ آنکھوں کی بیداری کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

کیا تم موت سے پہلے اپنی نیند سے بیدار نہیں ہو گے؟

انبیاء وآئمہ علیہم السلام

ان لوگوں کی باتوں کو سنو، جو تمہارے پروردگار کی طرف سے معین ہیں اور ان کے لئے اپنے دلوں کو آمادہ کرو اور اگر وہ تمہیں آواز یں تو سنو۔

اس شخص کی نصیحت کو سنو کہ اسے تمہارے واسطہ ہدیہ لایا ہے (یا اسے قبول کرو) اور اپنے نفس سے باندھ لو۔

اللہ کے رسول حق کے ترجمان اور خالق ومخلوق کے درمیان سفیر ہیں (تاکہ انہیں طاعت پر ابھاریں اور سرکشی سے باز رکھیں)۔

اللہ کے رسولوں کو حق ہے کہ وہ ہر حکم کو کھول کر بیان کریں۔

کامیابی اور نجات

تم میں سب سے زیادہ کامیاب وہ ہے، جو تم میں زیادہ سچا ہے۔

اپنی حاجت کو سب سے زیادہ پانے والا نرم مزاج، صاحب عقل ہے۔

اگر تم نجات کے طلب گار ہو تو غفلت اور لہو ولعب کو چھوڑ دو اور کوشش سے دست بردار نہ ہو۔

کامیابی کا المیہ ومصیبت، سستی وکاہلی ہے۔

کبھی کامیابی حاصل ہوجاتی ہے (لہٰذا کسی بھی کام سے مایوس نہیں ہونا چاہئے)۔

کبھی زخم کے بھر جانے سے انسان عاجز ہوجاتا ہے (ممکن ہے کہ کامیابی میں بہتری وبھلائی نہ ہو بلکہ اس میں نقصان ہو یا ایسا نہیں ہے کہ ہمیشہ کامیابی میسر ہوتی ہو)۔

جو رہائی پانے میں جلدی کرتا ہے، اس سے کامیابی کتنی نزدیک ہے (اگرچہ اس کی حاجت پوری نہیں ہوئی ہے لیکن جلد آرام پا گیا ہے اور یہ کامیابی ہی کے حکم ہیں)۔

نجات کا معیار ایمان کے ساتھ ہونا اور یقین کا سچا ہونا ہے۔

نجات پانے میں وہ شخص کامیاب نہیں ہوسکتا کہ جو ایمان کی شرطوں کو پورا نہ کرے۔

اس شخص کے لئے نجات نہیں ہے کہ جس کے پاس ایمان نہیں ہے۔

وہ شخص خدا (کے عذاب) سے نجات نہیں پا سکتا ہے کہ جس کے شر سے لوگ نجات نہ پاتے ہوں۔

تین چیزوں: (۱) حق سے جدا نہ ہونے (۲) باطل سے دور رہنے (۳) سعی مسلسل میں نجات ہے۔

جو خدا سے بھاگتا ہے، وہ اس (کے عذاب) سے کیسے نجات پا سکتا ہے؟

طالب مدد

جو پست (آدمی) سے مدد طلب کرتا ہے، وہ ذلیل ہو جاتا ہے۔

جو کسی کی مدد نہیں کرتا، اس کی مدد نہیں کی جاتی (ممکن ہے کہ نصرت خدا مراد ہو)۔

مناجات وراز گوئی

دو مردوں، بولنے والے عالم یا سن کر محفوظ رکھنے والے کے سوا کسی سرگوشی کرنے یا راز گوئی میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔

پشیمانی

پشیمانی، دو توبہ میں سے ایک ہے (یعنی پشیمانی بھی ایک قسم کی توبہ ہے)۔

تم نے جو بدی کی ہے، اس پر پشیمان ہو جاؤ لیکن جو نیک کام یا احسان کیا ہے، اس پر پشیمان نہ ہو۔

ندامت و پشیمانی استغفار ہے (یعنی جو اپنے فعل پر پشیمان ہو گیا، یقیناً اس نے توبہ کر لی اب استغفر اللہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ یہی طلب مغفرت ہے)۔

گناہ پر پشیمان ہونا، اسے محو کر دیتا ہے۔

گناہ پر پشیمانی، استغفار ہے۔

گناہ پر پشیمانی، اس سے روکتی ہے (یعنی انسان کو دوبارہ گناہ نہیں کرنے دیتی ہے)۔

دل سے پشیمان ہونا، گناہ کو پوشیدہ رکھتا ہے اور گناہ کو ختم کر دیتا ہے۔

پشیمان

خوش نصیب ہے وہ، جو اپنی لغزش پر پشیمان ہو جاتا ہے اور اپنے گزشتہ گناہوں کی تلافی کرتا ہے۔
جو پشیمان ہوتا ہے، درحقیقت وہ توبہ کر لیتا ہے۔

ڈرانا

ڈرانا، خود کو معذور بنانا ہے (جیسے ڈرائیور نے ہارن دیا اور سوار نے آگاہ کیا اور اس کے بعد کوئی کچل گیا تو ان کی خطا نہیں ہے، ڈرانے والا عرفاً معذور ہے، اس سے باز پرس نہیں ہوگی)۔

آپسی نزاع

پست مرتبہ لوگوں سے جھگڑا نہ کرو کہ وہ تمہارے اوپر دلیر ہو جائیں گے، وہ تمہارا پاس ولحاظ نہیں کریں گے۔
بے وقوفوں سے نزاع نہ کرو اور عورتوں کے شیفتہ نہ بنو کہ اس سے عقل مندوں پر عیب لگتا ہے۔
پست مرتبہ لوگوں سے نزاع کرنا، بزرگی کو داغ دار کرتا ہے۔

منزل و مسکن

بہترین یا وسیع منزل دو بہشتوں میں سے ایک ہے۔
جس کے گھر کا صحن و فضا تنگ ہوتی ہے، اس کا آرام کم ہو جاتا ہے۔
غفلت و جفا کی جگہ اور طاعت خدا میں مددگاروں کی کمی سے بچو (یعنی ایسی جگہ اقامت گزینی کے لئے گھر نہ بناؤ کہ جہاں بے خبر و ظالم اور معارف و اخلاق اور بلندیوں سے دور لوگ وہاں ہیں اور خدا کے چاہنے والوں سے وہ سرزمین خالی ہے)۔
کسی جگہ کی بنیاد رکھنے والا اکثر اسی میں سکونت پذیر ہوتا ہے۔

پاکیزگی

گناہوں سے پاک رہنا، توبہ کرنے والوں کی عبادت ہے۔
پاکیزگی، عین عقل مندی و ذہانت ہے۔
پاکیزگی، عنوانِ شرافت و فضیلت یا زیرکی ہے۔
پاکیزگی، پاک دامنی کی نشانی و علامت ہے۔
پاکیزگی، پاک و صاف نفوس کی خصلت ہے۔
(گناہوں سے) پاک رہو، متقی ہو جاؤ گے۔

شادمانی

اکثر شادمانی و بےفکری کدورت وکوفت میں بدل جاتی ہے (لہٰذا اس پر مغرور نہیں ہونا چاہئے)۔
کبھی سیر وتفریح غم و اندوہ میں تبدیل ہوجاتی ہے۔

عبادت گزار

اکثر عبادت گزار کا کوئی دین نہیں ہوتا ہے (یعنی کسی کی عبادت سے فریب نہیں کھانا چاہئے)۔

عورتیں

عورتیں، دوفتنوں میں سے ایک ہیں (ان میں سے ایک مال و اولاد اور دوسری عورتیں ہیں)۔
عورتیں، گوشت کے تختہ پر گوشت ہیں مگر یہ کہ ان سے دفاع کیا جائے۔
بری عورتوں سے پرہیز کرو اور ان میں سے جو نیک ہیں، ان سے ہوشیار رہو (ایسا نہ ہو کہ تمہیں خدا کے حکم کی مخالفت میں مبتلا کر دیں)۔
خبردار! عورتوں سے زیادہ عشق ومحبت فریب کھانے یا دنیا کی ذلت پر برانگیختہ ہونے سے بچو کیونکہ عورتوں سے عشق ومحبت کرنے والا، رنج ومحن میں مبتلا ہوتا ہے اور دنیا کی لذتوں کا فریفتہ ذلیل ہوتا ہے۔
(یہی عبارت اس وصیت نامہ میں نقل ہوئی ہے جو آپؑ نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو لکھا ہے، نہج البلاغہ مکتوب ۱۲ میں ہے)
خبردار! عورتوں سے مشورہ نہ کرنا کیونکہ ان کی رائے کمزور اور ارادہ ضعیف ہوتا ہے۔ انہیں پردہ میں بٹھا کر ان کی آنکھوں کو تاک جھانک سے روکو (وہ مردوں کو نہ دیکھیں اور مرد انہیں نہ دیکھیں) کیونکہ پردہ کی سختی ان کی عزت وآبرو کو برقرار رکھنے والی، کیونکہ ان کا گھروں سے نکلنا اتنا خطرناک نہیں ہے، جتنا تمہارا ناقابل اعتماد کو گھر میں داخل کرنا، خطرناک ہے۔ اگر تم سے ہوسکے تو ایسا کرو کہ وہ تمہارے علاوہ کسی کو نہ دیکھیں (واضح ہے کہ ناقابل اعتماد لوگوں کی آمد ورفت فساد سے خالی نہیں ہے، اس سے بدگمانی بڑھے گی)۔
عورتوں کی ساری فکر وخیال دنیوی زندگی کی زینت وزیبائش اور اس میں تخریب کاری ہے۔
عورتوں کا حریص ہونا (لوگوں کی انگشت نمائی کی پرواہ نہ کرنا) بےوقوفوں کی عادت ہے۔
اگر کسی عورت کی طرف سے بدگمانی ہوجائے تو ان کے چھوٹے بڑے پر نگہبان مقرر کردو اور خبردار! مکرر ملامت وسرزنش نہ کرنا کہ باربار ملامت کرنا (انہیں) گناہوں پر اکساتا ہے اور پھر وہ ملامت کی پرواہ نہیں کرتی ہے۔
عورتوں کی بدترین صفتیں وہ ہیں، جو مردوں کی بہترین خصلتیں ہیں (نہج البلاغہ کے کلمہ حکمت ۲۳۱ میں اس طرح ہے: ''خیار

خصال النساء شرار خصال الرجال الھو والجین و البخل"۔ آپؑ نے غرور، بزدلی، کنجوسی کو عورتوں کی بہترین صفت قرار دیا ہے اس کی وجہ بیان فرمائی ہے اس لئے کہ جب عورت مغرور ہوگی تو وہ اپنے نفس پر کسی کو قابو نہ دے گی اور کنجوسی ہوگی تو اپنے اور شوہر کے مال کی حفاظت کرے گی اور بزدل ہوگی تو وہ پیش آنے والی چیز سے ڈرے گی)۔

عورتوں کی فرمانبرداری، بہت بڑی نادانی ہے۔

عورتوں کی فرمانبرداری، شریف وہوشیار اور معزز لوگوں پر عیب لگاتی اور ہلاک کر دیتی ہے۔

عورتوں کی اطاعت وفرمانبرداری، احمق وکم عقل لوگوں کی خصلت ہے۔

جو طولانی مدت تک عورت سے لذت اندوز ہوتا ہے یا مستقل طور پر ان سے لذت اٹھاتا ہے (شاید جنسی فعل مراد ہے) اس کی عقل خراب ہو جاتی ہے۔ (علامہ خوانساری فرماتے ہیں: بظاہر ان سے مشورہ کرنا، ان کی رائے پر عمل کرنا، ان کی ملازمت ونوکری مراد ہے)۔

اے لوگو! عورتیں ایمان میں ناقص، عقلوں میں ناقص، حصوں میں ناقص۔ ایمان میں تو اس لئے ناقص ہیں کہ ایام کے دور میں انہیں نماز اور روزہ چھوڑنا پڑتا ہے اور حصوں میں کمی اس لئے ہے کہ میراث میں ان کا حصہ مردوں سے آدھا ہوتا ہے اور ناقص العقل، اس لئے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہوتی ہے۔ بنابرایں بری عورتوں سے دور رہو اور اچھی عورتوں سے بھی ہوشیار رہو۔

اچھے کام میں بھی عورتوں کی اطاعت نہ کرو تا کہ بری باتیں منوانے پر نہ اتر آئیں۔

عورتوں سے زیادہ خلوت نہ کرو کہ تم سے ملول اور افسردہ ہوں گی اور تم بھی ان سے ملول وافسردہ ہوگے اور اپنے نفس وعقل کیلئے ان سے سستی نہ کرو (مباشرت پر اپنی جان وعقل کو قربان نہ کرو)۔

اپنا بار عورتوں پر نہ ڈالو! (جہاں تک ہوسکے، اپنا کام خود انجام دو) جہاں تک ممکن ہو، ان سے بے نیاز رہو کیونکہ یہ زیادہ احسان جتاتی ہیں اور احسان کا انکار کرتی ہیں۔

عورتیں سرتاپا شر ہیں اور اس سے بدتر شر یہ ہے کہ اس کے بغیر چارہ نہیں ہے۔

عورت بچھو ہے، جس کے ڈسنے میں مزہ ملتا ہے۔

عورت تو بس کٹھ پتلی یا ایسا موجود ہے کہ جس سے کھیلا جائے چونکہ اس کی یہ کیفیت ہے لہٰذا سے چھپا کر رکھا جائے۔

عورت کی حفاظت کرنا (اسے کسی اجنبی یا نامحرم سے نہ ملنے دینا اور موضع طعن پر جانے سے روکنا) اس کے حق میں بہتر ہے اور اس کے حسن وجمال کو دوام بخشتا ہے۔

(یہ بھی آپؑ کی وصیت نامہ کی جز ہے) عورت کے ذاتی امور کے علاوہ دیگر کام اس کے سپرد نہ کرو، کیونکہ عورت ایک پھول ہے اور قہرمان وحاکم نہیں ہے۔

خدا کو بھول جانا

جس نے خدا کو بھلا دیا، اس نے اپنے نفس کو فراموش کر دیا (وہ کبھی بھی اپنے نفس کی اصلاح نہیں کر سکے گا)۔

خدا کو بھول جانا، تاریکی میں راستہ نہ پانا ہے۔

جو خدا کو بھول جاتا ہے، خدا اس کے نفس کو فراموش کے سپرد کر دیتا ہے اور اس کے دل کو اندھا کر دیتا ہے۔

خلوص و نصیحت

خلوص، محبت کا پھل دیتا ہے۔

خلوص، (یا پند و نصیحت کرنا) نیک لوگوں کا اخلاق ہے۔

اکثر غیر مخلص بھی نصیحتیں کرتا ہے۔

اکثر وہ بد دیانت ہوتا ہے، جس سے نصیحت طلب کی جاتی ہے۔

خوش نصیب ہے وہ شخص، جو اس نصیحت کرنے والے کی پیروی کرتا ہے، جو اس کی ہدایت کرتا ہے اور اس سے بچتا ہے، جو اسے ہلاکت میں ڈالتا ہے۔

درحقیقت وہ شخص جاہل ہے، جو اسے ہلاکت میں ڈالتا ہے۔

درحقیقت وہ شخص جاہل ہے، جو اپنے دشمن سے خود نصیحت طلب کرتا ہے۔

حقیقت میں تمہیں نصیحت کر دی گئی ہے، اب تم نصیحت پذیر ہو جاؤ اور تمہیں دکھا دیا گیا ہے، اب دیکھو اور تمہاری ہدایت کر دی گئی ہے، اب تم سیدھے راستہ پر چلو۔

اگر تم راستہ کی تلاش میں ہو تو تمہیں راہ دکھا دی گئی ہے اور اگر وعظ طلب ہو تو تمہیں وعظ کر دیا گیا ہے اور اگر نصیحت لینے والے ہو تو تمہیں نصیحت کر دی گئی ہے۔

جس شخص کو ذلت و رسوائی میں مزہ ملتا ہے، وہ نصیحت سے کیسے فائدہ اٹھا سکتا ہے؟

جس نے تم سے نصیحت کے ساتھ تجارت کی، اس نے تمہارا بہت بڑا فائدہ کیا۔

جو نصیحت و وعظ میں تم سے تجارت کرتا ہے، وہ نفع میں تمہارا شریک رہے گا۔

بہترین نصیحت برے اور قبیح افعال کو ظاہر کرنا ہے (کہ ایک ناصح خلوص کے ساتھ سامنے والے کے عیوب کو خود اسی سے بیان کرے، نہ کہ غیر سے)

بہترین دین، نصیحت ہے۔

خلوص آمیز موعظہ و نصیحت (ان دو آدمیوں کے درمیان) صلح کا اشارہ کرنا ہے، جن میں دشمنی ہو۔

خلوص ونصیحت کی تلخی، بددیانتی وخیانت کی شیرینی سے زیادہ نفع بخش ہے۔

تمہیں نصیحت کرنے والا، تمہارے بارے میں خوف زدہ ہے (کہ کہیں ہلاکت وضلالت میں نہ جا پڑو) تم پر احسان کرنے والا، تمہاری عافیت پر نظر رکھنے والا ہے، تمہاری کوتاہی کی تلافی کرنے والا، اس کی فرمان داری میں تمہاری ہدایت اور اس کی مخالفت میں تمہاری تباہی ہے۔

بہت سے لوگوں کے درمیان تمہارا نصیحت کرنا، ملامت وسرزنش ہے۔

نصیحت کرنے والے کی بات کو رد نہ کرو اور اشارہ ورہنمائی کرنے والے کو ہرگز بددیانت ودھوکے باز نہ سمجھو۔

جس کی عقل ضائع ہوگئی ہے، اس کی نصیحت کو قبول نہ کرو اور جس کے ساتھ اس کی اصل نے خیانت کی ہے، اس پر اعتماد نہ کرو کیونکہ جس کی عقل ضائع ہوگئی ہے، وہ نصیحت میں دھوکا دے گا (اور خیانت کرے گا) اور جس کے ساتھ اس کی اصل نے خیانت کی ہے، وہ اس جگہ تخریب کاری کرے گا، جہاں اصلاح کرنا چاہئے (کیونکہ وبدذات ہے)۔

نصیحت جیسا کوئی اخلاص نہیں ہے۔

(دوستوں کی) نصیحت سے زیادہ بلیغ کوئی وعظ نہیں ہے (کیونکہ جو دوستوں کی نصیحت پر عمل نہیں کرتا ہے، وہ کسی واعظ کی نصیحت پر عمل نہ کرے گا)۔

اس قوم میں کوئی خیر وخوبی نہیں ہے کہ جس کو کوئی نصیحت کرنے والا نہ ہو اور جو کسی نصیحت کرنے والے کو پسند نہ کرتی ہو۔

لئیم وکینہ خصلت انسان کسی کا مخلص نہیں ہوسکتا۔ اگر ہوگا تو رغبت (احسان) یا ڈر کی وجہ سے، جب شوق وخوف ختم ہوجائے گا تو وہ پھر اپنی اصل کی طرف پلٹ جائے گا۔

اے لوگو! جو تمہیں نصیحت کرتے ہیں، اس کی نصیحت کو قبول کرو، اسے اس شخص سے طاعت کے ساتھ تسلیم کرلو کہ جس سے تمہاری طرف نقل کیا ہے اور جان لو کہ خدا نے کسی دل کی تعریف نہیں کی مگر اس دل کی جو حکمت کو زیادہ محفوظ رکھنے والا ہے اور لوگوں میں اس کی مدح کی ہے، جو سب سے جلد حق کو قبول کرتا ہے اور جان لو کہ جہاد بالنفس ہی جہادِ اکبر ہے، پس اپنے نفسوں سے جہاد کرو تاکہ نیک بخت ہوجاؤ اور قال وقیل کرنا، چھوڑ دو تو سالم ومحفوظ رہو اور خوب ذکر خدا کرو تاکہ عمدہ نفع پاؤ۔ خدا کے بندو! ایک دوسرے کے بھائی بن جاؤ تاکہ اس کے نزدیک باقی رہنے والی نعمتوں سے سرشار ہوجاؤ۔

(گناہوں سے) ڈرنے جیسی کوئی نصیحت نہیں۔

جو اپنے نصیحت کرنے والے کی نافرمانی کرتا ہے، وہ اپنے دشمن کی مدد کرتا ہے۔

جو اپنے نصیحت کرنے والے کی طرف رغبت کرتا ہے، وہ برائی سے منہ موڑتا ہے۔

جو نصیحت کرنے والے کو بددیانت ودھوکے باز سمجھتا ہے، اسے برائی ڈھانک لیتی ہے۔

جو ناصح کی نصیحت سے روگردانی کرتا ہے، وہ اس شخص کے مکر وحیلہ کی آگ میں جلتا ہے، جو اپنی دشمنی کو چھپا کر رکھتا ہے۔

جونصیحت کی مخالفت کرتا ہے، وہ ہلاک ہوجاتا ہے۔

ناصح (اور مخلص) کو بھی بدگمانی کا فائدہ ہوتا ہے (کیونکہ مدمقابل اسے غرض مند سمجھتا ہے)۔

کبھی وہ بھی دھوکا دیتا ہے جس سے نصیحت طلب کی جاتی ہے۔

کبھی غیر ناصح بھی مخلص ہوجاتا ہے۔

وہ دوسروں کی نصیحت کرتا ہے کہ جس نے اپنے ہی نفس سے خیانت کی ہے؟!!

اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ نصیحت کرنے والا، خیانت کرتا ہے اور خیانت کار خیرخواہ بن جاتا ہے۔

جو تم سے نصیحت کرتا ہے، درحقیقت وہ تمہاری مدد کرتا ہے۔

جو تم سے نصیحت کرنے کی درخواست کرے، اس سے خیانت نہ کرو۔

جو تمہیں نصیحت کرتا ہے، وہ تمہارے بارے میں ڈرتا ہے اور تم سے محبت وشفقت کرتا ہے۔

جو نصیحت کرنے والے کو بددیانت سمجھتا ہے یا نصیحت کرنے والے سے اپنی خواہش کے مطابق نصیحت طلب کرتا ہے، وہ برے کو اچھا سمجھتا ہے۔

جو نصیحت کو قبول کرتا ہے، وہ رسوائی سے محفوظ رہتا ہے۔

نصیحت سے محبت پیدا ہوتی ہے۔

نصرتِ حق

اگر تمہیں تعصب کرنا ہی پڑے تو نصرتِ حق اور مظلوم کی فریادرسی کے لئے تعصب کرو۔

اگر تم نے حق کی نصرت سے پشت نہ پھیری ہوتی اور باطل کی ذلت سے تم کمزور وناتواں نہ ہوتے (تو) باطل کو کمزور کرسکتے تھے۔ (عبارت میں نقص معلوم ہوتا ہے نہج البلاغہ خطبہ ۱۶۵ میں اس طرح ہے: ایها الناس لولم تتخاذلوا عن نصر الحق ولم تهنوا عن توهين الباطل لم يطمع فيكم من ليس مثلكم اس کا ترجمہ ہوگا: ''اے لوگو! اگر حق کی نصرت سے تم ایک دوسرے کو نہ روکتے اور باطل کو کمزور وپست کرنے میں سستی نہ کرتے تو جو تمہارا ہم پلہ نہیں ہے، وہ تم پر دانت نہ رکھتا اور جس پر تم نے قابو پالیا ہے، وہ تم پر قابو نہ پاتا)۔

جو حق کی نصرت کرتا ہے، وہ کامیابی اور فلاح پاتا ہے۔

تم اپنے قلب، زبان اور ہاتھ سے خدا کی مدد کرو کیونکہ اللہ سبحانہ نے اس کی نصرت کی ضمانت لی ہے، جو اس کی نصرت کرتا ہے۔

جو اپنے ولی (خدا اور رسولؐ اور امامؑ) کی نصرت کرنے سے غافل رہتا ہے، وہ اپنے دشمن کے کچلنے سے بیدار ہوگا۔

جو اپنے نیزۂ غضب کو خدا کی خاطر تیز کرتا ہے، وہ باطل کی قوتوں پر قوی ہوجاتا ہے (نہج البلاغہ کے کلمہ حکمت ۱۴۰ میں اس طرح ہے: قوي على قتل اشداء الباطل ''وہ باطل کے سورماؤں کو قتل پر قوی ہوجاتا ہے'')۔

جس نے صبر سے مدد طلب کی، اس نے نصرت وغلبہ کو نہیں گنوایا ہے۔

باطل کی مدد

جس نے باطل کی مدد کی، وہ گھاٹے میں رہا۔

مدد چاہنا

جس نے خدا کے دشمنوں سے مدد چاہی، وہ ذلت ورسوائی کا مستحق ہو گیا۔

جس نے خدا سے مدد طلب کی، اس کی مدد غالب رہے گی (یعنی خدا اس کی مدد کرے گا)۔

خدا مددگار

خدا جس کا مددگار رہے، وہ اپنے دشمن پر فتح یاب ہوگا اور اس کی ایک جماعت وفوج ہوگی۔

انتقام

نیک آدمی بدکار و فاسق سے انتقام نہیں لے گا (ممکن ہے کہ اس کی وجہ برتری ہو)۔

عالم، جاہل سے انتقام نہیں لیتا۔

کریم، لیئم سے انتقام نہیں لیتا۔

بے وقوف سے حق نہیں لیا جاتا ہے مگر اس سے بردباری کے ساتھ۔

انصاف

عدل وانصاف، راحت وآرام ہے اور بدی بے حیائی ہے۔

عدل، شرافت وفضیلت کا عنوان ہے۔

انصاف، شرفا کی عادت ہے۔

انصاف، سب سے بڑی فضیلت ہے۔

انصاف، مخالفت کو برطرف کرتا ہے اور باعث الفت ہوتا ہے۔

نفس سے انصاف کرنا، ایسا ہی ہے جیسے حکومت میں عدل سے کام لینا۔

بے شک عظیم ترین ثواب وجزا، انصاف کی جزا ہے۔

انصاف، بہترین خصلت ہے۔

انصاف، محبت کو پائیدار بناتا ہے۔
یقیناً انصاف دلوں میں الفت پیدا کرتا ہے۔
اگر تم اپنے نفس سے انصاف کرو گے تو خدا تمہیں اپنا مقرب بنائے گا۔
عدل و انصاف سے رشتہ داری قائم رہتی ہے۔
تین آدمی ایسے ہیں جو تین آدمیوں سے کبھی عدل نہیں پاتے ہیں: (۱) عاقل، احمق سے (۲) نیک منش، بدکار سے (۳) کریم لیئم سے۔
عدل و انصاف کی بنیاد پر، محبت قائم و ثابت رہتی ہے۔
تمام لوگوں کے ساتھ انصاف کرو اور مونسوں کے ساتھ ایثار کرو (یعنی انہیں اپنے اوپر ترجیح دو)۔
انصاف کی انتہا یہ ہے کہ مرد اپنے نفس کے لئے منصف ہو (اس میں شک نہیں ہے کہ نفس کے ساتھ انصاف کرنے میں دوسروں کے ساتھ بھی انصاف ہے کیونکہ جب انسان اپنے نفس کے ساتھ انصاف کرے گا تو وہ دوسروں کے حقوق کا بھی خیال کرے گا)۔
جس نے انصاف کیا، اس کے ساتھ انصاف کیا گیا۔
جس کے پاس انصاف نہیں ہوتا ہے، اس کا کوئی مصاحب نہیں ہوتا ہے۔
جو انصاف نہیں کرتا ہے، خدا ان سے ارکان کو چھین لیتا ہے۔
جس کا انصاف زیادہ ہوتا ہے، اس کے عدل کی سبھی گواہی دیتے ہیں۔
جو انصاف سے زینت پاتا ہے، وہ بلند مراتب پر پہنچتا ہے۔
جسکی شرم و حیا تمہارے حق میں انصاف کا باعث نہ ہو، اس کا دین بھی تمہارے ساتھ انصاف نہیں کرے گا (یعنی اکثر اوقات حیا انصاف کا سبب ہوتی ہے، نہ کہ دین)۔
انصاف سے اخوت، پائیدار ہوتی ہے۔
انصاف، حکومت کی زینت ہے۔

منصف

منصف کے بہت سے دوست اور محب ہوتے ہیں۔
سب سے بڑا انصاف ور وہ شخص ہے، جو حاکم کے بغیر اپنے نفس کے ساتھ انصاف کرے (یعنی خود حق و انصاف کے ساتھ فیصلہ

کرتا ہے، دوسرے کے کہنے کی ضرورت نہیں ہوتی ہے)۔
مرد کی فضیلت اس میں ہے کہ اپنے نفس کے ساتھ انصاف کرے اور جو اس کے ساتھ بدی کرے، اس کے ساتھ نیکی کرے۔
منصف وعدل کرنے والا کریم وشریف اور ظالم، لئیم وپست ہے۔

شکل وصورت

شکل وصورت میں کوئی بھلائی نہیں ہے مگر یہ نیکی کی غماز ہو۔

نظم ونسق

اپنے خدمت گاروں میں سے ہر شخص کے لئے ایک کام معین کردو کہ اس سے اس کا جواب طلب کرسکو کہ اس طریقۂ کار سے، وہ تمہارے کاموں کو ایک دوسرے پر نہیں ٹالیں گے۔

نعمت

نعمت، شکر سے متصل ہے اور شکر افزائش مزید سے ملا ہوا ہے اور یہ دونوں ایک شاخ پر ہم راہ ہیں، خدائے پاک کی طرف سے زیادہ نعمتوں کا سلسلہ منقطع نہیں ہوگا، جب تک شکر گزار کے شکر کا سلسلہ منقطع نہیں ہوتا ہے (یہ روایت اس آیت "لئن شکرتم لازیدنکم" کی طرف اشارہ ہے)۔
ہر وہ نعمت کہ جس سے خدا نے تمہیں سے نوازا ہے، اس کی اصلاح چاہو، اسے اپنے استعمال میں لاؤ اور خدا کی جو نعمتیں تمہارے پاس ہیں، انہیں ضائع نہ کرو، یا خدا کی نعمتوں میں سے جو نعمت تمہارے پاس ہے وہ ضائع نہ ہو۔
جس چیز کے ذریعے خدا نے تمہیں انعام سے نوازا ہے، اس کی نشانی وعلامت تمہارے اندر دکھائی دینا چاہئے (تاکہ لوگ خدا کی نعمتوں کو اس کے بندوں میں مشاہدہ کریں اور خالق کی محبت کو محسوس کریں)۔
خدا کی طاعت پر صبر اور اس چیز کی حفاظت کے ذریعے کہ جس کا اس نے اپنی کتاب میں تم سے مطالبہ کیا ہے، اس کی نعمتوں کو تمام کرو۔
(گناہوں کے سبب) نعمتوں کے لوٹنے سے بچو کیونکہ ہر بھاگا ہوا نہیں لوٹتا ہے۔
جان لو کہ مال ودولت کی وسعت وفراوانی بھی ایک نعمت ہے اور مال کی وسعت سے زیادہ تندرستی اور تندرستی سے بڑھ کر دل کا تقویٰ ہے۔
بہترین چیز کہ جس کے ذریعے خدا نے اپنے بندوں پر احسان کیا ہے، علم وعقل اور سلطنت وعدالت ہے۔
نعمتوں میں بہترین حال اس شخص کا ہے کہ جو اس موجود نعمت کو شکر کے ذریعہ پائیدار بنائے اور چھن جانے والی نعمتوں کو صبر کے

وسیلہ سے واپس پلٹا لے (اس روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے، سلب ہوجانے والی نعمتوں کو صبر کے ذریعے پلٹایا جاسکتا ہے، بندے کو صبر سے کام لینا چاہئے)۔

معمولی چیز جو تم پر خدا کے لئے لازم ہے، وہ یہ ہے کہ تم خدا کی نعمتوں سے اس کی نافرمانی میں مدد نہ لو (یعنی اس کی نعمتوں کو گناہوں میں صرف نہ کرو بلکہ انہیں خدا کی طاعت میں خرچ کرو)۔

بے شک خدا کے کچھ ایسے بندے بھی ہیں کہ جن کو بندوں کی فیض رسانی کے لئے نعمت سے نوازا گیا ہے اور وہ نعمت اس وقت تک ان کے ہاتھ میں رہے گی، جب تک وہ عطا و بخشش کرتے رہیں گے اور جب بھی بخشش سے دست کش ہوجائیں گے، اسی وقت ان سے لے لی جائے گی اور ان کے غیر کو دے دی جائے گی۔

بے شک خوشی و مسرت میں خدا کی نعمت احسان ہے اور سختی و تنگی میں گناہوں سے پاک کرنے کی نعمت ہے (یعنی انسان ہر وقت خدا کی نعمت سے سرشار رہے، یہ خیال ہرگز نہیں ہونا چاہئے کہ صرف خوش حالی میں ہی خدا کی نعمت و رحمت شامل حال ہوگی)۔

شکر سے ہمیشہ نعمت رہتی ہے۔

اگر تم یہ چاہتے ہو کہ تمہارے اور خدا کے درمیان کوئی ولی نعمت نہ ہو تو اسے انجام دو (لیکن یہ ہونے والا نہیں ہے)۔

بے شک نعمتوں کی قدر ان کی ضد سے دو چار ہونے سے پہچانی جاتی ہے (یعنی جب تک انسان سے نعمت چھن نہیں جاتی اور وہ فقدانِ نعمت سے دو چار نہیں ہوتا، اس وقت تک وہ نعمت کی قدر نہیں سمجھ سکتا)۔

جب تم یہ دیکھو کہ معاصی کے باوجود خدا تم پر پے در پے نعمت نازل کر رہا ہے تو یہ تمہارے لئے استدراج ہے (یعنی نعمت دینا اور غضب کی وجہ سے چھین لینا) (یعنی خدا نے تم سے نظر لطف ہٹالی ہے، دیکھو کب تم سے نعمت کو چھینتا ہے اور گناہ کے سبب کب تمہیں سزا دیتا ہے، ایسا کام غرور کا سبب نہیں ہونا چاہئے)۔

جب تم پر کوئی نعمت نازل ہو تو شکر کے ذریعے اس کی ضیافت کرو (یعنی نعمت پر خدا کا شکر ادا کر کے اس کی ضیافت کرو)۔

جب تم یہ دیکھو کہ خدا تم پر پے در پے نعمت نازل کر رہا ہے تو ڈرو! ممکن ہے کہ یہ سزا و عقوبت ہو۔

آفتوں کے پڑنے سے نعمتیں مکدر ہوجاتی ہیں (یعنی انسان کو ایسی نعمت تلاش کرنا چاہئے کہ جس کو کوئی چیز مکدر نہ کر سکے)۔

بہت سے نعمت یافتہ ایسے ہیں کہ جن کے لئے اکثر نعمت عقوبت بن گئی ہے (یعنی اس طرح خدا اسے عذاب دینا چاہتا ہے)۔

نعمتوں کی زکوٰۃ، احسان اور نیکی کرنا ہے۔

نعمتوں کی زینت، صلۂ رحمی ہے۔

خدا کے حقوق (زکوٰۃ و خمس) ادا نہ کرنا اور خدا کی نعمتوں کا شکر ادا نہ کرنا، ان کے زوال کا سبب ہے۔

نعمت کے زوال کا سبب، کفرانِ نعمت ہے۔

ہر نعمت میں اجر ہے (خواہ وہ خدا کی طرف سے ہو یا مخلوق کی طرف سے)۔

دنیا کی ہر نعمت ہلاکت (یا ہلاکت کا باعث) ہے۔
جس نعمت سے دوسروں کے ساتھ احسان کیا جائے، وہ چھن جانے اور زائل ہونے سے مامون اور تبدیلی سے محفوظ ہے۔
جاہل کی نعمت جتنی اچھی ہوتی ہے، اس نعمت کے لئے اتنی ہی اس کی قباحت و برائی بڑھتی ہے (کیونکہ وہ اس کا شکر ادا نہیں کرے گا)۔
تم میں ہر اس چیز کا نشان پایا جانا چاہیئے کہ جس کے ذریعے خدا نے تم پر احسان کیا ہے (یعنی جو نعمت و دولت خدا نے تمہیں عطا کی ہے، اسے تم اپنے، اپنے اہل و عیال پر اور دوسرے لوگوں پر صرف کرو)۔
کسی شخص میں نعمت کو روک لینے یا اسے محفوظ رکھنے کی شکر جیسی طاقت ہرگز نہیں ہے اور انہیں زینت دینے کے لیے انفاق و بخشش جیسی کوئی چیز نہیں ہے۔
جو اس (خدا) کی نعمتوں کو گنتا ہے، وہ اس کے کرم کو باطل کر دیتا ہے (یعنی خدا کے کریم ہونے کا معتقد نہیں ہے کیونکہ خدا کی نعمتیں ایسی نہیں ہیں کہ جن کو شمار کیا جائے ارشاد ہے: "ان تعدو انعمة الله لاتحصوها"۔ مرحوم علامہ خوانساری فرماتے ہیں: جو اپنی نعمتوں کو شمار کرتا ہے، اس نے اپنے کرم کو باطل کر لیا ہے۔
جس نے نعمت کے ذریعے معصیت میں مدد لی، وہ بہت بڑا کفران کرنے والا ہے۔
جس پر خدا کی نعمتوں کی فراوانی ہو جاتی ہے، اس سے لوگوں کی بہت سی حاجتیں وابستہ ہو جاتی ہیں (لہٰذا ان کی حاجت روائی میں کوشش کرنا چاہیئے) پھر اگر وہ ان چیزوں کو ادا کر دیتا ہے، جو خدا نے اس پر واجب کی ہیں (جیسے شکر اور واجب حقوق کا ادا کرنا) تو وہ انہیں دوام بخش دیتا ہے اور اگر انہیں ادا نہیں کرتا ہے تو انہیں معرض زوال قرار دیتا ہے۔
جو کھلے ہاتھ احسان کرتا اور نعمت دیتا ہے، اس نے اپنی نعمتوں کو قطع ہونے سے بچا لیا ہے۔
جس کے لیے خدا نے اپنی نعمتوں کو وسیع کر دیا ہے، اس پر واجب ہے کہ وہ لوگوں پر احسان کو وسعت دے۔
راست گو اور سچا دوست بھی ایک نعمت ہے۔
سخاوت و عفت سے زینت پانا کمال نعمت ہے۔
نعمتوں کو تقسیم کرنے کی مانند نعمتیں کسی اور چیز سے محفوظ نہیں رہتی ہیں۔
شکر کی مانند نعمتوں کی کسی چیز سے حفاظت نہیں ہوتی ہے۔
خدا کی نعمتوں کو دنیا میں کس چیز نے عظیم بنایا ہے اور آخرت کی نعمتوں کے مقابلہ میں انہیں کس چیز نے چھوٹا کر دیا ہے (دنیا کی نعمتیں خواہ کتنی ہی بڑی ہوں، آخرت کی نعمتو سے ان کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا کہ وہ ہر عیب و نقص سے محفوظ ہیں)۔
نعمت سختی اور شدید ضرورت سے کتنی قریب ہے (لہٰذا فریب نہیں کھانا چاہیئے)۔
خدا نے کسی بندے کو کسی ایسی نعمت سے نہیں نوازا ہے کہ وہ اس میں ظلم کرے (خود پر یا دوسروں پر) اور اگر ایسا کرے گا تو خدا کو

حق ہے کہ اس سے چھین لے۔

جاہلوں کی نعمت تو ایسی ہی ہے، جیسے گھورو مزبلہ کے اطراف میں باغ (اگرچہ اس میں پھل اور ہریالی ہے لیکن بدبو سے خالی نہیں ہے)۔

جس نعمت کا شکریہ نہ ادا کیا جاتا ہو، وہ ایسی ہی ہے جیسا نا قابل معافی گناہ۔

خدا کی نعمتیں اس سے کہیں زیادہ ہیں کہ ان کا شکریہ ادا کیا جائے مگر جس کی خدا مدد کرے اور فرزند آدمؑ کے گناہ اس سے کہیں زیادہ ہیں کہ بخش دیئے جائیں مگر جس کو خدا معاف کردے۔

ہم اللہ سبحانہ سے اس کی نعمتوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچنے کی دعا اور اس کی رسی سے وابستہ رہنے کا سوال کرتے ہیں (یہ کلام نہج البلاغہ کے خطبہ ۱۸۷ کا جز ہے، جو آپ نے منافقوں کے بارے میں دیا تھا)۔

خدا کی جو نعمتیں تمہارے پاس ہیں، ان میں سے کسی کو بھی ضائع نہ کرو اور تمہارے اوپر اس چیز کا اثر ہونا چاہئے، جس سے خدا نے تمہیں نوازا ہے۔

نعمتیں محفوظ نہیں کی جاسکتیں مگر شکر کے ساتھ۔

فرزند آدم! جب تم یہ دیکھو کہ اللہ سبحانہ تم پر پے در پے نعمت نازل کر رہا ہے تو اس سے ڈرو! اور شکر کے ساتھ اس کی نعمتوں کی حفاظت کرو۔

نعمت دینے والے کے لیے کم سے کم جو چیز واجب ہے، وہ یہ ہے کہ اس کی نعمت کے ذریعے گناہ نہ کیا جائے یا اس کی نعمت کے ہوتے ہوئے، نافرمانی نہیں کرنا چاہئے۔

بے شک گناہوں سے معذور ہونا بھی ایک نعمت ہے۔

بدمزہ ومکدر کرنا

جتنی مسرت وشادمانی ہوتی ہے، اتنی ہی بدمزگی ہوتی ہے۔

بدمزگی (پیدا کرنے کے ساتھ) کوئی لذت نہیں ہے۔

نفرت وجدائی

ہر چیز اپنی ضد (اور اپنے دشمن) سے نفرت کرتی ہے (چنانچہ عالم، جاہل سے اور جاہل، عالم سے نفرت کرتا ہے)۔

اختلاف وجدائی کے ساتھ انحراف کرو اور فخر ومباہات کے تاج اتار دو (یعنی فخر ومباہات نہ کرو)۔

نفس اور اس کا محاسبہ

شریف نفس پر مصیبتیں اثرانداز نہیں ہوتی ہیں۔

شریف نفس کے لیے مال و پیسہ خرچ کرنا گراں نہیں ہے۔

پست نفس، رکیک و پست کاموں کو نہیں چھوڑ سکتا۔

مرد کا اپنے نفس پر ملامت کرنا اس کی عقل کے صحیح و بجا ہونے اور اس کے فضل کی فراوانی کی دلیل ہے۔

نفس آزاد شدہ ہیں لیکن عقل کے ہاتھوں نے ان کی زمام وعنان کو بدبختی ضلالت وگمراہی سے بچا رکھا ہے۔

اپنے نفس سے راضی انسان مغبون ہے اور اس پر اعتماد کرنے والا مفتون ہے۔

جو اپنے نفس سے راضی ہوتا ہے، اس سے اس کا عیب پوشیدہ رہتا ہے۔ اگر وہ دوسرے کی فضیلت کو سمجھ لیتا ہے تو وہ اپنے اندر کے نقص و کمی کو چھپاتا ہے (یا اس کے اندر جو کمی اور خسارہ ہے، وہ اسے غمگین کرتا ہے)۔

سنوارنے والا نفس امارہ، چاپلوس منافق کی مانند چاپلوسی کرتا ہے اور موافق دوست کی عادت کی طرح احسان کرتا ہے، یہاں تک جب وہ دھوکا دے دیتا ہے اور تسلط پا جاتا ہے تو دشمن کی طرح مسلط ہو جاتا ہے اور متکبر کی طرح حکم کرتا ہے اور اپنے حامل کو بہت بری جگہ پہنچا دیتا ہے۔

اپنے نفس کی اس وقت تک عزت کرو، جب تک وہ خدا کی طاعت میں تمہاری مدد کرتا ہے۔

اپنے نفس کو اس وقت تک ذلیل سمجھو، جب تک کہ وہ تمہیں خدا کی معاصی کی طرف لے جاتا ہے۔

اپنے نفس کے بارے میں خدا سے ڈرو! اور شیطان کے ہاتھ سے زمام چھین لو اور اپنے چہروں کو آخرت کی طرف موڑ لو اور ساری کوشش خدا (کی خوشنودی کے حصول) کے لیے قرار دو۔

اپنے نفس کو ہر پست صفت سے بلند رکھو، خواہ وہ تمہیں بہت سی عطا و بخشش کی طرف لے جائے کیونکہ اپنے نفس میں سے جس کو تم داؤ پر لگا دو گے، اس کا عوض تمہیں ہرگز نہیں ملے گا (جب پست صفت کی وجہ سے انسان بے آبرو ہو جاتا ہے تو پھر کس چیز کے ذریعے اپنی عزت ورفت کو حاصل کر سکتا ہے؟)

اپنے نفس پر اپنے ہی نفس کو نگہبان قرار دو اور اپنی دنیا سے اپنی آخرت کے لیے حصہ مقرر کرو۔

اپنے نفس سے روگردانی کے ساتھ اس کا استقبال کرو۔ میرا مطلب یہ ہے کہ تم اپنے نفس فاضلہ کی طرف توجہ دو، جو کہ تمہارے نورِ عل سے روشنی لینے والا، تمہارے اور تمہاری خواہشوں کے درمیان حائل ہے اور روگردانی سے میری مراد یہ ہے کہ تم اپنے نفس امارہ جو کہ برائی کا حکم دینے والا ہے اور حد سے آگے بڑھنے والا، سے روگردانی کرو۔

اپنے نفس کو شہوتوں سے باز رکھو تا کہ آفتوں سے محفوظ رہ سکو۔

قبل اس کے کہ تم سے انصاف طلب کیا جائے، تم اپنے نفس کے ساتھ انصاف کرو (اگر تمہارے اوپر کسی کا حق ہے تو اسے دنیا یا آخرت میں حکومت عدل کے لینے سے پہلے ہی ادا کر دو) کہ یہی تمہارے شایانِ شان اور تمہارے پروردگار کی رضا کے

لئے لائق ہے۔

مستقل جنگ کے ذریعے اپنے نفس کے مالک بن جاؤ (یعنی ان سے ہمیشہ برسر پیکار رہو اور انہیں قابو میں رکھو)۔

اپنے نفسوں کو طاعت میں، اپنی زبانوں کو ذکر میں اور اپنے دلوں کو اس کی خوشنودی میں مشغول رکھو، جس کو تم پسند کرتے ہو یا پسند نہیں کرتے۔

ان نفسوں کو کچل ڈالو کہ یہ نگہبان ہیں اگر تم ان کی پیروی کرو گے تو تمہیں بدترین انجام تک پہنچا دیں گے۔

معرفت نفس، دو معرفتوں میں سے نفع بخش ترین معرفت ہے۔

خبردار! اپنے نفس سے راضی نہ رہنا کہ وہ تم پر زیادہ غضب ناک ہوگا۔

خبردار! اپنے نفس پر اعتماد نہ کرنا کہ یہ شیطان کے جالوں میں سے ایک بڑا جال ہے۔

آگاہ ہو جاؤ کہ تمہارے نفسوں کی قیمت صرف جنت ہے، اس کے علاوہ کسی اور چیز کے عوض انہیں فروخت نہ کرو۔

سب سے بڑی بلا نفس کا (صالح اعمال اور اخروی ذخائر سے) بے دست وخالی ہونا ہے۔

خواہش جس کی مالک ہوگئی، اس نے اپنے نفس پر عیب لگایا اور طمع نے اسے غلام بنالیا۔

سب سے زیادہ طاقت ور وہ ہے کہ جو اپنے نفس پر سب سے زیادہ مسلط ہے۔

سب سے زیادہ ناتواں وہ ہے، جو اپنے نفس کی اصلاح سے عاجز آجائے (یعنی اپنے نفس کی اصلاح کی کوشش کرنا چاہئے، ورنہ عاجز ہونا ثابت ہو جائے گا)۔

اپنے نفس پر تسلط کے لحاظ سے عظیم ترین انسان وہ ہے، جو اپنے غصہ کو دبا دے اور اپنی شہوتوں کا گلا گھونٹ دے۔

جب نفسوں میں ہم آہنگی کا تناسب پیدا ہو جاتا ہے تو وہ ایک دوسرے سے الفت کرنے لگتے ہیں۔

بے شک تمہارے نفسوں کی قیمتیں ہیں لیکن انہیں جنت کے علاوہ اور کسی چیز کے عوض فروخت نہ کرو۔

بے شک جس شخص نے اپنے نفس کو جنت کے بغیر فروخت کر دیا، وہ سخت ترین رنج ومحن میں مبتلا ہوا (ظاہر ہے کہ وہ جہنم میں جائے گا اور جہنم کا عذاب سخت ترین عذاب ہے)۔

یقیناً یہ نفس نگہبان ہیں اگر تم ان کی پیروی کرو گے تو وہ تمہیں بدترین انجام کی طرف دھکیل دیں گے (تمہیں تمہاری جگہ سے اکھاڑ کر بدترین کاموں میں مشغول کر دیں گے)۔

بے شک نفس کی پیروی اور اس کی خواہش کی متابعت رنج والم کی جڑ اور گمراہی کا سر ہے۔

یقیناً نفس کو اکھاڑنا اور اس کو اس کی جگہ سے ہٹانا، بہت بعید ہے جب کہ وہ انسان کو ہمیشہ معصیت کا شوق دلاتا ہے (یا کسی خواہش کے بارے میں نافرمانی کرتا ہے)۔

بے شک یہ نفس برائی اور بدی کا حکم دینے والا ہے، پھر جس نے اسے چھوڑ دیا (اس سے جنگ نہ کی) اس نے خود اسی پر غلبہ کیا اور

اس کو گناہوں کی طرف لے گیا)۔

یقیناتمہارا نفس فریب کار ہے اگر تم اس پر اعتماد کروگے تو شیطان حرام کاموں کی طرف کھینچ لے جائے گا۔

بے شک نفس بدی اور برے کاموں کا حکم دینے والا ہے پھر جو اس کو امانت دار سمجھتا ہے، یہ اس سے خیانت کرتا ہے اور جس نے آرام حاصل کرنا چاہا، اس نے اسے نابود کردیا اور جو اس سے خوش ہوا، اس نے اس کو بدترین جگہ پہنچادیا۔

بے شک مومن نے شام سے صبح اور صبح سے شام نہیں کی مگر اس کا نفس اس کے نزدیک مہتم رہا اور ہمیشہ اس پر عیب لگا تا رہا اور اس سلسلہ میں آگے نہیں بڑھاتا رہا۔

بے شک نفس گراں بہا (بڑا قیمتی) گوہر ہے، جو اس کی حفاظت کرتا ہے (اور اسے فضائل کے حصول کا عادی بنادیتا ہے) وہ اسے بلند کردیتا ہے اور جو اسے رکیک و پست چیزوں کا عادی بنادیتا ہے، وہ اسے پست (قیمت) بنادیتا ہے۔

بے شک جو نفس فانی عطاو بخشش کو طلب کرتا ہے، ان کی جستجو میں وہ ہلاکت تک پہنچ جاتا ہے اور اپنی بازگشت میں بدبخت ہوجاتا ہے۔

بے شک جو نفس باقی رہنے والے عطایا کو جمع کرنے کی کوشش کرتا ہے، یقینا اس نے اپنا مقصد حاصل کرلیا اور اپنی بازگشت (آخرت) میں کامیاب و نیک بخت ہوگیا۔

بے شک نفس چرندہ ہے (جس طرح اونٹ کھٹی اور تلخ گھاس چرتا جاتا ہے، اسی طرح نفس مختلف خواہشوں کو پورا کرنے کا مشتاق ہوتا ہے) اور جب ملول و خستہ ہوجاتا ہے تو پھر کان قبول نہیں کرتے لہٰذا تم اپنے فہم کو اصرار کے وسیلہ سے اپنے قلب سے قطع نہ کرو، یا ایسے قبول نہ کرو، کیونکہ بدن کے ہر عضو کو آرام کی ضرورت ہے (یعنی تفکر و تعلم کے لئے نفس کو زیادہ زحمت نہیں دینا چاہئے کہ تھک جائے گا نتیجہ میں کان قبول نہیں کریں گے۔ بنا برایں جب تک نفس مائل ہے اور دل کو آرام کی ضرورت نہیں ہے، کام انجام دیا جائے بصورت دیگر انسان کا مطالعہ وغیرہ سے مفید ثابت نہیں ہوگا۔

یقیناتمہارا نفس تمہاری سواری ہے، اگر اس پر اس کی طاقت سے زیادہ بار لادوگے تو اسے مار ڈالوگے اور اگر اسے پچکار کے کام لوگے تو اسے باقی رکھوگے (مختصر یہ کہ اس سے اس کی طاقت کے مطابق کام لو)۔

بے شک اگر تم اس تقسیم میں کسی بھی چیز کے ذریعے خلل ڈالوگے تو تم اپنے کسب کئے ہوئے ان نوافل (واضافات) کو ان واجبات کے برابر کیسے کروگے جن کو تم ضائع کررہے ہو؟ (یعنی طاقت سے زیادہ مستحبات پر عمل کرنے سے واجبات چھوٹ جاتے ہیں اور اسمیں شک نہیں ہے کہ انجام پائے ہوئے نوافل ضائع ہوجانے والے واجبات کے مساوی نہیں ہوسکتے)۔

نفس کو سنوارنا اور اپنے پاکیزہ کرنے میں مشغول ہونا اور برے افعال و صفات سے اسے پاک کرنا ہی زیادہ بہتر ہے۔

نفس پر اعتماد کرنا شیطان کی محکم فرصتوں میں سے ہے (یعنی اگر نفس پر اعتماد کیا تو شیطان اسی موقعہ پر اپنے جال میں گرفتار کرے گا)۔

نفس کی تباہی اوراس کی خرابی کی تلافی کرنا (اوراسے سنوار دیناہی) فائدہ بخش ترین تحقیق ہے۔
تمہارااپنےنفس کی طرف متوجہ ہونا (یعنی دوسرے لوگوں کی برائی کرنے سےشرم کرنا یا بدی کرنے سے باز رہنا) ننگ وعار سے بچانے کے لیے کافی ہے۔
اگرتم اپنےنفس کوان بہت سی چیزوں سے کہ جوتمہیں پسند ہیں، ان کی ناشائستگی کے خوف سے بازنہیں رکھو گےتوخواہش تمہیں بہت سےنقصانات پر ابھاریں گی اور بہت سے خساروں میں مبتلا کریں گی۔
بے شک اگرتم نے اپنی زمام نفس کے ہاتھ میں دے دی توتم نے اپنی معادوآخرت کوتباہ کردیا اوروہ تمہیں ایسی بلا میں مبتلا کر دے گا کہ جس کی انتہانہیں ہےاورختم نہ ہونے والی بدبختی وہلاکت میں گرادے گا۔
اگرتم نے اپنےنفسوں کی پیروی کی تووہ تمہیں بدترین انجام وعاقبت کی طرف دھکیل دے گا۔
تم تواس شخص جیسے ہو، جواپنےنفس کواپنا ہم خیال کرنے کے لیے مارڈالتا ہے۔
جب تم اپنےنفس کوطاعت خدامیں مشغول کروگےتواسے معزز کروگےاوراگراس کوخدا کی نافرمانی میں لگادوگےتواسے ذلیل کرو گے۔
اگرتمہارانفس تمہارے مقابلہ میں تم سے سرکشی کرنے لگےتوتم بھی اس کے مقابلہ میں سرکشی کرو، اس سے وہ تمہارامطیع ہوجائے گا اوراپنےنفس کواپنےنفس کے ذریعے دھوکا دوتاکہ وہ تمہارااطاعتگزار بن جائے۔
جب تم اپنےنفس کی بھلائی کی طرف راغب ہوتوتمہارے لئےضروری ہے کہ میانہ روی اختیارکرواوراپنےنصیب پرراضی رہواور خرچ کم کرو۔
اپنےنفس کو (نفس اوردشمن سے جہاد کے ذریعے نیک بناؤ کہ جہاد کےسبب انسان خدا کا فرمانبردار ہوجاتا ہےاور جب وہ خدا کامطیع ہوجاتا ہےتواس کانفس نیک ہوجاتا ہے)۔
اپنےنفسوں کی تربیت کی ذمہ داری قبول کرواورانہیں ان کی عادتوں سے روکو (اورانہیں اچھی چیز کا عادی بناؤ)۔
اپنےنفس سے اس چیز کا تقاضا کرو، جواس پر واجب ہے (یعنی اگرکوئی واجب چھوٹ جائے تو اس سے سوال کرو) تاکہ تم دوسرے سوال اور باز پرس سےمحفوظ ہوجاؤاوراس سے سخت حساب لوتاکہ غیر کے حساب سے بے نیاز ہوجاؤ۔
جس کی آپؑ نے مذمت کی تھی، اس کے بارے میں فرمایا: اس کانفس اس پراس چیز میں غلبہ کرتا ہے، جووہ گمان کرتا ہےاوراس چیز میں اس پرغلبہ نہیں کرتا ہے، جس کا اسےیقین ہوتا ہے۔ درحقیقت اس نے اپنےنفس کواپناامیر بنالیا ہے، تمام امور میں یہ اسی کی پیروی کرتا ہے۔
طاعت خدامیں واجبات کی ادائیگی پرصبر کرنے اورنوافل وفرائض کوقائم کرنے میں اپنےنفس کوآزماؤ۔
اپنےنفسوں کا حساب کرتے رہوتاکہ (عذاب) خدا کےخوف سےمحفوظ رہواوراس کے پاس اپنی پسندیدہ (جنت کی نعمتوں)

چیزوں کو حاصل کرسکو۔

اپنے نفس کا اپنے نفس کے لئے حساب کرو کیونکہ نفسوں میں سے اس کا غیر اس کا حساب لے گا اور وہ تمہارا غیر ہے۔

اپنے نفسوں سے حساب لو (اپنے نفسوں کا محاسبہ کرو) قبل اس کے کہ تمہارا حساب لیا جائے اور انہیں تول پرکھ لو، قبل اس کے کہ انہیں تولا جائے۔

اپنے نفسوں کا حساب ان کے اعمال کے ذریعے لو اور ان سے ان چیزوں کا مطالبہ کرو، جو ان پر واجب کی گئی ہیں اور ان کے دارِ فانی سے ان کے دارِ باقی کے لئے کچھ لے لو اور اٹھائے جانے سے قبل زادِ راہ فراہم کرکے تیار ہو جاؤ۔

عفت و پاک دامنی کے ذریعے اپنے نفسوں کو زینت دو اور اسراف و تبذیر سے پرہیز کرو۔

نفسوں میں سب سے بہترین وہ ہے، جو سب سے زیادہ پاک ہے۔

اپنے نفس سے اپنے نفس (اور اپنی آخرت) کے لئے (نیک اعمال کا ذخیرہ) لے لو اور اپنے آج کے دن سے کل کے لیے زادِ راہ فراہم کرلو اور زمانہ کی نیند غنودگی (گویا زمانہ محوِ خواب تھا یا اس پر غنودگی طاری تھی، اس نے تمہیں چھوڑ دیا ورنہ تمہارا قصہ پاک کردیتا) یا زمانہ کے معاف کرنے کو غنیمت سمجھو اور نیک کام کے موقعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔

عبادت کے بارے میں نفس کو فریب دو (ایسا کام کرو کہ وہ عبادت کی طرف مائل ہو جائے) اس کے ساتھ نرم برتاؤ کرو (اسے مجبور نہ کرو) اس کے نشاط و در گزر کرنے کے منتظر رہو (سستی و تھکن کے وقت اس کو عبادت میں مشغول نہ کرو) مگر یہ کہ واجب فریضہ ہو کہ جس کو انجام دینا ضروری ہے (جیسے نماز کہ اسے سستی کے وقت بھی انجام دینا ضروری ہے)۔

اپنے جسموں سے لے کر اپنے نفسوں کو بخش دو (یعنی اپنے بدن کو طاعت و عبادت کی ریاضت میں پگھلا دو اور اس سے اپنی روح کو قوی بناؤ) اور اپنی گردنوں کو چھڑانے کے لیے دوڑو، قبل اس کے کہ ان کے رہن کے مستحق ہو جاؤ (یعنی جس کے پاس گردنیں رہن ہیں، اس کے سامنے جانے سے پہلے انہیں چھڑا لو۔ کہنا یہ چاہتے ہیں کہ خدا نے ہم سے عمل کا مطالبہ کیا ہے، اگر ہم نے نیک اعمال انجام دیئے تو ہم اس چیز کے مالک ہو جائیں گے، جو ہم نے رہن رکھی ہے، ورنہ خدا اس کا مالک ہو جائے گا۔ اگر وہ عذاب کرنا چاہے گا تو کرے گا کیونکہ اس نے حجت تمام کردی ہے)۔

اپنے نفس کی مخالفت کرو تا کہ سیدھے اور مستقیم بن جاؤ۔

نفس کو لذتوں اور ذخیرہ سے بچانا اور اس کا علوم و حکمت کی ریاضت کرنا اور عبادات و طاعات میں سخت جانفشانی کرنا، نفس کی خدمت ہے اور اس عمل میں نفس کی نجات ہے۔

خواہشوں سے باز رہنا اور دنیا کی لذتوں سے پرہیز کرنا ہی نفس کی دوا ہے۔

مقاصد و غایات کی انتہا تک کوئی نہیں پہنچ سکے گا مگر جنہوں نے نفسوں کو سنوار لیا اور جہاد کیا (یعنی مقصد کی بلندی پر وہی لوگ پہنچتے ہیں، جنہوں نے اپنے نفسوں کو سنوارا اور ان سے جہاد کیا)۔ اپنے نفس میں ذلیل رہو (یعنی خدا کی بارگاہ میں اپنے نفس کو ذلیل

سمجھو) اور اپنے دین میں باعزت رہو اور اپنی آخرت کی حفاظت کرو اور اپنی دنیا کو وار دو (یعنی اس کو اہمیت نہ دو)۔
عادات کو چھوڑ کر اپنے نفسوں کو مطیع بنالو اور انہیں طاعات کی انجام دہی پر مجبور کرو اور لوگوں کے قرضوں کا جو بار تمہارے اوپر ہے، اسے ادا کرو اور نیک کام کر کے انہیں آراستہ کرو اور گناہوں کی پلیدگی سے بچاؤ۔
خدا کی طاعت کے ذریعے اپنے نفس کو مطیع بناؤ اور اسے طاعت سے زینت دو، طلب دنیا میں سہل انگاری کرو اور کسب وکمائی میں سکون ووقار اور دیر سے کام لو۔
خدا رحم کرے اس شخص پر کہ جس نے اپنے نفس کو خدا کی معصیتوں سے روکنے کے لیے اس کو مناسب لگام چڑھا دیا ہے اور مناسب مہار کے ذریعے اسے خدا کی طاعت کی طرف لے گیا ہے۔
خدا رحم کرے اس شخص پر کہ جس نے ہوا وہوس کی طرف مائل ہونے والے اپنے نفس کو مغلوب کر لیا اور اس کی حفاظت کی اور اس کی مناسب زمام کے ساتھ اسے طاعت خدا کی طرف لے گیا۔
نفس کو ہوا وہوس سے باز رکھنا، بہت بڑا جہاد ہے۔
نفس کو ہوا وہوس سے باز رکھنا، نفع بخش جہاد ہے۔
نفس کو دنیا کی زینتوں سے باز رکھنا، عقل کا ثمرہ ہے۔
نفس کو خواہشوں کو زینت دینے سے باز رکھنا، ذکاوت وشرافت کا پھل ہے۔
خواہشوں کے وقت اپنے نفس سے (عذاب وعقاب کو) ہٹاؤ اور شبہات کے وقت نفس کو کتابِ خدا (کے حکم) کے مطابق قائم رکھو۔
نفس کو روکے رکھنا اور خواہشوں کے بارے میں اس سے جہاد کرنا، درجات کو بلند کرتا ہے اور حسنات میں اضافہ کرتا ہے (علامہ خوانساری مرحوم فرماتے ہیں: اس کے معنی یہ ہیں، نفس کو اس کی خواہشوں سے باز رکھنا، اس سے جہاد کرنا، درجات کو بلند کرتا ہے اور حسنات میں اضافہ کرتا ہے)۔
تمہارا اپنے نفس سے خوش ہونا، تمہاری عقل کی خرابی کی وجہ سے ہے (یہ محض خود بینی ہے)۔
بندے کے اپنے نفس سے خوش ہونے کے ساتھ، اس کے پروردگار کی ناراضگی ہے۔
آدمی کا اپنے نفس سے خوش ہونا، اس کی کم عقلی کی دلیل ہے۔
دنیا سے بے رغبتی، نفس کی اصلاح وشائستگی کا سبب ہے۔
نفس کی تربیت کرنا اور اس کو سنوارنا، بہترین سیاست اور علم کی ریاست وسربراہی ہے، جو بلندترین ریاست ہے۔
بدترین فقر وناداری، نفس کا فقر ہے۔
بدترین کام، نفس سے راضی ہونا ہے۔

نفس کی اصلاح و بھلائی، کم طمع میں ہے۔

نفس کی اصلاح و بھلائی، ہوا و ہوس سے جنگ کرنے میں ہے۔

نفس کی گمراہی، خواہش وغضب کے تقاضے ہیں (یعنی شہوت یا غضب اسے کسی کام پر اکسائے)۔

نفس کے محاسبہ کا پھل نفس کی اصلاح ہے۔

اپنے نفسوں کو تول پرکھ لو قبل اس کے کہ تمہیں تولا جائے اور ان کا محاسبہ کئے جانے سے پہلے اپنا محاسبہ کرلو اور گلے کا پھندہ تنگ ہونے سے پہلے سانس لے لو اور سختی کے ساتھ ہنکائے جانے سے پہلے فرمانبردار بن جاؤ (یعنی مرنے سے پہلے اپنی اصلاح کرلو۔ نہج البلاغہ کے خطبہ ۸۹ میں اس طرح ہے: "وتنفسوا قبل ضيق الخناق و انقادو اقبل")۔

اپنے نفسوں کو محاسبہ کے ذریعے قید کرو اور مخالفت کے وسیلہ سے ان پر قابو پاؤ۔

جس نے اپنے نفس کا محاسبہ کرلیا، اس نے منافع پایا۔

جس نے اپنے نفس کا حساب کرلیا، وہ کامیاب و نیک بخت بن گیا۔

جو محاسبہ کے ذریعے اپنے نفس سے سوال کرتا ہے، وہ اس میں کاہلی و سستی سے محفوظ رہتا ہے۔

جو اپنے نفس کا حساب کرتا ہے، وہ اس کے عیوب سے واقف ہو جاتا ہے اور اس کے گناہوں کا احاطہ کر لیتا ہے اور خدا اسے گناہوں کی بخشش اور عیوب کی اصلاح کی دعا کرتا ہے۔

خوش نصیب ہے وہ شخص کہ جس کے پاس اس کے نفس کی طرف سے کوئی کام ہوتا ہے اور وہ اسے لوگوں سے باز رکھتا ہے (یعنی اپنے نفس کی اصلاح میں اتنا منہمک ہے کہ دوسروں کے بارے میں سوچ بھی نہیں پاتا ہے)۔

خوش نصیب ہے وہ شخص، جو اپنے نفس کو دم گھٹنے اور موت کی سختی سے پہلے آزاد کر دیتا ہے۔

خوش نصیب ہے وہ شخص، جو اپنے نفس کی نظر میں ذلیل اور اپنی طاعت کی وجہ سے باعزت اور اپنی قناعت کے ذریعے غنی ہے۔

خوش نصیب ہے وہ شخص کہ جس کے پاس اس کے نفس کی طرف سے کوئی مشغولیت ہے کہ جو اسے لوگوں سے باز رکھے ہوئے ہے اور لوگ اس کی طرف سے آرام میں ہیں اور وہ طاعت خدا کے مطابق عمل کرتا ہے۔

خوش نصیب ہے وہ نفس، جو اپنے واجب کو اپنے پروردگار کی رضا کے لئے انجام دیتا ہے۔

اپنے نفسوں کو خواہشوں کی آلودگیوں سے پاک کرو تا کہ رفیع و بلند درجات پر فائز ہوسکو۔

جس نے خدا کی نافرمانی کی، اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا اور شیطان کی پیروی کی۔

جو دارِ بقا کے عوض دارِ فنا سے راضی ہو گیا اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔

اپنے نفس کو اچھی چیز کا عادی بناؤ کہ یہ اس چیز کو خوبصورت بناتا ہے، جس کو تم سے نقل کرتے ہیں (یعنی یہ اس بات کا باعث ہوتی ہے کہ لوگ تمہیں نیکی سے یاد کریں) اور یہ تمہارے اجر کو زیادہ کرتا ہے۔

اپنے نفس کو یادِ خدا اور استغفار کرنے کا حریص بناؤ کہ یہ تمہارے گناہ کو معاف کر دے گا اور تمہارے اجر کو عظیم کرے گا۔

اپنے نفس کو نیک کاموں کی انجام دہی کا اور لوگوں کے قرض دینے کا عادی بناؤ تا کہ تمہارا نفس بلند مرتبہ اور تمہاری آخرت آباد ہو جائے اور تمہاری تعریف کرنے والوں کی تعداد بڑھ جائے۔

اپنے نفس کو حسن نیت اور نیک مقصد و ارادہ کا عادی بناؤ تا کہ تم اپنے مطالب یا اپنی کوششوں میں کامیاب ہو جاؤ۔

اپنے نفس کو وجود و بخشش کرنے اور اصرار و سختی نہ کرنے کا عادی بناؤ تا کہ تم سے اصلاح و بھلائی کا دامن نہ چھوٹنے پائے۔

مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے کہ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا کہ وہ دارِ فانی سے کیسے مانوس ہو جاتا ہے۔

مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے، جو اپنی گمشدہ چیز کو ڈھونڈ رہا ہے جب کہ اس نے اپنے نفس کو گم کر دیا ہے اور اسے اس کی تلاش نہیں ہے۔

مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے، جو اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے کہ وہ اپنے غیر کے ساتھ کیسے انصاف کرتا ہے؟ مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے کہ اپنے نفس کو نہیں پہچانتا ہے، وہ اپنے رب کو کیسے پہچانتا ہے؟ (یہ روایت رسولِ اکرمؐ کی حدیث: "من عرف نفسه فقد عرفه ربه" جیسی ہے اس میں چند احتمال ہیں: (۱) جس طرح نفس بدن کا محرک ہے، خدا پوری کائنات کا محرک ہے۔ (۲) جس طرح نفس پر بدن کے حالات پوشیدہ نہیں ہیں، اسی طرح خدا پر خلق کے حالات پوشیدہ نہیں ہے۔ (۳) جس طرح نفس ایک ہے، اسی طرح خدا بھی ایک ہے، ان کے متعدد ہونے سے فساد لازم آتا ہے۔ (۴) جس طرح نفس اس وقت بھی موجود تھا، جب بدن نہیں تھا اسی خدا اس وقت بھی موجود تھا، جب کچھ نہ تھا۔ (۵) جس طرح نفس کی حقیقت نہیں پہچانی جا سکتی، اسی طرح کہ خدا کو بھی نہیں پہچانا جا سکتا۔ (۶) جس طرح نفس دکھائی نہیں دیتا ہے، اسی طرح خدا کو بھی نہیں دیکھا جا سکتا ہے اور حواس ظاہری سے اس کا ادراک نہیں کیا جا سکتا۔ (۷) جس طرح بدن نفس کا محتاج ہے، اسی طرح کائنات خدا کی محتاج ہے۔ اس کے علاوہ بھی احتمال دیئے گئے ہیں)۔

ترک گناہ کے ذریعے اپنے نفسوں پر غالب آؤ کہ انہیں طاعت کی طرف لانا تمہارے لئے آسان ہو جائے۔

ترک عادات کے ذریعے اپنے نفسوں پر غلبہ پیدا کرو اور اپنی خواہشوں سے جنگ کرو تا کہ ان کے مالک بن سکو۔

جہاد بالنفس میں اصلاح و شائستگی کا کمال ہے۔

صحیح راستہ مخالف نفس ہے۔

نفس کی طاعت و پیروی میں گمراہی ہے۔

ہوا و ہوس میں نفس کی تباہی و بربادی ہے۔

تمہارے اپنے نفس پر قادر ہونا، بہترین قدرت ہے اور اس پر تمہاری حکمرانی، بہترین فرمانروائی ہے۔

جو تھوڑے پر قناعت نہیں کرتا ہے، وہ کیسے اپنے نفس کی اصلاح کر سکتا ہے؟

مرد کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ لوگوں کو چھوڑ کر اپنے نفس کی طرف متوجہ ہو جائے اور اس کی اصلاح میں مشغول ہو جائے۔

جس وقت تمہارے نفس پر تمہارا زیادہ اعتماد ہو تو اس وقت اس کے فریب سے زیادہ ڈرو!

تم اپنے نفس کے وصی بن جاؤ اور اپنے مال میں تم وہ کرو، جس کو تم غیر سے کرانا چاہتے ہو (یعنی اپنی زندگی میں جو کرنا ہے کر گزر، دوسروں پر نہ چھوڑ دو)۔

اپنے نفس سے باز پرس کرنے والے اور اپنی بدخصلت پر غلبہ پانے والے بن جاؤ اور خدا کے پاس گناہ لے جانے سے پرہیز کرو۔

یہ کلام نہج البلاغہ کے مکتوب ۵۶ سے ماخوذ ہے، جو کہ آپؑ نے شریح ابن ہانی کو اس وقت لکھا تھا، جب اسے اپنے لشکر کا سالار بنایا تھا۔ چند جملوں کے بعد تحریر فرماتے ہیں: اپنے نفس کو روکتے ٹوکتے اور غصہ کے وقت اپنے جست وخیز کو دباتے کچلتے رہنا (اور ایسے موقعوں پر مال کو عزیز نہ سمجھنا)۔

نفس کی بہت سی بری طبیعتیں ہیں (مثلاً بخل، حسد، سوئے ظن اور ظلم وغیرہ) حکمت ان سے روکتی ہے۔

تمہارے نفسوں کی قیمت جنت کے علاوہ اور کچھ نہیں، لہٰذا انہیں جنت کے علاوہ کسی اور چیز کے عوض فروخت نہ کرو۔

جو اپنے نفس کے ساتھ برائی کرتا ہے، اس سے کسی نیکی کی توقع نہیں ہے۔

روئے زمین پر خدا کے نزدیک اس نفس سے زیادہ معزز و مکرم نہیں ہے، جو اس کے امر کا مطیع ہے۔

جو اپنے نفس کو زیادہ (بڑا) سمجھتا ہے، وہ کم (حقیر) ہو جاتا ہے۔

جو اپنے نفس کو حقیر سمجھتا ہے، وہ (لوگوں کی نظر میں) بڑا ہو جاتا ہے۔

جو اپنے نفس کی اصلاح کرتا ہے، وہ اس کا مالک ہو جاتا ہے۔

جو اپنے نفس سے بے پروا ہو جاتا ہے، اسے وہ ہلاک کر دیتا ہے۔

جو اپنے نفس کی عزت کرتا ہے تو نفس اسے ذلیل کر دیتا ہے۔

جو اپنے نفس پر اعتماد کرتا ہے، نفس اس سے خیانت کرتا ہے۔

جو اپنے نفس سے بے پروا ہو جاتا ہے، وہ خسارہ میں رہتا ہے۔

جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا (وہ تمام تعلقات سے) بری ہو گیا۔

جو اپنے نفس کی طاعت کرتا ہے، وہ اسے قتل کرتا ہے۔

جو اپنے نفس کی نافرمانی کرتا ہے، وہ اس پر احسان کرتا ہے۔

جو اپنے نفس کی معرفت نہیں رکھتا ہے، وہ اسے آزاد چھوڑ دیتا ہے۔

جو اپنے نفس کو بڑا سمجھتا ہے، وہ حقیر و چھوٹا ہو جاتا ہے۔

جو اپنے نفس کو (معاصی اور ناپسندیدہ صفات سے) بچاتا ہے، اس کا احترام کیا جاتا ہے۔
جو اپنے نفس کا مالک ہوجاتا ہے، اس کا مرتبہ بلند ہوجاتا ہے۔
جس کا نفس اس کا مالک ہوجاتا ہے، اس کی قدرومنزلت گھٹ جاتی ہے۔
جو اپنے نفس سے دشمنی کرتا ہے، خدا اس سے محبت کرتا ہے۔
جو اپنے نفس کو ذلیل سمجھتا ہے، اسے خدا اکرم کرتا ہے۔
جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا، اس نے خدا، اپنے رب کو پہچان لیا (اس کے معانی کے احتمالات حدیث ۱۱۸ میں بیان ہوچکے۔ مرحوم علامہ شبرؒ نے تقریباً اس کے بارہ (۱۲) معانی لکھے ہیں اور اس حدیث کو رسول اکرمؐ کی طرف منسوب کیا ہے۔ شائقین مصابیح الانوار، ۲۰۴ صفحہ ملاحظہ فرمائیں)۔
جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا، اس کا مرتبہ بڑھ گیا۔
جس نے اپنے نفس کو دھوکا دیا وہ غیر کا خیرخواہ کیسے ہوسکتا ہے؟
جو اپنے نفس کی تربیت کرتا ہے، وہ سیاست وتربیت (کی حقیقت) کو سمجھ لیتا ہے (اور رعیت کو سنبھال سکتا ہے)۔
جو اپنے نفس کو (مضر چیزوں سے) بچاتا ہے، وہ محفوظ رہتا ہے۔
جو اپنے نفس کے بارے میں ڈرتا ہے، وہ غیر پر ظلم نہیں کرتا ہے۔
جو اپنے نفس کے ساتھ برا سلوک کرتا ہے، اس سے نیکی کی توقع نہیں رکھی جاسکتی۔
جو اپنے نفس کو سوال سے محفوظ رکھتا ہے، وہ جلیل القدر ہوجاتا ہے۔
جو اپنے نفس شریف ہوتا ہے، اس کے لطف (واحسان) زیادہ ہوتے ہیں۔
جو اپنے نفس کو نیکی کا حکم نہیں دیتا اور برائی سے نہیں روکتا ہے (اور خواہش نفس کے مطابق کام کرتا ہے) وہ اسے ضائع کرتا ہے۔
جو اپنے نفس پر غضب ناک رہتا ہے، وہ اپنے رب کو خوش کرتا ہے۔
جو اپنے نفس سے خوش رہتا ہے، وہ اپنے رب کو غضب ناک کرتا ہے۔
جو اپنے نفس پر قابو رکھتا ہے (اور اسے مطیع بنا لیتا ہے) وہ قوت کی انتہا پر پہنچ جاتا ہے۔
جو اپنے نفس کی اصلاح کے لئے اس کو تکلیف دیتا ہے، وہ نیک بخت وکامیاب ہوجاتا ہے۔
جو اپنے نفس کو اس کی لذتوں کے لئے آزاد چھوڑ دیتا ہے، وہ بدبخت ہوکر (خدا سے) دور ہوجاتا ہے۔
جس نے اپنے نفس کو اپنی کم سنی کے زمانہ میں زحمت میں مبتلا نہ کیا، وہ اپنی بزرگی کے زمانہ میں بلند مرتبہ پر نہیں پہنچا۔
جو اپنے نفس کی ریاضت کو مستقل طور پر جاری رکھتا ہے، وہ نفع اٹھاتا ہے۔
جو اپنے نفس سے راضی ہوتا ہے، اس پر بہت سے غضب ناک ہوتے ہیں (خدا بھی اس پر غضب ناک ہوتا ہے اور مخلوق بھی)۔

جو اپنے نفس کو اس کی مجبور و مرغوب چیز کے لئے ڈھیل دیتا ہے تو وہ اس چیز کی بدبختی میں مبتلا ہوتا ہے، جو اسے پسند نہیں ہوتی۔

جو اپنے نفس کو غیر واجب و غیر ضروری کام میں مشغول کرتا ہے، وہ اپنے واجب کام کو ضائع کر دیتا ہے (یعنی انسان کو چاہئے کہ وہ اپنے واجبی امور کو انجام دے کیونکہ وقت کم ہے)۔

جو اپنے نفس سے بداعمالی پر باز پرس کرتا ہے، وہ اپنی قدر و منزلت کو محفوظ رکھتا ہے اور اس کے کام کا انجام قابل ستائش ہوتا ہے۔

جو اپنے نفس کو آزاد چھوڑ دیتا ہے، وہ خود کو تباہ کرتا ہے۔

جو تمہیں تمہارے نفس کی اصلاح کا حکم دیتا ہے، وہ سب سے زیادہ مستحق ہے کہ اس کی فرمانبرداری کی جائے۔

جو اپنے نفس کو چھوٹی چھوٹی بات پر ٹوکتا ہے، وہ اپنے اوپر دوسروں کی انگلی اٹھنے سے محفوظ رہتا ہے (کیونکہ جب وہ اپنے عیوب کو برطرف کرے گا تو پھر غیر کے لئے کوئی راہ باقی نہ رہے گی)۔

جو اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے، وہ غیر کے لئے بڑا ظالم ہے۔

جو اپنے نفس کی نظر میں عظیم المرتبت ہوتا ہے، وہ خدا کی نظر میں حقیر ہوتا ہے۔

جو اپنے نفس کو نہیں پہچانتا ہے، وہ اپنے نفس کے غیر سے زیادہ جاہل ہوتا ہے۔

جو اپنے نفس کے لئے بخیل ہوتا ہے، وہ اپنے غیر کے لئے زیادہ بخیل ہوتا ہے۔

جس کا نفس شریف ہوتا ہے، وہ اسے طلب و سوال کی پستی سے محفوظ رکھتا ہے۔

جو اپنے نفس کی قدر جانتا ہے، وہ اسے فنا ہونے والی چیزوں میں ذلیل نہیں کرتا ہے۔

جو اپنے نفس کو ان چیزوں میں تھکائے گا، جو اس کو نفع نہ پہنچائیں تو وہ اس چیز میں مبتلا ہوگا، جو اسے نقصان پہنچائے گی۔

جس کا نفس قانع ہوتا ہے، اس کا نفس پارسائی و پاک دامنی میں اس کی مدد کرتا ہے۔

جس کا نفس معزز ہوتا ہے، وہ مال خرچ کرنے اور لوگوں کی حاجت روائی کو سہل و آسان سمجھتا ہے۔

جس کا نفس اس کے لئے معزز ہوتا ہے، وہ اسے معصیت کے ذریعے ذلیل نہیں کرتا ہے۔

جس کے لئے اس کے نفس ہی کی طرف سے بیداری ہو، اس پر خدا کی طرف سے نگہبان مقرر ہوتا ہے۔

جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا، وہ اپنے غیر کو زیادہ پہچاننے والا ہے (یعنی معرفت نفس دوسروں کو پہچاننے کا وسیلہ ہوگا)۔

جس کے لئے اس کا نفس معزز ہوگا، اس کی شہرت اس کے لئے ذلیل و حقیر ہوگی۔

جو اپنے نفس کو اس کی پسندیدہ چیز کے لئے ڈھیل دے گا، وہ اسے ایسی چیز کے رنج میں ڈال دے گا، جو اسے پسند نہیں ہے۔

جو اپنے نفس کو متہم کرتا ہے، درحقیقت وہ شیطان پر فتح پاتا ہے۔

جو اپنے نفس کی مخالفت کرتا ہے، درحیقت وہ شیطان پر غالب آ گیا ہے۔

جو اپنے نفس کی، اس کی شہوتوں اور خواہشوں میں پیروی کرتا ہے، درحیقت وہ اس کی ہلاکت میں اس کی مدد کرتا ہے۔

جو اپنے نفس سے راضی ہوتا ہے، اس پر اس کے عیوب ظاہر ہو جاتے ہیں (یعنی لوگ کھلم کھلا اس کے عیب دیکھتے ہیں)۔

جو اپنے نفس کو اس کے عیوب پر سرزنش کرتا ہے، وہ بہت سے گناہوں سے کانپ جاتا ہے۔

جس کا نفس ہی اسے لعنت ملامت کرتا ہے، اس پر خدا کی طرف سے ایک نگہبان ہوتا ہے۔

جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا، درحقیقت وہ ہر معرفت وعلم کی انتہا تک پہنچ گیا (کیونکہ معرفت نفس مبدا و معاد کی معرفت کا سرچشمہ ہے)۔

جس نے اپنے نفس کو نہیں سنوارا اور اسے پاکیزہ نہ کیا، اس نے عقل سے کوئی فائدہ حاصل نہ کیا۔

جو اپنے نفس سے فائدہ نہ اٹھا سکے، اس سے کسی کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔

جو اپنے نفس کی نظر میں پست نہیں ہوتا، وہ دوسروں کی نظر میں بلند نہیں ہوتا۔

جو اپنے نفس کی اصلاح نہیں کرتا ہے، وہ غیر کی بھی اصلاح نہیں کرتا ہے۔

جس نفس کے خلاف خدا اس کی مدد نہ کرے، وہ کسی واعظ کے وعظ و نصیحت سے مستفید نہیں ہو سکتا۔

جو اپنے نفس کو (اس کی خواہش کے پورا کرنے کی) اجازت دے دیتا ہے، وہ اسے تاریک راستوں پر ڈال دیتا ہے۔

جو اپنے نفس کے بارے میں سہل انگاری سے کام لیتا ہے، وہ اسے حرام شدہ معاصی میں دھکیل دیتا ہے۔

جو اپنے نفس کی اصلاح کے ذریعے اس کی تلافی نہیں کرتا ہے، اس کا مرض شدید ہو جائے گا اور (طبیب اسے) شفا دینے سے عاجز ہو جائیں گے اور علاج کے لئے اسے کوئی طبیب نہیں ملے گا۔

جو دنیا کے لئے اپنے نفس کو زیادہ غم واندوہ میں ڈالتا ہے، روزِ قیامت خدا اس کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرے گا اور اسے اقامت گاہ (بہشت میں) جگہ مرحمت کرے گا۔

جو اپنے نفس کو اپنے نفس کے علاوہ دوسری چیز میں مشغول کرتا ہے، وہ تاریکی میں بھٹکتا ہے اور ہلاکت میں گر پڑتا ہے۔

جس نے اپنے نفس کو نہیں پہچانا، وہ راہِ نجات سے دور ہو گیا اور گمراہی و نادانی میں گر پڑا یا خود کو گرا دیتا ہے۔

جو اپنے نفس کو نصیحت کرتا ہے (یا اپنے نفس کا مخلص ہوتا ہے) وہ دوسروں کو نصیحت کرنے کا زیادہ مستحق ہے۔

جو اپنے نفس سے خیانت کرتا ہے، وہ دوسروں کے ساتھ زیادہ خیانت کرے گا۔

جس کا نفس معزز ہوتا ہے، اس کی عداوت و مخالفت کم ہوتی ہے۔

جو اپنے نفس کی مذمت کرتا ہے، وہ اس کی اصلاح کرتا ہے۔

جو اپنے نفس کی تعریف کرتا ہے، وہ اسے ذبح کرتا ہے۔

جس کا نفس معزز و مکرم ہوتا ہے، اس کی آنکھوں میں دنیا حقیر ہو جاتی ہے۔

جو اپنے نفس کو جنت کی نعمتوں کے علاوہ کسی چیز کے عوض فروخت کرتا ہے، درحقیقت وہ اس پر ظلم کرتا ہے۔

جو اپنے نفس کو مہذب نہیں بناتا ہے، اسے بری عادت رسوا کردیتی ہے۔
جو اپنے نفس کو نیک سمجھتا ہے تو وہ اس کے لئے ضرر کو وسعت دیتا ہے (یعنی اسے بہت زیادہ نقصان پہنچاتا ہے)۔
طاعت پر عمل کرنا بھی نفس کے محرم و معزز ہونے کی دلیل ہے۔
طاعت پر عمل کرنا بھی نفس کا تقویٰ ہے۔
طاعت کی طرف سبقت کرنا بھی نفس کی فضیلت ہے۔
قناعت کو شعار بنالینا بھی عزت نفس ہے۔
کسی نے اپنے نفس کو حقیر نہیں سمجھا مگر عاقل نے۔
کسی نے اپنے نفس کو ناقص نہیں سمجھا مگر کامل نے (کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس میں کتنا نقص ہے)۔
جس نے غیر کو نصیحت کی، اس نے اپنے نفس کے ساتھ خیانت نہیں کی (ظاہر ہے کہ جو دوسروں کا خیال رکھتا ہے، وہ اپنا خیال بدرجہ اولیٰ رکھے گا)۔
طمع پرور نفس کو عاقبت یا المناک دارِ عقبیٰ (آخرت) سے کس چیز نے اندھا بنادیا ہے (یا طمع پرور نفس المناک دارِ عقبیٰ سے کتنا اندھا ہے؟)
اے انسان! تمہیں تمہارے نفس کی ہلاکت سے کس چیز نے مانوس کردیا؟ کیا تمہارے مرض کا علاج نہیں ہے یا تمہاری نیند کے لئے بیداری نہیں ہے؟ کیا تم اپنے نفس پر اس طرح رحم نہیں کروگے کہ جس طرح غیروں پر رحم کرتے ہو؟ (یعنی تمہیں اپنی فکر کیوں نہیں ہے؟ یہ کلام خطبہ ۲۱۴ سے ماخوذ ہے)۔
کسی بھی بندے کی نظر میں اس کا نفس مکرم و محرم نہ ہوگا مگر یہ کہ اس کی نظر میں دنیا ذلیل و حقیر ہو جائے گی۔
معرفت نفس، نفع بخش ترین معارف ہے۔
تمہارا نفس، تمہارے نزدیک ترین دشمنوں میں سے ایک ہے۔
اپنے نفس کو ہر پست صفت سے پاک کرلو، اگرچہ وہ تمہیں بڑی عطا ہی کی طرف ہنکائے۔
نفس پر نظر کرنا (یعنی آدمی اس کو زیر نظر رکھے اور اس سے غافل نہ رہے) اصلاحِ نفس کی انتہا ہے۔
جو نفس کی معرفت حاصل کرنے میں کامیاب ہوگیا، اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔
اپنے نفسوں کو ذلتوں اور شہوتوں کی تھکان سے پاک کرو۔
تمہارا نفس جنگجو دشمن ہے اور جست لگانے والا دشمن ہے، اگر تم اس سے غافل رہوگے تو وہ تمہیں قتل کردے گا۔
اپنے نفس کو اگر اس کی منزل و مرتبہ سے نیچ رکھوگے تو لوگ تمہیں تمہارے مرتبہ سے بلند مرتبہ دیں گے۔
نیک لوگوں کے نفس بدکاروں سے متنفر اور ان سے گریزاں رہتے ہیں۔

اپنے نفس کو ہر پستی سے پاک کرو اور بلند اخلاق و افعال کے حصول کے لئے پوری طاقت کے ساتھ کوشش کرو تا کہ گناہوں سے خالص ہو جاؤ اور بلندیاں حاصل کر سکو۔

نیک لوگوں کے نفس فاجر و بدکار لوگوں سے نفرت کرتے ہیں۔

جو اپنے نفس سے راضی ہو گیا اور جس نے اس کی آرائش پر اعتماد کیا، وہ ہلاک ہو گیا۔

لذتوں کا حریص نفس گمراہ کرتا ہے اور ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔

اپنے نفسوں کو مزاح و مذاق، ہنسنے، ہنسانے والی حکایتوں اور باطل جگہوں سے بلند کرو۔

طاعت خدا کی طرف سبقت اور اس کی نافرمانی سے اجتناب اور اس کی رضا کے طلب کرنے سے اپنے نفس کو اس آگ سے بچاؤ کہ جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں۔

اپنے نفس کے اس فعل و صفت کو نیک نہ سمجھو، جس کو غیر کے لئے اچھا نہیں سمجھتے۔

برے افعال و اقوال میں سے کسی ایک کی بھی اپنے نفس کو اجازت نہ دو۔

تم خدا کے ظلم سے نہ ڈرو! (وہ کسی پر ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا ہے) ہاں اس ظلم سے ڈرو، جو تم نے اپنے نفسوں پر کیا ہے۔

جب تمہارا نفس تمہیں گمراہ کرے تو اس کے بارے میں بردباری سے کام نہ لو۔

اپنے نفس کی اس وقت نافرمانی نہ کرو، جب وہ تمہاری ہدایت کرے۔

اپنے نفس کو ایسی فکر سے خالی نہ کرو، جو تمہاری حکمت میں اضافہ کرے، تم اسے عبرت سے نوازو، وہ تمہیں عصمت بخشے۔

جب تمہارا نفس تمہارا مطیع نہ ہو، اس وقت دوسروں سے اپنی فرمانبرداری کی خواہش نہ کرو۔

اپنے نفس سے جاہل نہ رہو کیونکہ جو معرفت نفس سے جاہل رہتا ہے، وہ ہر چیز سے جاہل رہتا ہے (کیونکہ معرفت ہی اصل معارف ہے، جس نے نفس کو نہیں پہچانا، اس نے کسی چیز کو نہیں پہچانا)۔

اپنے نفس کی اصلاح کرنے کی کوشش نہ چھوڑو کیونکہ (کامیابی کے حصول میں سوائے کوشش کے کوئی چیز تمہاری مدد نہیں کرے گی)۔

اپنے نفس کو خدا سے جنگ کے لئے ہرگز قائم نہ کرو، کیونکہ اس کے انتقام کو روکنے کی تم میں طاقت نہیں ہے اور تم اس کی رحمت سے بے نیاز نہیں ہو سکتے۔

اپنے نفس کو خواہشوں کی پیروی اور دنیا کی لذتوں کو اختیار کرنے کی اجازت نہ دو کہ اس سے تمہارا دین فاسد ہو جائے گا اور اس کی اصلاح نہیں ہو گی، تمہارا نفس نقصان اٹھائے گا اور نفع نہیں پائے گا۔

اپنے نفس کو طمع کے فریب میں (اپنا) مالک نہ بناؤ (اور خود اس کے غلام نہ بنو اور شر کے محرکات کے مطابق عمل نہ کرو کہ یہ دونوں تمہیں بدبختی و ذلت ہی دیں گے)۔

جو اپنے نفس کا مالک نہیں ہوتا ہے، وہ (عذاب) خدا سے محفوظ نہیں رہتا ہے۔

مرد پر اس کے نفس سے زیادہ ظلم کرنے والا کوئی دشمن نہیں ہے۔

نفس امید و آرزو سے خالی نہیں رہتا ہے، یہاں تک کہ اجل میں داخل ہو جاتا ہے (یعنی مرتے دم تک امید رکھتا ہے)۔

اس شخص سے قوی کوئی طاقت نہیں ہے کہ جو اپنے نفس پر قوی ہے اور اس پر غلبہ رکھتا ہے اور اس کا مالک ہو جاتا ہے۔

اس شخص سے زیادہ ناتواں کوئی نہیں ہے، جو اپنے نفس کو آزاد چھوڑ دیتا ہے اور اسے ہلاک کر دیتا ہے۔

جو اپنے نفس کی معرفت رکھتا ہے، اس کے لئے ضروری ہے کہ قناعت وعفت کا ساتھ نہ چھوڑے۔

جو اپنے نفس کے شرف کو جانتا ہے، اس کے لئے ضروری ہے کہ اسے دنیا کی پستی سے پاک کرے۔

جو اپنے نفس کو پہچانتا ہے، اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ حزن و احتیاط کا دامن نہ چھوڑے۔

مرد کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے نفس پر گواہ، اپنے دل کا نگہبان اور اپنی زبان کا محافظ ہو۔

جو اپنے نفس کی اصلاح اور اپنے دین کو فراہم و استوار کرنا چاہتا ہے، اسے چاہئے کہ دنیا داروں سے پرہیز کرے۔

جو اپنے نفس کو پہچانتا ہے، اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ لغزش قدم کے خوف سے احتیاط و پشیمانی سے جدا نہ ہو۔

انسان کے لئے کتنی اچھی بات ہے کہ اس کے پاس ایک گھنٹہ ایسا (ایک ساعت ایسی) ہو کہ جس میں وہ کسی بھی چیز میں مشغول نہ ہو اور اس وقت وہ اپنے نفس کا محاسبہ کرے۔ اس میں یہ دیکھے کہ اس نے روز و شب میں نفس کے حق میں اور اس کے خلاف کیا کیا ہے؟

قابل رشک تو بس وہی ہے کہ جس کی ہمت ہی اس کا نفس ہو اور دن بھر کے لئے بھی اس سے حساب، مطالبہ اور جنگ نہ چھوڑے (بلکہ ہر روز اس سے باز پرس کرے اور اس سے دوٹک حساب کرے)۔

مرد (انسان) کا اپنے نفس پر عیب لگانا، اس کی عقل کے ٹھکانے ہونے اور اس کے فضل کی فراوانی کی دلیل ہے۔

عظیم ترین ملک، اپنے نفس کا مالک ہونا ہے۔

اپنے نفس کے ننگ و عار، اپنے غصہ کی تیزی، اپنی دست درازی اور اپنی زبان کی تندی کے مالک ہو جاؤ اور ان تمام چیزوں میں عجلت نہ کرو اور دست درازی سے باز رہو، یہاں تک کہ تمہارا غصہ ٹھنڈا ہو جائے اور تمہاری عقل ٹھکانہ پر آ جائے۔

اپنی خواہش اور غصہ کے مالک ہو جاؤ کیونکہ غصہ پر قابو رکھنا، نفس کے ساتھ اس چیز میں عدل و انصاف کرے، جسے وہ پسند کرتا ہے اور جس سے وہ نفرت کرتا ہے (بنا برایں انسان کو چاہئے کہ اپنے نفس کی زمام وہ اپنے ہاتھ میں لے اور نفس کے تقاضوں کی پیروی نہ کرے بلکہ جو چیز خدا کی خوشنودی کا باعث ہو، اس کے حصول کی کوشش کرے اور نفس کی خواہشوں کے پورا نہ ہونے کے سبب نفس کی ناراضگی کو خاطر میں نہ لائے)۔

اپنے نفس کو لذتوں کے محرکات سے باز رکھنے والا، مالک ہونے والا ہے اور اسے آزاد چھوڑنے والا، ہلاک ہونے والا ہے۔

غصہ کے وقت نفس پر قابو رکھنے سے خود کو ہلاکت سے بچا تا ہے۔

خوف وخواہش کے وقت نفس کو بچائے رکھنا، بہترین ادب ہے (یعنی جہاں بھی خوف وخواہش مذموم ہو، وہاں نفس کی حفاظت کرنی چاہیئے اور خدانے جو اس پر فرض عائد کیا ہے، اسے مدنظر رکھنا چاہیئے)۔

جس نے بھی اپنے نفس پر اعتماد کیا وہ ہلاکت میں گر گیا۔

جو اپنے نفس کے فریب میں آتا ہے، نفس اسے ہلاکت کے حوالے کر دیتا ہے۔

انفاق ونگہداری

خبردار! انفاق کرنے سے دست کش نہ ہونا کیونکہ اپنے دن کی جس روزی ورزق کو تم بچا رہے ہو، اس میں تم غیر کے خازن ہو (یہ تنبیہ افضیلت کی بنا پر ہے، روکنا اور بچانا حرام نہیں ہے کیونکہ اگر حرام ہوتا تو بزرگانِ دین کل کے لئے بھی کوئی چیز باقی نہ رکھتے)۔

اگر تم اپنا مال راہِ خدا میں خرچ کرو تو بے شک خدا بہت جلد عوض دینے والا ہے۔

جب تمہیں رزق وروزی دی جائے تو تم انفاق کرو۔

جب تمہیں رزق وروزی دی جائے تو تم (اپنے اہل وعیال کی خوش حالی میں) وسعت دو۔

غیر کے اوپر تمہارا لباس (وہ لباس جو تم لوگوں کو عطا کر دیتے ہو) اس سے زیادہ باقی رہنے والا ہے (اگر تم خود پہنو گے تو تھوڑے ہی عرصہ میں وہ پرانا ہو جائے گا اور اگر بخش دو گے تو اس کا ثواب دائمی ہوگا)۔

نفع بخش درہم (جو حلال طریقہ سے حاصل ہو اور نیک کام میں خرچ ہو) اس دینار سے بہتر ہے، جو آدمی کو ہلاکت میں ڈال دے۔

خدا کے نزدیک نادار و مفلس کا درہم خدا کے مالدار کے دینار سے زیادہ پاک ہے۔

اکثر تھوڑا حلال (مال) خدا کے لئے بہت سے (حرام مال سے) زیادہ نمو پانے والا ہوتا ہے۔

جو تھوڑا (مال) اپنے لئے ہوتا ہے، وہ اس زیادہ (مال) سے بہتر ہے، جو غیر کے لئے ہے (یعنی تھوڑا مال تم اپنی زندگی میں خرچ کرتے ہو، وہ اس کثیر مال سے بہتر ہے، جو دوسروں کے لئے چھوڑتے ہو)۔

کسی کو اس کی دنیا کی کوئی چیز فائدہ نہیں پہنچاتی مگر جو اس نے اپنی آخرت کے لئے خرچ کیا ہے۔

جو چھوٹے ہاتھ سے دیتا ہے، اسے بلند ہاتھ (دست قدرت) سے دیا جاتا ہے۔

بے شک تم جمع کئے ہوئے کے، کسب کرنے اور کسب کئے ہوئے کے، خرچ کرنے کے زیادہ محتاج ہو۔

نفاق

خبردار! انفاق کے پاس نہ جانا کیونکہ دوزخی چال والا، خدا کے یہاں سرخرو نہیں ہوسکتا۔

نفاق، شرک کا بھائی ہے۔

نفاق، اخلاق کا عیب ہے (اخلاق کے لئے دھبہ ہے)۔

نفاق، کفر کے توام ہے (جیسے جڑواں بھائی)۔

نفاق، ایمان کو برباد کردیتا ہے۔

نفاق ذلت کی بنیاد و پایہ ("اثافی بالتشدیں" بغیر تشدید کے ان کے معنی ان پالوں کے ہیں، جن پر دیگ رکھی جاتی ہے)۔

نفاق کی بنیاد، جھوٹ پر رکھی گئی ہے۔

انسان کے لئے کتنی بری بات ہے کہ وہ باطن میں بیماری، ظاہر میں خوش نمائی رکھتا ہو۔

منافق

منافق کی زبان خوش کرتی ہے اور اس کا دل نقصان پہنچاتا ہے۔

منافق کی بات بھلی لگتی ہے اور اس کا کردار لگنے والی بیماری ہے۔

منافق، بے شرم، کند ذہن، چاپلوس اور بدبخت ہوتا ہے۔

منافق، اپنے نفس کو فریب والا اور لوگوں پر طعن و تشنیع کرنے والا ہے۔

اس شخص کا نفاق سب سے زیادہ آشکار ہے، جو طاعت کا حکم دے اور خود اس پر عمل نہ کرے اور نافرمانی سے روکے لیکن خود اس سے باز نہ رہے۔

اہل نفاق (منافقوں) سے ہوشیار رہو، یہ گمراہ ہیں اور گمراہ کردیتے ہیں، خود بہکے ہوئے ہیں اور بہکا دیتے ہیں، ان کے دل مریض اور ان کے چہرے صاف ستھرے ہیں۔

منافق، بے چینی و اضطرابی کی زندگی گزارتا ہے (یا لوگوں کو شک میں ڈالتا ہے)۔

منافق، حیلے باز، ضرر رساں اور بدگمان ہوتا ہے۔

میں تمہارے بارے میں ہر زبان دان منافق دل سے ڈرتا ہوں وہ تم سے وہی کہتا ہے، جو تم جانتے ہو اور ایسا کام کرتا ہے، جو تمہیں ناپسند ہو۔

منافقین کے بارے میں فرمایا، دوسروں کی خوش حالی پر جلنے والے اور مصیبتوں میں مبتلا کرنے کے لیے جدوجہد کرنے والے ہیں اور انہیں امیدوں سے مایوس کرنے والے ہیں، ہر راہ گزر پر ان کا ایک گماشتہ موجود ہے اور ان کے پاس ہر دل میں گھر کرنے

کا وسیلہ ہے اور ہر غم کے لیے ان کی آنکھوں میں آنسو ہیں۔
اخلاق و عادات بدلنا، منافقوں کی علامت ہے (کبھی من کے اور کبھی تولے کے اپنے مفاد و مقصد کے لحاظ سے بدلتے رہتے ہیں)۔
منافقین کے بارے میں فرمایا: انہوں نے ہر حق کے مقابلہ میں ایک باطل اور ہر قائم وراست کے مقابلہ میں کج اور ہر زندہ کے مقابلہ میں ایک قاتل اور ہر در کے لیے کلید اور ہر رات کے لئے چراغ مہیا کر رکھا ہے۔
ہر منافق شک میں ڈالنے والا ہے (یا بے چین و پریشان رہتا) ہے۔
جس کا نفاق بڑھ جاتا ہے، اس کی موافقت نہیں پہچانی جا سکتی۔
انسان کے اندر یہ کتنی بری بات ہے کہ اس کا ظاہر موافق اور اس کا باطن منافق ہو۔
کتنی بری بات ہے کہ انسان دو رخا ہو (یعنی اس کا ظاہر و باطن ایک نہ ہو)۔
منافق کی مثال حنظل واندرائن کی سی ہے کہ جس کے پتے ہرے بھرے اور مزہ کڑوا ہوتا ہے (یعنی اس کی صورت تو اچھی اور سیرت بہت خراب ہوتی ہے)۔
مرد کے نفاق کا سرچشمہ وہ ذلت ہے، جس کو وہ اپنے نفس کے اندر محسوس کرتا ہے (ورنہ اگر نفس شریف ہوتا ہے تو اس کے اندر نفاق نہیں پایا جا سکتا)۔
(یہ کلام آپؑ کے اس خطبہ کا جز ہے، جو آپؑ نے منافقین کے بارے میں دیا تھا، آپؑ فرماتے ہیں:) وہ شیطان کے چیلے اور آگ کا شعلہ ہیں اور شیطان کا گروہ ہیں، آگاہ ہو جاؤ کہ شیطان کا گروہ ہی نقصان اٹھانے والا ہے۔
(یہ کلام نہج البلاغہ کے خطبہ ۱۴۵ کا جز ہے، جو کہ منافقین کی صفات کے بارے میں دیا گیا تھا: وہ اندر ہی اندر چال چلتے ہیں یا چھپ کر چلتے ہیں، پر بار درختوں کے میان چلتے ہیں کہ جہاں چلنے والا دکھائی نہ دے) اس طرح رینگتے ہوئے بڑھتے ہیں، جس طرح مرض چپکے سے سرایت کرتا ہے۔ ان کی باتیں دوا اور انکے کرتوت لا علاج مرض ہیں۔ وہ قرض کے طور پر ایک دوسرے کی مدح و ستائش کرتے ہیں اور اس کے عوض کی آس لگائے رکھتے ہیں یا جزا کے سبب ایک دوسرے سے نزدیک ہوتے ہیں، وہ بے آسی میں آس پیدا کر لیتے ہیں۔ غلط بات کو صحیح کے پیرائے میں کہتے ہیں اور باطل کو حق کے رنگ میں پیش کرتے ہیں۔ وہ اپنی باتوں میں نفاق سے کام لیتے ہیں، وہ وہم میں ڈالتے ہیں یا کہتے ہیں اور چھپ جاتے ہیں۔
سب سے بڑا منافق وہ ہے، جو طاعت کا حکم دیتا ہے لیکن خود طاعت سے الگ رہتا ہے اور معصیت سے روکتا ہے اور خود اس سے باز نہیں رہتا ہے۔

نقص

مرد کے نقص وعیب کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ خود کو بڑا سمجھے۔

گھٹایا گیا
منقوص اور کم شدہ شخص وہ ہے کہ جس کا عیب اس سے پوشیدہ ہو (یعنی جو شخص اپنے عیب کی طرف متوجہ نہ ہو، وہ نہ مکمل ہے)۔انتقام
انتقام لینے میں عجلت سے کام لینا، پست و ادنی لوگوں کی خصلت ہے۔
مقدر طاقت ور انسان کا بدترین فعل انتقام لینا ہے۔
بری عقوبت، بدترین کامیابی ہے (یعنی اندازہ سے زیادہ انتقام لینا، بدترین کامیابی ہے کہ اگر یہ کامیابی نہ ہوتی تو بہتر ہوتا ہے)۔
جو شخص کسی گنہگار کو (جو قابل عفو تھا) سزا دیتا ہے (جو معافی کے قابل تھا) وہ اپنی فضیلت کو برباد کرتا ہے۔
جو گنہگار سے انتقام لیتا ہے، وہ دنیا میں اپنی فضیلت کو باطل کرتا ہے اور آخرت کے ثواب کو گنوا دیتا ہے۔
انتقام لینے میں جلد کرنا، پست لوگوں کی خصلت ہے۔

خدائی انتقام

خدا کے انتقام انہیں کیسے بیدار نہیں کرتے ہیں جب کہ تم اس کی نافرمانی کے سبب اس کے قہر کے گردابوں میں گر پڑے ہو؟
خدا کا عذاب ظلم و زیادتی کرنے والوں سے کتنا نزدیک ہے؟

ناکثین، قاسطین، مارقین

آگاہ ہو جاؤ کہ خدا نے ناکثین (بیعت توڑنے والوں) ظالموں یا حق سے عدول کرنے والوں اور زمین پر فساد پھیلانے والوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا ہے۔ ناکثین سے تو میں جنگ کر چکا ہوں (طلحہ و زبیر نے آپؑ کے دست مبارک پر بیعت کی اور تھوڑے ہی دنوں کے بعد توڑ ڈالی اور عائشہ کے پاس جا کر انہیں اپنا ہم خیال بنا لیا، پھر ایک گروہ بنا لیا اور بصرہ کی طرف روانہ ہو گئے تاکہ آپؑ سے جنگ کریں۔ آپؑ نے بھی ان کا تعاقب کیا، ان سے جنگ کی، طلحہ و زبیر مارے گئے۔ اس جنگ کو جنگ جمل کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس جنگ میں عائشہ ایک اونٹ پر سوار ہو کر آئی تھیں)۔ رہے حق سے عدول کرنے والے تو ان سے بھی جنگ کر چکا ہوں (یہ معاویہ اور اس کے طرفدار تھے۔ یہ جنگ فرات کے کنارے ہوئی اور جنگ صفین کے نام سے مشہور ہے)۔ لیکن جو لوگ دین سے خارج ہو گئے ہیں اور زمین پر فساد برپا کر رہے ہیں، انہیں میں نے ذلیل کیا ہے (یہ خوارج کا گروہ ہے، جو جنگ صفین کے بعد آپؑ سے منحرف ہو گیا تھا، آپؑ نے ان سے جنگ کی۔ اس جنگ میں وہ نو (۹) افراد کے علاوہ سبھی مارے گئے جب کہ آپؑ کے اصحاب میں سے صرف نو (۹) کام آئے تھے۔ رسولؐ خدا نے ان تینوں گروہوں کی خبر دی تھی۔ مشہور ہ کہ آپؐ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: اے علیؑ! میرے بعد تم ناکثین و قاسطین اور مارقین سے جنگ کرو گے۔ رہا شیطان کا ردھہ پہاڑ یا چٹان کے دامن کا وہ گڑھا، جس میں پانی جمع ہو جاتا ہے، اس کی طرف سے

میری کفایت کی گئی ہے، میں نے اس کے لیے دل کے اضطراب اور سینہ کی حرکت کے سبب ایک آواز سنی ہے، اس سے مراد ذوالثدیہ ہے، جوخوارج کا رئیس تھا۔اس کا ایک ہاتھ عورتوں کے پستان کی مانند تھا، اسی لیے اس کو ذوالثدیہ کہا جاتا تھا۔بعض کہتے ہیں: اس سے مراد معاویہ ہے۔جس دن اس کی فوج پسپا ہوئی تو اس نے حیلہ سے کام لیا، نیزہ پر قرآن بلند کیا اور لوگوں کو حکم قرآن کی طرف دعوت دی، اسے ذوالثدیہ کہتے ہیں کہ اس کے پستان میں دودھ تھا۔اس سلسلہ میں دیگر احتمال بھی دیئے گئے ہیں مثلاً یہ کہ شیطان، سرکشوں کا ردھہ تھا کہ جس کو آپؑ نے ردھہ میں مار ڈالا یا یہ کہ شیطان ردھہ جفاتوں میں سے تھا۔جب پیغمبر اسلامؐ نے جحفہ میں نزول فرمایا تو حضرت علی علیہ السلام نے اس سے جنگ کر کے اسے قتل کر دیا تھا لیکن بظاہر ایسا لگتا ہے کہ شیطان ردھہ صاعقہ اور آسمانی چیخ سے مارا گیا ہے، اس لئے اس کا شیطان یا جن ہونے کا احتمال زیادہ قوی ہے)۔

نکاح

جو زیادہ نکاح کرتا ہے (مرحوم علامہ خوانساری فرماتے ہیں: وہ عورتیں ہیں، جو نکاح و وطی کے لئے ہوئی ہیں، خواہ دائمی عقد میں ہو یا متعہ و کنیزی میں ہو) اسے رسوائی گھیر لیتی ہے۔

سخن چینی

خبردار! سخن چینی نہ کرنا کیونکہ وہ کینہ کا بیج بوتی ہے اور خدا اور لوگوں سے دور کر دیتی ہے (یعنی اس سے سینہ کینہ کا کھیت بن جاتا ہے اور لوگ اس سے بچنے لگتے ہیں)۔

بدترین سچا کلام سخن چینی ہے (یعنی چغل خور سچی بات کو ہی نقل کرتا ہے)۔

سخن چینی ایسی عادت ہے، جس کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

سخن چینی ایسا گناہ ہے جسے نظرانداز یا فراموش نہیں کیا جا سکتا ہے (ممکن ہے، یہ مراد ہو کہ اگر سخن چیں توبہ نہیں کرتا اور اپنے نفس کی اصلاح کی کوشش نہیں کرتا ہے تو سخن چینی اس کی عادت ہو جاتی ہے، پھر وہ اسے فراموش نہیں کر سکتا ہے یا لوگ اس کی سخن چینی کو فراموش نہیں کرتے ہیں)۔

بدترین عادت سخن چینی ہے۔

جو سخن چینی میں کوشش کرتا ہے، اس سے اپنے عزیز بھی لڑتے ہیں اور بیگانے اس کے دشمن ہو جاتے ہیں (یعنی ہر آدمی اس کا دشمن اور اس سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے)۔

جو تم سے (دوسروں کی باتیں بتاتا ہے) وہ تمہاری باتیں (دوسروں سے) بتاتا ہے۔

سخن چیں کی بات کی تصدیق کرنے میں جلدی نہ کرو، خواہ وہ نصیحت کرنے والوں یا خیرخواہوں جیسا بن جائے کہ کیونکہ سخن چینی کرنے والا، اس کے حق میں ظالم ہے کہ جس کی سخن چینی کر رہا ہے اور جس سے کر رہا ہے، اس کے حق میں بددیانت و بدخواہ ہے۔

زمین پر سخن چینی کے لئے چلنے والے اور فساد پھیلانے والے نہ بنو اور نہ راز فاش کرنے والے بنو۔
سخن چینی اور امانت داری جمع نہیں ہوسکتی۔
چغل خوری اور سخن چینی (کرنے والے) کو جھٹلاؤ خواہ باطل ہو یا صحیح (یعنی خواہ در واقع جھوٹ ہو یا صحیح، اس کی طرف توجہ نہ کرو اور اس پر عمل نہ کرو)۔
چغل خوری کرنے والا، اس شخص کے حق میں جھوٹا ہے، جس سے بیان کررہا ہے اور جس کی بات بیان کررہا ہے، اس کے حق میں ظلم ہے۔

لوگ

لوگوں کی مثال ایسی ہی ہے، جیسے کتاب وطومار میں تصویریں کہ ایک کو بند کردیا جاتا ہے تو دوسری سامنے آجاتی ہے۔
لوگ دنیا کے فرزند ہیں اور بیٹا اپنی ماں کی محبت پر پیدا ہوا ہے۔
لوگ متلاشی ہیں یا طالب ومطلوب پس جو دنیا طلب کرتا ہے، اس کی موت تلاش کرتی ہے یا اس کو دنیا سے باہر نکال دے اور جو آخرت کو طلب کرتا ہے، اسے دنیا تلاش کرتی ہے تاکہ وہ دنیا سے اپنی پوری روزی حاصل کرے۔
لوگوں کی تین قسمیں ہیں: ایک عالم ربانی، دوسرا متعلم جو نجات کی راہ پر گامزن ہے، تیسرا عوام الناس کا وہ پست گروہ ہے، جو ہر آواز دینے والے کے پیچھے چل دیتا ہے اور ہر ہوا کے رخ پر مڑتا ہے۔ نہ انہوں نے علم سے روشنی پائی اور نہ کسی مضبوط سہارے کی پناہ لی۔
لوگ درخت کی مانند ہیں کہ ان کا پانی ایک اور پھل مختلف ہیں۔
لوگ کم عقل ہوگئے ہیں، ان کی عقلیں بیمار ہوگئی ہیں مگر یہ کہ جس کو اللہ سبحانہ محفوظ رکھے اور ان میں سے سوال کرنے والا، معلومات حاصل کرنے کے لیے سوال نہیں کرتا ہے بلکہ دوسرے کو بہکانے کے لیے کرتا ہے اور ان میں سے جواب دینے والا، مدمقابل کو حیران وششدر کرنے والا ہے۔ قریب ہے کہ دوسرے کے بارے میں اس کا غصہ وخوشنودی اس کی بلند رائے وفکر سے پلٹا دے اور قریب ہے، جو ان میں سب سے مضبوط ہے اور کاموں میں سب سے زیادہ سخت ہے، اس کی استقامت سب سے زیادہ ہے، اسے ایک ہی نگاہ اس کے مقصد سے ہٹا دے اور اسے ایک بات منقلب کردے۔
لوگ دنیا میں دو کام کرنے والوں کی مانند ہیں، دنیا میں دنیا کے لئے کام کرنے والے کو در حقیقت دنیا نے آخرت سے غافل کردیا ہے اور وہ اس شخص کے بارے میں ڈر رہا ہے، جس نے فقر وناداری کو بہت پیچھے چھوڑ دیا ہے لیکن خود کو محفوظ سمجھ رہا ہے گویا وہ غیر کے نفع کے لئے اپنی عمر کو تباہ کررہا ہے۔ دوسرا دنیا میں اس کے بعد کیلئے کام کررہا ہے پس جو چیز اس کے لئے ہے، وہ اسے عمل کے بغیر مل جائے گی اور وہ دنیا وآخرت دونوں کو جمع کرلے گا اور دنیا وآخرت دونوں گھروں کا مالک بن جائے گا۔
لوگ ذلت کے ڈر کے مارے ذلت کو جلد بلانے والے ہیں۔

سب سے افضل انسان وہ ہے، جو لوگوں کو زیادہ نفع وفائدہ پہنچانے والا ہے۔

زیادہ عقل مند مومن، سب سے بڑا کامیاب ہے۔

سب سے افضل، صاحب یقین سخی ہے۔

حق وحرمت کے لحاظ سے سب سے بہترین انسان وہ ہے، جس کا اسلام سب سے بہتر ہو۔

سب سے زیادہ جلیل القدر انسان وہ ہے، جو فروتنی وخاکساری اختیار کرتا ہے۔

سب سے قوی وطاقت ور انسان وہ ہے، جو اپنے نفس پر مسلط ہوتا ہے۔

سب سے طاقت ور اور قوی انسان وہ ہیں، جو اپنی خواہش پر غالب آجاتے ہیں۔

سب سے زیرک وذہین انسان وہ ہے، جو اپنی دنیا کو چھوڑ دیتا ہے (یعنی دنیا کا حریص نہ ہو)۔

سب سے زیادہ نفع میں وہ ہے، جس نے دنیا کے بدلے آخرت خرید لی۔

سب سے گھاٹے میں وہ ہے، جو آخرت کے بدلے دنیا ہی سے خوش ہو گیا۔

سب سے افضل وہ ہے، جس کے عیوب اسے دوسروں کے عیوب سے باز رکھیں (یعنی صرف اپنے عیوب پر نظر رکھتا ہے، لوگوں کے عیب کی ٹوہ میں نہیں رہتا ہے)۔

سب سے زیادہ کامیاب ونیک بخت وہ ہے، جو سب سے زیادہ دنیا سے بے رغبت ہے۔

سب سے افضل وہ ہے کہ جس کا نفس (بداخلاقی اور پست صفات سے) پاک ہو گیا اور ثروت مندی کے لحاظ سے دنیا سے بے رغبت ہو (یا اس نے فقر وناداری سے بنالی ہے، اب مال کی پروا نہیں ہے)۔

قابل رشک یا سب سے نیک آدمی وہ ہے، جو نیک کاموں کی طرف سرعت وسبقت کرے۔

سب سے زیادہ قابل رحم وہ عالم ہے، جس پر جاہل احکم ہو اور وہ کریم ہے، جس کا فرماں روا لئیم ہو اور نیک منش آدمی ہے، جس پر بدکار مسلط ہو۔

دنیا میں سب سے افضل، سخاوت کرنے والے اور آخرت میں (سب سے افضل) پرہیزگار ہیں۔

سب سے بدحال وہ انسان ہے، جس کی آمدنی سلسلہ منقطع ہو گیا ہو اور ایسے اخراجات باقی ہوں، جن کی عادت ہو گئی ہو۔

دل کے لحاظ سے سب سے زیادہ تھکا ماندہ انسان وہ ہے کہ جس کی ہمت بلند، مروت زیادہ اور توانائی یا بے نیازی کم ہو۔

سب سے تنگ حال وہ انسان ہے کہ جس کی خواہشیں زیادہ، ہمت بلند، اخراجات زیادہ اور اس کی مدد ومساعدت کم ہو۔

تمام لوگوں کے درمیان وہ افضل ہے، جس نے اپنی خواہش کی نافرمانی کی اور اس سے افضل وہ ہے کہ جس نے اپنی دنیا کو ٹھکرا دیا (یعنی اپنی دنیا کی حرص نہ کی اور اس سے صرف ضرورت بھر لیا)۔

سب سے زیادہ بدبخت وہ ہے، جس کو اس کی خواہشوں نے مغلوب کر دیا اور دنیا اس کی مالک ہو گئی ہو اور اس نے اپنی آخرت کو

تباہ کر لیا ہو۔

لوگ یا عالم ہیں یا متعلم، ان کے علاوہ وہ لوگ ہیں، جو ہر آواز کے پیچھے چل دیتے ہیں اور ہر ہوا کے رخ پر مڑ جاتے ہیں۔

لوگوں کے سربراہ تو بس کامل عقل رکھنے والے بلند ہمت اور شرافت کی بلندی رکھنے والے ہی ہیں۔

تمہاری ذات سے تم سے اس شخص کو زیادہ فائدہ پہنچانا چاہئے، جو کمزوروں کا زیادہ خیال رکھتا ہے اور حق پر زیادہ عمل کرتا ہے۔

سب سے زیادہ نیک آدمی وہ ہے کہ اگر اس کو غصہ دلائیں تو وہ تحمل سے کام لیتا ہے اور اگر اس پر ظلم ہوتا ہے تو وہ درگزر کرتا ہے اور اگر اس کے ساتھ بدی کی جائے تو وہ نیکی کرتا ہے۔

سب سے بہترین آدمی وہ ہے، جو لوگوں کو فائدہ پہنچائے۔

بہترین آدمی وہ ہے، جو لوگوں کے اخراجات برداشت کرے۔

لوگوں کے درمیان سب سے بہترین آدمی وہ ہے، جو سب سے زیادہ پارسا ہے اور ان کے درمیان بدترین وہ ہے، جو سب سے زیادہ گنہگار ہے۔

سب سے زیادہ نیک آدمی وہ ہے کہ اگر اس کو کچھ دیا جاتا تو شکریہ ادا کرتا ہے اور کسی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے تو صبر کرتا ہے اور اگر اس پر ظلم کیا جاتا ہے تو درگزر کرتا ہے۔

بہترین آدمی وہ ہے کہ جس نے حرص کو اپنے دل سے نکال کر پھینک دیا ہو اور اپنے رب کی اطاعت میں اپنی خواہشوں کی نافرمانی کرتا ہو۔

بہترین آدمی وہ ہے کہ جس نے اپنے نفس کو شہوتوں سے پاک کر لیا، غصہ کو برداشت کیا اور اس نے پروردگار کو خوش کیا ہے۔

بہترین آدمی وہ ہے، جو اپنی ثروت مندی میں شکر گزار سخی ہو۔

بہترین آدمی وہ ہے، جو اپنی تنگ دستی کے زمانہ میں ایثار گر اور صابر ہو۔

بہترین آدمی وہ ہے کہ جس کا نفس دنیا سے بے رغبت، جس کا میلان کم، جس کی شہوت مر چکی، اس کا ایمان خالص اور اس کا یقین استوار ہو۔

لوگوں کا کسی چیز کی جستجو میں مشغول ہونا (یا کسی چیز میں مستغرق ہونا، اس کے ہونے کا مقدمہ ہے)۔

بدترین آدمی وہ ہے، جو لوگوں کے حق میں مخلص نہ ہو۔

بدترین آدمی وہ ہے، جو لوگوں پر ظلم کرتا ہے۔

بدترین آدمی وہ ہے، جو نہ عذر کو قبول کرے اور نہ گناہ سے درگزر کرے۔

بدترین آدمی وہ ہے، جو خود کو سب سے بہتر سمجھتا ہے۔

بدترین آدمی وہ ہے کہ جو اس بات کی پروا نہ کرے کہ لوگ اسے گنہگار دیکھیں۔

بدترین آدمی وہ ہے، جو نعمت کا شکر نہ کرے، حرمت کا پاس ولحاظ نہ کرے۔
بدترین آدمی وہ ہے، جو دوستوں (اور بھائیوں) کی چغلی کھائے اور اس احسان کو فراموش کردے، جو اس پر کیا گیا ہے۔
بدترین آدمی وہ ہے کہ جس سے کسی نیکی کی امید نہ کی جائے اور اس کے شر سے امان نہ ہو۔
بدترین آدمی وہ ہے، جو امانت کا پاس لحاظ نہ رکھتا ہو اور خیانت سے پرہیز نہ کرتا ہو۔
بدترین آدمی وہ ہے جو لغزش سے درگزر نہ کرے اور عیب کو نہ چھپائے۔
بدترین آدمی وہ ہے، جو مظلوم کے خلاف (ظالم کی) مدد کرتا ہے۔
بدترین آدمی وہ ہے کہ جس نے کمینگی کی زرہ پہن لی ہو اور ظالم کی مدد کرتا ہو۔
بدترین آدمی وہ ہے، جو لوگوں کے عیوب کی ٹوہ میں رہتا ہو لیکن اپنے عیوب سے اندھا ہو (یعنی اپنے عیوب کی پروانہ کرتا ہو)۔
بدترین آدمی وہ ہے کہ جو اپنے رب کے بارے میں لوگوں سے ڈرے لیکن لوگوں کے بارے میں اپنے رب سے نہ ڈرے (یعنی ہمیشہ لوگوں سے ڈرتا ہو)۔
بدترین آدمی وہ ہے، جو لوگوں کو مصیبتوں میں مبتلا دیکھنا چاہتا ہو۔
لوگوں میں بدترین آدمی وہ ہے، جو اپنے سوئے ظن کی بنا پر کسی پر اعتماد نہ کرے اور لوگوں میں بہترین آدمی وہ ہے جو اس کی بدکرداری کی بنا پر اس پر اعتماد نہ کرے۔
بدترین آدمی وہ ہے کہ جس سے لوگ اس کے شر کی بنا پر پرہیز کریں (یا ڈریں)۔
بدترین آدمی وہ ہے، جو نیکی کا بدلہ بدی سے دیتا ہے اور بہترین آدمی وہ ہے، جو بدی کا بدلہ نیکی سے دیتا ہے۔
بدترین آدمی لمبی امید والا اور بدکردار ہے۔
جو لوگوں کو پہچان لیتا ہے، وہ گوشہ نشین ہو جاتا ہے۔
جو لوگوں کو مصیبت میں دیکھنا چاہتا ہے، وہ بلا سے محفوظ نہیں رہتا۔
جو لوگوں کو پہچان لیتا ہے، وہ ان پر اعتماد نہیں کرتا ہے۔
جو لوگوں کو نہیں پہچانتا ہے، وہ ان پر اعتماد کرتا ہے۔
جو لوگوں کے ساتھ نیک سلوک کرتا ہے، وہ اسے نیک جزا دیتے ہیں۔
بلندترین آدمی وہ ہے، جو لوگوں کے ساتھ زیادہ نرمی و مہربانی سے پیش آتا ہے، ان سے زیادہ زیرک و ہوشیار ہو اور ان سے زیادہ حق پر صبر کرتا ہو۔
خیر و اصلاح کے لحاظ سے سب سے بڑا امیدوار وہ ہے کہ جو اپنی بدیوں سے واقف ہو جاتا ہے تو ان سے پلٹنے میں جلدی کرتا ہے۔
تم پر مہربان ترین آدمی وہ ہے کہ جو تمہارے نفس کی اصلاح میں سب سے زیادہ مددگار اور تمہارے دین کے بارے میں سب

سے زیادہ خیر خواہ ہو۔

بے شک خدا کے نزدیک سب سے افضل آدمی وہ ہے، جو اپنی عقل کو زندہ کرتا ہے (یعنی علوم و معارف کو حاصل کرتا ہے اور خدا کے حکم پر عمل کرتا ہے) اور اپنی خواہشوں کو مار ڈالتا ہے اور اپنی آخرت کی بھلائی کے لئے اپنے نفس کو زحمت میں ڈالتا ہے۔

لوگوں کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ ڈھونڈنے والا، جو نہیں پاتا ہے، اور دوسرا وہ پانیوالا، جو اکتفا نہیں کرتا ہے۔

لوگ دو طرح کے ہوتے ہیں: وہ عطا کرنے والا، جو نہیں پاتا ہے اور وہ پانے والا، جو لوگوں کی حاجت روائی نہیں کرتا ہے۔

لوگ بس دو ہی طرح کے ہوتے ہیں: سیدھے سچے مذہب کے ماننے والے اور بدعت ایجاد کرنے والے۔

جس نے لوگوں کو پہچان لیا، اس کے لئے ضروری ہے کہ ان کی چیزوں کی طرف رغبت نہ کرے۔

جب تک لوگوں کے درمیان فرق ہے، وہ عافیت میں ہیں (واضح ہے کہ جب وہ مساوی ہو جائیں گے تو نظام میں خلل واقع ہو جائے گا، پھر ہر ایک اپنا اپنا کام چھوڑ دے گا)۔

آخرت میں سب سے زیادہ غنی وہ ہوگا، جو دنیا میں سب سے زیادہ نادار ہوگا۔

سب سے باعظمت وہ ہے کہ جو بلند مرتبہ ہونے کے باوجود خاکساری و فروتنی کرے اور باعزت ہونے کے باوجود نرمی کرے۔

نیند

نیند، رنج و الم سے آرام ہے اور اسی سے ملتی جلتی موت ہے (یعنی وہ بھی نیند ہی ہے لیکن نیک لوگوں کے لیے)۔

نیند بہت ہی بڑا قرض خواہ ہے۔ یہ چھوٹی عمر کو فنا کر دیتی ہے اور اجر جزیل سے محروم کر دیتی ہے۔

جس کے رات میں نیند زیادہ ہو جاتی ہے، اس سے بعض ایسے کام چھوٹ جاتے ہیں کہ جن کی تلافی وہ دن میں نہیں کر سکے گا۔

آج کے عزم و ارادہ کے لیے کس چیز نے نیند کو اچاٹ کر دیا ہے۔

جو گہری نیند سو جاتا ہے، اسے اس کی نیند ہی جھٹلاتی ہے۔

وائے ہو سونے والے پر! اس کے کوتاہ عمل نے اسے کتنا نقصان پہنچایا ہے اور اس کا اجر کم ہو گیا ہے (کیونکہ یہ کوئی کام انجام نہیں دیتا ہے، صرف سوتا ہے)۔

نیابت

جب تم نائب قرار پاؤ تو خوب جدوجہد کرو (کیونکہ نیابت سے تمہارے اوپر ذمہ داری عائد ہو جاتی ہے، اس سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کرو)۔

رسائی

جوبھی (کسی جاہ ومنصب یا حکومت وغیرہ تک) رسائی پاتا ہے، وہ سربلند کرتا ہے یا سرکشی کرتا ہے۔

نیت

نیک نیت، دوعملوں میں سے ایک ہے۔

بہترین ذخیرہ نیک نیت اور صافت وملکات ہیں۔

کامیابی سے نزدیک ترین افکار، ان کو درستی کی طرف پلٹانے والے ہیں (یعنی جتنی نیت صحیح ہوگی، کامیابی اتنی ہی نزدیک ہوگی)۔

بلیغ ترین چیز کہ جس کے ذریعے رحمت نازل ہوتی ہے۔ تمام لوگوں کے لیے دل میں رحم ونومہربانی (کا پرخلوص جذبہ) ہے۔

(منقول ہے کہ ایک بادشاہ ایک آدمی کے پاس گیا، جوگائے کا دودھ دوہ رہا تھا، اس سے پوچھا: کیسے حالات ہیں؟ اس نے کہا: میرا خیال ہے کہ رعیت کے حق میں بادشاہ کی رائے بدل گئی ہے۔ بادشاہ نے کہا: یہ تمہیں کہاں سے معلوم ہوا کہ بادشاہ کی رائے بدل گئی ہے؟ اس نے کہا: میری گائے بہت زیادہ دودھ دیتی تھی اور جب بھی بادشاہ کی نیت خراب ہوتی ہے، ہم سے نعمتیں چھین لی جاتی ہیں)۔

بے شک اللہ سبحانہ ہر صاحب نیت کی نیت کے پاس اور ہر کہنے والے کے قول کے پاس اور ہر عمل کرنے والے کے عمل کے پاس ہے (یعنی خداوند عالم ہر حال سے ہر وقت باخبر رہتا ہے)۔

بے شک نیت کو فساد وخراب کاری سے صاف کرنا، عمل کرنے والوں کے لیے سخت کوشش کرنے سے بھی زیادہ سخت ہے۔

(روایت ہے کہ مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہوتی ہے کیونکہ اہم چیز خلوص ہے اور اگر خلوص پیدا ہوگیا تو سب سے افضل عمل وہ ہے، جو زیادہ تلخ ہے، جس میں زیادہ زحمت ہوتی ہے)۔

بے شک خدا اس بات کو پسند کرتا ہے کہ لوگوں کے حق میں آدمی کی نیت نیک ہو۔ اسی طرح سے اسے یہ بھی پسند ہے کہ آدمی کی نیت طاعت خدا میں قوی اور خالص ہو (یعنی شک وریا سے پاک ہو)۔

اعمال نیتوں ہی کا پھل ہیں (ممکن ہے، ظاہراً عمل اچھا ہو لیکن نیت صحیح نہ ہو تو عمل بھی صحیح نہیں ہوگا)۔

نیت، عمل کی بنیاد ہے۔

نیت کو نیک بنانا، ثواب کا باعث ہوتا ہے۔

جب نیت خراب ہوجاتی ہے تو بلا نازل ہوتی ہے۔

نیک نیتوں کے ذریعے مقاصد حاصل ہونے ہیں۔

بندے کا اللہ سبحانہ سے نزدیک ہونا، نیت کو خالص کرنے کے سبب ہوتا ہے۔

نیت کو فساد وغلط اندیشی سے خالص کرنا، عمل کرنے والوں کے لیے طویل ترین کوشش سے بھی زیادہ دشوار ہے (یعنی پے در پے عمل کرنے میں بہت زیادہ زحمت ہوتی ہے، لیکن اصل نیت ہے، جب غیر خدا کے لئے کام انجام پاتا ہے تو اس کی کوئی قیمت نہیں

ہوتی ہے)۔
نیک قصد و نیت مولا کی طہارت کی طرف رہنمائی کرتی ہے (جس کی نیت نیک ہوتی ہے، اس کی نیک نیتی ہی اس کے حلال زادہ ہونے کی علامت ہے)۔
نیت کا نیک ہونا، مراد کو پانا ہے۔
حسن نیت، باطنوں کا جمال ہے۔
حسن نیت کا سرچشمہ، باطنی سلامتی ہے (یعنی حسن نیت، حسن باطن کی علامت ہے)۔
بہت سی نیتیں عمل سے زیادہ نفع بخش ہوتی ہیں (ممکن ہے کہ عمل میں ریا بھی ہو لیکن ولی ارادہ و نیت میں ریا کی گنجائش نہیں ہوتی ہے۔ رسول اکرمؐ سے منقول ہے: **نیة المومن خیر من عمله و نیة الکافر شر من عمله و کل یعمل علی نیته** ''یعنی مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے اور کافر کی نیت اس کے عمل سے بدتر ہے اور ہر شخص اپنی اپنی نیت کے مطابق عمل کرتا ہے۔'' علما نے اس حدیث کے بہت سے معنی لکھے ہیں۔ شائقین، کتاب، مصابیح الانوار، ج ۲ ص ۷۵ ملاحظہ فرمائیں)۔
بری نیت، پنہاں بیماری ہے۔
جتنا دین قوی ہوتا ہے، اتنی ہی نیت بلند ہوتی ہے۔
جب نیت خراب ہوئی ہے تو برکت اٹھ جاتی ہے۔
نیتوں کو خالص کرنا، امور میں کامیابی ہے۔
اگر نیتیں خالص ہو جائیں تو اعمال پاک ہو جائیں۔
جو اپنی نیت کو خراب کر لیتا ہے، اس کی امید پوری نہیں ہوتی۔
جس نے اپنی نیت کو خالص کر لیا، وہ پستی سے پاک وصاف ہو گیا۔
جس کی نیت نیک ہوتی ہے، اس کا ثواب زیادہ، زندگی سرفہ حال اور اس کی محبت واجب ہوتی ہے۔
جس کی نیت نیک ہوتی ہے، توفیق اس کی مدد کرتی ہے۔
آدمی اپنی پسندیدہ زندگی، راستہ کی حفاظت اور رزق کی کشادگی تک حسن نیت اور خوش خلقی ہی سے پہنچ سکتا ہے۔
جس کی نیت نہیں ہے، اس کا عمل نہیں ہے۔
اور جس کے پاس علم نہیں ہے، اس کی کوئی نیت نہیں ہے۔
جس کا قصد و ارادہ غلط ہوتا ہے، اس کا نایاب ہونا (اس کا مرنا) لوگوں کو خوش کرتا ہے۔

خدا پر اعتماد

جس نے خدا پر اعتماد کیا، وہ بے نیاز ہو گیا۔

جو خدا پر اعتماد کرتا ہے، وہ توکل کرتا ہے۔

جو خدا پر اعتماد کرتا ہے، وہ اپنے یقین کی حفاظت کرتا ہے۔

جو اس بات پر اعتماد کرتا ہے کہ اس کے لئے خدا نے جو مقدر کیا ہے، وہ اسے ضرور ملے گا تو اس کا دل آرام پاتا ہے۔

(کسی چیز پر) اعتماد کرنے والا اکثر شرمندہ ہوتا ہے۔

پانا

مراد پانا، ایک تسلی ہے۔

درد

جو اپنے درد کو تین روز تک چھپاتا ہے اور خدا سے اس کی شکایت کرتا ہے تو خدا ہی اس کو شفا دینے والا ہے۔

محبت

اپنی محبت و دوستی کا اکرام و احترام کرو اور اپنے عہد و پیمان کا پاس و لحاظ رکھو۔

محبت (یا کام میں جلد بازی نہ کرنا اور غور و فکر کرنا) برکت (کا باعث) ہے۔

جب بھی محبت کرو تو اس میں حد سے زیادہ آگے نہ بڑھو۔

جو دوستی استوار ہو جاتی ہے تو ایک دوسرے پر صلہ دینا اور مدد کرنا لازم ہو جاتا ہے۔

دوستی کرنے سے محبت ہو جاتی ہے (دوستی احسان و بخشش کا سبب ہوتی ہے چنانچہ روایت میں ہے، "بالبخل تکثر المسبه" یعنی جب تک انسان کسی سے دوستی نہیں کرتا ہے، اس وقت تک رفاقت نہیں ہوتی ہے اور اگر رفاقت ہو جاتی ہے تو اس میں دوام نہیں ہوتا ہے)۔

احسان کے لحاظ سے سب سے افضل وہ ہے کہ جو دوستی و محبت کی ابتدا کرتا ہے اور دوستی کو برقرار رکھتا ہے۔

جلد ختم ہو جانے والی محبت و دوستی، برے لوگوں کی دوستی ہے۔

بے شک محبت ایسی چیز ہے کہ جس کا زبان سے اظہار ہوتا ہے اور حقیقی محبت کا اظہار آنکھیں بھی کرتی ہیں (بعض مفسرین کا قول ہے: محبت یہ میلان کا نام ہے اور اسے "حب" سے مشتق جانا ہے اور اس سے حب دل کو مراد لیا ہے یعنی دل کا تل اور پھر "حب" سے مشتق کیا ہے کہ وہ جب دل میں پہنچ کر ٹھہر گیا ہے)۔

محبت، مہربانی اور صلۂ رحمی ہے۔

محبت نسب ہے (مشہور ہے کہ "القریب من تقرب لامن تنسب" یعنی رشتہ داری اس سے ہوتی ہے، جو قریب آتا ہے

نہ کہ اس سے جو صرف نسبت رکھتا ہے)۔

محبت،نزدیک ترین نسب ہے۔

محبت قریب ترین عزیز داری ہے۔

محبت،کسب کیا ہوا نسب ہے۔

لوگوں سے محبت کرنا،عقل کا سر ہے(کہ اس سے دنیا و آخرت کے بہت سے امور حل ہوتے ہیں)۔

راہِ خدا میں محبت کرنا،نزدیک ترین رشتہ داری ہے۔

راہِ خدا میں محبت کرنا صلۂ رحم سے بھی زیادہ محکم رشتہ ہے۔

محبت و دوستی حاصل کرنے سے رشتہ محبت میں استحکام پیدا ہو جاتا ہے۔

تین چیزیں:دین داری،فروتنی و خاکساری اور سخاوت،محبت کا سبب ہوتی ہیں۔

تین چیزیں:(۱)حسن خلق(۲)بہترین نرمی(۳)فروتنی،باعث محبت ہوتی ہیں۔

بہترین انتخاب،نیک لوگوں سے دوستی کرنا ہے۔

عقل کا سر لوگوں سے محبت کرتا ہے۔

بہت سے محبت و دوستی کرنے والے ہوتے ہیں(یعنی ان کی دوستی و محبت میں استحکام نہیں ہے)۔

محبت کے بارے میں دلوں سے سوال کرو کیونکہ یہ ایسے گواہ ہیں،جو رشوت قبول نہیں کرتے ہیں۔

محبت کی درستی اور اس کے صحیح ہونے کا تعلق عہد کے محترم ہونے سے ہے۔

حسن محبت تو تنگی اور سختی ہی میں آشکار ہوتا ہے۔

جو محبت غیر خدا کے لئے کی جاتی ہے،وہ گمراہی اور اس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا ہے۔

محبت کی حفاظت کرنے والے بنو،خواہ تمہیں اس کی حفاظت کرنے والا نہ ہے۔

جس کی محبت بے لاگ ہوتی ہے،اس کا ناز اٹھایا جاتا ہے۔

جو بے وقوف سے دوستی کرتا ہے،وہ اپنی کم عقلی کو ظاہر کرتا ہے۔

جو تم سے کسی کام یا چیز کیلئے دوستی کرتا ہے(نہ کہ خدا کے لئے)تو مطلب نکلنے کے بعد منہ موڑ لے گا۔

سخاوت رفق اور حسن خلق کی مانند،کوئی چیز محبت کو جلد نہیں کرتی ہے۔

اس نے محبت کو خالص نہیں کیا ہے کہ جس نے وقت ضرورت نصیحت نہ کی۔

دین داروں کی محبت جلد ختم نہیں ہوتی ہے،وہ ہمیشہ ثابت و باقی رہتی ہے۔

احمق کی محبت،آگ کے درخت کی سی ہے کہ جس کی ایک شاخ دوسری کو جلاتی ہے(احمق ایسا کام کرتا ہے کہ جس سے اس کا ساتھی

جلتا ہے)۔

احمقوں کی محبت ودوستی، ایسے ہی ناپید ہوتی ہے، جیسے سراب ناپید ہوجاتا ہے۔

جاہلوں کی محبت (پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اس) کے حالات بدلتے رہتے ہیں اور وہ جلد منتقل ہوجاتی ہے۔

عوام کی محبت ایسے بن چھنٹ جاتی ہے، جیسے بادل چھنٹ جاتے ہیں اور ایسے ہی ناپید ہوجاتی ہے، جس طرح سراب ناپید ہوجاتا ہے۔

دنیاداروں کی محبت، اس کے اسباب کے منقطع ہوجانے کے ساتھ ہی منقطع ہوجاتی ہے۔

آخرت کے شیدائیوں کی محبت باقی رہتی ہے، جب تک بھی اس کا سبب باقی رہتا ہے (اور وہ خدا ہے)۔

جس سے بھی محبت کرو، خدا کے لئے کرو اور جس سے بغض رکھو، خدا کے لئے رکھو (جس سے بھی دشمنی کرو خدا کے لئے کرو)۔

اپنی محبت اس پر قربان نہ کرو، جو وفادار نہیں ہے (اپنی محبت کو بے وفا پر قربان نہ کرو)۔

اس شخص کی دوستی کی طرف ہرگز رغبت نہ کرو کہ جس کے باطن کو تم نے نہیں سمجھا۔

کافر سے دوستی نہ کرو اور جاہل کے ساتھ نہ رہو۔

جو اپنا عہد پورا نہیں کرتا ہے، اس کی دوستی پر اعتماد نہ کرو۔

جب تمہیں اپنی محبت کی کوئی مناسب جگہ (اہل) نہ ملے تو اسے (نااہل) کو عطا نہ کرنا (یعنی اہل ہی سے دوستی کرنا اور بس)۔

خیرخواہ اور نصیحت کرنے والے دوست جیسا کوئی شفیق نہیں ہے۔

شریر لوگ اپنے ہی جیسے لوگوں سے دوستی کرتے ہیں (یا برے لوگوں سے انہیں جیسے دوستی کرتے ہیں)۔

اس کی محبت پر رشک نہیں کیا جاسکتا ہے کہ جو دین دار نہ ہو (یا بے دین کی دوستی پر خوش نہیں ہونا چاہئے)۔

وفادار دوست اپنی حفاظت سے (ان چیزوں سے اپنی حفاظت کرنے سے) غافل نہیں ہوتا ہے (جو کہ دوستی کے منافی ہیں) خواہ دور ہی ہوجائے (خواہ لوگ اس سے بیزاری ہوجائے)۔

انصاف نہ ہونے کی صورت میں دوستی باقی نہیں رہتی ہے۔

بہتر یہ ہے کہ احمقوں کی دوستی کو غنیمت سمجھنے والے کی اہانت کی جائے (اور اسے ذلیل کیا جائے)۔

نفع بخش ترین خزانے، دلوں کی دوستی ہے (یعنی دل انسان کو دوسرے رکھتے ہوں، اس لحاظ سے کہ وہ اس کے ایمان اور عمل صالح کا حامل ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے: **ان الذین امنوا و عملوا الصلحت سیجعل لھم الرحمن ودا** ”بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے، رحمان عنقریب ان کی محبت دلوں میں ڈال دے گا۔“ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام رسولِ اکرمؐ کے پاس تشریف فرما تھے کہ رسولِ اکرمؐ نے فرمایا: اے علیؑ! یہ کہو: **اللھم اجعل لی فی قلوب المومنین ودا** ”بارِالہا! مومنوں کے دلوں میں

میری محبت ڈال دے تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔" شرح غرر الحکم ج ۲ صفحہ ۳۹۴ علامہ خوانساری)۔

محبت، دوعزیز داریوں میں سے ایک ہے۔

راہِ خدا میں دوستی و محبت کرنا، دوکامل ترین رشتہ داریوں میں سے ایک ہے۔

دوستی و محبت دلوں کا ارواح کی الفت میں ایک دوسرے کی طرف مائل ہونا ہے (یعنی دوستی و محبت یہ ہے کہ دو اشخاص کے درمیان قلبی و روحی لگاؤ ہو، نہ محض ظاہری رابطہ۔ شاید یہ رسولِ اکرمؐ کے اس قول: الارواح جنود مجندة فما تعارف منها ائتلف وما تنا کر اختلف "روح ایسی ہی تربیت دیئے ہوئے لشکر ہیں پھر ان میں سے جو ایک دوسرے سے آشنا ہیں اور ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور جو ایک دوسرے کو نہیں پہچانتے ہیں، ان میں اختلاف رہتا ہے")۔

قریب ترین قربت، دلوں کی محبت و دوستی ہے۔

سب سے زیادہ فاصلہ دلوں کے درمیان کا فاصلہ ہے (العبدالبعد، دلوں کا دور ہونا ہے)۔

خبردار! خدا کے دشمنوں سے محبت و دوستی نہ کرنا اور نہ خدا کے اولیا کے علاوہ کسی کے لئے اپنی دوستی کو خالص کرنا کیونکہ جو جس جماعت سے محبت کرے گا، وہ اسی کے ساتھ محشور ہوگا۔

خدا کے لئے ان چیزوں کی طرف رغبت کے ذریعے محبت کرو، جو اس کے پاس (اجر و ثواب) ہے۔

لوگوں سے ان چیزوں سے بے رغبتی کے ذریعے محبت کرو، جو ان کے پاس ہیں تا کہ ان کی محبت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤ (چونکہ تمہیں ان سے کوئی غرض نہیں ہے لہٰذا وہ تم سے محبت کریں گے)۔

وہ شخص کیسے خدا کی محبت کا دعویٰ کرسکتا ہے کہ جس کے دل میں دنیا کی محبت بیٹھ گئی ہے۔

بے ادب کے ساتھ خالص دوستی نہیں ہوتی ہے۔

ورع

ورع و پارسائی دین کی اصلاح کرتی ہے اور نفس کی حفاظت کرتی ہے اور مروت کو زینت بخشتی ہے۔

خود کو حرام چیزوں سے باز رکھنا، عقل مندوں کی خصلت ہے اور بلند مرتبہ لوگوں کی عادت ہے۔

توبہ کرنے سے افضل گناہ چھوڑنا ہے۔

سب سے بڑی ملکیت (یا با عظیم سلطنت) ورع و پارسائی ہے (کہ پارسا دنیا و آخرت کا بادشاہ ہوتا ہے)۔

نفع بخش ترین چیز، پرہیزگاری ہے۔

بہترین لباس ورع و پارسائی ہے (کیونکہ لباس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ وہ سردی و گرمی سے بچاتا ہے اور انسان کے لئے مختصر مدت کے لئے زینت ہے اور اس کے عیوب چھپاتا ہے لیکن کچھ مدت کے بعد میلا اور پرانا ہو جاتا ہے لیکن ورع دنیا و آخرت کی زینت ہے اور کبھی میلا و پرانا نہیں ہوگا بلکہ اپنے حامل کو زیادہ سے زیادہ زینت دے گا" ولی پس ست کہ در دنیا و

آخرت'')۔

پرہیز گار تو بس وہی ہے، جس کا نفس پاک ہو اور اس کی خصلت بلند ہو۔

ورع شبہ کے وقت ٹھہر جاتا ہے (یعنی صاحب ورع یقینی حرام ہی سے پرہیز نہیں کرتا ہے بلکہ مشتبہ چیز سے بھی پرہیز کرتا ہے)۔

خدا سے اس حقیقت کے بارے میں ڈرو کہ جس سے اس نے تمہیں خبردار کر دیا ہے اور اس سے ایسے ہی ڈرو، جیسے ڈرنے کا حق ہے۔ وہ اس چیز سے منع کرتا ہے، جو اسے غضب ناک کرتی ہے۔

خبردار! شبہات میں نہ پڑنا اور خواہشوں کا حریص نہ ہونا کیونکہ یہ دونوں تمہیں حرام اور بہت سے گناہوں میں مبتلا کر دیں گے۔

سب سے بہترین وحسین چیز ورع ہے۔

اعلیٰ ترین ورع، حسن ظن ہے۔

حسنات ونیکیاں کسب کرنے افضل سیات وگناہوں سے پرہیز کرنا ہے۔

ورع کی جڑ گناہوں سے بچنا اور حرام سے پاک رہنا ہے۔

بہترین ورع، شہوتوں سے اجتناب کرنا ہے۔

جو ورع سے عاری ہو گیا، اس نے اپنے دین کو برباد کر لیا۔

بہترین لباس پارسائی اور بہترین ذخیرہ تقویٰ ہے۔

لوگوں میں سب سے بڑا پارسا وہ ہے، جو ان میں سوال کرنے سے زیادہ پاک ہے۔

یقیناً سب سے حسین وجمیل خصلت، ورع اور پاک دامنی ہے۔

ورع (گناہوں سے) اجتناب کرنا ہے۔

ورع، بہترین لباس ہے۔

ورع، بہترین ہم نشین ہے۔

ورع تو بس گناہوں سے پاک ہونا ہے۔

ورع تو بس مناسب (حرام وشبہ سے پاک) کمائی، کی تلاش میں جانا اور سوال وطلب سے باز رہنا ہے۔

ورع کی آفت والمبہ، قناعت کی قلت ہے۔

ورع کے ذریعے پست صفات سے پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔

ورع وپرہیز گاری کی صدق سے دین محفوظ ہو جاتا ہے۔

ورع کے ذریعے مومن پاک ہو جاتا ہے۔

ورع کے پھل نفس اور دین کی اصلاح ہے۔

پرہیزگاری کا میوہ، گناہوں سے پاکیزگی ہے۔
مرد کی پاکیزگی اور ورع کی نشانی (حرام چیزوں سے) پاک رہنا ہے۔
حسن ورع کی دلیل، نفس کا طمع کی ذلت سے منہ موڑنا ہے۔
خدا رحم کرے اس شخص پر کہ جس نے حرام سے پرہیز کیا اور لوگوں کے قرض کو برداشت کیا ہے اور عظیم غنیمتوں کی طرف پوری رغبت کے ساتھ بڑھا اور گویا سبقت لے گیا۔
نظروں کو جھکا لینا ہی عظیم ورع ہے۔
دین کی اصلاح کا سبب، ورع ہے۔
نفس کی اصلاح کا سبب، ورع ہے۔
دو چیزیں ایسی ہیں کہ جن کا ہم وزن کوئی عمل نہیں ہوسکتا ہے، حسن ورع اور مومنوں پر احسان کرنا۔
تمہارے لئے ضروری ہے کہ تقویٰ اختیار کرو کہ وہ محرمات اور عقوبتوں سے بہترین حفاظت ہے۔
تمہارے لئے پارسائی ضروری ہے کہ یہ دین کا مددگار اور مخلص بندوں کی عادت ہے۔
تمہارے لئے ضروری ہے کہ ورع اختیار کرو اور خبردار! طمع کے فریب میں نہ آنا کہ وہ گھاس کی چراگاہ ہے (جہاں فائدہ کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا ہے)۔
جب خواہشیں منہ اٹھاتی ہیں اور لذتیں سامنے آتی ہیں، اس وقت پرہیزگاروں کی پارسائی ظاہر ہوتی ہے۔
ورع کو تقویٰ کے ساتھ کردیا گیا ہے۔
جو طمع کا مالک ہے، وہ کیسے ورع کا مالک ہوسکتا ہے؟
تمہاری پارسائی کو (تمہارے گناہوں سے باز رہنے میں) سچا ہونا چاہئے اور تمہاری احتیاط کو (اس چیز میں کہ جس کی طلب مناسب ہو) سخت ہونا چاہئے اور امانت میں تمہاری نیت خالص ہونا چاہئے۔
ورع جس کی اصلاح نہ کرسکے، طمع اسے برباد و خراب کردیتی ہے۔
جس نے اپنے ورع کی تصدیق کی، اس نے گناہوں سے اجتناب کیا۔
جو خواہشوں سے پرہیز کرتا ہے (ان میں پارسائی سے کام لیتا ہے) وہ اپنے نفس کو (بدبختی وگھاٹے سے) محفوظ رکھتا ہے۔
جس کا ورع کم ہوتا ہے، اس کا دل مردہ ہوجاتا ہے۔
جس کا ورع زیادہ ہوتا ہے، اس کے گناہ کم ہوجاتے ہیں۔
جو پارسا ہوتا ہے، اس کی عبادت سنور جاتی ہے اور اس میں حسن پیدا ہوجاتا ہے۔
جو ورع سے عاری ہوجاتا ہے، وہ ذلت ورسوائی کا لباس پہنتا ہے۔

ورع کا لازمہ، گناہوں سے پاک رہنا ہے۔

بہترین ورع یہ ہے کہ جس چیز کو تم ظاہر و آشکار کرنے میں شرم محسوس کرتے ہو، اس سے اپنی خلوت میں بھی حیا کرو۔

بہترین ورع، محرمات سے پرہیز کرنا ہے۔

ورع کی طرح کسی چیز نے دین کی اصلاح نہیں کی۔

ورع کا معیار، حرام چیزوں سے پرہیز کرنا ہے۔

ورع کے ساتھ ہی عمل ثمر بخش ہوتا ہے (اس کے علاوہ عمل کی کوئی حیثیت نہیں ہے)۔

ورع، بہترین رفیق ہے اور طمع بدترین ساتھی ہے۔

مرد کا ورع، اس کے دین کی مقدار کے برابر ہوتا ہے۔

پارسا ہو جاؤ، پاک ہو جاؤ گے۔

جو ورع نجات دلاتا ہے، وہ اس طمع سے کہیں بہتر ہے، جو ہلاکت میں ڈال دیتی ہے۔

جو ورع نجات بخشتا ہے، وہ ذلیل کرنے والی طمع سے کہیں بہتر ہے۔

مرد کا ورع، اسے ہر پستی سے پاک کر دیتا ہے۔

مومن کا ورع، اس کے عمل میں ظاہر ہوتا ہے۔

منافق کا ورع، صرف اس کی زبان سے ظاہر ہوتا ہے۔

شہوت پر غلبہ پانے کی مانند کوئی ورع نہیں ہے۔

پارسائی اور ورع کی مانند کوئی پاکیزگی نہیں ہے۔

گناہوں سے اجتناب کرنے جیسا کوئی ورع نہیں۔

ورع کی مانند کسی اور چیز سے دین کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔

ورع اور طمع ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتیں۔

ورع و پارسائی سے زیادہ مضبوط کوئی پناہ گاہ نہیں ہے۔

جس کے پاس ورع نہیں ہے، اس کے لئے کوئی پناہ گاہ نہیں ہے۔

حرام چیزوں سے بچنے جیسا، نفع بخش کوئی ورع نہیں ہے۔

حرام چیزوں کو ترک کرنے جیسا، نفع بخش اور گناہوں سے پرہیز جیسا، کوئی ورع و پارسائی نہیں ہے۔

ورع سے افضل، کوئی عمل نہیں ہے۔

مجھے اچھے ورع، طمع سے پاک، بہت زیادہ احسان کرنے والا اور احسان نہ جتانے والا بہت بھلا لگتا ہے۔

ورع و پارسائی کے لوازم میں سے گناہوں سے پرہیز کرنا ہے۔

ورع، پرہیزگاروں کا شعار ہے۔

ورع، گناہوں سے بچنے کے لیے سپر ہے۔

ورع، کامیابی کا چراغ ہے۔

ورع، بزرگی دینے والا ہے۔

ورع، پاک دامنی کا پھل ہے۔

ورع، فقیہ کا شیوہ ہے۔

پارسائی تقویٰ کی بنیاد ہے۔

ورع، حرام کاموں کے ارتکاب سے روکتا ہے۔

ورع، طمع کی ذلت سے کہیں بہتر ہے۔

بے شک اگر تم ورع اختیار کرلو تو خود کو گناہوں کی آلودگی سے پاک کرلو گے۔

اگر تم ورع کو اختیار کرلو گے تو یقیناً گناہوں سے پاک ہوجاؤ گے۔

مواسات و برابری

رفیقوں کو اپنے برابر رکھنا، بلند اور اونچی نسل ہونے کی دلیل ہے۔

دوسروں کو اپنے برابر سمجھنا، بلند ترین اعمال ہیں (لیکن یہ کہ نسبی برتری و افضیلت مراد ہو یا وہ مخاطب ہو، جس کے لئے بیان کیا ہو یا درحقیقت برتر ہو یا ممکن ہے، نماز و حج وغیرہ ہے، افضل قرار دیا ہو کہ ان اعمال کو بھی انجام دیتے ہیں لیکن اپنے دوسرے کو اپنے برابر سمجھنا آسان نہیں ہے)۔

مواسات کی مانند، اخوت کی کسی چیز نے حفاظت نہیں کی۔

سخن چیں

جو سخن چیں کی (باتوں کی) تصدیق کرتا ہے، وہ دوست کو گنوا دیتا ہے (اس کی مستقل ہی کوشش رہتی ہے کہ وہ دوستوں میں جدائی ڈال دے)۔

خدا تک رسائی

جب تک مخلوق سے رشتہ نہ توڑو گے اس وقت تک خدا تک نہیں پہنچ سکتے۔

لوگوں سے قطع تعلقی کے ذریعے ہی خدا تک پہنچا جا سکتا ہے۔

میل جول

تمہارے لئے ضروری ہے کہ ایک دوسرے سے ملاقات کرتے اور ملتے رہو اور خبردار! ایک دوسرے سے قطع تعلقی نہ کرنا اور ایک دوسرے کو نہ چھوڑنا۔

جس نے تم سے تعلق توڑا ہو، تم اس سے اتصال پیدا کرو اور جس نے تم سے سوال کیا ہے، اس کو عطا کرو اور جو تمہارے سوال پر خاموش رہے (اس کے لئے عطا) کرنے میں پہل کرو۔

جو تم سے خالی ہاتھ آ ملے، وہ تمہارے اس مالدار سے بہتر ہے، جو تم سے تعلقات قطع کرے۔

جو تم سے رسم کی حرمت کے لئے ملتا ہے، بے شک اس نے مضبوط ترین وسیلہ سے توسل کیا ہے۔

افاضل لوگوں کی ایک دوسرے کے پاس نشست و برخاست (ومعاشرت) سربلندی کا باعث ہے۔

جس سے بھی ملو یا متصل ہو راہِ خدا میں ملو اور جس سے قطع تعلقی کرو، اس سے راہِ خدا میں قطع تعلقی کرو۔

روابط رکھنے والا اور میل جول برقرار رکھنے والا، قطع روابط کرنے والے مالدار سے بہتر ہے۔

لوگوں سے میل جول برقرار رکھنے والا (اور ان پر احسان کرنے والا) تو وہی ہے کہ جو قطع روابط کرنے والے سے بھی ملتا ہے۔

قطع روابط کرنے میں تمہارے بھائی کو تمہارے ملنے سے زیادہ قوی نہیں ہونا چاہئے (بلکہ تمہارے ملنے کی جذبہ کو قوی ہونا چاہئے)۔

فروتنی وخاکساری

فروتنی، دو شرفوں میں سے افضل ترین (شرف) ہے۔

بلند مرتبہ ہونے کے ساتھ فروتنی کرنا، ایسا ہی ہے جیسے طاقت وتسلط رکھتے ہوئے، معاف کردینا۔

فروتنی عقل کا سر ہے اور تکبر جہالت کا سر ہے۔

خاکساری کرو تا کہ بلندی پر پہنچ جاؤ۔

رفعت وبلندی میں عظیم ترین انسان وہ ہے کہ جس نے اپنے نفس کو کچل دیا ہو۔

بلند ترین خصلت خاکساری، بردباری اور نرم مزاجی ہے۔

خاکستاری وتواضع بلند کرتی ہے اور تکبر پست کرتا ہے۔

فروتنی علم کا نتیجہ ہے۔

فروتنی پست درجہ کے انسان کو بلند کردیتی ہے۔

خاکستاری شرافت ونجابت کی دلیل ہے۔

فروتنی فضیلت کو منتشر کرتی ہے۔

خاکساری، شرف وفضیلت کی زکوۃ ہے۔

فروتنی، شریف ترین سادت وسرداری ہے۔

فروتنی، شرف کا زینہ ہے(یعنی جو بام شرف پر پہنچنا چاہتا ہے، اسے خاکساری وفروتنی اختیار کرنا چاہئے)۔

فروتنی، شرف کو شکار کرنے کا جال ہے۔

بے شک اگر تم فروتنی کروگے تو خدا تمہیں بلندی عطا کرے گا۔

فروتنی کے ذریعے، بلندی حاصل ہوتی ہے۔

فروتنی کے وسیلہ سے، بلندی کو زینت دی جاتی ہے۔

کثیر فروتنی کے ذریعے، شرف وبزرگی کامل ہوتی ہے۔

خدا کے لئے فروتنی کروتا کہ تم کو بلند کردے۔

مرد کی فروتنی، اسے بلندی پر پہنچادیتی ہے۔

فروتنی، مکمل وتمام شرف ہے۔

بلند مرتبہ انسان کا فروتنی کرنا، لوگوں کو اس کے احترام کی دعوت دیتا ہے۔

فروتنی کا پھل، محبت ہے۔

فروتنی کا ماحصل، شرف وبلندی ہے۔

فروتنی کے لئے شرف وبلندی کافی ہے۔

خاکساری کے لئے رفعت وبلندی ہی کافی ہے۔

جس انداز سے فروتنی کروگے، اسی انداز سے بلند ہوگے۔

جو فروتنی کرتا ہے، بلند ہوتا ہے۔ جو خاکسار ہوتا ہے، وہ بلند مرتبہ کو نہیں گنواتا ہے۔

جو فروتنی کرتا ہے، خدا اس کو عظمت ورفعت عطا کرتا ہے۔

کوئی فروتنی نہیں کرتا مگر بلند مرتبہ(یعنی بلند مرتبہ ہی فروتنی کرتا ہے)۔

فروتنی کی مانند کوئی شرف حاصل نہیں ہوا ہے(یعنی فروتنی بلند شرف ہے)۔

کسی نے فروتنی نہیں کی مگر یہ کہ خدا نے اس کے مرتبہ میں اضافہ کردیا۔

مالداروں کا فقیروں کے لئے اس چیز کی طلب میں فروتنی کرنا، کتنا اچھا ہے کہ جو خدا کے پاس (اجر وثواب) ہے اور خدا پر اعتماد

کے ساتھ فقیروں کو مالداروں کے مقابلہ میں تکبر کرنا کتنی اچھی بات ہے۔
فروتنی جیسا، کوئی شرف نہیں ہے۔
شانوں کو جھکانے سے، امور منظم ہوتے ہیں۔

وطن

وطن ہی میں رہنا (اس سے باہر نہ نکلنا) کم ہمتی ہے۔
وطن سے نکلنا، دو پراگندگیوں میں سے ایک ہے۔

وعظ وموعظہ

جس واعظ نے خود نصیحت حاصل کر لی ہے، اس کے پرتوئے نور سے ایک چراغ روشن کرو اور بیدار ناصح کی نصیحت کو قبول کرو اور وہ تمہیں جو تعلیم دے، اس کے نزدیک ٹھہر جاؤ (یعنی اس کی تعلیم کے مطابق عمل کرو)۔
آگاہ ہو جاؤ، زیادہ سننے والے کان، اس شخص کے ہیں کہ جو نصیحت و یاددہانی کو محفوظ رکھے اور اسے قبول کرے۔
سب سے نفع بخش مواعظ، باز رکھنے والے ہیں (مگر یہ اسی وقت وجود پذیر ہوتے ہیں کہ جب پہلے مرحلہ میں خود واعظ ان پر عمل پیرا ہو۔ دوسرے واعظ پر غور کرے کہ اگر محبت ونرم انداز سے اثر انداز ہو سکتے ہیں تو اسی رستہ کو اختیار کرے اور اگر سختی وتند لہجہ مفید ہے تو اسی کو اختیار کرو اور صرف خدا کے لئے وعظ کرو)۔
بلیغ ترین مواعظ، مرنے والوں کے گرنے کی جگہوں سے عبرت لینا ہے۔
بلیغ ترین مواعظ، مرنے والوں کے گرنے کی جگہ (قبرستان) میں غور کرنا اور ماں باپ کی جائے بازگشت سے عبرت لینا ہے۔
تمہارے لئے بلیغ ترین ناصح دنیا ہے، اگر وہ تمہیں حالات کی تبدیلی کا مشاہدہ کراتی ہے تو تمہیں دوری و پراگندگی سے خبردار کرتی ہے۔
بے شک صاحبانِ عقل کے لئے ہر چیز میں نصیحت وعبرت ہے۔
بے شک سب سے بڑا ناصح (سب سے بڑا مخلص) وہ ہے، جو اپنے نفس کو سب سے زیادہ نصیحت کرنے والا ہے اور اپنے رب کی سب سے زیادہ اطاعت کرنے والا ہے۔
بے شک جس نصیحت کو کوئی کان باہر نہیں پھینک سکتا اور جس کے برابر کوئی نفع نہیں ہوسکتا، وہ ہے کہ جس کو بولنے والا زبان بیان نہ کرے اور زبان کردار جس سے خاموش نہ رہے (یعنی بہترین نصیحت نیک کردار ہے، نہ کہ کردار کے بغیر زبانی جمع خرچ)۔
نصیحت لینا عبرت لینا ہے (یعنی موعظہ کا کوئی نتیجہ نکالنا چاہئے اور اس پر عمل کرنا چاہئے، سننا اور دیکھنا کافی نہیں ہے)۔
مواعظ، دلوں کی حیات ہیں۔

نصیحت، محبت کو وجود دیتی ہے۔

وعظ کرنا، شفا دینے والی نصیحت ہے۔

مواعظ، اس کے لئے پناہ گاہ ہیں، جو یاد رکھتا ہے (یا ان کی رعایت کرتا ہے یا ان کی طرف دعوت دیتا ہے)۔

مواعظ، اس کے لئے شفا ہیں، جو ان پر عمل کرتا ہے۔

مفید موعظہ وہ ہے، جو (سننے والے کو بدعملی سے) باز رکھے۔

مواعظ، نفسوں کی صیقل اور دلوں کی جلا ہیں۔

موعظہ کے ذریعے، بے خبری وغفلت زائل ہوتی ہے۔

غفلت وفریفتگی، تمہارے مواعظ کے درمیان پردہ ہیں (یعنی غفلت اور تمہارا اپنی دنیا پر فریفتہ ہونا، تمہیں مواعظ سے مستفید نہیں ہونے دے گا)۔

وعظ کا پھل بیداری ہے۔

بہترین مواعظ وہ ہیں، جو (بدعملی سے) باز رکھیں۔

خدا رحم کرے اس شخص پر، جو عبرت لے اور (حرام سے) باز رہے اور عبرتوں سے مستفید ہو۔

بہت سے وعظ کرنے والے اور حکم دینے والے، اس پر خود عمل نہیں کرتے ہیں۔

بہت سے باز رکھنے والے، خود باز نہیں رہتے ہیں۔

بہت سے وعظ ونصیحت کرنے والے، خود باز نہیں رہتے ہیں۔

جب دل غافل ہو تو کانوں سے سننا بے کار ہے (نصیحت سننے کے لئے دل کو بیدار ہونا چاہئے تاکہ اس سے مستفید ہو سکے)۔

مواعظ ونصائح میں سینوں (دلوں) کی جلا وضیا ہے۔

نصیحتوں کو سمجھنا اور ان کا ادراک کرنا (انسان کو) اس چیز سے دور رہنے کی دعوت دیتا ہے، جو نقصان وخسارہ کا سبب ہوتی ہے۔

پس عبرتوں سے نصیحت حاصل کرو اور ڈرانے سے فائدہ ونفع حاصل کرو۔

صاحبانِ عقل کی پند گیری کے لئے ان کے تجربات ہی کافی ہیں۔

جو ایام کے بارے میں حسن ظن رکھتا ہے، وہ زمانہ کے مواعظ سے نصیحت حاصل نہیں کر سکتا (بلکہ ان سے وہی نصیحت حاصل کرتا ہے، جو مصائب ونوائب کو ہمیشہ اپنی آنکھوں کے سامنے رکھتا ہے)۔

جو تمہیں نصیحت کرے، اس سے نہ بھاگو، یا اسے رنجیدہ نہ کرو۔

جس نے تمہیں نصیحت کی، اس نے تم پر احسان کیا۔

جو لوگوں سے عبرت حاصل کرتا ہے، خدا اس کو لوگوں کے لئے عبرت بنا دیتا ہے (یعنی دوسروں کے لئے عبرت بن جاتا ہے)۔

جو زمانہ کی نصیحتوں اور عبرتوں کو سمجھ جاتا ہے، وہ ایام کے حسن ظن سے مطمئن نہیں ہوتا ہے۔

بہترین ہدایت، موعظہ وہدایت ہے۔

(مرحوم آمدی نے اس روایت کو اس شخص کے بارے میں نقل کیا ہے کہ جس کی آپؑ نے مذمت کی تھی لیکن نہج البلاغہ کے کلمہ حکمت ۱۴۲ سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ایک شخص نے آپؑ سے موعظہ کی درخواست کی تو آپؑ نے فرمایا: ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ کہ جو عمل نہیں کرتے ہیں اور آخرت میں کامیابی کی امید رکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ فرماتے ہیں) وہ بات کرنے میں دلیر اور عمل میں تہی دست ہے، لوگوں پر طعن وتشنیع کرتا ہے اور اپنے نفس کے بارے میں سہل انگار و بے حس ہے، اس نے خدا کی طرف سے ملی ہوئی مہلت میں بے خبر لوگوں کے ساتھ زندگی گزاری، اس نے گنہگاروں کے ساتھ، نہ صراطِ مستقیم پر، نہ قائد امامؑ کے ساتھ، نہ کھلے علم کے ساتھ، نہ استوار دین کے ساتھ، صبح کرنے میں وہ موت سے ڈرتے ہیں لیکن فرصت کا موقعہ نکلنے سے پہلے اعمال ساتھ، صبح کرنے میں وہ موت سے ڈرتے ہیں لیکن فرصت کا موقعہ نکلنے سے پہلے اعمال کے لئے جلدی نہیں کرتے۔

ان لوگوں میں سے نہ ہونا کہ جن کو وعظ ونصیحت کوئی فائدہ نہیں پہنچاتی ہے مگر اس وقت کہ جب تکلیف پہنچانے اور اس کے آثار میں مبالغہ کروگے کیونکہ عاقل ہی نصیحت قبول کرتے ہیں اور پائے مارے بغیر باز نہیں آتے ہیں۔

اے لوگو! تمہیں کتنی نصیحت کی جاتی ہے لیکن تم نصیحت نہیں حاصل کرتے ہو؟ حقیقت یہ ہے کہ تمہیں کتنے ہی نصیحت کرنے والوں نے نصیحت کی، کتنے ہی ڈرانے والوں نے تمہیں ڈرایا اور کتنے ہی منع کرنے والوں نے تمہیں منع کیا اور علما نے تمہیں مواعظ و معارف سے) آگاہ کیا، انبیاء اور مرسلین نے راہِ نجات کی طرف تمہاری رہنمائی کی اور تمہارے اوپر حجت قائم کی اور راستہ کو تم پر واضح کیا۔ اب تمہیں عمل کی طرف بڑھنا چاہئے اور مہلت کو غنیمت سمجھنا چاہئے۔ آج عمل (کا دن) ہے، روزِ حساب نہیں اور کل (قیامت کے روز) حساب ہے، عمل نہیں اور جن لوگوں نے ظلم کیا ہے، وہ عنقریب جان لیں گے کہ وہ کتنی سخت (عذاب والی) جائے بازگشت کی طرف بازگشت کریں گے۔

(یہ جملہ بھی نہج البلاغہ کے کلمہ حکمت ۴۲ کا جز ہے) وہ یہ جانتے ہیں کہ ان کے حکم کی تعمیل کی جائے لیکن خود کبھی تعمیل نہیں کرتے ہیں وہ پورا پورا حق وصول کرتے ہیں مگر خود اسے ادا نہیں کرتے ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ انہیں سخاوت سے متصف کیا جائے حالانکہ کچھ نہیں دیتے ہیں، لوگوں سے اپنے حقوق کا مطالبہ کرتے ہیں لیکن ان سے کوئی تقاضا نہیں کرتا ہے۔

وہ دنیا کے بارے میں زاہدوں کی سی بات کہتا ہے مگر ان کے اعمال دنیا طلب لوگوں کے ہیں۔

(یہ جملہ بھی نہج البلاغہ کے کلمہ حکمت ۱۴۲ میں مختصر فرق کے ساتھ موجود ہے، آپؑ فرماتے ہیں: ان لوگوں میں سے نہ ہونا کہ) جو نیک لوگوں کے اخلاق وعادت کا اظہار کرتے ہیں اور بہ باطن گنہگاروں کے ساتھ عمل کرتے ہیں اور کثرت گناہ کے سبب موت سے کراہت کرتے ہیں اور گناہوں کو اپنی زندگی میں ترک نہیں کرتے ہیں۔ انہوں نے گناہ کو آگے بھیج دیا ہے اور توبہ کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ وہ نیک لوگوں سے محبت کرتا ہے لیکن ان کی مانند عمل نہیں کرتا ہے، وہ گنہگاروں کو دشمن سمجھتا ہے حالانکہ خود بھی انہیں

میں سے ہے، کہتا ہے: میں کیوں عمل کروں، تھک جاؤں گا، میں بیٹھ کر تمنا کرتا ہوں۔ ہمیشہ فنا ہونے والی چیزوں میں جان کھپاتا ہے اور باقی رہنے والی چیزوں کو چھوڑ دیتا ہے۔ جو اس کو دیا گیا ہے، اس کا شکر ادا کرنے سے عاجز ہو گیا ہے، جو باقی ہے، اس میں افزائش چاہتا ہے، غیر کو صحیح راستہ کی ہدایت کرتا ہے اور اپنے نفس کو ہنکاتا ہے، لوگوں کو اس بات کی زحمت دیتا ہے، جس کا حکم نہیں ہوا ہے اور خود اس کو ضائع کر دیتا ہے، جو زیادہ ہے۔ لوگوں کا حکم دیتا ہے اور خود حکم قبول نہیں کرتا ہے۔ لوگوں کو پرہیز کرنے کا حکم دیتا ہے لیکن خود اجتناب نہیں کرتا ہے اور جو عمل انجام نہیں دیا ہے، اس کے ثواب کی امید رکھتا ہے اور جس گناہ کا عقاب یقینی ہے، اس سے وہ مطمئن ہے۔ اپنی (ظاہری) دین داری سے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے اور باطن میں ظاہر کے خلاف ہر عمل کرتا ہے (یہ کلمات نہج البلاغہ کے خطبہ ۱۵۹ اور کلمہ حکمت ۱۴۲ میں مختصر فرق کے ساتھ بیان ہوئے ہیں)۔ دوسروں پر جو اس کے حقوق ہیں، انہیں بخوبی جانتا ہے لیکن اس پر جو دوسروں کے حقوق ہیں انہیں نہیں پہچانتا۔ غیر کے لئے اپنے گناہ سے بھی زیادہ ڈرتا ہے (یعنی غیر کے گناہ کو بہت بڑا سمجھتا ہے) اور اپنے لئے اپنے عمل سے زیادہ کی توقع رکھتا ہے۔ خدا سے (جنت کی) عظیم نعمتوں کا امیدوار ہے اور بندوں کے لئے (دنیا کی) چھوٹی چیزوں کو کافی سمجھتا ہے۔ پس یہ بندہ کو چیز عطا کرتا ہے، جو پروردگار اسے عطا نہیں کرتا ہے (یعنی مادی فائدہ کے لئے اس کی فرمانبرداری کرتا ہے) جب طاعت خدا میں مخلوق کو اس کی رضا کے خلاف دیکھتا ہے تو ڈرتا ہے اور بندوں کے بارے میں خدا سے نہیں ڈرتا ہے۔

جس نے نصیحت حاصل کی، وہ یقینا بیدار ہو گیا۔

توفیق

توفیق (یعنی خدا کی طرف سے اسباب خیر کا فراہم ہونا) دو حصوں میں سے بالا ترین (حصہ) ہے (عمل کا فائدہ اور عمل کی توفیق)۔

توفیق و رسوائی، دونوں ہی نفس کو کھینچتے ہیں، ان میں سے جو بھی غالب آ جاتا ہے، وہی اسے اپنی طرف کھینچتا ہے۔

بے شک جب اللہ سبحانہ کسی بندہ کو خیرہ سے نوازنا چاہتا ہے تو اسے یہ توفیق عطا کرتا ہے کہ وہ اپنی عمر کو نیک ترین عمل میں بسر کرے اور اسے اس چیز کی بھی توفیق مرحمت فرماتا ہے کہ وہ مرنے سے پہلے موقعہ ہاتھ سے نکلنے سے قبل کی مہلت میں خدا کی طاعت کی طرف سبقت کرے۔

توفیق، خدا کی ایک عنایت ہے۔

توفیق، رحمت (خدا) ہے۔

توفیق، اقبال (قسمت کا یاوری کرنا) ہے۔

توفیق، نرمی و اوج کی کنجی ہے (یا لوگوں کے ساتھ نیک برتاؤ، اس کے لئے رحمت خدا ہے)۔

توفیق، خیر و صلاح کو کھینچنے والی ہے۔

توفیق، خدا کی بخششوں میں سے ایک ہے (کہ انسان اپنے تقرب کی طرف کھینچتا ہے)۔

توفیق، سرنامہ نعمت ہے (ہر نیک کام سے پہلے، خدا کی طرف سے اس کے اسباب کا مہیا ہونا ضروری ہے)۔

توفیق، عقل کی مددگار ہے۔

توفیق وسعادت مندی، نیک بختی کا سر ہے۔

توفیق، کامیابی کا سرنامہ ہے۔

توفیق، رحمان کی عنایت ہے۔

توفیق بہترین منقبت ہے۔

توفیقت کے ساتھ، نیک بختی ہے۔

توفیق کا حسن، بہترین قائد ہے (کہ انسان کو سعادت و نیک بختی کی طرف لے جاتا ہے)۔

حسن توفیق، بہترین مددگار اور حسن عمل، بہترین رفیق وساتھی ہے۔

توفیق خدا جیسا، کوئی مددگار نہیں ہے۔

توفیق سے افضل، کوئی نہیں ہے۔

اس شخص کو کبھی توفیق نہیں مل سکتی کہ جو برائی کو اچھا سمجھتا ہے اور نصیحت کرنے والے کے قول سے روگردانی کرتا ہے۔

جس کو (خدا کی طرف سے) توفیق مل گئی، اس نے نیک کام انجام دیئے۔

توفیق جس کی مدد کرتی ہے، وہ نیک عمل کرتا ہے۔

توفیق جس کی مدد نہیں کرتی ہے، وہ حق کی طرف نہیں بڑھتا ہے۔ سب سے بڑی توفیق، نصیحت حاصل کرنا ہے۔

آزاد (یا مرد) کی توفیق میں سے اس کا حلال طریقہ سے مال حاصل کرنا ہے۔

مرد کی توفیق میں سے، اس کا ایسے شخص کو راز دار بنانا ہے، جو اسے چھپائے اور ایسے شخص پر احسان کرنا ہے، جو اس کا شکر گزار ہو۔

ہم اللہ سبحانہ کی حمد کرتے ہیں کہ جس نے اطاعت کی توفیق بخشی اور معصیت سے روک کر رکھا (یہ جملہ آپؑ کے اس خطبہ کا پہلا جملہ ہے، جو منافقین کے بارے میں دیا تھا)۔

مقصد کے حصول میں وہی کامیاب ہوتا ہے، جس کے ہر کام میں خدا کی تائید ہوتی ہے۔

جو خدا کو ناصح سمجھتا ہے، وہ توفیق پاتا ہے۔

موافقت

زیادہ موافقت (کہ کسی بھی بات میں مخالفت نہ کی جائے) منافقت ہے۔

بے شرمی

بدترین، چہرہ، بے حیائی ہے۔

جاہل کوکس چیز نے بے حیابنادیا ہے(یا جاہل کتنا بے حیا ہے)۔

آدمی کی بے شرمی اس پر عیب لگاتی ہے

بے حیائی

بے شرمی سے بچو کہ وہ تمہیں بدیوں پر سوار کردے گی اور گناہوں کے ارتکاب کی طرف ہانک دے گی۔

بے حیائی، شر کا نقطۂ آغاز ہے(کیونکہ جو خدا و خلق سے شرم نہیں کرتا ہے، وہ گناہوں کے میدان میں اتر جاتا ہے)۔

بے حیائی، ہر بدی کا سرچشمہ ہے۔

توقیر

اللہ سبحانہ کو عظیم سمجھو اور اس کی حرام کی ہوئی چیزوں سے پرہیز کرو اور اس کے دوستوں کو دوست سمجھو۔

اپنے بزرگوں کی تعظیم کرو تاکہ تمہارے چھوڑے تمہاری تعظیم کریں۔

تقیہ

تمہارے لئے ضروری ہے کہ تقیہ کرو کہ یہ افاضل لوگوں کی عادت ہے(جیسے علما کہ تقیہ کی حقیقت کو جانتے ہیں۔تقیہ یہ ہے کہ انسان احکام یا کسی عقیدہ کے بارے میں دشمن سے جان بچانے کی غرض سے ان کے منشا کے مطابق اظہار کرے)۔

جس کے پاس تقیہ نہیں ہے، اس کے پاس دین نہیں ہے۔

دین کو اس کے مناسب محل پر پوشیدہ رکھنا، دین داری ہے۔

تقویٰ

تقویٰ اس شخص کے لئے مضبوط پناہ گاہ ہے، جو اس کی پناہ لیتا ہے۔

تقویٰ پاکیزگی و پاک دامنی کو فراہم و جمع کرنے والا ہے۔

تقویٰ دین کا پھل اور یقین کی علامت ہے۔

تقویٰ کا ظاہر، دنیا کا شرف و بلندی اور اس کا باطن، آخرت کی سرفرازی ہے۔

تقویٰ تمہارے اور خدا کے درمیان مضبوط ترین وسیلہ ہے، اگر تم اسے حاصل کرلو اور دردناک عذاب (سے بچانے کے لیے) سپر

ہے۔
نہ تقویٰ کا عوض ہے، نہ جانشین (یعنی فضیلت کے اعتبار سے نہ اس کا عوض ہے اور نہ بدل وقائم مقام)۔
تقویٰ یہ ہے کہ انسان ہر اس چیز سے پرہیز کرے، جو اس کو گنہگار بنائے۔
تقویٰ یہ ہے کہ انسان ہر اس چیز سے پرہیز کرے، جو اس کو گنہگار بنائے۔
تقویٰ اختیار کرو تا کہ کامیاب ہو جاؤ۔
اگر اپنے دل کو تقویٰ سے زینت دو اور خواہشوں کی مخالفت کرو، دشمن پر غالب آجاؤ گے۔
خدا سے ڈرانے کی طرح ڈرو، خواہ کم ڈرو اور اپنے اور اس کے درمیان ایک پردہ قرار دو، خواہ وہ نازک و باریک ہی ہو۔
خدا سے اس کی فرمانبرداری کے سبب ڈرو اور اس کے خوف کی وجہ سے اس کی اطاعت کرو۔
اس خدا سے ڈرو کہ جس سے ملاقات کے علاوہ چارہ نہیں ہے اور نہ اس ک علاوہ تمہارا منشا ہے۔
خدا سے اس لحاظ سے ڈرو کہ اس نے تمہیں پیدا کیا ہے (یہاں عبادت مراد ہے جیسا کہ سورۂ الذاریات آیت ۵۶ میں ارشاد ہے:
"وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون"۔
اس خدا سے ڈرو کہ اگر تم کہو تو وہ سنے اور اگر دل میں سوچو تو وہ جان لے۔
خدا سے اس طرح ڈرو جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے (کہ جو اس کی فرمانبرداری کا باعث اور اس کی نافرمانی میں مانع ہو)۔ اس کی خوشنودی کے حصول کی کوشش کرو اور جس دردناک عذاب سے تمہیں ڈرایا ہے، اس سے ڈرو۔
خدا سے اس شخص کی مانند ڈرو کہ جس نے سنا تو خشوع کیا، گناہ کیا تو اس کا اعتراف کیا، جان گیا تو ڈرا اور ڈرا تو سبقت کی اور عمل کیا تو نیکی کی۔
تقویٰ کی پناہ لو کہ وہ روکنے والی سپر ہے اور جو اس میں پناہ لیتا ہے، وہ اس کی حفاظت کرتا ہے اور جو اس سے وابستہ ہو جاتا ہے، وہ اسے بچاتا ہے۔
اللہ کے تقویٰ سے وابستہ ہو جاؤ کہ یہ اس کی مضبوط رسی ہے کہ جس کی گرہ مضبوط اور بلندترین پناہ گاہ ہے۔
آگاہ ہو جاؤ کہ تقویٰ و پرہیزگاری سدھی سدھائی سواری ہے کہ جن پر پرہیزگار سوار ہیں اور ان کی مہار ہاتھوں میں دے دی گئی ہے، اب وہ انہیں ہی میں اتاریں گی۔
سب سے زیادہ حفاظت کرنے والی سپر، تقویٰ ہے۔
دین کا محفوظ ترین قلعہ، تقویٰ ہے۔
بے شک تقویٰ تمہاری زندگی میں تمہارا محافظ اور مرنے کے بعد خدا کے قرب کا سبب ہے۔
بے شک خدائے متعال نے تمہیں تقویٰ کا حکم دیا ہے اور اسے مخلوق کے درمیان اپنی رضا کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ بس اس خدا سے

ڈرو کہ تم جس کی نظروں کے سامنے ہو اور جس کے ہاتھ میں تمہاری پیشانیاں (باگ ڈور) ہیں۔

بے شک اللہ کا تقویٰ اس کے دوستوں کو اس کی حرام کردہ چیزوں سے روکتا ہے اور ان کے دلوں کو مستقل طور پر اس طرح ڈرائے رکھتا ہے کہ وہ اپنی راتوں کو جاگ کر اور دنوں کو تشنگی (روزہ کی) حالت میں گزارتے ہیں پس وہ رنج و تعب کے ذریعے آرام پاتے اور تشنگی کے ذریعے سیراب ہوتے ہیں۔

بے شک تقویٰ زادِ راہ ہے اور یہی پا لینے کا توشہ ہے اور یہی زاد (منزل مقصود تک) پہنچانے والا ہے اور یہ پالینا کامیاب پلٹنا ہے اور اس کی طرف سب سے زیادہ سنانے والے نے دعوت دی ہے اور بہترین سننے والے نے سن کر اسے محفوظ کر لیا، چنانچہ سنانے والے نے سنا دیا اور ماننے والا بہرہ اندوز ہو گیا۔

بے شک تقویٰ تم پر خدا کا حق ہے، تمہارے حق کو خدا پر ثابت کرنے والا ہے بس تقویٰ کے لئے اس کی اطاعت چاہو اور خدا تک پہنچنے کے لیے اسی کو وسیلہ بناؤ۔

بے شک یہ تقویٰ اپنے آپ کو گزر جانے والی اور پیچھے رہ جانے والی امتوں کے سامنے ہمیشہ پیش کرتا رہا ہے، کیونکہ ان سب کو کل قیامت میں اس کی حاجت ہوگی۔ جب خداوند عالم اپنی مخلوق کو دوبارہ پلٹائے گا اور جو اسے دے رکھا ہے، اسے واپس لے گا تو اسے قبول کرنے والے اور اس کا پورا پورا حق ادا کرنے والے بہت ہی کم نکلیں گے (مختصر یہ کہ مرتے دم آخرت میں ہر امت اور ہر شخص کو تقویٰ کی ضرورت ہوگی)۔

بے شک خوف خدا کی رسی کے بندھن مضبوط اور اس کی پناہ کی بلندی ہر طرح محفوظ ہے (یعنی جو اس پر پہنچ جائے گا، اس پر کوئی آفت نہ آئے گی)۔

بے شک تقویٰ، بندوں سے خدا کے خوشنود ہونے کی انتہا ہے اور یہی اس نے اپنے بندوں سے چاہا ہے۔ پس اس خدا سے ڈرو کہ اگر چھپاؤ تو وہ جان لے اور اگر آشکار کرو تو وہ لکھے۔

بے شک تقویٰ اس شخص کے لئے مضبوط پناہ گاہ ہے، جس میں پناہ لے اور فجور و بدکاری آیا ذلیل گر ہے، جو اپنے رہنے والوں کی حفاظت نہیں کرتا ہے اور جو اس کی پناہ لیتا ہے، اسے آفتوں سے نہیں بچاتا ہے۔

بے شک آج (دنیا میں) تقویٰ پناہ و سپر ہے اور جنت کی راہ ہے، اس کا راستہ واضح اور اس پر چلنے والا نفع میں ہے۔

بے شک اللہ کا تقویٰ دین کو آباد کرنا اور یقین کا ستون ہے، بے شک یہ خیر و صلاح کی کلید اور کامیابی کا چراغ ہے۔

بے شک خوفِ خدا ہدایت کی کلید اور آخرت کا ذخیرہ ہے اور ہر غلامی سے آزادی اور ہر تباہی سے رہائی کا باعث ہے، اسی کے ذریعے بھاگنے والا نجات پاتا ہے اور طلبگار منزل مقصود تک پہنچتا ہے اور مطلوبہ چیزوں تک رسائی پاتا ہے۔

تقویٰ عزت دیتا ہے اور فجور و بدکاری ذلیل کر دیتی ہے۔

تقویٰ، (گناہوں سے) اجتناب ہے۔

تقویٰ، بہترین زادِراہ ہے۔

تقویٰ، پاکیزہ ترین کھیتی ہے۔

تقویٰ، حسنات اور نیکیوں کا سر ہے۔

تقویٰ، اخلاق کا سردار ہے۔

تقویٰ، مضبوط قلعہ ہے (جوانسان کو دنیوی واخروی آفات سے محفوظ رکھتا ہے)۔

تقویٰ، آخرت کا ذخیرہ ہے۔

تقویٰ، مضبوط ترین بنیاد ہے۔

تقویٰ، کامیابی کی کلید ہے۔

تقویٰ، مومن کا قلعہ ہے۔

تقویٰ، اس شخص کے لئے قلعہ ہے، جو اس پر عمل کرے۔

تقویٰ، مضبوط ترین اور محفوظ ترین پناہ گاہ ہے۔

اگر تم اللہ سے ڈرو اور اس کا تقویٰ اختیار کرو تو وہ تمہیں (دنیوی واخروی آفات سے) محفوظ رکھے گا۔

بے شک تم دنیا کے توشہ سے زیادہ (آخرت کے) توشوں کے محتاج ہو۔

جب تم ڈرو تو خدا کی حرام کردہ چیزوں سے ڈرو۔

تقویٰ کے ذریعے گناہوں کی حدت وشدت ختم کی جاتی ہے۔

تقویٰ کے ذریعے (آدمی کے ساتھ) ہمت (گناہوں سے بچنے کی طاقت) کردی گئی ہے۔

تقویٰ کے وسیلہ سے اعمال پاک ہوتے ہیں۔

تقویٰ کا لباس شریفانہ اور بہترین لباس ہے جیسا کہ خداوند عالم کا ارشاد ہے: ”ولباس التقوی ذالك خير“۔

تقویٰ کے ذریعے (اپنی روحانی) بیماریوں کا علاج کرو اور موت کی طرف بڑھو اور جس نے اس کو ضائع کردیا ہے، اس سے عبرت لو اور جس نے اس کی اطاعت کی، اس سے ہرگز عبرت نہ لو۔

ترکِ شہوت ہی تقویٰ کا سر ہے (تقویٰ کی انتہا ہے)۔

تقویٰ، ایمان کی درستی واصلاح کا سبب ہے۔

شک وشبہ سے اجتناب کرنا، تقویٰ کی درستی واصلاح کا باعث ہے۔

خوش نصیب ہے وہ، جس نے تقویٰ کو اپنے دل کا شعار بنالیا ہے۔

تمہارے لئے ضروری ہے کہ تقویٰ اختیار کرو کہ یہ انبیاء کا اخلاق ہے۔

تمہارے لئے ضروری ہے کہ تقویٰ اختیار کرو کہ یہ بلند ترین نسب ہے۔

تمہارے لئے ضروری ہے کہ ظاہر و باطن میں اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور راضی و ناراضگی میں حق و انصاف کا دامن نہ چھوڑو۔

تمہارے لئے تقویٰ لازمی ہے کہ بہترین زادِراہ اور بہترین محافظ و بہا شدہ ہے۔

خدا سے اس شخص کی مانند ڈرو کہ جس نے سنا تو خاکساری کی اور گناہ کیا تو اس کا اعتراف کیا اور ڈرا تو عمل کیا، خوف کیا تو نیکیوں کی طرف بڑھا (یہ جملہ نہج البلاغہ کے خطبہ غرا کا جز ہے)۔

خدا سے اس شخص کی مانند ڈرو کہ جس نے قیامت کا یقین کیا تو نیک اعمال بجالایا، عبرتیں دلائیں تو عبرتیں حاصل کیں، خوف دلایا گیا تو برائیوں سے رک گیا اور اسے دکھایا گیا تو وہ بینا ہو گیا اور عقاب سے ڈرا تو روزِ حساب کے لئے اعمال بجالایا (یہ خطبہ بھی مذکورہ خطبہ ہی کا جز ہے)۔

اللہ کے بندو! اس شخص کی مانند اللہ سے ڈرو کہ جس نے فکر کے ذریعے اپنے دل کو (آخرت کی) فکر کے ذریعے مشغول کر لیا ہے (چنانچہ) ذکر الٰہی میں اس کی زبان پر قوت حرکت میں رہتی ہے اور خطبوں سے پہلے ہی وہ خوف زدہ رہتا ہے اور اس سے اس کے سچے وعدہ کا ایفا چاہتے ہوئے اور ہول قیامت سے ڈرتے ہوئے ان چیزوں کا استحقاق پیدا کرو، جو اس نے تمہارے لئے مہیا کر رکھی ہیں۔

اللہ کے بندو! خدا سے اس شخص کی مانند ڈرو کہ جس نے (طاعت خدا کی خاطر) کمر باندھ لی ہے اور بھرپور طریقہ سے کوشش کی اور مہلت کے زمانہ میں عجلت کی اور خوف کے مارے سبقت کی ہے۔

خدا سے اس شخص کی طرح ڈرو کہ جس نے پلٹنے کی جگہ کے لوٹنے کی عاقبت وانجام کے بارے میں اور بازگشت کی انتہا کے بارے میں غور کیا اور لغزش کے بعد گزشتہ امور کی تلافی کی اور بہت زیادہ نیک اعمال بجالایا۔

تقویٰ کی کثرت، پارسائی وورع کی فراوانی کی نشانی ہے (علامہ خوانساری مرحوم فرماتے ہیں: ظاہراً یہاں ورع سے مراد خدا سے ڈرنا اور تقویٰ سے مراد پرہیزگاری ہے)۔

جو آخرت کی کامیابی کو دوست رکھتا ہے (وہ آخرت میں کامیاب ہو جاتا ہے) اس کے لئے تقویٰ ضروری ہے۔

جو لباس تقویٰ سے برہنہ ہوگا، وہ کسی بھی چیز سے نہ چھپ سکے گا (یعنی اس کے عیوب نمایاں ہو جائیں گے)۔

جو لباس تقویٰ کو اپنا پیراہن بنالے گا، اس کا پیراہن کبھی پرانا نہ ہوگا۔

تقویٰ کی مانند کسی چیز نے دین کی اصلاح نہیں کی ہے۔

تقویٰ کا معیار، دنیا کو ٹھکرا دینا ہے۔

جس نے تقویٰ کو اپنے دل کا شعار بنالیا وہ ہدایت پا گیا۔

اس خدا سے ڈرو کہ جس نے ڈرا کر عذر کو برطرف کر دیا اور راستہ کو واضح کر کے حجت قائم کر دی اور تمہیں اس دشمن سے ڈرایا ہے کہ

جو چپکے چپکے سینوں میں نفوذ کر جاتا ہے اور کانوں میں سننے والے کے راز کو پھونک دیتا ہے۔

(بے سوچے سمجھے کسی بھی کام کا) اقدام نہ کرو اور رکو نہیں مگر تقویٰ خدا اور اس کی طاعت کے لئے (یعنی تقویٰ الٰہی کے لئے اقدام کرو، طاعت خدا میں مشغول رہو) تا کہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤ اور راہِ راست پا جاؤ۔

تقویٰ جیسا، کوئی کرم نہیں۔

تقویٰ جیسا، کوئی زادِ راہ نہیں۔

حرام چیزوں سے باز رہنے جیسی کوئی پرہیزگاری نہیں ہے۔

تقویٰ سے بڑا نگہبان، کوئی قلعہ نہیں۔

تقویٰ کی بنا پر کوئی بھی اعتقادی اصل (با عمل) باطل نہیں ہوئی اور جو دانہ بویا گیا، وہ تشنہ نہیں رہا۔

تقویٰ سے بڑا، کوئی شرف نہیں ہے۔

تم میں سب سے بڑا نیک (نفس) وہ ہے، جو تم میں زیادہ متقی و پرہیزگار ہے۔

جس کو تقویٰ نے بلند کیا ہو، اسے تم پست (کرنے کی کوشش) نہ کرو۔

خدا سے اس شخص کی طرح ڈرو کہ جس کو دعوت دی گئی تو اس نے عبرت حاصل کی اور خوف کھایا تو محفوظ رہا۔

جس کو تقویٰ نے بلند کیا ہے، اسے پست نہ سمجھو یا اسے نہ گراؤ۔

خدا سے اس شخص کی طرح ڈرو کہ جس کو بلایا گیا تو وہ آ گیا اور توبہ کی تو خدا کی طرف لوٹ آیا اور گناہوں سے ڈرایا گیا تو ڈر گیا (اور کہیں عبرت کی جگہ سے گزرا تو) عبرت حاصل کی اور سہم گیا (نتیجہ میں خدا کے عذاب سے محفوظ ہو گیا۔

متقین اور پرہیزگار

متقی وہ ہے، جو گناہوں سے پرہیز کرتا ہے اور پاک وہ ہے، جو عیوب سے بری ہے۔

پرہیزگار وہ ہے کہ جس کا نفس پاک وصاف اور ضروریات بہت کم ہیں، ان سے ہر نیکی کی امید رکھی گئی ہے اور ان سے کسی برائی کا اندیشہ نہیں ہے۔

پرہیزگاروں کے نفس قانع و مطمئن، ان کی خواہش کم اور ان کے چہرے شگفتہ اور ان کے دل غمگین و رنجیدہ ہیں۔

پرہیزگاروں کے اعمال پاک ان کی آنکھیں گریاں اور ان کے دل خوف زدہ ہیں۔

متقی کی خواہشیں مردہ، اس کا غصہ ناپید، وہ خوش حالی میں شکر گزار اور سختی و تنگی میں صابر ہے۔

بے شک پرہیزگاروں میں سے ہر ایک سخی، حرام سے اجتناب کرنے والا اور احسان و نیکی کرنے والا ہے۔

متقین اور پرہیزگاروں نے دنیا و آخرت دونوں کو حاصل کر لیا ہے، وہ دنیا میں دنیا داروں کے شریک رہے اور حالانکہ آخرت میں دنیا داران کے شریک نہیں ہوں گے۔

متقین کے دل، غمگین اور رنجیدہ ہیں، ان سے کسی تکلیف کا اندیشہ نہیں ہوتا ہے (لوگ ان کی برائی و اذیت رسائی سے محفوظ ہیں)۔

متقی و پرہیزگار، قانع حرام چیزوں سے الگ اور پاک دامن ہے۔

مہلتوں کو غنیمت سمجھنا اور سفر کے لئے توشہ فراہم کرنا، پرہیزگاروں کی خصلت ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ زیادہ خاموش رہنے والا، پرہیزگار و متقی کامیاب ہے۔

متقی و پرہیزگار کے لئے راہِ راست میں رہنمائی اور فساد سے ممانعت اور اصلاح معاد کی حرص ہے۔

پرہیزگار و متقی کی تین علامتیں ہیں: (۱) اخلاص عمل (۲) مختصر امید (۳) مہلت کو غنیمت سمجھنا۔

اگر کسی بندے پر زمین و آسمان کے (سارے) راستے بند ہوں (اور اس کے لئے نکلنے کا کوئی راستہ نہ ہو) اور وہ اس وقت خدا سے ڈرا (خدا کا تقویٰ اختیار کرے) تو ان دونوں میں اس کے نکلنے کے لئے راستہ بنا دے گا اور اسے ایسی جگہ سے رزق عطا کرے گا جہاں سے وہ گمان بھی نہیں کر سکتا تھا۔

جو تقویٰ اختیار کرتا ہے، وہ محفوظ رہتا ہے۔

جو تقویٰ اختیار کرتا، وہ اپنی اصلاح کرتا ہے۔

جو اللہ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے، خدا اسے محفوظ رکھتا ہے۔

جس کا دل خوف زدہ رہتا ہے (یعنی تقویٰ الٰہی سے سرشار رہتا ہے) اس میں حسد داخل نہیں ہو سکتا ہے (یا جو اپنے دل کے بارے میں خوف زدہ رہتا ہے، اس میں حسد داخل نہیں ہو سکتا ہے)۔

جو اپنے رب سے ڈرتا ہے، وہ کریم و شریف ہے۔

جو خدا سے ڈرتا ہے، وہ کامیاب اور مالدار ہو جاتا ہے۔

جس نے تقویٰ کو اپنے دل کا شعار بنایا، اس کا عمل کامیاب ہو گیا۔

جو اللہ سبحانہ سے ڈرتا ہے، خدا اس کے لئے ہر اندوہ سے کشائش اور ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ پیدا کر دیتا ہے۔

جو اللہ سے ڈرتا ہے (یا اس کا تقویٰ اختیار کرتا ہے، خدا اسے محفوظ رکھتا ہے)۔

خدا سے کوئی نہیں ڈرا مگر یہ کہ خدا نے اس کے نکلنے کا راستہ بنا دیا۔

معصیت سے بچنے والا ایسا ہی ہے، جیسا نیکی کرنے والا۔

متقین اور مخلصین (پرہیزگار اور مخلص افراد) جنت کے بادشاہ ہیں۔

جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں، انہیں دستہ دستہ جنت کی طرف لے جایا جائے گا، درحقیقت وہ عقاب سے محفوظ ہو گئے ہیں اور ان سے ملامت کو روکا گیا ہے اور انہیں جہنم کی آگ سے دور رکھا گیا ہے اور اس منزل میں آرام بخشا گیا ہے اور وہ اپنی

اقامت گاہ میں خوش وخرم ہوں گے۔

توکل

جو شخص خدا پر اعتماد کرتا ہے، اس کا اس پر توکل کرنا، ایک عظیم وشریف کفایت ہے۔
توکل، حول وقوت سے بیزاری اختیار کرنا اور خدا کے مقدر کئے ہوئے کی آمد کا انتظار کرنا ہے۔
خبردار! اس چیز پر اعتماد نہ کرنا، جس کو تم نے اپنے نفس کے لئے انتخاب کیا ہے کہ اکثر کامیابی اس خدا پر توکل کرنے میں ہے اپنے نفس کے انتخاب پر نہیں۔ دل کی قوت کا سرچشمہ، خدا پر توکل کرنے میں ہے۔
حسن توکل تو بس یقین کی صداقت ہی سے ہے۔
خدا پر توکل تمام امور کے لئے کفایت کناں ہے۔
خدا پر توکل، سرمایہ ہے۔
خدا پر توکل، بہترین ستون (سہارا) ہے۔
توکل، حکمت کا حصار ہے۔
توکل، (خدا پر تکیہ کرنا) بلندترین عمل ہے۔
قوی یقین سے (خدا پر) توکل ہوتا ہے۔
حسن توکل سے حسن یقین پر استدلال کیا جاتا ہے (یعنی اچھا اور مستحسن توکل بہترین یقین کی دلیل ہے۔
اللہ سبحانہ پر توکل کرو کہ وہ ان لوگوں کے امور کا ضامن ہے، جو اس پر توکل کرتے ہیں (جیسا کہ ارشاد ہے: **ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ** ''جو خدا پر توکل کرتا ہے خدا اس کی کفایت کرتا ہے'')۔
بندہ کا جتنا خدا پر اعتماد ہوگا، اتنا ہی خدا پر اس کا توکل مستحسن ہوگا۔
تمہارے توکل سے تمہارے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ تم صرف خدا کو روزی جاری کرنے والا سمجھو (اسی کو روزی رساں سمجھو)۔
یقین کی حقیقت توکل میں (مضمر) ہے۔
جس نے توکل کیا، اس کی کفایت کی گئی۔
جو توکل کرتا ہے، وہ غمگین نہیں ہوتا ہے۔
جو خدا پر توکل کرتا ہے، اس کی کفایت کی جاتی ہے۔
جو خدا پر توکل کرتا ہے، خدا اس کی کفایت کرتا ہے۔
اپنے نفس کے لئے کسی کو توکل کے لائق نہ سمجھو مگر خدا کو اور کسی سے امید نہ رکھو، سوائے خدا کے۔
ہر توکل کرنے والے کی کفایت کی گئی ہے (یعنی خدا اس کی مدد و کفایت کرے گا)۔

(خدا پر) توکل کرنے والے ہو جاؤ تا کہ تمہاری کفایت کی جائے۔
توکل کرنے والے کے لئے رنج نہیں ہے (کیونکہ وہ اپنے امور کو خدا کے سپرد کر دیتا ہے)۔
جو (خدا پر) توکل کرتا ہے، وہ (خدا کی) مدد کو نہیں کھوتا ہے۔
جو خدا پر توکل کرتا ہے، وہ اس کے بندوں سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔
جو خدا پر توکل کرتا ہے، اس کی کفایت کی جاتی ہے اور وہ بے نیاز ہو جاتا ہے۔
جو خدا پر توکل کرتا ہے، اس کی مشکلیں آسان ہو جاتی ہیں۔
جو خدا پر توکل کرتا ہے، اس کے شبہات روشن ہو جاتے ہیں اور اس کے اخراجات پورے ہوتے ہیں اور وہ رنج و کوفت سے محفوظ رہتا ہے۔
جو خدا پر توکل کرتا ہے، اس کی مشکلیں حل ہو جاتی ہیں اور اسباب آسان ہو جاتے ہیں اور وسعت کی منزل میں داخل ہو جاتا ہے۔

بیٹا

نیک و صالح بیٹا، دو بہترین یادوں میں سے (ایک خود انسان کی یاد اور دوسرے بیٹے کے وسیلہ سے) ایک ہے۔
بیٹا دو دشمنوں میں سے ایک ہے (ایک وہ دشمن جو جانا پہچانا ہے، دوسرے بیٹا)۔
بدترین اولاد وہ ہے، جو والدین کے ساتھ بدسلوکی کرے۔
بیٹے کی موت، جگر کو کباب کر دیتی ہے۔
بیٹے کی موت، جگر کو برباد کر دیتی ہے۔
بری اولاد، شرف و بلندی برباد کر دیتے ہیں اور بزرگوں کی بدنامی کا باعث ہوتی ہے۔
برا بیٹا، اسلاف (بڑے بزرگوں) کے نام پر دھبہ لگا دیتا ہے اور آنے والی نسل کو برباد کر دیتا ہے۔
نافرمان بیٹا، رنج و غم اور شوم ہے۔

اولیا اللہ اور اس کے دوست

بے شک اولیا اللہ میں سے ہر فرد اپنی اجل کو نزدیک سمجھتا ہے (بندہ طاعت خدا اور ہر نازیبا فعل سے باز رہنے میں بہت زیادہ اہتمام کرتا ہے) اپنی امید کو جھٹلاتا ہے۔ اس کا عمل بہت زیادہ اور اس کی لغزش بہت کم ہوتی ہے۔
بے شک اولیاء خدا وہی ہیں، جو تمام لوگوں سے زیادہ خدا کو یاد کرتے ہیں اور اس کا شکر ادا کرنے میں مستقل ہیں اور اس کی بلا پر صبر کرنے میں سب سے زیادہ عظیم ہے۔
بے شک خدا کے نزدیک محبوب ترین بندوں میں سے وہ بھی ہے کہ جس نے خدا کی مدد سے اپنے نفس پر قابو پایا ہوا اور اس نے

خوف کو اپنا شعار بنالیا ہو کہ جس کے نتیجہ میں اس کے قلب کے اندر ہدایت کا چراغ روشن ہو گیا اور اس کے پاس پہنچنے کے لئے اس نے خود کو آمادہ کرلیا ہے۔

سستی

دنیا میں سستی و کاہلی (عمر) کو تباہ کرنا اور آخرت میں پشیمانی ہے۔

سستی، عمر و ہدایت کو ضائع کرنا ہے۔

سستی، کام کے چھوٹ جانے کا سبب ہوتی ہے۔

سستی، کم عقل لوگوں کی عادت ہے۔

سستی کی وجہ سے (کمال و سعادت ہاتھ نہیں آتی ہے اور مال ہاتھ سے نکل جاتا ہے (یعنی جو چیز بھی ہاتھ سے نکل جاتی ہے، اس کا سبب سستی ہی ہوتی ہے)۔

عزم محکم کے ساتھ سستی سے جنگ و مقابلہ کرو (عزم بالجزم کے ساتھ سستی کو برطرف کردو)۔

جو بھی کاہلی و کسالت کی پیروی کرتا ہے، وہ حقوق کو ضائع کرتا ہے۔

جو سستی کی پیروی کرتا ہے، پشیمانی اس کا احاطہ کرلیتی ہے۔

کاموں کو اہمیت نہ دینے سے سستی و کسالت پیدا ہوتی ہے۔

بخشش

بہت سی بخششوں سے مصیبت بہتر ہوتی ہے (کیونکہ ممکن ہے کہ بخشش کرنے والا لئیم و احسان جتانے والا ہو)۔

گمان

وہم و گمان، فہم کی مانند نہیں ہوتا ہے (یعنی انسان کو ہر کام میں فہم و شعور سے کام لینا چاہئے، نہ کہ خیال بافی سے)۔

تہمت

جو اپنے نفس کو معرض تہمت میں لاتا ہے تو اسے اس شخص پر ملامت نہیں کرنا چاہئے کہ جو اس سے بدگمان ہوتا ہے۔

ہدایت پانا

بہترین ذخیرہ ہدایت پانا یا حق تک پہنچنا ہے۔

ہدایت کے سبب (صحیح راستہ پا جانے سے) بصارت و بینائی میں اضافہ ہوتا ہے۔
گمراہ ہو گیا وہ شخص، جس نے خدا کی ہدایت کے بغیر راہ پائی ہے۔
خوش قسمت ہے وہ شخص، جس نے راہِ راست کی طرف اس کے دروازے بند ہونے سے قبل سبقت کی۔
ہدایت کی پیروی ہی نجات بخشتی ہے۔
جس نے نورِ ہدایت سے روشنی کی اور خواہشات کی مخالفت کی اور ایمان کو واپسی کے دن کے لئے ذخیرہ کیا اور تقویٰ کو توشہ و زادِ راہ قرار دیا، وہ کامیاب ہو گیا۔
غافل رہنما کے ساتھ گمراہ کیسے ہدایت پا سکتا ہے؟ (یا گمراہ کیسے ہدایت پا سکتا ہے جب کہ رہنما گمراہ ہو؟)
وہ شخص غیر کو کیسے ہدایت کر سکتا ہے کہ جس کا نفس گمراہ ہو؟
وہ شخص کیسے ہدایت پا سکتا ہے کہ جس پر اس کی خواہشوں کا غلبہ ہو؟
تمہارا شعار راہِ راست پر چلنا ہونا چاہیئے۔
جو ہدایت پا گیا، وہ نجات پا گیا۔
جو خدا کی ہدایتوں سے ہدایت چاہتا ہے، خدا اس کی ہدایت کرتا ہے۔
جو خدائی رہنما کے علاوہ کسی اور سے ہدایت طلب کرتا ہے، وہ گمراہ ہوتا ہے۔
جو خدائی رہنما کے ذریعے ہدایت پاتا ہے، وہ اضداد سے الگ ہو جاتا ہے (یعنی افراط و تفریط سے اور مذہب میں غلو و تقصیر سے محفوظ ہو جاتا ہے)۔
جو نااہل سے ہدایت طلب کرتا ہے، وہ گمراہ ہو جاتا ہے۔
جو بھی گمراہ رہنما سے ہدایت طلب کرتا ہے وہ واضح راستہ کو بھی نہیں دیکھ پاتا ہے۔
اللہ کی ہدایت (جو کہ انبیاءؑ و آئمہؑ کے ذریعے ہمیں ملی ہے وہی) بہترین ہدایت ہے۔
ہدایت کے ساتھ کوئی گمراہی نہیں ہے۔
ہدایت یابی سے سچا کوئی رہنما نہیں۔
جس کے پاس علم نہیں ہے، اس کے لئے کوئی ہدایت نہیں ہے۔

ہدیہ و تحفہ

ہدیہ و تحفہ محبت کو کھینچتا ہے (کیونکہ احسان کا بندہ ہے)۔

بادشاہ نے کسی پر مہربانی نہیں کی اور غضب ناک کا کینہ نہیں نکلا اور روگرداں مائل نہیں ہوا اور کاموں کی مشکلیں حل نہیں ہوئیں اور شر و برائی دفع نہیں ہوئی مگر ہدیہ و تحفہ سے (یعنی ہدیہ کی مانند کسی اور چیز سے مذکورہ امور انجام پذیر نہیں ہوئے)۔

یاوہ گوئی

یاوہ گوئی سے بچو کہ اس کا معمولی نقصان ملامت ہے۔

خبردار! یاوہ گوئی کے پاس نہ جانا کہ جو زیادہ باتیں کرنے لگتا ہے، اس کے گناہ بڑھ جاتے ہیں (کیونکہ زیادہ یاوہ گو غیبت و دروغ گوئی سے محفوظ نہیں رہتا ہے)۔

یاوہ گوئی، نقصان دہ حوادث سے نزدیک ہے۔

یاوہ گوئی سے خون یا روح پر بنتی ہے (یعنی یہ قتل و خونریزی کا سبب ہوتی ہے)۔

زیادہ فضول گفتگو، لعنت و ملامت کو کس کرتی ہے۔ ہزل و مذاق

زیادہ مذاق کرنا اور سنجیدہ نہ ہونا، جہالت کی نشانی ہے۔

جس کا ہزل و تمسخر زیادہ ہو جاتا ہے، اسے جاہل سمجھا جاتا ہے۔

جس کا مذاق زیادہ ہو جاتا ہے، اس کی کوشش باطل و ناکام ہو جاتی ہے۔

جس پر مذاق و ہزل غالب آجاتا ہے، اس کی عقل خراب ہو جاتی ہے۔

ہلاک کرنے والے

تین چیزیں: (۱) عورت کی فرمانبرداری (۲) غصہ کی پیروی (۳) شہوت کی طاعت، ہلاک کرنے والی ہیں۔

تین چیزیں: (۱) بادشاہ کے خلاف جرأت کرنا (۲) خیانت کار کو امانتدار سمجھنا (۳) آزمانے کے لیے زہر خوری، ہلاک کرنے والی ہیں۔

تین چیزیں: (۱) ثروت مندی و مالداری کے بعد ناداری و غربت (۲) عزت و سرفرازی کے بعد ذلت و رسوائی (۳) دوستوں کی جدائی، جلانے والی اور ہلاک کرنے والی ہیں۔

تین چیزیں: (۱) دوستوں کی جدائی (۲) غربت و سفر میں مفلسی و ناداری (۳) دائمی سختی، قویٰ کو سست کر دیتی ہے۔

اشارہ سے غیبت کرنا

غیب بیان کرنے والا (یا اشارہ سے غیبت کرنے والا مذموم و مطعون ہے)۔

ہمتیں

بلندترین اوردورترین مقاصد، جودوبخشش سے زیادہ نزدیک ہیں۔
جتنی انسان کی ہمت ہوتی ہے، اتنے ہی اس کے رنج ومحن ہوتے ہیں (بلنداورزیادہ ہے توغم واندوہ زیادہ اورکم ہے تورنج والم کم ہوں گے)۔
بہترین ہمتیں وہی ہیں، جوبلند ہیں۔
جب (کوئی چیز) طلب کروتوبلند ہمت ہوجاؤ (جب کوئی چیز طلب کروتوبلند طلب کرو) اورجب غلبہ پاجاؤتوکریم الظفر بنو (یعنی جب کامیاب ہوجاؤتودشمن سے انتقام نہ لو)۔
جس کی ہمت بڑی ہوگئی، اس کاعزم عظیم ہوگیا۔
جس کی ہمت کم وچھوٹی ہوجاتی ہے، اس کی فضیلت باطل ہوجاتی ہے (یعنی کوئی فروعی واجتماعی بڑاکام انجام نہیں دے سکتا ہے)۔
جس کی ہمت بلند ہوتی ہے، اس کی قدروقیمت بڑھ جاتی ہے۔جس کی ہمت ومقصد بلندوبزرگ ہوتا ہے، اس کا مقصد کمیاب ہوتا ہے۔
اپنی پوری طاقت وہمت کواس کام میں صرف کرو، جوتمہارے اوپرلازم ہے اورجوتمہارے لئے اہم نہیں ہے، اس میں ہاتھ نہ ڈالو۔
جوہمتوں کے بلند درجات پرفائز ہوتا ہے، اسے امتیں بڑا سمجھتی ہیں۔
جس کا مقصد وہ چیز نہ ہو، جوخدا کے پاس ہے، وہ اپنی مراد کونہیں پاسکتا۔
صرف اسی کام کواہمیت دو، جوتمہیں اجروثواب دلائے اورصرف ثواب کی غنیمت حاصل کرنے کے لیے کوشش کرو۔
حمیت (ناموس سے دفاع کرنا) اتنی ہی ہوتی ہے، جتنی ہمت ہوتی ہے۔
مردکی قدروقیمت یاجواں مردی اتنی ہی ہوتی ہے، جتنی اس کی ہمت ہوتی ہے اوراس کاعمل اس کی نیت کے برابرہوتا ہے۔
مردکواس کی ہمت کے مانند، کسی چیز نے بلندنہیں کیااوراس کی شہوت کی مانند، کسی چیز نے پست نہیں کیا۔
مردکے اندروہ غم، اس کی ہمت کے برابرہوتے ہیں اوراس کی غیرت، اس کے ننگ وعارکے برابرہوتی ہے۔
اپنے اہم اورعظیم اندوہ کواپنے اہل وعیال پرنہ چھوڑوکیونکہ اگروہ اللہ سبحانہ کے دوست ہی توخدااپنے دوستوں کوضائع نہیں کرے گااوراگرخداکے دشمن ہیں توتمہاراغم خداکے دشمنوں کے لئے کیوں ہے؟
ہاتھ سے نکل جانے والی چیزپراپنے دل کورنجیدہ نہ کروکہ تمہیں آنے والی چیزمشغول کرلےگی۔

بے باکی

جواپنے کوہلاکتوں میں ڈالتا ہے، وہ پشیمان ہوتا ہے۔
خوف وڈر

جو ڈر اور خوف پر سوار ہو جاتا ہے، وہ مال کسب کرتا ہے (مال حاصل کرنے کے لیے انسان کو نقصان سے نہیں ڈرنا چاہئے)۔

اہانت کرنا

جو بڑے آدمیوں کی اہانت کرتا ہے (اور انہیں رسوا کرتا ہے) اس کی قدر و منزلت گھٹ جاتی ہے۔

خواہش

اپنی خواہشوں پر غلبہ حاصل کرو اور ان سے جنگ کرو (یا ان کی پیروی نہ کرو) کیونکہ اگر وہ تمہیں جکڑ لیں گی تو دور ترین ہلاکتوں میں ڈال دیں گی۔

خبردار! خواہشوں کی فرمانبرداری نہ کرنا کہ اس کی ابتدا فتنہ اور اس کی انتہا رنج و محن ہے۔

آگاہ ہو جاؤ، خوف خطرناک چیز کہ جس سے میں تمہارے بارے میں ڈرتا ہوں، وہ خواہشوں کی پیروی کرنا اور لمبی امیدیں ہیں۔

خواہش ہلاک کر دیتی ہے۔

خواہش ایک بچگانہ حرکت ہے۔

خواہش، عقل کی دشمن ہے (کیونکہ وہ جس چیز کا تقاضا کرتی ہے، اسے عقل و شرع مذموم سمجھتی ہے)۔

خواہش، عقلوں کا المیہ اور ان کی آفت ہے۔

خواہش، ایسا دشمن ہے، جس کی پیروی کی گئی ہے (آخرت اس کے پیچھے جاتی ہے جب کہ عقل اس سے بچتی ہے)۔

اگر تم اپنی خواہش کے مطابق چلو گے تو وہ تمہیں بہرا اور اندھا بنا دے گی اور تمہاری عقل کو خراب کر دے گی اور تمہیں ہلاکت میں ڈال دے گی۔ اگر تم اپنی خواہش کو اپنا حاکم بناؤ گے تو وہ تمہیں بہرا اور اندھا کر کے ہلاک کر دے گی۔

عقل کی آفت و مصیبت خواہش ہے۔

جب تم پر تمہاری خواہشیں غالب آ جائیں گی، وہ تمہیں ہلاکتوں کے گھاٹ اتار دیں گی۔

خواہش کی مخالفت کرو تا کہ محفوظ رہو اور دنیا سے اعراض کرو تا کہ غنیمت پاؤ۔

خدا رحم کرے، اس شخص پر کہ جس نے خواہش پر غلبہ پالیا اور دنیا کے جال سے نکل گیا۔

خواہش کی مخالفت، دین کا سر ہے۔

خواہش سے جنگ کرنا، عقل کا سر ہے۔

(نفس کو) ہوا و ہوس سے باز رکھنا، عقل مندوں کی عادت ہے۔

(غلط) خواہش، عقل کی تباہی کا باعث ہوتی ہے۔

خواہش، دین کی تباہی کا سبب ہے۔

خواہش کو عقل کے ذریعے کچل دو۔

خوش نصیب ہے وہ شخص، جس نے اپنی خواہش (کے پورا نہ ہونے) کا غم اٹھایا اور اپنی امید کو جھٹلایا اور اسے باطل سمجھا اور اپنی غرض سے چشم پوشی کی اور اس کے عوض ایک چیز حاصل کی (یعنی نفس کی غرض چھوڑ کر ایسی غرض کو حاصل کیا)۔

ہواوہوس کی فرمانبرداری، عقل کو خراب کر دیتی ہے۔ ہواوہوس کی فرمانبرداری، ہلاکت میں ڈال دیتی ہے۔

خواہش (ہواوہوس) اس شخص پر تسلط پانے میں کامیاب ہوئی ہے، جو اس کی فرمانبرداری کرتا ہے۔

جو ہواوہوس پر غالب آ گیا، وہ جنت الماوی کے حصول میں کامیاب ہو گیا۔

خواہش کا غرور، فریب دیتا ہے۔

خواہش کا غالب ہونا، دین و عقل کو خراب کر دیتا ہے۔

اپنی خواہش پر اسی طرح غلبہ پاؤ، جس طرح دشمن اپنے دشمن پر تسلط پاتا ہے یا اس سے اس طرح جنگ کرو، جس طرح دشمن اپنے دشمن سے جنگ کرتا ہے، ہوسکتا ہے، اس طرح تم اس کے مالک بن جاؤ۔

ساری ضلالت و گمراہی، خواہش کا اتباع کرنے میں ہے۔

جو اپنی خواہش پر غالب آ گیا، وہ کامیاب ہو گیا اور اپنے نفس کی خواہشوں کا مالک ہو گیا (اس نے اپنے حکم کے تابع کر لیا)۔

جس شخص نے خواہشوں سے فریب کھایا، وہ گمراہ ہو گیا۔

اپنی خواہش سے اپنی عقل کے ذریعے جنگ کرو تاکہ اپنی سیدھی اور صحیح راہ کے مالک بن جاؤ۔

اپنی ہواوہوس سے علم کے ذریعے اور اپنے غضب سے حلم کے وسیلہ سے جنگ کرو۔

اپنی خواہش پر غلبہ کرنے والے اور اپنی راہِ نجات تلاش کرنے والے بنو۔

اگر ہواوہوس ختم ہو جاتی تو غیر مخلص اپنے عمل کو ننگ و عار سمجھتے (کیونکہ ان کا عمل ان کی خواہش کے مطابق ہوتا ہے)۔

جس کی مالک خواہش ہو جاتی ہے، وہ گمراہ ہو جاتا ہے۔

جو اپنی خواہش کی فرمانبرداری کرتا ہے، وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔

جو اپنی خواہش پر غالب آ جاتا ہے، وہ عزت پاتا ہے۔

جو اپنی خواہش کا مالک ہو جاتا ہے، وہ اپنی عقل کا مالک ہو جاتا ہے۔

جو اپنی خواہش کی موافقت کرتا ہے، وہ اپنی ہدایت کی مخالفت کرتا ہے۔

جس کی خواہش قوی ہو جاتی ہے، اس کا عزم وارادہ کمزور وضعیف ہو جاتا ہے۔

جو اپنی خواہش پر سوار ہو جاتا ہے، وہ لغزش کرتا ہے۔

جو اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے، وہ اپنے نفس کو ہلاک کرتا ہے۔

خواہش کی مخالفت کرتا ہے، وہ علم کا اتباع کرتا ہے۔

جوخواہش کے پیچھے پیچھے چلتا ہے، وہ ہلاک ہوتا ہے۔

خواہش کے ساتھ عقل نہیں ہوتی ہے۔

جوخواہش کی مخالفت کرتا ہے، وہ عدم بصارت کو سمجھ لیتا ہے۔

خواہش کے ساتھ دین نہیں ہے (یعنی دین وخواہش ایک ساتھ جمع نہیں ہوتے ہیں)۔

جواپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے، وہ اپنی آخرت کو دنیا کے عوض فروخت کردیتا ہے۔

جس کی خواہش اس کی عقل پر غالب آجائے، اس پر رسوائیاں چھاجاتی ہیں۔

جو بلند درجات پر فائز ہونا چاہتا ہے، اسے ہوا وہوس پر غلبہ پانا چاہئے۔

ہوا وہوس جس کی مالک ہوجاتی ہے، وہ کسی نصیحت کرنے والے کی نصیحت قبول نہیں کرتا ہے۔

جس کا عمل ہوا وہوس سے خالی ہوتا ہے، اس کا نیک اثر ہر کام میں ظاہر ہوتا ہے۔

جوخواہش کی پیروی کرتا ہے، وہ اسے اندھا، بہرا، ذلیل اور گمراہ کردیتی ہے۔

جس کو اس کی خواہش لے کر چلتی ہے، اس پر شیطان غالب آجاتا ہے۔

جواپنی خواہش کی آنکھ سے دیکھتا ہے (نہ کہ بصیرت وحقیقت کی نگاہ) وہ فتنہ میں مبتلا ہوتا ہے اور ظلم کرتا ہے اور واضح راستہ سے ہٹ جاتا ہے اور ہلاک ہوجاتا ہے۔

ہوا وہوس کی مانند کسی چیز نے عقل سے جنگ نہیں کیا ہے (یا خواہش جیسا کوئی عقل کا دشمن نہیں ہے)۔

خواہش کی مانند کسی چیز نے دین کو برباد نہیں کیا ہے۔

خواہش کی سواری، ہلاک کرنے والی ہے۔

خواہش کی مخالفت (میں) عقل کی شفا ہے۔

خواہش سے مغلوب ہونے والا، ہمیشہ اس کا غلام رہے گا۔

یہ جملہ نہج البلاغہ کے خطبہ غرا کا جز ہے، جو آپؑ نے خلقت انسان کے بارے میں دیا تھا کہ خدا نے اسے تین تاریکیوں میں نطفہ اور جمے ہوئے ناقص خون سے پیدا کیا ہے، پھر شیر خوارگی کے زمانہ کو بیان کیا اس کے بعد اسے نگہداشت کرنے والا دل ودماغ اور بولنے والی زبان عطا کی...... یہاں تک فرماتے ہیں اور اس کا قدوقامت اپنے کمال کی منزل پر پہنچ گیا تو غرور وسرمستی میں آکر (ہدایت سے بھٹک گیا) کے ڈول بھر بھر کے کھینچ رہا تھا اور نشاط وطرب کی کیفیتوں اور ہوسرانیوں کی تمناؤں کو پورا کرنے کے لئے پوری جانشفانی میں بڑھ گیا۔

شیطان کا بہترین مددگار، خواہش کا اتباع کرنا ہے۔

جس کو خواہش نے گمراہ کردیا ہے، وہ ہلاک ہوگیا ہے اور شیطان اسے اندھیروں میں کھینچ کرلے گیا ہے۔

تمہاری ہوا و ہوس تم پر ہر دشمن سے زیادہ ظلم کرنے والا ہے پس اس پر غلبہ حاصل کرو، ورنہ وہ تمہیں ہلاک کردے گی۔

تمہاری خواہش تمہارے علم کو دور نہ کرے (کہ تم علم پر عمل نہ کرسکو گویا اس پر تمہاری دست رس نہیں ہے)۔

خواہش کی پیروی کرو کیونکہ جو خواہش کی پیروی کرتا ہے، وہ ذلت میں پھنس جاتا ہے۔

(یہ کلمہ نہج البلاغہ کے خطبہ ۱۰۴ کا جز ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں: اللہ کے بندو!) جہالت و نادانی یا اپنے نادانوں کی طرف نہ مڑو اور نہ اپنی خواہشوں ک تابع ہو جاؤ کیونکہ خواہشوں کی منزل میں اترنے والا ایسا ہی ہے، جسے کوئی ایسی زمین پر کھڑا ہو، جس کو پیچ سے سیلاب نے کاٹ ڈالا ہو اور وہ نیچے گرنا ہی چاہتی ہو۔

خواہش، دو بڑے دشمنوں میں سے ایک ہے۔

ہوا و ہوس اور لذت معبود ہے (یعنی اس کی پوجا کی جاتی ہے)۔

ہوا و ہوس اور گراہی پر غلبہ پانے کے سبب، جہنم کی آگ سے نجات پانے والے کم ہیں۔

اپنی خواہش کو قابو میں رکھو اور جو چیز تمہارے لئے حلال نہیں ہے، اس میں اپنے نفس کے لئے کنجوسی کرو کیونکہ نفس کے لئے بخیلی کرنا ہی درحقیقت سخاوت ہے۔

جو خواہش نفسوں کو بلندی سے پستی میں گرانے کی مانند گرا دیتی ہیں اور انہیں کامیابی کی منزل سے بہت دور کر دیتی ہیں، ان سے بچو۔

ہوا و ہوس تھوڑی بھی عقل کو خراب کر دیتی ہے۔

ہوا و ہوس سے بڑا کوئی تلف نہیں ہے۔

سب سے بڑا ہلاک کرنے والا خواہش (نفس) ہے۔

خبردار! خواہش کے تابع نہ ہونا کہ وہ ہر رنج و الم کی طرف ہنکا لے جائے گی۔

بہترین بافضیلت آدمی وہ ہے، جو اپنی خواہش سے جنگ کرتا ہے۔

ہوا و ہوس کی ابتدا فتنہ اور اس کی انتہا رنج و محن ہے۔

ہوا و ہوس، اندھے پن میں شریک ہے (گویا وہ اسے نظر نہیں آتا ہے کیونکہ اس پر ہوس غالب ہے)۔

خواہش و ہوس، پوشیدہ بیماری ہے (پس غور و فکر کے ذریعے اسے پہچاننا چاہئے)۔

ہوا و ہوس، عقلوں کی آفت و مصیبت ہے۔

خواہش، ہلاک کرنے والا دوست ہے۔

ہوس، علم کی ضد ہے۔

خواہش، رنج و الم کی اساس ہے۔

خواہش،فتنوں کی سواری ہے۔

ہواوہوس اپنے حامل کوپستیوں (جہنم) کے سب سے نچلے طبقہ) میں گرا دیتی ہے۔

خواہش اور طمعوں کے غلام نہ بنو۔

خواہش جیسا کوئی دشمن نہیں ہے۔

خواہش،فتنہ کی سواری ہے۔

ہیبت

ہیبت،(یعنی ایسا طریقہ اختیار کرنا،جس سے لوگ اس سے ڈریں) یاس وخسارہ ہے۔(یعنی خدا کی بارگاہ سے ناامیدی! لوگوں کا اس سے ناامید ہونا ہے کیونکہ وہ اس سے رابطہ بھی قائم نہیں کر سکیں گے)۔

ہیبت،ناامیدی سے ملی ہوئی ہے۔

ہیبت کی آفت،مزاح ہے۔

ہیبت ناامیدی کے ساتھ ہے(خواہ دوسرے اس سے ڈریں یا یہ دوسروں سے ڈرے)۔

ناامیدی

دنیا سے ناامید و مایوس ہونا،دو کامیابیوں میں سے ایک ہے۔

اخلاص کا لب لباب،دنیا والوں کی چیزوں سے ناامید ہونے میں ہے(کیونکہ جب مخلوق سے انسان مایوس ہو جائے گا تو مخلصانہ طور پر خدا سے لولگاؤ)۔

مخلوق سے کوئی توقع نہ رکھنا،بہترین آزادی یا بہترین چیز ہے۔

بہترین یا عظیم المرتبت انسان وہ ہے،جس نے لوگوں سے بے نیاز رہنے یا ان سے توقع نہ رکھنے کو پسند کیا ہے اور قناعت و پاک دامنی کو اپنا شعار بنالیا ہے اور حرص وطمع سے بری ہو گیا ہے کیونکہ حرص وطمع ہر وقت کا فقر ہے اور یاس وقناعت کھلی ہوئی ثروت مندی ہے۔

لوگوں سے ناامیدی،خود کو غلامی سے چھڑانا ہے۔

ناامیدی تسلی ہے(کیونکہ جب کسی چیز کی طمع ہوتی ہے تو بے چینی بڑھ جاتی ہے کہ یہ کام ہوگا یا نہیں لیکن ناامیدی سے بے چینی و اضطراب ختم ہوجاتا ہے)۔

ناامیدی،موجود ثروت مندی ہے۔

عزت،ناامیدی کے ساتھ ہے۔

ناامیدی، روح ونفس کو آرام دیتی ہے۔
ناامیدی، مجدد آزادی ہے (یعنی جو شخص طمع رکھتا ہے، گویا وہ غلام تھا اور جب ناامید ہوا تو آزاد ہو گیا)۔
(لوگوں سے) مایوس ہونا، آرام بخش آزادی ہے۔
ناامیدی، اسیر (طمع) کو عزت بخشتی ہے۔
ناامیدی، لوگوں کے سامنے تضرع وزاری کرنے سے بہتر ہے۔
(لوگوں اور ان سے توقع نہ رکھنے) ناامیدی کے ذریعے ثروت حاصل ہوتی ہے۔
لوگوں کی چیزوں سے ناامیدی کے ذریعے، خود کو آراستہ کرو تا کہ ان کی آفتوں سے محفوظ رہو اور ان کی محبت حاصل کر سکو۔
ناامید ہونے میں جلدی کرنا، دو کامیابیوں میں سے ایک ہے (یعنی اگر یہی طے ہے کہ حاجت مند کی حاجت روائی نہیں کرتا ہے تو جتنی جلد ہو سکے اسے ناامید کر دے تا کہ حاجت مند کو آرام مل جائے، اس کے برعکس توقع میں وہ ناآرام رہے گا)۔
حسن یاس یہ ہے کہ آدمی لوگوں سے مایوس ہو جائے اور یہ طلب کی ذلت قبول کرنے سے بہتر ہے۔
جب طمع ہلاک کرنے والی ہوتی ہے تو ناامیدی مطلوب حاصل کرنا ہوتی ہے۔
جو کسی چیز سے مایوس ہو جاتا ہے تو اسے فراموش کر دیتا ہے (پھر اس کا تعاقب نہیں کرتا ہے)۔
لوگوں کے سامنے تضرع وزاری کرنے سے ناامیدی کی تلخی بہتر ہے۔
ان چیزوں سے ناامیدی جو لوگوں کے پاس ہیں، اخلاص کا سرنامہ ہے۔

ایتام

اپنے یتیموں کے ساتھ نیکی کرو اور اپنے ناداروں کے ساتھ مساوات کرو اور کمزوروں کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ۔
جو کسی یتیم پر ظلم کرتا ہے، وہ اپنی اولاد پر ظلم کرتا ہے (یعنی خدا کی طرف سے ایسے اسباب ہو جائیں گے کہ دوسرے اس کی اولاد کا خیال نہ رکھیں گے)۔
جو یتیموں کا خیال رکھتا ہے اس کی اولاد کا خیال رکھا جائے گا (یعنی خدا کی طرف سے ایسے اسباب ہو جائیں گے کہ دوسرے اس کی اولاد کا خیال رکھیں گے)۔
یتیم و مسکین کی کفالت کرنے والا خدا کے نزدیک معزز و مکرم ہے۔
یتیم کی کفالت کرنے والا، خدا کے نزدیک برگزیدہ ومنتخب ہے۔

بیداری اور دینی بیداری

دینی بیداری اور دین سے آگاہی، اس شخص کے لئے نعمت ہے کہ جس میں بیداری پیدا ہوئی ہے۔

بیداری نور ہے، غفلت فریب ہے۔

بیدار، بینا ہونا (اور تمام امور واقف ہونا ہے)۔

یقیناً تمہیں (ان چیزوں کے ذریعے بیدار کر دیا گیا ہے کہ جس کے ذریعے بیدار کرنا چاہئے) سو تم بیدار ہو گئے اور تمہاری رہنمائی کر دی گئی تو تم راہ پر آ گئے ہو۔

بیداری کے ذریعے جس کی پشت پناہی نہ ہو سکے، وہ نگہبانوں کے ذریعے بھی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔

بیداری (و آگاہی) رنج والم کا سبب ہے۔

اے سننے والے اپنی مستی سے ہوش میں آ اور اپنی غفلت سے بیدار ہو جا اور (معصیت وطلب دنیا میں) کم عجلت کر (یا ان سے) باز آ۔

کیا تم اپنی غفلت سے زندگی کی مدت ختم ہونے سے پہلے بیدار نہ ہو گے؟

یقین

(جو کام کرو) مضبوط و محکم کرو (یا یقین حاصل کرو) تا کہ کامیاب ہو جاؤ۔

بہترین دین، (مبدا و معاد اور معارفِ دین کا) یقین رکھنا ہے۔

صبر کی اصل و اساس، خدا کے بارے میں حسن یقین رکھنا (کیونکہ جب انسان یہ سمجھ جائے گا کہ مصائب و مشکلات خدا کی مشیت ہے اور اسے اس کا یقین ہو جائے گا تو اس کے لئے صبر کرنا آسان ہو جائے گا)۔

زہد کی اصل، یقین ہے اور اس کا پھل نیک بختی ہے۔

یقین، عبادت ہے۔

یقین، نور ہے۔

یقین، ایمان کا عنوان ہے (اصولِ عقائد کے بارے میں یقین محکم ہی سے ایمان کامل ہوتا ہے، اس کے بغیر کامل و صحیح نہ ہوگا)۔

یقین، بہترین زاہد بنتا ہے (کیونکہ دنیا سے بے رغبتی کا باعث، یقین ہی ہوتا ہے اور جو زہد یقین کے ہم راہ ہوتا ہے، وہ بہت قیمتی ہوتا ہے)۔

یقین، ایمان کا ستون ہے۔

یقین اور علم قطعی، ذہین و زیرک لوگوں کا لباس ہے (جو ان سے ہرگز جدا نہ ہو گا)۔

یقین شک کو رفع کر دیتا ہے (شک و تردید کو وہی یقین ورع رفع کر سکتا ہے، جو دلیل و برہان سے حاصل ہوتا ہے۔

یقین، زہد کو وجود بخشتا ہے۔

یقین، دین کا سر ہے۔

یقین، بہترین عبادت ہے۔
بے شک میں اپنے رب کی طرف سے یقین پر ہوں اور اپنے دین میں مجھے کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔
یقین ہی سے عبادت مکمل ہوتی ہے (یقین کے بغیر عبادت کا کوئی فائدہ نہیں ہے)۔
یقین کا پھل، دنیا سے بے رغبتی ہے۔
دین کا سر، صدق یقین ہے۔
یقین، اخلاص کا سبب ہے۔
تمہارے لئے ضروری ہے کہ یقین کے ساتھ رہو، اس سے جدا نہ ہو اور شک سے دور رہو کیونکہ مرد کے دین کو سب سے زیادہ ہلاک کرنے والی چیز اس کے یقین پر شک کا غالب آنا ہے (خواہ اعتقادات میں آئے یا تمام احکام میں، انسان کو حتی الامکان یقین حاصل کرنے کی کوشش کرنا چاہئے کہ شک بہت بری چیز ہے)۔
تمہارے لئے ضروری ہے کہ تم یقین وتقویٰ سے وابستہ رہو کہ یہ دونوں تمہیں جنت الماویٰ میں پہنچادیں گے۔
جتنا دین قوی ہوتا ہے، اتنا ہی یقین حاصل ہوتا ہے (یعنی جتنا انسان دینی معاملات میں سنجیدہ ہوتا ہے، اتنا ہی اس کا یقین قوی ہوتا ہے)۔
یقین کی غرض وانتہا، اخلاص (یعنی عمل کو خدا کے لئے خالص کرنا) ہے۔
یقین کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ عبادت ہے (اس کے لوازم واعمال سے قطع نظر خود یقین عبادت ہے)۔
جو طلب میں اسراف کرتا ہے اور کسب وکمائی میں خود کو مشقت میں ڈالتا ہے، اس کا یقین سچا نہیں ہے۔
اگر تمہارا یقین صحیح ہوتا تو تم فانی (دنیا) کو باقی (آخرت) سے کیوں بدلتے اور بہترین چیز کو خراب چیز کے عوض کیوں فروخت کرتے؟
جو (مبدا ومعاد کا) یقین کرتا ہے، وہ نجات پاتا ہے۔
جو یقین کرتا ہے، وہ نجات پاتا ہے۔
جس کا یقین نیک ومحکم ہوتا ہے، وہ امیدوار ہوتا ہے (یعنی خدا کے فضل وکرم کی امید کا تعلق مبدا ومعاد کے یقین سے ہے)۔
جو یقین کرتا ہے، وہ کام میں جدوجہد کرتا ہے۔
جس کی جزا کا یقین ہوتا ہے، وہ احسان کرتا ہے (یا نیک کام انجام دیتا ہے)۔
جس کا یقین قوی ہوتا ہے، وہ (مصائب ومشکلات میں مضطرب نہیں ہوتا ہے)۔
جو آخرت پر یقین رکھتا ہے، وہ دنیا کا حریص نہیں ہوتا ہے۔
جس کا یقین بہترین ہوتا ہے، اس کی عبادت بہترین ہوتی ہے۔

جس کا یقین سچا ہوتا ہے، وہ (بلا و مصائب اور احکام و معارف میں مضطرب نہیں ہوتا ہے)۔
جس کا یقین درست اور صحیح ہوتا ہے، وہ جدال و بحث سے رغبت نہیں رکھتا ہے (کیونکہ جانتا ہے کہ یہ کام عقلیو شرعی لحاظ سے ناپسند ہے)۔
جس کے دل میں یقین نہیں ہوتا ہے، اس کا عمل اس کی پیروی نہیں کرتا ہے (عمل کا تعلق یقین سے ہے)۔
جو یقین رکھتا ہے، وہ امیدوار ہوتا ہے۔
اس شخص کا یقین کتنا عظیم ہے کہ جس کے دل تک یقین کی سردی پہنچی ہے (کہ جس کے دل میں معارفِ الٰہی کا مستقل یقین ہیں۔
شک کو رفع کرنے کے لئے یقین کتنا اچھا ہے (جس کو یقین حاصل ہوجاتا ہے اسے شک نہیں ہوتا ہے)۔
یقین کے ساتھ سونا، شک کے ساتھ نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔
ہلاک ہوگیا وہ شخص کہ جس نے یقین کو شک کے حق و باطل کے اور آخرت کو دنیا کے عوض فروخت کر دیا۔
جس کے پاس یقین نہیں ہے، اس کے پاس ایمان نہیں ہے۔
امید کی کمی، اخلاص عمل اور دنیا سے بے رغبتی کے ذریعے یقین پر استدلال کیا جاتا ہے۔
یقین پر استدلال امید کے کوتاہ ہونے، عمل میں خلوص اور دنیا میں پرہیزگاری سے کیا جاتا ہے۔
(اصول عقائد میں) شک کرنا اور ہوا و ہوس کا غلبہ، یقین کو برباد کر دیتا ہے۔
یقین رکھنے والے کا اسلحہ، بلا و مصیبت پر صبر اور وسعت و فراخی (کی زندگی) میں شکر ادا کرنا ہے۔
یقین رکھو، کامیاب ہوجاؤ گے۔
جو (مبدا و معاد کا) یقین رکھتا ہے، وہ احسان کرتا ہے۔
صاحبانِ یقین، مخلصین (جن لوگوں نے اپنے اعمال کو خالص کر لیا ہے) اور ایثار کرنے والے دوسروں کو خود پر مقدم کرنے والے، اعراف والے ہیں (اعراف، عرف کی جمع ہے یعنی بلند جگہ اس آیت: "وعلی الاعراف رجال یعرفون کلام بسیمھم" اعراف آیت ۴۶ کی تفسیر میں لکھا ہے: اعراف حجابوں کی بلندیاں اور ایک حصار ہے، جو جنت و جہنم کے درمیان واقع ہے۔ جنت و جہنم والوں کو وہ نشانیوں سے پہچان لیں گے۔ ان کے بارے میں دو احتمال دیئے گئے ہیں: ایک یہ کہ اعراف والے انبیاؑ برگزیدہ اور شہدا کی مانند بلند مرتبہ افراد ہیں۔ یہی روایات میں بیان ہوا ہے۔ دوسرا یہ کہ یہ مسلمانوں کا ایک گروہ ہے کہ جس نے عمل میں کوتاہی کی ہے لہٰذا خدا نے انہیں اس وقت تک کے لئے قید کر دیا، جب تک کہ ان کے بارے میں حق کے ساتھ فیصلہ نہیں ہوجاتا)۔
صاحب یقین، اپنے نفس پر سب سے زیادہ محزون ہوتا ہے۔
کہاں ہیں، اہل یقین کہ جنہوں نے خواہشوں کے لباس کو اتار پھینکا اور دنیا کے تعلق اور رشتوں کو توڑ ڈالا؟